نور الوردة
شرح
قصیدة البردة
الکوکب الدریة فی مدح خیر البریة
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
قصیدہ بردہ کے نعتیہ اشعار کی شرح کا ایک عظیم الشان نوری تحفہ
شارح
مدّاحِ رسول ﷺ فاضل جلیل، عالم نبیل، پیر طریقت
حضرت علامہ الحاج حافظ محمد عنایت اللہ سُنّی حنفی نقشبندی مجددی نوری رحمۃ اللہ علیہ
از۔ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ
ادارہ
نور علیٰ نور
مکتبہ نقشبندیہ مجددیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كَعبَةُ اللّٰه زَادَ اللّٰه شَرَفاً وَّعَظَماً وَّكَرَماً

السّلام اے سبز گنبد کے مکیں
السّلام اے رَحمۃً للعلمین

روضہ شریف امام ربانی
حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمت سرہند شریف انڈیا

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَةً وَ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا (الحدیث)

بے شک شعر میں حکمت اور بیان میں سحر ہے۔

قصیدہ بُردہ کے نعتیہ کلام کی شرح کا ایک محبت افروز شاہکار تحفہ عظیمہ

نُورُالوَردَة شرح قصِیدَة البُردَة

الکَوکَبُ الدُّرِیَّة فِی مَدحِ خَیرِالبَرِیَّة

صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم

شارح

مدّاحِ رسول ﷺ فاضل جلیل، عالم نبیل

حضرت علامہ مولانا الحاج حافظ محمد عنایت اللہ سُنّی حنفی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

المولد ۱۳۵۰ھ - المتوفی ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ
بانی جامع مسجد نورٌ علیٰ نور

۶۔ المصطفی، ۴ رضویہ سٹریٹ، کلفٹن کالونی، وحدت روڈ

عروسُ البلاد الاولیاء لاہور، پاکستان۔ فون: ۰۴۲-۳۷۸۱۰۹۰۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب	:	نورُالوردہ شرح قصیدۃ البُردۃ (اَلکوکبُ الدّریۃ فی مدحِ خیرالبریّۃ)
شارح ومترجم	:	مدّاحِ رسول مولانا الحاج حافظ محمد عنایت اللہ نقشبندی مجدّدی نوری رحمۃ اللہ علیہ
بہ ارشادوسرپرستی	:	مولانا محمد ارشاد نقشبندی مجددی مرید کے، ضلع شیخوپورہ
تزئین وترتیب	:	صاحبزادہ محمد عطاء المصطفیٰ
پروف ریڈنگ	:	اختر حبیب اختر
کمپوزنگ	:	خالد مسعود، دانیال کمپوزنگ سینٹر، لاہور
کیلیگرافر	:	کمال احمد
پرنٹر	:	عفاف پرنٹر، اردوبازار، لاہور
پبلشر	:	مکتبہ نقشبندیہ مجددیہ، کلفٹن کالونی لاہور
اشاعت اوّل	:	شعبان المعظم ۱۴۳۶ ہجری المقدسہ بمطابق ۲۰۱۵ء
ہدیہ	:	۱۰۰۰روپے
تعداد	:	۱۰۰۰

ملنے کا پتہ

۱۔ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ سرہند شریف ریاست پٹیالہ "انڈیا"

۲۔ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

۳۔ مکتبہ نقشبندیہ مجدّدیہ، جامع مسجد نُور علی نور، المصطفیٰ، رضویہ سٹریٹ، کلفٹن کالونی، لاہور

۴۔ مکتبہ نبویہ داتا گنج بخش روڈ لاہور

۵۔ صاحبزادہ انجینئر محمد ذکاء المصطفیٰ یو ایس اے (متولی ادارہ) 0013472479467

۶۔ صاحبزادہ محمد ضیاء المصطفیٰ نقشبندی مجددی (منتظم اعلیٰ۔ادارہ) 0322-4700629

۷۔ ظفر وسیم نقشبندی مجددی، نگران شعبہ اشاعت

رابطہ: کلفٹن کالونی عروس البلاد، لاہور، پاکستان۔ فون نمبر: ۰۴۲۔۳۷۸۱۹۰۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ضروری گذارش

زیر نظر کتاب حضرت مولانا الحاج حافظ محمد عنایت اللہ نقشبندی مجددی نوری رحمۃ اللہ علیہ کی پانچ تصانیف سے ایک ہے۔قصیدہ بردہ شریف کی شرح (نورالوردہ) آپ نے حضور نبی کریم روف الرحیم ﷺ کے حکم مبارک سے لکھی۔جس کا ذکر آپ نے شرح میں لکھا ہے:"**یہ شرح نورالوردہ محبوب کائنات ﷺ نے لکھائی ہے حافظ سے، نورالوردہ ہے گلدستہ حمد ونعت حکم سرکار ﷺ سے ہے،ہم کو سروکار۔ یہ شرح لکھی نہیں لکھائی گئی ہے حکم حضور ﷺ سے**" براویت ظفر وسیم نقشبندی مجددی وحافظ عامر سعید قادری حضرت صاحب الرحمۃ کے پاس حضرت مولانا محمد ارشاد نقشبندی ضلع شیخوپورہ سے تشریف لائے۔انہوں نے فرمایا کہ میں مدینہ شریف حاضری دے کر آیا ہوں۔حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ محمد عنایت اللہ کو کہو کہ وہ قصیدہ بردہ شریف کی شرح لکھیں۔اس عظیم واقعہ کا ذکر آپ نے اپنی ڈائری میں مختلف جگہوں پر کیا ہے اور اس واقعہ کو حضرت مولانا بطور تحدیث نعمت فرماتے تھے۔مولانا موصوف نے طویل عرصہ میں اس شرح کی تکمیل فرمائی۔لیکن کتاب ابھی کمپوزنگ و پروف ریڈنگ کے مراحل سے گزر رہی تھی کہ حضرت صاحب کا وصال مبارک ہوگیا۔اس لیے اگر کتاب میں کوئی علمی، فقہی کسی بھی قسم کی کوئی غلطی بشمول کمپوزنگ، پروف ریڈنگ و پرنٹنگ ہو تو اس سے شارح کا تعلق نہ سمجھا جائے۔ادارہ نے ہر ممکن کوشش کی کہ اغلاط سے پاک شرح شائع کی جائے۔ادارہ خصوصاً علماء اکرام اور عام قارئین سے گزارش کرتا ہے کہ غلطی کی صورت میں ادارے کو مطلع فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کا ازالہ کیا جاسکے۔اس کے لیے ادارہ آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوگا۔

اظہار تشکر

شارح قصیدہ بردہ شریف حضرت مولانا حافظ محمد عنایت اللہ نقشبندی مجدی نوری رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد نورٌ علیٰ نور اور مکتبہ نقشبندیہ مجددیہ کی بنیاد رکھی۔آپ کی حیات مبارکہ اور وصال کے بعد جن حضرات نے علمی و مالی تعاون جاری رکھا ہے ادارہ ان کا نہایت شکر گزار ہے۔خصوصاً جناب سید افتخار احمد شاہ مدظلہ عالیٰ، سجادہ نشین درگاہ حضرت مجدد الف ثانی، آپ کے پیر خانہ حضرت کیلیا نوالہ شریف اور استاد خانہ جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بکھی شریف کے بزرگان کی ادعیہ صالحہ ادارہ کے شامل حال ہیں۔ادارہ جناب مفسر قران پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب، جناب اختر حبیب اختر صاحب (پروف ریڈر)، جناب مفتی ظہور احمد جلالی صاحب، جناب علی اکبر الاظہری صاحب کے مفید مشوروں کا شکر گزار ہے۔جناب خالد مسعود صاحب (کمپوزر) کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہے۔جناب حافظ محمد عامر صاحب، جناب حافظ محمد ندیم شریف صاحب اور تمام مریدین ومتوسلین کا شکر گزار ہے جنھوں نے ادارہ سے مالی تعاون جاری رکھا ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے امین۔

فہرست

ہشت ابواب کتاب ہشت ابواب جنت

فَادْخُلُوا مِنْ اَیِّ بَابٍ شِئْتَ اے نیکو سرشت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف شارح

تعارف مصنف

نام نامی اسم گرامی حافظ محمد عنایت اللہ، وطن مالوف جوکالیاں گجرات (پاکستان) تاریخ پیدائش ۱۷ جون ۱۹۲۹ء نسباً مغل چغتائی۔ نسبتاً نقشبندی مجددی، مسلکاً سنی حنفی المذہب حافظ قرآن عالم دین اور مداح رسول کے نام سے معروف ہوئے۔ درس نظامی کی ابتدائی کتابیں دار العلوم محمدیہ رضویہ نوریہ بکھی شریف سے پڑھیں۔ قبلہ و کعبہ فاضل جلیل حافظ القرآن شیخ الحدیث السید محمد جلال الدین شاہ نقشبندی مجددی قادری علیہ الرحمۃ اللہ کے خدمت عالیہ میں بطور خادم خاص پانچ سال رہے۔

دورہ حدیث پاک

احادیث صحاح ستہ کی سند فضیلت مشہور و معروف قدیمی درس گاہ دار العلوم جامعہ حزب الاحناف لاہور سے سید المحدثین حضرت ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی نسبت

عروس البلاد اولیاء سرہند شریف ۱۹۸۰ء میں عرس مبارک پر خصوصی حاضری نصیب ہوئی اور سجادہ نشین کی حکم پر جمعۃ المبارک پڑھانے کا شرف پایا۔ دستار خلافت اور خصوصی تبرکات سے نوازے گئے۔ جب کوئی وفد سرہند شریف سے دورہ تبلیغ اسلام کے لیے آتا تو آپ کو ہی میزبانی کا شرف ملتا اور مسجد نور علیٰ نور کی بنیاد آپ نے ہی اپنے دست مبارک سے رکھی۔ جو آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا پاکستان میں مرکز ہے۔

سلسلہ تصنیف و تالیف

- سب سے پہلی کتاب مستطاب ''تحفۃ الصلوٰۃ الی النبی المختار'' گلدستہ شریف ہے۔ جس کی افتتاحی تقریب سعید ''المدینہ المنورہ'' چبوترہ صحابہ صفہ پر منعقد ہوئی۔ جس نے عالم اسلام میں قبولیت اور شہرت پائی۔ یہ سب درود شریف کی برکت ہے۔
- دوسری تصنیف لطیف ''تحفۃ الصلوٰۃ الی المالک المختار'' گلدستہ نماز ہے۔ جس میں نماز کے رموز و کنایات، انوار و اسرار اور پوشیدہ حکمتیں بیان کی گئیں ہیں جو فقہ حنفی کے مسائل سے مزین اور نسبت نقشبندیہ مجددی کے انوار سے منور جامع مانع کتاب ہے۔ اس کا افتتاح کعبۃ اللہ صحن حرم دوران طواف و مقام ابراہیم میں ہوا

فقرہ فقرہ گل بداماں جملہ جملہ گل بجیب   خوشبوئے باد بہاری الفاظ سراپا نو بہار

o تیسری تصنیف نورالوردہ فی شرح قصیدہ بردہ ہے جو آپ نے طویل عرصے میں لکھی۔

قبر حافظ جنت بنے گی جب جلوہ فرما ہوں گے حضور ﷺ کتاب نورالوردہ ہاتھ میں ہو وقت حساب اے شفیع محترم ﷺ

o چوتھی تصنیف صحیفہ درود والسلام بر سید لولاک علیک الصلوٰۃ والسلام، درود شریف کے فضائل وفوائد پر بے مثل کتاب ہے۔

o آپ نے درود شریف کی مشہور ومعروف کتاب دلائل الخیرات شریف کا دیباچہ، ترجمہ وحواشی سے مزین، حشو و زوائد اور اغلاط سے پاک قدیمی نسخہ صحیحہ مصریہ کے مطابق چھپوانے کا اہتمام کیا جو کہ شوارق الانوار فی ذکر الصلوٰۃ علی النبی المختار ہے اور وظیفہ درود شریف پڑھنے والوں کے لیے تحفہ عظیمہ ہے۔

دوران حج بیت اللہ شریف المدینۃ المنورہ کی حاضری میں الشیخ الدلائل محمد بن یوسف باشلی مدنی علیہ الرحمۃ کے وظیفہ دلائل الخیرات شریف کی اجازت اور از راہ محبت سند فضیلت سے نوازے گئے۔ آپ کے سینکڑوں مریدین عقیدت مند وظیفہ درود شریف پڑھتے ہیں تا آنکہ حرم نبوی میں وظیفہ درود سریف پڑھا جاتا ہے۔ یہ سب انعامات والطائف اور عنایت دینی ودنیوی آپ کے مرشد اکمل سیدی اجمل مرشدی اکمل غوث العصر جنید وقت السید نور الحسن شاہ بخاری نقشبندی مجددی نائب شیر ربانی امین فیض مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ عنایت سے ہیں۔

وصال مبارک

آپ نے مسجد سے ملحق اپنے حجرہ شریف میں اپنی قبر کے لیے جگہ مختص کی اور ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ بمطابق ۱۵ جولائی ۲۰۱۱ء کو بوقت جمعۃ المبارک وصال فرما گئے۔

وقت آخر اپنے عنایت پہ بھی عنایت ہو صورت ہو دل میں تیری درود ہو لب پہ تیرا

———o———

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شارح قصیدہ بردہ شریف

حضرت مولانا الحاج حافظ محمد عنایت اللہ نقشبندی مجددی مبارک خواب کا ذکر اپنی ڈائری میں لکھتے بطور تبرک چند قارئین کی نظر کی جا رہی ہیں۔

خواب ۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ؕ

خواب إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ خواب

خواب ۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي ؕ

خواب نبی کریم رؤف رحیم صاحب کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہے ہیں

عمرہ عید الفطر المدینۃ المنورہ جون 1988ء

خواب ۔ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ؕ بشارت مزید عمرہ جات

المدینۃ المنورہ

خواب ۔ ساری رات درود شریف دل میں گھومتا رہا

ذکر مبارک قصیدہ بردہ شریف

خواب ۔ شہزادۂ نبوت شبیہ رسول شاہ گلگوں قبا شہید کربلا حضرت حسنین کریمین

ساری رات ذہن میں رہا اور دعا کرتا رہا۔

خواب ۔ مسجد میں نماز پڑھانے لگا۔
مغفرت اور عافیت کا پیغام آگیا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انتساب

نُورُ الوردۃ شرح قصیدۃُ البُردۃ ''الکوکبُ الدّرّیۃ فی مدحِ خَیر البریّۃ'' کو حضور محبوب پاک سیّد لولاک، سیّدالانبیاء، امام الانبیاء، احمد مجتبٰے، محمّد مصطفٰے علیہ وآلہ الصّلوٰۃُ والسلام والتحیّۃُ کی بارگاہ رحمۃ للعالمینی کے نعت خواں، نعت گو متقدمین حضرات صحابہ کرام جناب حسّان ابن ثابت انصاری مدنی، جناب کعب ابن زُہیر، جناب عبداللہ بن رواحہ وغیرذٰلِکَ رضوانُ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فی کلِّ حِین وّاٰنٍ کی طرف منسوب کرتا ہوں۔

''شاہا! قبول کن ایں تحفہ گدارا''

☆ متاخرین میں جناب امام شرف الدین محمّد بن سعید بن حماد بوصیری شاذلی علیہ الرحمۃ صاحبِ قصیدہ بردہ کے نام سے معنون کرتا ہوں اور بارگاہ خداوند قدوس سے قبولیت کی امید رکھتا ہوں ؎

''شاہاں راچہ عجب گر بنوازند گدارا''

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ مُنۡشِیٴِ الۡخَلۡقِ مِنۡ عَدَمٖ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی الۡمُخۡتَارِ فِی الۡقِدَمٖ

مَوۡلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمۡ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیۡبِکَ خَیۡرِ الۡخَلۡقِ کُلِّھِمٖ

حافظ محمد عنایت اللہ کان اللہ لہٗ

حمد و نعت

از

تبرکاً از زُبان دُرفشاں شیخُ الحدیث السیّد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

''بانی دار العلوم حزبُ الاحناف لاہور پاکستان''

یک حمد چہ صد حمد خداوند نعم را
بروفق نعم خالق صد علم و حکم را

حمد کہ سزا وار خداوندِ جہاں است
حمدیکہ سزد معطی توفیق اُتم را

صد حمد بہر حمد کہ از کلک زُوبانم
آید و سزد صاحب صد فضل و کرم را

صد شکر بریں نعمت عظمٰی کہ بما داد
محبوب خود آں ماحی صد ظلم و ستم را

گوئیم چہ ثنایش کہ خود آں خالق اکبر
مداح بود آں شہ ذی جاہ و حشم را

عرش است کمیں پایہ ز ایواں شہ دین
جبریل غلام است مر آں شاہِ اُمم را

قرباں شوم رحم کن اے رحمتِ عالم!
از خاک مُذلّت تو بے افراز سرم را

اے جانِ من خستہ نثار ہر ادایت
قرباں زمن ایمان بود ہر نقشِ قدم را

اے جود وجودِ تو وجودِ ہمہ عالم
بستہ است بفتراک تو حقِ جان ودِلم را

موجود وجود ہمہ عالم بوجودت
از ظلِ تو شد زیب وضیا ملکِ عدم را

اے کوکبِ دین بدرِ کرم مہرِ رسالت
آ برسرِ ما دُور کن ظلمت و غم را

یک جان چہ دیدآر کہ جان ہمہ عالم
قربان بتو اے شہنشاہِ عرب و عجم را

ہدیۂ تبریک

بُلبل باغِ رسالت، عندلیب گلشنِ نبوّت، مقبول نعت خواں بارگاہِ رسول، قدوۃُ الانام امام محمد سعید بوصیری علیہ الرحمۃ

نُور الوَردہ کا وہی انداز، وہی انوار بوصیری
بھرا ہے وہی رنگ محبت دیکھا جو تو نے اپنی خواب گاہوں میں
یہ شرح نور الوردہ سما گئی اہل دل کے سینوں میں
موضوع سخن بن گئی وہ نوری چادر، اہلِ عشق کی نگاہوں میں
کھینچ لایا فیض بوصیری تیرا مجھے کوہِ اضم کے خار زاروں میں
ورنہ کہاں میں اور کہاں عشق کی ان جلوہ گاہوں میں
نقشہ پھر گیا وہی طیبہ کا پروانوں کی آنکھوں میں
شمع عشق بھڑک اٹھی جب عشق کے لالہ زاروں میں
وادی طورِ سینا دیکھ کر وادیِ بطحا یاد آئی
سما گیا وہ نظارہ حافظ جو دیکھا تھا بوصیری نے خوابوں میں

○

مجھے اب گزرنا ہے عشق کے ان سخت مقاموں سے
کبھی کوہ اِضم کی غاروں میں، کبھی ذِی سِلم کے نوری نظاروں سے
تصور ہی تصور میں دیکھا تھا مقام بوصیریؒ عقیدت سے
مرقع نعت بن گیا نُور الوردہ، قصیدہ بردہ کے الفاظوں سے
کوہ اِضم، ذی سِلم، وادی عقیق و بطحا کے دیکھے نظارے
لحہ بہ لحہ جب گزرے تھے عشق کی ان نازک راہوں سے
طرز بیاں وہی قصیدہ بردہ کا، وہی الفاظ اس کی شرح کے
یہ نورُ الوردہ شرح بن گئی مقبول، بوصیریؒ تیری نگاہوں سے
یہ شرح نورالوردہ محبوبِ کائنات ﷺ نے لکھائی ہے حافظؔ سے
تحفہ پر تحفہ بن گئی یہ شرح اعجاز کریمی کی عطاؤں سے

حافظ محمد عنایتُ اللہ نقشبندی مجددّی نوری

نقشِ جمیل

نذرانۂ عقیدت

نُورُالوَردۃ شرح قصیدہ البُردۃ

کیا لہلہا رہا ہے نُورُ الوردہ، حمد و ثنا کا تروتازہ باغ — کیا مہک رہا ہے اس میں نعتوں کا شگفتہ گلاب

ہر ہر لفظ ہے شبنم کے شفاف قطروں سے تابدار — ہر ہر سطر ہے نور کے موتیوں کی چمک سے چمکدار

ہر ”گلے را رنگ و بو دیگر است“ مقولہ ہے کتنا خوشنما — ”کسی میں رنگ علی کسی میں بوئے رسول“ کی مظہر ہے یہ کتاب

چمکتے ہیں چمنستانِ رسالت کے دو جنّتی پھول حسنین کریمین — مومنوں کے دل کا چین گلشنِ زہرا کے ہیں نور العینین

صبغۃ اللہ کے حسین رنگ سے ہے گلشنِ محمدی میں بہار — گلدان نُورالوردہ میں ہے ان خوشنما پھولوں سے نکھار

حسان وکعب وبوصیری بُلبلیں ہیں گلستان مدینہ میں نغمہ سرا — قصیدے نعتیں لکھ لکھ کر سناتے رہے درِ دربار مصطفٰے

ہیں یہ قمریاں، طوطیاں، عندلیبیں ریاض الجنت کے پھولوں پر نثار — کہ ہو نُورالوردہ کے گلدستہ کا بھی گلزارِ نبوی میں شمار

پرویا ہے میں نے بھی قصیدہ بردہ سے، تازہ پھولوں کا ہار — چن چن کے لایا ہے گل چیں یہ گلدستہ بجناب رسالتمآب

نورالوَردہ ہے گلدستہ حمد ونعت، حکم سرکار ﷺ سے ہے ہم کو سروکار — نعتوں کے تحفے لیے کھڑے ہیں غلام قطار اندر قطار

تحفہ نُورُالوَردہ کرتا ہے عاشق کے دلوں کو نُورُالانوار — کہ ”ہے انہیں کے دم قدم سے باغ عالم“ میں سدا بہار

مدحت ومنقبت کا نذرانۂ عقیدت ہے میرا وسیلۂ شفاعت — روز حساب یہ گلدستہ حمد و نعت ہو، میرا تحفہ جناب

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

نعتیہ قطعہ

گلشنِ حمد ونعت کی خوشبو سے کِھل گیا، ہمارا یہ غنچۂ دل
صف بصف کھڑے ہیں منتظر اولیاء لیے ہوئے کاسۂ دل
مہک اٹھا ہے جہان نُورُالوَردہ کی خوشبو سے، مُعَطّر ہے فضا
کہ عنایت ہو بوصیری کے فیض سے حافظ کو بھی عقیدت کی رداء

از

حافظ محمد عنایتُ اللہ

فیض یاب از نگاہ بوصیری علیہ الرحمۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُنْشِئِ الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِي الْقِدَمِ
مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

نقشِ جمیل

"اَلْكَوْكَبُ الدُّرِّيَّةُ فِيْ مَدْحِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ المعروف شرح قصیدہ بُردہ شریف"

کیا باغبانِ لم یزلی کا چمن میں ظہور ہے جلّ شانہٗ ہر شجر میں ہر ثمر میں مُحمّد کا نُور ہے ﷺ
کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے ﷺ ہر گل میں ہر شجر یں مُحمّد کا نُور ہے ﷺ

○ مصنّف قصیدہ بردہ کے حالات زندگی

شیخ الانام، قُدوۃُ الانام ابوعبدُ اللہ شرف الدّین مُحمّد بن سعید بن حماد بوصیری الدلامی عَظَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَانَهٗ وَ اَعْلٰى مَقَامَهٗ کا مذہب شافعی اور طریقت میں مَسلک شاذلی تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباء واجداد الجزائر سے ہجرت کر کے مصر میں قیام پذیر ہوگئے تھے۔ بوصیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جائے ولادت ہے۔ والد ماجد قدس سرّہ کی طرف سے دلامی کہلائے۔ اس چھوٹے سے قصبہ کو وہ شہرت دوام ملی کہ عاشقین کے لیے یہ قصبہ مرکزِ عشق بن گیا اور رہتی دنیا تک زندہ تابندہ اور درخشندہ ہوگیا۔ خواب میں سرکار رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے قدوُمِ میمنت سے اسی قصبہ کو نوازا تھا۔

وُہ جِدھر سے گزرے اُدھر ہی روشنی ہوتی گئی اُن کا سایہ اِک تجلّی اُن کا نقشِ پا چراغ

○ ولادت مبارک

آپ کی ولادت یکم شوّالُ المعظّم ۶۰۸ھ ہجری المقدسہ بروز عید الفطر ہوئی۔ والدین کے لیے یہ یوم عید، یوم سعید بن گیا۔ آپ کے والد ماجد قدُس سرّہ عاشقِ رسول تھے۔ انہوں نے ازراہِ ادب ومحبت نومولود کا نام محمّد رکھا۔ قُدرتِ خداوندی اور حُسنِ اتفاق سے یہ مولود مسعود آگے چل کر نعت خواں ونعت گو حضرات کا امام بنا۔ آپ کو امام کا لقب بارگہِ رسالت ﷺ سے عنایت ہوا۔

○ حفظ قرآن عظیم فرقانِ کریم

آپ علومِ دینیہ، فقہ، حدیث اور تفسیر کے مستند اور جیّد عالم دین تھے۔ اس کے علاوہ علم ادب، علم بدیع اور علمِ کلام میں بھی آپ کو کامل دسترس تھی۔ زودنویسی اور کتابت میں کمال حاصل کیا جو آگے چل کر آپ کا ذریعہ معاش بنا۔ قدرتِ کاملہ نے شاعری کا مذاق آپ کے ضمیر میں ابتداء سے ہی ودیعت فرمایا ہوا تھا۔ اللہ جلّ شانہٗ نے روزِ الست سے ہی آپ کی فطرتِ سلیمہ میں محبت وعشق کا بیج بویا ہوا تھا۔ مشیّت ایزدی سے اپنے وقت پر اس "شجرہ طیبہ" سے صفت محمّدی اور نعت احمدی ﷺ کے شگوفے پھوٹنے لگے۔ حمد وثنا، صفت ونعت سے کائنات عالم کی فضا اور ہوا معطّر ہوگئی تو اہلِ

عشق ومحبت نے اس قصیدہ عصیدہ سے تسکین پائی۔ جَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا۔

اپنے ہم عصر شعراءِ کرام سے شعر وسخن میں کہیں زیادہ خُوش مقال، خوش گُفتار اور خوش خصال تھے۔ شاعری آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اوڑھنا بچھونا تھی۔ ابتدائی دور میں آپ نے ان اوصاف شعر وشاعری اور فن کتابت کی بناء پر مقام بلبیس شہر فسطاط میں سرکاری ملازمت بطور خطّاطی اختیار کر لی اور شاہانِ وقت کے وزراء، اُمراء کی تعریف وتوصیف میں نظمیں لکھا کرتے۔ یہ دور خدمتِ سرکار اور مشقِ سخن چھتیس (۳۶) سال رہا۔ آخر کار رحمتِ پروردگار نے دستگیری فرمائی اور یہ قصیدہ فریدہ اواخر ۶۵۹ یا اَوائل ۶۶۰ ہجری المقدّسہ کو لکھا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمتِ شان، شہرتِ دوام اور قبولیّت عام کا سبب بنا۔

طریقت میں آپ نے مشہور بزرگ شیخ الشیوخ ابو العبّاس احمد المرسی شاذلی مصری علیہ الرّحمۃ الحلبی والنخمی کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی اور آپ ہی کی نگاہ فیض سے فیض یافتہ اور تربیّت یافتہ تھے۔ قصیدہ مبارکہ میں سوز وگداز اور عشق اسی آستانہ عالیہ کا عطیّہ اور فیض تھا۔ اسی سلسلہ عالیہ شاذلیہ کے الشیخ ابو الحسن حَسنی شاذلی علیہ الرحمۃ ہیں جنہوں نے دُرودتاج لکھا جو اقصائے عالم تک دنیائے محبت کے چپّہ چپّہ میں گونج رہا ہے۔ یہ صاحب حزبُ البحر بھی ہیں جو مشہور عالم وظیفہ اولیاء کرام ہے۔ فرمایا کرتے تھے: لَوْ ذَکَرَ حِزْبَیْنِ فِیْ بَغْدَادَ لَمَا اَحْدَثَ اگر اہل بغداد میری اس حزب البحر کا وظیفہ پڑھتے رہتے تو غنیم ہلاکو خان کبھی اس کو تباہ نہ کرتا۔

شَوَارِقُ الْاَنْوَارِ فِیْ ذِکرِ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ المعروف دلائل الخیرات مشہور کائنات وظیفہ دُرود شریف کے مصنّف اَلشیخ الامام الولی سیّدی مُحمّد بن سلیمانی الجزوُلی شاذلی امام بوصیری کے پیر بھائی تھے۔ یہ سلسلہ عالیہ شاذلیّہ امام دوم از ائمہ اہل بیتِ اطہار سیّدنا حَسن مجتبیٰ بن امام الوَاصلین سرکار علیؓ مُرتضےٰ کرّمَ اللہ تعالیٰ وجہُما الکریم تک پہنچتا ہے۔ یہ سلسلہ ہمہ آفتاب وہمہ مہتاب طریقت ہے اور مقبول بارگاہِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

○ سبب تالیف قصیدۃ المبارکہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ ساتویں ہجری المقدّسہ کے علماء میں علمی حیثیت سے ممتاز تھے اور اپنی خداداد قابلیت، علمی وقار اور قابلِ فخر لیاقت سے سلاطین اسلامیّہ کے مُقرب رہے اور اُن کی منقبت اور مرثیہ خوانی اور ان کے اعداء کی ہجوگوئی میں ہمیشہ دوسروں سے سبقت لے جاتے۔ ایک روز دربار سلطانی سے گھر تشریف لا رہے تھے۔ راہ میں ایک بزرگ ملے انہوں نے استفہامیہ لہجہ میں پوچھا کہ کیا کبھی تم کو خواب میں محبوب کبریاشہِ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بھی ہوئی ہے؟ فرماتے ہیں کہ اُن کے استفسار سے میرا دل بے چین ہو گیا اور جذبۂ عشق ومحبت بیدار ہو گیا۔ آتشِ عشق کی چنگاری جو روزِ ازل سے قُدرت نے میرے ضمیر اور خمیر میں رکھی تھی وہ بھڑک اٹھی اور فطرت کی اس سعادتِ ازلی کی رَمق نے کمند ڈال کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ عشقِ حقیقی نے قلب کو نخچیر کر لیا۔ شب وروز اسی پیچ وتاب میں گزرنے لگے اور ایک لمحہ بھی چین نہ آتا۔ جہاں سے بے نیاز ہو گیا اور ہمہ وقت اسی نشہ میں مخمور رہتا۔

اِسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں کبھی سوز و ساز رومی، کبھی پیچ و تاب رازی

عجیب حالت تھی کہ نہ دن کو چین نہ رات کو آرام۔ کیفیت قلبی کا یہ عالم تھا کہ اپنے دل میں سوائے محبت رسول ﷺ کے کچھ نہ پاتا اور ہمہ وقت گریہ وزاری طاری رہتا۔

"اَلْعِشْقُ نَارٌ يُّحْرِقُ مَا سِوَى الْمَحْبُوْبِ"

ایک شب جمالِ جہاں آرا، محبوب کبریاء، شاہ ہر دوسرا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت باطہارت کے شرف سے مُشرّف ہوا جس سے طبیعت کی بے سکونی نے سکون پایا۔

ہُوا لطف و عنایت کی چلی گلزارِ ہستی میں — تیرا آنا کیا، آنا ہے سارے گلستان کا

قصیدہ نونیہ، قصیدہ مُضریہ، قصیدہ ہمزیہ، قصیدہ حائیہ، قصیدہ دالیہ، تقدیس الحرم من تدنیس الغرم اور قصیدہ لامیہ ذخر المعاد جو قصیدہ بانت سُعاد کے معارضہ پر لکھا۔ (معارضہ کا مطلب ہے: کسی شاعر کے قصیدہ کو اس کے بحرو ردیف اور قافیہ میں لکھنا)۔ بعدازاں یہ قصیدہ میمیہ "الْكَوْكَبُ الدُّرِّيَّةُ فِي مَدْحِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ" المعروف قصیدہ بُردہ نَظَمَهُ اللّٰهُ بِنَظْمِ سِلْكِ الْمَرْوَارِيْدِ لکھا جو زمانہ بھر میں مشہور ہوا۔

ماہِ منیر اجتباء احمد مجتبیٰ، مہرِ سپہر اصفیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کو صحابہ کرام میں جلوہ فرما ایسا دیکھا جیسا چاند مطلعِ آسمان پر ستاروں کے جھرمٹ میں، اور جب آنکھ کھلی تو اپنے دل کو ذاتِ اطہر کی محبت سے لبریز اور زیارتِ بابرکات سے مسرُور پایا، آخرکار بے چین روح کو چین آ ہی گیا۔

○ شانِ قدرت

چند روز کے بعد مجھ پر اچانک موذی مرض فالج کا زبردست حملہ ہوا۔ جس سے نصف نچلا حصّہ جسم "دھڑ" بے حِس ہوگیا۔ یہ بیماری میرے لیے قیامت تھی۔ شاہی حکیمِ حاذق کے علاج سے مایوس ہوگیا۔ اس بیماری نے مجھے تنہا کردیا۔ کوئی غمگسار و مونس نہ رہا۔ اس حالتِ بے کسی میں میرے دل میں الہام ہُوا کہ مُعطی الکونین، مسیح الدّارین ﷺ کی شان میں قصیدہ لکھوں اور خدائے ذُوالجلال والاکرام کے حضور میں اپنے مرض کے ازالہ کے لیے اسے وسیلہ بناؤں اور شفاء چاہوں۔ چنانچہ یہ قصیدہ میمیّہ نظم کیا۔ جو آسمانِ شہرت پر آفتاب و مہتاب بن کر اس آب وتاب سے چمکا کہ دوسرے قصائد اس کے سامنے ماند پڑ گئے اور اس کی ہمسری نہ کرسکے۔

شب کو تنہا مکان میں خالص عقیدہ کے ساتھ بحضورِ قلب پڑھنا شروع کیا۔ اُسی حالت اضطراب میں نیند نے مجھ پر غلبہ پایا اور میں سوگیا۔ پس قسمت کا ستارہ طلوع ہوا تو مَیں نے حضور نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کے حکم سے آپ ﷺ کی حضوری میں تمام قصیدہ شریف لفظ بہ لفظ پڑھ کر سنایا۔ مسجد نبوی کے درودیوار اور اہلِ مجلس صحابہ کبار مدحت رسول ﷺ کے نغموں سے جھوم اُٹھے۔ عاشقانِ رسول کے چہرے نعت حبیب اور ذکرِ حبیب سن کر وفورِ مسرت وشوق سے چمکنے دمکنے لگے۔ ہر سو نکہت و نُور کے انوار پھوٹ پڑے۔ دورانِ نعت شریف حضور پُر نُور نورٌ علیٰ نور سیّد یومُ النشور ﷺ نے فَمَسَحَ بِيَدِهِ الْكَرِيْمَةِ عَلٰى اَعْضَاءِ الْحَقِيْرِ فَقُمْتُ مِنَ الْمَنَامِ مُلَابِسًا بِالْعَافِيَةِ مِنَ

الاّالامِ اپنی شان رؤف رحیمی سے اپنا دستِ شفاء میرے حقیر اعضاء پر پھیرا، تو مجھے اسی وقت بلاتوقف لاعلاج موذی مرض سے شفاء ہوگئی۔ یہ نعمت عظمیٰ اور دولتِ کبریٰ نسبت سے ملتی ہے۔ "ملی جبریل کوبھی سرفرازی اُن کی نسبت سے"

فقیر غفرلہٗ المولیٰ القدیر عرض کناں ہے:

تیری نسبت نے سنوارا میرا گھوارۂ حیات تیری نسبت نہ ہوتی تو سگِ دنیا ہوتا

ارض تیری، سما تیرے، بندے تیرے، خدا تیرا میرا تو کائنات میں تیرے سوا کوئی نہیں

اس قصیدہ مبارکہ میں عقائد اہلسنّت وجماعت کو بہ احسن وجوہ بیان کیا گیا ہے۔ جن کو علماء کرام نے اپنی تصنیفات وتالیفات میں بطور سند لیا اور کج فہم اور کج رو معتزلہ، روافض اور نجدیہ کے گمراہ کُن عقائد کا بہ احسن وجوہ رد کیا۔

حضور پُر نور مُعطی البہجۃ وَالسّرور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی رداءِ مبارکہ جو اوڑھے تھے مجھے بطور خلعت عنایت فرمائی جس سے میری خوشی اور مسرّت کی انتہا نہ رہی۔ میری آنکھ کھل گئی، دیکھا تو چادر مبارک میرے اوپر تھی، میرا گھر اُس کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور میرا جسم بالکل صحیح وتندرست ہے۔ مرض کا نام ونشان تک نہ تھا۔

"یَاحَبَّذَا سَعَادَۃُ مَنْ فَازَ بِذٰلِکَ"

○ بردہ شریف

آثارِ نبوی سے ہے وَ اَلْبَسَتِ الشَّاعِرُ حُلَّۃَ مَجْدٍ اس قصیدہ مبارکہ نے امام کو ایسی قباءِ فضیلت اوڑھادی جس کے تذکرے دنیائے آثار واخبار اور تبرکات میں رہتی دنیا تک ہوتے رہیں گے اور سامعین ذوق وشوق سے اس کے ذکر سے دل کی دنیا آباد کرتے رہیں گے۔

ایک دو ہوں تو گناؤں میں احسانِ رسول دل کی ہر دھڑکن عنایت ہر نفس اُن کا کرم

اس شب مسجد میں نوافل شکرادا کرنے کے لیے گھر سے نکلا تو راہ میں میری ملاقات فقیرانہ لباس میں ملبوس قطبِ وقت الشیخ ابوالرّجاء صدیق جَعَلَ فِیْ رَحْمَۃِ رَبِّیْ غَرِیْقٌ سے ہوئی جو دس سال المدینۃ المنورہ میں رہ کر یادِ الٰہی میں مصروف عبادت رہے۔ انہوں نے مجھے فرمایا: اے امام فخر الانام! مجھے بھی وہ قصیدہ مبارکہ شریفہ عنایت فرمادیں جو تم نے بارگاہِ کریمی میں پڑھا ہے۔ میں نے تجاہُل عارفانہ سے کہا: کونسا قصیدہ؟ میں نے تو کئی قصائد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے محامد ومحاسن لکھے ہیں۔ انہوں نے فرمایا، جس کا مطلع ہے:

اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٍ مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰی مِنْ مُّقْلَۃٍ بِدَمٍ

میں نے حیرت سے پوچھا: یَا اَبَا الرَّجَآءِ اَیْنَ حَفِظْتَھَا "اے ابولرجا! آپ نے یہ کہاں سے حفظ کیا ہے؟ یہ قصیدہ فریدہ تو میں نے اپنی سرکار نبی مختار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے سوا کسی کو نہیں سنایا تو انہوں نے فرمایا: لَقَدْ سَمِعْتُھَا الْبَارِحَۃَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَ یَتَمَائَلُ وَیَتَحَرَّکُ اِسْتِحْسَانًا تَحَرَّکَ الْاَغْصَانِ الْمُثْمِرَۃِ بِھُبُوْبِ الرِّیَاحِ "میں نے قصیدہ فریدہ بارگاہِ رسالت میں سنا جبکہ تم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی

حضوری میں سنا رہے تھے اور حضور ایسے مسکرا رہے تھے جیسے باغ میں بادِ نسیم سے پھل دار شاخ جھومتی ہے"۔

تابدیں حسن و جمال برطور گرمے خرامی　　اَرِنی بگوید، نگفت لَنْ تَرَانِیْ

پس میں نے وہ قصیدہ مبارکہ اُن کی خدمت میں پیش کر دیا اور پھر وہ چار دانگ عالم میں مشہور و مقبول ہو گیا۔
اس قصیدۂ مبارکہ کی شہرت کی خبر بہاؤالدین ابن الحنا وزیر اعظم الملکِ الظاہر علیہ الرحمۃ کو پہنچی تو انہوں نے قصیدہ شریف کا ایک نسخہ نقل کر کے اپنے پاس رکھ لیا جس کو مصائب و مشکلات میں برہنہ پا، برہنہ سر کھڑے ہو کر سنا کرتے اس کو لاینحل مسائل، مشکل مہمات اور مصائب و آلام میں اکسیر پاتے۔

مرا باور نمے آید کہ گر ایں قصیدہ را　　بخواند از خلوصِ دل نباشد حلِّ مشکلہا

قصیدہ بردہ کی بارگاہ اقدس میں مقبولیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ حضور پاک، سیّد لولاک ﷺ نے کئی علماءِ کرام کو اس کی شرحیں لکھنے کا خواب میں ایماء اور اشارہ فرمایا۔

جس کی شرحیں اجلّہ ائمہ کبار، اعاظم علماء نامدار نے حضور ﷺ کے ارشاد اور اشارہ پر لکھیں۔

جس میں مشہور عربی مستند شرح رفیعُ السّامی، صاحبُ الادب البدیع النّامی، قاموس البلاغۃ والفصاحۃ السیّد عُمر بن احمد خرپوتی حنفی مفتی خرپوت مصری اَکْرَمَہُ اللّٰہِ بِلُطْفِ الجَلِیِّ وَالْخَفِیِّ نے ۱۲۹۹ء میں درجہ کمال پر لکھی جو دنیا اسلام میں "العصیدۃُ الشّھَدۃ فِی شرح قصیدۃِ البُردۃ" کے نام سے مشہور ہوئی۔

جس پر الشیخ محی الدّین محمد بن مصطفیٰ المعروف شیخ زادہ حَسَّنَہُ اللّٰہُ الْحُسْنٰی وَ زِیَادَۃ نے حاشیہ راحۃُ الارواح لکھ کر حدِّ کمال تک پہنچایا اور تشریح اور توضیح کا حق ادا کر دیا۔ متن، شرح اور حاشیہ تحریراً و تقریراً دونوں میدان عشق و محبت میں یک جان دو قالب نظر آتے ہیں۔ مانند "تفسیر جلالین علی الکمالین" عربی کے آخری پندرہ پارے جو علامہ جلال الدّین محمّد بن احمد محلّی شافعی مصری المتوفی ۸۶۴ھ علیہ الرحمۃ نے لکھے۔ آپ کے وصال کے بیس برس بعد ابوالفضل عبد الرحمٰن بن ابوبکر علامہ جلالُ الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بعمر بائیس سال پہلے پندرہ پاروں کی تفسیر مکمل کی۔ دونوں کا طرزِ تفسیر ایک جیسا ہے سرِ مو فرق نہیں۔ سورۃُ الفاتحہ "دیباچہ قرآن" اساسُ القرآن کی تفسیر المحلّی نے لکھی، جوامت مسلمہ میں سند کا درجہ رکھتی ہے اور درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے۔

الشیخ علی مُصنّفک بُسطامی قدّس سرّہ السامی نے حضور پُر نُور سیّد یومُ النّشور ﷺ کے خواب میں اشارہ فرمانے پر تین سالوں میں اس کی عربی میں شرح لکھی۔

تاج العلماء حضرت مولانا محمّد نجف علی خان کو بھی یہ شرف ملا کہ انہوں نے بھی اس کی شرح پر قلم اُٹھایا۔

خلافتِ عثمانیہ ترکیہ کے سلطان عبدالمجید خاں اوّل نے ان اشعار مدحیہ کو نہایت خوشخط اور سنہری حروف میں مسجد نبوی شریف کی چھت کے گنبدوں پر تحریر کرایا اور سیّد الانام ﷺ کی نگاہِ عنایت بغایت سے یہ انعام پایا کہ کائناتِ عالم کی افضل واکرم مسجد نبوی شریف کا ایک دروازہ باب مجیدی کے نام سے موسوم ہوا اور شہرت دوام پا گیا۔ جس کسی

نے پایا بارگاہِ مصطفوی عَلٰی سَاکِنِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام سے براہِ اِتباع، اَدب اور محبت پایا اور نعت خوانی، مدح خوانی اور دُرود شریف اس کا وظیفہ حیات بن گیا۔

در دلِ مسلم مقامِ مصطفٰی است   آبروئے ما زنامِ مصطفٰی است
یاد او مارا از جان مرغوب تر   از دوعالم نامِ او محبوب تر

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

فقیر غفرلہ المولی الکریم عرض کناں ہے کہ مجھ جیسے ناقص العلم، فہم نارسا ضعیف العمر نے ''نورُ الوردة شرح قصیدۃُ البردۃ'' پرارشاد مبارک پر قلم اٹھایا جو محض فضل رب رسول کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم ہے۔ وَاللّٰهُ الْمَسْئُوْلُ اَنْ یَّرْزُقَ الْقَبُوْلَ کو مسجد نبوی شریف میں منبر پر بٹھایا جاتا اور کبھی چادر پاک بچھا کر اس پر کھڑا کر کے نعت سنانے کا حکم دیا جاتا۔ سبحان اللہ کیا شان ہے نعت خوانان رسول کی کسی کو چادر مبارک کندھے پر عنایت فرمائی اور کسی کے قدموں میں بچھا کر اسے عزت بخشی۔

گرچہ من نیکاں نیم خودرا بہ نیکان بستہ ام   در ریاض آفرینش رشتہ گل بستہ ام

فَشَرَعْتُ بِعَوْنِ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْعَظِيْمِ وَرَبِّنَا الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهُوَ الْمُعِيْنُ بِحَقِّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَادِقُ الْوَعْدِ الْاَمِيْنُ ''جل شانہٗ و صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم'' کلمات طیبات مواجہ شریف روضہ اطہر کی مبارک جالیوں کے اوپر کندہ ہیں۔

جلیل القدر نعت خواں صحابی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ   لٰكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٖ

''میں اپنے اشعار کے ذریعے اس ذات ہمہ صفت موصوف محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی تعریف نہیں کرتا بلکہ درحقیقت اس تعریف کی گئی ہمہ صفت سے مزیّن ذاتِ محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی تعریف کر کے اپنے اشعار کو اور اپنے آپ کو قابلِ تعریف و تحسین بنالیتا ہوں''۔

مُحمد مصطفٰی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم ممدوح کبریاء ہیں کسی اور کے محتاج ثنا نہیں۔ آپ کی مدح کرنا درحقیقت اپنی عزت اور آبرو کا سامان مہیا کرنا ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے اس ناکارہ کو اپنے حبیب پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی مدح سرائی کی توفیق عنایت فرمائی۔

اشکوں سے وضو کر کے تیرے اوصاف حمیدہ   لکھوں میں بھی تیری شان میں اک مقدّس قصیدہ
حسرت ہے تیرے پاس رہوں بن کے غلام حسّان   لکھوں میں بھی اور سناؤں بھی تیرا پاک قصیدہ

حضور مطلعِ آسمانِ نبوّت کے چمکتے دمکتے چودھویں کے چاند اور مقطعِ رسالت کے ختمی مرتبت آفتاب و مہتاب صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی تعریف و توصیف، قصیدہ خوانی، نعت گوئی میں آج تک جو لکھا گیا اور پڑھا گیا سب کچھ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی عظمتِ شان، رفعتِ مکان کے سامنے قلیل بلکہ اقلّ ہے لیکن حقیقت میں مدحِ مصطفٰی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم میں یہ قلیل، قلیل نہیں بلکہ عظیم سے عظیم تر ہے۔ اگر اس قلیل کی رداء کا ایک پلّو کائناتِ عالم ارضی و سماوی کے سر پر اوڑھا دیا جائے تو کفایت

کرے۔ یہ قلیل درحقیقت خیر کثیر ہے۔

قَلِيلُكَ لَا يُقَالُ لَهُ قَلِيلُ وَلٰكِنْ يَكْفِ قَلِيلٌ مِّنْكَ

لَارَيْبَ! نعت گوئی اور قصیدہ خوانی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ جس خوش نصیب کے نصیب میں آ جائے اس کی معمولی سی کاوش بے بہا دولت اور گراں قدر سعادت ہے کہ دنیا و آخرت کی ساری نعمتیں اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ اس کا دنیا میں آپ ﷺ زیارت باطہارت اور آخرت میں شفاعت بالوجاہت بطور انعام ہے۔

انہیں دیکھ کر خوشی سے ہوئیں خندہ زن بہاریں وہیں پھول مسکرائے وہ گزر گئے جہاں سے

میری چندروزہ حیاتِ مستعار کا مقصد صرف اور صرف حضور محبوب اکرم، رسول محترم، تاجدار عرب وعجم ﷺ کی تعریف اور توصیف ہے۔ نعت میرا وظیفہ حیات اور درود شریف میرا وسیلہ نجات ہے کہ

''میری عروسِ فکر کے عنوان ہیں مصطفیٰ ﷺ''

میں اس شرح کو ''نُورالوَردۃ شرح قصیدۃُ البردۃ'' کے نام سے موسوم کرتا ہوں کہ نُوْر اللہ تبارک تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے اور نبی کریم ﷺ کا اسم پاک بھی نُور ہے اور میرے مُرشد اکمل، سیّدی اجمل آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددّیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ ''پاکستان'' کا اسم مبارک بھی نُور ہے۔ اللہ ربُّ العزت مجھے نُور کے انوار سے منّور فرمائے اور تلافی مافات اور میرے سیئات سے درگزر فرما کر سندِ قبولیّت عنایت فرما دے۔ آمین۔

نُورُالوردہ شرح قصیدۃُ البردۃ

نُورالوَردہ شرح ہے قصیدہ بُردہ کی زندہ وتابندہ نوری ہیں الفاظ اس کے اور مصرعے ہیں درخشندہ
قبولیت بہر پذیرائی کیوں نہ آئے عرشِ معلّیٰ سے محبوبِ پاک کی نعت سے دل مضطر ہو گیا فرخندہ
خدایا شارحین کرام، قلمکاروں میں رکھ لینا بھرم میرا سخن سنجوں میں نہ ہو قلم میرا شرمندہ
یہ شرح لکھی نہیں لکھائی گئی ہے حکم حضور[۱] سے حمدِ خدا، نعتِ نبی کے ثمرہ سے ہو گئی پائندہ
نعتِ نبی کی محبت سرایت کر گئی روح حافظ میں ہو جائے مقبول صدقہ میں جن کا ہے یہ قصیدہ بردہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اِفْتِتَاحًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِكُلِّ حِيْنٍ مِّنَ الْاَحْيَانِ اَحْيَانًا وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اِفْتِتَاحًا

سیاسی حالات پر مختصراً تبصرہ

امام بوصیری وزیر زین الدین یعقوب بن زہیر کی ملازمت میں رہے اور آپ کی یہ درباری ملازمت اور سیاسی ارباب اقتدار سے وابستگی کئی سال تک رہی لیکن مفید ثابت نہ ہوئی۔ ہر وقت، ہر آن جان کا خطرہ رہتا۔ ساتویں صدی ہجری خلفشار کا زمانہ تھا۔ امیر المؤمنین ناصر الدین عباسی خلیفہ بغداد میں برسر اقتدار تھا اور خوارزم شاہ بغداد پر مسلط ہونے

---

[۱] مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

کے لیے ہر وقت گھات میں رہتا تھا۔ مشرق میں منگولوں نے اودھم مچا رکھا تھا۔ شام، مصر اور بغداد ان کی زد میں تھے۔ ان ناگفتہ بہ سیاسی حالات نے امام بوصیری کا ملازمت سے دل اُچاٹ کر دیا۔ آخر کار انہیں بصد پریشانی، سکونِ قلب اور راحتِ جسم و جان کے لیے روحانیت کے دامنِ امن میں پناہ مل گئی۔ اس زمانہ کے سلسلہ عالیہ شاذلیہ کے مشہور صوفی بزرگ شیخ المشائخ حضرت ابو العبّاس احمد المرسی قدس سرّہ الجلی والخفی کے آستانہ نیاز پر حاضر ہو کر آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور یہاں کے فیض نے آپ کو سکونِ قلبی سے مالا مال کر دیا۔ ''شہنشاہِ ہفت کشور ہے گدائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''۔

وفات حسرت آیات

امام سیّد الانام محمد بن سعید بوصیری نَوَّرَ اللّٰہ مَرْقَدَہٗ وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَثْوَاہُ عرصہ دس سال بیت المقدس میں یادِ الٰہی میں مصروف رہے اور اپنی آخری عمر میں اسکندریہ میں اپنے مرشدِ اکمل کے مزارِ فیض انوار کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے تو پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا اور ۶۹۵ ہجری المقدسہ ۱۲۷۴ء کو جانِ شیریں جانِ آفریں کے سپرد کر دی اور آخر کار فراقِ یار کے عشق میں اشکبار آنکھوں کو سکون ملا اور دلِ بے قرار کو آخر قرار آ ہی گیا اور فسطاط قاہرہ میں یکے از ائمہ مجتہدین سیّدنا امام محمد بن ادریس شافعی علیہ الرّحمۃ الکافی کے جوارِ رحمت میں مدفون ہوئے۔ ہمہ وقت آپ کے مزارِ پُر انوار پر قصیدہ بُردہ کا ورد ہوتا ہے اور وہاں کیف و سرور کا ایک عجیب منظر ہوتا ہے۔

○ قصیدہ بُردہ کی وجہ تسمیہ اور برکات

اس قصیدہ میمیہ کا نام اَلْکَوْکَبُ الدُّرِّیَّۃُ فِیْ مَدْحِ خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ ہے جو قصیدہ بُردہ کے نام سے مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک یمنی چادر تھی جسے آپ وفود اور سفیروں کی آمد پر اوڑھا کرتے تھے۔ جس کا طول تقریباً چار گز اور عرض دو گز تھا۔ جب امام بوصیری علیہ الرّحمۃ نے خواب میں بالمشافہ اپنا نعتیہ کلام قصیدہ مبارکہ حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا تو مسجد النبوی شریف کے چارسُو در و دیوار مدحِ رسول کے نغموں سے گونج اُٹھے اور عاشقانِ مصطفیٰ کے چہرے ذکرِ رسول اللہ اور نعتِ محبوب سن کر وفورِ مسرت اور خوشی سے تمتما اُٹھے اور چمکنے دمکنے لگے۔ صلوٰۃ و سلام کے انوار مانند موسلا دھار بارش کے برسنے لگے اور اہلِ مجلس پر عالمِ شوق و ذوق اور کیف و مستی کی ایک فضا طاری ہو گئی اور سب خوشی اور مسرّت سے جھوم رہے تھے۔ اسی اثنا میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے امام بوصیری کے چہرے کو محبت کی نگاہ سے دیکھا اور خوش ہو کر اپنا لبادہ مبارک جو اوڑھے تھے اتار کر آپ کے کندھے پر ڈال دیا۔ سُبحانَ اللہ! یہ بہت بڑا انعام و اکرام اور اعزاز تھا جو عنایت فرمایا۔ بدیں وجہ یہ مبارک قصیدہ، قصیدۃُ البرُدۃ کے نام سے موسوم ہو گیا۔ تَغَمَّدَ اللّٰہُ بِرِدَآءِ کَرَمِہٖ قِیْلَ اَلْقٰی عَلَیْہِ الرَّسُوْلُ الْبُرْدَۃُ الْمُبَارَکَۃُ فِی النَّوْمِ عِنْدَ السِّمَاعِ فَعُوْفِیَ بِسَاعَتِہٖ تو اسی وقت اس لاعلاج مرض فالج سے شفا ہو گئی۔ خُدائے بزرگ و برتر ہی جانتا ہے کہ اس چادر مبارکہ میں دین و دنیا کی کتنی برکتیں، عظمتیں اور رحمتیں لپٹی ہوئی ہوں گی۔

گشتۂ عشقِ رسول ملا عبد الرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ نے اس کا تذکرہ اپنے مخصوص اندازِ محبت میں یوں کیا ہے:

برون آور سر از بُرد یمانی زرُوے تست صبح زندگانی
نہ آخر رحمۃٌ لِّلعٰلمِین زمحروماں چرا فارغ نشینی

اقلیم فقر کے تاج دار ﷺ کی یہ چادر مبارک علامہ بوصیری علیہ الرحمۃ کے لیے دنیائے جہان میں سب سے زیادہ محبوب اور قیمتی متاع تھی جسے آپ نے ساری عمر اپنے سینہ سے لگائے رکھا۔ آپ کے وصال کے بعد شاہانِ زمانہ کے ہاتھ آئی جسے وہ اپنی خاص تقریبات جشن میں اوڑھا کرتے۔ شاعر کی زبانی سنئے:

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے گلیمِ بُوذر و دلق اُویس و چادرِ زُہرا

یہ چادر شفاء بیماراں اور مرہم دلفگاراں بنی اور پیغام شفاء لائی جس طرح قمیض سیّدنا یوسف نبی اللہ علیہ السلام آپ کے مہجور والد ماجد سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے لیے وصل کا پیغام اور آنکھوں کے لیے شفا اور نور کا باعث بنی۔ بردہ شریف کو سلطان اول عبدالمجید خاں خلافت عثمانیہ کی والدہ ماجدہ نے استنبول کی ایک "جامع مسجد خرقہ شریف" میں ایک طلائی صندوقچہ میں محفوظ کرادیا تھا۔ بعض اہل نظر نے فرمایا: یہ خرقہ مبارک سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ واللہ اَعلم بالصَّواب۔

خواجہ خواجگان خیرُ التّابعین جناب اُویس قرنی، سہیل یمنی شہید رضی اللہ عنہ کا خرقہ مبارکہ

غوث الزمان السیّد غوث علی شاہ قلندر قادری پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے ملک یمن مقام زبید میں اس خرقہ مبارکہ کی زیارت کی اور از راہ محبت وعقیدت اُسے چوما، آنکھوں سے لگایا اور بطور برکت اپنے سر پر رکھ لیا اور سارا مکان ایک عجیب قسم کی بھینی بھینی خوشبو دلپذیر سے مہک گیا۔ شانِ قدرت کہ بے سایہ نبی ﷺ کے تبرک کی برکت سے میرا سایہ بھی نہ تھا اور تعجب ہے کہ بے سایہ نبی ﷺ کے زیر سایہ کائنات عالم اپنی زندگی کے دن بسر کر رہی ہے۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

یہی خوشبوئے محبت محبوب پاک سیّد لَولاکَ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام یمن سے مدینہ منورہ دورانِ خطبۂ جمعۃ المبارک آئی تو ارشاد فرمایا: مجھے یمن سے ایک اللہ کے بندے کی خوشبو آ رہی ہے۔ تو حضور ﷺ نے ان کے لیے اپنا خرقہ مبارک عنایت فرما کر فرمایا: اُن سے کہنا: میری امت کی بخشش کی دعا کریں۔

بُوئے محبت مے آید از سوئے عدن از وے جان پرور اویس قرن
از عطائے چوں خرقہ مشک ختن سر بمہر دوستی او سہیل یمن

کسی نے کیا عمدہ ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا ہے:

بُوئے یمن آج بھی اس کی ہواؤں میں ہے رنگ محبت آج تک اس کی فضاؤں میں ہے

افصح الشعراء حضرت کعب ابن زُہیر رضی اللہ عنہ کو قصیدہ بانت سعاد "قصیدہ بُردۃ المدیح" پر حضور ﷺ نے جو چادر عنایت فرمائی تھی وہ چادر ان کی اولاد سے، جلیل القدر صحابی رسول کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خرید لی تھی جو وہ اسلامی تقریبات میں بطور تبرک اوڑھا کرتے لیکن وہ چادر زمانہ کی دست بُرد سے محفوظ نہ رہ سکی۔

اَلْبُرْدَةُ الْمُخَطَّطُ كَمَا فِي الْقَامُوسِ الْقَصِيْدَةُ بِحُصُوْلِ الرَّاحَةِ الْقَلْبِ الْقَارِئِ وَالسَّامِع،
مختلف قسم کے رنگوں کی دھاری دار چادر یعنی فضائل وکمالات، معجزات وکرامات اور عقیدت ومحبت کا یہ ایک ایمان افروز گلدستہ کہ لِكُلِّ مَضْمُوْنٍ لَوْنٌ عَجِيْبٌ ہر مضمون کا علٰیحدہ علٰیحدہ رنگ ہے۔ ابتداء تشبیب میں عشقِ حقیقی کا نیا انداز واسلوب اور تلمیحات کا خوبصورتی سے استعمال قرآنِ پاک اور حدیث نبوی کے نوری الفاظ کے موتیوں، ہیروں اور نگینوں سے مُزیّن اور طرح طرح کے توصیفی وتعریفی نقش ونگار اور بیل بوٹوں والی مبارک چادر۔

از رحمۃٌ للعالمین شانِ دُرویشاں بین چو مہ منور فرقہا، چوں گل معطّر شالہا

رحمۃٌ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی عطا سے درویشوں کی شان دیکھ کہ اُن کے چہرے چاند کی مانند منور اور پھولوں کی طرح شگفتہ اور معطّر ہیں کہ یہ چادر مبارک عطیہ مصطفائی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ہے اس پر کائنات عالم کی ہر شے قربان ہو۔

ہزار بار نثار اُن کی اس رداء پر گلیمِ موسٰی و عمران و چادرِ مریم

بُرودت ٹھنڈک کے معنی میں مستعمل ہے کہ قصیدہ مبارکہ سننے والے عاشق زار اور جان نثار کو اپنے آقائے غمخوار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی مدح وستائش، نشر فضائل اور تکثیر مدائح سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور قلب کو راحت ملتی ہے۔ بدیں وجہ یہ قصیدہ قصیدہ بُردہ کے نام سے موسوم ہوا۔

"فَمَسَحَ عَلٰى يَدِهِ الْمُبَارَكَةِ شَفَا اللّٰهُ تَعَالٰى شِفَاءً كَامِلَةً"

پس حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے ہاتھ مبارک سے میرے جسم کو مس کیا تو اسی وقت ظاہری باطنی شفاء کاملہ حاصل ہوگئی۔

اگر بَرد سے ماخوذ ہو تو اس کا معنی: ریتی سے گھسنا، سنورنے اور چمکانے میں مستعمل ہوگا۔

قصیدہ فریدہ ہذا فصیح وبلیغ ادبی محاسن کا مُرقع اور صنائع وبدائع سے مرصّع اور شعری معائب حشو وزوائد سے مُبرّا، تعقید وتعلیق سے مُنزّہ ہے اور صنعت مراعاۃُ النظیر میں بے نظیر ہے اور آغاز تا اختتام چمکدار تلوار کی طرح صاف شفاف چمکیلا اور امثال وحِکَم کا شاہکار ہے۔

حقیقت بین نگاہ سے دیکھا جائے تو نعت گو شعراء کرام حضرات صحابہ کرام تا ایں دم نے نعت اور قصیدہ مبارکہ کے آداب وانداز قرآن مجید فرقان حمید سے سیکھے ہیں کہ قرآن پاک بہ عنوان جلی ہدایت اور رحمت کا مرقع ہے بہ عنوان خفی "سیرۃً وصورۃً" نعتِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سے مرصّع ہے۔ جب کہ اس قصیدہ فریدہ عظیمہ کے ہر ایک شعر کی تاثیر قرآن پاک کے ان نوری شہ پاروں کی بنا پر ہے جو انہوں نے مُوثرِ حقیقی "ذاتِ حق" کے کلام معجز نما سے مستعار لے کر تلمیحاً اشارۃً، کنایۃً بیان کیے ہیں۔ احادیث مبارکہ کے زبانِ رسالت سے نکلے ہوئے نوری الفاظ چن چن کر اپنے اشعار کو سجایا ہے۔ جس سے ہر شعر میں انوار اور تاثیرات چمکتے دمکتے نظر آتے ہیں۔

اک اک ادا ہے آپ کی آیات بینات جس زاویئے سے دیکھئے قرآن ہیں مصطفیٰ
اختر میرے لیے نعت ہے وثیقہ شفاعت میری عروسِ فکر کے عنواں ہیں مصطفیٰ

قصیدہ مبارکہ کی تاثیرات اور انوار مقبول بارگاہِ ربُّ النّاس اور منظور بارگاہ سیّدالنّاس ﷺ میں خصوصاً شعر نمبر ۶، ۳۶، ۳۹، ۴۰، ۵۱، ۵۵ وہ اشعار مبارک ہیں جن پر حضور پُر نور سیّد یوم النشور ﷺ نے نہایت پسندیدگی اور خوشی ومسرت کا اظہار فرمایا۔ ان میں بعض ایسے اشعار اور واقعات ہیں جن کی بارگاہ نبوّت سے مشاہدہ اور مکاشفہ سے تصدیق ہوئی مثلاً شعر نمبر ۵۱ جس کا مصرعہ ثانی امامُ الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ہے۔ اور مصرعہ اُولیٰ امام بوصیری علیہ الرّحمۃ کا۔ امام ناظم فاہم نَظَمَہُ اللّٰہُ فِیْ سِلْکِ اَنْوَارِ الْقَلَمِ کا یہ منظوم قصیدہ مبارکہ اہل ایمان نے وردِ زباں اور حرزِ جاں بنایا۔ یہ معجز نما تاثیرات کا حامل ہے۔ قضاءِ حاجات، حلِّ مشکلات اور ردِّ بلیّات میں اس کی تاثیر مسلّم اور مشہور ہے۔ جس نے اس کو وردِ زباں بنایا اسے اس نے بحمدہٖ تعالیٰ ایمان افروز، روح پرور، بابرکت اور شفا بخش پایا اور اس کے باطنی انوار وتاثیرات، فیوض وبرکات اظہر مِنَ الشَّمس ہیں۔ یہ اولیاء کرام کے اوراد ووظائف میں شامل ہے۔ اس کے ورد سے دُنیا میں زیارت مصطفیٰ ﷺ کی نعمتِ عظمیٰ حاصل ہوتی ہے جس کے سامنے دنیا کی ساری نعمتیں ہیچ ہیں اور شفاعت جیسی اخروی دولت کُبریٰ عنایت ہوتی ہے۔ "سخن راہست تاثیرے بہر مجلس کہ مے گوئی"

حکمت بالغہ

قصیدہ مبارکہ کی ابتدا اَمِنْ تَذَکُّرِ، اَمِنْتَ سے امن جان وسلامتی، ایمان کی نوید اور اختتام اَطْرَبَ الْعِیْسِ دنیا کی عیش اور آخرت کی خوشی کی بشارت ہے۔ حُسن اتفاق اور نیک فالی سے آغاز اور انجام کار دونوں میں امن اور عافیت کا راز مضمر ہے۔

قصیدہ مبارکہ ہٰذا کے پہلے اور آخری شعر کے مَطلع اور مَقطع میں یہ دقیق نکتہ پوشیدہ ہے کہ اس حسن آغاز کا اختتام سے گہرا تعلق ہے اور ربطِ مضمونِ نظم ابتداء تا انتہا میں ایک لاجواب پوشیدہ حکمت کا اشارہ ملتا ہے کہ یہ اول وآخر امن وامانِ جان، سلامتیِ ایمان اور عرفان کا ضامن ہے کہ حضور مطلع بر سعادت ﷺ اور مقطع بر سیادت ﷺ کی اس نعت کے ہر شعر میں ظاہراً وباطناً امن، طرب، سلامتی اور خوشی کی طرف اشارہ ہے اور حضور فتح بابِ نبوت ﷺ اور حضور ختم دورِ رسالت ﷺ کی محبت کے انوار اس قصیدہ مبارکہ میں چمکتے ہیں۔ فافہم۔ لِلّٰہِ دَرُّ لِقَائِلِھَا وَطُوْبٰی لِنَا ظِمِھَا وَلِقَارِئِھَا وَلِشَارِحِھَا۔

وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ فَاِنَّہٗ　　یُبْدِئُ بِہِ الذِّکْرُ الْجَمِیْلُ وَمُخْتَتَمْ

شارحین کرام لکھتے ہیں کہ سعدُ الدّین فاروقی کو آشوبِ چشم ہوا یہاں تک کہ وہ نابینا ہو گئے تو خواب میں زیارت سراپا طہارت نبیِّ رحمت ﷺ سے مُشرّف ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قصیدہ بردہ کو آنکھوں پر رکھو فَجَاءَ اَلَیْہِ فَاَخَذَ الْقَصِیْدَۃُ وَوَضَعَھَا عَلٰی عَیْنَیْہِ وَقَرَ اَبِھَا فَشَفَاءَ اللّٰہُ بِھَا "تو انہوں نے مبارک قصیدہ کو لے کر ادب اور محبت سے آنکھوں پر رکھا اور دُعا مانگی تو اللہ ربُّ العزت نے اُسی وقت شفاء عنایت فرمادی"۔ آنکھیں نور بصر سے اور قلب نور بصیرت سے منور ہو گیا۔

شعر نمبر ۳۶ برائے زیارت باسعادت کے لیے اکسیر اعظم ہے کہ یہ بیت مبارک ایک مجلس میں ایک ہزار ایک بار پڑھے، اول وآخر درود شریف پانچ پانچ مرتبہ پڑھے ان شاء اللہ الکریم فضل وکرم ہوگا۔ اولیاء عظام کا فرمودہ وآزمودہ ہے۔ رب کریم اس فقیر کو بھی یہ سعادت عنایت فرمائے۔ آمین۔

ماہ روئے برلبِ جوئے مے کشد تصویر را منتظرِ باشم تا مہ آفتاب آید بروں

(مہ نور بنت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ)

شروح قصیدہ مبارکہ ہذا

قصیدہ مبارکہ ہذا کی اہمیت، قبولیت اور عظمتِ شان کے پیش نظر اہل علم نے مختلف زمانوں اور مختلف زبانوں میں پراثر انداز میں قلم اٹھایا اور اس کی شروح لکھ کر خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

(۱) الشیخ عبدالسّلام بن ادریس مراکشی المتوفی ۶۶۰ھ نے "خواصُ البُردۃ فی بَرَأُ الدَّاء" لکھی۔

(۲) شیخ ابُو شامہ قدسی ۶۶۵ھ نے "لَوَامِعُ المَرْضِیَّۃِ فِیْ مَدْحِ خَیْرِالْبَرِیّۃ" لکھی۔

(۳) علّامہ زکریا محمّد احمد انصاری مصری نے "الزُّبَدَۃُ الرَّائِقَۃُ فِیْ شَرْحِ الْبُرْدَۃِ الفَائِقَۃ" کے نام سے انوکھے انداز بیان میں شرح لکھی۔

(۴) مشہور مفسر قرآن ومحدّث جلیل علامہ جلالُ الدین مُحمد بن احمد المحلی الشافعی ۸۶۴ء نے اَنْوَارُ المَرْضِیَّۃ فِیْ مَدْحِ خَیْرِالْبَرِیّۃ "(عربی) عجیب شانِ جلالت اور اندازِ محبت سے شرح لکھی جو ایک بیش بہا علمی خزانہ اور عظیم الشان تحفہ جمیلہ ہے۔

(۵) محمد بن ابوبکر الکردی حنفی علیہ الرحمۃ نے "اَلدُّرَّۃُ الْمَضِیَّۃُ فِیْ مَدْحِ الْکَوْکَبِ الدُّرِّیَّۃ" لکھی۔

القصیدۃُ البردہ کے تلاطم خیز بحرِ محبت میں سے جن کو ایک چلو گھونٹ پینا نصیب ہوا انہوں نے امت مسلمہ کو بھی اس سے سرشار کیا۔ بحرِ محبت کی جولانیوں اور اس کی دریا دلی سے وافر حصے دوسروں پر بھی نچھاور کیئے۔ بحر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فیضان تا قیام قیامت جاری وساری رہے گا۔ انشاء اللہ۔

بہرِ حق اے بحرِ رحمت اک قطرہ آبِ حیات تا بکے بے آب تڑپیں ماہیانِ سوختہ

بہرِ حق اے بحرِ محبت اک نگاہِ لطف بار تا بکے بے دیدار تڑپیں ماہیانِ سوختہ

آتشِ تردامنی نے دل کیے کیا کیا کباب خضر کی جان ہو جلا دو ماہیانِ سوختہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

الغرض شارحینِ کرام جَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء کی فہرست طویل ہے جو حدِ نظر اور حصر سے باہر ہے۔ بطورِ تبرّک چند کا تذکرہ کیا ہے۔ فقیر غفرلہ المولی القدیر عرض گناں ہے۔

لکھی جائیں گی کتابِ دل کی تفسیریں بہت ہوں گی اے خوابِ گراں تیری تعبیریں بہت

ہوبہو کھینچے گا اب عشق کی تصویر کون اُٹھ گیا ناوک فگن مارے گا دل پر تیر کون

کثیر التعداد شعراء اور علماء نے تضمینیں، تخمیسیں، تسبیعیں، تشطیریں، رباعیاں لکھیں اور بین السطور اور حاشیہ

نگاری پر طبع آزمائی کی۔

تخمیس: شعر کے اوّل میں پانچ شعروں کا اضافہ، اس پر سب سے پہلے علاّمہ عبداللہ بن عُمر القاضی البیضاوی علیہ الرحمۃ الباری نے قلم اٹھایا اور حق ادا کردیا۔

تشطیر: شعر کے درمیان دو مصرعوں کا اضافہ کرنا، ابوالہُدیٰ حسن رفاہی علیہ الرّحمۃ اس میں سبقت لے گئے۔

تذئیل: شعر کے نیچے چند شعروں کا اضافہ، اس میں حضرت احمد بن عبداللہ الجزائری علیہ الرّحمۃ نے شہرت پائی۔

قطعہ: بیت، فرد، غزل یہ سب نظم کے ضمن میں آتے ہیں۔

(۱) شارحینِ کرام علامہ بوصیری کے تلامذہ میں ابوحیان مَعمری علیہ الرحمۃ القوی غَرناطہ المتوفی ۷۴۳ ہجری المقدسہ اور مستندزمانہ ابن سیّدالنّاس ابوالفتوح محمّد بن ابی بکر اُندلسی قُدِسَ سِرّہٗ الجلی والخفی نے بین السطور کی طرح ڈالی۔

(۲) عارف باللہ المعروف البرزنجی علاّمۃ العصر جناب مُحمّد بن مصطفٰی احمد الحُسینی البرزنجی الشافعی القادری ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے نہایت کاوش اور محنت شاقّہ سے اپنے انوکھے اندازِ تحریر میں تخمیس لکھی۔ قصیدہ ھمزیہ اور دالیہ اور مضریّہ پر بھی قلم اُٹھایا اور درجہ کمال تک پہنچایا۔

(۳) نیز ترکی کے مستند عالم، عربی لغت کے امام اور ماہر کتابیات علاّمہ مُصطفٰی بن عبداللہ المعروف حاجی خلیفہ کاتب چلپی علیہ الرحمۃ ''صاحب کشفُ الظنون'' ترکی استنبول نے قصیدہ ہٰذا کی تحسین کی۔

(۴) عِطرُ الوَردۃ فی شرح قصیدۃ البردۃ کے شارح اپنے زمانہ کے عربی لغت کے ماہر ہیں۔ بعض اشعار پر اپنے علمی زعم میں تنقید کی ہے اگرچہ اُن کی شرح اس کیف ومحبت سے، جو قصیدہ ہٰذا کا طرہ امتیاز ہے خالی ہے، تاہم حلِ لغات میں شاہکار اور مستند ہے۔

علاوہ ازیں آراے پروفیسر نِکلسن باوجودیکہ غیر مسلم تھا وہ بھی آپ کی جلالتِ شان اور عظمت کا قائل اور مداح نظر آتا ہے۔ الغرض دربارِ رسالت ﷺ کے منظورِ نظر نعت خواں، نعت گوشاعر سیدنا حسان بن ثابت انصاری مدنی رضی اللہ ورسولہ عنہ کے بعد عربی زبان میں قصیدہ گوئی میں سب سے بڑا شاعر اور مداح ہونے کا شرف آپ نے پایا اور قبولیت میں اس مقام پر پہنچا جہاں کسی دوسرے کے لیے جگہ نہ چھوڑی۔

مختصراً یہ کہ ہر ملک اور ہر زبان میں قصیدہ بُردہ کی شروح وتراجم لکھے گئے۔ عربی، پنجابی، اردو، فارسی، پشتو، انگریزی، لاطینی، جرمنی، فرانسیسی، ترکی، غرضیکہ ہر زبان اور ہر زمان ومکان میں اور دنیا کے ہر خطۂ ہر شہر تا ہر قریہ، قصیدہ بردہ کی خوشبو پہنچی۔ بعض شارحینِ کرام نے قصیدہ بردہ کے تتبع میں طبع آزمائی کی۔ لیکن جو مرتبہ اور مقام علاّمہ بوصیری علیہ الرحمۃ کے حصہ میں آیا وہاں تک کوئی نہ پہنچ سکا۔ لِلّٰہِ دُرُّ لِلنَّاظِمِ الفَاهِمِ۔

صحابہ کرام رضوان اللہ مِنَ الملکِ المنّان میں سے حضرت زید بن ثابت، حضرت عبدُ اللہ بن رواحہ، حضرت بُجیر، حضرت کعب بن مالک، حضرت کعب بن زُہیر رضی اللہ عنہم نے قصائد لکھے اور نعتوں کے دیوان مرتب کئے اور امتِ مُحمد یہ علٰی صَاحِبِہَا الصَّلوٰۃُ والسَّلام میں عاشقین صادقین نے کثیرُ التعداد میں اپنے اپنے مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے

قصائد لکھے ہیں جو بے مثل اور بے مثال ہیں اور جو مقبول بارگاہ رسول ﷺ ہیں۔

○ قصیدہ لامیہ بانت سُعاد

اشعرُ الشّعراء عرب وعجم سیّدنا کعب ابن زہیر جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ تاہم یہ قصائد اور سبعہ معلقہ سے ایک منفرد قصیدہ ہے جو دنیائے عرب میں اپنی نظیر آپ ہے۔ چند اشعار شانِ رسالت ﷺ میں درجہ کمال پر ہیں۔ جو عربی ادب کا شاہکار نمونہ ہیں۔ ۹ ہجری المقدسہ مسجد نبوی میں حضور ﷺ کی حضوری میں بعد نماز فجر پڑھا گیا جبکہ ہجو گوئی کی بناء پر آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دے رکھا تھا۔ شاعر نے اعتذار کا لہجہ اختیار کیا اور بڑے مؤثر انداز میں معافی کی درخواست کی جو قبول ہوئی اور جب اس شعر پر پہنچے:

إِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ مُهَنَّدٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

''بیشک سرکار رسالت ﷺ نور ہیں جن سے نُور حاصل کیا جاتا ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک فولادی تیغ بے نیام ہیں''۔ تو آپ ﷺ نے خوش ہوکر انہیں اپنی چادر بطور انعام عنایت فرمادی۔ قَدْ اُلْبِسَتِ الشَّاعِرَ حُلَّةُ مَجْدٍ لَايَبْلٰى۔ یہ ایسی قبائے فضیلت تھی جو بوسیدگی سے پاک ہے۔ جو ان کے لیے تحفہ امانِ جان اور شرف ایمان بنی۔ تاقیامِ قیامت بارگاہِ نبوی کے نعت خواں قصیدہ خواں حضرات میں ان کا نام مانند چاند چمکتا رہے گا۔ بدیں ایام جاہلیت کا لکھا ہوا یہ ''قصیدۂ بانت سُعاد'' ''قصیدۂ بُردۃ المدیح'' بن گیا۔ جو قصائد عرب میں اپنی مثال آپ ہے۔

مہاجرین صحابہ کی شان میں چند اشعار کہے لیکن انصار صحابہ کو کسی وجہ سے نظر انداز کردیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: لَوْ لَا ذَكَرْتَ الْاَنْصَارَ فَاِنَّهُمْ اَهْلٌ لِذٰلِكَ اگر وہ صحابہ انصار کی تعریف وتوصیف بھی کرتا تو وہ اس کے اہل تھے کہ رب العزت نے اپنے کلام معجز نما میں ان کی تعریف وتوصیف بیان فرمائی ہے، چنانچہ انہوں نے فی البدیہہ قصیدہ رائیہ لکھ کر تلافی مافات کردی، جس پر حضور ﷺ اور جملہ صحابہ کرام خوش ہوگئے اور نشانِ عظمت اور تمغہ امتیاز پالیا۔

○ بُردہ مبارک

شاہانِ اسلام سے منتقل ہوتی ہوئی ۱۸۴۵ء میں سلطان عبدالمجید خان اوّل ''ترکی'' استنبول شہر کے پاس پہنچی تو آپ کی والدہ ماجدہ قدس سرّ ھانے مسجد یادگار بردہ تعمیر کرائی، جس میں آج تک یہ چادر مبارک محفوظ بطور تبرک موجود ہے۔

قصیدہ نعمانیہ

امام الائمہ کاشفُ الغمّہ امام اعظم نُعمان بن ثابت بانیِ فقہ حنفی علیہ الرّحمۃ نے لکھا جس کے فضائل وکمالات کا بیان کرنا علم وعقل کے احاطہ سے باہر ہے۔ جس میں حضور سرکارِ مدینہ علیہ التحیۃ والسکینۃ کے القاب اور خطابات آقائے دوجہاں سے استغاثہ، ملجاوماویٰ سے استعانت، مالک ومختار، نُور، حاضرِ ناظر، حاجت روا، مشکل کشا، باعثِ تخلیق ارض وسما، شافع روزِ جزاء کے عقیدہ کو بالصّراحت وبالوضاحت بیان فرمایا۔ یہ نورانی اور پیارا قصیدہ مبارکہ صحیح العقیدہ اہل سُنّت والجماعت احناف کے لیے جامِ محبت وکیف وسرور ہے جو ترپین ۵۳ اشعار پر مشتمل ہے۔

يَاسَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا أَرْجُوْا رِضَاكَ وَاحْتَمِى بِحِمَاكَ

یارسول اللہ ﷺ میں حاضر دربار ہوں آپ ﷺ کی رضا اور حفظ وامان کا امّید وار ہوں

أَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ لِأَبِىْ حَنِيْفَةَ فِى الْأَنَامِ سِوَاكَ

میں آپ ﷺ کے جود کا امیدوار ہوں کہ بُوحنیفہ کے لیے آپ ﷺ کے سوا کوئی اور مددگار اور حامی نہیں

بحوالہ: الخیرات الحسان معہ قصیدۃ النّعمان از علامہ شیخ شہاب الدین احمد ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ۔

○ قصیدہ حدّادیہ داخلیہ

شیخ الشیوخ عبداللہ بن علی الحدّاد العلوی الحضرمی الشافعی علیہ رحمۃ الجلی والخفی المتوفی ۱۱۳۲ھ کے نظم کردہ نعتیہ اشعار حرم نبوی شریف کے مقصورہ شریف پر خطِ کوفی سے خوشخط منقش ہیں۔ جو اہلِ ذوق کے لیے نظر نواز ہیں۔ از راہِ ادب ومحبت میں نے ان اشعار سے اس شرح کو زینت دی۔

نَبِيٌّ عَظِيْمٌ خَلْقُهُ الْخُلُقُ الَّذِىْ لَهُ عَظَّمُ الرَّحْمٰنُ فِى سَيِّدِ الْكُتُبِ

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللّٰهُ دَائِمًا وَسَرْمَدًا وَسَلَّمَ يَامُخْتَارُ وَالْاٰلُ وَالصَّحْبِ

○ قصیدہ مبارکہ صاحب القبر المنیر

شیخ الطریقت عالم شریعت عارف باللہ الشیخ عبدالرحیم البُرَاعی قدس سرّہٗ

يَاسَيِّدِىْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ خُذْ بِيَدِىْ مَالِىْ سِوَاكَ وَلَا اَلْوِىْ عَلٰى اَحَدٍ

رَبُّ الْجَمَالِ تَعَالَى اللّٰهُ خَالِقُهٗ فَمِثْلُهٗ فِىْ جَمِيْعِ الْخَلْقِ لَمْ اَحَدٍ

○ قصیدہ بغدادیہ وتریہ

حضرت ابوعبداللہ مجدُ الدین محمّد بن سیّد بغدادی شافعی علیہ الرحمۃ المتوفی ۶۶۲ھ کے نعتیہ اشعار ازواج مُطہرات کے حجرات مقدّسہ اور پاک جالیوں کے اندر مُنقش ہیں۔

قصیدہ بُردہ کے چیدہ چیدہ نعتیہ اشعار مسجد نبوی شریف کی گنبد نما چھتوں کے اندر دیدہ زیب خوشخط گول دائرہ میں لکھے ہوئے ہیں۔ کیا عظمت والا مقام پایا ہے۔ سُبحان اللہ۔

هُوَالْحَبِيْبُ الَّذِىْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَ الثَّقَلَيْنِ وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

اسماءُ النّبیّ الکریم ﷺ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ سلام اللہ علیہ کے نبیرہ عارف باللہ ابوعبدُاللہ محمد بن سلیمان الجزُولی الشاذلی المتوفی ۸۷۰ء کی درود شریف کی کتاب ''شوارق الانوارِ فی ذِکر الصّلوٰۃ علی النّبی المختار ﷺ'' المشہور دلائل الخیرات سے منتخب نام باب السّلام کی جانب قبلہ محراب کے اوپر دیوار پر سنہری حروف سے منقش ہیں۔

استنبول کے مشہور ومعروف تُرک خطّاط عبداللہ زاہدی آفندی علیہ الرّحمۃ نے المدینۃ المنورہ مسجد النّبوی شریف

میں تین سال کی محنت شاقّہ سے باوضو خط نستعلیق میں دلآویز خطّاطی کا شرف پایا۔ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْ بِأَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى وَبِأَسْمَاءِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ لِكَاتِبِ الْحَرَمِ النَّبَوِيِّ الْفَقِيْرِ عَبْدُ اللّٰهِ زَائِدِیْ مِنْ سُلَالَةِ حَبِيْبِ الْمَعْرُوْفِ تَمِيْمِ الدَّارِیْ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَانُ الْبَارِیْ

قصیدہ عزیزیہ

عزیز الامّت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی علیہ رحمۃ القوی کے بلند پایہ نعتیہ اشعار اپنی نظیر آپ ہیں۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَاسَيِّدَ الْبَشَرِ مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ

لَايُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَاكَانَ حَقُّهٗ بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

قصیدہ اَطْیَبُ النَّغَم

ولی کامل شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی نقشبندی مجدّدی کا شاہکار قصیدہ ہے۔ جو عقائد حقّہ اہل سنّت و جماعت پر مستند دلیلِ جلیل ہے۔

○ **بلبلِ گلستانِ رسالت، طوطیٔ بوستانِ نبوت، جناب الشیخ مصلح الدین سعدی شیرازی سہروردی علیہ الرّحمۃ۔**

شیریں مقال شیخ سعدی کا یہ نعتیہ قطعہ جو انہوں نے بالمشافہ خواب میں بارگاہ نبوی میں پیش کیا تھا۔ جس سے حضور سیّد لولاک محبوبِ پاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے خوش ہوکر اس قطعہ کو ایسا شرف قبولیت عطا فرمادیا جس سے غلامانِ مصطفےٰ ﷺ نے اس کو اپنے دلوں میں جگہ دی اور اپنے سینوں پر کندہ کرلیا۔ شعراء کرام نے عقیدت اور محبت سے ایک دوسرے سے بڑھ کر اس پر تضمینیں لکھیں۔ نعت خواں حضرات نے اپنی نعتوں کو پُراثر بنایا اور داد و تحسین پائی۔ اولیاء کرام نے بطور وظیفہ پڑھا اور جو چاہا سو پایا۔ علماء کرام نے اس سے اپنی محفلوں کو پُرنُور اور مجلسوں کو پُررونق بنایا۔ خوشنویس حضرات نے اپنے فن کتابت کی موشگافیوں سے مختلف طرز تحریر سے اس پر کتبے لکھے۔ جس سے اہل محبت و شوق نے ان کتبوں سے اپنے گھروں کو سجایا تا آنکہ اللہ ربّ العزّت کے گھروں مساجد کی زینت بنا۔

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ

بلندیٔ عظمت ہے کمالِ محمّد ﷺ ہے کشاف ظلمت جمالِ محمّد ﷺ

حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

جمیع خوبیاں ہیں خصالِ محمّد ﷺ فَصَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ

شیخ سعدی شیرازی علیہ رحمۃ الباری نے ساری زندگی مدحت رسول ونعت رسول میں گزاردی اور آخرکار یہ نعتیہ کلام کہتے ہوئے جنّتُ الفردوس کو سدھار گئے۔ ”کجا حدّ یست حُسنت را کہ ہنوز آغاز مے بینم“

ترا عزّ لولاک تمکیں بس است ثناءِ تو طٰهٰ و یٰسٓ بس است

چه وصف کند سعدیؔ نا تمام علیکَ الصّلوٰۃ اے نبی والسّلام

قصیدہ نُو راعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

''اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صاحبِ لولاک علَیہِ الصَّلوٰۃ والسّلام کو اپنے کلام معجز نما قرآن پاک میں نُوْرٌ عَلٰی نُوْر فرمایا ہے۔اس میں حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف، صفت وثناء اور نعت کا ہر لفظ نور اور نُوْرٌ عَلٰی نُوْر ہے ہر کوئی اس بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے۔امام غزالی اپنی تلقین، امام فخر الدین رازی اپنا پیچ وتاب، فارابی اپنی حیرت، بوعلی سینا اپنی دانائی، دانائے راز رومی اپنا سوز وساز اور امام احمد رضا اپنے قصیدہ نُور کے خوشنما، خوشبودار اور خوبصورت نوری پھول نچھاور کرتے نظر آتے ہیں۔جو نورِ ایمان کے لیے انجلاء، نورِ عرفان کے لیے انشراحِ صدر اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔اس بارگاہ بیکس پناہ کے غلام دارا وسکندر کے تاج اور تخت سکندری کو محبوب پاک کے شہر مقدس کی گداگری اور خاکساری پر ترجیح دیتے نظر آتے ہیں۔آیئے قصیدہ نور سے اپنے قلوب کو نور اور دماغ کو سرور، آنکھوں کو ٹھنڈک سے مالا مال کریں۔ رضوانُ اللہ عَلَیْہِمْ مِنَ الْمَلِکِ المنّان۔

یہ حقیقت بالکل واضح، بے حجاب اور بے نقاب ہے اور روشن از آفتاب ومہتاب ہے کہ اعلیٰ حضرت کا علم وعمل، دل ودماغ، قلب وروح، چشم وگوش، ظاہر وباطن، سرتاپا سارے جسم کے اعضاء، رگ وپے، سب میں محبت وادب سرکار والا وقار ﷺ رچی بسی ہوئی ہے۔مزید برآں کہ محبوب خدا ﷺ کی حمد وثناء، صفت ونعت ہر وقت آپ کے وردِ زبان رہتی تھی۔شریعت اور طریقت میں ان کے قلم حق کا کوئی نقش ایسا نہ تھا جس میں عظمت وشان حبیب پاک ﷺ آپ کے نوک قلم سے منقش نہ ہوتا ہو۔آپ فرمایا کرتے: اگر میرے دل کو چیرا جائے تو ایک ٹکڑا پر اسم پاک اَللّٰہ جلّ شانہٗ اور دوسرے ٹکڑے پر اسم پاک سیّدنا محمّد ﷺ منقش ہوگا۔یہ مقامِ فنافی الرسول ہے۔یہ قصیدہ قرآن عظیم، فرقان حکیم کی نصوص قطعیہ اور احادیث نبویہ کے بلیغ اشارات اور پاکیزہ اور لطیف استعارات سے مزّین ہے۔
یہ قصیدہ نور حسنِ عقیدت کا شاہکار ہے اِس کا مطلع اور مقطع ملاحظہ ہو۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا　　صدقہ لینے نُور کا آیا ہے تارا نُور کا
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نُور کا　　مست بُو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نُور کا

اے رضا یہ احمدِ نُوری کا فیضِ نُور ہے
ہوگئی تیری غزل بڑھ کر قصیدہ نُور کا

(حدائق بخشش)

قصیدہ معراجیہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفرِ معراج کو کمال انداز محبت، ادب اور عقیدت سے اور ایک ایک مقام کو اشارۃً کنایۃً بیان کیا گیا ہے۔ اسراء، معراج اور اعراج کے انوار و برکات کے تذکرہ جمیلہ اور دیدارِ الٰہی کی کیفیات کو بیان فرمایا۔

قصیدہ میمیّہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

متاخرین میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قادری علیہ رحمۃ الرحمان کا سلام محبت۔ جس کو علماءِ فن شعر ونظم نے اُردو کا قصیدہ بردہ کہا ہے جو کوثر و تسنیم کے پانی سے دھلا ہوا اور عشق و محبت کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے۔ حضور سرکار مدینہ، سرورسینہ، تاج دار مدینہ علیہ التحیۃُ والسکینۃ کے سراپا جسمِ نوری کے ایک ایک عضو مبارکہ حتیٰ کہ خُو اور مُو پر بھی سلام محبت کا ایک انوکھا انداز اختیار کیا گیا ہے۔ یہ اہلِ محبت ہی جانیں۔ سب سے بڑا کمال یہ کہ قرآن مجید فرقانِ حمید کے نورانی قرآنی شہ پاروں کو اپنے اشعار میں ہیروں اور نگینوں کی طرح جڑا ہے۔ جانِ رحمت، روحِ رافت، قلبِ انور، دہن مبارک، زبان ترجمان وحی الرحمٰن، چشمِ منور، چہرہ انور، سینہ فیضِ گنجینہ، قلبِ انور حکمتوں اور اسرار کا خزینہ، دستِ کرم، ہاتھ مبارک، رحمت کے دوکان، خزانہ فیضان، قدومِ میمنت، قدمِ مبارک پر صلوٰۃ وسلام کے پھول عجیب شان سے اپنے مخصوص انداز محبت وادب سے نچھاور کیے ہیں۔

سبحان اللہ! کوثر و سلسبیل سے دھلی ہوئی زبان، مشک وعنبر میں بسا ہوا قلم و قرطاس، حسنِ عقیدت سے سرشار لہجہ، الفاظ کی شکل میں محبت کے پھولوں کی مشکبار پتیاں عجیب بہار میں ہیں۔ جس میں سیّدنا بلال باکمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تڑپ، سہیل یمنی اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے عشق کی جلوہ گری اور سیّدنا حسان رضی اللہ عنہ کا سا انداز تکلّم، علاّمہ بوصیری علیہ الرحمۃ کا لہجہ، تعظیم ومحبت، اس قصیدہ میمیہ کا طرّۂ امتیاز ہے۔

قصیدہ مبارکہ مطلع تا مقطع نظم، فصاحت و بلاغت کا مرقع اور صفات بدائع وصنائع سے مرصّع ہے۔ شعر وحکمت کا بحرِ بیکراں ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورتِ جمالِ بے مثال، سیرتِ باکمال اور خوبیٔ شکل وشمائل اور خصائل، حلیہ مبارک کا تصور نظروں میں پھر جاتا ہے۔ اہلِ بصر وبصیرت صاحبانِ ذوق وشوق اور اہل عشق ودل کے لیے یہ قصیدہ سلام ایک عظیم الشان تحفہ ہے، جو بارگاہ سیّد الانام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام میں پیش کیا جاتا ہے، جس کی گونج روزِ محشر بھی سنائی دے گی۔ یہ حسین وجمیل گلدستہ نعت ہے جس میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اسماء مبارکہ، ماثر جلیلہ، محامد جزیلہ، صفات عظیمہ، شمائل جمیلہ، خصائل کریمہ اور صورت پاک وسیرت پاک کا تذکرہ جمیلہ ہے جو سلاستِ بیان، لطافتِ زبان کا آئینہ دار ہے۔ یہ قصیدہ میمیہ سلامِ محبت ہے، جس کے قصیدہ بردہ عربی کے شعروں کے مطابق ۱۶۸ شعر ہیں، جس کا مطلع ومقطع ملاحظہ ہو۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام　　شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
مہر چرخ نبوّت پہ روشن درود　　گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

نعت سُنّتِ خدا ہے اور حمد سُنّت مصطفےٰ عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم:

''با خدا دیوانہ باش و با مصطفےٰ ہشیار باش'' جلّ شانہٗ وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد سب سے پہلے حضور پرُنور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے سر بسجود ہو کر بیان کی جب روز ازل اپنے محبوب پاک سیّد لولاکَ علَیْہِ الصّلوٰۃ والسّلام کے نُور کو تخلیق فرمایا تھا۔ ربّ کریم نے اس حمد کے اجر میں اپنے محبوب کا نام ''محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم'' رکھا یعنی تعریف توصیف کیا ہوا۔

نعت حبیب کہئے کہ حمد خدا بھی ہے　　توصیف مصطفےٰ کی خدا کی ثنا بھی ہے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

اسم پاک محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) حمد سے مشتق ہے کہ حضور اسم با مسمّٰی ہیں۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے جملہ اسماء اور صفات میں حمد کا عنصر ہے کہ حضور ''محمد'' (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) بھی ہیں اور احمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) بھی۔ حضور حامد بھی ہیں اور محمود بھی، اُمت، حمّادون ہے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا روز قیامت جھنڈا لواء الحمد اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا مقام، مقام محمود ہے۔ جہاں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم رب کریم کو سجدہ کریں گے اور ربّ العزّت آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو شفاعت کبریٰ کا تاج پہنائے گا اور پھر تمام اہلِ محشر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی نعتیں بیان کریں گے۔

اللہ جلّ شانہٗ کی تعریف کو حمد، انبیاء کرام کی تعریف کو نعت اور قصیدہ اور اولیاء اللہ کی تعریف کو منقبت کہتے ہیں۔ مرثیہ کا لفظ انبیاء کرام کے لیے سوءِ ادب ہے۔ لفظ حمد، ذکر، شکر، مدح اور نعت کے لیے مشترک ہے۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب　　ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبی است

حمد باری تعالیٰ سنت مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہے۔ تاج دار عرب وعجم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں حمد کے آداب سکھائے۔ حمد بیان کرنے میں راستہ صاف اور سیدھا ہے حمد میں کوئی حد بندی نہیں جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے لیکن حمد میں بھی آداب بارگہٗ خداوند قدوس لازمی امر ہیں۔ حمد کے الفاظ وضعی اور اختراعی نہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ توقیفی ہیں جو قرآن پاک اور حدیث پاک سے ثابت ہیں، نعت میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو مجنون، رانجھا وغیرہ کہنا سوءِ ادب اور حرام ہے۔

''ادب پہلا قرینہ ہے محبّت کے قرینوں میں''

○ نعت مبارک

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن زبان را نمے شائد

نعت سنت کبریا جلّ شانہٗ ہے۔ نعت خوانی جز وایمان ہے۔ درحقیقت نعت لکھنا اور پڑھنا مشکل اور نازک مقام ہے۔ نعت گوئی میں قدم رکھنا تیز تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ نعت میں دونوں طرف آداب کی حد بندیاں اور پابندیاں ہیں۔ کوئی سعادت مند جوش میں ہوش رکھنے والا اس مقام سے گزر سکتا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو شانِ الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور اگر کمی کرتا ہے تو تنقیصِ شان نبوّت کا مرتکب ہو کر اپنا اثاثہ ایمان ضائع کر لیتا ہے۔ العیاذُ باللہِ العظیم

دور حاضر کے نعت خواں حضرات کے لیے لمحہ فکر یہ ہے کہ نعت مبارکہ کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ چلاّ چلاّ کر، دف بجا بجا کر فلمی گانوں کی طرز پر نہ پڑھیں، وقار اور سنجیدگی کا خیال رکھیں۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید ایں جا

ایرانی حکیم افضل الدین خان خاقانی علیہ الرحمۃ الربانی کا نام مبارک صنف قصیدہ کو نعت میں مخصوص کرنے میں سرفہرست ہے۔ انہوں نے حکیمانہ انداز میں بہت قصیدے لکھے ہیں۔ اس قصیدہ میں نعت کا انداز بیاں ملاحظہ ہو۔ یہ نعتیہ قصیدہ بہت مشہور ہے:

زہے عزّت کہ بے نعت تو لوح معصیت گردد ہر آن نامہ کہ بسم اللہ بود ہست عنوانش

ایک قصیدہ نعتیہ میں حکیمانہ انداز ''آہ صبح گاہی نالہ نیم شبی'' کا پُرسوز انداز ملاحظہ ہو۔

صبح دم چوں کلہ بندد آہ دود آسائے من درشفق چوں خون نشیند چشم شب پیمائے من

اہل عشق وایمان اس گلستانِ نعت میں نگہت کرتے رہے۔ حکیم سنائی کی حکمتیں، فرید الدین شیخ عطار کی عطر بیزیاں، نظامی گنجوی کی نظافتیں اور مولانا جامی و شیخ سعدی شیرازی کا نعتیہ کلام آج بھی روح پرور ایمان افروز ہے۔

الغرض نعت ایک گلستانِ محبت ہے کہ جس میں خوشنما خوبصورت پھولوں کے ساتھ کانٹے بھی ہیں جس سے ایک ہوشیار، بیدار مغز ہی کانٹوں سے اپنے ہاتھوں کو بچا کر اپنا دامن پھولوں سے بھر سکتا ہے وگرنہ کانٹوں میں الجھ کر رہ جائے گا۔

ریاض قدرت کا گُلِ سر سبد محمّد ازل ہے محمّد ابد
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

نعتِ شہٖ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم شیفتگی چاہتی ہے آشفتگی نہیں، سپردگی چاہتی ہے دیوانگی نہیں، ہوش چاہتی ہے، بیہوشی نہیں۔ نعت خواں کے لیے لازم ہے کہ وہ شریعت مطہرّہ کا پابند ہو۔ بے دین، بے ریش، بے نماز نعت کے لائق نہیں۔ شرکیہ کلمات، مبالغہ آمیز الفاظ سے پرہیز کرے اور ادب کا خاص خیال رکھے۔

○ نعت خوانی سنّت انبیاءِ کرام علیہم السّلام ہے

انبیاءِ کرام روزِ ازل تا روزِ ابد، عالم امر تا میثاق، اوّل البشر سیّدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام تا سیّدنا عیسٰی روح اللہ علیہ السلام اپنے اپنے زمانہ اور اپنے اپنے علاقہ اور حلقہ مبارکہ میں ثناء خوانی کے لیے مجلسیں قائم کرتے اور ذکر مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دل بہلاتے اور اپنی مستعار زندگی کے قیمتی لمحات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں بسر کرتے تھے تا آنکہ شب معراج، بیت المقدس میں تمام انبیاء کرام نے امام الانبیاء محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی اور ہر نبی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف و تعریف اور رفعتِ شان، عظمتِ مقام کا خطبہ پڑھا، یہ سب میثاق اوّل، روزِ ازل عالمِ ارواح میں انبیاء کرام کا عملی نقشہ تھا جو نعتِ مصطفوی علٰی صاحبہا الصّلوٰۃُ والسّلام پر اختتام پذیر ہوا۔

○ نعت سُنت رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

خیر القرون میں صحابہ کرام تا اہلبیت اطہار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ ذی شان پر سنتِ الٰہی کے مطابق مجلسیں قائم کرتے اور نعتیں پڑھتے تھے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعت خواں حضرات میں سے حضرت حسّان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکماً مسجد نبوی کے منبر شریف پر بٹھا کر نعتیں سنتے اور انعاماً دعاؤں اور عطاؤں سے نوازتے اور صحابہ کرام شریک محفل ہو کر محظوظ ہوتے۔

سفر و حضر میں نعت خوانی حضراتِ نعت خوانان کا وطیرہ تھا۔ دوران سفر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: وہ ہمارے لیے رجز پڑھیں تاکہ اونٹوں میں جوش پیدا ہو اور سفر میں آسانی ہو۔ رجز نعت خوانی کی ایک قسم ہے جیسے قرآن خوانی میں حدر یعنی تیز تیز جلدی جلدی صحت لفظی سے پڑھنا۔

○ ازواج مطہرات اور دیگر صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے قصائد

امّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محبوبہ محبوبِ خدا جلّ شانہٗ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر مستورات نعت گو صحابیات کی نعتیں مشہور ہیں۔ سیّدہ عاتکہ اور سیّدہ صفیہ عَمۃُ الرسول رضی اللہ عنہما نے غزوہ احد میں اُسد اللہ و رسولہ سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پر عربی نعت کا شاہکار مرثیہ کہا ہے۔ جن کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کمال شان رحمت میں ستّر تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھائی زہے نصیب:

خوشا، نماز نیاز کسے کہ از سر صدق | باب دیدہ و خون جگر طہارت کرد

○ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قصائد

لختِ جگر سیّد الانبیاء احمد مجتبٰے، نور چشم تاج دار تطہیر محمّد مصطفٰے، بانوئے ھَل اَتٰی، زوجۂ علی مرتضٰے، امّ حسنین سیّد الشُّہداء الزّہراء بتول سیّدۃُ النِّساء علَیہ وآلہٖ الصّلوٰۃ والسّلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کثیر تعداد میں قصائد لکھے جو اپنی عظمت شان میں بے مثل و بے مثال ہیں جو ایمان کو انجلاء، قلب کو انشراح اور روح کو راحت عطا کرتے ہیں۔ اہل محبت و عقیدت کے لیے ایمان کی دستاویز ہیں۔ جن کا ایک ایک شعر حامل محبت ہے۔ جن کی خوشبو سے اہل ایمان و عرفان کی روح مسرور ہوتی ہے۔ ایسی خوشبو آج تک کسی نے پائی نہیں جو "ان اشعار" میں رچی بسی ہوئی ہے۔

مَاذَا عَلَیٰ مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ ﷺ اَنْ لَّا یَشُمَّ مَدَّ الزَّمَانِ غَوَالِیَا

○ زمانہ خیرُ القرون میں تابعین کرام وتبع تابعین کے قصائد

آئمہ محدثین کرام، آئمہ مجتہدین عظام اور آئمہ طریقت بھی ہمیشہ نعت خوانی اور ذکر رسول ﷺ کی حلاوت سے رطب اللسان رہے۔ ان کی قصیدہ گوئی، قصیدہ خوانی و مدح سرائی کے نغمے آج بھی سمع نواز جنت اور گوش گذار فردوس ہیں۔ عشق و محبت کے مقام کو دائرہ شریعت میں رکھ کر قصیدے لکھے گئے۔

در کف جام شریعت در کف سندان عشق ہر ہو سناکے نداند جام و سنداں باختن

○ نعت گو مقتدِّ مین علماء کرام، اولیاء عظام

علماء کرام نے اپنے اپنے زمانہ پاک میں نعتیں لکھیں اور لاتعداد قصیدے لکھے جو حد و شمار سے باہر ہیں۔ نعت گو حضرات کتنے خوش قسمت ہیں جن کے دل ہمہ وقت محبت رسول ﷺ سے سرشار رہتے اور ان کے قلم وقرطاس ہمیشہ نعت لکھنے میں سربسجود رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر مصنف و اہل قلم اپنی اپنی تصنیفات کی ابتداء حمد الٰہی اور نعت رسالت پناہی ﷺ سے کرتا ہے اور قبولیت پاتا اور ہدیہ دل پیش کرتا ہے۔ کائنات عالم از فرش تا عرش حضور ﷺ کی ثنا گستری اور نعت کا ہر منزل اور ہر مقام پر اور ہر زبان پر تا قیام قیامت شہرہ رہے گا۔

بہر بلبل ہدیہ دیگر بدست او نبود بوئے گل دردا من بادِ صباء پوشیدہ ایم

○ نعت خواں حضرات اولیآء امت وصوفیاء ملّت

شاہ بغداد الشیخ ابومحمد عبدالقادر بغدادی قدس سرّہ الاقدس کا اپنے آقائے نعمت ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ نعت اور صلوٰۃ وسلام

چون ذرّہ ذرّہ شود ایں تنم بخاک لحد بشوید در صلوٰۃ و سلام ز جمیع ذرّا تم

خواجہ خواجگان سلطان الہند شیخ السیّد معین الدین اجمیری حسن سنجری چشتی علیہ الرحمۃ کے دیوان نعت کا ایک شعر بطور نمونہ حاضر کیا ہے:

از آب وگل مسرورے واز جان ودل درودے یا بشنود بہ طیبہ افغان یا مُحَمَّد

ملکُ الشعراء جناب امیر خسرو کا نعتیہ دیوان ایک عظیم الشان مجموعہ نعت ہے جو خاندان عالیہ چشت اہلِ بہشت کا خاصہ امتیازی نشان قوالی ہے۔ جو سرکار عالی وقار السیّد محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی بانی سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامی دہلوی علیہ الرحمۃ کی نگاہ کے پرودردہ تھے۔ ملاحظہ ہو

نمے دانم چہ منزل بود شب جائیکہ من بودم بہر سُو رقص بسمل بود شب جائیکہ من بودم
خدا خود میرِ مجلس بود اندر لامکاں خسرو محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

○ شعراءِ متاخرین درنعت

دورِ حاضر قریب کے شعراء غالب، حالی، ذوق، داغ، انشاء، اکبرالٰہ آبادی وغیرہ اردو ادب کے مشہور شعراء سے تھے۔ ان کی توجہ کا مرکز عشق مجازی تھا اور وہ گل و بلبل و رُخسار میں الجھے رہے تاہم ان کے کلام میں حمدیہ شعر اور نعتیہ کلام بھی ملتا ہے۔ محترم المقام علاّمہ محمد اقبال اور حسن رضا بریلوی، تلمیذ داغ دہلوی کا رتبہ تمام شعراء سے فائق ہے کہ وہ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ نعت گوئی اور نعت خوانی میں اتنی ہی گیرائی اور گہرائی ہوتی ہے جتنی اس کے دل میں اپنے آقا اور مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عقیدت ہوتی ہے۔ جس کا ظہور وہ اپنے الفاظ اور انداز بیان میں کرتا ہے۔

باخدا در پردہ گویم باتو گویم آشکار	یا رسول اللہ او پنہاں تو پیدائے من

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

○ نعت گوشعرآءِ کرام

برصغیر کے نعت گوشعراء کرام میں اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرضوان کا نام سنہرے حروف میں لکھنے کے قابل ہے جن کی نعتوں میں آیات قرآنیہ کی تفسیر اور حدیث نبوی کی تنویر ہے اور جذبۂ ایمانی کا سوز و گداز ہے۔ انہوں نے شعر کے جملہ اصناف نظم، غزل، قطعہ، رباعی میں نعتیں لکھیں۔ آپ کی نعتوں میں عشق حقیقی کی جلوہ نمائی ہے۔ آپ کے نعتیہ قصائد میں محبت و ادب اور چاشنی اور تاثیر ہے۔ ''قصیدہ میمیہ اور قصیدہ نور'' کو اہل سخن شعراء نے اُردو کا قصیدہ بردہ کہا ہے۔ نِعْمَ مَا قَالَ وَنِعْمَ مَنْ قَالَ۔

مغلیہ سلطنت کے شہنشاہ ہند شاہجہاں کے دربار عالیہ میں جان محمد قدسی علیہ الرحمۃ نے نعت پڑھی جس پر شاہجہاں نے ان کا منہ ہیروں، جواہر اور موتیوں سے بھرا اور مشک و عنبر اور کستوری جیسی خوشبوؤں سے تولا اور انعام سے نوازا اور وہ شہرت دوام پاگئے۔

مرحبا سیّد مکی مدنی العربی	دل و جاں باد فدایت چہ خوش لقبی
نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم	زانکہ نسبت باسگِ کوئے تو شد بے ادبی

دورِ حاضر کے نعت گو، نعت خواں محمد اعظم چشتی، جن کو حسان پاکستان کے مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے، کے چند نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں:

سمجھا نہیں ہنوز میرا عشق بے ثبات	تو کائناتِ حُسن ہے یا حُسن کائنات
ارشادِ مَا رَمَیْت سے ظاہر ہوا یہ راز	ہے کبریا کا ہاتھ رسولِ خدا کا ہات
اب تک جو بجی ہوئی ہے ستاروں کی انجمن	اس انتظار میں کہ وہ پھر آئیں ایک رات
اعظؔم میں ذکر شاہِ زمن کیسے چھوڑ دوں	میرے لیے تو ہے یہی سرمایہ حیات

اَقُوْلُ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَھُوَ الرَّفِیْقُ بِالْحَقِیْقِ میری چند روزہ حیات مستعار کا مقصد صرف اور

صرف حضور اکرم رسول محترم نبی عرب وعجم ﷺ کی تعریف اور توصیف ہے۔ نعت میرا وظیفہ حیات اور درود شریف میرا وسیلہ نجات ہے اسی پر میرا دنیاوی زندگی اور روحانی زندگی کا دارومدار ہے۔

میری عروس فکر کے عنواں ہیں مصطفےٰ　　میرے قلب و نظر کے قبلہ ہیں مصطفیٰ

لاریب! نعت گوئی اور قصیدہ خوانی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ جس خوش نصیب کے حصہ میں آ جائے اس کی معمولی سی کاوش بے بہا دولت اور گراں قدر سعادت ہے کہ دنیا وآخرت کی ساری نعمتیں اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ دنیا میں اس کا زیارت باطہارت اور آخرت میں شفاعت بالوجاہت بطور انعام ہے۔

انہیں دیکھ کر خوشی سے ہوئیں خندہ زن بہاریں　　وہیں پھول مسکرائے وہ گزر گئے جہاں سے

○ کلام الٰہی میں صفات محمّدیہ ﷺ کا نعتیہ بیان واجبُ الاذعان

القاب کیسے کیسے حق نے کیے عطا　　اپنے رسولِ پاک کو قرآں میں جا بجا

یٰس کہیں پکارا تو طٰہٰ کہیں کہا　　حٰم، نٓ، وَالشّمس والضُحیٰ

کہیں شاہد صفت سے نوازا کہیں مُبشّر اُسے پکارا　　کہیں صفات اوّل، آخر، ظاہر و باطن سے نوازا

سِرَاجاً کو مُنِیْراً سے دی زینت اور پھر　　دَاعِیًا اِلَی اللہ کو باذنِہٖ کا دیا اشارہ

پھر میرا کیا مقدور کہ نعت آپ کی لکھوں

تو سب پڑھو درود میں ذکرِ نبی کروں

جس ذاتِ پاک کی ثناء خوانی میں بذات خود خالق مطلق درود وسلام ''صلوٰۃ وسلام'' بھیجتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور نعت خوانی، ثناخوانی کیا ہوسکتی ہے۔ اس ذات حق وحدہٗ لاشریک نے ملائکہ کرام کو ساتھ ملا کر اپنے محبوب کی عظمتِ شان اور رفعت مقام کو اپنے معجز نما کلام پاک میں بیان فرمایا ہے اور آداب محبت سکھا رہا ہے اور اہل ایمان کو توصیف وتعریف اور نعت کے لیے کلمات درود شریف کا حکم دیتا ہے کہ تم بھی اس محفل میں شریک ہو کر میرے محبوب کی نعتوں کے نغمے گاؤ کہ اللہ جلّ شانہٗ کی رضا کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں۔

اے رضا جب صاحب قرآن ہے خود مدّاح حضور　　تجھ سے کب ممکن پھر مدحت رسولِ اللہ کی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

○ جملہ صحائف مقدّسہ مطّہرہ میں حمد وثنا کا تذکرہ جمیلہ

جملہ سابقہ کتب سماویہ الہامیہ، تورات پاک، زبور شریف، انجیل مقدّس اور دیگر صحائف ابراہیمی میں حضور ﷺ کا نام مبارک، عبرانی سریانی زبان میں لکھا ہوا ہے۔ ان میں نعت اور صفات عالیہ کا تذکرہ جمیلہ بالتفصیل موجود ہے۔ حضور نبی آخر الزمان ﷺ کا نام ممدوح ربِّ انس وجان ﷺ کی بعثت سے قبل اہل کتاب علماءِ یہود نامسعود رہبان واحبار اپنی مجلسوں اور محفلوں میں حمد وثنا، صورت وسیرت جمیلہ، مبارک شکل وشباہت، شمائل خصائل اور فضائل کا

ذکرمحبت سے کرتے اور آپ کے انتظار میں زندگی کے لمحات گن گن کر گزارتے اور خوش ہو کر نغمے گنگناتے۔ مصیبت کے وقت حضور ﷺ کے نام مبارک کے وسیلہ جلیلہ سے دشمنوں پر فتح کی دعا مانگتے اور کامیاب وکامران ہوجاتے۔

○ **تورات پاک، زبور شریف اور انجیل مقدس صحیفہ حمد و نعت ہے**

تورات و زبور و انجیل اور دیگر صحائف میں بھی لکھی ہوئی ہے مانند قرآن پاک نعت رسول اللہ کی
لوح محفوظ میں بھی اور عرش عظیم میں بھی دیکھ لو لکھی ہوئی ہے نوری قلم سے مدحت رسول اللہ کی
دیکھا جو صحائف ابراہیم و موسیٰ کو غور سے پڑھتے رہے خلیل و کلیم بھی نعت رسول اللہ کی
زبور، داؤد علیہ السلام بھی اُٹھائی تو ہر صفحہ وسطر میں چمکتی ہوئی پائی ہم نے صفت رسول اللہ کی
قرآن پاک کی سورت نور نے بھی مدنی نام اپنا لیا مدنی نبی کی پرنور صورت ہے نعت رسول اللہ کی

○ **قرآن پاک جملہ صحائف اور الہامی کتب میں لکھی ہوئی صفات محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسلام کا جامع ہے**

بر دفتر ذکر جلال تو تورات یک رقم وز مصحف ذکرِ جمال تو انجیل یک ورق

○ **قرآن مجید فرقان حمید کامل حمد و نعت ہے**

قولِ حق قرآن ہے قولِ نبی ہے حدیث اہلِ علم کے واسطے تقریر ہے دونوں کی ایک
قرآن حمد خدا بھی ہے اور نعت مصطفیٰ بھی سمجھ کا ہی فرق ہے تفسیر ہے دونوں کی ایک
اس نے حکم درود دیا آپ نے دعوت تحمید دی وہ خدا اور یہ نبی تدبیر ہے دونوں کی ایک
حمدِ خدا، نعتِ نبی اصل میں دونوں ایک ہیں لفظ ہی کا فرق ہے تاثیر ہے دونوں کی ایک
قرآن نے نعتِ نبی سکھائی اور حدیث نے حمد خدا اہلِ نظر کے واسطے تذکیر ہے دونوں کی ایک

الغرض! خالق کائنات خود جس کا مدح خواں ہو اور قرآن پاک جس کی کتابِ نعت ہو۔ بھلا اس کی کماحقہٗ مدح کون کرسکتا ہے کہ ''ہمہ قرآن درشان محمد است ﷺ'' کا مظہر ہے۔

محمد، محمد میں کہتا رہا نور کے موتیوں کی لڑی بن گئی آیتوں سے ملاتا رہا آیتیں پھر جو دیکھا تو نعت نبی بن گئی

○ **منکرین نعت یہودیوں کا نعت نبوی سے انکار اور اعراض**

☆ یہود بے بہبود علامات نبوت کو جاننے، پہچاننے کے باوجود از راہ عناد، حسد منکر ہو گئے تورات پاک سے نعت اور اوصاف عالی کے الفاظ کو مٹاتے، چھپاتے اور تحریف لفظی و معنوی کرتے ہوئے ہاویہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔ دور حاضر کے یہود بے بہبود، ہنود نا مسعود کی معنوی اولاد، منکرینِ نعت، معاندینِ اسلام، ذکرِ رسول، نعت اور درود شریف حضور سیّد الانام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے روکتی اور فضائل و کمالات کو چھپاتی ہے، ان سے نفرت اور عداوت محبتِ رسول ﷺ کی اوّلین شرائط میں سے ہے۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے پھر کہے مردک ہوں امّت رسول اللہ کی ﷺ

ہے خلیل اللہ علیہ السلام کو حاجت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

○ دارُالدنیا میں حمد ونعت کا ورود

عاشقینِ صادقین اور علماء راسخین نے اپنے آقا و مولیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں نعتوں کے ضخیم دفتر لکھے۔علم اور عمریں ختم ہوگئیں اور جتنی بھی عظیم سے عظیم تر شانیں اور نعتیں لکھیں اتنا ہی ان پر اپنی نارسائی، کم علمی اور نافہمی کا احساس ہوا تو پکار اٹھے۔

''کجا حدیست حسنت راہنوز آغازے بینم''

کسی عاشق صادق نے کیا عمدہ ترجمانی میں کہا ہے:

تیرے اوصاف کا ایک باب بھی پورا نہ ہوا زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے

کسی عاشق نے کیا عمدہ انداز سے اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے:

کیں نہ در تحریر ما گنجد نہ در تقریر ما خامہ بشکستیم و لب بستم از تعریف اوست

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان قدس سرہ الرحمان کا نعت گوئی سے عجز ملاحظہ ہو:

عُمرے، قدمے، اشہب خامہ بستیم یک چند بمدحی او دل بستیم
کاغذ بدریدیم و قلم بشکستیم دیدم زجا حوصلہ فرسا کاریست

نابغۂ روزگار شعراء کرام مرزا اسداللہ خاں غالب مشہور شاعر ہندوپاک عرض کناں ہے:

کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است غالب ثناءِ خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اعلیٰ حضرت نے غالب کے شعر کی زمین میں کیا عمدہ انداز میں عقیدت کا اظہار کیا ہے:

حق جلوہ گرز نام دبستان محمد است دانی کہ چیست رونقِ تصویرِ کائنات
تقدیر ناوکے زکمانِ محمد است صید مشیت اند رضا بندگانِ عشق

الغرض کسی نے کیا عمدہ کہا ہے:

گل چین بہار تو داماں گلہ دارد داماں نگہ تنگ و گل حسن بسیار

○ نعت مبارک کی ابتداء

قصیدہ مبارکہ مخدومہ کائنات امّ النّبی الکریم سیّدہ آمنہ امانت دار نور محمّدی علیہ وعلیہا الصّلوٰۃ والسّلام نعت اور قصیدہ کی ابتدا کا عظیم الشان نورانی سہرا آپ کے سر پر سجایا گیا ہے۔نعت کی ابتداء آپ نے کی۔اس کی روشنی چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔آپ نے مقام ابواء صوبہ حجاز مقدس میں بوقت وصال اپنے نور نظر، لخت جگر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں چند نعتیہ اشعار کہے۔جن کی والدہ ماجدہ سیّدہ کو خوابوں میں بشارت دی گئی تھی کہ یہ

تیرا بیٹا نبی اور رسول ہوگا اور یہ سب پیشین گوئیاں صحیح اور سچ ثابت ہوئیں۔

نعت ایک ایسا چشمہ محبت، چشمہ آبِ حیات ہے جس سے آج تک تشنگان اہل محبت اپنی پیاس بجھاتے آرہے ہیں، مانند چشمہ آبِ زمزم، جو سیّدہ امّ النّبی ہاجرہ علیہا السلام کے لیے سرزمین مکہ معظّمہ صحن حرم میں پھوٹا تھا۔ جس سے زائر اور حجاج اپنی تشنگی اور گرسنگی بجھاتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

یہ ہے ایمان افروز نعت کا بیج جو لق ودق صحرا مقام ابواء میں بویا گیا۔

اس سے کائنات عالم کا گوشہ گوشہ نعت پاک کے گلہائے مشک بو سے مہک اٹھا اور یہ نور افزا مقام نعت کا مرکز اور منبع بن گیا۔ جس کی روشنی اور نور تا ابد درخشندہ اور تابندہ و پابندہ رہے گا۔ جس سے اہل ایمان کے ایمان معطر اور معتبر ہوں گے۔ وہ نعتیہ اشعار یہ ہیں:

اُعِیْذُ بِاللّٰہِ ذُوالْجَلَالِ مِنْ شَرِّمَا عَلَی الْجِبَالِ
حَتّٰی اَرَاہُ حَامِلُ الْحَلَالِ وَ کَفِیْلُ الْعُرُوْفِ اِلٰی عَوَالِیْ
وَ غَیْرَہُمْ مِنْ حَشْوَۃِ الرِّجَالِ

یہاں تک کہ میں اسے دیکھوں عزتوں کا محافظ اور گرد و نواح کے بے کسوں کا کفیل اور ان کے علاوہ بھی ظالم لوگوں کے خوف و شر سے بچانے والا۔

یَا طِیْرَ سَلِیْ عَنْ اِبْنِیْ فَاِنَّہٗ تَکُوْنَ شَانُ عَظِیْمِ

ترجمہ ”میں اس بچے کو ربّ ذوالجلال والاکرام کی پناہ میں دیتی ہوں۔ اس شر سے جو پہاڑوں پر جاری ہوتا ہے۔ اے امّ ایمن (رضی اللہ عنہا) اس کو لے لے اور مطمئن ہو جا کہ اس کی بڑی شان ہوگی اور تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گی“۔ تا آنکہ آپ نے وصال فرمایا اور آپ کا مرقد انور زیارت گاہ اہل ایمان ہے۔

خدا اُن کے مرقد پر اُگائے سبزہ و گل کو
رکھے نغمہ سرا اس گل پہ جنت کی بُلبل کو
خدا اُن کے مرقد پر رحمت کے پھول برسائے
حوروں نے نعتوں کے ہار پھولوں کے گجرے چڑھائے

○ حکمت عظیمہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت گار مائیاں، دائیاں دودھ پلائیاں اور کھلائیاں سب موحدہ دین فطرت پر تھیں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیت گائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی مشرکہ نے نہ دودھ پلایا ہے اور نہ گودی لیا ہے کہ شرک نجس ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ انہوں نے اجر میں زمانہ رسالت تک لمبی عمر پائی اور کلمہ شہادت پڑھا اور ایمان و تبلیغ سے بھی سرفراز فرمائی گئیں۔ وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ وَلَوْ کَرِہَ الْجَھُوْل۔

گلستانِ قدرت کا یہ گلِ سرسبد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم کعبۃ اللہ کے دامن میں سیّدنا عبداللہ ”جو جناب رسول پاک بخطاب سَیِّد لَوْلَاکَ صَلٰوۃُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ مَا دَامَتِ الْاَرْضُ وَالْاَفْلَاک کے والد ماجد قدس سرّہ الماجد“ ہیں کے گھر

اور سیّدہ آمنہ امانت دار نور محمدی ﷺ کی گود میں نبوّت و رسالت کا پھول کھلا جس سے کارخانہ قدرت میں لاکھوں پھول کھلے جس کی خوشبو سے دو جہاں مہک اٹھا۔

چوں گل بشگفت گلستان شد تمام بوئے گل را بجوئیم از گلاب

کعبۃ اللہ ممنون احسان ہوگیا کہ اس کی گود بتانِ مشرکین سے پاک ہوگئی۔ توحید کا آوازہ بلند ہوا۔ اللہ اللہ کی وجد آفرین آوازیں گونج اٹھیں۔ الغرض جنگل، بیاباں، نباتات، حیوانات، جمادات بھی ذکر الٰہی سے شادکام ہوگئے، حتیٰ کہ کائنات عالم کو اللہ کے ذکر نے حصار میں لے لیا اور اہلِ ایمان کے دل ذکر پاک سے شادکام ہوگئے۔ اللہ ربّ العزّت نے اس ذکر پاک کو اجر میں ذکر مصطفیٰ، نعت، منقبت، قصیدہ اور درود شریف سے بلندی رفعتِ ذکر عطا فرما دی۔ حضور ﷺ کی جلوہ گری، تشریف آوری اور بعثت پر عرش وفرش پر نعت خوانی کی مجلسیں قائم ہوگئیں، جن میں حمد و ثنا اور نعت کے ترانے گونجنے لگے، جو رضائے الٰہی کا سبب ہیں۔

حمد وثناء اور نعت شریف

"اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ هُوَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ"

آمنہ بی بی کے گلشن میں آئی ہے تازہ بہار پڑھتے ہیں ﷺ آج در و دیوار، نبی جی
چھوڑ گئیں سب عرب کی دائیاں دُرِّ یتیم رسول لائی حلیمہ ہاشمی چمن سے مہرِ نبوّت کا پھول، نبی جی
ہونٹ گلابی، ہنستا چہرہ، منہ سے جھڑتے پھول نور کا پتلا، چاند کا ٹکڑا، حق کا پیارا رسول، نبی جی
جبریل آئے جھولا جھولانے لوری دے ذی شان سو جا سو جا رحمتِ عالم، دو جگ کے سلطان، نبی جی
احمد رضا دل مٹھی میں لے کر سوتے ہیں رحمتِ جاں ننھے سے قدموں کو آنکھوں پہ رکھ کر ہو جاؤں میں قربان، نبی جی

○ نعت گو جدّ امجد سیّدنا عبدالمطلب بن سیّدنا ہاشم "متولّی کعبۃ اللہ" رضی اللہ عنہ

جدّ امجد سیّدنا شیبۃ الحمد المعروف جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آپ کو گود میں لیا اور چند اشعار صفاتیہ نعتیہ آپ کی شان اقدس میں کہے، جو ماحاصل نعت ہیں۔

بعد ازاں سرکار باوقار جناب ابو طالب عم النبی الکریم ﷺ کو نعت پڑھنے کا شرف نصیب ہوا۔ قحط سالی اور امساک بارش کے دنوں میں حضور ﷺ کو منبر پر بٹھا کر یہ اشعار نعتیہ پڑھے تو بارش چھم چھم برسنے لگی۔

وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ
لَاشَكَّ اِنَّ اللّٰهَ رَافِعُ اَمْرِهٖ وَ مَعَالِيهِ فِي الدُّنْيَا وَ يَوْمَ التَّجَادُلِ

○ نعت خواں ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ محبوبۂ محبوب ربّ العلیٰ رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٗ عنہا شعر گوئی میں ملکہ تام رکھتی تھیں۔ آپ نے حضور ﷺ کی شان میں کئی ایک نعتیں لکھیں جو کمالِ محبت کی دلیل ہیں نیز فرماتی ہیں: ایک روز میں

نے قصیدہ دائیہ کا ایک محبت بھرا شعر آپ ﷺ کو سنایا جو حُسن و جمالِ باکمال کا مظہر تھا تو حضور ﷺ فرطِ محبت اور کیفیت حالی سے میری طرف بڑھے اور مجھے پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا: اے حمیرا! اللہ تعالیٰ تجھے جزاء خیر عطا فرمائے۔

وہ شعر یہ ہے:

وَاَنَا رَاَیْتُ اِلٰی مَیْسَرَۃِ وَجْھِہٖ بَرَقَتْ بُرُوْقَ الْعَارِضِ الْمُتَھَلِّلِ

''میں نے آپ کے چہرہ انور کو دیکھا تو وہ خوشی اور مسرت سے تمتمار ہا تھا اور آپ کے عارض، رخسار مبارک کی لکیروں سے بجلی کوندتی نظر آتی تھی''۔

اگر آپ کے قصائد نعتیہ کو جمع کیا جائے تو ایک عظیم دیوان مرتب ہو جائے۔

سیّدہ حلیمہ سعدیّہ والدہ رضاعیہ نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کی نوری لوری

حلیمہ گود میں لے کر حضور سے بولیں شرف تمہیں سے ملا ہے میرے گھرانے کو

قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ

عَجَبًا لِّلْمُحِبِّ کَیْفَ یَنَامُ طَالِبُ الْمَوْلٰی کَیْفَ نَیَامُ

قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ

وَالْحُوْرُ وَالْقُصُوْرُ لَا یَنَامُ وَالنَّوْمُ عَلَی الْحَبِیْبِ حَرَامُ

قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ

وَالْعِشْقُ وَالْمُحَبَّۃُ لَا یَنَامُ وَاٰدَمُ صَفِیُّ اللّٰہُ لَا یَنَامُ

قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ

زیارت واسطے آئیاں نے حوراں فرشتے دین آئے نے سلامی

قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

○ حاصل کلام

سب سے پہلے نعت خوانی کا بیج اُمّ النّبی الکریم سیّدہ آمنہ سلام اللہ علیہا نے مقام ابواء میں بویا تھا وہ پودا بزمانہ خیر القرون میں پھل پھول دینے لگا۔ یہ لوریاں، استقبالیہ سلام اور نعتیں، منقبتیں سب اس کی شاخیں اور ٹہنیاں ہیں، پھل اور پھول ہیں۔

خوشا عہدے کہ طیبہ مقام تھا ان کا خوشا روزے کہ دیدار عام تھا اُن کا

اللہ رے خاک مدینہ جو بنی آرامگاہِ حضور خورشید بھی گیا تو اس طرف سر کے بل گیا

○ استقبالیہ جشن مدینہ منورہ کا نظارہ اور صلوٰۃ وسلام اور نعتوں کی بہاریں:

یَا نَبِی سَلَامٌ عَلَیْکَ	یَا حَبِیْب سَلَامٌ عَلَیْکَ	یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْک	صَلٰوتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ،
طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا،	مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاع	وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا،	مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ،
اَیُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا	جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ	حَبَّذَا شَرَّفْتَ الْمَدِیْنَۃَ	مَرْحَبًا یَا مُطَاعِ،
اَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا	وَاخْتَفَتْ مِنْهُ الْبُدُوْرُ	مِثْلَ حُسْنِکَ مَارَاَیْنَا	قَطُّ یَا وَجْہَ السُّرُوْرِ،
اَنْتَ شَمْسٌ اَنْتَ بَدْرٌ	اَنْتَ نُوْرٌ فَوْقَ نُوْرٍ	اَنْتَ اَکْسِیْرًا وَ عَالِی	اَنْتَ مِصْبَاحُ الصُّدُوْرِ
یَا نَبِی سَلَامٌ عَلَیْکَ	یَا حَبِیْب سَلَامٌ عَلَیْکَ	یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکَ	صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

○ شاہنامہ اسلام میں جناب ابوالاثر حفیظ جالندھری نے ان اشعار کی کیا عمدہ ترجمانی کی ہے:

مدینے شہر کے بچے بچیاں مسرور تھے سارے — گلی کوچے خدا کی حمد سے معمور تھے سارے
نبوت کی سواری جس طرف سے ہوتی جاتی تھی — درود و سلام کے نغموں کی آواز آتی تھی
چھوٹی چھوٹی ننھی منھی بچیاں دف بجاتی تھیں — نبی پاک کی طرف اشارے کر کر کے گاتی تھیں
ہم ہیں بچیاں بنی نجار کے عالی گھرانے کی — خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

بارگاہِ رسالت کا سلام عجیب کیفیت ایمانی کا حامل ہے۔

سلام اے آمنہ کے لال، اے محبوبِ سبحانی — سلام اے فخر موجودات، فخرِ نوع انسانی
تیری صورت، تیری سیرت، تیرا نقشہ، تیرا جلوہ — تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی
تیرا در ہو میرا سر ہو، میرا دل ہو تیرا گھر ہو — تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

بارگاہ رسالت کے نعت گو، نعت خواں صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ ورسولہ عنہ اپنے مشہور و معروف قصیدہ رائیہ میں نعت عرض کرتے ہیں:

لَوْ لَمْ یَکُنْ فِیْہِ اٰیَاتُ جَبِیْنِہٖ — کَانَتْ بَدِیْهِیَّۃً یَکْفِیْ عَنِ الْخَبَرِ

''اگر حضور ﷺ کی صداقت کے لئے مہر نبوّت ثبت نہ بھی ہوتی تو آپ کے چہرہ انور کا حسن وجمال ہی آپ کی نبوّت ورسالت کے لئے کافی وانی اور شافی دلیل تھی''۔

نعت خوانی ایک ایسا چشمۂ محبتِ مصطفیٰ ہے مانند چشمۂ آبِ زمزم جو سیدہ ہاجرہ اُمّ النّبی علیہا السلام کے لئے حرم کعبہ میں پھوٹا تھا جس سے آج تک تشنگانِ محبت اپنی اپنی پیاس بجھاتے آ رہے ہیں اور گلستانِ دل وروح کو نعت کی عطر بیزیوں سے تروتازہ وشگفتہ کرتے رہیں گے۔ جب عشق موجزن ہوتا ہے تو محبت کا جوشِ فروزاں ضبط کی حدوں کو توڑنے لگتا ہے تو اس کے جذبات الفاظ کی شکل میں نعتیہ شعروں کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں اور شاعر بطور اظہار عجز و انکساری پکارتا اور کہتا ہے:

فلک پر جا کے لکھ دیتا میں بھی خود نعت شہ والا قلم اے کاش! مل جاتا مجھے جبرائیل کے پر کا

دارُالاخرت میں حمد ونعت اور صلوٰۃ وسلام کا ظہور حضور سیّد السادات عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوتِ وَالتَّسْلِیْمَاتِ مِنَ الْمَلِکِ الکَائِنَاتِ کی شانوں، فضیلتوں، عظمتوں کے ظہور کا دن ہوگا۔ اس روز میز بان جل شانہٗ اور مہمان خاص حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم، اور تمام اہلِ محشر طفیلی ہوں گے اور جملہ انبیاء کرام علیہم السّلام اپنی اپنی امتوں اور امت مسلمہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے لواء الحمد کے جھنڈے کے نیچے سایہ میں حمدیں بیان کریں گے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا کہ اُن کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اللہ جل شانہٗ روز قیامت اپنے حبیب پاک سیّد لولاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو مقام محمود کا منصب اعلیٰ عطا فرمائے گا اور شہنشاہ مالکُ الملک جل شانہٗ صلوٰۃ وسلام کے رحمت بھرے پھول اپنے محبوب پاک پر نچھاور کرے گا۔ کَمَا یَلِیْقُ بِشَانِہٖ اور آپ کو شفاعت کبریٰ کا تاج پہنایا جائے گا پھر باذنہ تعالیٰ جنّت اور شفاعت کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور سارا میدان محشر اللہ تعالیٰ کی حمد اور صلوٰۃ وسلام کے نغموں اور نعتوں سے گونج اٹھے گا۔

○ اسم پاک سیّدنا ''محمّد'' صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کامل مکمل نعت ہے

تاج دار حمد ونعت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا نام نامی اسمِ گرامی سیّدنا ''محمّد'' اللہ جل شانہٗ نے رکھا جو ایک عظیم الشان جامع مانع حمد بھی ہے اور نعت بھی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی صورت وسیرت کے جمیع محامد ومحاسن، ظاہری باطنی، شکل وشمائل، خوبیٔ حُسن وجمالِ باکمال اور فضائل صوری ومعنوی اور فضائل عظیمہ، خصائص کریمہ الغرض تمام جسمانی انوار، باطنی تجلّیات اور معجزات کا سرچشمہ نعت اسم ''محمّد'' صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم بامسمّٰی محمّد ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

حضور کا اسم محمّد، جسم محمّد، اسمآء محمّد، صفات محمّد، افعال محمّد اور اقوال محمّد ہیں اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ہر خو، ہر مُو اور ہر بُو محمّد ہے۔ لاریب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ازل تا ابد، ہر آن، ہر زمان، ہر دن، ہر رات اور ہر ساعت اور ہر لحظہ، ہر لمحہ محمّد ہیں کہ اسمِ محمّد ایک عظیم الشان نعت تحفۂ خداوندِ قدوس ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

ہر ایک لفظ کے لیے میں پہلے وضو کروں سجدے ہزار شکر کے پھر ادا کروں
محمّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا نام پاک ہی ایک مکمل نعت ہے اپنی طرف سے میں اضافہ اس میں کیا کروں

○ فقیر اَعَزَّ اللہُ العزیز عرض کناں ہے:

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا نام مبارک زبان پر آتے ہی اظہار تشکر سے ایک عاشق صادق کی آنکھوں سے آنسو شبنم کے موتیوں کی مانند اُمڈ آتے ہیں اور آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں اور خشیتِ الٰہی طاری ہوجاتی ہے۔ حمد ونعت کی وارفتگی اور شیفتگی سے حلاوتِ ایمانی، لذت روحانی، فرحتِ قلبی ہر رگ وریشہ میں سرایت کر جاتی ہے جو علامت محبت ہے۔

بچپن میں ایک دن جب لیا تھا میں نے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا نام اس دن سے آج تک میرے منہ میں ہے شہد کی مٹھاس
شاہد ومشہود، حامد ومحمود کتنا، میٹھا ہے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا نام شہد کی مٹھاس سے بڑھ کر ہے اس شہد کی مٹھاس

مومن اس مبارک نام فداہ اَبِی واُمّی کو محبت سے آنکھوں سے لگاتا، سر پر رکھتا، عجیب اندازِ محبت وادب سے چومتا ہے۔ اس عظیم الشان نام کا وظیفہ پڑھتا اور زبان سے گنگناتا اور دل کو بہلاتا ہے۔

نامِ نامی اسم گرامی محمد ﷺ رب کریم کی نعت ہے — جس کو ہم نے پڑھا بہت، سنا بہت، سنایا بہت

میرے ہاتھوں اور ہونٹوں سے ہر وقت خوشبو مہکتی ہے — اس نام کو ہاتھوں سے لکھا بہت، ہونٹوں نے چوما بہت

قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ یارسولَ اللہ کا ورد کیا وظیفہ عظیم ہے — انگوٹھوں کو چوم چوم کر، آنکھوں سے لگایا بہت

یہ سنّت آدم صفی اللہ ہے جو اپنائی صدیق نے — آنکھوں کی ٹھنڈک پا کر زیارت سے دل کو بہلایا بہت

ہاتھ اور پاؤں چومے جاتے ہیں اس کے اے حافظ
جس نے نامِ محمد کو چوما ہو بہت، دل میں بسایا ہو بہت

ﷺ

محمد عنایت اللہ

○ میری کتاب زیست کے عنوان ہیں: مصطفیٰ ﷺ

بفضلہٖ تعالیٰ میری روح کا قبلہ، توجہ کا کعبہ، قلم وقرطاس کا زاویہ سنّت اللہ کے مطابق ادب واحترام، تعظیم وتوقیر، تعریف وتوصیف محمّد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ مبارک ہیں وہ ہستیاں جن کا قلم ہمیشہ صفحہ قرطاس پر لکھتے وقت سر بسجو دمحو محبت رسول ﷺ رہتا ہے۔ یہ محض عقیدت نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ مدحت ومنقبتِ رسول ﷺ ہی باعثِ شفاعت ہے اور حمد وثنا میرا سرمایہ حیات ہے۔ میری خلوت وجلوت اور شب وروز، تحریر وتقریر اور فکر کا نتیجہ یہ نورالوردہ شرح قصیدہ بردہ شریف ہے۔ جو میری آرزو کا مرکز اور اُمیدوں کا محور ہے اور میری محنت وکاوش کا ثمرہ ہے۔

نہ کلیم کا تصور نہ خیال طُور سینا — میری آرزو محمد ﷺ میری جستجو مدینہ

میں مریض مصطفیٰ ﷺ ہوں مجھے نہ چھیڑوا ے طبیبو! — میری زندگی جو چاہو تو مجھے لے چلو مدینہ

میرے ڈوبنے میں باقی نہ کوئی کسر رہی تھی — جب پکارا یا محمّد! ﷺ تو ابھر آیا سفینہ

میں گدائے مصطفیٰ ہوں میری عظمتیں نہ پوچھو — مجھے دیکھ کر جہنم کو بھی آ گیا پسینہ

سوائے اس کے میرے دل میں کوئی آرزو نہیں ہے — مجھے موت بھی جو آئے تو ہو سامنے مدینہ

نعت پاک اور قصیدہ کا ماخذ قرآن پاک اور حدیثِ پاک ہے

امامِ نعتِ گویاں علامہ بوصیری علیہ الرحمۃ کے تمام کے تمام قصیدہ کے اشعار کا مآخذ قرآن پاک اور حدیث پاک ہے۔ فرماتے ہیں: ہم نے نعت گوئی قرآن پاک اور حدیث پاک سے سیکھی اور قرآنی آیاتِ کریمہ اور احادیثِ مبارکہ کو اپنے نعتیہ اشعار میں بطور تلمیحات، تشبیہات، اشارات پیش کیا تو قصیدہ مبارکہ کو چار چاند لگ گئے۔ قرآن پاک وحدیث پاک نعت اور قصیدہ کی کسوٹی ہے۔

حکیم الامت علامہ اقبال قدسی مقال مرحوم کو عشق مصطفیٰ ﷺ کی نسبت سے سخنور، سخندانِ دربار مصطفیٰ ﷺ کے نعت خواں، راز دان امام بوصیری علیہ الرحمۃ سے حد درجہ عقیدت تھی۔ ان سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:

بیا اے ہم نفس باہم بنالیم　　من تو کشتۂ شانِ جمالیم
دو حرفے بر مراد دل بگوئیم　　بپائے خواجہ چشمانِ بمالیم

ایک مقام پر اپنی حالت کے پیش نظر بہ الفاظ ایں عرض گزار نظر آتے ہیں:

بیا باہم در آویزیم و نالیم　　زگیتی دل بر انگیزیم و نالیم
یکے اندر حریم کوچۂ دوست　　زِچشماں اشکِ خوں ریزیم و نالیم

''ہم دو نفس باہم مل کر گریہ وزاری کریں کہ میں اور تو دونوں اس کی شانِ جمال کے کشتہ ہیں۔ ہم دو حرف دل کی مراد کے آپس میں کہہ لیں اور اپنی آنکھوں کو خواجہ بطحا ﷺ کے پاؤں سے لگالیں، اور بوسہ دیں اور ان کی خاک پاک کا سرمہ بنائیں''۔

شاعرِ مشرق دانائے راز علامہ مرحوم کے عشق رسول کا یہ عالم تھا کہ مدینہ طیبہ والے آقا حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی سنتے یا زبان پر لاتے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں اور آبدیدہ ہو جاتے اور اہل مجلس بھی کیفیات عالی سے متاثر ہو جاتے۔ عشق کے غلبہ سے ہچکی بندھ جاتی۔ آنکھیں اشکبار ہو کر سرخ ہو جاتیں اور سوز و گداز کی کیفیت طاری ہو جاتی کہ بیخود ہو جاتے۔ عشق و محبت کی والہانہ تاثیر سے ان کا شعری وجدان جوش مارتا اور الہامی طور پر نعتیہ اشعار اور مدحیہ کلام کے چشمے ابلنے لگتے۔ جب حضور ﷺ کے درد و فراق اور سوز و گداز کا تذکرہ چھڑ جاتا تو آپ تسکین پاتے۔ آپ کا سارا کلام سرچشمہ محبت ہے۔ فافہم۔

○ حکمت بالغہ

کسی محرم راز نے پوچھا: آپ حکیم الامت کیسے بنے تو فرمایا:

میں نے گن کر ایک کروڑ مرتبہ درود شریف پڑھا ہے، جس سے مجھے حکیم الامت کا لقب ملا ہے۔ درود شریف اور نعت و قصیدہ سب ایک ہیں۔

اور انہیں کے تتبع میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اپنا دامن پھیلاتے اور استدعا کرتے نظر آتے ہیں:

اے بوصیری را رداء ''بخشندہ''　　بربط سلما مرا ''بخشندہ''
چوں بوصیری راز تو مے خواہم کشود　　تا زمن باز آید روزے کبود
مہر تو بر عاصیاں افزوں تر است　　در خطا بخشی چو مہر مادر است
بر پرستاراں شب دارم ستیز　　باز روغن در چراغِ من بریز

قصیدہ بردہ کے مطالعہ سے حضور ﷺ کے زمانہ مبارک کا نقشہ نگاہوں میں کھنچ گیا۔ ''یادِ اُو سرمایۂ ایماں بود''

یادِ محبوب میں نواح کا ریگ زار نورانی منظر اور اس میں رچی بسی خوشبو ”جو مشک و عنبر اور اذخر سے بہتر ہے“ بھا گئی اور کوہ اضم کا شفق زار سنہرا سنہرا نظارہ یک دم آنکھوں میں پھر گیا۔ عشق و محبت نے وارفتگی اور شیفتگی کے سارے فاصلے مٹا دیے اور آنکھوں سے خون آلودہ آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں۔ قصیدہ ہذا نے ان کے دل پر ایسا اثر چھوڑا کہ اسی کے اسیر ہو گئے۔ اس کے سوا کچھ یاد نہ رہا۔ خوشبوئے محبوب کی تلاش میں سرگرداں رہے۔

کہاں کہاں لیے پھرتی ہے مجھے جستجوئے رسول ﷺ — عدم سے لائی ہے ہستی میں میری آرزوئے رسول
کسی میں رنگِ علی کسی میں بوئے رسول — شگفتہ گلشنِ زہرا کا ہر گل تر ہے
سب ہوں پیشِ خدا میں روبروئے رسول — عجب تماشا ہو میدان حشر میں بیدم

دانائے راز، مفکر اسلام کا آخری دورِ حیات عشقِ رسول ﷺ میں اتنی والہانہ کیفیت اختیار کر گیا کہ قرآن حکیم کی حکمتوں اور صاحبِ قرآن ﷺ کی عظمتوں کے سوا ان کی نگاہ میں کوئی جچتا ہی نہ تھا اور روزِ محشر یوم حساب کا تصور آتے ہی کانپ اُٹھتے کہ حضور ﷺ کی نگاہ میں رسوا ہونے کو جہنم کے عذاب سے زیادہ المناک سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض پرداز ہیں:

روزِ محشر عذر ہائے من پذیر — تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
از نگاہِ مصطفےٰ پنہاں بگیر[1] — ورحسابم را تو بینی نا گزیر

”روز محشر میرا عذر گناہ قبول فرمانا، اگر حساب لینا ناگزیر ہے تو میرے حضور ﷺ کی چشم پاک سے پوشیدہ میرا حساب لینا کہ مجھے آپ سے حیاو شرم آتی ہے“۔

اے عرب کی مقدس سرزمین! تجھ کو مبارک ہو کہ تیرے ریگستانوں، چٹیل میدانوں اور سنگلاخ پہاڑوں نے ہزاروں، لاکھوں نقش قدم دیکھے ہیں اور تیری کھجوروں کے جھنڈ کے سایہ میں نعت خوان حضرات نے تمازتِ عشق و درد وفراق، سوز و گداز سے تسکیں پائی ہے۔

یہاں سینکڑوں کارواں اور بھی ہیں — تہی زندگی سے نہیں یہ فضائیں

”بالِ جبریل“ کی نظم کا تمام تر ذوق وشوق، تلمیحات قصیدہ بردہ کا مرہون منت ہے۔ اپنے آپ کو ”گل نہ سہی، نکہت گل ہی سہی“ سے سہارا دیتے ہوئے یہ چند اشعار فی البدیہہ آپ کی زبان پر جاری ہو گئے۔ جو دورانِ سفر مبارک پاک سرزمین فلسطین میں لکھے گئے تھے۔

سرخ کبود بدلیاں چھوڑ گیا سحاب شب — کوہ اِضم کو دے گیا رنگ برنگ طیلساں
گرد سے پاک ہے ہوا برگِ نخیل دھل گئے — ریگ نواح کاظمہ نرم ہے مثل پرنیاں
آگ بجھی ہوئی اِدھر ٹوٹی ہوئی طناب اُدھر — کیا خبر اس مقام سے گزرے ہیں کتنے کارواں

---

[1] یہ اشعار آپ نے کسی شخص کی درخواست پر اس کو عطیہ کر دیے تھے۔

فقیر غفرلہ والمولیٰ العزیز عرض کناں ہے کہ آؤ ہم بھی سب مل کر اپنے قلبی احوال عرض کریں:

اے بہار گلستان شرح مبین، ایک میں ہی مدّاح تیرا نہیں

دور تک کھڑے ہیں لیے ہوئے ہدیہ دل کارواں کے کارواں

نیز ایک اور مقام "سِسلی" میں دلسوز جگر دوز انداز میں گنگناتے نظر آتے ہیں:

ہے تیرے آثار میں پوشیدہ کس کی داستاں — تیرے ساحل کی خاموشی میں ہے انداز بیاں

درد اپنا مجھ سے کہہ میں سراپا درد ہوں — جس کی منزل تھا میں اسی کارواں کی گرد ہوں

رنگ تصویر کہن میں بھر کے درد دے مجھے — قصہ ایام سلف کا کہہ کے تڑپا دے مجھے

نیز ایک اور مقام "تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں" پر کتنی عمدہ آرزو کی تصویر کشی کی ہے:

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بُو — زانکہ از خاکش بروید آرزو

یاز نورِ مصطفیٰ او را بہا است — یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

"جہاں کہیں تجھے اس عالم رنگ و بو میں نورانی، ایمانی، روحانی، بہاریں نظر آئیں تو تو جان لے یہ سب قدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرد خاک کے ذرّات سے ظاہر ہوئی ہیں یا یہ سب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار کی رنگینیاں اور تجلیّاں ہیں اور جواب تک یہ رنگینی اور چاشنی محبت نہیں پا سکا وہ ہنوز اس نور کی تلاش میں سرگرداں اور حیران پھر رہا ہے"۔

"ایسے ہزاروں خضر کھڑے ہیں، منتظر تیری راہگذر میں"

ہزاروں جبرئیل الجھے ہوئے ہیں گردِ منزل میں — خدا جانے کس قدر اونچا ہے آستانہ محمّد کا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بلدۂ امینہ، سرور سینہ، شہر مدینہ، زید شرفہٗ العظیمہ کے در و دیوار، گلی بازار، پہاڑ باوقار، کوہ اُحد، کوہِ اضم، وادی کاظمہ، ثنیۃ الوداع، بطن وادی عقیق کے اس بقعہ مبارک کو اپنے قدوم میمنت سے ایسا نوازا کہ تجلّی گاہ طور اور اپنی نگاہ کرم سے وادی سینا بنادیا۔ اور جہاں جہاں سے آپ گزرے یا قیام یا آرام فرمایا وہاں سے ابھی تک اثرِ جمالِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انوارِ کمالِ احمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کی خوشبو آتی ہے اور جس جس جگہ بھی تجھے یہ تابانی نظر آتی ہو تو تُو جان لے یہ سب اسی آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی ایک جھلک سے ہے۔ جو اہل بصر و ارباب بصیرت پر مخفی نہیں بشرطیکہ دل محبت کا گلدستہ ہو۔

برزمینے کہ نسیمے ز زلف او زدند — ہنوز از سرِّ آں بوئے عشق مے آید

بادِ نسیم ان کی زلفوں کو چھو کر خطۂ ارضی کے جس جس مقام اور جہاں جہاں سے گزری، وہاں وہاں سے آج تک اب بھی عشق کی خوشبو ہوا اور فضا میں رچی بسی اور مہکتی ہوئی اہل محبت کو آ رہی ہے کہ جمال محبوب کی خوشبو مشک و اذخر سے بہتر ہے کہ محبت کی مہک، احاطہ زمین و زمان اور وسعت مکان و لامکان سے وراء الوراء ہے۔

آمدم برسر مطلب "اے مخاطب لذیذ تر بود حکایتے گرد راز تر مے گفتی مرا"

مدینے سے جب آتی ہے تو اتنا پوچھ لیتا ہوں — صبا جلدی بتا کیسی طبیعت ہے محمد ﷺ کی
جس جس جگہ تے محبوب نے زلفاں کھولیاں — لے چلی بادِ صبا خوشبو دیاں بھر بھر جھولیاں

جہاں جہاں محبوب کے نقشِ کف پا کے آثار و انوار ذرّہ ذرّہ میں چمکتے دمکتے نظر آرہے ہیں وہاں وہاں قافلۂ منزلِ عشق کے راہی چل رہے ہیں۔ رہِ مدینہ کی گرد کا ایک ایک ذرّہ مانندِ وادئ مقدس کوہ طور سینا تھا جو عشق والوں کی آنکھوں کا سرمہ بن گیا اور یہ سلسلہ ازل تا ابد جاری و ساری رہے گا۔

ہیں ہزاروں قافلوں سے آشنا یہ راہگزر — چشمِ کوہِ نور نے دیکھے ہیں کتنے تاجور

مجاہد اسلام جناب طارق بن زیاد علیہ الرحمۃ نے آٹھویں صدی عیسوی میں سپین، اندلس کو فتح کیا اور آٹھ سو سال تک وہاں اسلامی جھنڈا لہراتا رہا۔ مسجد قرطبہ کی فضاؤں، ہواؤں میں آج بھی اذان کے الفاظ کی گونج سنائی دیتی ہے اور اسلامی شعائر اور آثار کی مہک آتی ہے جو مٹا دیے گئے ہیں اور مجاہدین اسلام کو دعوت جہاد دیتی ہے۔

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں — تو ہائے گل پکار میں ہائے چمن کروں

روز ازل تا ہنوز راہِ عشق کے قافلے منزل مراد تک پہنچنے کے لیے رواں دواں ہیں اور منزل مقصود تک رسائی پا رہے ہیں اور محبوب کے ذکر سے ہمہ وقت رطبُ اللسان ہیں اور اپنی کامیابی و کامرانی پر نازاں و فرحاں ہیں۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب — گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے — عقل غیاب جستجو، عشق حضور و اضطراب
شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود — فقر جنید و بایزید تیرا جمالِ بے حجاب

○ نُورالوَردۃ شرح قصیدۃُ البردۃ

خوشبو ہے دو عالم میں تیری اے گل چیدہ — کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصاف حمیدہ
قبول ہو جائے شرح، حسنین نور العینین کا صدقہ — لایا ہوں میں بھی تیرے حضور یہ شرح نُورُالوردہ

یہ "کوکبُ الدّریہ فی مدحِ خیر البریّہ" المعروف قصیدہ بردہ کے متن کی شرح مبین ہے اور حسین و جمیل گلہائے عقیدت کا ایک عظیمُ الشان گلدستہ ہے۔ جس کے باغیچہ کا ہر غنچہ اور ہر کلی صفات محمّدی ﷺ سے اور انوار احمدی ﷺ کے برسنے سے سرسبز و شگفتہ اور تر و تازہ ہے جس میں طرح طرح کے رنگ برنگے خوبصورت و خوشنما اور خوشبودار پھول کھلے ہوئے ہیں۔ جو "ہر گلے را رنگ و بوئے دگر است" کا نظارہ دیتے ہیں۔

گلستانِ محبت سے چن لایا ہوں کچھ پھول — سرکار یہ بطور تحفۂ فقیر ہو جائے قبول

○ گل چین گلزار نعت

اللہ اکبر! کہاں میں اور کہاں نکہتِ گل — اے نسیم صبح، تیری مہربانی

○ حکمت عظیمہ

تخلیقِ کائنات کے اوّل شاہکار، اوّل البشر سیّدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام جنہوں نے جنت میں گندم کا دانہ چکھا تو آپ علیہ السلام کو اس عالمِ آب و گِل میں آنا پڑا، تو اس شجرہ مبارکہ سے ایک ایسا پھول کھلا جو مقصود و مطلوب و محبوب الٰہی تھا۔ جو صبغۃ اللہ کی رنگینی اور خوشنمائی اور خوبصورتی میں بے مثل و بے مثال تھا۔ اس گل کی عاشق بلبلیں حمد و ثنا کے گیت گاتی ہیں اور نعتوں میں نغمہ زن ہیں۔ نعت ایک ایسا خوبصورت خوشبودار پھول ہے جس کی خوشبو سے اہلِ ایمان کی دنیا مہکتی ہے اور ان کے لیے ''یک گل از صد گل بشگفت گلستان ترا'' والا معاملہ ہے۔

شوق کن اے بُلبلِ گلزارِ عشق ۔۔۔ کاں گلے تو از گلستانِ نغمہ زن

فقیر غفرلہ المولیٰ القدیر عرض کناں ہے: ''بوئے گل را بجویم از گلاب''

پھول ہیں گلستان قدرت کے صفی و کلیم و جملہ رسول ۔۔۔ مرغوب ہے مقصود ہے ان پھولوں سے پھول محمد رسول

گل لالہ، گل چنبیلی، گل یاسمین ہیں اولیاء و اصفیا تمام ۔۔۔ ان میں شہنشاہ گل ہے گلاب کا پھول محمد رسول

گلستانِ نبوی میں قدرت نے خوشنما پھول ایسے کھلائے ہیں ۔۔۔ جو اپنی رنگینی و خوشبوئی میں مثلِ گل محمد رسول

رنگین پھولوں کے پھلنے پھولنے سے باغباں ازلی ہے خوش ۔۔۔ تر و تازہ شگفتہ ہے گلزارِ قدسِ گل محمد رسول

گلدستہ نورالوردہ کی مہک سے ہے ایمان حافظ شاداب

جبریل بھی لایا ہے نعتوں کا سہرا ہاشمی گل محمد رسول ۔۔۔ محمد عنایت اللہ

کاتب الحروف راقم السطور غفرلہ المولی الغفور ''محمد عنایت اللہ'' نے صحابہ کرام اور علماء عظائم کے دبستان علمی اور مشکِ بُو قلم و قرطاس سے نو بہار لالہ زار تراجم و حواشی کے اقتباسات نقل کیے ہیں۔ ان سے پھولوں، شاخوں، ٹہنیوں کو کانٹ چھانٹ اور تراش کر خوشنما کلیوں کو سبز پتیوں سے مزیّن کیا ہے اور اس گلدستہ کی خوشبو چار دانگ عالم میں پھیلائی ہے تاکہ اہل محبت کی روح معطّر ہو۔

ہر ایک کے لیے ہم نے محبت کی داستاں لکھ دی ۔۔۔ میں یہ خوشبو کہاں کہاں سنبھال کے رکھتا

اہل محبت و عشق اور اہلِ دل کے لیے گلدستہ نعت ترتیب دے کر اسے بنایا سجایا ہے تاکہ اہل ذوق و شوق کے دماغ بھی ایمان افروز گلدستہ کی بھینی بھینی مہک اور خوشبو سے محظوظ ہوں کہ اس کے ہر پھول کی خوشبو روحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشک بو ہے۔ بلکہ ''مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید'' کے مصداق ہے۔

بوئے گیسوئے مصطفٰے سے مست ہے گلستان کا ہر شجر ۔۔۔ غنچہ بہ غنچہ، کلی بہ کلی، شاخ بہ شاخ، شجر تا ثمر

گلستانِ محبت ''نکتہ نکتہ مے چیدم ہر جائے کہ مجلس یافتم''

حضراتِ نفوس قدسیہ کے خرمنِ علمی سے میں نے خوشہ چینی کی اور جہاں جہاں سے شلدحینِ کرام کے باغیچۂ محبت سے تازہ بہ تازہ نو بہ نو کھلے کھلے پھولوں کی خوشبو پائی اور ان کی رنگینی اور تازگی سے متاثر ہوا تو میں نے ان باغبانوں کے گلزارِ

محبت سے گل چینی کی اور یہ سمندر سے قطرہ، خرمن سے خوشہ اور باغ کے ایک خوبصورت خوشنما پھول کا انتخاب ہے۔

اے دوست اس چمن سے ایسے گلوں کو چن　　ہر شخص مرحبا کہے تیرے انتخاب کا
تیرا یہ انتخاب لاجواب ہی نہیں ہے گل چیں　　ہر پھول بھی لاجواب ہے تیرے انتخاب کا

○ عندلیب گلزار محبت نے کیا عمدہ کہا ہے:

اڑالی قمریوں نے طوطیوں نے عندلیبوں نے　　چمن والوں نے لوٹ لی طرز فغاں میری
اڑائے کچھ ورق لالے نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے　　چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

گلستان نبوی کے پھول "یک گل از صد بشگفت در گلستان تو"

میں نے مِسک الختام، عمدۃ العلما العظام، کشتۂ عشق رسول المعروف ملاّ عبدالرحمٰن جامی نقشبندی قدس سرہٗ السّامی کے شرح قصیدہ بردہ "فارسی" کے اشعار سے "نورالوردۃ شرح قصیدہ البردۃ" کو زینت بخشی اور محبت کا رنگ چڑھایا۔

"اے گل تبو خورسندم کہ تو بوئے محبوب داری"

آنکہ دلش زندہ شد بہ نعت　　این نسخہ کیمیا از بیاض مسیحا نوشتہ ام

○ اظہار تشکر اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کُحلَ الْبَصَرِ مِنْ غُبَارِ قَدَمِ الْاَوْلِیَآءِ

فقیر اَسْکَنَہُ اللہ دَارَ الْقَرَارِ کی نگاہِ عقیدت کا مرکز صاحب "عصیدۃ الشہدہ، عربی مطبوعہ مصر" الجہبذ اللوذعی، والادیب الالمعی جناب السیّد عمر بن احمد الشافعی آفندی خرپوت اکرمہ اللہ تعالیٰ بلطفہِ الخفی والجلی السّرمدی اور اس پر محشی جناب الشیخ محی الدین المعروف شیخ زادہ اَحْسَنَہ اللہ الحسنُ وَ زِیَادَۃ "حاشیہ عربی" کا بغور مطالعہ کیا اوران کے انوار روحانی، کیفیاتِ قلبی اور مشاہداتِ عینی سے اتنا متاثر ہوا کہ ان کے شجرہ علمی سے الفاظ انوار اور ثمرات سے خوشہ چینی کر کے "نورالوردۃ شرح قصیدہ بردۃ" کو ان خوشنما خوبصورت خوشوں لفظوں سے مزیّن کیا۔

"از خرمن صد ہزار یک خوشہ بس است"

لگا رہا ہوں مضامین تازہ کے انبار　　خبر کردو میرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

رفتند و لے نہ از دلِ ما منزل جاناں کے یہ مسافر، جو عشق کے جام سے سرشار تھے وہ اپنے اپنے مقام، مدارج عالم برزخ کے اعلیٰ علیّین میں چلے گئے، لیکن ہمارے دلوں سے نہیں۔ وہ ہمارے دلوں پر اپنی محبت کا نقش ثبت کر گئے۔ ان تک ہمارا اسلام پہنچادو، وہ جہاں کہیں بھی ہوں۔

باں گردے کہ از ساغر عشق مستند　　سلامے برما رسانید ہر جا کہ ہستند

اِنِّی لَاَرْجُوْ عِنْدَ اللّٰہِ الْجَزَاءَ الْاَوْفٰی فِی مَقَامِ الزُّلْفٰی

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ التُّقٰی

یہ پاک باز ہستیاں گلستان نبوی کے چمکدار اور خوشنما پھول تھے رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ مِنَ الْمَلِکِ الْمَنَّان

گلشن اسلام کی اس ہری بھری، سرسبز وشاداب کھیتی کو دیکھ کر اس کا مالک حقیقی اللہ جل شانہ، خوش ہے۔ کھیتی سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات اور اس کے پودے ٹہنیاں، شاخیں، پتے پھول اور پھل صحابہ کرام و اہل بیت اطہار ہیں۔ جن سے حبِ نبی کی خوشبو مہکتی ہے اور وہ مانندِ نوری ستاروں کے چمکتے دمکتے ہیں۔ اس کھیتی کا سبزہ آنکھوں کو خوب بھاتا ہے۔ بزمانہ خیر القرون سے تابعین، تبع تابعین، محدثین کرام مجتہدین عظام، اولیاء کرام، علماء اعلام قال اللہ اور قال الرسول کی تبلیغ سے دین اسلام کی کھیتی کو سیراب کر رہے ہیں۔ جس سے اسلام کا نور عالم دنیا کو منور کر رہا ہے اور یہی وارث وراثتِ علوم نبوی ہیں جو گلشن اسلام کے غنچے پھول اور کلیاں ہیں۔

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

○ قصیدہ مدحت اور نعت میں سلسلہ شاذلیہ کا مقام:

درحقیقت مدحتِ رسول بذات خود ایک ایسا مقبول اور مستحسن عمل ہے جو باعث خوشنودی خدا اور خوشنودی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ نعت خوانی، درود پاک کی ہی ایک صنف ہے جو اپنے اثر و تاثیر، سوز و گداز، جذب و کیف اور قبولیت اور محبوبیت میں اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قلبی وابستگی، رابطہ اور نسبتِ محبت ہو تو نعت اور قصیدہ کے اشعار کے الفاظ سے صفاتِ نبوی کے ظاہری، باطنی انوار منکشف ہوتے ہیں۔ اس پر شعری رموز و کنایات و اشارات، استعارات اور تمثیلات کے احوال، قلب و ذہن پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ قصیدہ ہذا میں عشق حقیقی کی جلوہ گری ہے اور میدان نعت و قصیدہ میں یہ خاندان شاذلیہ سبقت لے گیا۔

گلشن نبوی سے یہ پھول چن کے لایا ہوں کہ پھلا پھولا ہوا ہے گلشن محمد کا

اللہ جل شانہ، ہی بہتر جانتا ہے کہ اس عاشقِ صادق نے جب یہ قصیدہ حالت بیماری اور بیچاری میں لکھا ہوگا تو اپنے درد و عشق، سوز و گداز اور اپنے قلبی احوال کے اضطراب کو الفاظ میں کس طرح سمویا ہوگا۔ جس کی تاثیر اور کیفیت آج تک وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضور خواب میں یہ پاک قصیدہ سناتے وقت تھی۔

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارہ

ممدوح و محبوبِ شاعرِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ خوشی اور مسرت سے چمک رہا تھا اور مسجد نبوی کے محراب و منبر، آثار مبارکہ، مشاہد مقدسہ، در و دیوار پُر رونق اور روشن تھے۔ حاضرین مجلس فرحت سے سرشار جھوم رہے تھے۔ ایک عظیم الشان سماں اور نظارہ بندھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار محبت بھری نگاہ سے اپنے مداح نعت خوان کو دیکھتے اور خصوصی نظر عنایت سے نوازتے تھے۔ اسی وفورِ محبت اور کمالِ شفقت اور شانِ رحمت سے اپنے دستِ کرم سے امام بوصیری علیہ الرحمۃ کو وہی چادر عطا فرمادی جو منبر پر جلوہ گری کے وقت اوڑھے ہوئے تھے۔ جس سے اُن کے خوابیدہ بخت بیدار ہو گئے اور ان کا ستارہ تقدیر چمک اٹھا اور ربّ العزت ہی بہتر جانتا ہے کہ محبوبِ پاک سیّدِ لولاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اس نوری چادر کے ایک ایک تار میں انوار و تجلیات، برکات و انعامات کے کیا کیا جلوے بسے ہوئے تھے۔ لَا تَقُضْ

عَجَائِبُہٗ جس کے عجائب وغرائب، فیوض وبرکات اور انوار کبھی ختم نہیں ہوں گے، جو آپ کے جسم اقدس سے مس ہونے کی بناء پر سمائے ہوئے تھے۔ امت مسلمہ اس نعتیہ شعری مجموعہ سے تاقیام قیامت فیض یاب ہوتی رہے گی اور اپنے حسب حال ہجر ووصل میں یہ اشعار گنگناتی رہے گی۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس — صدیق کے لیے خدا کا رسول بس

فدائے ہمّت آں بندہ پاکباز — آں گفت مارا مصطفےٰ بس

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

المحدّث کبیر شیخ عطاء اللہ سکندری شاذلی خلیفہ اکبر نے اپنے پیرومرشد جناب ابوالعباس احمد مرسی اور جناب شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مناقب میں کتاب "لطَائفُ الْمِنَن فِیْ مَنَاقِبِ اَبُوالعَبَّاسِ وَشَیْخہٖ اَبِیْ الْحَسَنْ" تصنیف فرمائی۔ اس میں فرمایا:

"اگر ایک لحہ بھر بھی حضور ﷺ میری آنکھوں سے اوجھل ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مومن نہ جانوں"۔

خاندان شاذلیہ عظیم المرتبت، رفیع الدرجت سلسلہ طریقت ہے۔ جن کے علماء کرام مع اپنی اپنی تالیفات اور تصنیفات کے مقبول اور اولیاء کرام بارگاہ محمّدی ﷺ کے ہمہ وقت کے حضوری ہیں۔ اس گلستان "سلسلہ عالیہ شاذلیہ" کے ایک پھول نے محبت کے کئی پھول کھلائے ہیں۔ "یک گل از صد گل شگفت در گلستان مرا" "لوائح انوار القدسیہ"

قصیدہ بردہ امامُ الانام جناب محمّد بوصیری علیہ رحمۃ المنان اسی سلسلہ عالیہ شاذلیہ کے چشم و چراغ، نور نظر اور شگفتہ پھول ہیں جنہوں نے قصیدہ خوانی سے محبتِ رسول ﷺ کائنات عالم میں دوڑا دی جس سے مرجھائے ہوئے دل زندہ اور تابندہ ہو گئے اور حضور ﷺ کے حضور خواب میں اپنا نعتیہ کلام سنا کر مشہور ومقبول عالم اسلام ہو گئے اور اہل عشق کی نگاہوں کے مرکز بن گئے اور محبوب پاک کی محبت کے رنگ سے رنگین ہو گئے۔

گلستان میں جا کر سبھی گل کو دیکھا — تیری ہی رنگت تیری ہی بُو ہے

تاجدارِ مملکتِ نبوت، شہنشاہِ کشور رسالتِ محبوبِ پاکِ سیّدِ لولاک علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے انوار محبت کی نوری کرنیں قصیدہ ہٰذا کے ایک ایک شعر سے پھوٹ رہی ہیں۔ قصیدہ مبارکہ ابتداء تا انتہا، اوّل تا آخر مطلع تا مقطع کا ایک ایک شعر حضور ﷺ کے ادب واحترام، تعظیم وتوقیر اور جذبۂ محبت سے لبریز ہے۔ ان کے اشعار کے ثمرات قلبی، وارداتِ روحی اور احوالِ ذہنی کی وسعت کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ قصیدہ مبارکہ کے ورد و وظیفہ سے کثیر التعداد امتی حضور ﷺ کی زیارت باطہارت سے نوازے گئے جو کائنات عالم کی ہر ایک نعمت سے بڑھ کر نعمت عظمیٰ ہے جو اہل طریقت کے لئے معراج ہے اور یہ نعمتِ عظمیٰ ربّ قدوس کے فضلِ عظیم اور کرمِ کریم کا عطیہ ہے اور محض فضلِ ربانی ہے

یَا حَبَّذَا سَعَادَةُ مَنْ فَازَ بِذٰلِكَ   ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاء

○ درود تاج شریف

شیخ الشیوخ، ولی کامل عارف باللہ، تاج الاولیاء، الشیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمۃ درود تاج کے مؤلف ہیں۔ دربانِ رسالت، سبطِ پیغمبر، خاندانِ نبوت گلستانِ نبوی کے خوشنما، خوبصورت پھول سیّدنا حسن مجتبےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی اولاد امجاد سے ہیں اور باغیچۂ شاذلیہ کے ایک خوبصورت اور خوشبودار پھول ہیں۔ یہ صاحب قصیدہ بردہ شریف کے پیر بھائی ہیں۔ جنہوں نے حضور ﷺ کے حضور خواب میں درود تاج پیش کر کے سند قبولیت پائی۔

تاج دار ہفت کشور بن گئے درود خوانِ مصطفیٰ   پہنا ہے انہوں نے تاج بدست حسن مجتبیٰ

(نور العینین فی اسمآءِ جدِ الحسنین ﷺ)

فرمایا کہ حضور تاج دار نبوت، شہنشاہ مملکتِ رسالت ﷺ نے مجھے درود تاج میں بطور انعام ایک لاکھ امتی کی شفاعت کی بشارت عنایت فرمائی اور روز شمار درود تاج پڑھنے والوں کو ربّ کریم نوری تاج پہنائے گا۔ جس سے تاریک ترین میدان محشر جگمگا اُٹھے گا۔

نیز فرمایا اگرچہ میری بیعت طریقت مرشد کامل جناب عبدالسلام بن مشیش علیہ الرحمۃ سے ہے، لیکن درحقیقت میرے مربی و مرشد حضور ﷺ ہیں۔ ہم اپنی سرکار کے سوا کسی اور سے سروکار نہیں رکھتے۔

بجز سرکار سرِ کار ایجاد   سروکارے بسر کارِ ندارم

دعائے حزب البحر بھی تاجدار درود تاج، الشیخ ابوالحسن شاذلی علیہ رحمۃ العالی کی تالیف منیف ہے۔ فرماتے ہیں: لَقَدْ اَخَذْتُهٗ مِنْ فَمِ رَسُوْلِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔ ''میں نے وظیفہ حزب البحر کا ایک ایک لفظ حضور ﷺ کی زبان مبارک سے سُن سُن کر لکھا ہے''۔ اس کی جملہ دعائیں قرآنی اور مسنونہ ماثورہ ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے، جس سے قاری مستجابُ الدعوات کا مرتبہ پاتا ہے۔

نیز فرمایا: لَوْ ذُكِرَ فِيْ بَغْدَادَ لَمَا اُخِذَتْ۔ ''اگر اہل بغداد میرا یہ وظیفہ پڑھتے تو کبھی بھی غنیم دشمن ہلاکو خان بغداد کو تباہ نہ کر پاتا اور نہ خاندان بنوعباسیہ کو نیست و نابود کرتا''۔

اہل معرفت کے معائنہ، مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے کہ اجلہ اولیاء امت کا وظیفہ کبریت احمر ہے۔ جو صاحب مجاز کی اجازت سے پڑھا جاتا ہے اور کثیر دنیاوی فوائد اور دینی فضائل میں اکسیر اعظم کا درجہ رکھتا ہے۔

تیری رحمت سے الٰہی پائیں وہ رنگ قبول   پھول کچھ میں نے چنے ان کے دامن کے لیے

جناب ابن بطوطہ سیاح علیہ الرحمۃ ''عربی'' نے یاقوت عرشی خلیفہ جناب ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمۃ سے اپنی مشہور تصنیف ''اسفار ابن بطوطہ'' میں نقل کیا کہ وہ بھی وظیفہ حزب البحر پڑھا کرتے تھے اور جس سے اپنے سفر میں آسانی پاتے تھے۔ (لوائح انوار قدسیہ، ص:۹۹)

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باغ کے سب پھول ایسے ہیں جو انوار نبوت سے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے

○ دلائل الخیرات شوارقُ الانوار فی ذکرِ الصّلوٰۃ علیٰ النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جناب قطب الاقطاب الشیخ الکل ابو عبداللہ الشیخ محمد بن سلیمان الجزولی شاذلی قدس سرّہ الخفی والجلی کی تصنیف لطیف ہے۔جس میں انہوں نے احادیث کثیرہ سے درود شریف چن چن کر جمع کیے ہیں۔امت مسلمہ کے ہر مسلکِ شریعت حنفی۔شافعی، مالکی، حنبلی کے علماء کرام اور ہر سلسلہ طریقت نقشبندی قادری چشتی سہروردی کی نسبت رکھنے والے اولیاء عظام کا وظیفہ ہے۔آپ سلسلہ عالیہ شاذلیہ کے شجرہ مبارکہ کی شاخ کے ایک خوشبودار پھول ہیں۔فرمایا کرتے تھے کہ درود خوانی، قصیدہ خوانی ہمارے سلسلہ عالیہ کا طرّہ امتیاز ہے اور یہ سب فیض حضور صاحبُ الحسن والجمال والبہجہ والکمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلِ عظیم اور کرمِ کریم کی وجہ سے ہے۔اس سلسلہ عالیہ شاذلیہ کی نسبت میں جو بھی صدقِ دل سے آیا وہ پہلے روز ہی زیارت باطہارت سے نوازا گیا۔جو جنت الفردوس کی نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے۔

ایک فقیر بے نوا اپنے ہمسفروں کے ساتھ صدا لگا رہا ہے:

اشارہ آپ کا پاتے تو آتے اپنی آنکھوں سے گوہر اشکوں کے روضہ پر چڑھاتے اپنی آنکھوں سے
اگر آپ خواب میں آتے تو پتلیاں قدموں تلے بچھاتے ہم اپنی قسمت کو جگاتے اپنی آنکھوں سے
اگر مل جاتا کوئی تنکا مجھے طیبہ کی گلیوں میں اُٹھاتے اپنی پلکوں سے لگاتے اپنی آنکھوں سے
سنا ہے یہ آنسو موتیوں میں تولے جائیں گے مزا ہوتا جو ہم دریا بہاتے اپنی آنکھوں سے

کشتۂ عشق رسول مجسم نقشۂ سنت رسول جناب غلام قطب الدین گڑھی شریف نے کیا عمدہ فرمایا:

ذرے اس خاک کے تابندہ ستارے ہوں گے جس جگہ حضور نے نعلین اُتارے ہوں گے
بوئے گل اس لئے پھرتی ہے چھپائے چہرہ گیسو سرکار دو عالم نے سنوارے ہوں گے
اس طرف بارش انوار مسلسل برستی ہوگی جس طرف چشمِ محمد کے اشارے ہوں گے
لوگ تو حسن عمل لے کے چلیں گے روز حساب سرور! ہم کو تو فقط تیرے سہارے ہوں گے
اُٹھ گئی جب بھی تیری جانب کرم بار نظر اس گھڑی قطب تیرے وارے نیارے ہوں گے

○ قصیدہ مبارکہ کے وظیفہ سے زیارت بحالت بیداری وخواب کا شرف:

غوثُ الزماں، لسانُ الغیب، عارف باللہ، مادر زاد ولی اللہ، السیّد محمد عبدالعزیز دباغ مغربی مالکی ''صاحب ابریز'' علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: مجھے شیخ الولی الفشانی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں راہِ سلوک کا شوق پیدا ہوا۔مدت دراز تک اولیاء زمانہ کی خدمت عالیہ میں حاضری دیتا رہا۔لیکن قلب مطمئن نہ ہوا اور سکون نہ ملا۔

مدّتے بودم مشتاق لقایت بودم لاجرم روئے تو دیدم آنجا کہ فرستم

ایک روز حیران وپریشان جنگل میں اکیلا بیٹھا تھا کہ سیّدنا ابوالعباس خضر علیہ السّلام اجنبی شکل میں تشریف لائے

اور میرے احوال ازخود بیان کرنے شروع کر دیے اور مجھے عارف کامل، حضرت علی بن ضریم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشارہ کیا اور میری غائبانہ راہبری فرمائی۔ وہ ہمیشہ قصیدہ بردہ کا حسب معمول وظیفہ پڑھا کرتے اور جمعۃ المبارک کو خاص مجلس قائم کر کے قصیدہ مبارکہ کے مخصوص اشعار ترنم سے بصورت شعر مل کر پڑھتے جس سے عجیب کیفیت طاری ہوتی۔ میں بھی حاضر مجلس ہوتا رہا اور جلد ہی مقصود حاصل ہو گیا کہ مجھے حضور پُر نُور علیٰ نور سیّد یوم النشور ﷺ نے اپنے جمال باکمال سے بحالت بیداری زیارت سے نوازا۔ جس سے راہ سلوک میں معرفت کی انتہائی منزل تک رسائی پا گیا اور نسبت کی تکمیل ہوگئی۔ قصیدہ مبارکہ کے مخصوص اشعار ہمیشہ میرے وظائف میں وردِ زبان رہے۔ امام بوصیری جیسے گلستان نبوی کے ایک پھول نے گلستان محبت سے ایسے ہزار ہا پھول کھلا دیے۔ سبحان اللہ!

ضروری تھا کہ میں جاتا مگر وہ آ گئے پہلے   کرم والے نوازش میں ہمیشہ پہل کرتے ہیں

تیرے جمال کی بہار سے اس گلستان محبت میں ایک پھول سے سینکڑوں پھول کھلائے ہیں۔

باش تا پیشِ جمالِ تو بہارِ دِگراست   یک گل از صد شگفت در گلستان ترا

مولانا السیّد گل حسن شاہ قادری خلیفہ اعظم جناب سرکار باوقار غوث العصر السیّد غوثؒ علی شاہ قلندر قادری پانی پتی علیہ الرحمۃ۔

فرماتے ہیں: جب میں نے پیرومرشد سے بیعت کے لیے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: قصیدہ بردہ حفظ کر لو اور اس کے پڑھنے کی ترکیب بتائی۔ حسب ارشاد روزانہ بلا ناغہ بطور وظیفہ پڑھتا رہا۔ ایک دفعہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول الثقلین ﷺ قلندر صاحب کی مسجد میں نماز عصر پڑھا رہے ہیں۔ میں بھی وضو کر کے شریک نماز ہو گیا۔ بعد از سلام قدم بوسی کے لیے حاضر حضور ہوا تو آپ نے مجھے قرآن پاک کا آخری پارہ عنایت فرمایا۔ بیدار ہوا تو یہ خواب قبلہ پیرومرشد سے عرض کیا۔

فرمایا: وظیفہ قصیدہ بار بار ترنم سے پڑھو۔ میں اس وظیفہ نظیفہ سے بار بار شرف زیارت سے نوازا جاتا رہا۔ یہ سب واقعہ عرض کیا تو فرمایا: تم کو مبارک ہو اور بہت بہت مبارک ہو کہ یہ حال تو خود ہم پر بھی نہیں گزرا اور فرمایا: تم کو حج بیت اللہ نصیب ہوگا اور مدینہ طیبہ کی راہ محبت میں تم حضور ﷺ کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھو گے۔ لیکن تم پہچانو گے نہیں۔ فرمایا: چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسے فرمایا تھا۔ (تذکرہ غوثیہ)

عقیدہ علماء محققین اہل سنت و جماعت کے نزدیک "حیاتُ النّبی ﷺ" حق ہے کہ حضور مُعطی الکونین، مسیحُ الدارین ﷺ آج بھی اَلْآنَ کَمَا کَانَ تصرّف فرماتے ہیں کہ اپنے عاشقِ مہجور کو زیارتِ باطہارت سے نوازتے اور اپنے بیمارِ محبت کو دستِ شفا پھیر کر لاعلاج موذی مرض فالج سے شفایاب فرماتے ہیں۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

قصیدہ ہذا اپنی فصاحت و بلاغت اور اعجاز لفظی اور کمالات و محاسن شعری کے لحاظ سے ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے، قبولیت اور محبوبیت میں اس کا نہ کوئی مثل ہے اور نہ کوئی مثیل ہے اور نہ کوئی اس کا تقابل پیش کر سکا۔ شارحینِ کرام

نے اشعار کے حیات بخش ہونے کا ذکر اپنے اپنے مقام پر کیا ہے۔ جو حصول مرادات اور دفعِ بلیات میں تیر بہدف ہیں۔ اولیاء عارفین کا آزمودہ اور فرمودہ ہے۔ جس کی تاثیر اظہر من الشّمس واز ہر من القمر ہے۔

مرا باور نمے آید گر کس ایں قصیدہ را بخواند از خلوص دل نباشد حلِ مشکلہا

قصیدہ ہذا کا ایک ایک معجزہ نما شعر اپنی افادیت اور نورانیت میں عشق ومحبت کا شاہکار ہے اور حل مشکلات اور حصول مقصد میں اکسیر اعظم ہے اور زہر ہلاہل میں تریاق کا درجہ رکھتا ہے جس کی تصدیق بارگاہ نبوت سے رؤیائے صادقہ اور مکاشفہ صحیحہ سے ثابت ہے۔

تذکرہ نگاروں کا بیان ہے: بقولِ شارحین کرام علیہم الرحمہ کہ شعر نمبر ۶/ ۳۹/ ۴۰/ ۵۵ پر حضور ﷺ نے خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا جس کے آثار چہرہ انور پر نمایاں نظر آتے تھے اور نگاہِ رحمت سے نوازتے ہوئے چادر بطور تبرک عنایت فرمائی۔

امام ناظم فاہم علیہ الرحمۃ: شعر نمبر ۱۵ فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ پڑھ کر یک دم رک گئے۔ مجمع پر سکتہ طاری ہو گیا تو حضور ﷺ نے از راہِ شفقت، نگاہِ رحمت ورافت سے نوازا اور فرمایا: اِقْرَأْ آگے پڑھ! فَقَالَ الْاِمَامُ اِنِّیْ لَمْ اُوَفِّقِ الْمِصْرَاعَ الثَّانِيَةَ لِهٰذَا الْبَيْتِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ) عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک و سلم دوسرا مصرعہ موزوں نہیں ہوسکا۔ تو فرمایا: قُلْ يَا اِمَامُ وَ اَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ تو آپ نے کمالِ محبت، ادب سے اس مصرعہ ثانیہ کو بار بار پڑھا۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے ثناخوانِ مصطفٰے ﷺ کی۔

''پہلا مصرعہ امامُ الاولیاء کا ہے اور دوسرا مصرعہ سیّدُ الانبیاء ''ﷺ'' کا

بقول امام شعرانی: الشیخ المواہب شاذلی علیہ الرحمۃ نے مندرجہ بالا شعر نمبر ۵۱ کے متعلق فرمایا کہ اس شعر میں امام الانبیاء حضور ﷺ کا تمام ملائکہ مقربین اور جملہ انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہونے کا ذکر ہے اور یہ افضلیت سرکار دو عالم ﷺ قرآن پاک اور حدیث پاک سے ثابت ہے۔

نام نبیوں کے بے شک بڑے ہیں عظمتوں کے نگینے جڑے ہیں
دست بستہ پیچھے کھڑے ہیں جو پہلے سے آئے ہوئے ہیں

نیز فرمایا: ایک مرتبہ میں نے ایک مجمع عام میں وعظ میں کہا کہ حضور جناب محمد مصطفٰے، احمد مجتبٰی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بیشک بشر ہیں مگر دوسرے بشروں کی مانند نہیں۔ ''ایسے ہیں جیسے پتھروں میں گوہر'' تو خواب میں مجھے رسولِ پاک سیّدِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت باطہارت ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اور جتنے آدمی اس مجلس میں تیرے ہمراہ تھے سب کو بخش دیا اور آپ مرتے دم تک ہر مجلس میں یہ موقف دہراتے اور سجدہ میں سر رکھ کر شکر ادا کرتے رہتے اور یہ شعر بار بار گنگنایا کرتے۔

برقعہ زعارض بر فگن تا عالمے پیدا شود بعضے زرُو، خلقے زمُو، جمعے زلب، من از دہن
یک جلوہ رُخت افتادہ در صحن چمن یکجا صبا، یکجا خزاں، یکجا گل و یکجا سمن

شعر نمبر ۵۵ کے متعلق مشہور اور معروف مفسر قرآن مولانا جلال الدین محمّد بن احمد المحلی الشافعی علیہ الرحمۃ اپنی شرح قصیدہ بردہ ''انور المرضیّہ فی مدحِ خیر البریّہ'' (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) میں ارقام فرماتے ہیں: مجھے سیّدنا ابوبکر الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواب میں زیارت ہوئی تو دیکھا کہ آپ قصیدہ بردہ کا یہ شعر آہستہ آہستہ زبان سے گنگنا رہے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ چہرہ پر مسکراہٹ کے آثار نمایاں نظر آرہے تھے۔

خبر اقبال کی لائی ہے گلستاں سے نسیم یہ نو گرفتار پھڑکتا ہے دام میں ابھی

شیخ بدر الدین مُحمّد بن بہاء الدین زرکشی علیہ الرَّحمۃ فرماتے ہیں: مفہوم کے اعتبار سے مشکل ترین شعر ہے۔ مختلف شرحیں دیکھیں مگر تسلی نہ ہوئی۔ کچھ عرصہ پریشان رہا آخر کار میری قسمت کا ستارہ چمکا۔ مکاشفہ میں میں نے العارف المحقق، الادیب المدقّق، امام الشعراء عرب وعجم امام بوصیری کو دیکھا تو انہوں نے مجھے اس شعر کا مفہوم سمجھایا اور میری مشکل حل ہوگئی۔ (عصیدہ الشہدہ عربی ص ۱۱۱)

چوں گل رفت گلستان شد تمام بوئے گل را بجویم از گلاب

قصیدہ بردہ کے اشعار کی تاثیر عند العلماء محققین مسلمہ ہے۔ بعض شارحین نے اپنے علمی زعم سے اشعار کو بحر بسیط میں محیط کر کے اور وزن شعری کی بناء پر تنقید کا نشانہ بنایا اور ضمناً اشعار کی تاثیر کا دبی زبان سے اقرار بھی کیا اور صراحۃً انکار بھی نہ کیا ''نہ اقرارے کنم نہ انکارے کنم'' کی کیفیت میں متذبذب رہے۔

تعجب ہے ایک عجمی کور باطن ایک عربی فصیحُ اللسان نعت خواں رسول مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر تنقید کرتا ہے۔ جب نسبت نبوی ہی نصیب نہ ہو تو اشعار کے الفاظ سے مٹھاس، لذت، فرحت، شیرینی اور حلاوت ایمانی کہاں سے آئے اور محبت کی خوشبو کیسے پھوٹے۔ ایسی حالت میں وہ تاثیر کو کیسے تسلیم کرے گا؟

اور اگر وہ نسبتِ محبت وادب سے ہی خالی ہے تو اس کے پروفیسری علم کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں ''منکر از انکار مست، مومن از اقرار مست'' کے زمرہ میں ہوگا۔

''کسے کہ کشتہ نشد از قبیل ما نیست''

تہی داستان قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

○ قصیدہ بردہ کوکبُ الدریّہ فی مدح خیر البریّہ

طبقہ اولیٰ کے بعد متاخرین میں امام بوصیری علیہ الرحمۃ ایک عظیم نعت گو، تجربہ کار شاعر، ثناخوانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہیں، جن کا کلام مدحیہ عشق حقیقی کا مظہر ہے۔ مقام نعت میں امام بوصیری کے شہرہ آفاق قصیدہ بردہ کی عظمت اور شان وشوکت نشان محتاج بیان نہیں۔ قلم لکھنے سے عاجز اور زبان بیان کرنے سے قاصر ہے۔ بلاشبہ فصاحت کا یہ نعتیہ شاہکار اپنی مثال

آپ ہے۔ عجمی تو کجا کوئی فصیح اللسان عربی بھی آج تک ایسا قصیدہ فریدہ نہ لکھ سکا، جو حسنِ بیان، درد و سوز، حلاوت اور فرحت قلبی کا مرقع اور فصاحت اور بلاغت سے مرصع ہو۔ میدان نعت گوئی میں آپ نے حضور ﷺ کی حضوری سے، امام نعت گویاں کا لقب پایا اور نعت خوانی سے زیارت باکرامت جیسی عظیم نعمت سے نوازے گئے اور شفاعت کا مژدہ پایا اور بطور انعام حضور سیّد الانام ﷺ کے دستِ مبارک سے چادر عنایت ہوئی۔ جو اس نعتیہ کلام کی وجہ تسمیہ بنی۔

ہر گلے را کہ ازیں چار باغ مے نگرم — بہار دامنِ دل مے کشد کہ جا ایں جا است

نورالوردہ شرح قصیدہ بردہ آپ کے تتبع میں لکھا گیا اگرچہ "چہ نسبت کاہ را بہ ذات عالیجاہ" کے مصداق ہے اور "چہ نسبت خاک را بہ عالمِ پاک" کہیں تو زیادہ مناسب ہے۔

بارگاہ کریم سے مجھ کو کرم کی ہے اُمید — اُن کا کلمہ گو تو ہوں مانا کہ متّقی نہیں

میرا نام میرے والدین نے محمّد عنایت اللہ رکھا جو ہر دو جانب اسماء حسنیٰ سے مزیّن اور منور ہے۔ اوّل اسم مبارک محمّد ﷺ اور آخر میں اسماءِ حسنیٰ سے اسم اعظم اللہ جلّ شانہٗ ہے اور درمیان میں یہ بندہ عنایت ہے۔

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم — صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

میرے لیے یہی نسبت ہی کافی، وافی اور شافی ہے کہ ربِ کریم نے اپنے کمال فضل وکرم سے مشہور و مقبول بارگاہ رسول ﷺ کے قصیدہ بردہ شریف کی شرح "نورالوردۃ شرح قصیدہ البردۃ" لکھنے کی سعادت عنایت فرمائی ہے۔

"چہ نسبت ذرہ را بہ آفتاب عالی جاہ"

تاب وصلت کار پاکاں من زیشاں نیستم — لیک چوں سگاں در سایۂ دیوار نشستہ ام
تو کریمی من کمینہ بردر تو نشستہ ام — لیک از لطفِ عطاءِ تو پروردہ ام
گرچہ من ناپاک ہستم دل باپاکاں بستہ ام — در بہارِ گلستانِ عالم رشتہ گلدستہ ہائے ام

○ عرض احوال واقعی

تیرے سوا کس سے کہوں کون سنے کہانیاں — سن لے میری فریاد نوں دینِ حق دیا بانیاں
فصلِ بہار ہو چکی، بادِ خزاں کا زور ہے — پھول کھلے مرجھا گئے، گلشن میں ہیں ویرانیاں

○ نُورالوردہ شرح قصیدۃُ البردۃ

حافظ کو بھی روضۃٌ مِن ریاضِ الجنّۃ کی بشارت عنایت ہو — اس کے مرقد پر بھی برستے رہیں نُورالوردہ کے انوار
نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعُرُوس کی اشارت بھی کیا اعلیٰ عنایت ہے — گلے میں ڈالیں فرشتے نورالوردہ کے خوشنما پھولوں کے ہار
نُورالوردہ کے انوار سے کھل جائیں جنّت کے بند دریچے — شانِ کریمی سے مثل بارش برسے اس پر رحمت کی پھوہار
شرح قصیدہ بردہ ہوئے جامقبول بدرگاہِ رسول مقبول — عقیدت کے نوری پھولوں کی مہک سے لحد پائے صدا بہار
قمیصِ شاہ مصر کنعانی لائی آنکھوں میں نور و سرور و حضور — نورالوَردہ سے عطا ہوا من کا انعام اسے شہنشاہ انوار

خوشبوئے اویس قرنی سے مہک اٹھا یمن تا مدینہ　　بن گیا اس فضاء محبت سے ابرار کا سینہ گل وگلزار

چمک اُٹھا تیرے نور سے نُور الوردہ کا ہر شعر مقدس

اس نُور نے بنا دیا حافظ کا سینہ گلدستہ نورُ الانوار

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم　　(محمد عنایت اللہ)

○ قصیدہ بردہ کے چیدہ چیدہ اشعار کے اثرات وانوار اور برکات کا تذکرہ جمیلہ

"سخن راہست تاثیرے بہر مجلس گرمے گوید"

۱) کائنات علم کی سب سے افضل واعلیٰ نعمت، زیارتِ باطہارت، نسبت کاملہ اور رابطہ قلبی
۲) حضور ﷺ سے رابطہ قلبی اور کامل نسبت
۳) محبت، ادب وعشق اور اتباع کی دولت وثروت
۴) حضور ﷺ کے روز شمار کے عطایا اور شفاعت
۵) دین حقہ اسلام اور سنت مطہرہ پر استقامت
۶) خاتمہ بالخیر، خاتمہ بالایمان کی بشارت
۷) دین ودنیا میں امن وسلامتی کی ضمانت
۸) شرِ شیطان، شرِ نفس اور جنسی شیطانوں سے عافیت اور حصانت
۹) جنّی، انسی اور نفسی وسوسوں اور خطرات سے نجات
۱۰) جادو، ٹونہ اور نظرِ بد سے حفاظت
۱۱) حصولِ مرادات اور حصولِ حاجات میں اکسیر اعظم
۱۲) ردّ بلّیات
۱۳) لاعلاج امراض فالج واندھاپن سے براءت

فقیر اضعف العبید غفرلہ المولی القدیر کا ہمیشہ سے یہ معمول مقبول ہے کہ جمعۃ المبارک کو بعد نماز جمعہ صلوۃ والسلام کے بعد مؤدبانہ، تعظیماً کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ کر توجہ اور یکسوئی سے مدینۃ المنورہ کی طرف رجوع کر کے قصیدہ مبارکہ کے یہ اشعار ۳۴، ۳۶، ۳۹، ۱۵۳، ۱۶۷ بطور وظیفہ پڑھتا ہوں، بحمدہٖ تعالیٰ اس کے فوائد دنیا وفضائل دینیہ اور انوار و برکات اُخرویہ بکثرت عنایت ہوئے ہیں۔

ہر رتبہ کہ بود در امکاں بر اوست ختم　　ہر نعمتے کہ داشت خدا شد بر اوست تمام

○ وظیفہ قصیدہ بردہ کے پڑھنے کے آداب:

۱) وظیفہ پڑھنے سے پہلے کسی صاحب مجاز سے اجازت قرأت حاصل کرے۔

۲) وظیفہ جمعۃ المبارک سے شروع کرے۔
۳) وظیفہ باوضو، قبلہ رو، حضور قلب سے پڑھے۔
۴) وظیفہ پورے آداب اور یکسوئی سے پڑھے۔
۵) وظیفہ سے پہلے دو شعر حمد کے اور درود شریف پڑھے۔
۶) وظیفہ اشعار اور نظم کی طرز کے انداز سے پڑھے۔
۷) وظیفہ صحت لفظی اور استحضار معانی سے پڑھے۔
۸) وظیفہ میں مقبول اشعار کا بار بار تکرار کر کے پڑھے۔
۹) وظیفہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی خوشنودی کے لیے پڑھے۔
۱۰) وظیفہ ختم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اور ایصال ثواب کرے۔ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

نقشہ وظیفہ ہفتہ وار

جمعۃ المبارک	شعر ۱ تا ۱۲	منگل	شعر ۷۲ تا ۸۷
ہفتہ	شعر ۱۳ تا ۲۸	بدھ	شعر ۸۸ تا ۱۰۴
اتوار	شعر ۲۹ تا ۵۸	جمعرات	شعر ۱۰۵ تا ۱۵۱
پیر	شعر ۵۹ تا ۷۱	جمعۃ المبارک	شعر ۱۵۲ تا ۱۶۲

مندرجہ بالا تیئیس (۲۳) فوائد و فضائل، انوار و اثرات بمطابقت نبی کریم رؤف الرحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے تیئیس (۲۳) سالہ دور نبوت اور تیرہ سالہ مکی اور دس سالہ مدنی زندگی کے عدد کے مطابق تحریر کئے ہیں تا کہ فتوحات مکیہ اور فیوضات مدینہ سے جسم و جان، ایمان و عرفان مستفیض ہوں۔

در جملہ جمال دیدم فیضان محمّد — دیدم بر ذرّہ سریان محمّد
در کسرت ہر زاھد و اطاعت ہر عابد — دیدم بہمہ یکسر شایان محمّد

○ سلسلہ سند اور اجازت وظیفہ

عرب و عجم کے علماء کرام، اولیاء عظام نے قصیدہ بردہ کو ورد زبان و حرز جان بنا کر دل و جان سے بطور وظیفہ پڑھا اور اس کی تاثیرات اور افادیت کی بناء پر سلف صالحین سے اجازتیں اور سندیں لیں۔ خصوصاً متاخرین اولیاء عظام سے سرتاج اولیاء نقشبندیہ امام ربانی محبوب صمدانی حضرت مجدّد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے زمانہ کے مشہور و معروف ولی اکمل، عارف کامل، قاضی بہلول بدخشانی قدس سرّہ النورانی سے اجازت لی اور اپنے وظائف و اوراد میں اسے شامل کیا اور اس کی تاثیر کی حلاوت کے رطبُ اللسان رہے۔

فقیر غفرلہ المولی الکریم عرض کناں ہے کہ صاحب مجاز کی اجازت سے وظیفہ نظیفہ پڑھے کہ خود رو پودا، تنا

شاخیں، پتے اور پھول لاتا ہے پھل نہیں دیتا۔ پڑھنے سے ثواب ملتا ہے لیکن انوار اور مقصود سے حصہ نہیں ملتا۔ فرحت، لذت اور جذبہ محبت سے محروم رہ کر کچھ عرصہ بعد وظیفہ متروک ہو جاتا ہے۔

قصیدہ نعتیہ کے پڑھنے کا اپنا ایک خاص انداز اور طرز ہے۔ جس کے ترنّم اور تغنّم سے قلب مومن متاثر ہوتا ہے اور کیفیات انوار کھلتے ہیں۔ اس کی مخصوص طرز اور راگ کے علاوہ قصیدہ کے احوال نہیں ابھرتے۔ یہ جملہ اشعار الہامی ہیں جن میں آمد ہی آمد ہے آورد کہیں نہیں۔ یہ شعر بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کے شنیدہ اور پسندیدہ ہیں۔ فافہم۔

○ تبصرہ بر الحاقی اشعار قصیدہ بردہ

محترم المقام العارف المحقق، الادیب المدقّق، امام النعت واللغت فی العرب والعجم علامہ امام بوصیری علیہ الرحمۃ پر یہ اعتراض بے معنی اور زوائد سے ہے کہ انہوں نے قصیدہ بردہ کی ابتداء حمد وصلوٰۃ سے نہیں کی۔ اس کے جواب میں آپ نے ارقام فرمایا:

☆ "قَدْ سَمِعَ مِنْ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ الْعَرَبِ اِنَّ النَّاظِمَ الْفَاهِمَ ذَكَرَهُمَا فِي بَيْتٍ مُسْتَقِلٍّ وَهُوَ هٰذَا"

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُنْشِئِ الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ   ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِي الْقِدَمِ

مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

نیز فرمایا: اہل عرفاء سے مسموع ہوا کہ ناظم علیہ الرحمۃ والکرم نے حمد وصلوٰۃ مستقل ان دو شعروں میں بیان فرمائے ہیں اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں بار بار اس کو از راہ محبت پڑھتے رہے۔ جس پر حضور ﷺ نے اظہار پسندیدگی فرمایا۔ لہٰذا متذکرہ بالا اسناد سے بدلائل جلائل ثابت ہے کہ یہ دو شعر حمد وصلوٰۃ اصل کتاب اور قصیدہ بردہ کی روح اور زینت ہیں۔ یہ الحاقی شعر نہیں۔

حمد: ذاتی حسن و جمال علیٰ وجہ الکمال کو کہتے ہیں یعنی مستجمع صفات کمالیہ ازلیہ ابدیہ، یہ اللہ جل شانہٗ کی ذات حق کے شایان شان ہے۔ افضل البشر باعثِ تخلیقاتِ عالم حضور ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات، معہ جملہ اوصاف جمیلہ سب عطائی ہیں جن کو نعت یا قصیدہ کہتے ہیں۔ غیر نبی کی تعریف کو منقبت یا مرثیہ کہتے ہیں جو کہ نظم اور شعر کی شکل میں ہوتا ہے۔

شاہ افغانستان سلطان الاولیاء جناب محمود غزنوی نقشبندی علیہ رحمۃ القوی قصیدہ مبارکہ کا وظیفہ روزانہ بلا ناغہ پڑھتے تا کہ حضور سیّد الوریٰ ﷺ کی زیارت باطہارت مجھے نصیب ہو لیکن مقصود نہ پاتے اور بے قرار رہتے۔ الغرض ایک بار اپنے مرشد اکمل، پیر اجمل، سرکار باوقار جناب ابوالحسن علی خرقانی نقشبندی علیہ رحمۃ القوی سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: لَعَلَّكَ لَا تَقْرَءُ بِشَرَائِطِهَا "شائد تم شرائط وظیفہ کی رعایت نہیں کرتے"۔ عرض کیا: میں پورے آداب اور جملہ شرائط سے پڑھتا ہوں۔ مرشد کامل نے مراقبہ کیا جس سے مشاہدہ میں آپ پر انکشاف ہوا اور راز ظاہر ہوا۔ فرمایا:

اِنَّكَ لَا تُصَلِّیْ بِالصَّلٰوةِ الَّتِیْ صَلّٰی بِهَا الْاِمَامُ الْبُوصِیْرِیْ اِذْهُوَ یُصَلِّیْ عَلَیْهِ ط عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

''تم وہ درود شریف نہیں پڑھتے جو امام بوصیری نے حضور ﷺ کی حضوری میں خواب میں بالمشافہ بار بار پڑھا تھا۔ فرماتے ہیں: میں نے ایسا ہی کیا تو حضور ﷺ کی زیارت پاک سے مشرف ہو گیا۔ آخر دل کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا۔

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عَنْ عُمَرَ وَ عَنْ عَلِیٍّ وَ عَنْ عُثْمَانَ ذِی الْکَرَمِ
وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِیْنَ لَهُمْ وَاَهْلِ التُّقٰی وَ النُّقٰی وَاَهْلِ الْحِلْمِ وَالْحِکَمِ
وَاغْفِرْ لَنَا شِدِهَا وَ اغْفِرْ لِقَارِئِهَا سَئَلْتُكَ الْخَیْرَ یَا ذَا الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ

کاتب الحروف تَغَمَّدَ اللّٰهُ بِرِدَاءِ الْفَضِیْلَةِ عرض کرتا ہے: ناظم فاہم علیہ الرحمۃ والکرم نے یہ قصیدہ بارگاہ مصطفوی ﷺ میں پڑھا تو یہ ناممکن ہے کہ حاضرین مجلس صحابہ کرام خصوصاً چار یار، صحابہ مہاجرین وانصار اور اہلبیت پاک سے گریز کیا ہو اور نظر انداز کر دیا ہو۔ جب کہ ربّ قدوس نے اپنے کلام معجز نما کلام قرآن پاک میں بالوضاحت وبالصراحت صحابۂ مصطفیٰ ﷺ کو تعریف وتوصیف سے نوازا ہے جب کہ سنّتُ اللہ کے تحت علماء امت، اہل سنّت وجماعت ان کے اسماء گرامی، خطبۂ جمعۃ المبارک جو قائم مقام نماز ہے میں پڑھتے ہیں۔ لہٰذا یہ اشعار الحاقی نہیں اور شارحینِ کرام نے تحقیقاً ان پر الحاق کا قول نہیں کیا۔

حاصل کلام یہ سات اشعار الحاقی ہیں

یَا رَبِّ جَمْعًا طَلَبْنَا مِنْكَ مَغْفِرَةً وَّ حُسْنُ خَاتِمَةٍ یَّا مُبْدِئَ النِّعَمِ
حَتّٰی اِذَا طَلَعَتْ فِی الْکَوْنِ عَمَّ هٰذَا هَا الْعٰلَمِیْنَ وَاَحْیَتْ سَائِرِ الْاُمَمِ
وَاٰیَاتُهُ الْغُرُّ لَا یَخْفٰی عَلٰی اَحَدٍ بِدُوْنِهَا الْعَدْلُ یَا وَاسِعَ الْکَرَمِ
وَاغْفِرْ اِلٰهِیْ وَ کُلٌّ بِهَا یَتْلُوْ فِی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَالْحَرَمِ
وَبِجَاهِ مِنْ بَیْتِهٖ فِیْ طَیْبَةٍ حَرَمٍ وَاِسْمُهٗ قَسَمٌ مِّنْ اَعْظَمِ الْقَسَمِ
وَهٰذِهٖ الْبُرْدَةُ الْمُخْتَارُ قَدْ خَتَمَتْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ فِیْ بَدْءٍ وَّ فِیْ خَتَمٍ

اور یہ آخری شعر اپنی جامعیت اور محبت کے لئے حاصل قصیدہ مبارکہ ہے اور اہلِ کمال کا درجۂ کمال تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اگرچہ یہ شعر الحاقی ہے۔ نِعْمَ مَا قَالَ وَ نِعْمَ مَنْ قَالَ۔

یَا رَبِّ بِالْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا وَاغْفِرْلَنَا مَامَضٰی یَا وَاسِعَ الْکَرَمِ

هٰذَا هُوَا الْحَقُّ وَالْحَقُّ اَقُوْلُ وَلَوْ کَرِهَ الْجَهُوْلُ

قصیدہ بردہ کے اشعار (مع شعر حمد وصلوٰۃ کے) کی کل تعداد ۱۶۴ ہے۔

شرح عصیدۃ الشہدہ	عربی	۲+۱۶۲	شرح عمدہ	اُردو	۲+۱۶۲
شرح عطرالوردہ	اُردو	۲+۱۶۲	شرح طیب الوردہ	اُردو	۲+۱۶۲
شرح جامی	نظم فارسی	۲+۱۶۲	شرح بردہ	اُردو	۲+۱۶۵
شرح بردۃ المدیحہ	اُردو	۲+۱۶۵	شرح نورالوردہ	اُردو	۲+۱۶۲

لِلّٰہِ دُرُّ مَّا قَالَ وَمَنْ قَالَ اَحْسَنَ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی

فَطُوْبٰی لِنَاظِمِهَا وَقَارِئِهَا وَسَامِعِهَا یَوْمَ الْجَزَاءِ فِیْ مَقَامِ الزُّلْفٰی

ہدیۂ عقیدت

اللہ رے کیا زیب وزینت ہے تیری اے عرش معلیٰ
مبارک ہو! جھومر ہے تیرا نقشِ کفِ پائے محمد

شب معراج منزل قابِ قوسین پر دو نقش قدم
رشکِ یدِ بیضا ہیں نقشِ کفِ پائے محمد

جلائے گا کیا مجھ کو خورشیدِ محشر اے حافظ
بیٹھا ہوں روزِ ازل سے زیرِ سایہ ردائے محمد

❁

ازل سے لکھیں قدرت نے قلم سے نعتیں لوح پر
سینہ عرش عظیم بن گیا محراب ومنبر ثنا خوانِ محمد

ہو کس سے بیان شان نعت خواناں حسان وبوصیری
جب کہ خود کلام خدا پاک ہے شاہد مداح خوان محمد

کتنا خوش نصیب ہے حافظ روز محشر میں بھی
پکارا جائے تیرا نام خاک پائے نعت خوان محمد

❁

گر کوئی شمس وقمر کو ہاتھوں میں اُٹھا کہ مجھ سے پوچھے
دولت کونین کو دامن میں چھپا کر مجھ سے پوچھے

شرح نورالوردہ قصیدہ بُردہ کا ہدیہ دوں تو کیا دوں
کہوں مجھے خاک کفِ پا عطا ہو، سرمہ آنکھوں میں لگالوں

ہاں مل جائے اگر رداءِ بوصیری کی تار قسمت سے اے حافظ
محبت سے چوم کر دستار بنا کر تاج سر پہ سجالوں

❁

حافظ محمد عنایت اللہ کان اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُنْشِئِ الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٖ
ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَمٖ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

تقریظ جمیل

"منسوب"

نعت گو، نعت خواں، محبِ رسولِ مقبول ﷺ نورِ چشمِ آلِ بتول جناب السیّد اصغر علی شاہ گیلانی قادری نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

تیرا اندازِ سخن پھولوں کی خوشبو جیسا تیرے مکتوب کا ہر حرف ہے جگنو جیسا

نالہ در دِل، سرکار ابدقرار صَلَوٰاتُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْاَطْھَارِ وَاَصْحَابِہِ الْاَبْرَارِ

علاّمہ اقبال قدسی مقال دورِ حاضر کا گہرا مطالعہ کر کے بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں عرض گزار ہیں:

اے پناہِ من حریمِ کوئے تو بامید کرم رسیدم در کوئے تو

مسلمانانِ عالم کا حالِ زار بیان کرتے ہیں:

مسلماں آں فقیرے کج کلا ہے رمیداز سینہ او سوزے آہے

دلش نالد، چرا نالد، نداند نگاہے یا رسول اللہ نگاہے

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

"مسلمان وہ فقیر کج کلاہ ہے جس کے سینے سے آہ وفغاں کا سوز و گداز بھاگ گیا ہے وہ روتا ہے، کیوں روتا ہے؟ وہ نہیں جانتا۔ یارسول اللہ ﷺ! اپنے امتی پر نگاہ کرم فرمائیے"۔

اور اپنے آپ سے مخاطب ہو کر عقیدت کے آنسو بہاتے ہوئے طالبِ دعا ہیں:

جاگ اے طیبہ کی میٹھی نیند کے سہانے خواب سے کہ آج لٹ رہا ہے آنکھوں ہی آنکھوں میں تیری امت کا سہاگ

سر چھپانے کو ٹھکانہ بھی اب کہیں ملتا نہیں لے چکی ہے جس کی ہیبت ایک عالم سے خراج

ہوگئے ہم اب ننگے سر، اٹھ اے شاہِ عرب، شانِ عجم اور پہنا دے ہمیں پھر سے سطوتِ کبریٰ کا تاج

اب دعا سے ہماری کام کچھ بنتا نہیں بیمار کا اب تو تیری ہی دعا ہے تیری امت کا علاج

اس کا جواب بھی بذاتِ خود مانند شکوہ دیتے ہیں:

شب بگریستم پیشِ خدا زار خداوند مسلماناں چرا خوارند زارند

ندا از ہاتف غیب آمد کہ ایں قوم دلے دارند ولے محبوبے ندارند

"میں ایک رات سر بسجود ہو کر بارگاہ الٰہی میں زار و قطار خوب رویا اور عرض کیا کہ اے مولائے کریم! مسلمان اتنے زار و زار، عاجز اور خوار، خستہ حال کیوں ہیں، ہاتف غیب سے آواز آئی کہ یہ قوم دل تو رکھتی ہے لیکن دلبر 'محبوب' نہیں رکھتی"۔

فی زمانہ انہوں نے یہود بے بہبود اور ہنود بے سود اور عیار نصاریٰ کو اپنا دوست اور راز دار بنالیا ہے اور حرم کعبہ کو چھوڑ کر وائٹ ہاؤس کو اپنا قبلہ وکعبہ بنالیا ہے جس کی وجہ سے ان سے حبِ رسول ﷺ چھن گئی اور یہ ایسے گڑھے میں گر گئے جہاں سے نکلنا مشکل ہے۔

نبی کا عشق ہے توحید کا خزانہ یہی دین کی اصل ہے باقی سب فسانہ
زندگی کچھ نہیں تیری اطاعت کے بغیر بے روح اطاعت ہے محبت کے بغیر

توحید بغیر محبت وادب اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توحید ابلیسی ہے۔

حرف توحید کا قائل یوں تو شیطان بھی ہے تیرا ایمان ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے مشروط
ان سے محبت نہ ہو تو محاسن بھی خطا وہ شفاعت پر ہوں مائل تو خطا بھی مغفور

دشمنانِ دین، گستاخانِ رسالت اپنی تمام تر خباثتوں، کفریہ عبارات، نظریاتی مخالفتوں اور غیروں کے فرضی خاکوں سے ان فاقہ مستوں، سادہ لوح مسلمانوں کے دل سے حُبِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ نکال سکے۔ افسوس تو یہ ہے کہ بیگانے تو بیگانے، یگانے بھی اپنے علمی زعم میں قرآن وحدیث اور دین کا نام لے کر شانِ نبوت میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ تعظیم رسول کی بجائے توہینِ رسول ان کا شیوہ ہے۔

کیا خبر کہ ہاتھ میں لے کر چراغ مصطفوئ جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

سادہ لوح مسلمان مستشرقین کی ہرزہ سرائیوں، دنیاداروں کی ریشہ دوانیوں، اور سازشوں سے متاثر ہوگئے۔

"بسوخت عقل ودانش ایں چہ بوالعجبی است"

نہ ستیز گاہ نئی نہ حریف پنجہ شکن نئے وہی فطرت یدُ اللّٰہی وہی مرجبی وہی عنتری

دین میں کیا بھٹکے کہ میدان سیاست میں برسرِ منبر ملّت از وطن است کا نعرہ مارا اور اہل بصر وبصیرت نے اس پر ردِعمل ظاہر کرتے ہوئے "ایں چہ بے خبر از مقام محمّدی است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کا التزامی جواب دیا۔ جو جریدۂِ عالم پر نقش ہو گیا۔ العِیَاذُ بِاللّٰہِ العظیم۔

چراغ را کہ ایزد بر افروزد کسے کو تف زند ریشش بسوزد

بتادیا کہ اصل حقیقت دین اسلام کیا ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست گر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

اصلِ ایمان محبت، ادب اور اتباعِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

مغز قرآن، روح ایمان جان دیں ہست حبّ رحمۃٌ للعالمین
صَلَّی اللّٰہ عَلِیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

کامل محبت کی اولین شرائط میں یہ ہے کہ گستاخانِ رسالتِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شدید عداوت اور مخالفت ہو۔

نہ جب تک کٹ مروں خواجہ بطحا کی عزت پر خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

تحفظِ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت محبت کی پہلی منزل ہے اور دشمنان و گستاخانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عداوت، محبت کی اولین شرائط سے ہے اور عزت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصلِ ایمان ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

یا اللہ جل شانہٗ — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت مبارک

مل جائے مدحِ کفِ پا کے لیے نوری آسمان کاغذ — پرتوِ رُخِ پُر نور سے ہو یہ زمین منور کاغذ
اس پر نعتِ سرکارِ مدینہ سے کروں گل کاری — گلدستہ گل کا بُلبُل سے منگا کر مُعنبر کاغذ
ہو مری کتاب زیست کے ہر صفحہ پر نعت رقم — مرے سیہ نامہ کی سیاہی دھو دے یہ مُطہر کاغذ
گر قلمیں سات سمندر کی سیاہی سے لکھیں نعتیں — مانگوں پھر بھی بیاضِ عرش سے بار بار مکرر کاغذ
ذکر کلمات اللہ میں فرش عرش کاغذ کی کیا بساط — نقوش محبت کے لئے کافی نہیں، یہ پُرزہ کاغذ
لکھی نعت درختوں نے بنا کر شاخیں قلم زمین کاغذ — لکھی نعت جبریل نے قلم پر تھا لب دوات سِدرہ کاغذ
شجر طُوبیٰ کا ہر پتہ عشق کے طلاطم سے جھوم اُٹھا — لکھا اس نے جو خوشخط معجزہ بنا کر ناشر کاغذ
تیرے بندے ثناخواں اور بھی ہیں طلبگار اشارات — وقتِ مرگ سند جنت ملے اے داورِ محشر کاغذ
لب جان بخش کا صدقہ نعت ہو مرے لب پر — بنے رگ جان کی ہر سانس قلم اور سطر کاغذ
جملہ کائنات جن وانس ملائکہ پا نہ سکے منزل نعت — کہ قدرت نے لکھی نعت نوری قلم تھا لوحِ محفوظ کاغذ
کاش عرش پہ جا کر لکھ دیتا میں بھی نعت شہِ والا — قلم اے کاش مل جاتا پر جبریل کا اور سدرہ کاغذ

حمد ونعت کی خوشبوئے محبت سے دل حافظ ایسا بسا
جولائی قضا نامہ عنایت کی بشارت تھا بسا معطر کاغذ

(حافظ محمد عنایت اللہ کان اللہ لہ)

تمنّاءِ نگاہ بارگاہ رسالتمآب علیہ وآلہٖ الصّلوٰۃ والسّلامُ

اے کہ تیرے وجود سے کون و مکاں کی آبرو
اے کہ تیرے ظہور سے حُسنِ جہانِ رنگ و بُو
چمکا تیرے جمال کا شہود، ذرّہ تابہ آفتاب
تیرے کمال کا نہیں، کوئی، کہیں بھی جواب
اسود و احمر ایک ہیں تیری چشمِ عنایت کے سامنے
زہد و خطا کا فرق کیا دستِ عطا کے سامنے
بحرِ عرب کے ناخدا، ناؤ عجم کو بھنور سے بچا
ٹوٹ چکے ہیں بادبان تند وتیز ہے ہوا
موجیں اٹھی ہیں کفر کی گھر والے ہوئے ہیں در بدر
خیمے ہی خیمے ہیں نصب ہر طرف حدِ نگاہ تا نظر
ڈوب چکی ہے روح اب، تیرنے لگے جسم آب پر
جسم بھی ڈوب جائیں گے تو نے گر نہ لی خبر
تیری امت کی آبرو اپنے ہی چمن میں لٹ گئی
بادِ سموم وہ چلی غنچوں کی چٹک بھی رک گئی
پھر وہ گل بہار دے جس کو خزاں کا ڈر نہ ہو
اسلام کے ننھے پودوں پر دھوپ کا کچھ اثر نہ ہو
حفظ جان و ایماں کی ردا تیری نگہ سے ہی تھی ملی
کر دے عطا پھر ہمیں سوز صدیق، سوز بلال، فقرِ علی
تیری نگاہ ناز سے رشک مہر و ماہ تھے ہم
تجھ سے کٹ کر در بدر ہو گئے ہیں اب ہم
جب تیرا عشق تھا ہم عناں غبار راہ تھی یہی کہکشاں
اب گر گئے ہیں ثریا سے ہم اے خضر کی جان ''الاماں''

(حافظ محمد عنایت اللہ کان اللہ لہٗ)

○

نعتیہ تحفۂ عقیدت ومحبت بر لوح وقلم

لوح محفوظ پر لکھا گیا نام اللہ کے ساتھ نام محمد
قلم نے کر دیے حکم خدا دو پاک نام یکجا رقم
کس شان سے رقم کیا قلم نے حکم خدا نام محمد
جھوم جھوم کر لکھے دو پاک نام، زینت پا گیا لوح و قلم
لب دہن، قلم زبان، سینہ مسطور قرآن، اے امی لقب!
جبین لوح مبین، قلب عرش نشین، اے شیریں سخن تیری قسم
راہی گشتہ عشق کا قلب پھٹا تو نظر آیا ایک عجیب منظر
ایک ٹکرے پر اسم اللہ، ایک ٹکڑے پر اسم محمد تھا مرتسم
ہاتھ قلم کو چومتے ہیں، ہاتھوں کو قلم اے اقلیم قلم کے تاجور!
لکھتا ہوں جب بھی نُور الوردہ ہاتھ میں لے کر ربانی قلم
پڑھا انبیاء نے مسجد اقصیٰ میں خطبہ تیرا، اے سید الانبیاء والرّسل
ملائکہ نوری پکار اُٹھے مرحبا، سنی جب نعت در صحن حرم
خالق کائنات گواہ، دیکھی صحابہ نے مسجد نبوی میں شانِ سخا
عطا کی جب کعب و بوصیری کو رداء، اے تاج دار حِلّ وحرم
قصیدہ لکھنے، سننے، پڑھنے والے بھی ہیں تیری عطا کے منتظر
عنایت ہو ان کو بھی بشارتِ جنت، اے صاحبِ جود و کرم
پھول صلوۃ وسلام نچھاور کریں جب مقامِ محمود پر ہوں گے جلوہ گر
تاجِ شفاعت پہنائے گا خود خدا تجھے، اے شہنشاہ عرب وعجم
صفحہءِ قرطاس پر لکھتا ہوں جب میں نورالوردہ قلم سے قصیدۂ حبیب
سر تسلیم جھکا لیتا ہے تعظیم سے محبت بھرا میرا یہ رحمانی قلم
اشارت سے بشارت پا گئے سرکار والا سے تیرے مدح خواں
نعت سے تر تھی جن کی زبان، اے ماہِ بطحا تیری قسم
قبر حافظ روضۃٌ مِن ریاض الجنۃ ہو، جلوہ فرما ہوں گے حضور
ہو حشر میں کتاب نور الوردہ ہاتھ میں، اے شفیع روزِ جزا یہ نعتیہ نظم

(مدّاحِ رسول: حافظ محمد عنایت اللہ)

نُورٌ علیٰ نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

اللہ نُور، قرآن نُور، ممدوحِ کائنات محمّد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نُورٌ علیٰ نُور
اسم نُور، صفت نُور سے ہے شرح قصیدہ بردہ نُورٌ علیٰ نُور
عطا چادر نوری سے شفا پا کر کامیاب ہو گیا بوصیری
اسی نسبت نُور سے ہے شرح نُور الوردہ بھی نُورٌ علیٰ نُور
قصیدہ بردہ عربی، رسولِ عربی کی نعت کا شہکار ہے یہ جریدہ
بنا ہے قصیدہ فریدہ کی شرح سے نُور الوردہ بھی نُورٌ علیٰ نُور
زیارت کے شرف سے مشرف ہو کر، سعادت پا گئے ثناء خوانِ رسول
مسجدِ نبوی کے انوار سے بن گیا نُور الوردہ بھی نُورٌ علیٰ نُور
وہ مسجد نُورٌ علیٰ نُور کیوں کر نہ ہو پُر انوارِ قصیدہ
جس جگہ لکھا، پڑھا، وہ بھی ہو گئی نُورٌ علیٰ نُور
عصیدۃُ الشّھدہ میں آلِ رسول نے محبت و عشق کے بکھیرے ہیں جو موتی
چن چن کے بنایا ہے گل چیں نے نُور الوردہ کا سہرا نُورٌ علیٰ نُور
نُور ہیں جن کے الفاظ، مصرعے بھی، اشعار بھی نور
متن نور، شرح نُور، حاشیہ بھی ہے نُور الوردہ کا، نُورٌ علیٰ نُور
سیرت و صورت نبی کی تعریف و توصیف سے مزیّن ہے یہ قصیدہ
حمد و نعت کے اشعار سے ہے یہ نُور الوردہ، نُورٌ علیٰ نُور
آلِ نبی، اولادِ علی، مُرشدی نورالحسن کا فیض ہے ورنہ
کہاں یہ نکما اور کہاں یہ شرح نُور الوردہ مرقّع نُورٌ علیٰ نُور
ایک طرف اسم پاک اللہ، ایک طرف ہے اسم محمّد جلوہ گر
کیا عنایت نے نام پایا انعام بھی ہے شرح نُور الوردہ کا، نُورٌ علیٰ نُور
حافظ ان اسماءِ پاک کی عنایات سے ملے ہیں تجھ کو یہ تحفے عظیم
لے چلو رضوانِ جنت کے لیے بھی نُور الوردہ کا تحفہ نُورٌ علیٰ نور

(از: محمّد عنایت اللہ کان اللہ لہٗ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

روضۃ الاولیٰ "فی عشق الرّسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم" وظیفہ بروز جمعۃ المبارک

جنۃ الفردوس

①

اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٍ
مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰی مِنْ مُّقْلَۃٍ بِدَمٖ

اے زیادِ صحبتِ یارانت اندر ذی سلم — اشک چشم آمیختی باخون رواں گشتہ بہم
کیا تجھے یاد آگئے ہمسائیگانِ ذی سلم؟ — ہوگئے جو اشک خُون آلودہ جاری ایک دم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو کی روشنی میں:

اَمِنْ تَذَکُّرِ — "ءَ" استفہام "مِنْ" جار "تَذَکُّرِ" مجرور بہ معنیٰ: یاد، ذِکر قلبی ولسانی۔
جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٍ — "جِیْرَانٍ" جمع جار، معنیٰ: ہمسایہ محبوب کا قبیلہ ذِی سَلَمٍ۔
مَزَجْتَ دَمْعًا — "مَزَجْتَ" صیغہ فعل ماضی، ملایا تونے "دَمْعًا" خون آلودہ۔
جَرٰی مِنْ مُّقْلَۃٍ — "جَرٰی" فعل ماضی معلوم، معنیٰ: جاری ہوگئے، "مُقْلَۃٍ" آنکھ کا ڈھیلہ۔
بِدَمٖ — "بِدَمٖ" خون آلود آنسو، آنکھ کا وہ پانی جو بکثرتِ گریہ خون سے بھرا ہو۔

○ ترجمہ: کیا مقامِ سلم کے ہمسایوں کی یاد میں کثرتِ گریہ سے تیری آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہیں؟

○ تمہیدی کلمہ: اَنَا الْمَسْمُوْمُ مَا عِنْدِیْ وَلَا رَاقٍ وَّلَا تِرْیَاقٍ
"اَلَا یٰاَیُّھَا السَّاقِیْ اَدِرْ کَاْسًا وَّنَاوِلْھَا"

○ تشریح: یہ استفہام بطور تجاہُل عارفانہ ہے۔ امام بوصیریؒ اپنے آپ سے مخاطب ہیں کہ اے دل! کیا تجھے ذی سلم کے باشندے یاد آگئے؟ یہ تیری گریہ زاری کس لیے ہے؟ چونکہ محبت کا چھپانا مقصود تھا اس لیے ہمزہ کی استفہامیہ صورت پیدا کرلی تا کہ میری اِس محبت کو سوائے محبوب کے کوئی نہ جان سکے۔ تَذَکُّرِ وَالْفَرْقُ بَیْنَھُمَا اَنَّ الْاَوَّلَ یَسْتَعْمِلُ فِی الذِّکْرِ اللِّسَانِیْ وَفِیْ ذِکْرِ الْقَلْبِیْ کَمَا بَیَّنَہُ الْخِیَالِیْ فِیْ بَحْثِ الْعِلْمِ "ذِکر" بکسرہ، لسانی "ذُکر" بالضمہ قلبی ذکر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

○ بِذِیْ سَلَمٍ سلم کے رہنے والے، یہ مبارک وادی مکہ معظّمہ اور مدینہ منوّرہ کے درمیان واقع ہے بوجہ خارِ مُغیلاں ببول مشہور ومعروف ہے۔ اس وادی اور اس شجر کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے ایک خاص مناسبت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اپنے سفر موجِ ظفر میں اِس جگہ تشریف رکھتے اور آرام وقیام فرمایا کرتے تھے۔ عاشقین صادقین کے لیے ایک یادگار

ہے۔ عاشقِ مہجور اسی کو مخاطب کر کے اپنی ہجر کی گھڑیوں میں اپنے آپ کو تسلی دیتے ہیں یا سلم سے مُراد دارُ السّلام ہے جو ہشت (۸) بہشت سے ایک اعلیٰ ترین جنت کا نام ہے یا اعلیٰ علّیین سے استعارہ، یا ذی سلم سے مراد گُنبدِ خضرا ہے جو شرف اور عظمت میں جنّتُ الفردوس سے بڑھ کر ہے۔ جو مقصود و مطلوب عاشقان ہے اور جنّت سے مشابہ ہے اور افضل مکان جو دارُ السّلام جنت کی جنس سے ہے۔ ذِی سَلم اس میں روضۂ انور سیّد اطہر صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللّٰهِ الْأَكْبَرِ بسا ہُوا ہے اور جمع سے کنایہ کہ میرا محبوب بعطاءِ الٰہی صفاتِ عالیہ کمالیہ کا مالک ہے۔ سلَم بفتحہ لام ایک درخت کا نام بھی ہے چونکہ امام صاحب تَغَمَّدَهُ اللّٰهُ بِرِدَاءِ غُفْرَانِهِ کا عشق حقیقی ہے اور محبوب بھی محبوب حقیقی نہ کہ مجازی۔ مجاز سے حقیقت کی طرف عروج اور رجوع ہے جیسا کہ شعراء عرب کا طریق کار رہا ہے۔ جس کا اندازِ خطابت حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے اپنے مشہور قصیدہ لامیہ، بانَتْ سُعاد میں اختیار کیا۔ انہوں نے سُعاد معشوقہ، تلوار اونٹنی کو سامنے رکھا جیسے شعراءِ عجم کے کلام میں عشق مجازی کے اشارے کنائے کثرت سے ملتے ہیں مثلاً گُل، بُلبل، شمع، پروانہ وغیرہ ذٰلِكَ۔ یہاں یہ بات نہیں، صاحبِ قصیدہ بردہ شریف کے احوال کو حق الیقین کی حد تک تمام شارحین کرام نے جزماً وحتماً اپنی تحریرات منیفہ اور تقریراتِ لطیفہ میں ثابت کیا ہے کہ آپ کے قلب پر عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلبہ ہو چکا تھا، گرفتار عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شکارِ عشقِ حقیقی ہو چکے تھے۔ عشق کی جولانیوں نے آپ کو پوری طرح گرفتار کر لیا تھا یعنی تیرے ہجر نے دل میں کئی سوراخ کر دیے ہیں اور عشق نے بھڑ کی طرح ہر سوراخ میں گھر کر لیا ہے اور ہر وقت ڈستا رہا ہے۔

رخنہ ہائے بے عدد ہجرِ تو در دلِ ساختہ عشق چو زنبور در ہر خانہ منزل ساختہ

عشق نے اپنے شکار کو پوری طرح دبوچ لیا تھا تبھی تو محبوب کے آثار سے مخاطبہ کرتے نظر آتے ہیں، یہ کتنا مُو دّبانہ انداز اور بلیغانہ طرز ہے اور "اَلْكِنَايَةُ اَبْلَغُ مِنَ التَّصْرِيْحِ" کی تشریح ہے۔ یہ گریہ وزاری اور رونا دھونا دو طرح کا ہوتا ہے۔ بکاءِ حزن وغم اور الَم، اس کی شناخت یہ ہے کہ اس کے آنسو گرم اور بکاءِ محبت کے آنسو ٹھنڈے، سرور قلبی اور مسرّت وفرحت لیے ہوتے ہیں اور کیفیتِ بُکاء علیحدہ علیحدہ اور ذائقہ دونوں قسم کے آنسوؤں کا نمکین ہوتا ہے۔ بعض فضلائے اعلام نے فرمایا: جب عشق کا قلب پر پوری طرح قبضہ ہو جاتا ہے تو آنکھ شدت حزن سے روتی اور آنسو بہاتی ہے جس سے وہ سُرخ ہو جاتی ہے اور قلب آئینہ کی طرح صاف شفاف ہو جاتا ہے اور جب خوشی کے لمحات میں آنسو بہتے ہیں تو قلب آلودگی اور کثافت سے پاک ہو جاتا ہے اور آنکھوں میں چمک آ جاتی ہے۔

تر آنکھیں تو ہوجاتی ہیں پر کیا لطف اس رونے میں
جب خون جگر کی آمیزش سے اشک پیازی بن نہ سکا

هُوَ الْبُكَآءُ فِى الْمِحْرَابِ لَيْلًا هُوَ الضَّحَّاكُ فِى يَوْمِ الضِّرَابِ
گریۂ شب محراب میں اور ہنسنا وقتِ ملاقات میں

○ مُقْلَتِى آنکھ کا ڈھیلا محاورہ ہے یہ بیاضِ چشم اور سوادِ چشم دونوں پر صادق آتا ہے۔ کسی فصیح شاعر نے کیا عمدہ کہا ہے:

اِذَا مَا مُقْلَتِیْ رَمَدَتْ کُحْلِیْ تُرَابٌ مِّنْ نِعَالِ اَبِیْ تُرَابِ

"اور جب ہجرِ یار کے انتظار میں میری آنکھیں دکھنے لگی ہیں تو میرے لیے جناب ابوتراب کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے نعلین پاک کی خاک پاک کحل البصر ہے"۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ ونجف

امام ناظم فاہم افاضَ عَلَیْنَا فُیُوْضَهم شعراء کی مانند اپنے قصیدہ کے آغاز میں اپنے آپ سے مخاطب ہیں تاکہ راز فاش نہ ہو کہ عاشقِ صادق اپنا یہ حال چھپاتا ہے۔ اس کو اصطلاحِ شعراء میں تجرید کہتے ہیں چونکہ وہ عاشقِ صادق رسولِ کریم ﷺ ہیں۔ فصاحت اور بلاغت میں قادرُ الکلام اور یگانۂ روزگار تھے۔ اندازِ بیاں نے تشبیب اور تجرید اور تلمیحات سے کلام کو نہایت موثر بنا دیا، گویا اپنے آپ سے گفتگو کرتے ہوئے محبوب کے شہر، قرب وجوار، پہاڑ، درخت سے مخاطب ہیں۔ لفظ ذِی سلم، کاظمہ اور اِضم کو نشانہ بنا کر اشاروں کنایوں سے گفتگو کا آغاز کرتے ہیں تاکہ میرا رازِ دل کسی پر ظاہر نہ ہو۔ عُرفی ایرانی نے کیا عمدہ کہا ہے:

عرفی اگر بگریہ میّسر شدے وصال صد سال میتواں بہ تمنا گریستن

"اے عرفی! اگر رونے سے وصال میسر آ جائے تو سو سال تک رونے کی تمنا کر کے روتا رہوں"۔

یہ انداز مستحسن بھی ہے اور محبوب بھی اور ایسے قصیدے کا تشبیب سے آغاز کرنا اور عشق مجازی سے عشقِ حقیقی کی طرف عود اور رجوع کا انداز مقصود ہوتا ہے۔ یہ شعراء کی لُغت میں برائت استہلال کہلاتا ہے۔ یہاں مدح تاجدارِ مدینہ، سرورِ سینہ ﷺ ہے اور آثارِ محبوب سے مخاطبہ کتنا عالی شان اور پُر تاثیر انداز بیان ہے۔

بیا اے ہم نفس باہم بنالیم من و تو کشتہ یک شانِ جمالیم
دو حرفے بر مرادِ دِل بگوئیم بپائے خواجہ چشماں را بمالیم

"آ اے میرے راہ عشق کے ساتھی! میں اور تو باہم مل کر روئیں کیونکہ میں اور تُو دونوں اس کی شانِ جمال کے کُشتہ ہیں، مل بیٹھ کر دو حرف مرادِ دل کے کہہ لیں اور اپنی آنکھوں سے محبوب کے پاؤں کے تلوؤں کو بوسے دیں"۔

○ ذِی سَلَم میں محبوب کبھی قیام پذیر ہوا، ان کے فراق میں روتا ہے کہ وہ اپنے محبوب سے دور اور مہجور ہے، مہجوری اور رنجوری اور کثرت گریہ زاری سے تیری یہ حالت ہوگئی ہے اور تو پھر یہ چاہتا ہے کہ تیرا یہ اضطراب اور رونا دھونا کسی کو معلوم نہ ہو اور تیرے دل میں سلطانِ محبت وعشق نے اپنا سکّہ جمالیا ہے اور تو اس کے تاثر سے متاثر ہو کر خون آلود ہ آنسو بہا رہا ہے کہ رونا دھونا مذہب عاشقاں ہے۔

گہے ابر کرم گہے ترشح، گہے باد وباراں بیا در چشمِ ما بنگر ہوائے شگالی را

مزا برسات کا چاہو تو اِن آنکھوں میں آ بیٹھو سفیدی ہے، سیاہی ہے، شفق ہے، بادوباراں ہے

عاشقِ صادق ولی کامل میاں مُحمد صاحب علیہ الرحمۃ کھڑی شریف نے سیف الملوک میں کیا عمدہ فرمایا ہے:

جیوں کر خواجہ حافظ صاحب لکھیا وچ دیوانے
میں اِک بلبل روندی ڈٹھی پھڑیا پھُل دہانے
میں پچھیا کیوں رووِیں بی بی یار تیرا رَل ملیا
درد فراق رہیا نہ کوئی جیں سجن گل ملیا
بُلبل بولی حافظ صاحب کی گل دساں تینوں
اِس روون دی حال حقیقت کجھ مَعلوم نہ مینوں
جنہاں دلاں وچ عشق سمانا روناں کم اُنھاں
مِلدے روندے، تے وچھڑے روندے، روندے ٹُردیاں راہاں

السید محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی چشتی دہلوی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں ابوالحسن امیر خسرو عرض گزار ہیں:

تو آں شاہے کہ بر ایوان قصرت — کبوتر گر نشیند باز گردد
فقیرے مستمند بر در آمد — بیاید اندروں یا باز گردد

''تو اقلیم فقر کا وہ شہنشاہ ہے جس کے محل پر اگر کبوتر بیٹھ جائے تو وہ بھی باز بن جاتا ہے۔ ایک فقیر محتاج بھی تیرے در پر آیا ہے، وہ اندر آ جائے یا واپس چلا جائے''؟

جواباً ارشاد فرمایا:

بیا اندروں اے مردِ حقیقت — کہ با ما یک نفس ہمراز گردد
اگر ابلہ بود اے مردِ ناداں — بہ آں راہے کہ آمد باز گردد

''اندر آ جا کیونکہ تو صاحبِ دل مردِ حقیقت ہے تا کہ ہم باہم مل کر دو گھڑی اپنے محبوب کے راز کی باتیں کر لیں اور اگر تو بیوقوف ''نامحرم'' ہے تو تُو جس راہ سے آیا ہے اُسی راہ سے واپس چلا جا''۔

○ حکمت حروف ابجد

قصیدہ ہٰذا کا مَطلع اَمِنْ تَذَکُّرِ ہے۔ اَمِنْت سے امن اور سلامتی کی طرف اشارہ ہے، یہ ایک نیک فالی ہے اور مقطع میں، وَالْمُسْلِمِیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عُجُمٍ سے امت مسلمہ اہل عرب، اہل عجم کی مغفرت کی بشارت ہے۔ بِفَضلہٖ تعالیٰ اس قصیدہ مبارکہ کا مصنّف، قاری، سامع، ناشر اور مترجم دُنیا کی آفات و بلیّات سے امن میں اور آخرت کے عتاب و عذاب سے مامون اور محفوظ ہوگا۔

بے پردہ وہ جب خاک نشینوں میں نکل آئے — ہر ذرّہ کو خورشید پر انوار بنایا
اے نظمِ رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع — تُو نے ہی تو اُسے مطلعِ انوار بنایا
یہ لذتِ پاپوش کہ پتھر نے جگر میں — نقشِ کفِ پا سید ابرار بنایا

حروف مقطعات قرآنیہ کی مانند یہ حروفِ ابجد اسرار الٰہیہ سے ہیں، قرآن پاک کی ابتداء بَا بِسْمِ اللّٰہِ اور اختتام وَ النَّاسِ کی سٓ سے ہوتا ہے۔ اشارہ فرمایا کہ انسان کے لیے قرآن پاک بس کافی وافی اور شافی ہے۔

وَالْحُرُوْفُ الْمُقَطَّعَاتُ مِنَ الْاَسْرَارِ الْمَکْنُوْنَۃِ الَّتِیْ یَحْرُمُ اِفْشَاءُ ھَا بِغَیْرِ ھَا ''حروف مقطعات اسرار الٰہیہ ہیں، اُن کا افشانا اہل کے سامنے حرام ہے''۔

حروف ابجد کے موجد باب مدینۃ العلم سرکار علی مُرتضٰے کرمّ اللہ وجہہ الکریم ہیں، آپ کا سینہ علوم مکنون کا سفینہ، اسرارِ الٰہیہ کا خزینہ ہے اور حروف مقطعات کے انوار کا گنجینہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ حَرِّقْ بِنَارِ الْعِشْقِ قَلْبِیْ وَلَا تَحْرُمْنِیْ بِحُرْمَۃِ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ سِرَّ الْاَسْرَارِ وَعَلٰی اٰلِہِ الْاَطْھَارِ وَصَحْبِہِ الْاَبْرَارِ۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَحُبَّ حَبِیْبِکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنَا اِلٰی حُبِّکَ۔

اے آتشِ فراقت دلہا کباب کردہ سیلابِ اشتیاقت جانہا خراب کردہ

○ **فائدہ عظیمہ** قصیدۃ البُردہ شریف کا یہ شعر مطلع ہے۔ اس شعر کے بار بار تکرار کرنے اور گنگنانے سے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلع قلب پر جلوہ گر ہو جاتی ہے اور قلبِ مومن کو اپنے حصار میں لے لیتی ہے۔ وہ فنا فی الرّسول کی منزل پر فائز المرام ہو جاتا ہے، جو منزلِ مقصود اور مطلوب اصلی فنا فی اللہ کی راہ کی ایک نوری کرن مانندِ جگنو ہے اور اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ کی دلیل جلیل ہے، شدید محبت کو عشق کہتے ہیں۔

تاک سیراب ساز اے ابرِ نیساں در بہار قطرہ تا مے نتواں شد چرا گوہر شود

''اے ابر بہاراں! موسم بہار میں انگور کی بیل کو شبنم کے قطروں سے سیراب کر کہ تیری رحمت بھری بارش کا قطرہ جب سیپ میں گرتا ہے تو وہ گوہر، موتی، ہیرا بنتا ہے''۔

○ **فائدہ جمیلہ** مطلع قصیدہ بردہ شریف اور مقطع دونوں کا فیض اور مقام ایک ہے۔

○ **فائدہ جلیلہ** عشق مجازی سے نفرت اور عشق حقیقی سے رغبت پیدا کرنے کی خاطر طاق عدد میں اس بیت کا ورد وظیفہ مفید ہے۔ یہ شعر الہامی کیفیت کا حامل ہے۔

زیادِ الفت ہمسائیگان ذِی سلم اشکہائے چشم آمیختی باخون بہم

کیا تمہیں یاد آ گئے ہمسائیگانِ ذی سلم خون کے آنسو جو آنکھوں سے رواں ہیں دمبدم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۲)

أَمْ هَبَّتِ الرِّيْحُ مِنْ تِلْقَآءِ كَاظِمَةٍ
أَوْ مَضَ الْبَرْقُ فِي الظَّلْمَآءِ مِنْ إِضَمِ

یا ز کاظمہ بادے وزید از کوئے دوست ۔۔۔ یا درنیم شب برقے جہیدہ از اضم
سرسراتی کاظمہ کی سمت سے آئی ہوا ۔۔۔ یا تبسم برق کا آیا نظر سوئے اِضم

لغوی و نحوی معنیٰ، علم صرف و نحو

أَمْ هَبَّتِ الرِّيْحُ	''أَمْ'' متصلہ ''هبوب'' چلنا ''الرِّيْحُ'' بادِ صبا
مِنْ تِلْقَاءِ كَاظِمَة	''مِنْ'' جار ''تِلْقَاءِ'' مجرور معنیٰ: سمت ''كَاظِمَةٍ'' شہر کا نام
أَوْ مَضَ الْبَرْقُ	''أَوْ مَضَ'' فعل ماضی صیغہ واحد غائب ''اَلْبَرْقُ'' بجلی
فِي الظَّلْمَاءِ	''ظَلْمَاءِ'' جمع ظلمت معنیٰ: اندھیری رات۔
مِنْ إِضَمِ	''إِضَمِ'' بکسرہ الف پہاڑ کا نام۔

○ ترجمہ: یا کاظمہ دیارِ حبیب کی جانب سے ہوائے مشکبار چلی ہے یا کوہ اضم سے شب تیرہ و تار میں بجلی چمکی جو حبیب کی یاد دلا کر خون کے آنسو رلا رہی ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** چمن کوئے جاناں سے یہ کیا آتی ہے ۔۔۔ ناز کرتی ہوئی جو بادِ صبا آتی ہے

○ **تشریح:** حضرت امام علام، ناظم فہام تَغَمَّدَهُ اللّٰهُ بِرِدَاءِ غُفْرَانِهٖ اپنے دل کو سمجھاتے ہیں کہ اے رازِ عشق کے چھپانے والے! تیرا اس قدر خون کے آنسو رونا آخر کس وجہ سے ہے۔ تذکر جِيْرَانٍ بِذِي سَلَمٍ، هبوب اور ریح یا ايمَاضُ الْبَرْقِ سے تجھے ذی سلم کے ہمسائے یاد آ گئے جن کے فراق میں تیرا یہ حال ہے یا شہر کاظم کی طرف سے بادِ صبا چلی جس نے تجھے کوئی خفیہ پیغام پہنچایا اور یاد تازہ کر دی اور تو بے اختیار ہو گیا، یا کوہ اِضم سے تاریک شب میں نرم نرم آہستہ آہستہ بجلی چمکی جس کی روشنی میں تجھے دیارِ حبیب نظر آ گیا ''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيْمَانِ'' سے تیرا حزن اور غم بڑھ گیا اور تجھے بے چین اور بے تاب کر گیا، آخر بتا کہ تیرا یہ رونا، آہ و زاری کرنا کس وجہ سے ہے؟ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

ذوق ایں مے نشاسی بخدا تانچشی

مبتلائے غم و الم و اندوہ و فراق ۔۔۔ اے دل ایں نالہ و فغانِ تو بے چیزے نیست
چہ آورد صبا ازسر کوئش بوئے تو ۔۔۔ اے گل ایں چاک گریبانِ تو بے چیزے نیست
برق از وادی ایمن بدرخشید مگر ۔۔۔ طیش ایں دلِ ناداں تو بے چیزے نیست

○ کَاظِمَة ''کَظْم'' مصدر سے ہے، اس کا معنیٰ ہے: غیض وغضب اور غصہ کو پی کر تسکین اور راحت جان پانا۔ کاظمۃ اسمٌ مِنْ اَسْمَاءِ الْمَدِیْنَۃِ النَّبَوِیَّۃِ عَلٰی سَاکِنِھَا الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ' یا کاظمہ سے مجازاً سبز گنبد' گنبد خضراء نَوَّرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ مراد ہے اور حقیقۃً مقیم روضہ اطہر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی طرف اشارہ ہے جہاں سے پیغام محبت بادِ صبا پہنچا رہی ہے۔

مدینہ سے جب آتی ہے تو اتنا پوچھ لیتا ہوں　　صبا! جلدی بتا کیسی ہے طبیعت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی
نہ ہم جنت میں جائیں گے نہ ہم دوزخ میں جائیں گے　　دیکھا کریں گے حشر میں صرف صورت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی

عاشقینِ صادقین کا حزن وملال شدید سے شدید تر ہو جاتا ہے، دل دھڑکتا ہے تو آہ وبکا اور گریہ زاری سے طبیعت میں سکون اور دل کو اطمینان ملتا ہے۔ اِضَم، المدینہ المنورہ کے دامن میں ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جس پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم گاہے بگاہے رونق افروز ہوتے۔ ان پہاڑوں اور وادیوں میں اثر جمالِ محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور ظہور کمال احمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے تا ہنوز اثرات نورانیت ظاہر و باہر ہیں جس کی انتہا نہیں، ان سب مقامات پر کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں نگاہ مبارک نہ پڑی ہو اور وہ جہاں بہجت مآل سرور سیّدِ کمال صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے دیدار سے شرف یاب نہ ہوا ہو۔

بر زمین کہ نسیمے زلفِ او زدہ است　　ہنوز ازدم آں بوئے عشق مے آید

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے روز ازل سے مومن کے دل میں ایمان کا نور ودیعت فرما دیا اور محبت کا بیج بو دیا، جس کی خوشبو سے کائناتِ عالم سرشار ہوگئی۔ آلِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کو اپنی محبت کا پیمانہ بنا دیا۔

عدم سے لائی ہَے ہستی میں مری آرزوئے رسول
کہاں کہاں لیے پھرتی ہَے مجھے جستجوئے رسول
شگفتہ گلشن زہرہ کا ہر گل تر ہَے　　کسی میں رنگِ علی کسی میں بوئے رسول
عجب تماشا ہو حشر میں بیدم
سب ہوں پیش خدا، میں روبرئے رسول

○ فائدہ جمیلہ　بقول الشیخ محمد بن عبداللہ قیصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ الحلبی والخفی نافرمان اور سرکش جانور کو یہ تین شعر شیشے کے برتن پر لکھ کر آبِ رواں یا آب باراں سے دھو کر پلایا جائے تو مطیع ہو۔

یاوزیدہ از کاظمہ بادِ نسیم صبح دم　　یادرخشیدہ بشب برق از سر کوہِ اضم
یا صبا لائی ہے سمت کاظمہ سے ایک پیام　　یا بجلی چمکی شب میں روشن ہوا کوہ اضم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۳)

فَمَا لِعَيْنَيْكَ إِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا
وَمَا لِقَلْبِكَ إِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِمِ

چیست چشمت راچہ گوئی خشک شوگریاں شود — چیست دل گوئی بہوش آشفتہ گرد از غم
کچھ تو ہے تھامے سے تھمتا نہیں ہے قلب زار — کچھ تو ہے روکے سے رکتی نہیں چشم نم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو سے

فَمَا لِعَيْنَيْكَ إِنْ قُلْتَ	''فَا'' فصیحہ ''مَا'' استفہامیہ ''مَا لِعَيْنَيْكَ'' تثنیہ، دونوں آنکھیں۔
اكْفُفَا هَمَتَا	''اكْفُفَا'' صیغہ تثنیہ امر کف''روک ''هَمَتَا'' آنسوؤں کا جاری ہونا
وَمَا لِقَلْبِكَ	''مَا'' استفہامیہ ''لِقَلْبِكَ'' کیا ہے تیرے دل کو
اسْتَفِقْ	مصدر ''افاقہ'' باب استفعال طلب افاقہ کرنا
يَهِمِ	صیغہ امر از ھیمان معنی ہے: فریفتہ ہونا' دل کا بے اختیار ہو جانا۔

○ **ترجمہ:** تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جب تو انہیں کہتا ہے رک جاؤ تو وہ اور زیادہ آنسو بہانے لگتیں ہیں اور تیرے دل کی کیا حالت ہو گئی ہے جب تو اسے کہتا ہے کہ سکون پکڑ تو وہ اور زیادہ بے تاب ہو جاتا ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''اشک شوئی ثبوت ظاہری اور بے قرار دل دلیل باطنی''

○ **تشریح:** مصرعہ اولیٰ میں ''هَمَتَا'' صیغہ ماضی تثنیہ اور دوسرے مصرعہ میں ''يَهِمِ'' صیغہ مضارع لانے میں ایک راز مضمر ہے جو آشکارا ہوا کہ ماضی ثابت شدہ امر کے لیے اور مضارع آئندہ آنے والے واقعہ کے لیے استعمال ہوتا ہے، پہلا مصرعہ جو آنکھ سے مخاطبہ ہے اور آنکھوں کا گریہ آنسو بہانا ظاہر نظر آتا ہے اور وہ ثابت شدہ امر ہے اور دوسرا مصرعہ دل کی سراسیمگی اور حیرانی سے متعلق ہے اور وہ مخفی اور پوشیدہ ہے جس پر کسی کو اطلاع نہیں معنیٰ یہ ہوا کہ!

وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ مَزْجُكَ الدَّمْعُ بِالدَّمِ مِنَ الْعِشْقِ۔

گرنہ سوز عشق شوخی دردل است
ازچہ وزیں گریہ اکارت مشکل است

''نہ اِدھر چین نہ اُدھر چین، اگر تیرا یہ گریہ خون آلود عشق کا باعث نہیں تو پھر تیری آنکھوں اور تیرے دل کو کیا ہوا کہ سنبھالے سے سنبھلتے نہیں، لہٰذا کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ اگر آنسو نہ ہوتے تو میں عشق کو چھپا لیتا، لیکن اگر عشق نہ ہوتا تو آنسو بھی نہ ہوتے، میری زبان اِس راز سے بند رہتی لیکن میرے آنسو چغل خوری کرتے رہے۔

بے قراری کل بھی تھی کل سے زیادہ ہے آج — صبر کا یارا دل بے تاب تو کل تھا نہ آج

متصوفین کے نزدیک عشق دل میں ہوتا ہے اور بڑھتے بڑھتے اشک کی خاصیت پیدا کر لیتا ہے، جتنا اس کو مخفی کیا جائے اتنا ہی وہ ظاہر ہونے لگتا ہے کیونکہ وہ سلطانِ محبت اقلیم محبت میں مقیم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پرانے رفیقوں کی یاد نے جو ذی سلم کے ہم وطن ہیں انہوں نے مجھے بے تاب کر دیا۔ اس اضطرابی اور بے تابی کے ضبط نے تیری آنکھوں سے خون آلودہ آنسو بہائے اور کہا جائے تو چشم گریاں اور دل بریاں اور زیادہ بے تابی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اگر تیری آہ وبکا، چیخ وپکار کا سبب یادِ احباب یا یادِ دیارِ یار ہے تو پھر بتا کہ کیا بات ہے جس کی پردہ داری ہے۔

چیست چشمت را کہ چوں گوئی با یُست آنچہ بود اول ازاں افزوں گریست
چوں بگوئی بادل اے دل ہوش دار برکشد از سینہ آہے پر شرار

"تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے جب انہیں کہا جاتا ہے سنبھلو تو وہ اور زیادہ آنسو بہاتی اور روتی ہیں اور جب دل سے کہا جائے اے دل! ہوش کر تو وہ سینہ میں آہ شرر کھینچتا ہے"۔

کسی نے یہ مقولہ کیا عمدہ ہمارے حسب حال فرمایا ہے:

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"

○ **فائدہ جلیلہ:** اگر کوئی خطیب تقریر کرنے اور مافی الضمیر بیان کرنے سے قاصر ہو یا اس کی زبان میں لکنت ہو تو پہلے تین شعروں کا تعویذ ہرن کی جھلی میں بنا کر گلے میں باندھے یا تعویذ کو آب رواں یا آب باراں سے دھو کر پیئے تو اِنْ شاء اللہ عربی فصاحت وبلاغت کے لیے مفید ثابت ہوگا۔

قَالَ اُسْتَاذُ نَاطَوَّلَ اللّٰهُ بَقَآءَهٗ جَرَّبَتُهٗ فَوَجَدتُّهٗ صَحِيحًا يَتَعَلَّمُ بِإِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَكُونُ فَصِيحًا ۔(عصیدۃ الشھدۃ شرح عربی قصیدہ بردہ)

السیّد عمر بن احمد آفندی شافعی مفتی مدینہ خرپوت اپنی معرکۃ الآراء شرح "عصیدۃُ الشّھدہ فِی شَرحِ قصیدۃِ البُردۃ" میں فرماتے ہیں: میرے اُستاد نے اس کا تجربہ کیا اور اس کو صحیح پایا۔

چیست چشمت راچو گوئی ضبط کن گریہ فزوں چیست قلبت راچو گوئی "باش" افزائد جنون
کیا ہوا آنکھوں کو تیری رو رہی ہیں زار زار کیا ہوا دل کو تیرے کیوں اس قدر کھاتا ہے غم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۴)

اَیَحْسَبُ الصَّبُّ اَنَّ الْحُبَّ مُنْکَتِمٌ
مَا بَیْنَ مُنْسَجِمٍ مِّنْہُ وَ مُضْطَرِمٖ

اے تو پنداری کہ عشق عاشقاں پنہاں شود — باوجود آتش دل سوزد آبِ چشم نم
جوش زن آنکھوں سے آنسو، شعلہ زن سینہ میں آگ — رہ چکا عاشق تیرا راز محبت مکتتم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

اَیَحْسَبُ الصَّبُّ	"ءَ" استفہام انکاری "یَحْسَبُ" صیغہ مضارع، گمان کرے۔ "صَبٌّ" عاشق
اِنَّ الْحُبَّ مُنْکَتِم	"اِنَّ الْحُبَّ" بے شک محبت اور عشق "مُنْکَتِم" پوشیدہ کرنے والا۔
مَا بَیْنَ	"مَا" زائدہ "بَیْنَ" ظرف، معنیٰ: درمیان۔
مُنْسَجِمٌ مِّنْہُ	"مُنْجِمٌ" اسم فاعل باب انفعال، آنسو بہانے والا "مِنْہُ" اس سے۔
وَ مُضْطَرِمٖ	"واو" عاطفہ صفت موصوف، معذور، آگ کی طرح بھڑکتا ہوا

○ **ترجمہ:** کیا تو گمان کرتا ہے کہ میرا عشق چھپ جائیگا جبکہ اشک رواں وقلب تپاں کے درمیان دو شاہد عادل ایک شاہد ظاہری اور ایک باطنی موجود ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** "عشق و مُشک رانتواں نہفتن" عشق اور مُشک نہیں چھپے رہتے۔

○ **تشریح:** العاشق الکامل یَبْکِیْ فِیْ کُلِّ حَالٍ "عاشق صادق ہر حال میں گریہ وزاری کرتا ہے"۔ یہ اخفاءِ عشق از راہِ اخلاص کامل ہے کہ اپنی کیفیت حالی کو چھپاتا ہے ورنہ خون نابِ افشانی اور قلبِ مُضطر، حالت رنجوری و مہجوری مَعَ مُنْسَجِمٌ قلب مُضطر خون بہانے والے آنسو اور قلب بریاں جس میں آگ لگی ہو وہ دل کی ایسی حالت چھپانے سے نہیں چھپتی حُمرت وصُفرت یعنی دو چشمان اشک ریز، دل آتش انگیز کب رازِ نہفتہ رہنے دیں گے۔

شبِ ہجر اور گیسوے مشکبار — ہیں دونوں سیاہ اور تاریک و تار
ضبط فریاد سے ہوجائیں نہ آنکھیں پُرنم — پردہ داری ہی کہیں پردہ دار نہ ہو

عاشق صادق خوب جانتا ہے کہ جس حالتِ کرب میں وہ مبتلا ہے آنکھوں سے خون آلودہ آنسو اور دل میں عشق کی سلگنے والی آگ کہ یہ میرا حال چھپا رہنے دیں گی۔ "ایں خیال است ومحال است وجُنون"
کسی کو میرے اس حال کی اطلاع یا خبر نہ ہو جب یہ گواہ بانگ دہل زور وشور سے راز افشا کر رہے ہیں۔ عاشق بیچارہ ہر دو حالتوں سے مجبور ہو کر روتا ہے۔ حالتِ ہجر میں غمِ فراق سے اور حالتِ وصل میں خوف فراق سے، وہ اپنی آنکھ کے خونی آنسوؤں سے دریائے دل کی لگی آگ کو بجھانا چاہتا ہے جبکہ عشق کی آگ آنسوؤں کے پانی سے اور بھڑکتی ہے۔ الحاصل نتیجہ یہ نکلا کہ نہ عشق چھپانے میں کامیاب اور نہ عشق کی آگ بجھانے میں کامیاب۔

عشق پر زور نہیں یہ وہ آگ ہے آتش کہ لگائے نہ لگے اور بُجھائے نہ بُجھے

عاشق کو دیکھو گے وہ ہر حال میں روتا ہے۔ شوق اور خوفِ فراق سے جب روتا ہے تو عشق اور قرب بخشتا ہے اور خوفِ فراق سے پھر روتا ہے۔ کسی نے کیا عمدہ کہا ہے:

تَرَاہُ بَاکِیًا فِیْ کُلِّ حَالٍ مَخافَۃُ فِرَاقِہٖ اَوْ لِاشْتِیَاقٍ
فَیَبْکِیْ اَنْ نَاَوْا شَوْقًا اِلَیْہِم وَ یَبْکِیْ اَنْ دَنُوا خَوفَ الفِرَاقِ

نتیجہ یہ کہ محاورہ ''نہ صبر دَر دلِ عاشق نہ آب دَر غربال'' یہ ناممکن ہے۔ عاشق ہر دو حال میں روتا ہے، کہ فراق میں بیقراری اور ناصبوری اور جب وصل ہو تو پھر بھی رونا کہ وصل کے بعد پھر فراق ہوگا۔

باغ میں شکر وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل کام ہے اُن کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

عاشق بیچارہ معذور اور مجبور ہے کہ اُس نے عشق کا جام اس لیے پیا تھا کہ مشکلات آسان ہوں لیکن اس کو معلوم نہ تھا۔ یہ جام عشق پینے سے ایسی لاَینحل مشکل میں پھنس جائے گا کہ جس کا کوئی حل نہیں۔ عشق نہ چھپانے سے چھپتا ہے نہ مٹانے سے مٹتا ہے۔ کسی نے کیا عمدہ کہا ہے:

ھِیَ الشَّمْسُ مَسْکَنُھَا فِی السَّمَآءِ فَعِزُّ الفُؤَادِ وَعِزَّاءَ جَمِیْلًا
فَلَنْ یَسْتَطِیعَ اِلَیْھَا الصُّعُوْدَا وَلَنْ تَسْتَطِیْعَ اِلَیْك نُزُوْلًا

''میرا شمس ''محبوب'' عرش کا مسند نشین اور میں فرش کا۔ مجھے اوپر چڑھنے کی طاقت نہیں اور اسے نزول میں ''نیچے'' آنے کی طاقت نہیں''۔

عاشق انگارد کہ عشق او ما اندر مناں درمیان چشم گریاں سینہ آتش فشاں
ہے عبث تیرا گمان چھپتا نہیں ہے رازِ عشق اس کو افشاء کر رہے ہیں سوزِ دل اور چشمِ نم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۵)

لَوْلَا الْهَوٰی لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلٰی طَلَلٍ
وَّلَا اَرِقْتَ لِذِکْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمِ

گر نبودے عشق اَشکت بر طلل کے ریختی
کے بود بے خواب چشمت از غم بان و علم

گر نہ ہوتا عشق تجھ کو آنسو پھر اطلاع پر
کیوں بہاتا کیوں جگاتی حسرت بان و علم

لفظی و لغوی معنیٰ فی علم صرف و نحو

لَوْلَا الْهَوٰی ''لَوْلَا'' شرطیہ، اگر نہ ''الْهَوٰی'' عشق، گرویدہ محبت۔

لَمْ تُرِقْ ''لَمْ تُرِقْ'' صیغہ نفی جحد بلم، معنیٰ: ہرگز نہ بہتے۔

دَمْعًا عَلٰی طَلَلٍ ''دَمْعًا'' آنسو ''طَلَلٍ'' پرانے کھنڈرات۔

وَلَا اَرِقْتَ ''اَرِقْتَ'' باب عَلِمَ یَعْلَمُ معنیٰ: نہ بہاتا تو۔

لِذِکْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمِ ''بَانِ'' ایک خوشبودار خوشنما اور نازک درخت، ''وَالْعَلَمِ'' خاص پہاڑ۔

○ ترجمہ: اگر تجھے عشق نہ ہوتا تو تُو ان کھنڈرت پر آنسو نہ بہاتا اور نہ بان اور پہاڑ کی یاد سے بے خواب ہو کر راتوں کو جاگتا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** عَجَبًا لِّلْمُحِبِّ کَیْفَ یَنَامُ کُلُّ نَوْمٍ عَلَی الْمُحِبِّ حَرَامٌ

○ **تشریح:** ''تعجب ہے محبّ پر کہ اُسے نیند کیسے آ گئی جبکہ نیند تو محبّ پر حرام ہے لِاَنَّ الْمُحِبَّ لَایَنَامُ محبّ تو نہیں سوتا'' نیز اس شعر میں آثارِ محبت نے محبوب کو ظاہر کر دیا۔ اگر تجھے اہل مدینۃ المنورہ سے محبت نہیں تو پھر تیرا پرانی عمارات، اونچے اونچے درختوں، کھنڈرات اور پہاڑوں کو دیکھ کر آنسو بہانا چہ معنیٰ دارد؟ اور تیری یہ بے خوابی اور شجرِ رائحۂ بان کی خوشبودار ہوا کیوں تجھے گریہ وزاری پر مجبور کرتے۔

یَاصَاحِبُ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ وَلٰکِنْ حُبُّ مَنْ سَکَنَ الدِّیَارِ

''دیارِ محبوب کی محبت سے میرا دل نہیں پھٹا بلکہ اس شہر میں بسنے والے کی یاد میں ایسا ہوا''۔

اے محبت کے چھپانے والے! دیارِ محبوب کے آثار سے تیری بیخودی کی یہ حالت کیوں ہے۔ درخت بان تجھے محبوب کی قد و قامت کی یاد دلاتا ہے اور ذکر علم کوہ اضم اور کوہ ابُوقبیس کی یاد سے تیری یہ کیفیت، نیند کیوں ہے۔ ان آثار کا ذکر توریۃً ہے اور یہ محبوب کی یاد کا ایک انداز ہے۔ کَقَوْلِهٖ العلی العظیم: ''لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ'' یہ قسم ہے لِاَجلِ حُلُوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ محبوب! اس بلد امین کی قسم اس وجہ سے ہے کہ تُو اس میں تشریف فرما ہے، تیری جلوہ گری ہے، تیرے قدوم میمنت کے نشان اس سرزمین پاک کے سینہ پر لگے ہیں۔ وَبَعْدَ الْهِجْرَةِ کَانَتِ الْاٰثَارُ وَالْبَاقِیَةُ الدَّائِمَةُ فِی الْمَکَّةِ الْمُعَظَّمَةِ اور بعد از ہجرت وہ مقامات

مقدسہ شہر المدینۃ المنورّہ، گنبد خضرا جہاں محبوب کی آرام گاہ اور قیامگاہ ہے۔

○ **الھَوٰی** کے تین معنیٰ ہیں: مَیْلُ نَفْسٍ اِلٰی مَالَا یَقْتَضِی الشَّرعُ نفس کا میلان اس طرف ہو جس سے شریعت مطہرہ نے روکا ہے۔ یہ مذموم ہے کقولہ العلی العظیم: ''اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ'' کیا تو نے نہیں دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہش کو خدا بنالیا۔ ۲۔ عشق۔ ۳۔ محبوب، یہاں یہ معنی مرادی ہے۔ لَمْ تَرِقْ صیغہ نفی حجد بلم مضارع ''نہیں بہاتا''۔ امام النحو والصرف ابن حاجب رحمۃ اللہ نے بوقت قتل کہا:

اَرَاٰی قَدَمِیْ اَوْرَاقَ دَمِیْ وَھَانَ دَمِیْ وَھَا نَدَمِیْ

اِنَّ السَّھْرَوَ الْبُکَاءَ مِنْ عَلَامَاتِ اَھْلِ الْمَحَبَّۃِ وَالْوِلَآءِ وَالْمُحِبُّ لَایَبْکِیْ اِلَّا الْحَبِیْبُ وَالْمَرِیْضُ لَایَتَمَنّٰی اِلَّالِقَاءَ الطَّبِیْبِ۔ ''بیشک آہ وزاری کرنا اہل محبت کی علامت ہے۔ محب نہیں روتا مگر حبیب کے لیے اور مریض نہیں تمنا کرتا مگر طبیب کی''۔

○ **حکمت جلیلہ** بَان وہ درخت ہے جو شہر مکہ معظمہ کے قریب تھا جس کے سایہ میں حضور سیّد العرب والعجم ﷺ نے قیلولہ فرمایا یا بوقتِ سفر ہجرت آرام فرمایا تھا اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْنِیْ مِنْ زُمرۃِ اَھْلِ الْھَوٰی وَاجْعَلْنِیْ مِنْ زُمْرَۃِ اَھْلِ التَّقْوٰی وَاَوْلِیَآءِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَالْعَلَمِ: المَنَازِلُ لَما صُبَّتْ مِنْ عَیْنَیْکَ الدَّمعِ العَظِیْمَ عَلٰی اَطْلَالِ المَنَازِلِ الحَقِیْرَۃِ اِنَّ الْبُکَآءَ عَلَی الْحَبِیْبِ عِنْدَ مُشَاھِدَۃِ الْجَبَلِ وَ الطَّلَلِ (عصیدۃ الشہدہ)

محبت حبیب میں آنسو بہانا ان منازل ''پہاڑ اور ٹیلہ'' پر جہاں حبیب نے قدم رنجہ فرمایا یا قیام اور آرام فرمایا۔

مکتب عشق میں دیکھا نرالا یہ دستور — اُسے چھٹی نہ ملی جسے سبق یاد آیا

○ **فائدہ جلیلہ**

① حوادثِ زمانہ گردشِ ایام کی وجہ سے قلب میں ضیق وتنگی، غربت اور عسرت ہو تو اسے سیب پر یہ شعر الگ الگ حروف میں لکھ کر مثلاً ل، د، ل کھلایا جائے تو سینہ کھل جاتا ہے۔ انشراح قلب ہو جاتا ہے۔

② امراض قلب اور بیخوابی میں بھی مفید ہے اور اصطلاحِ صوفیاء میں قلبی قبض سے بسط عنایت ہوتی ہے۔ قَالَ اُسْتَاذُ نَاطَوَّلَ اللّٰہ بَقَاءَہٗ ہمارے اُستاد نے فرمایا: فَوَجَدْنَاہُ صَادِقًا وَّ جَرَّبْنَا مُرَادًا۔ ہم نے اس کو سچ اور حصول مراد میں مجرب پایا۔

گرنبودے عشق کے بگریستی بربستہ ہا — چوں شدے ازیادبان وکوہ بے خوابی ترا

یوں نہ ایوانوں پہ روتا گر نہ ہوتا سوز عشق — مضطرب کرتے نہ تجھ کو قصہ بان و علم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۶)

فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ
بِهٖ عَلَيْكَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

چوں کنی انکار عشقش چوں گواہی مے دہند
برتو اشکِ چشم دیگر زردی رُوئے سقم

عشق سے تو کس طرح انکار کرسکتا ہے کہ
شاہد عادل ہیں موجود آہِ سرد و چشمِ نم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو سے

فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا — ''كَيْفَ'' استفہامیہ ''تُنْكِرُ'' انکار کرتا ''حُبًّا''، عشق

بَعْدَ مَاشَهِدَتْ — ''بَعْدَ'' ظرف مضاف ''مَا'' مصدریہ ''شَهِدَتْ'' گواہ۔

بِهٖ عَلَيْكَ — بِهٖ کی ضمیر راجع حُبّ عَلَيْكَ، عَلٰی ضرر کے لیے۔

عُدُوْلُ الدَّمْعِ — ''عُدُوْل'' جمع عدل ''الدَّمْعِ'' آنسو۔

وَالسَّقَمِ — بیماری، دردِ دل، عشق۔

○ ترجمہ: تو کس طرح عشق کا انکار کرتا ہے جبکہ اس پر دو عادل گواہ، آنسو اور بیماری، تیرے عشق کی کھل کر شہادت دے رہے ہیں اور تیرے دل کا حال زبانِ حال سے بیان کرر ہے ہیں۔

○ تمہیدی کلمہ: میتواں داشت نہاں عشق ز مردم ولیکن زردیِ رنگ و رُخ خشک لَب راچہ علاج

○ تشریح: قانون شریعتِ مطہرہ ہے: اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِیْ وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ کی روایت صحیحہ کے مطابق تیرا انکار بیکار ہے۔ اور دعویٰ ثابت کہ اَقَلُّ الْجَمْعِ اِثْنَانِ مُسْتَدِلًّا بِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ اَلْاِثْنَانِ وَ مَافَوْقَهَا جَمَاعَةٌ کم از کم جمع دو میں اس کے اوپر جماعت۔ عشق کا الزام و اتہام دو معتبر گواہوں زرد رنگ اور آنسو کی شہادت سے ثابت ہو چکا چھپانا اور انکار کرنا بے معنیٰ ہے۔

اِنَّ هٰذَا بَيْتِ الاَوَّلِ مِنَ الْاَبْيَاتِ السِّتَّةِ الَّتِیْ تَمَايَلُ فِيْهَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قِرَاةُ الْاِمَامِ فِیْ رُؤْيَاهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ وَيَنْبَغِیْ الْقَارِیْ لِحَاجَةٍ اَنْ يَّقْرَءَ هٰذَا الْبَيْتِ ''ثَلَاثًا'' كَذَا قَالَهٗ شَارِحُ هٰذِهِ الْقَصِيْدَةِ جَعْفَرپَاشَا عَلَيْهِ الرَّحْمَةَ۔ اُن چھ ابیات میں یہ پہلا بیت مبارک ہے جس کو حضور فائز النور معطی البہجۃ والسّرور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سن کر خوشی سے جھوم اُٹھے جبکہ خواب میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ رحمت میں یہ قصیدہ مبارکہ سنایا جارہا تھا۔ صحابہ کرام اور اولیاء عظام علیہم الرضوان اس محفل میں حاضر تھے، تو اس شعر کی فصاحت و بلاغت اور حلاوت پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور خوشی اور مسرت سے جھوم اٹھے۔ جس طرح بادِ صبا کے جھونکوں سے پھولوں کی نازک نازک پنکھڑیاں، ٹہنیاں اور شاخیں جھوم جھوم کر اللہ جلّ شانہٗ کی حمد کے نغمے گاتی ہیں۔ مجلس پر سُرور چھا گیا اور اس کا گوشہ گوشہ قصیدہ پاک کے گلہائے مشکبو سے مہک اٹھا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مِمَّنْ قَلْبُہٗ مَلْئٌ بِعِشْقِ نَبِیِّکَ الْمُرْتَضٰی وَحَبِیْبِکَ الْمُصْطَفٰی وَعَیْنُہٗ فِی کُلِّ وَقْتٍ وَّحِیْنٍ وَجَرٰی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْوَرٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَبِہِ الْبَرَرَاۃِ التُّقٰی اَللّٰھُمَّ لَاتَحرِقْنِیْ بِنَارِ الْجَھَنَّمِ لِاَنَّ عِشْقَ رَسُوْلِکَ حَرَّقْنِیْ۔ اٰمین
اَلْعِشْقُ نَارٌ یَحْرِقُ مَاسَوَاءِ الْمَحْبُوْبِ ''عشق وہ آگ ہے جو محبوب کے سوا سب کچھ جلا دیتی ہے''۔ یہاں تک کہ عشق کی آگ سے جہنم کی آگ بھی بجھ جاتی ہے۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے
اے دل یہ سُلگنا کیسا جلنا ہے تو جل بھی اُٹھ دم گھٹنے لگا ظالم کیا دھونی رمائی ہے

○ تبصرہ یہ چھ شعر تمہیدیہ تجرید وتشبیب کے انداز اور طرز ادا سے لکھے گئے ہیں۔ یہ آخری شعر بہت بڑی عظمت کا حامل ہے۔ حضور فائض النور والبہجۃ والسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر خوشی اور مسرت سے تمائل فرمایا اور محفل پاک کو اپنے انوار سے ایسا نوازا کہ اسے پُرنور اور پُرسرور بنا دیا۔ کیا شان ہوگی اس نعت گو، نعت خواں کی جس سے کائناتِ عالم کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہوا۔ بظاہر ان تمہیدی اشعار میں عشق ومحبت کی جولانیاں، دلکش اشارات، اور تلمیحات کے انداز اور محبوبانہ عاشقانہ کردار صاحب قصیدہ چشم گریاں، دل بریاں عشق کی منزلیں طے کرتا ہوا حاضر حضور ہوا اور فائز المرام ہوگیا۔

آ کر مجھے سونگھا گئی زلف نبی کی بو لاکھوں دعائیں دیتا ہوں بادِ صبا کو میں
وہ خاک پاک جو کبھی لگی تھی پائے رسول سے سرمہ بناؤں پاؤں جو اس خاکِ پا کو میں

شاعر درحقیقت اس بادِصبا کے جھونکوں اور بادِ نسیم کی اٹکھیلیوں سے اپنے محبوب کی بُوئے مشک سونگھتا ہے اور بجلی کی چمک اور روشنی میں ان آثار وآبار سے انوارِ جمال کا مشاہدہ کرتا ہے، پھر صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے تو آنکھوں سے آنسو چھلکتے اور دل عشق کی گرمی سے سلگتا ہے اور زبان سے نعت کے نغمے پھوٹتے ہیں اور پھر اسی لگن میں مگن ہو جاتا ہے۔ قلبی احوال وواردات الفاظ کی شکل میں قصیدہ کا روپ ڈھال لیتے ہیں اور ہجر کی مشکل ترین منزلیں طے کرتا ہوا وصالِ محبوب پا کر بطور تحفہ چادر پاتا ہے۔

آنکہ عشقِ مصطفٰی سامان اوست بحر و بر در گوشۂ دامان اوست
عشق سے انکار کرنا تیرے لیے ممکن نہیں ہیں گواہ معتبر صورت تیری اور چشمِ نم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

۷

وَاَثْبَتَ الْوَجْدُ خَطَّیْ عَبْرَۃٍ وَّ ضَنًی
مِثْلَ الْبَہَارِ عَلٰی خَدَّیْكَ وَالْعَنَمِ

عشق ثابت کرد بر رُوخطِ اشک و لاغری چوں بہار رُوے یار و سرخی شاخ عَنَم
مثلِ شاخِ ارغوان و مثلِ برگِ زعفران ہیں تیرے چہرے پہ تارِ اشک و رنگ حزن وغَم

لغوی معنٰی علمِ صرف و نحو سے

وَاَثْبَتَ الْوَجْدُ "واو" حالیہ "اَثْبَتَ" ثابت شدہ "اَلْوَجْدُ" عشق شیفتگی۔
خَطَّیْ عَبْرَۃً وَّ ضَنًی "خَطَّیْ" تثنیہ، دوخط "عَبْرَۃً" آنسو "ضَنًی" لاغری۔
مِثْلُ الْبَہَارِ خُوشبودار زرد گلاب کے پھول کی مانند۔
عَلٰی خَدَّیْكَ تیرے دونوں رخساروں پر۔
وَالْعَنَمِ بفتحتین وہ درخت جس کی شاخیں نرم و نازک اور پھل سُرخ ہوتا ہے۔

○ ترجمہ: تو عشق کو کیسے چھپا سکتا ہے جبکہ تیرے چہرے کے دونوں رُخساروں پر دو نشان خون آلودہ آنسو مانند زرد گلاب اور رنگِ سرخ مانند شجرِ عنم کے ظاہر ہیں۔

○ تمہیدی کلمہ: راز پنہاں ترا د رعشقِ یار میکند ایں آتشِ دل آشکار

○ تشریح: یہ شعر صنائع بدائع کی لف ونشر مُرتّب کی ایک عجیب شان کا حامل ہے۔ قاضی وقت اور مفتی عشق نے تیرے ان دو واقع معتبر گواہوں حمرت و صفرت سے فتویٰ پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے، اب انکار کیسا اور کیوں؟

"مرا درے است اندر دل اگر گویم زبان سوزد"

السیّد عُمر بن احمد آفندی شافعی مفتی خرپوت اپنی معروف و مشہور جلیل القدر تصنیف عصیدۃُ الشّہدہ فی شرحِ قصیدہ البردۃ ص۲۱ پر ارقام فرماتے ہیں: كُتِبَ عَلٰی صَحِیْفَةِ خَدَّیْكَ مَنْشُوْرُ الْمَحَبَّةِ بِخَطَّیْنِ اَحْمَرَیْنِ فَكُلُّ مَنْ یَرَاكَ یَقْرَءُ اٰیَةَ الْمَحَبَّةِ مِنْ خَدَّیْكَ۔ "تیرا چہرہ جیسے مصحف پر محبت کا منشور دو خطوں میں درج ہے، جب بھی کوئی تیرے چہرے کو دیکھتا ہے تو تیرے رخساروں پر محبت کے نشان پڑھ لیتا ہے"۔ خون آلودہ آنسو تیرے چہرے کے رخساروں پر ظاہر ہیں، جو رقیق خطوط میں مانند الف ہیں اور سُرخ ہونا چہرہ کا اثر ماءِ جاری کی بنا پر ہے جو آنکھوں سے جاری ہیں کہ زردی اور قلبی اضطراب عشق حقیقی، جوش جنون عشق میں ہجر کی طویل راتوں میں جاگ جاگ کر رات گزارتا ہے۔

صبر از درت محال بود اہلِ شوق را وز آنکہ در بہشت بریں رفتہ جا کند

یہ شعر تشبیہ میں درجہ کمال عروج پر ہے، لاغری و کمزوری مانند زرد گلاب اور اشک خون آلودہ کو درخت عنَم کی سرخ سرخ ٹہنیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ان شاہدان عادلان کی گواہی ظاہراً باہراً ہونے کے باوجود تو کیسے عشق کو چھپاتا یا اس کا انکار کرسکتا ہے۔ مفتی عشق نے تیرے مُصحف (چہرہ) کی تحریر پڑھ لی ہے اور تجھ پر الزامِ عشق کا فتویٰ جاری کردیا ہے کیونکہ یہ منشور تُو نے خود اپنی پیشانی پر کندہ کردیا تھا۔

تو اپنی سرنوشت اب اپنے قلم سے لکھ ۔۔۔ خالی رکھی ہے خامۂ حق نے تیری جبین

شہادت کی دستاویز تیرے چہرے مُہرے پر مُہر شدہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص خدا کے رازوں اور بھیدوں سے واقف ہو وہ اُسے چھپاتا ہے اور عشق حقیقی اسرارِ الٰہیہ سے ہے۔

رونق بزم جہاں ہیں عاشقانِ سوختہ ۔۔۔ کہہ رہی ہے شمع کی گویا زبانِ سوختہ
ماہ من نیرّ محشر کی گرمی تابکے ۔۔۔ آتشِ عصیاں میں خود جلتی ہے جانِ سوختہ
آتش تردامنی نے دل کیے کیا کیا کباب ۔۔۔ خضر کی جان ہو جلا دو ماہیانِ سوختہ
بہر حق بحرِ محبت اک قطرہ آبِ حیات ۔۔۔ تابکے بے آب تڑپیں ماہیانِ سوختہ
بہرِ حق بحرِ محبت اک نگاہِ لطف بار ۔۔۔ تابکے بے دیدار تڑپیں ماہیانِ سوختہ
آتشِ گلہائے طیبہ پر جلانے کے لیے ۔۔۔ جاں کے طالب ہیں پیارے بُلبلانِ سوختہ
برق انگشتِ نبی چمکی تھی اس پہ ایک بار ۔۔۔ آج تک ہے سینۂ ماہ میں نشانِ سوختہ
مہرِ عالمتاب جھکتا ہے پَے تسلیم روز ۔۔۔ پیش ذرّات مزار بیدلانِ سوختہ
اے رضا مضمون سوزدل کی رفعت نے کیا ۔۔۔ اس زمین سوختہ کو آسمانِ سوختہ

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وآلِہ وَسَلَّمْ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ یَا مَنْ یَسَعَۃُ مَغْفِرَتُہٗ وَ شَوِّقْنِیْ وَلَا تَحْرِقْنِیْ بِنَارِ جَھَنَّمَ لِاَنَّ عِشْقَ نَبِیِّکَ حَرَّقَنِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

چون کنی انکار از عشقت کہ شد برتو گواہ ۔۔۔ چشم گریاں تو بیماری جسم تباہ
عشق سے انکار کرنا تیرا ممکن ہی نہیں ۔۔۔ ہیں گواہ مُعتبر صورت تیری اور چشمِ نم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۸)

نَعَمْ سَرٰی طَیفُ مَنْ اَھْوٰی فَاَرَّقَنِیْ
وَالْحُبُّ یَعْتَرِضُ اللَّذَّاتُ بِالْاَلَمِ

چوں خیال دلبرم آمد مرا بے خواب کرد عشق آرد درمیان خرمی رنج و الم
ہاں تصور نے تیرے آ آ اُجاڑی میری نیند ڈال ہی دیتا ہے کھنڈرات عشق میں رنج و الم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

نَعَمْ سَرٰی ''نَعَمْ'' ہاں ''سَرٰی'' رات کو سیر کرنا۔
طَیفُ مَنْ اَھْوٰی ''طَیفُ'' خیال۔''مَنْ اَھْوٰی'' محبوب اور معشوق۔
فَاَرَّقَنِیْ صیغہ واحد غائب جس نے مجھے نیند سے بیدار کیا، بے خواب کیا۔
وَالْحُبُّ یَعْتَرِضُ ''واؤ'' حالیہ (اَلْحُبُّ) محبت ''یَعْتَرِضُ'' صیغہ واحد مذکر غائب مضارع، روکتا ہے۔
اللَّذَّاتُ بِالْاَلَمِ ''لَذَّاتُ'' جمع لذّت ''بِالْاَلَمِ'' غم۔

○ ترجمہ: ہاں رات کو محبوب کا خیال آیا اور اس نے تیری نیند اُڑا دی۔ یقیناً محبت زندگی کی لذّتوں کو مٹاتی ہے اور آرام کو آلام سے بدل دیتی ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** اِخْفَاءُ الْاَسْرَارِ مِنَ الْاَبْرَارِ اسرار کا چھپانا ابرار کا طریق ہے۔

○ **تشریح:** مفتی وقت نے عدالتی فیصلہ سنا دیا اور دعوی محبت ثابت ہوگیا۔ آخرکار چاروناچار اقرار کرنا ہی پڑا۔ بِاَنَّ سُلْطَانَ الْمَحَبَّةِ فِی مَدِیْنَةِ قَلْبِهٖ کہ سلطانِ محبت ''عشق'' نے میرے دل کا مدینہ فتح کر لیا اور شہر جسد پر اپنا قبضہ مستحکم کر لیا اور قلعہ بند ہوگیا۔ مجھے اقرار کے بغیر چارہ کار نہ رہا، میرے دل میں عشق نے ڈیرہ ڈال لیا۔ جس سے رات کی نیندیں اڑ گئیں۔

امشب کہ خیالِ یار آورد در خواب بیدار شدم باچشم تر با آب
بودم ہم شب تشنہ باحالِ خراب واں راحت و خرم باشد عذاب

''عشق دنیا کی زندگی کا مزا اور لذّت چکھنے نہیں دیتا کہ عشق لذّات کی ضد ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ لذات دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کے مراتب بھی حاصل کرلوں تو یہ ناممکن ہے''۔

اَلْعِشْقُ الْحَقِیْقِیُّ اِذَا دَخَلَ قَلْبَ شَخْصٍ یَقْمَعُهٗ عَنْ لَذَائِذِ الدُّنْیَا وَ نَعِیْمِهَا فَلَا یَبْقٰی لَهُ الذَّوْقُ لِاَنَّ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةَ ضِدَّانِ لَایَجْتَمِعَانِ فِیْ شَخْصٍ وَّاحِدٍ۔ (عَصِیْدَةُ الشَّھْدَة "عربی"، ص ۴۳)

''عشق حقیقی جب کسی کے دل پر قبضہ کرتا ہے تو دنیا کی لذّات اور نعمتوں کا قلع قمع کر دیتا ہے پس نہیں باقی رہتا ذوق

کہ دنیاو آخرت دونوں نقیض ہیں اور اجتماعِ نقیضین محال ہے۔ پس دنیا اور دین ایک شخص میں جمع نہیں ہوسکتیں"۔ فافہم۔

نَعَمْ حرف تصدیق ہے اور تصدیق ایجاب ہے اور بَلٰی تصدیق منفی علیٰ سبیلِ الایجاب۔ کمافی قولہٖ تعالیٰ: اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی۔ یہاں نَعَم صحیح نہیں، روزازل جس روح نے بَلٰی کہا وہ مومن ہے، بَلٰی کا معنیٰ ہے: ہاں تو ہمارا رب ہے! اور نَعَم کہنے والا کافر مطلق کہ یہ مقام مقامِ نَعَم نہیں کہ نَعَم سے نفی ربوبیّت ہے۔ قَدْنَظَمَہٗ بَعْضُہُمْ۔

بعد نفی قُلْ نَعَم لَا بعد ایجاب کَذَا بعد ایجاب نَعَمْ لا بعد ایجاب بَلٰی

امیر شریعت، سالکِ طریقت، حضرت ابُو اسحاق ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ والکرم سلوک میں منفرد زمانہ اور سیّد الاقران تھے۔ حضرت ابُو العباس خضر علیہ السلام کے مرید اور بادشاہِ یمن تھے۔ ایک روز تخت شاہی پر ذکر الٰہی میں مشغول تھے کہ خیال آیا شاہی کے ساتھ ولایت بھی مل جائے تو زہے نصیب؟ ایک روز عجیب واقعہ پیش آیا کہ آپ محل شاہی میں آرام فرما تھے۔ اچانک چھت پر کسی کے چلنے کی آہٹ محسوس ہوئی فرمایا: کون؟ بولا: اُونٹ گم گیا ہے، تلاش کر رہا ہوں۔ فرمایا: شاہی محل پر اُونٹ کا کیا کام؟ جواب آیا: تخت شاہی پر ذکر اللہ اور ولایت کا کیا کام؟ اتنا سننا تھا کہ آنکھیں کھل گئیں، دل کی دنیا بدل گئی، شاہی چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ مقصود یہ کہ دنیا کی لذّات اور نعمات مانع ہیں آخرت کے نعماء اور مقامات کی اور عشق نے اپنا اسیر بنا کر سب کچھ دنیا کا چھین لیا اور اپنا بنالیا۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دُون ایں خیال است و محال است و جنون

فائدہ جمیلہ الشیخ ابراہیم باجوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جو شخص سوتے وقت اس شعر کو پڑھتا پڑھتا سو جائے تو بفضلہٖ تعالیٰ زیارت باطہارت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نوازا جائے گا۔

۲۔ یہ شعر بار بار پڑھنے سے گمشدہ چیز مل جاتی ہے۔

۳۔ اس شعر کا تعویذ گلے میں ڈال کر چور کے سامنے جائے تو وہ دہشت سے اقرار چوری کرلے گا یا کسی سے راز اُگلوانا ہو تو وہ راز بتادے گا۔

آرے آید یادِ معشوقم بشب بیدار کرد عشق لذّت را مبدّل میکند بارنج و الم

ہاں خیال یار نے مجھ کو جگایا رات بھر لذّتوں کو کر دیا ہے عشق نے رنج و الم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

(۹)

يَالَّائِمِیْ فِی الْهَوَی الْعُذْرِیِّ مَعْذِرَةً
مِنِّیْ اِلَيْكَ وَلَوْاَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ

اے کہ در عشقم ملامت مے کنی معذور دار — گر ترا انصاف باشد عذری آری ازکرم

چھیدتا طعن ملامت سے ہے کیوں سینہ میرا — ناصحا! معذور رکھ مجھ کو نہ کر اتنا ستم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

يَالَّائِمِیْ فِی الْهَوٰی	''لائم'' ملامت گری ''فِی الْهَوٰی'' عشق میں۔
الْعُذْرِیِّ	بنوعذرا عشق میں مشہور قبیلہ یمن۔
مَعْذِرَةً مِنِّیْ اِلَيْكَ	میرا اعذر قبول کر۔
وَلَوْاَنْصَفْتَ	صیغہ واحد ماضی معلوم۔اگر تو انصاف کرے۔
لَمْ تَلُمِ	صیغہ واحد امر،تو مجھے ہرگز ہرگز ملامت نہ کرتا۔

○ ترجمہ: اے مجھے عشق میں ملامت کرنے والے! قبیلہ بنوعذرا کی طرح سے میرا اعذر قبول کر۔یہ عشق مجھ سے برداشت نہ ہوگا میں معذور ہوں۔اگر تو انصاف کرتا تو مجھے ملامت ہی نہ کرتا۔

○ تمہیدی کلمہ: قَلْبُ الْمُشْتَاقِ بِخِيَالِ الْمَحْبُوْبِ

○ تشریح: وَلَنِعْمَ مَا قَالَ الْاِمَامُ عشق حقیقی کا اقرار کرنے اور تسلیم کرنے کے بعد معافی کا خواستگار ہے کہ میرا دل قابو میں نہیں ہے اور میری حالت جو تو دیکھ رہا ہے میں اس میں مجبور ہوں۔ایسی حالت میں طعن وتشنیع قرین انصاف نہیں ہے۔ تجھے کیا معلوم؟ تو مجھے قبیلہ بنوعذرا کے عشق کا طعنہ نہ دے جن کا عشق مجازی تھا، جو محض تضیع اوقات لایعنی خیالات اور ''هَضْمًا لِنَفْسِهٖ'' حظ نفسی تھا۔ میرا عشق صادق اور حقیقی ہے۔ اَعْنِیْ الْعِشْقُ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ غَيْرَ مُنْقَطِعٍ عَنِّیْ فِیْ كُلِّ لَيْلٍ وَّ نَهَارٍ اِلٰی جَنَابِ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ كَلِمَهُ الْاَحْجَارِ وَالْاَشْجَارِ وَاِلٰی جَمَالِهِ الَّذِیْ طَلَعَتْ مِنْهُ الْاَنْوَارُ وَ كَشَفَ الْاِسْرَارَ (عِصيدةُ الشَّهدة ص ۲۸)

''میرا عشق،عشق نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو کسی صورت شب دراز میں بھی مجھ سے منقطع نہیں ہوتا اور نہ اس میں بُعد ودوری ہے اور نہ فرار۔ مجھے ہمہ اوقات وصالِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہے جن کی بارگاہ میں حجر نے کلام کیا، شجر نے جھک کر سلام کیا اور جب جمالِ جہاں آرا طلوع ہوتا ہے۔تو اس کے انوار کائنات عالم کو منور کر دیتے ہیں۔جس سے اسرار منکشف ہوتے ہیں''۔

ما قصہ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم — از ما بجز حکایت مہرو وفا مپرس

مشہور شاعر اصمعی فرماتے ہیں:

ملک یمن کا ایک قبیلہ بنی عذرا عشق میں مشہور تھا۔ اس کی عورتیں خوبصورت، پاکدامن اور باحیا تھیں، ملک عرب میں اس کی فصاحت اور بلاغت ضرب المثل تھی۔ وہاں میں نے ایک شخص لطیف الحسن مثل ہلال، موزوں قامت، فصیح الکلام، ملیح الملام نوجوان کو دیکھا جو عشق میں گھل گھل کر لاغر اور ضعیف الجثہ ہوگیا تھا۔ اس کا وجیہ چہرہ حسن وجمال کا آئینہ دار تھا اور چہرہ پر آثارِ محبت نمایاں تھے۔

قدرتِ خداوندی! اس نے محبوبہ کی آمد کا سنا جس کے پاؤں کی گرد اُڑ رہی ہے۔ وہ غبار کو دور سے دیکھتے ہی غش کھا کر گرا اور اس کا بدن جل گیا۔ محبوبہ نے دیکھا اور اصمعی سے مخاطب ہو کر کہا: يَاسَلِيْمَ الْقَلْبِ اِنَّهٗ لَايُطِيقُ مُشَاهَدَةَ غُبَارِ نِعَالِهٖ فَكَيْفَ يُطِيقُ مُشَاهَدَةَ اَنْوَارِ جَمَالِنَا۔ ”اے اصمعی! جب وہ میری جوتی کے غبار کو دیکھنے کی تاب نہیں لاسکا تو کس طرح میرے جمال کے مشاہدہ کی تاب لاسکتا ہے“۔ یہ عشق مجازی ہے اور عشق حقیقی کے مقام کو اہلِ عشق ہی جانیں۔

کذا ذکرہٗ الشیخ محی الدین محمد بن المصطفیٰ المعروف شیخ زادہ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ بِلُطْفِهِ السَّرْمَدِی۔

يَامَعْشَرَ الْعُشَّاقِ بِاللّٰهِ اَخْبِرُوْا اِذَاشْتَدَّ عِشْقٌ بِالْفَتٰى كَيْفَ يَصْنَعُ

اے عُشّاق کی جماعت بخدا مجھے خبر دے دو کہ جب عشقِ محبوب سختی کرے تو عاشق کیا کرے

اصمعی کہتے ہیں: میں نے پھر اس شعر کے جواب میں یہ شعر تحریر کردیا:

يُدَارِىْ هَوَاهُ ثُمَّ يَكْتُمُ سِرَّهٗ وَيَصْبِرُ فِىْ كُلِّ الْاُمُوْرِ وَ يَخْشَعُ

”عشق کو ایسا چھپائے کہ اس کا راز ظاہر نہ ہو اور صبر کرے اور محبوب کی بے پرواہی سے ڈرے“۔

اصمعی کہتے ہیں: دوسرے دن میرا اُدھر سے گزر ہوا تو لکھا ہوا شعر پڑھا اور جوابًا یہ شعر لکھ کر چلا آیا:

فَكَيْفَ يُدَارِىْ وَالْهَوٰى قَاتِلُ الْفَتٰى وَفِىْ كُلِّ يَوْمٍ رُوْحُهٗ يَتَقَطَّعُ

”پس کیسے چھپائے عشق ایک مقتول عشق جبکہ ہر آن اس کی روح قطع ہو رہی ہے“۔

اصمعی کہتے ہیں: میں نے شعر پڑھا اور غور کیا تو پھر اس کے نیچے یہ شعر لکھ دیا:

اِذَالَمْ يُطِقْ صَبْرًا وَكِتْمًا سِرَّهٗ فَلَيْسَ لَهٗ شَىْءٌ سِوَى الْمَوْتِ اَنْفَعُ

”جب صبر کی طاقت نہ ہو اور نہ کتمان سِرّ کی تو ایسے عاشق کے لیے سوائے موت کے کچھ اور مفید نہیں“۔

اصمعی کا تیسرے دن جب ادھر گزر ہوا تو ایک نوجوان کو دیکھا جو پتھر کے نیچے سر رکھ کر مرا پڑا تھا اور پتھر پر یہ دو شعر کندہ تھے:

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ثُمَّ مِتْنَا فَبَلِّغُوْا سَلَامِىْ اِلٰى مَنْ كَانَ لِلْوَصْلِ يَمْنَعُ

هَنِيْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْكِيْنِ يَتَجَرَّعُ

ہم نے سُنا اور اطاعت کی اور مر گئے، پس میرا اسلام اسے پہنچادو جو وصل سے مانع ہے۔ مبارک ہوں اہل نعمت کو

ان کی نعمتیں اور عاشق بیچارے کو وہ مبارک جو اپنا خونِ جگر گھونٹ گھونٹ پی رہا ہے“۔

حافظ شیرازی ایرانی نے اپنے دیوانِ حافظ میں عشق کی کیا عمدہ ترجمانی فرمائی ہے:

اَلَا یَاَیُّهَا السَّاقِیْ اَدِرْ كَاْسًا وَّنَاوِلْهَا عشق آسان نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا

”آگاہ ہو اے ساقی! پیالہ کا دور چلا اور مجھے دے۔ ابتدا میں عشق آسان سمجھا تھا لیکن مشکلوں میں گھر گیا“۔

شب تاریک وبیم موج گرداب چنیں حائل کجا دانند حال ما سبکسارانِ ساحلہا

”اندھیری رات، موجوں کا خوف اور ایسا ڈراؤنا بھنور، ساحلوں کے بےفکرے ہمارا حال کیا جانیں“۔

ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر نہاں گے ماندآں رازے کزوسازند محفلہا

”خودغرضی سے میرے سارے کام بدنامی تک پہنچ گئے وہ راز کب چھپ سکتے ہیں جس سے محفلیں گرم ہیں“۔

حضوری گر ہے خواہی از وغائب مشو حافظ مَتٰی تَلْقَ مَنْ تَهْوٰی دَعِ الدُّنْيَا وَاَمْهِلْهَا

”اے حافظ! اگر تو حضوری چاہتا ہے تو اس سے غائب نہ ہو، جب ملاقات ہو تو دنیا چھوڑ کر بوجھ اتار دے“۔

فقیر غفرلہ المولٰی الغفور اہل عشق کے پاؤں کی گرد ہمارے جسم کو مُعطر کرے، بلاخوف ”لَوْمَةَ لَائِم“ (ملامت کرنے والے کی ملامت سے)”بےخوف“ عرض کناں ہے کہ عشق کہتا ہے:

اَنَا لَمَسْمُوْمٌ مَاعِنْدِیْ وَلَارَاقٍ وَلَاتِرْيَاقٍ اَدِرْ كَاْسًا وَّنَاوِلْهَا اَلَا يَاَيُّهَا السَّاقِیْ

”عشق کا پیالہ کہتا ہے! مجھے نہ پی، میں ایسا زہر ہوں۔ میرا نہ علاج معالجہ ہے نہ تریاق، میں نے تجھے بتا دیا آگے تیری مرضی۔ کہہ دے اے ساقی مجھے جام پلا“۔

فائدہ جمیلہ یہ بیت مبارک حصول ووصول محبت کے لیے اکسیر اعظم اور کبریت احمر کا درجہ رکھتا ہے۔ اس شعر کے ورد وظیفہ کرنے سے محبوب کی سچی محبت اُجاگر ہوتی ہے۔

اے کہ در عشقم ملامت مے کنی معذور دار گر ترا انصاف باشد عذر آری از کرم

ناصحا تو عشق میں کر معذرت میری قبول ہے اگر انصاف تجھ میں کر نہ مجھ پر ستم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۰)

عَدَتْكَ حَالِيْ لَاسِرِّيْ بِمُسْتَتِرٍ
عَنِ الْوُشَاةِ وَلَا دَائِيْ بِمُنْحَسِمِ

حالِ من وز تو گزشتہ سرّمن از دشمناں — نیست پنہاں درد من زائل نگشتہ ازدلم
اب تو تجھ سے بھی گزر کراپنا حال درد ناک — ہے نکتہ چینوں سے پوشیدہ نہ بیماری ہے کم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

عَدَتْكَ حَالِيْ	فعل ماضی ضمیر مخاطب۔ میرے عشق کا حال دور تک چلا گیا۔
لَا سِرِّيْ بِمُسْتَتِرٍ	''لَا'' نہیں ''سِرِّيْ'' میرا راز ''مُسْتَتِرٍ'' پوشیدہ۔
عَنِ الْوُشَاةِ	جمع ''وُشَاةِ'' معنی: چغل خور، غماز۔
وَلَا دَائِيْ	اور نہ میرا کوئی مرض۔
بِمُنْحَسِمِ	اسم فاعل مصدر، منقطع کرنے والا۔

○ ترجمہ: میرا حال حد سے تجاوز کر چکا ہے یا یہ کہ میرے حال جیسا تیرا حال ہو جائے، اب نہ تو میرا راز چغل خوروں سے پوشیدہ ہے اور نہ ہی میرا مرض دور ہو سکتا ہے۔

○ تمہیدی کلمہ: اَلسِّرُّ اِذَا جَاوَزَ الِاثْنَيْنِ شَاعَ راز دو سے زیادہ تجاوز کر گیا تو پھیل گیا۔

○ تشریح: چونکہ عشق کا حال عوام الناس تک پہنچ چکا ہے۔ عیب لگانے والا' اعتراض کرنے والا عیب لگا رہا ہے تو جواب میں عاشق صادق کہتا ہے کہ خدا کرے تیرا بھی میرے جیسا حال ہو جائے تو ملامت کرنے کا تجھے مزا آجائے۔ اِبْتَلَاكَ اللّٰهُ بِمِثْلِ مَا ابْتَلَيْتُ اس میں تَلْمِيْحًا یہ اشارہ حدیث مبارکہ کی طرف ہے کہ بفرمان نبی الرحمٰن ﷺ: مَنْ عَيَّرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ بِذَنْبٍ لَّهٗ لَايَمُتْ حَتّٰى اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ بِهٖ۔ ''جو کسی مومن پر بلا وجہ عیب لگاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مرنے سے پہلے اسی میں اس کو مبتلا کر دیتا ہے''۔

جب تک، نہ مبتلا ہو کوئی جانتا نہیں — کہتے ہیں جس کو عشق وہی ہے بلاءِ دِل
پھر حضرت جنوں ہوا رونق فزائے دل — ہاتھوں سے پھر گیا میرے بیٹھے بٹھائے دل

اے ملامت گر بعشق عذرم پذیر — گر کنی انصاف اے لائم باز گیر

''تو اے ملامت گر! میں نے بامید قبول تجھ سے عذر کیا لیکن تو نے قبول نہ کیا، تو اب میں امید کرتا ہوں کہ خداوند قدوس تجھے بھی اس بلاءِ عشق میں مبتلا کرے تو پھر تو بھی کہتا پھرے'':

زہے دردان علاج دردِ خود جستن بدان ماند که نیش از پا بیرون آرد کسے از نیش عقربہا

''جہاں میرا رازِ محبت، نکتہ چینوں سے مخفی رہنا ناممکن ہوگیا ہے وہاں اس مرض کا منقطع ہونا بھی ناممکن ہے میں برملا کہتا ہوں وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ مجھے کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہیں فَاقْضِ مَا اَنتَ قَاضٍ جو چاہے کر''۔

ازسر بالین من برخیز اے نادان طبیب دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

''اُدھر چغل خوروں نے جینا دوبھر کر دیا اور ادھر عشق نے ہماری حالت ناگفتہ بہ کر دی۔ ''نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن'' والا معاملہ ہے نہ دن کو چین نہ رات کو آرام''۔ ''پنبہ کجا کجا نہم جسم ہمہ داغ داغ شد''

مشہور شاعر فارسی جناب گرامی نے عجیب نقشہ کھینچا ہے:

بسے ہنگامہ ہا دردل، برہم ساختی رفتی نگاہ کردی وسر بخاک انداختی، رفتی
ہزاراں در ہزاراں جان و دل افتادہ در راہت بسے انداختی رفتی، بسے اندوختی، رفتی
محبت ایں چنین کارِ چناں ایں چنیں باید زدی، کشتی، شکستی، سوختی، انداختی، رفتی
ترا گویم مروایں راہِ عشق گرامی نہ شنیدی غمِ دل خریدی، نقد جان باختی، رفتی

نہ اِنفصال ممکن نہ اتصال، نہ ہجر برداشت، نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے، عاشق بیچارہ ان کے درمیان گرفتار بلا ہے۔ اور یہ کیسا ''وُشَّاۃ'' چغل خور ہے نہ قرآن پاک سے سبق لیتا ہے نہ حدیث پاک سے کَقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ: صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَاَحْسِنْ اِلٰى مَاَسَآءَ اِلَيْكَ ''تو صلہ رحمی کر اور معاف کر جس نے تجھ پر ظلم کیا اور احسان کر جس نے تیرے ساتھ برائی کی''۔

نَظَائِرُهَا كَثِيْرَةٌ فِي الْحَدِيْثِ الْمُبَارَكَةِ وَالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ كَمَالَايَخفٰى اَهْلُ الْبَيَانِ وَاللُّغَةِ الْمَجَازِ لِكَوْنِهٖ نَاصِحًا حَقِيْقَةً

اَلْوُشَّاةُ الْمُنَافِقُ يَسعٰى بِالْفَسَادِ بَيْنَ الْعَاشِقِ وَالْمَعْشُوْقِ لِيُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا ''چغل خور منافق ہے جو عاشق اور معشوق کے درمیان فساد اور تفریق ڈالتا ہے''۔

ملائم را نیک دانی از سخن چین رازِ من نیست پوشیدہ نہ دردم مے رود از جان وتن
اب تو واقف ہو چکے اغیار بھی تیرے سوا درد میرا ہو نہیں سکتا کسی صورت میں بھی کم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّم دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

تو نصیحت میکنی نیکو و من مے نشنودم — عاشقاں باشند دائم از ملامت در صمم

ہے نصیحت مخلصانہ پر نہیں سنتا ہوں میں — یہ بلائے عشق کر دیتا ہے عاشق کو اصم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

مَحَضْتَنِی النُّصحَ	مصدر امحاض، معنی: خالص نصیحت جس میں کوئی غرض نہ ہو
لٰکِنْ لَّسْتُ	''لٰکِنْ'' حرف استدراک، ازالہ وہم کے لیے، لیکن نہیں میں۔
اَسْمَعُہٗ	صیغہ واحد متکلم ''اِنّی لَمْ اَسْمَعْ لَومَکَ و نُصْحَکَ'' (میں تیری ملامت اور نصیحت نہیں سنتا)
اِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ	''الْعُذَّالِ'' جمع ''عُذَّلْ'' ملامت کرنے والے، ناصح
صَمَمِ	''صَمَمِ'' ضِدُّ السَّمَاعِ، بہرہ پن، ملامت گروں کی بات سننے سے۔

○ **ترجمہ:** ناصح! بیشک تو مجھے خلوص نیت سے نصیحت کرتا ہے لیکن افسوس کہ میں اس کو سن نہیں سکتا کیونکہ عاشق ملامت گروں کی ملامت سننے سے بہرہ ہوتا ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** حُبُّ الشَّیْءِ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ (رواہ صحیح البخاری)

○ **تشریح:** امام قدّسَ سِرّہ فرماتے ہیں: کسی شئی کی محبت انسان کو نفع ونقصان سے اندھا اور نصیحت سننے سے بہرہ کر دیتی ہے۔ امام قدس سرّہ العزیز فرماتے ہیں کہ میں تیری مشفقانہ نصیحت کا قائل ہوں لیکن افسوس کہ وہ میرے لیے مفید نہیں کیوں کہ میں عشق میں اس قدر دیوانہ وسرگشتہ ہوگیا ہوں کہ ''مجھ پر'' تمہاری ملامت اثر نہیں کرتی۔ نصیحت اسے کارگر ہوتی ہے جو ہوش میں ہو۔ عشق نے ہمارے ہوش وحواس معطل کر دیے ہیں اور ہمیں دیوانہ بنا دیا ہے۔

او نصیحت مے کند بہر کرم — پنبہ ام در گوش کن تا نشنوم

وہ مجھے ازراہِ کرم پند ونصیحت کرتا ہے لیکن میں نے اس کی باتیں سننے سے کان میں پنبہ رکھ لیا ہے تاکہ اس کی نصیحت ہی نہ سن سکوں۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری:

مجھ میں کسی کی نصیحت سننے کی تاب نہیں کہ میرا عشق صادق اور حقیقی ہے زہے نصیب!

کسی نے کیا عمدہ کہا ہے:

ناصحا! نہ کر نصیحت دل میرا گھبرائے ہے — میں اسے دشمن سمجھتا ہوں جو مجھے سمجھائے ہے

☆ بمقتضائے حدیث پاک: حُبُّ الشَّیءِ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ ''کسی شی کی محبت تجھے بہرااور اندھا کر دیتی ہے''۔ تو گویا ملامت کنندہ کی خیراندیشی اور پندونصیحت اور وعظ اپنی جگہ جب کہ میری محبت اَلْحُبُّ لِلّٰہِ کے تحت محبّت صادق ہے، جس نے مجھے دنیاوَمَافِیہَا سے بے نیاز بنا کر اپنے حصار میں زنجیر بہ پا کر کے قیدی بنا رکھا ہے۔

شہنشاہ سخن جناب حسن رضا علیہ الرحمۃ نے اپنے نعتیہ کلام میں اس مقام کو نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے:

مجرمِ ہیبت زدہ جب فردِ عصیاں لے چلا — عشق اپنے مجرموں کو پابجواں لے چلا
بے مروّت نازک افگن آفریں صد آفرین — دل کا دل زخمی کیا پیکاں کا پیکاں لے چلا
گل نہ ہوجائے چراغِ زینتِ گلشن کہیں — اپنے سر میں میں سودائے دشتِ جاناں لے چلا
تیری ہیبت سے ملا تاجِ سلاطیں خاک میں — تیری رحمت سے گدا تختِ سلیماں لے چلا
دبدبہ کس سے بیان ہو ان کے نام پاک کا — شیر کے مُنہ سے سلامت جان سلیماں لے چلا
صدقے اُس رحمت کے ان کو روزِ محشر ہر طرف — ناشکیبا شور فریادِ اسیراں لے چلا
سازوسامانِ گدائے کوئے سرور کیا کہوں — اُن کا منگتا سروری کے سازوساماں لے چلا
دو قدم بھی چل نہ سکتے تھے ہم سرِ شمشیرِ تیز — ہاتھ پکڑے رَبِّ سَلِّمْ کا نگہباں لے چلا
قیدیوں کی جنبش ابُرو سے بیڑی کاٹ دو — ورنہ جرموں کا تسلسل سوئے زنداں لے چلا
کُشتگانِ ناز کی قسمت کے صدقے جائیے — اُن کو مقتل میں تماشائے شہیداں لے چلا
بزمِ خوباں کو خدا نے پہلے دیں آرائشیں — پھر مرے دُولہا کو سوئے بزمِ خوباں لے چلا
شافعِ روزِ قیامت کا ہوں ''میں'' ادنیٰ غلام — پھر حسن کیا غم اگر میں بارِ عصیاں لے چلا

علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

○ **فائدہ جلیلہ** مکرِ اشقیاء وشرِ اعداء سے بچنے کے لیے گول دائرہ میں کاغذ پر یہ شعر لکھ کر اپنے عمامہ کے اندر رکھے اور بطور تعویذ پیشانی کے سامنے رکھے۔ دشمن ذلیل وخوار ہو اور خود اس کے شر سے محفوظ و مامون رہے گا۔

ناصحا کردی نصیحت گوشم را بشنود — از ملامت گر ہمیشہ گوش عاشق کہ بود
تھی نصیحت خوب لیکن اس کو سنتا کس طرح — ناصحا عاشق کے حق میں ہے سماعت کالعدم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۱۲)

اِنِّیْ اتَّهَمْتُ نَصِیْحَ الشَّیْبِ فِیْ عَذَلِیْ
وَالشَّیْبُ اَبْعَدُ فِیْ نُصْحٍ مِّنَ التُّهَمِ

شیب پندم واد و من بردم گمان پذیرد — درچہ شیب اندر نصیحت دور باشد از تہم
ناصحا! پیری ہے گو ہر طرح تہمت سے بری — میں نے پر اس کو بھی چٹکایا بنا کر متہم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

اِنِّیْ اتَّهَمْتُ	''اتَّهَمْتُ'' صیغہ واحد متکلم، معنیٰ تہمت لگانا، عار دلانا۔
نَصِیْحَ الشَّیْبِ	''نَصِیْحَ'' بہ معنیٰ فاعل میں مستعمل، بڑھاپے کی نصیحت کرنے والا۔
فِیْ عَذَلِیْ	''فِیْ'' جار ''عَذَلِیْ'' مجرور متعلق، معنیٰ: میری ملامت میں۔
وَالشَّیْبُ اَبْعَدُ فِیْ نُصْحٍ	''اَبْعَدُ'' اسم تفصیل، بہت دور ''نُصْح'' نصیحت۔
مِنَ التُّهَمِ	تہمتوں سے۔

○ ترجمہ: ہر چند پیری اپنے ناصح ہونے میں قدرتی طور پر ناراستی کی تہمت سے پاک اور مُبرّا ہے اور اس ملامت میں جو وہ مجھ کو کرتی ہے میں اس کو سچا نہیں مانتا۔

○ تمہیدی کلمہ: کَوْنُ الشَّیْبِ قَائِلًا بِلِسَانِ الْحَالِ بِقُرْبِ الْاِرْتِحَالِ۔

○ تشریح: کلام عرب کا مشہور محاورہ ہے کہ بڑھاپا زبان حال سے قربِ ارتحال (موت) سے مطلع کرتا ہے اور یہ ایک قدرتی امر ہے کہ سفید بال اور پشتِ خم قربِ موت کے آثار ہیں لیکن ''مرد چوں پیر شود حرص جوان گردد''۔

مُوئے سپید از کفن آرد پیام — پشت خم از مرگ رساند سلام

ناظم فاہم علیہ الرحمۃ والکرم فرماتے ہیں: میری پیرانہ سالی خود مجھے شرم دلاتی ہے اور ان راستوں سے روکتی ہے۔ ایسی صورت میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت میرے قریب کیوں کر آسکتی ہے کہ میں اپنی ضعیف العمری کو صادق الیقین ناصح، منادی اور قربُ الموت کا مخبر سمجھتا ہوں یا یہ صورتِ مضمون ہو سکتی ہے: ''نَصِیْحَةُ الشَّیْبِ فِیْ حَقِّ الْعُدُوْلِ مِنْ اَحْوَالِ التَّشْبِیْهِ یعنی برائی سے بچنے کی بڑھاپے کی نصیحت، یا یہ کہ اے ناصح! تیری نصیحت مجھ پر کیا اثر کر سکتی ہے جبکہ میں اس پند و نصیحت سے بے پرواہ ہوں تو تیری اے ناصح! کیا حقیقت ہے کہ تو میرے حال سے بے خبر ہے جا اور اپنی راہ لے اور دماغ سوزی نہ کر کیونکہ بڑھاپے کو متہم کرنا بعید از فہم ہے۔

سیّدنا عُمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک خادم رکھا جو ہر روز علی الصبح آواز دیتا: یَاعُمَرُ لَاتَنْسَ مَوْتَكَ وَاعْمَلْ بِقَدْرِ مَقَامِكَ فِیْهَا۔ اے عُمر (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُهٗ عَنْهُ) موت کو نہ بھول اور دنیا میں اتنا عمل کر

''سامان بنا''، جتنا تو نے اس میں رہنا ہے۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں سامان ہے سو برس کا، پل کی خبر نہیں

اور جب آپ کی داڑھی مبارک کے بال سفید ہو گئے تو آپ نے منادی کرنے والے اعرابی کو روک دیا کہ اب منادی اوراعلان کی ضرورت نہیں رہی۔ لِأَنَّ مُخْبِرِیْ وَمُذَکِّرِیْ فِیْ عَیْنِیْ لَمْ یَبْقَ لِذَالِكَ حَاجَةٌ ''کہ میرا مُخبر اور مُذکِّر میری آنکھوں کے سامنے ہے اب تیری حاجت نہیں رہی''۔

اَقولُ باللہ التوفیق وَھُوالرّفیق الاعلیٰ بالتحقیق:- یہ چند اشعار اس بات کی طرف مُشعر ہیں اور اس عشق حقیقی؛ نعمتِ عظمٰی کو غیروں کی نظر سے چھپانے کا ایک نیا انداز اور عجیب اسلوب ہے۔ طعنہ زن، چغل خور یہ پند و نصیحت کرنے والے وہ ہیں جن کو اس عشق کی گلی کی ہوا بھی نہیں لگی۔ ورنہ عشق اور عشق محمّدی علیٰ صَاحِبِہَا الصّلوٰۃ والسّلام سُبحان اللہ۔ محبتِ مصطفوی ایک ایسا مصفّٰی اور مشفّٰی چشمہ آبِ حیات ہے۔ جس سے آج تک تشنگانِ محبت راہِ سلوک اپنی محبت کی پیاس بجھاتے رہے ہیں۔ فدایانِ نبی اور شیدانِ رسول کی زبان دُرفشاں سے شدت جذبات سے نکلے ہوئے الفاظ نعت اور قصیدہ کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں جو عشق و محبت کی کیفیت قلبی اور احوالِ واقعی کے سربستہ راز کا پتہ دیتے ہیں۔ ہجر کے لمحات نازک ترین لمحات ہیں، جبکہ عاشقِ صادق والہانہ انداز میں از خود رفتہ ہو کر بھی عقیدت، محبت اور ادب کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتا اور نہ ہی محبت کے نظم وضبط کی حدوں کو توڑتا ہے۔ دم بخود ہو کر نہایت صبر و استقامت سے منزلیں طے کرتا ہوا محبوب حقیقی تک رسائی پاتا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید ایں جا

قلب عشق حقیقی کی جلوہ گاہ ہے۔ اہل سلوک نے اس کو عرش الٰہی سے تعبیر کیا ہے۔

شاعرِ مشرق، عاشقِ صادق حکیم الامت نے ''زبورِ عجم'' میں کیا عمدہ فرمایا ہے:

بادل، چہ کنی، تو کہ بہ بادہ حیات مستی شوق مے دہی آب و گل پیالہ را

آپ نے جب سے اس آب وگل کے برتن ''خاکی بدن'' کو عشق کی مستی سے نوازا ہے، تو تیری محبت نے ہمارے دل کا حال کیا سے کیا کر دیا ہے۔ نہ دن کو چین نہ رات کو آرام۔ تیری ہی یاد کی لگن میں مگن رہتا ہوں۔

جز نالہ نمے دانم گویند غزل خوانم ایں چیست کہ چوں شبنم برسینہ من ریزی

اب میں اپنے دل میں تیرے ہجر میں آہ وزاری، نالہ وفغاں کے سوا کچھ نہیں پاتا۔ جب کہ لوگ مجھے شاعر غزل خواں کہتے ہیں اور میری کیفیت قلبی کا یہ عالم ہے کہ عشقِ الٰہی میں کبھی سمندروں کا جوش و اضطراب ہے اور کبھی شبنم کی مانند میرے قلب پر سکینہ کا نزول ہوتا ہے۔ جس سے میں سکون اور اطمینان کی ٹھنڈک پاتا ہوں۔

ایں شعر دلآویزے مے خواہم و مے رقصم از عشق دل آساید ایں ہمہ بے تابی

''تو میں ان الہامی اشعار دلآویز کی آمد آمد پر گنگناتا اور وجد کرتا ہوں کہ عشق کی ساری بے تابیوں اور

اضطرابیوں کے باوجود دل کو پُر سکون، نہایت لذت گیر اور فرحت آمیز پاتا ہوں"۔

من گرچہ تیرہ خاکم دلکے است برگ سازم نظارہ جمالے چو ستارہ دیدہ نازم

"اگر چہ میرا بدن تیرہ و تاریک خاک سے بنا ہے لیکن میرا سرمایہ حیات دل ہے میرے دل کی آنکھ نوری ستارے کی مانند ہمیشہ کھلی رہتی ہے۔ جس سے میں ہمیشہ جمالِ الٰہی کا نظارہ کرتا ہوں"۔

نشیمن ہر دو را آب و گل ولیکن چہ راز است ایں ضرر در صحبت گل خوشتر آید دل کم آمیز را

"جب کہ عقل اور عشق ہر دو کا نشیمن یہ خاکی بدن ہے مگر یہ عجیب راز ہے کہ عقل کو مٹی کی محبت پسند آ گئی اور دل جہانِ آب و گل سے اور عشق الٰہی سے مخمور رہتا ہے کہ دل عشق کی جلوہ گاہ اور جمالِ الٰہی کا آئینہ بنا ہے"۔

ہمہ پارہ دلم راز سرور او نصیبے غم خود چساں نہادی بہ دل ہزار پارہ

"اللہ جَلّ شانہٗ نے میرے دل ہزار پارہ میں اس طرح اپنے عشق کا غم سمودیا کہ اس کے ہر ٹکڑے میں محبت کا سرور موجزن ہے اور اس کے سوز و ساز، پیچ و تاب، دردِ عشق میں بلا کی فرحت ولذّت اور سکون ہے"۔

امامُ الانام واجب الاحترام امام محمد بن سعید بوصیری قُدسِ سرّہ العِظام کے یہ وارداتِ قلبی "اشعار قصیدہ بُردہ شریف" گلہائے گلستانِ محبت کی خوشبو سے اہلِ ایمان وعرفان اور صاحبانِ عشق ومحبت کے مشامِ جان کو معطر کرتے رہیں گے اور ان اشعارِ قصیدہ بردہ شریف سے تا قیامِ قیامت امّتِ مُسلمہ کی روح سرشار اور فیض یاب ہوتی رَہے گی۔

"خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را"

پیرانہ سر کشیدم سردر راہ سگانت موئے سفید کردم جاروب آستانت

"تیرے آستانہ عالیہ کی جاروب کشی میں میرے سر کے بال سفید ہو گئے۔ یعنی بوڑھا ہو گیا ہوں"۔

اصحابِ کہف کا کتا ولیوں کی صحبت سے جنتی بن گیا۔ میں تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے در کا کتا ہوں۔ اے ذوالفضل العظیم! فضل فرمانا: فضل، مجھے اپنے در سے نہ ہٹانا۔

نفس من بر پند پذیری تہمت باطل بہ بست ورنہ وعظ پند پذیری دور تراز تہمت بست

کی ضعیفی میں نصیحت میں نے جھٹلایا اسے گو نصیحت میں پڑھایا ہے میرا از متہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

روضۃ الثانیہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وظیفہ بروز ہفتہ

جنت النعیم

"فِیْ تَحْذِیْرِ مِنَ النَّفْسِ الْھَوٰی"

(۱۳)

فَاِنَّ اَمَّارَتِیْ بِالسُّوْٓءِ مَا اتَّعَظَتْ
مِنْ جَھْلِھَا بِنَذِیْرِ الشَّیْبِ وَالْھَرَمِ

نفس فرمان دِہ و نیم خراب وز جہالت پند پذیر وز پیری و ہَرم
نفس امّارہ ہمارا کب ہوا عزت پذیر گرچہ دھمکانے کو آدھمکے اسے شیب وپیر

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

فَاِنَّ اَمَّارَتِیْ	"فا" تعلیلہ "اِنَّ" حرف تاکید "اَمَّارَتِیْ" صیغہ مبالغہ "اَمَّارَتِیْ" متکلم۔
بِالسُّوْٓءِ	وہ برائی جو جسم کو بھی متاثر کرتی ہے۔
مَا اتَّعَظَتْ مِنْ جَھْلِھَا	"مَا" نافیہ "اتَّعَظَت" وعظ، پند حاصل کرنا، "جَھْل" جہالت۔
بِنَذِیْرِ الشَّیْبِ	باوجود بڑھاپے کے جو ڈرانے والا ہے۔
وَالْھَرَمِ	انتہائی ضعف پیری۔

○ ترجمہ: بیشک میرا نفس امّارہ جو مجھے بُرائی کا حکم دیتا ہے اپنی جہالت کے سبب سے ڈرانے والے بڑھاپے اور ضعیفی سے پند ونصیحت حاصل نہیں کرتا۔

○ تمہیدی کلمہ: وہاں قَالُوْا بَلٰی یہاں بت پرستی ذرا سوچ تو کہا کیا تھا کیا کیا؟

○ تشریح: ناظم فاہم علیہ الرَّحمۃ فرماتے ہیں: گویا نفس سرکش کا پیری کے وعظ اور دھمکی کو قبول نہ کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ پیرانہ سالی کی عبرتوں سے کہ نصیحت کسی غرض پر مبنی ہے "باش بیدار کہ خوابے عجبے پیش است" اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ (یوسف:۵۳) "بیشک نفس تو بُرائی کا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے یعنی اپنے مخصوص بندے کو اپنے کرم سے محفوظ فرمادے"۔ حضرت یوسف نبی اللہ علیہ السلام نے اپنے آپ کو مَعَاذَ اللّٰہِ کہہ کر ربِّ کریم کی پناہ میں دے دیا اور ربِّ کریم نے ان کو اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لیا۔ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثِہٖ اَعْدٰی عَدُوِّكَ نَفْسُكَ الَّتِیْ فِیْ جَنْبِكَ "تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیری پسلیوں کے درمیان ہے"۔

یہ عُمر کب تک وفا کرے گی زمانہ کب تک نباہ کرے گا مجھے قیامت کی ہیں اُمیدیں جو کچھ کرے گا خُدا کرے گا

فرمایا: طَاعَۃُ النَّفْسِ دَآءٌ وَّ مُخَالَفَتُھَا دَوَآءٌ "نفس کی اطاعت بیماری ہے اور اس کی مخالفت دوا، علاج ہے"۔
عارف باللہ ابو سلیمان دارانی قدس سرہ الربانی اَلنَّفْسُ خَائِنَۃٌ بِالْاَمَانَۃِ وَمَا نِعَۃٌ مِنَ الرِّضَاءِ نفس

امانتِ الٰہی کا خائن اور رضاء الٰہی کا مانع ہے۔ ولایت نبوت کا سایہ ہے، جنہوں نے درجہ اتباع میں انوار نبوت سے وافر حصہ پایا انہوں نے نورِ فراست اور لطیفہ نورانیہ اور مشکوٰۃِ نبوّت سے نفس کو اس کی اپنی اصلی شکل میں دیکھا۔ آپ نے لومڑی "مکّار جانور" کی شکل میں دیکھا۔ شیخ ابو العباس سفانی علیہ الرحمۃ الربانی نے کُتّے کی شکل میں اور الشیخ ابو القاسم گُرگانی علیہ الرحمۃ نے چوہے کی شکل میں دیکھا۔ روزِ قیامت ہر شَی اپنی اصلی شکل میں ظاہر ہوگی، مثلاً موت مینڈھے کی شکل میں، حضرت یحیٰی نبی اللہ علیہ السلام اس کو ذبح کریں گے اور نفس اپنی اصلی شکل میں ظاہر ہوگا۔

فقیر غَفَرَلَہُ الْمَوْلٰی الْقَدِیْر عرض کناں ہے کہ نفسِ امّارہ نے کس چاہِ مذلت میں گرا دیا ہے۔ احسن التقویم کی تصویر اسفل السافلین کے گڑھے میں گر گئی۔ فرشتوں سے اعلیٰ مراتب والا مقصدِ زندگی سے بھٹک گیا اور قَالُوْا بَلٰی کا وعدہ بھول گیا اور خود بلاؤں میں پھنس گیا۔ سرکار بلھے شاہ علیہ الرحمۃ نے کیا عمدہ فرمایا ہے:

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ جدوں رب فرمایا اسی وی کول آسے	قَالُوْا بَلٰی اسیں کنّی سنیا اسی گونگے ڈورے نا سے
لامکان سی مکان اساڈا اسی آن وچہ بتاں دے پھاسے	نفس پلید سانوں پلید چا کیتا اسی ازلوں تے پلید نا سے

○ تبصرہ امام ولایت المقام علّامہ بوصیری قدّسَ اللّٰہ سِرَّہُ الْاَقْدَسُ کا نفس راضِیۃً مرضِیۃً ہے، آپ ولی کامل ذوالکرامت والضخامت تھے اور عشقِ صادق میں فنافی الرسول کی منزل پر فائز تھے۔ آپ نے اس شعر میں اپنے نفس کو نفسِ امّارہ سے "ھَضمًا لِنَفسِہٖ" کسرِ نفسی سے تعبیر کیا ہے۔ جیسے سیّدنا یوسف نبی اللہ علیہ السلام شہنشاہ مصر نے بارگاہ خداوند قدوس میں تواضعاً، عجز و انکساری کی بنا پر اپنے نفس کو نفسِ امّارہ سے تعبیر کیا تھا حالانکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا نفس "اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ الَّتِیْ تَطْمَئِنُّ بِذِکْرِ اللّٰہِ ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام معصوم عن الخطا ہیں یہی مسلک اہل سنّت و جماعت کا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا نُفُوْسَنَا رَاضِیَۃً وَقُلُوْبَنَا وَّ اجِلَۃً وَارْضِنَا حِیْنَ وَّصَلَتِ الرُّوْحُ اِلَی الْحُلْقُوْمِ وَصَعَدُوْ اِلَی الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا الْحَبِیْبِ الْکَرِیْمِ

نہ جہالت نفس امّارہ نشہ عبرت پذیر	از ملامت ہائے پیری وز نصیحت ہائے پیر
نفس امّارہ نے لیکن جہل سے مانا نہیں	گرچہ پیری کی نصیحت تھی نہایت محترم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۱۴)

وَلَا اَعَدْتُّ مِنَ الْفِعْلِ الْجَمِيْلِ قِرٰی
ضَيْفٍ اَلَمَّ بِرَأْسِیْ غَيْرَ مُحْتَشَمِ

هم نکرده او کارِ نیکو برمهمانی او — برسرم آمد فرو داز من نکشته محتشم

نیک کاموں سے نہ کی مہمانی اس مہمان کی — اور نہ سمجھا اس ہٹ دھرمی سے اُن کو محتشم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

وَلَا اَعَدْتُّ	''وَ'' عاطفہ ''اَعَدْتُّ'' فعل ماضی متکلم، تیاری نہ کی میں نے۔
مِنَ الْفِعْلِ الْجَمِيْلِ	نیک کاموں سے
قِرٰی ضَيْفٍ	''قِرٰی'' عمدہ کھانے ''ضَيْفٍ'' معزز مہمان۔
اَلَمَّ بِرَأْسِیْ	''اَلَمَّ'' صیغہ ماضی واحد مذکر، جواترا میرے سر پر، یعنی سفید بال۔
غَيْرَ مُحْتَشَمِ	''مُحْتَشَمِ'' اسم فاعل، مصدر احتشام، جس کی تعظیم وتوقیر نہ کی جائے۔

○ **ترجمہ:** میرے نفس امّارہ نے معزز مہمان کے لیے اعمال حسنہ سے مہمانی کا سامان مہیا نہ کیا، جو بے خبری سے میرے سر پر اچانک آبراجمان ہوا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''تجاہل عارفانہ کا سا اندازِ تبلیغ''

○ **تشریح:** اس کا عطف پہلے شعر پر ہے مَا اتَّعَظَتْ معنیٰ ہوا: نہ میرے نفس امّارہ نے اس عظیم القدر مہمان بڑھاپا کی ضیافت کا اچھا سامان تیار کرنے دیا جو میرے سر پر آن اُترا یعنی سفیدیٔ سر، جب بڑھاپا بطورِ مہمان اچانک مہمان بن کر آیا تو لازم تھا کہ اس کی خاطر تواضع خوب کرتا۔ ایسے اچھے اعمال، افعال سے جو اس کے شایانِ شان تھے۔ مہمان تو رحمت ربُّ الرّحمٰن ہوتا ہے۔ یہ نفسِ امّارہ ایسا نکلا کہ اس عظیم الشان مہمان کا وقار اور احتشام بھی مجھ سے نہ ہوسکا۔

ناظم فاہم علیہ الرّحمۃ نے بڑھاپے کو ''غیر محتشم'' بزعمِ نفس کی بنا پر کہا ہے حالانکہ بڑھاپا وہ ذِی قدر اور ذِی شان نعمت ہے اور سفید بال آسمانی تحفہ ہے جس کی عزت اور اکرام ربُّ العزت جلّ سلطانہٗ بھی فرماتا ہے اور ہم نے اپنی سیہ بختی سے سفید بالوں کو سیاہ کر کے اللہ تعالیٰ کے معزز و مکرم مہمان کے لیے دروازہ رحمت بند کرلیا۔

سفید بالوں کی اللہ ربُّ العزت کے ہاں بڑی عزّت ہے۔ نہ معلوم! بعض نام نہاد مفتی علماءِ سُو اور فُضلا فی زمانہ سیاہ خضاب کو جائز قرار دینے والوں نے نُور کو ظلمت سے اور وجاہت کو قباحت سے اور سفید داڑھی کو کالے رنگ سے کیوں بدل دیا یہ کتنا بھونڈا اور قبیح فعل ہے۔ کالے خضاب کو کس طریق سے بزعمِ خود امر مشروع قرار دے کر عجیب تاویلات کا دروازہ کھول دیا۔ روایات صحیحہ میں یہ خضابِ کفر ''فرعون کا خضاب'' فرمایا گیا ہے۔ (فتاوی عالمگیری)

خلافِ سنّت کٹی داڑھی اور اس پر مستزاد سیاہ خصاب دنیا میں ہی آپ اپنا منہ کالا کر لیا۔ یہ کتنا بھونڈا اور قبیح فعل ہے۔ روزِ محشر میں بھی منہ کالا اور اندھا اٹھے گا العیاذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْم جب کہ اہلِ ایمان کے چہرے انوار سنت سے منور اور سفید ہوں گے۔ اللہ رب العزت اپنے کمالِ کرم سے سفید داڑھی اور سفید دستار اپنے خاص بندوں کو عنایت فرماتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے ''اجتر حوالسواد'' ہر سیاہی سے بچو۔

○ **حدیث قدسی شریف** فرمایا ربِّ قدُّوس نے: جس کی داڑھی کے بال سفید ہوں گے میں اُسے روز قیامت عذاب نہیں دوں گا اور اسے اپنی جنّتُ النعیم میں داخل کروں گا۔ (رَوَاہ عبد الرزاق فِیْ مُصنّفہٖ) نیز سر پر اترنے کی توجیہ من وجہ یہ فرمائی گئی ہے کہ سفیدی بڑھاپا پہلے سر پر ظاہر ہوتی ہے اور پھر داڑھی پر اور یہ سفیدی دعوت نامہ ہے موت کے گھونٹ کا۔ موت کا ذائقہ انسانی اعمال واحوال کے لحاظ سے ہوگا۔

حضرت ذُوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: وصالِ الٰہی دو قدم پر ہے۔ پہلا قدم اپنے نفس پر رکھ اور دوسرے قدم پر واصلِ حق ہو جا۔

○ **مقامات رجوع الی اللہ** مَنْ تَابَ خَوْفًا مِنْ عِقَابِہٖ فَھُوَ صَاحِبُ التَّوْبَۃِ، فَمَنْ تَابَ طَمْعًا فِیْ ثَوَابِہٖ فَھُوَ صَاحِبُ الْاِنَابَۃِ، وَمَنْ تَابَ شَوْقًا اِلٰی لِقَائِہٖ فَھُوَ صَاحِبُ الْاَوَابَۃِ۔

''جو توبہ کرے خوف عذاب سے وہ صاحبُ التوبہ اور جو توبہ کرے ثواب کے لیے وہ صاحبُ الانابہ اور جو توبہ کرے وصال الٰہی کے لیے وہ صاحبُ الاوّابہ ہے''۔

نفس کی تین قسمیں ہیں: (۱) نفسِ امّارہ (۲) نفسِ لوّامہ (۳) نفسِ مُطْمَئِنّہ

قَالَ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ خَیْرًا بَصَّرَ اللّٰہُ بِعُیُوبِ نَفْسِہٖ (اتحاف السادۃ المتقین ج ۱، ص ۶۴) فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے نفس کے عیوب اس کے سامنے کر دیتا ہے'' تو پھر وہ اپنی کیفیت حالی اُبْکُوْا فَاِنْ تَبْکُوْ اِلَّا فَتَبَاکُوْا ''رووٴ اگر رونا نہیں آتا تو رونے کی طرح مُنہ بنالو''۔ سے استغفار کرتا ہوا قرب ربِ کریم کا پالیتا ہے۔ مفہوم یہ ہوا کہ ایسا معزز مکرم مہمان ''بڑھاپا'' بلا تکلف میرے سر پر اُتر آیا۔ اس کے لیے میں قبل ازیں اعمالِ حسنہ سے مہمانی کرنے کے لیے تیاری نہ کر سکا اور نہ خدمت کر سکا۔ جس کا مجھے سخت افسوس ہے۔

آہ آمدم برسرم تا خوانده بے آبرو دعوت مہمان نکردم از علّت ہائے نِکو
اس کی مہمانی نہ کی کچھ میں نے کار خیر سے آئی جب مہمان پیری سر پر میرے ایک دم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

○

(۱۵)

لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنِّیْ مَا اُوَقِّرُهٗ
كَتَمْتُ سِرًّا بَدَالِیْ مِنْهُ بِالْكَتَمِ

گر ندانستم کہ مہماں رانمے دارم عزیز — کردمے تغیر سفیدی موئم از کتم
کیا خبر تھی مجھ سے توقیر اس کی ہونے کی نہیں — ورنہ رکھ لیتا مخضب ہو کے میں اُس کا بھرم

لغوی و اصطلاحی معنی علم صرف و نحو سے

لَوْ كُنْتُ — ''لَوْ''''اِمتناعِ ثانی واثباتِ اوّل کے لیے آتا ہے اس کا معنیٰ ہے: اور اگر
اَعْلَمُ اَنِّی — ''یعنی لَمْ اَعْلَمْ وَلَمْ اَكْتُمْ'' نہ جانا اور نہ خضاب کیا۔
مَا اُوَقِّرُهٗ — صیغہ مضارع واحد متکلم، نہیں توقیر کی میں نے اُس کی
كَتَمْتُ سِرًّا — ''كَتْماً'' مصدر''كتم'' بمعنیٰ راز۔ پوشیدہ چیز۔
بَدَالِیْ مِنْهُ — ''بَدَالِیْ'' ظاہر ہونا۔''مِنْهُ'' اس خضاب سے۔
بِالْكَتَمِ — خضاب، بالوں کی سفیدی کو ڈھانپنا۔

○ **ترجمہ:** اگر میں جانتا کہ میں اس معزز مہمان ''بڑھاپا'' کی عزت نہ کرسکوں گا تو میں اس راز ''موئے سفید'' کو وسمہ سے چھپالیتا اور اس کی سفیدی کو رنگ سے بدل دیتا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''پیش از اجل رسید قیامت بسرم'' اجل سے پہلے قیامت میرے سر پر آ پہنچی''۔

○ **تشریح:** وَسمہ مطلقاً بالوں کے رنگنے کو کہتے ہیں۔ خواہ مہندی ہو یا خضاب اور یہ کالا کرنا ازروئے شریعتِ مطہرہ سخت ممنوع ہے۔ چاہئے تھا کہ بڑھاپا آنے سے پہلے نیک عملوں کا توشہ زادِراہ تیار رکھتا تا کہ اس معزز مہمان کے آنے سے اس کی خدمت کرسکتا لیکن افسوس مجھ سے یہ نہ ہوسکا۔ اگر صورتِ حال مجھے پہلے سے معلوم ہوتی کہ میں گناہوں سے بچ نہ سکوں گا اور اُس کی اکتسابِ حسنات واجتنابِ سَیِّئَات سے دعوت نہ کرسکوں گا یا اس معزز مہمان کی اِطعامِ طعام غذاءِ رُوح سے خدمت نہ کرسکوں گا تو میں اسے خضاب سے چھپالیتا تا کہ میری عیب گیری کا موقعہ نہ رہتا۔

علم گر بودے مرا مشکل بود اکرام آں — کردمے رازیکہ ظاہر گشت از وسمہ نہاں
کاش میں پہچانتا توقیر اس مہمان کی — بس چھپا لیتا سفیدی سر کی از رنگِ کتم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۶)

مَنْ لِّیْ بِرَدِّ جِمَاحٍ مِّنْ غَوَایَتِهَا
كَمَا يُرَدُّ جِمَاحُ الْخَيْلِ بِاللُّجُمِ

چوں لگام اسپ سرکش آورد ازراہ ہم — نفس سرکش راز بے راہی کہ مے آرد براہ
جیسے باگوں میں جکڑ کر کھولتے ہیں توسن کا رم — ہے کوئی کھودے جو اس نفس غوی کی سرکشی

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

مَنْ لِّیْ — استفہام لِلتَّمَنِّیْ، کون ہے میرے لیے مَنْ ھُوَضَامِنٌ وَمُتَکَفِّلٌ بِیْ۔
بِرَدِّ جِمَاحٍ — حاصل مصدر جَیلُ السمین موٹا گھوڑا، منہ زور سے مراد نفسِ شریر۔
مِّنْ غَوَایَتِهَا — ''مِنْ'' جَار ''غَوَایَتِهَا'' مجرور جمع غوایت، معنی: گمراہی، ضلالت۔
كَمَا يُرَدُّ جِمَاحُ الْخَيْلِ — ''ک'' حرف تشبیہ ''مَا'' زائد ''یُرَدُّ'' صیغہ واحد مذکر مضارع، منہ زور گھوڑا۔
بِاللُّجُمِ — جمع لُجام، یہ معرّب ہے لگام کا، لگام دینا محاورہ ہے یعنی قابو کرنا۔

○ **ترجمہ:** کون ہے جوروکے اس منہ زور سرکش نفس کو گمراہی سے، جس طرح منہ زور گھوڑے کو لگام سے روکا جاتا ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''رہوار نفس اور شاہسوار طریقت''

○ **تشریح:** اس شعر میں نفس کو سرکش گھوڑے سے تشبیہ دی جو اپنی سرکشی میں حد سے نکل گیا ہو یعنی میرا نفس اعمال صالحہ تو درکنار گمراہی میں اتنا منہ زور ہو گیا ہے کہ اس اسپ کو روکنا میرے قوتِ بازو سے باہر ہے جبکہ مُنہ زور اور طاقتور گھوڑا لگام سے روکا جاسکتا ہے اور اگر استفہام انکاری ہو تو معنیٰ یہ ہے کہ کوئی نہیں ہے جو مجھے شُتر بے مُہار کی طرح اس نفس کی سرکشی اور گمراہی سے بچائے۔ سوائے عنایتِ الٰہی اور توفیقِ الٰہی کے اور اگر استفہام تمنّی ہو تو معنیٰ بنتا ہے کہ کوئی ایسا پیر کامل و مُرشد اکمل مل جائے جو اس سرکش نفس کو لگام دینے کی صلاحیت رکھتا ہو اور اپنی دُعاؤں اور نگاہوں سے راہِ ہدایت پر چلادے اور سب حجاب اُٹھادے۔

کوئی سب حجاب اُٹھادے مجھے ہند میں دکھادے — یہ نجف ہے یہ کربلا ہے یہ ہے مکّہ اور مدینہ

غوث الانامی حضرت بایزید بُسطامی قدس سرّہ السّامی فرماتے ہیں: مَنْ لَمْ يَكُنْ شَيْخٌ فَالشَّيْخُ لَهٗ شَیْطَان ''جس کا کوئی مُرشد نہیں اس کا مُرشد شیطان ہے''۔

فی زمانہ ولایت، سجادہ نشینی، انتشارِ ذکر، شہرت وکثرت مُریدین سے سجی بسی ہوئی ہے۔ پیر مسخرہ نفس کا پجاری اور آستان بازیچۂ شیطان بنا ہوا ہے اور پیری مریدی وراثت بن گئی ہے۔ باپ کی جگہ بیٹا سجّادہ نشین ہے۔ نہ علم، نہ

عمل، نہ جذب بایں وجہ آثار مشائخ وانور ولایت سلف تاخلف سہو ومحو ہو گئے۔اہل سلوک نے ہوائے نفس کو مہلکات میں شمار کیا ہے کہ ''ہوائے نفس ایمان کا چور اور راہ عرفان کا ڈاکو ہے''۔

آنکھ کا کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں ــــ تیری گٹھڑی تا کی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی ڈالے گا ــــ ہائے مسافر دم میں نہ آنا مت کیسی متوالی ہے
سُونا پاس ہے سُونا بن ہے سونا زہر ہے اُٹھ پیارے ــــ تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے
تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عرب کے سورج ہو ــــ دیکھو مجھ بیکسوں پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے
وہ نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنّت کا ــــ ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے
مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے ــــ ورنہ رضا سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

کشف المحجوب شریف میں ہے: عارف باللہ حضرت ابُو تراب نخشی قدس سرّہ الجلی والخفی فرماتے ہیں:
ایک مرتبہ دورانِ سفر میرے نفس نے انڈے کی خواہش کی۔جب میرا ایک گاؤں سے گزر ہوا تو گاؤں والوں نے مجھے چور سمجھ کر پکڑ لیا اور اس الزام میں مجھے ستّر (۷۰) دُرّے مارے۔بعدازں انہوں نے مجھے پہچانا اور معذرت کرنے لگے اور میری دعوت کی۔اس میں انہوں نے کھانا اور انڈے دستر خواں پر رکھے تو مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے نفس سے مخاطب ہو کر هَضْمًا لِنَفْسِهٖ کہا کُلِیْ بَعْدَ اَکْلِ سَبْعِیْنَ مَرَّةً اب ستّر دُرّے کھانے کے بعد لے کھالے انڈے۔
نفس کے متعلق فرمایا: اِیَّا کُمْ وَالْعُزْلَةُ فَاِنَّ الْعُزْلَةَ مُقَارِنَةُ الشَّیْطَانِ وَعَلَیْكُمْ الصُّحْبَةُ رِضَاءُ الرَّحْمٰنِ۔ ''بچو تم کنج عُزلت ''تنہائی'' سے کہ عُزلت شیطان کی سنگت سے ہے اور تم پر لازم ہے صحبت اولیآء اللہ کہ اس صحبت میں رحمٰن کی رضا ہے''۔جو منزلِ مقصود اور وطن اصلی مطلوب حقیقی ہے۔
نفس اللہ کا دشمن ہے اور دشمن کی مخالفت ہی کامیابی اور نجات کی راہ ہے۔ایمان کا مستقر قلب ہے اور شیطان کا مستقر نفس ہے۔اس کی مخالفت نجاتِ اُخروی کا ذریعہ ہے۔طَاعَةُ النَّفْسِ دَآءٌ وَ عِصْیَانُهَا دَوَاءٌ ''نفس کی پیروی بیماری ہے اور اس کی نافرمانی دوا ہے''۔جس میں ظاہری باطنی، روحانی جسمانی شفا ہی شفا ہے۔یہ نسخۂ خداوند قدس ہے۔

کیست تا ایں نفس سرکش راکند از بند ارم ــــ ہم خیال لہرا سپ تو سن رام گردد از لگام
کون ہے جو نفس سرکش کو مرے یوں پھیرے دے ــــ روکتے ہیں جیسے گھوڑوں کو لگاموں سے ہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۷)

فَلَا تَرُمْ بِالْمَعَاصِیْ کَسْرَ شَهْوَتِهَا
اِنَّ الطَّعَامَ یُقَوِّیْ شَهْوَةَ النَّهِمِ

پس مجو بر فعل عصیاں کسر شہوت ہائے نفس
زانکہ قوت میدہد شہوت طعام اندر شکم

معصیت کر کے نہ رکھ تو دفع معصیت کی امید
تقویت پاتا ہے کھا کھا کر حریصوں کا شکم

لغوی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو

فَلَا تَرُمْ — ''فَا'' فصیحیہ صیغہ نہی واحد حاضر، پس نہ طلب کر۔

بِالْمَعَاصِیْ کَسْرَ شَهْوَتِهَا — ''مَعَاصِیْ'' کثرت گناہ ''کَسر'' ٹوٹنا شہوتوں کا۔

اِنَّ الطَّعَامَ — ''اِنَّ'' حرف تحقیق ''طَعَام'' معنیٰ: خورد و نوش۔

یُقَوِّیْ شَهْوَةَ — ''یُقَوِّیْ'' قوت دیتا ہے۔ ''شَهْوَةَ'' خواہش نفس کو۔

النَّهِمِ — ''نَهِمِ'' بغیر بھوک کے کھانا، حرص، طمع لالچ۔

○ ترجمہ: نفسِ سرکش کی خواہش کو گناہوں سے توڑنے کا ارادہ مت کر کہ بسیار خوری سے خواہش کم نہیں ہوتی بلکہ اور زیادہ ہوتی ہے۔

○ تمہیدی کلمہ: کاسۂ چشم حریصاں پر نشد ''حریص کی آنکھ کا کاسہ پُر نہیں ہوتا''۔

○ تشریح: نفسِ سرکش کی خواہش کے لیے یہ مت خیال کر کہ بار بار کھانے سے خواہش مٹ جائے گی اور بار بار گناہ کرنے سے گناہ سے دل اُچاٹ ہو جائے گا اور نفسانی خواہش ختم ہو جائے گی۔ یہ ناممکن ہے بلکہ گناہ کی اشتہا اور زیادہ ہوگی یہاں معاملہ دوسرا ہے۔ زیادہ کھانا مرض جوع الشکم پیدا کرتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کے خلاف کرے اور اپنی اشتہا اور خوراک کم کرے۔ مشائخ کرام کا اس راہ میں کم خوردن، کم خفتن اور کم گفتن کا معمول رہا ہے۔ ان تینوں سے اصلاح نفس ممکن ہے وگرنہ مشکل۔

مشکلہا داریم تو مشکل کُشا شیئاً للہ از جمالِ مصطفٰے

حجتہ الاسلام ابو حامد امام الانام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ مولی الموالی مادام الایام وَاللّیالی فرماتے ہیں:

اَنْتَ بِاِعْتِبَارِ غَضَبِكَ كَلْبٌ وَبِاعْتِبَارِ شَهْوَتِكَ بَهِيْمَةٌ وَ بِاِعْتِبَارِ عَقْلِكَ مَلِكٌ ''تو بہ اعتبار غصہ کے مانند کُتا، بہ اعتبارِ خواہش نفسانی کے چار پایہ اور بہ اعتبار عقل کے تو بادشاہ ہے''۔ ''وَاَنْتَ مَاْمُوْرٌ بِالْعَدْلِ'' ''اور تو مامور بالعدل و میانہ روی ہے'' اور اگر یہ سب تجھ سے سُدھر جائیں اور مُسخر ہو جائیں تو ظفر اور کامیابی تیرے لیے آسان ہے۔ وَاِلَّا اَنْتَ هَلَكْتَ وگرنہ تیرے لیے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيْثِ نَفْسُكَ مُطِيْعُكَ فَارْفِقْ بِهَا۔ نفس کو اپنے موافق بنا نہ کہ اس کی پیروی کرے کیوں کہ نفس کی مخالفت میں اللہ ربّ

العزّت کی رضا کا راز مضمر ہے۔ اس مار کو توبہ کی لاٹھی سے مار دے جب کہ تریاق از عراق کے مصداق اپنا حال یہ کہ:

بہت ڈھونڈا نہ ملا جب ڈس گیا مارِ گناہ یہاں پڑا تھا کیا ہوا کوئی لے گیا تریاق بھی

اَللّٰھُمَّ تَکِلْنَا لَنَا اِلٰی اَنْفُسِنَا فِی زَمَانٍ یَسِیْرٍ وَلَا تَجْعَلْ لَنَا دَارَ السَّعِیْرِ وَاجْعَلْ اُمُوْرَنَا مَوَافِقَۃً لِمَرْ ضَاتِکَ اِنَّکَ کَاشِفُ کُلِّ عَسِیْرٍ وَمُعِیْنُ کُلِّ اَسِیْرٍ وَ عِنَایَتُکَ لِعِبَادِکَ کَثِیْرٌ وَ یَسِیْرٌ۔

○ **بروایت صحیحہ:** مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ فرمان ذی شان نبی الرحمٰن جلّ شانہٗ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ہے۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ جس کو اپنی پہچان نہیں وہ اپنے رب کو کیسے پہچان سکتا ہے۔

قدوۃُ السالکین، سندُ الکاملین، سرکار فیض بار، السیّد علی ہجویری، المعروف داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ اپنی معرکۃ الآرا تصنیف لطیف ''کشف المحجوب'' میں ارقام فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ ، مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالذُّلِّ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْعِزِّ، مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْعُبُوْدِیَّۃِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالرَّبُوْبِیَّۃِ۔ ''جس نے اپنے نفس کے فنا کو جانا اس نے اپنے رب کے بقا کو جانا، جس نے اپنے آپ کو ذلّت سے پہچانا اس نے اپنے رب کو عزت سے پہچانا اور جس نے اپنے آپ کو عبوریت کے ساتھ پہچانا اس نے اپنے رب کو ربوبیت کے ساتھ پہچانا''۔ اس مقامِ حدیث کی معرفت پر محدّثین کرام تصریح فرماتے ہوئے نتیجہ خیز الفاظ نقل فرماتے ہیں۔ کقولہٖ عزّ وجل: اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی (سورۃ النازعات: ۴۰) جس نے اپنے رب کے ہاں کھڑا ہونے سے خوف کھایا اور اپنے نفس کو اس کی خواہش سے روکا اللہ رب العزّت کے ہاں اس کے لیے عزت کا مقام جنت ہے۔ بِفَضْلِکَ یَاکَرِیْمُ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ نَفْسًا بِکَ مُطْمَئِنَّۃً وَتُؤمِنُ بِلِقَاءِکَ وَتَرْضٰی بِقَضَائِکَ وَتَقْنَعُ بِعَطَاءِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ۔

ہاں نہ پنداری علاجِ شہوت از فرطِ گناہ مے شود از خوردنِ بسیار افزوں اشتہا
نفس کی خواہش گناہوں سے نہیں ہوتی دور جس طرح جوع البقر پُر نہیں ہوتا شکم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَ بَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

○

(۱۸)

وَالنَّفْسُ كَالطِّفْلِ اِنْ تُهْمِلْهُ شَبَّ عَلٰى
حُبِّ الرِّضَاعِ وَاِنْ تَفْطِمْهُ يَنْفَطِمِ

نفس چوں طفل است گر شیریں دہی دائم خورد — ورنہ شیریں باز داری او را نخواہد ہیچ دَم

دودھ بچے کو دیے جاؤ پلاتے جاؤ مگر — چھوڑ بھی دے گا چھڑائے گی گر ماں ایک دَم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو سے

وَالنَّفْسُ كَالطِّفْلِ	"وَ" استینافیہ، "النَّفْسُ كَالطِّفْلِ" نفس مانندِ شیر خوار بچہ۔
اِنْ تُهْمِلْهُ	"تُهْمِلْهُ" صیغہ مضارع مخاطب۔ کسی چیز کو اپنے حال پر چھوڑ دینا۔
شَبَّ عَلٰى حُبِّ الرِّضَاعِ	"شَبَّ" جوان ہوا، "حُبِّ الرِّضَاعِ" دودھ پینے کی محبت۔
اِنْ تَفْطِمْهُ	صیغہ مضارع مخاطب، اگر بچے کا دودھ چھڑا دو تو۔
يَنْفَطِمِ	صیغہ مضارع واحد غائب، دودھ پینا چھوڑ دے گا۔

○ **ترجمہ:** نفس کی مثال شیر خوار بچے کی مانند ہے۔ اگر اس کا دودھ پینا نہ چھوڑایا جائے تو وہ جوانی تک دودھ پیتا رہے گا، اگر تو اسے مدت رضاعت تک پلائے تو وہ چھوڑ دے گا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** كَثْرَةُ الرِّضَاعِ تُفْسِدُ الطِّبَاعَ "مدتِ رضاعی کو زیادہ کرنا طبع کو خراب کرنا ہے"۔

○ **تشریح:** اس بیت مبارکہ میں نفس کو شیر خوار بچے سے تشبیہ دی اور یہ تشبیہ تام ہے جو کماحقّہٗ اس پر صادق آتی ہے لِشِدَّةِ الْحِرْصِ عَلٰى طَرِيْقِ الْاِفْهَامِ بطور افہام و تفہیم شدّت حرص سے یہ تشبیہ تام ہے اور بالوضاحت پُرزور الفاظ میں نفس کی اصلیت اور عادت بتائی گئی ہے۔ اگر نفس امّارہ کو ابتدا سے ہی سیدھا رکھا جائے تو وہ قبولِ ہدایت کر لیتا ہے اور سرکشی نہیں کرتا۔ مدّتِ رضاعت تک اس کا حق ہے، اس کے بعد اگر دودھ سے روک دیا جائے تو وہ آسانی سے رک جائے گا، ورنہ وہ ماں کو سر مار مار کر ہلکان کر دے گا یعنی یہ حال نفس کا ہے اگر اسے معصیّت سے روکا نہ جائے، لگام نہ دی جائے تو وہ حرصِ معصیّت میں جوان ہو کر انسان کو ہلاک اور تباہ کر دے گا۔ فَتُهْلِكُ صَاحِبُهَا حَتّٰى تَكُوْنَ سَبَبًا لِسَلْبِ الْاِيْمَانِ حتیٰ کہ سلب ایمان کا سبب بن جائے گا كَمَا وَضَحَ عَلَى الْعُلَمَاءِ الْكِرَامِ وَ الْفُضَلَاءِ الْعِظَامِ عَلَيْهِمُ الرَّحْمَةُ مِنَ الْمَلِكِ الْمُنْعَامِ۔

جناب علامہ السیّد شریف جُرجانی قدّس سرّہٗ الرحمانی والرُّوحانی نے نفس کی چھ اقسام بیان فرمائی ہیں:

(۱) نفس امّارہ، (۲) نفسِ لوّامہ، (۳) نفس ملہمہ، (۴) نفسِ مُطمئنہ، (۵) نفسِ راضیہ، (۶) نفسِ مرضیہ

اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ هِيَ الَّتِيْ تَنَوَّرَتْ بِنُوْرِ الْقَلْبِ حَتّٰى تَخَلَّتْ عَنْ صِفَاتِهَا الْمَذْمُوْمَةِ وَتَحَلَّتْ بِالْاَخْلَاقِ الْحَمِيْدَةِ "نفسِ مطمئنہ وہ ہے جب نورِ ایمان سے قلب منور ہو یہاں تک کہ صفات مذمومہ فنا

ہوجائیں اوراخلاقِ محمدیہ وصفات احمدیہ سے قلب مزین ہواور یہ مقام تمکین ہے۔

نفس ایک قوت مُودِعہ ہے جونفس انسانیہ کے نام سے موسُوم ہے۔ یہ تمام جسم کے اعضاء میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ یہ معدنِ اخلاقِ ذمیمہ ہے۔ اس کا میلان لذّات وشہوات سیئہ کی طرف ہے۔ یہ اَمَر بالسُّوءِ، امر بالشّر اور نہی عنِ الخیر کے سوا کچھ اور تصرف نہیں کرتا۔ یہ کافرین، مشرکین اور مسلمان فاسقین کا نفس ہے، مجاہدہ سے اس کی اصلاح بالخیر ممکن ہے۔ نفس لوّامہ میں ندامت ہے۔ فعل سُو پر ندامت اور استغفار کرتا ہے۔ ان کے علاوہ مومنین، متّقین، اولیاء عظام اور درجہ بدرجہ صحابہ کرام اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نفوس قدسیہ کمال اتباعِ مُحَمّدیّہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَ السَّلَام سے نفس رَاضیہ، نفس مَرضیہ پر وافر نصیبہ پائے ہوئے ہیں۔ وَاللّٰہ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوابِ وَرَسُولُہٗ الْاَعْظَمُ۔

بروایت صحیحہ مروی ہے کہ جب قرآن عظیم فرقانِ کریم کی سورۃ الفجر کی آخری چار آیات کریمہ: يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ نازل ہوئیں تو اس وقت حضرت ابوبکر الصدیق الاکبر رضی اللہ ورسولہٗ عنہٗ حاضرِ بارگاہِ حضور ﷺ تھے عرض کیا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ مَا اَحْسَنُ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: کتنی اچھی آیت شریفہ ہے۔ تو حضور پُرنُور سیّد یوم النشور ﷺ نے فرمایا: فَقَالَ اَمَّا اَنَّهٗ سَيُقَالُ لَكَ هٰذَا۔ اے ابوبکر! جب تم دنیا سے رخصت ہوگے تو ملائکہ تمہیں یہ بشارت دیں گے اور یہ آیت عظیمہ پڑھیں گے۔ اے نفس مطمئنہ! لوٹ آ اپنے رب کی طرف کہ تو اس پر راضی اور وہ تجھ پر راضی، شامل ہوجاؤ میرے بندوں میں اور داخل ہوجاؤ میری جنت میں۔ یہ شرف اور عظمت یارِوفا، یارِغار کو بعداز وصال ملا کہ آپ سبز گنبد کی جنت میں داخل ہوگئے اور عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ کی معیت جسمانی اور رفاقت روحانی سے نوازے گئے۔ یارِغار سے یارِقبر بن گئے۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ نَفْسِ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ الْمَارِدِ

نفس چوں طفلے مست باشد تا جوانی شیر خوار — باز ماند چو مادرے کند دور از کنار

نفس کی ہیں عادتیں مانندِ طفلِ شیرِ خوار — دودھ پیتا جائے گا جب تک چھڑا دیں گے نہ ہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۱۹)

فَاصْرِفْ هَوَاهَا وَحَاذِرْ اَنْ تُوَلِّيَهُ
اِنَّ الْهَوٰى مَاتَوَلّٰى يُصْمِ اَوْيَصِمِ

الحذر برخود مکن این نفس سرکش راسوار — طاقتش قلت کند یا مے نمائد عیب دار
نفس کی خواہش کو روک اور ڈر کہ وہ غالب نہ ہو — مار ڈالے گی تجھے یا کرے گی متّہم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

فَاصْرِفْ هَوَاهَا — ''فَاصْرِفْ'' صیغہ امر، پھیر تو ''هَوَاهَا'' اپنی خواہش کو۔
وَحَاذِرْ اَنْ تُوَلِّيَهُ — ''حَاذِرْ'' مصدر حذر، معنی ہے: ڈر کہ تو اسے حاکم بنائے۔
اِنَّ الْهَوٰى مَاتَوَلّٰى — ''اِنَّ'' بے شک ''هَوٰى'' خواہش جب محاکمہ کرے
يُصْمِ — ''يُصْمِ'' ۔صَمٰى يَصْمِىْ ہلاک کر دیتی ہے۔
اَوْيَصِمِ — یا عیب دار بنانا۔

○ **ترجمہ:** اپنے نفس کو خواہش سے روک اور اس بات سے ڈر کہ تو اس کو اپنے اوپر حاکم بنائے کہ بیشک ہوائے نفس جس پر غلبہ کرتی ہے اسے ہلاک کر دیتی ہے یا عیب دار بنا دیتی ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** فرمان نبی الرحمٰن: فَاصْرِفِ النَّفْسَ عَنْ هَوَاهَا' کا ترجمان۔

○ **تشریح:** اس شعر کے دو معنیٰ ہیں: فَاصْرِفِ النَّفْسَ عَنْ هَوَاهَا نفس کو اس کی خواہش سے روک کہ تو جان چکا ہے کہ بہر صورت نفس شیر خوار طفل کے عادات واطوار کے مانند ہے اور یہ قابلِ اصلاح ہے تو تُو اس کو خواہشات و لذات سے بچا۔ جب یہ غالب آ گیا تو تجھے فی الفور ہلاک کر دے گا یا بسببِ ارتکابِ فسق و فجور عیب دار اور قابلِ نفرت بنا دے گا فَعَلَيْكَ بِالتَّحَوُّلِ وَالتَّاْوِيْلِ اور تجھ پر نفس کا انداز بدلنا لازمی الامر ہے۔

سرورِ دین کیجئے اپنے ناتوانوں کی خیر — نفس وشیطان سیّدا کب تک دباتے جائیں گے

انسان میں تین چیزیں روح، نفس اور قلب ہے جسم بمنزلہ بادشاہ ہے اور نفس، قلب دو وزیر ہیں۔ نفس شر کی طرف بلاتا ہے اور قلب اگر صاف پاک اور شفاف ہے تو خیر کی دعوت دیتا ہے اور قلب کثرت معاصی، شرک، بدعت اور کفر سے اندھا ہو جاتا ہے تو پھر اس میں حق سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔

بروایت صحیحہ جب انسان گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نقطہ اس کے دل پر پڑ جاتا ہے اور جب وہ گناہ سے باز نہیں آتا تو کئی نقطے پڑ کر اس کے دل کو سیاہ کر دیتے ہیں۔

اس کا دل حق سمجھنے، اس کی آنکھیں حق دیکھنے اور اس کے کان حق سننے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ایسا

انسان نفس کے مکر میں پھنس کر چار پایوں سے بدتر ہو جاتا ہے اور دو جہاں کا خسارہ پالیتا ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت کریمہ میں فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر اور اس کی سمع اور بصیر پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ العیاذُ باللّٰہ العظیم۔

نفس مارا کمتر از فرعون نیست　　لیک او را عون ما را عون نیست

قلب ''مُضغہ'' گوشت کے ٹکڑے بشکل بیضوی کا نام نہیں بلکہ لطیفہ ربانیہ کا مرکز ہے۔ جو سینے کے بائیں جانب پستان کے نیچے ہے۔ اسی لیے شوافع سینے پر نماز میں ہاتھ باندھتے ہیں کہ نفس کے وسوسے قلب تک نہ پہنچیں اور نماز مومن کے لیے معراج ہے اور احناف زیر ناف نماز میں ہاتھ باندھتے ہیں تاکہ وسوسے پیدا نہ ہوں۔

کہ سر چشمہ باید گرفتن بہ میل　　چو پُر شد گزشتن نہ میل

اگر بالفرض والتقدیر نماز میں وسوسے آئیں تو ان کو دور کرنے کے لیے ان کی طرف توجہ نہ کرے اور اُن سے نہ کھیلے۔ نماز میں وسوسوں کا آنا ایمان کی نشانی ہے کہ چور ڈاکہ وہاں مارتا ہے جہاں دولت ہو۔ نفس اور شیطان کے شر سے محفوظ و مامون ہونے کے لیے حکمتِ نبوی کا نسخہ اکسیر اعظم ہے: وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

○ **فائدہ جمیلہ**

نفس کی خواہش سے محفوظ رہنے کے لیے یہ دُعاءِ مسنونہ کافی وافی شافی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْكَ فِیْ عِیَاذٍ مَنِیْعٍ وَ حِرْزٍ حَصِیْنٍ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِكَ حَتّٰی تُبَلِّغَنِیْ اَجَلِیْ مُعَافٍ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَسَلَّمْ

(شوارق الانوار فی ذکر الصلوۃ والسلام علی النبی المختار، المعروف دلائل الخیرات، ص: ۱۳۷)

الحذر کہ خود مکن نفس سرکش را سوار　　طاقتش قتلت کند یا مے نماید عیب دار

خواہشوں کو روک ہرگز نفس کا تابع نہ ہو　　ختم کر دے یا تجھ کو عیب والا کم از کم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّھِمِ

○

(۲۰)

وَرَاعِهَا وَهِيَ فِي الْأَعْمَالِ سَائِمَةٌ
وَإِنْ هِيَ اسْتَحْلَتِ الْمَرْعٰى فَلَا تُسِمِ

نفس را مقہور کن چون در عمل جولان کنی — وز بچیزے انس گیرد باز دارش از ستم

دھیان رکھ اعمال کی کھیتی میں جب چرتا ہو نفس — جو چیز بھا جائے اس کو روک اس سے یک دَم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

وَرَاعِهَا — مصدر ''مرعاۃ'' چرانا، نگرانی کرنا۔

وَهِيَ فِي الْأَعْمَالِ سَائِمَةٌ — اور وہ جانور چرتا ہوا حد سے باہر نکل گیا۔

وَإِنْ هِيَ — ''اِنْ'' شرطیہ ''هِيَ'' ضمیر راجع نفس ''واؤ'' استینافیہ۔

اسْتَحْلَتِ الْمَرْعٰى — ''اسْتَحْلَتِ'' پسند کرے ''الْمَرْعٰى'' کھیتی، چراگاہ، مُراد دنیا۔

فَلَا تُسِمِ — صیغہ نہی واحد غائب، پس تو اسے نہ چرنے دے۔

○ ترجمہ: نگرانی کر اپنے نفس کی اعمال کی چراگاہ میں، اگر وہ اس چراگاہ عمل کو پسند کرتا یا لذّت پاتا ہے تو اسے روک چرنے نہ دے۔

○ تمہیدی کلمہ: وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورۃ الحشر: ۹)

○ تشریح: اس بیت مبارکہ میں ناظم فاہم علیہ الرّحمۃ والکرم نے بطور تمثیل اور تصویر حالِ نفس کو بیان فرمایا اور اصلاحِ نفس اور طریقہ ہدایت کو استعارۃً واضح کیا کہ نفس کے ہر خیال کی ہر آن نگرانی کر، افعال ذمیمہ اور افعال قبیحہ کی کھیتی میں چرنے سے نفس کو روک دے، اہلِ سلوک صوفیاء کرام کے نزدیک اگر اعمالِ صالحہ کی کشت زار سبزہ زار میں چرنے کے لیے اترے تو بھی اس پر نگاہ رکھ کہ عجب اور ریا پیدا نہ ہو، اپنے نفس کو فنا کر اللہ تعالیٰ کی رضا میں اور مستغرق ہو جا محبتِ وصالِ ذات میں اور رکوع وسجود اور گنتی نوافل کے دیکھنے کو چھوڑ دے، لذّات اور حلاوت تسبیح وتہلیل کی طرف نظر نہ کر محجوب ہوگا، فرائض، واجبات اور سُنن کی سختی سے پابندی کر۔

لِاَنَّ النَّفْسَ لَوْ وَجَدَتْ فِي عِبَادَةٍ مِنَ الْعِبَادَاتِ لَذَّةً فِي غَايَةِ اللَّذَّاتِ لٰكِنَّ فِيْهَا مَعْصِيَةٌ مِنَ الْعُجْبِ وَالرِّيَا وَالْفَخْرِ بَيْنَ الْقَوْمِ جو شخص نفس کے مکر اور چال سے بچ گیا پس وہ فلاح پا گیا۔

ریا اسرئیلیات میں ایک حکیم نے تین سو ساٹھ کتب تصنیف کیں، اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا: تو نے میری زمین کو ریا، کبر اور عُجب سے بھر دیا، تیرا یہ علمی خزانہ قبول نہیں، اس نے عنایت الٰہی سے سر جھکا دیا اور ریا کو ترک کیا حکم ہوا: اَلْاٰنَ قَدْ وَافَقْتَ رِضَائِيْ۔ ''ہاں! اب تو نے میری رضا سے موافقت کی''، بمطابق حدیث پاک ریاء کو شرک اصغر فرمایا گیا ہے۔

روایت صحیحہ حضور سیّد الرّسل ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی امّت میں شرک اصغر کا خوف ہے۔ عرض کیا گیا یارسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلّم! شرک اصغر کیا ہے فرمایا: اَلرِّیَاء۔

بروایت ثانی روزِ قیامت اہل ریاء عالم وغازی قاری اور زاہد سے فرمایا جائے گا کہ تو نے یہ امر رضاءِ الٰہی کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہوائے نفسانی کی شہرت، خلق کا آوازہ، نیک نامی، بسبب زہد و تقوٰی تو دنیا میں حاصل کر چکا۔ مقصود یہ کہ اسباب ریا کا محقّقانِ صوفیہ صافیہ قدّس اللہ اسرارھم کے نسخہ شافیہ سے علاج کرے۔

حضرت خواجہِ خواجگاں شہنشاہ نقشبنداں السیّد محمد بہاء الدین نقشبند بخاری علیہ رحمۃُ الباری کا ارشاد ہے کہ اَلْحَقِیْقَۃُ تَرْکُ مَلَاحَظَۃِ الْعَمَلِ لَاتَرْکُ الْعَمَلِ: اصل بات یہ ہے کہ اعمال دیکھ کر گھمنڈ نہ کرے تا کہ اس کی عبادت سے بُوئے ریا عُجب و کبر نہ آئے اور ترکِ عمل نہ کرے اور مجاہدہ اور ریاضت، کثرت عبادت کی توفیق کو اس کا محض فضل و کرم جانے اور سب کچھ ذاتِ حق سُبحَانَہٗ کے سپرد کر دے اور نظر محض اس کے فضل پر رکھے، یہی مقام راضِیَّۃ مَرضِیّۃ ہے۔

کقولہ جلّ شانہٗ: وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (ص: ۲۶) خواہش نفس کی پیروی نہ کر اللہ کی راہ سے بھٹک جائے گا۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ (القصص: ۵۰) اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی کی۔ کقولہ علیہ الصَّلٰوۃ والسَّلام: وَاَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَثَلٰثٌ شُحٌّ مُطَاعٌ وَهَوًى مُتَّبَعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ مغرور، مطاع، متبع ہوا۔ "عورت کو خواہش نفس کے لیے پسند کرنا"۔ یہ تینوں انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔

حکایت ایک ولی اللہ نے ایک شخص کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھا تو پوچھا: آپ نے یہ مرتبہ کیسے پایا تو انہوں نے فرمایا: میں نے جب سے بتوفیقہٖ تعالیٰ ہوائے نفس کو ترک کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہوا کو میرے لیے مسخر کر دیا ہے۔ جس سے اڑتا ہوں، پانی کو مسخر کر دیا جس پر مصلّی بچھا کر نماز پڑھتا ہوں اور آگ کو مسخر کر دیا، جس سے وہ مجھے جلاتی نہیں اور مٹی کو مسخر کر دیا جو میرے جسم اور لباس کو میلا نہیں کرتی۔ رب کریم نے میرے لیے اربعہ عناصر کو مفید فرما دیا۔

درچرا گاہِ عمل ہائے نکو او را گذار	گراُو را شیریں بداند از چریدن باز دار
باز رکھ حسنِ عمل کو لذتِ تشہیر سے	اس چراگاہ ہوس سے دور رکھ اپنا قدم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۲۱)

كَمْ حَسَّنَتْ لَذَّةً لِّلْمَرْءِ قَاتِلَةً
مِّنْ حَيْثُ لَمْ يَدْرِ اَنَّ السَّمَّ فِي الدَّسَمِ

لذّتے کان بامُضرت باشد آراید بخلق — آنچناں کو درنیابد ایں کہ زہر اند دَسم
پیش کیں ہیں بار ہا اُس نے ہمیں لذّتیں چرب — اور ہم سمجھے نہیں اس ترنوالے میں ہے سَم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو

كَمْ حَسَّنَتْ — ''کَمْ'' کئی بار، صیغہ ماضی واحد مذکر، خوبصورت بنانا، سنوارنا۔
لَذَّةً لِّلْمَرْءِ قَاتِلَةً — ''لَذَّةً'' لذّت دنیا ''قَاتِلَةً'' صفت لذّت، قتل کرنے والی۔
مِنْ حَيْثُ لَمْ يَدْرِ — ''مِنْ حَيْثُ'' حیثیت اطلاق ''يَدْرِ'' درایت، نامعلوم۔
اَنَّ السَّمَّ — بے شک زہر جس سے انسان ہلاک ہوجاتا ہے۔
فِي الدَّسَمِ — ''دَسَمِ'' چرب اور لذیذ کھانا۔

○ ترجمہ: نفس نے کئی بار خواہشوں کو بنا سنوار کر سامنے پیش کیا جو کہ مہلک تھیں کہ وہ نہیں جانتا چرب اور لذیذ کھانے میں زہر ملا ہوا ہے۔

○ تمہیدی کلمہ: اِنَّ السَّمَّ فِي الدَّسَمِ لَطِيْفَةٌ۔

○ تشریح: نفسِ انسانی کے داؤ مکر و فریب بہت پیچیدہ ہیں، وہ بنا سنوار کر ایسا اثر ڈالتا ہے کہ معلوم تک نہیں ہونے دیتا کہ اس مرغن اور لذیذ غذا میں زہر ملا ہوا ہے جو ہلاک کردے گا، نفس بڑا مکار اور دھوکا باز ہے اور اعمالِ صالحہ کا اپنی مکاری اور چالاکی سے تباہ کرنے والا ہے، اس کے داؤ پیچ نہایت پیچیدہ ہیں۔

سونا پاس ہے، سونا بن ہے، سونا زہر ہے، اُٹھ پیارے — تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے
تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو — دیکھو مجھ بیکس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے

اس بیت میں حُسن کا اعجاز شعری درجہ کمال پر ہے اِنَّ السَّمَّ فِي الدَّسَمِ لَطِيْفَةٌ وَهِيَ اِنَّ لَفْظَةَ فِي لَفْظَةٍ یعنی اسم میں سَم لفظی لحاظ سے بالخصوص اور معنوی لحاظ سے بالعموم مراد ہے، کتنا بلیغانہ انداز ہے۔
کما قیل مثلہ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام: اَلسَّفَرُ سَقَرٌ قِطعَةٌ مِّنَ السَّقَرِ ''سفر ٹکڑا سقر ہے'' اور نفس امّارہ غداوۃ، فداعہ اور مکّارہ ہے اور یہ صراط مستقیم کا قُطّاعُ الطریق ''ڈاکو'' ہے یہ بطور تمثیل و تصویر ہے حالِ نفس کی صحیح معنوں میں ترجمانی کی گئی ہے۔

اندھیری قبر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا — خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے ورنہ رضاؔ سے چور پہ بھاری تیری ڈگری تو اقبالی ہے

عارف باللہ حضرت خواجہ علی رامیتنی المعروف عزیزاں نقشبندی قدس سرّہ العزیز سے کسی نے پوچھا۔اس حدیث پاک کا کیا معنی ہے: سَافِرُوْا تُصَحُّوْ وَاغْتَنِمُوا۔ ''سفر کرو صحت پاؤ گے اور اس کو غنیمت جانو''۔فرمایا: سفر کرو اپنی خودی سے ذات حق کی طرف تو صحت پا جاؤ گے حوادثِ حدُوث سے یعنی جب تم اپنے نفس کے عالمِ صحرا میں سفر کرو گے اور ہر مقام کی ہوائے لطیف حاصل ہوگی تو اپنے وجود کی صحت حاصل کر لو گے، پس شک وشبہ کے مرض، عیّاری و مکّاری، حرص، ہوا، بُغض و کینہ، حسد و نفاق، بُخل و کبر، عُجب، ریاء، بدعت و شرک اور تمام بُرے اخلاق کے رنجوں سے اس سفر کی وجہ سے رہائی پاؤ گے اور شرِّ نفس اور شرِ شیطان اور جنسی شیطانوں سے محفوظ ہو جاؤ گے کہ ابلیس انسان تو ابلیس جن سے بھی بدتر ہے، پس ایسی صحت کو غنیمت جانو اور عُمر چند روزہ کو اطاعتِ خدا و اتباع مصطفیٰ ﷺ میں گزار دو۔

حضور سیّد الانبیاء نے سیّدۃ النِّساء علیہ وعلیہا الصّلوٰۃ والسلام کو وصیت فرمائی: یہ دُعا پڑھا کرو: یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ فَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَّاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ۔ ''اے حیّ وقیّوم جلّ شانہٗ! اپنی رحمت سے میری مدد فرما، پس مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی میرے نفس کے سپرد نہ فرمانا اور میری ظاہری باطنی اصلاح فرمانا''۔

حضرات القُدس ج اول'، میں کاشفُ الحقائق حضرت بدرُالدین سرہندی نقشبندی مُجدّدی خلیفہ مجاز سرکار فیض بار امام ربانی حضرت مجدّد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی نقشبندی علیہما الرحمۃ ارقام فرماتے ہیں:

جب معدۂ انسانی کھانے سے پُر ہو تو اس میں نور کیسے سمائے گا۔معدہ کے تین حصے کرو، ایک حصہ خوراک، دوسرا پانی تیسرا ہوا اور سانس اور نور کے لیے وقف ہوگا تو جملہ امراضِ جسمانی اور روحانی سے محفوظ و مامون ہوگا، جبکہ بدہضمی اور بھوک دونوں ہلاک کرنے والی ہیں، اعتدال چاہیے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ نفس ایسا مکّار ہے کہ اس کے شر سے بچنے کے لیے بہت ہوشیاری کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نفس اور شیطان کے شر سے بچنا محال اور مشکل ہے۔

خوش نماید مرد را لذّت کہ سوئش مائل است او نداند طعام چرب زہر قاتل است

لذّتیں چکنی غذا کی زہر قاتل تھیں مگر کھانے والے نے نہ جانا اس میں پوشیدہ ہے سم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۲۲)

وَاخْشَ الدَّسَائِسَ مِنْ جُوْعٍ وَّمِنْ شَبَعٍ
فَرُبَّ مَخْمَصَةٍ شَرٌّ مِّنَ التُّخَمِ

تو بترس از حیلہ ہائے نفس چوں جوع و شبع — گاہ باشند گرسنگی بدتر زسیری و تخم
نفس کی گھاتوں سے ڈر بھوکا ہو یا سیر تو — فاقہ کا بھی کچھ ضرر ہوتا نہیں تخمے سے کم

لغوی و لغوی معنی علم صرف و نحو

وَاخْشَ الدَّسَائِسَ — ''وَاخْشَ'' صیغہ امر، ڈرتو۔
دَسَائِسَ — جمع دسِیسہ، مکر فریب، خفیہ حیلہ سازی۔
مِنْ جُوْعٍ وَّمِنْ شَبَعٍ — ''مِنْ'' بیانیہ ''جُوْعٍ'' بھوک ''شَبَعٍ'' شکم سیر۔
فَرُبَّ مَخْمَصَةٍ — ''رُبَّ'' کتنے ''مَخْمَصَةٍ'' بھوکا رہنا۔
شَرٌّ — دراصل ''اَشْرَرُ'' اسم تفضیل ادغام کے بعد شَرٌّ ہوا، بہت بُرا۔
مِّنَ التُّخَمِ — جمع تُخمہ، شکم سیری۔

○ ترجمہ: بھوک اور شکم سیری کے اندرونی نقصان سے ڈرتا رہ کہ بسا اوقات بھوک شکم سیری کی بہ نسبت بہت بُری ہوتی ہے۔

○ تمہیدی کلمہ: ''اِمْتِلَاءُ الْمِعْدَةِ لِفَسَادِ الطَّعَامِ''۔

○ تشریح: اے مخاطب! نفسِ امارہ کی خفیہ چالوں اور اس کے مکر وفریب سے ڈر جو بھوک اور سیری سے پیدا ہوگئے ہیں کیونکہ بھوکا رہنے سے اپنی بزرگی اور شہرت، ریا وسمعہ کا خطرہ لاحق ہوتا ہے اور شکم سیری سے غفلت اور کاہلی اور عبادت سے معذوری پیدا ہوتی ہے جو مبتلاء فسق و فجور کر دیتی ہے، لہٰذا انسان کو ان دو حالتوں میں خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا پر عمل پیرا یہ ہونا چاہئے، نہ اتنا کم کھا کہ اداءِ فرض مشکل ہو اور نہ اتنا زیادہ کھا کہ غفلت اور کسل لائے۔

وَاخْشَ امر تادیبی اور ارشادی ہے۔

کُتب فقہاء میں کھانا چار قسم پر ہے۔ (۱) فرض کہ ہلاکت سے بچ جائے کقولہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام: اِنَّ اللّٰهَ يُوْجِرُ فِيْ كُلِّ لُقْمَةٍ يَرْفَعُهَا الْعَبْدُ اِلٰى فِيْهِ ''اللہ تعالیٰ ہر لقمہ کے عوض مومن کو اجر عنایت فرماتا ہے جو اس نے مُنہ میں ڈالا'' (۲) مندوب کہ ادائیگی فرائض ہو سکے۔ (۳) مباح لَا اَجْرَ وَلَا وِزْرَ ''نہ اجر نہ بوجھ'' (۴) حرام مال کا اسراف اور کھانے کا ضیاع ہے۔

جناب مصلح الدّین الشیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے کیا عمدہ فرمایا ہے: امر سولہ (۱۶) قسم پر منحصر ہے: امر

الوجوب، امرُ التّادیب، امرُ الارشاد، امرُ الاباحت، امرُ التّہدید، امرُ الامتنان، امرُ الاکرام، امرُ التعجیر، امرُ التسخیر، امرُ الاہانت، امرُ التّسویہ، امرُ الدّعا، امرِ متمنّٰی، امرُ الاحتکار، امرُ التکوین۔

وَاِنْ اَرَدْتَّ التَّفْصِیْلَ فَعَلَیْكَ التَّعْوِیْلُ عَلٰی کُتُبٍ مُّفَصَّلَۃٍ (عَصیدۃُ الشہدہ صفحہ ۵۱)

نہ چنداں بخور کہ دہانت برآید نہ چنداں کہ از ضعف جانت برآید

فَرُبَّ التُّخَمِ شَرٌّ مِّنْ مَخْمَصَۃٍ "بہت دفعہ شکم سیری بھوک سے زیادہ بُری ہے"۔ سیّد الرُّسل، ہادیٔ سُبُل، مولائے کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی ہے۔ شکم سیر حلاوتِ ایمانی سے محروم اور اس کا دل حکمت سے خالی شفقت علی الخلق معدوم عبادت اس پر بھاری اور بوجھ ہوتی ہے، نیز فرمایا: اِنَّ سَائِرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَدُوْرُوْنَ حَوْلَ الْمَسَاجِدِ وَ الشَّبْعَانَ حَوْلَ الْمَزْ بِلَۃِ۔ "مومن مسجد کی طرف دوڑتے ہیں اور شکم سیر بیت الخلاء" "گندی جگہ" کی طرف دوڑ لگاتا ہے"۔ شکم سیری کی آفتیں حکماء کے نزدیک کثرۃ نوم، کسل، شقاوتِ قلبی، غافل از موت، شہوات کا زیادہ ہونا، نورِ ایمان اور نورِ یقین سے محروم کر دیتا ہے۔

"بھوک" سیّد الرُّسل مولائے کُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی ہے اور فرمانِ ذی شان میں فرمایا: کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا۔ "بعض اوقات غربت کفر تک پہنچا دیتی ہے" براہِ سرقہ یا براہِ تبدیلی مذہبِ اسلام یا کلمۂ کفر سے ایمان کا سلب ہو جانا۔ نیز فرمایا: اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ بناء بریں تنگدستی سے لوگوں کے روزِ قیامت مُنہ کالے ہوں گے۔ اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہ۔ بھوک کی آفتیں حکماء کی نظر میں، حِدّۃ شِدّۃ ذبول، کلال، ملال، تحصیلِ کمال میں خیالات فاسدہ اور اوہام کاسدہ کا جم جانا۔ العیاذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔

○ فائدہ جمیلہ

اس شعر کو ہر شب جمعۃ المبارک بعد نمازِ عصر اوّل آخر درود شریف، قصیدہ مبارکہ پڑھ کر پانچ پانچ بار ورد کرنا قسی القلب کو رقیق القلب اور گناہ گار کو نیکو کار بناتا ہے اور وہ گناہوں کے ارتکاب سے مامون اور محفوظ ہو جاتا ہے۔ بِاِذْنِہٖ تَعَالٰی۔

خوف کن امر مکرہائے فاقہ وسیری الحذر بارہا فاقہ بود بدتر ز تخمہ در ضرر

مکر سے کر خوف ان کے، شکم سیری ہو کہ بھوک آفتیں خالی شکم کی کچھ کم نہیں، سیری سے کم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

(۲۳)

وَاسْتَفْرِغِ الدَّمْعَ مِنْ عَيْنٍ قَدِامْتَلَأَتْ
مِنَ الْمَحَارِمِ وَالْزَمْ حِمْيَةَ النَّدَمِ

پس بیار از دیدگاں اشک کہ چشمت پُر شدہ ازمحارم پس ملازم شو بدرگاہ ندم
جلوہ نامحرماں ہے تیری آنکھوں میں بسا جب بہا آنکھوں سے آنسو کر کے اظہار ندم

لغوی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

وَاسْتَفْرِغِ الدَّمْعَ — صیغہ امر باب استفعال، آنسو بہانے کی طلب کرنا "الدَّمْعَ" آنسو۔
مِنْ عَيْنٍ قَدِامْتَلَأَتْ — ڈبڈباتی ہوئی آنکھ آنسوؤں سے۔
مِنَ الْمَحَارِمِ — حرام چیزوں سے۔
وَالْزَمْ حِمْيَةَ — لازم پکڑ، پرہیز اور بچاؤ کر۔
النَّدَمِ — ندامت، گناہ پر پشیمانی۔

○ ترجمہ: آنسو بہا ان آنکھوں سے جو حرام کے دیکھنے سے گناہ سے پر ہیں اور پشیمان ہو کر ایسے افعال بد سے پرہیز کر۔

○ **تمہیدی کلمہ:** اَلنَّدَمُ التَّوْبَةُ (حدیث پاک) ندامت توبہ ہے۔

○ **تشریح:** اے مخاطب! جب تیرا دل محارم "حرام کام" اور آنکھ، نظر عورت اجنبیہ اور مِثْلُهَا، غیر محرم پر پڑنے سے گناہ آلود ہو چکا ہے تو اپنی ان آنکھوں سے خوب رو رو کر آنسو بہا کہ تیرا دل اس پاک پانی سے اور نظر غُبارِ گناہ سے صاف ہو جائے اور خوب روئے۔ لِاَنَّ الْبُكَاءَ الْعِصْيَانِ مِنْ خَشْيَةِ الرَّحْمٰنِ يَمْنَعُ الْعَبْدَ مِنْ دُخُولِ النِّيْرَانِ۔ "عِصیاں سے رحمان کے خوف سے رونا آدمی کو جہنم کے دخول سے روک دیتا ہے"۔ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ: لَايَدْخُلُ النَّارَ مَنْ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

جسمانی نجاست، آبِ طاہر سے دور ہوتی ہے اور رُوحانی باطنی اور قلبی کثافت آنکھ کے مُطہر پانی، "آنسوؤں" سے دور ہوتی ہے کہ "اِمتلا" گناہوں سے پُری کا علاج، اِستفراغ، "آنسو بہانا" ہے جیسے حکماء حاذق کا مقولہ ہے: اِمتلاء کا علاج اِستفراغ ہے، معدہ جب غذا سے پُر ہو کر فساد پیدا کرتا ہے تو اس کا علاج قے اور حُقنہ ہے کہ معدہ گندے اور فاسد مواد سے پاک اور صاف کیا جاتا ہے۔

اے مخاطب! تیری آنکھ مستورات کے دیکھنے اور کثرتِ ارتکابِ معاصی سے بھر گئی ہے۔

کقولہ العلی العظیم: وَاللّٰہُ یَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ (سورۃ المومن:۱۹)

اللہ تعالیٰ آنکھ کی خیانت کوخوب جانتا ہے تواس آنکھ کی خیانت کوآنکھ کے پانی سے پاک صاف کر۔ایک مقام پر فرمایا گیا ہے:فِیْھِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیَانِ (سورۃ الرحمٰن:۵۰)اس میں دوچشمے جاری ہیں۔مُفسّرِین کرام فرماتے ہیں:''دوآنکھیں جوخوف الٰہی سے آنسو بہائیں۔''

بروایت صحیحہ ایک شخص کا حساب ہوا،اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی بھی نہ تھی،اعضاء جسمانی نے اس کے خلاف گواہی دی۔حکم جہنم ہونیوالا تھا کہ اس کی آنکھ کا ایک بال''پلک''اڑکر حاضر بارگاہ رحمت ہوگیا اورعرض کیا:اے رب کریم!ایک بارخوفِ خدا سے یہ رویا تھا اور میں بھیگ گیا۔رب کریم نے اس کی شہادت کوقبول فرماکراس کی مغفرت فرمادی۔خوف خدابہت بڑی نعمت ہے اوراُمید رحمت بہت بڑا اکرم جسے توفیق عنایت فرمائے۔

بروایت صحیحہ جہنم کی آگ کے ایک انگارے کودنیا کے تمام سمندروں کا پانی نہیں بجھا سکتا لیکن خوف خداء مومن کی آنکھ سے نکلے ہوئے آنسو کے ایک پانی کا قطرہ جہنم کی آگ کو بجھادیتا ہے۔

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزااب ہوگی یا روزِ جزا — دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
کوئی ہے نازاں زہد پر یا حسنِ توبہ سے سپر — یاں ہے فقط تیری عطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
دن لھو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے — شرم نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بزرگان دین متین کافرمود ہے:رَبُّ الْعَبْرَاتِ یَحُطُّ السَّیِّئَاتِ وَیَرْفَعُ الدَّرَجَاتِ''خوف خدا سے رونا،گناہوں کومٹاتا اوردرجات کوبلند کرتا ہے''۔آنسوؤں کے بہنے سے گناہ بہہ جاتے ہیں۔

آنسو بہا کے بہہ گئے کالے گنہ کے ڈھیرے — ہاتھی ڈوباؤ یہ جھیل یہاں چشمِ ترکی ہے
توفیق دے کہ آگے نہ ہو خُوئے بد — تبدیل کر جو خصلت بد پیشتر کی ہے

○ **فائدہ جلیلہ**

اس شعرکی یہ خصوصیّت ہے کہ اگر دورانِ مطالعہ علمی مسئلہ میں مشکل پیش آئے تواس شعرکوتوجہّ سے پڑھ کر روئے۔انشراحِ صدر ہوگا اوردل سے حکمت کے چشمے رونے سے پھوٹیں گے کہ دل غبار سے پاک اوردماغ بوجھ سے صاف ہوجاتا ہے۔

ازگناہاں پاک کن را بچشم اشکبار — از ندامت تا بیابی عفو از پروردگار
ان گناہوں کو جوآنکھوں میں بسے ہیں دورکر — ہو پشیمان اور بہا اشک ندامت دمبدم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۴۴)

وَخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّيْطَانَ وَاعْصِهِمَا
وَإِنْ هُمَا مَحَضَاكَ النُّصْحَ فَاتَّهِمِ

برخلاف نفس و شیطان باش فرمانش مبر — درنصیحت میکندت قول شان واں متہم
نفس وشیطان ہیں تیرے دشمن نہ کہنا ان کا مان — پند خالص بھی کریں تب بھی نہ رکھا ان کا بھرم

لفظی ولغوی معنی علم صرف و نحو

وَخَالِفِ النَّفْسَ	"خَالِفْ" صیغہ واحد امر حاضر معنیٰ: مخالفت کر نفس کی
وَالشَّيْطَانَ وَاعْصِهِمَا وَإِنْ	مشتق از "شَطْنٌ"، معنیٰ: رحمت سے دُور اور مایوس، نا اُمید۔
هُمَا	اور نافرمانی کر دونوں نفس اور شیطان کی۔
مَحَضَاكَ النُّصْحَ	مخلصانہ نصیحت۔
فَاتَّهِمِ	اتہام مصدر، معنیٰ: تہمت۔

○ **ترجمہ:** مخالفت کر نفس اور شیطان کی اور ان دونوں کی نافرمانی کر خواہ وہ مخلصانہ اور خیر خواہی کے طور پر ہی تجھے نصیحت کریں کہ شیطان انسان کا دشمن ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** شیطان انسان کا عدوّ مبین ہے۔ (القرآنُ الکریم)

○ **تشریح:** بفرمانِ نبی الرحمان ﷺ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي كَمَجْرِى الدَّمِ۔ "شیطان انسان کی رگوں میں خون کی مانند دوڑتا ہے"۔ اندرونی دشمن نفس اور بیرونی دشمن شیطان دونوں کی مخالفت کر۔ ان کی حیلہ، مکر اور فریب والی بات نہ سُن کہ اُن کی پند و نصیحت میں بھی کوئی چال پوشیدہ ہے جو تجھے معلوم اور محسوس نہیں ہو رہی۔ ابلیس انسان کی شکل میں آئے تو بھی بچ کہ ابلیس انسان، ابلیس جن سے سخت دشمن ثابت ہوتا ہے۔

بہر خواہی کہ جامہ ے پوش — من اندازِ قدت راے شناسم

فَحَكَاهُ المولوی الرّومی فِی كِتَابِهِ الْمثنوی: امیر المومنین سیّدنا امیر معاویہ بن سیّدنا اُبو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سو رہے تھے کہ علی الصبح شیطان آ دھمکا اور کہا: حَیَّ عَلَى الصَّلٰوة آپ بیدار ہوئے تو آپ نے فطانت اور نُورِ فراست سے پہچان لیا کہ یہ ابلیس شیطان ہے اور فرمایا: اے لعین! تو نے مجھے اطاعت خُداوندِ قدُّوس کے لیے جگایا حالانکہ تو معصیّت کا حکم دیتا ہے اس امر عجیب کی کیا وجہ ہے؟ کہنے لگا: اے امیر المومنین! ایک مرتبہ سونے کی وجہ سے تمہاری نماز باجماعت رہ گئی تو تم بہت روئے اور افسوس کیا تو اللہ جَلَّ شانہ، نے اپنی عنایت بے غایت سے تجھے دو چند اجر دے دیا تو میں نے خیال کیا کہ آج بھی اُن کی نماز قضا ہو رہی ہے تو ثواب مزید سے مزید نہ مل جائے، لہٰذا میں نے تمہیں جگا دیا۔

صاحب قصیدہ بردہ شریف اَلْزَمْ سے فرمار ہے ہیں "الحذر" بچ کہ شیطان کی اس پند میں بھی شرّ کا پہلو ہے۔
(عَصِیْدَۃُ الشّھْدہ شرح قَصِیدۃ بردہ ص ۶۵)

حضور نبی رحمت، شفیع اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے شیطان کے مکروفریب اوراس کے شر سے بچنے کے لیے فرمایا: سَلَاحُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الشَّیْطَانِ اَلاِسْتِعَاذَۃُ وَکَلِمَۃُ الشَّھَادَۃِ وَالْبِسْمَلَۃُ۔ "شیطان سے بچنے کے لیے مومن کے ہتھیار تعوذ، کلمہ شہادت اورتسمیہ اور وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ اور ذکراسم ذات ہیں"۔

سرورِ دین لیجئے اپنے ناتوانوں کی خبر — نفس وشیطان سیّدا کب تک دباتے جائیں گے
حشر تک ڈالیں گے پیدائش مولیٰ کی دھوم — مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدوجل کر مگر ہم تو رضا — دم میں جب تک دم ہے ذکران کا سناتے جائیں گے

علامہ ابُومعین محدّث نسفی قدّس سرُّہ الجلی والخفی نے بحرُ الکلام میں ارقام فرمایا: اَلشَّیْطَانُ نَارِیٌّ جِسْمٌ لَطِیْفٌ قَادِرٌ عَلٰی شَکْلٍ یَتَشَکَّلُ بِاَشْکَالٍ مُّخْتَلِفَۃٍ وَالْجِنُّ شَقِیًّا وَّشَرِیْرًا مِنْھُمْ سَعِیْدٌ وَّبَارٌ یَتَنَاسِلُ وَیَتَوَالِدُ شیطان ناری ہے۔ جسم لطیف رکھتا ہے مختلف قسم کی شکلیں بدلنے پر قادر ہے۔ ان میں شقی بھی ہیں اور سعید بھی۔ نیک بھی ہیں اور بد بھی، ان میں توالد کا اور تناسل کا سلسلہ بھی ہے"۔ شیطان عام ہے جنّی اور انسی یہ اپنے مکر سے مومن کے دل میں بیہودہ قسم کے وسوسے ڈالتا ہے۔ جس سے خیالات فاسد ظاہر ہوتے ہیں۔

وسوسوں کا پیدا ہونا ایمان کی علامت فرمایا گیا۔ چوروہاں سے چوری کرتا ہے جہاں خزانہ ہو ایمان سے بڑھ کر بڑی اور کونسی دولت ہوگی۔ قرآن پاک نے شرّ شیطان شرِ نفس اور جنّی، انسی شیطانوں سے بچنے کے لیے وظیفہ بیان فرمایا: قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ ○ وَاَعُوْذُبِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ ○ (سورۃ المومنون: ۹۷۔۹۸) اور حدیث پاک میں کلمہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ تجویز فرمایا، جو جنّت کے خزانوں میں سے ایک عظیم الشان خزانہ ہے اور جسمانی، روحانی، قلبی، ذہنی لاعلاج بیماریوں اور وسوسوں کا تیر بہدف نسخہ شافی ہے۔

نفس شیطان را مخالف باش وخود را دور دار — گر ترا گویند وعظ و پند بند شان شمار
نفس وشیطان کا مخالف بن نہ مان ان کا کہا — ان کی سچی نصیحت بھی جھوٹ سے کیا کچھ ہے کم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۲۵)

وَلَا تُطِعْ مِنْهُمَا خَصْمًا وَّلَا حَكَمًا
فَاَنْتَ تَعْرِفُ كَيْدَ الْخَصْمِ وَالْحَكَمِ

ترک کن فرمان ایشان خَصم باشد یا حکَم — زانکہ مے دانی تو مکر خَصم و ہم مکر حکَم
یہ حکَم ہوں یا خصم ان کی طاعت تو نہ کر — تجھ پہ پوشیدہ نہیں مکاری خصم و حکَم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

وَلَا تُطِعْ مِنْهُمَا — ''وَلَا تُطِعْ'' صیغہ نہی ''هُمَا'' ضمیر تثنیہ، راجع نفس وشیطان۔
خَصْمًا وَّلَا حَكَمًا — ''خَصْمًا'' دشمن بدخواہ، مُراد نفس ''حَكَمًا'' مُنصف، شیطان۔
فَاَنْتَ تَعْرِفُ — ''تَعْرِفُ'' صیغہ واحد مخاطب، تو خوب جانتا ہے۔
كَيْدَ الْخَصْمِ — ''كَيْدَ'' مکروفریب ''الْخَصْمِ'' الف لام عہد خارجی، معنیٰ: دشمن۔
وَالْحَكَمِ — جمع حاکم، فیصلہ کرنے والا، جج، قاضی، مجسٹریٹ، مفتی۔

○ **ترجمہ:** اے انسان! تو کسی صورت میں بھی ان دونوں نفس اور شیطان کی تابعداری نہ کر کہ وہ لباس مخالف میں ہوں یا لباس مُنصف میں ہوں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** شیطان کی ریشہ دوانیوں اور نفس کی سرمستیوں کا تذکرہ۔

○ **تشریح:** اور خَصْمًا سے مراد نفس امارہ جس کی بُرائی بادیُ النظر میں ظاہر نہیں ہوتی اور حَكَمًا سے مراد شیطانِ رجیم ہے۔ وہ انسان کو ایسا دھوکا دیتا ہے کہ وہ سمجھ نہیں پاتا یا یہ معنیٰ جو خُصم اور حکَم نفس وشیطان کی جانب سے ہوں اور ان کی اطاعت نہ کر کہ ہم نشینانِ بدکردار اور صاحبانِ فسق وفجور رہیں کہ ابلیس انسان، ابلیس جن سے سخت ہے کہ وہ ہم شکل انسان ہونے، دھوکا دینے میں جلد کامیاب ہوجاتا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند — صحبت طالع ترا طالع کند

شارح قصیدہ بُردہ الشیخ بدرالدین زرکشی علیہ الرّحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ شعر قصیدہ مبارکہ کے تمام شعروں سے اُدق ہے جو عوام کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ خصم اور حکَم کا مسئلہ ایک معمّہ نظر آتا ہے، میں نے مکاشفہ میں امام ناظم تَغَمَّدَ اللّٰهُ بِرِدَاءِ كَرَمِهٖ کو دیکھا تو پوچھا: مَامُرَادُكَ مِنْ هٰذَا الْبَيْتِ يَا اِمَامُ۔ اے امام! اس بیت سے آپ کی مُراد کیا ہے''؟ تو فرمایا: دواعی (دعوت دینے والے) انسان میں تین ہیں: قلب، نفس اور شیطان۔ جب قلب نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو نفس مانع ہوتا ہے، پھر دونوں کا جھگڑا ہو جاتا ہے، دونوں شیطان کو حکَم تسلیم کر کے اس سے فیصلہ چاہتے ہیں تو وہ شر کا حکم نافذ کرتا ہے۔ یہاں شیطان حکَم ہے قلب اور نفس خصَم اور جب شیطان ارادہ کرتا ہے برائی کا تو قلب اسے کہتا

ہے: لَاتَفْعَلْ اِنَّہٗ، شَرٌّ۔ ”نہ کر یہ شر ہے“ اور کہتا ہے: لَابَلْ ھُوَخَیْرٌ۔ ”نہیں بلکہ خیر ہے“، پس دونوں شیطان اور قلب کا جھگڑا ہو جاتا ہے تو دونوں نفس کو حاکم بناتے ہیں۔ وَھِیَ تَاْمُرُ بِالسُّوْءِ اور وہ برائی کا فیصلہ کرتا ہے، اس تقدیر پر نفس حکم اور شیطان خصم وعلیٰ ہذا القیاس۔ ہر ایک من وجہ حکم بھی ہے اور خصم بھی۔ نفس اور شیطان دونوں ایک ہیں۔ نفس کا مکر زیادہ پُر اسرار ہے۔ مشکل یہ کہ دونوں پوشیدہ گھات لگاتے ہیں اور نظر نہیں آتے۔

انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی ان کے مکروفریب کے شر سے اللہ جل شانہ، کے دامنِ رحمت میں پناہ چاہی اور پائی۔ حضرت سیّدنا یوسف نبی اللہ علیہ السلام کو جب عورت نے اپنے مکروفریب کے جال میں پوری طرح جکڑ لیا تو آپ مَعَاذَ اللّٰہ کہہ کر اس کے جال سے بچ گئے۔ (سورۃ یوسف:۲۳)

امام الائمہ عارف باللہ امام ابوعلی الحسن بصری قدس سرّ ہ، الجلی والخفی کے پاس لوگ حاضر ہوئے اور شیطان کے شرّ کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: وہ ابھی ابھی میرے پاس سے ہوکر گیا ہے اور تمہاری شکایت کر رہا تھا اور کہتا تھا: قَالَ قُلِ النَّاسَ یَدْعُوْا دُنْیَایَ حَتّٰی اَدْعُوا دِیْنُھُمْ۔ ”آپ اپنے مریدوں سے فرمادیں کہ وہ میری دنیا کو چھوڑ دیں میں اُن کے دین کو چھوڑ دوں گا“۔ فرمایا: شیطان اور نفس کے شرّ سے بچنے کے لیے دو چیزیں لازم کرلو: اِشْتَکَاءُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّجَاءُ مِنْہُ تَعَالٰی۔ ”اللہ تعالیٰ کا خوف اور اُمید رحمت“۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور امید رحمت کے انوار سے مومن کا قلب بھر جاتا ہے، اس کے سوا اور کوئی چیز اس میں سما نہیں سکتی تو نفس کے شرّ اور شیطان کے مکر سے بچ جاتا ہے اور ذکر اللہ، وسوسہ شیطان سے بچنے کی ڈھال ہے۔

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری وقت پیری گرگ ظالم مے شود پرہیزگار

○ **فائدہ جلیلہ** خاصیت ھٰذَیْنِ الْبَیْتَیْنِ ہر دو بیت نمبر ۲۴، نمبر ۱۲۵ اگر کوئی شخص مُصر علی المعصیت ہو اور توبہ کی طرف رجوع نہ کرتا ہو تو یہ دو بیت ایک صحیفہ پر لکھ کر اور گلاب کے عرق سے دھو کر پلائیں یا اسی مقام پر جہاں جمعۃ المبارک کی نماز ادا کی ہے وہیں استقامت کے ساتھ قبلہ رُو ہو کر پڑھے اور ربُّ العزّت کی بارگاہِ کریمی میں انتہائی تضرّع، خشوع خضوع اور گریہ زاری کرے اور درود شریف اوّل آخر پڑھ کر توبہ کرے تو بالیقین کامران اور کامیاب ہوگا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ۔

طاعت ہر دو بود برذات تو جور و ستم خوب میدانی تو کید خصم ہم مکر حکم
تو نہ کر ان کی اطاعت ہوں یہ حاکم یا عدوّ جانتا ہے خوب تو مکرِ عدو، مکرِ حکم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۲۶)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ
لَقَدْ نَسَبْتُ بِہٖ نَسْلًا لِّذِیْ عُقُمٖ

مے کنم اَسْتَغْفِرُ اللہ از کلام بے عمل چہ مے خواہم ازاں زن کو بود صاحب عقم

اپنے قول بے عمل سے توبہ کرتا ہوں میں اب کیونکہ قول بے عمل ہے مثل زن صاحبِ عقم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ	''اَسْتَغْفِرُ'' بابِ استفعال، میں طلب مغفرت چاہتا ہوں۔
مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ	قول بے عمل سے
لَقَدْ نَسَبْتُ	''لَقَدْ'' البتہ تحقیق، ''نَسَبْتُ'' صیغہ واحد متکلم، میں نے نسبت کی۔
بِہٖ نَسْلًا	''بِہٖ'' اس کی طرف ''نَسْلًا'' نسل کی۔
لِّذِیْ عُقُمٖ	ایسی عورت جو بانجھ ہو۔

○ ترجمہ: میں توبہ کرتا ہوں قول بے عمل سے، خدا کی قسم! میرا لوگوں کو نصیحت کرنا ایسا ہے جیسا بانجھ عورت کی طرف اولاد کی نسبت کرنا۔

○ تمہیدی کلمہ: ''اوروں کو نصیحت خود میاں فضیحت''

○ تشریح: امام ناظم فاہم علیہ الرحمۃ والکرم از رُوئے بطورِ کسرِ نفسی کہتے ہیں: اے غفّارُ الذنُوب! میں توبہ کرتا ہوں ایسے قول سے کہ لوگوں کو تو پند و نصیحت کرتا ہوں اور خود اس پر عمل نہیں کرتا۔ کما قولہ تعالیٰ: ''اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ (سورۃ البقرہ:۴۴) ''تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے تئیں بھول جاتے ہو'' اور اپنے قول پر خود ہی عمل نہیں کرتے۔ قول بلا عمل کو تشبیہ دی بانجھ عورت سے کہ وہ اولاد پیدا کرنے سے قاصر ہے یعنی پند کا کوئی فائدہ نہیں۔ صوفیاءِ عظام کا قول ہے: اِنَّ قَوْلَ الَّذِیْ یَخْرُجُ مِنَ اللِّسَانِ وَلَا تَبْلُغُ الْاٰذَانَ وَالَّذِیْ یَخْرُجُ عَنِ الْجَنَانِ وَقَعَ عَلَی الْجَنَانِ۔ ''بے شک وہ قول جو منہ سے نکلے اور کانوں تک نہ پہنچے اور بات جو دل سے نکلے تو دل میں گھر کر جائے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے''۔

کے بود مقبول قولِ بے عمل کَبُرَ مَقْتًا گفت رَبّ عَزَّوَجَلَّ

بروایت حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما: قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَرَرْتُ لَیْلَۃَ اُسْرٰی اِلَی السَّمَاءِ بِاَقْوَامٍ تُقْرَضُ شِفَاھُھُمْ بِمَقَارِیْضٍ مِّنَ النَّارِ فَقُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ یَا جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ خُطَبَاءُ اُمَّتِکَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ مَالَا یَفْعَلُوْنَ

فرمایا: میں نے شبِ معراج آسمانوں پر ایک قوم کو ملاحظہ فرمایا کہ اُن کی زُبانیں اور ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے ہیں میں نے جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا: یہ آپ کی اُمت کے وہ خطیب، واعظ ہیں جو لوگوں کو نصیحت کرتے اور خود اس پر عمل نہ کرتے تھے۔

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر مے کند | چوں بخلوت مے روند آں کارِ دیگر مے کند
مشکلے دارم ز دانشمندِ مجلس باز پرس | توبہ فرمایاں چرا توبہ کمتر مے کند

"یہ واعظ جو محراب ومنبر پر جلوہ افروز ہوکر جلوت میں وعظ کرتے ہیں اور جب خلوت میں جاتے ہیں۔ کارِ دیگر کرتے ہیں۔ مجھے ایک مشکل درپیش ہے وہ مجلس کے کسی عقل مند سے پوچھ کہ توبہ کا وعظ کرنے والے خود توبہ کیوں نہیں کرتے"؟

عَصیدۃ الشَّہدۃ میں علاّمہ خرپوتی نے یہاں ایک بات حکایۃً لطیفۃً تحریر فرمائی ہے کہ ایک عالم دین مؤثر الکلام اور قویُ التصرف فی القلوب تھا۔ اُس کی زُبان کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ اُس کی مجلس واعظ میں کوئی نہ کوئی آدمی شدّتِ تاثیر سے شہید ہوجاتا۔ اس شہر کی ایک بڑھیا عفیفہ ضعیفہ نہایت متقیہ تھی جس کا ایک صالح رقیقُ القلب بیٹا تھا۔ اس کو اس واعظ کی مجلس وعظ میں جانے سے روکتی تھی۔ ایک روز اچانک وہ اس واعظ کی مجلس وعظ میں چلا گیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا امر واقع ہوگیا اور وہ انتقال کرگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ایک روز اچانک اس ضعیفہ کی واعظ سے راستہ میں ملاقات ہوئی اور اس نے واعظ کے گھوڑے کی لگام کو تھام لیا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھ کر یہ اشعار فی البدیہہ پڑھے:

اَتَھْدِی الْاَنَامَ وَ لَاتَھْتَدِیْ | اَلَآ اِنَّ ذٰلِکَ لَا یَنْفَعُ
فَیَا حَجَرَا الشَّحْذِ حَتّٰی مَتٰی | تَحُدُّ الْحَدِیْدَ وَلَاتَنْقَطِعُ

"اے واعظ! تونے زمانہ کو ہدایت کی اور خود ہدایت کی راہ پر نہ چلا۔ خبردار! یہ پندونصیحت تیرے حق میں اچھی نہیں۔ او سخت دل! یہ سنگدلی کب تک؟ لوہا ٹوٹ گیا اور تو دنیا سے منقطع نہ ہوا"۔ جب واعظ نے یہ رباعی سنی تو ایک چیخ ماری اور گھوڑے سے غش کھا کر گرا، جب دیکھا تو شہیدِ وفا ہو چکا تھا۔ فَیَلْزَمُ لَکَ الْعَمَلُ بِکُلِّ مَاکَلَّمْتَ بِہٖ "پس لازم ہے تجھ پر تو جو قول کہے اس پر عمل کرے"۔

مے کنم استغفر اللہ از کلام بے عمل | چہ مے خواہم ازاں زن گر بود صاحب عقم
توبہ کرتا ہوں میں قول بے عمل سے اس لیے | بانجھ عورت سے امید اولاد کی رکھتے ہیں ہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

(۲۷)

اَمَرْ تُكَ الْخَيْرَ لٰكِنْ مَّا ائْتَمَرْتُ بِهٖ
وَمَا اسْتَقَمْتُ فَمَا قَوْلِىْ لَكَ اسْتَقِمِ

امر کردم من بخیرت خود نکردم ہیچ خیر
راستی در دین نکردم پس چہ سود از سقم

امر نیکی کا کروں میں خود رہوں نیکی سے باز
استقامت کا سبق دوں خود نہ ہوں ثابت قدم

لغوی و اصطلاحی معنی علم صرف و نحو سے

اَمَرْتُكَ الْخَيْرَ	صیغہ فعل ماضی متکلم، میں نے تجھ کو حکم دیا خیر کا۔
لٰكِنْ مَّا ائْتَمَرْتُ بِهٖ	''لٰکِنَّ'' استدارک ''مَا'' نافیہ، میں خود اس پر عمل پیرا نہیں رہا۔
وَمَا اسْتَقَمْتُ	صیغہ فعل ماضی مُتکلّم، میں خود اس پر قائم نہیں رہا۔
فَمَا قَوْلِىْ لَكَ	''مَا'' استفہامیہ، کیا ہے؟ ''قَوْلِیْ لَکَ'' میرا قول تیرے لیے۔
اسْتَقِمِ	اور قائم رہ، مصدر استقامت۔۔

○ **ترجمہ:** میں نے تجھے حکم دیا بھلائی کا لیکن میں بذات خود اس پر قائم نہیں اور جب میں سیدھی راہ پر نہیں چلتا تو میرا یہ کہنا تجھ سے سیدھی راہ پر چل کیا معنٰی رکھتا ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ

○ **تشریح:** یہ بیت پہلے بیت کی توضیح وتشریح ہے، ان دو شعروں کا مفہوم ایک ہے۔

غَيْرُ تَقِىٍّ النَّاسِ يَأْمُرُ بِالتُّقٰى
طَبِيْبٌ يُدَاوِى النَّاسَ وَهُوَ مَرِيْضٌ

غیر متقی لوگوں کا تقویٰ پر وعظ کرنا ایسے طبیب کی مانند ہے جو لوگوں کا علاج کرے اور خود اس مرض کا مریض ہو۔ وہ دوسروں کے مرض کی تشخیص کیسے کرسکتا ہے۔ نیم حکیم خطرہ جان نیم ملاّ خطرہ ایمان۔

اس شعر کا دوسرا مصرعہ استقامت علی العمل پر ہے اور اس حدیثِ نبوی کی طرف تلمیحاً اشارہ ہے۔ كَمَا رُوِىَ مِنَ الصَّحَابَةِ عرض کیا: یارَسولَ اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم)! کیا آپ نے فرمایا ہے: شَيَّبَتْنِىْ سُوْرَةُ هُوْد قَالَ نَعَمْ نَمَا الَّذِىْ شَيَّبَكَ مِنْهَا قَصَصُ الْاَنْبِيَاءِ اَمْ هَلَاكُ اُمَّتِهِمْ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا وَلٰكِنْ قَوْلُه، تَعَالٰى فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ (سورۃ ھود:۱۱۲) ''کہ مجھے سورۂ ھود نے بوڑھا کر دیا فرمایا: ہاں! عرض کیا کہ اس میں سابقہ انبیاء اکرام کے حالات یا اُن کی اُمتوں کی ہلاکت کی وجہ سے؟ فرمایا: نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان عالی شان فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ نے۔'' اس آیت شریفہ میں استقامت کا حکم دیا گیا ہے جس نے مجھے جسمانی لحاظ سے بوڑھا کر دیا۔

درحقیقت استقامت نام ہے: وفاعہدِ الست ، ہرامور میں حد توسط کی رعایت کرنا خواہ طعام ہو یا قیام، اکل ہو یا شُرب یا اساسِ اُمورِ دینی ہو یا دنیاوی، ترغیب خیر ہو یا ترہیب شر، یہ ہے صراط مستقیم جس پر استقامت کا حکم فرمایا گیا۔ صراط مستقیم کی ہدایت مانگنا کمالِ دین ہے جس میں نہ افراط ہو نہ تفریط وہ راہ ہدایت سُنت مصطفوی ﷺ ہے۔

عارف باللہ بُوعلی جُرجانی قدّس سرّہ النّورانی نے فرمایا: كُنْ طَالِبَ الْاِسْتِقَامَةِ وَلَا تَكُنْ طَالِبَ الْكِرَامَةِ فَاِنَّ نَفْسَكَ مُتَحَرِّكَةٌ فِي طَلَبِ الْكَرَامَةِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَطْلُبُ مِنْكَ الْاِسْتِقَامَةَ ۔ ''فرمایا: طالب استقامت بن نہ طالبِ کرامت کیونکہ تیرا نفس کرامت اور خارقِ عادت چاہتا ہے۔ اور تیرا رب تجھ سے استقامت طلب کرتا ہے''۔ ''مرضی مولیٰ از ہمہ اَولیٰ'' پس استقامت ہی کرامت کُبریٰ ہے۔

شہنشاہ نقشبند خواجہ محمّد بہاءُالدین بخاری قدس سرّہ الباری کا فرمان: ''اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ '' حق ہے۔

منقول ہے کہ غوثُ الانامی حضرت بایزید بسطامی قدّس سرّہ السّامی سے کسی نے کہا کہ فلاں آدمی پانی پر چلتا ہے فرمایا: مینڈک اور مچھلی بھی پانی پر چلتے ہیں۔ کہا: وہ ہوا میں اڑتا ہے۔ فرمایا: مکھی اور مچھر بھی ہوا میں اُڑتے ہیں۔ عرض کیا: فلاں مشرق سے مغرب تک ایک ساعت میں چلا جاتا ہے۔ فرمایا: شیطان بھی ایسا کر لیتا ہے عرض کیا: مَا الْمَقْبُوْلُ عِنْدَكَ آپ کے نزدیک مقبول عمل کیا ہے۔ فرمایا: اَلْاِسْتِقَامَةُ فِي الدِّيْنِ اور فرمایا ہم کریم کے چاہنے والے ہیں کرامت کے نہیں۔ کرامت کرم ہے لیکن استقامتِ دین سب سے بڑا کرم ہے۔

واعظین کو چاہئے کہ پہلے اپنے نفس کو وعظ کریں تو پھر لوگوں کو وعظ کریں ''خفتہ را بخفتہ کے کُند بیدار'' اور سامعین کے لیے لازم ہے کہ واعظین کی ذات میں نظر نہ کریں بمطابق فرمان ذی شان: لَا تَنْظُرْ اِلٰى مَنْ قَالَ بَلْ تَنْظُرْ اِلٰى مَا قَالَ ''فرمایا: یہ نہ دیکھ کہ کون کہتا ہے بلکہ یہ دیکھ کہ کیا کہتا ہے''۔ لِاَنَّ الْحِكْمَةَ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ اَيْنَمَا وُجِدَهَا خُذْهَا'' کہ حکمت مومن کا گمشدہ گوہر ہے جہاں سے ملے اس کو حاصل کرے''۔

گوئمت شو نیک خُو لیکن نیم خود نیک خُو — راست ذومعنی چہ دارد چوں من راست نیم

کی نصیحت دوسروں کو اور ہیں خود بے عمل — ہو نصیحت کا اثر کیا بے عمل جب خود ہیں ہم

مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۲۸)

وَلَا تَزَوَّدْتُّ قَبْلَ الْمَوْتِ نَافِلَةً
وَلَمْ اُصَلِّ سِوٰی فَرْضٍ وَّلَمْ اَصُمِ

توشہ ہر گز نہ کردم بہرِ زادِ آخرت — وز نماز و روزہ جز فرض نیاورد درتَمَم

زادِ عقبٰی جس کو کہتے ہیں نہیں وہ اپنے پاس — گو ادا کرتے رہے فرض نماز و روزہ ہم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو سے

وَلَا تَزَوَّدْتُّ — باب تفعّل، صیغہ واحد ماضی متکلّم، اور میں نے زادِراہ نہیں لیا۔

قَبْلَ الْمَوْتِ نَافِلَةً — موت سے پہلے ''نَافِلَةً'' نفل مراد زائد از عبادت فرض۔

وَلَمْ اُصَلِّ — صیغہ واحد متکلم ''لَمْ'' جحد معلوم، اور نہیں نماز پڑھی میں نے۔

سِوٰی فَرْضٍ — سوائے پنجگانہ نماز فرض کے۔

وَّلَمْ اَصُمِ — ''اَصُمِ'' مصدر صوم سے، صیغہ واحد متکلم، اور میں نے نفلی روزہ نہ رکھا۔

○ ترجمہ: اور میں نے موت سے پہلے اپنی زندگی میں آخرت کا زادِراہ تیار نہیں کیا اور نہ میں نے پنجگانہ فرض نماز کے علاوہ نفل پڑھے اور نہ رمضانُ المبارک کے فرض روزوں کے سوا نفلی روزے رکھے۔

○ تمہیدی کلمہ: عَلٰی مَافَاتَ اُمُوْرِ خَیْر کا تذکرہ اور اپنی تقصیرات کا اعتراف۔

○ تشریح: زادِ سفر وہ کھانا جو انسان اپنے ساتھ رکھتا ہے ''یہاں استعارہ ہے طاعات اور عبادات سے'' انسان دنیا میں آخرت کا مسافر ہے سے لازم ہے کہ عبادات و طاعات کا توشۂ آخرت اور اثاثہ سفر تیار کرے کَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ: کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّكَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرِیْ سَبِیْلٍ وَعِدْ نَفْسَكَ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ۔ ''دنیا میں مانند مسافر کے رہ یا راہ گذر کی طرح اور اپنے آپ کو اصحاب قبور سے شمار کر''۔ اگر بے ذکر توشہ رہا تو مشکلات کا سامنا ہوگا۔ تقویٰ، طہارت اور توکل، تبتّل کا زادِ راحلہ تیار رکھ، یہی رضاءِ الٰہی کا راستہ ہے۔

مَاجَعَلْتُ شَیْئًا مِّنَ النَّوَافِلِ زَادَ السَّفَرِ قَبْلَ الْفَوْتِ وَلَا تَحِیَّاتُ لِلْوُصُوْلِ اِلٰی مَرَاتِبِ الْكَمَالِ قَبْلَ الْمَوْتِ۔ ''وفات سے پہلے حینِ حیات میں نفلی عبادت سے بڑھ کر کوئی زادِ سفر بہتر نہیں اور نہ وصولِ قربِ کمال اور حصول رضاءِ الٰہی میں فرائض کے بعد نوافل سے بڑھ کر کوئی عبادت ہے'' اور یہ تحفہ حسناتِ نافلہ فرائض میں کوتاہی اور اس کی کمی کا تدارک کرتا ہے اور موجب قرب الٰہی ہے۔

حدیث قدسی شریف: لَایَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ۔ ''میرا بندہ ہمیشہ نوافل سے میرا قرب چاہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا

ہے اور میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اور میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے اور میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے''۔ (صحیح مسلم شریف)

عَجِّلُوا بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْفَوْتِ عَجِّلُوا بِالتَّوْبَةِ قَبْلَ الْمَوْتِ

امامُ الائمہ کاشفُ الغمہ امام اعظم سیّدنا نعمان بن ثابت کوفی مظہرشان روفی قَدَّسَ اللّٰہُ الْاِسْرَارَ الْاَقْدَس کے متعلق مشہور محدّث حضرت شریک علیہ رحمۃُ اللّطیف فرماتے ہیں۔ میں کئی سال آپ کی خدمت میں رہا آپ نے چالیس (۴۰) سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی اور ساری ساری رات رکوع، سجود اور نوافل میں گزار دی۔

عارف باللہ سرکار جنید بغداری علیہ الرحمہ اپنے حجرہ مبارک میں پردہ ڈال دیتے اور ہر روز وشب چار سو رکعت نماز نوافل ادا فرماتے اور پھر اپنے دولت کدہ میں تشریف فرما ہوتے۔

علیٰ ھذٰا القیاس اَولیاءِ امت نے نوافل اور روزے کی اتنی کثرت سے زادِ راحلہ تیار کیا جس کا شمار حدِّ شمار سے باہر ہے۔ امام ناظم علیہ الرحمۃ والکرم حسرت اور تاسف سے فرماتے ہیں: سوا فرض نماز اور روزہ کے مجھ سے آخرت کے لیے بوجہ قصور، نوافل کا زادِ راحلہ تیار نہ ہوسکا اور حقِ عبودیت ادا نہ ہوسکا۔ دیرینہ غلام کو ناکارہ سمجھ کر بازار میں فروخت نہ کر دینا، فضل فرمانا، فضل وکرم فرمانا، رحمت فرمانا رحمت، میرے جرم معاف فرمانا۔

دیرینہ غلامے را مفروش ببازارے نے جرم گرامی را بجز کاہلی و پیری

اس بیت مبارکہ میں دوسوال قابلِ حل ہیں۔ فرائض کی ادائیگی جب توشہ آخرت ہے تو امام قُدِّسَ سرُّہُ الْاَقْدَس کا وَلَا تَزَوَّدْتُ کہنا چہ معنیٰ دارد؟ یہ کہنا کہ میں نماز روزہ فرائض ادا کرتا رہا ہوں یہ یک گونہ فخر ہے۔ فرائض جو کہ قرض ہے ان کا ادا کرنا حقِ عبودیت کو ادا نہیں کرتا اُن کے نزدیک حقِ عبودیت تب ہوسکتی ہے جب نوافل کا بے انتہا توشہ جمع کیا جائے، فرض میں تنوین تعلیل کے لیے ہے فرائض کا کچھ یا قلیل حصہ ادا ہوا۔ کما حقہ، کون حقِ عبادت ادا کرسکتا ہے۔ نوافل تو در کنار فرائض جو کہ قرض ہیں وہ بھی پوری طرح ادا نہ کرسکا۔ نہایت حسرت اور تاسف کا اظہار ہے تو یہ تفاخر نہیں انتہائی عجز وانکساری ہے۔ اس راہ میں عجز وانکساری کمال ہے۔

جز نماز و روزہ فرض نشد از من ادا پیش از مرگم نہ کردم جمع توشہ حسرتا
جز نمازِ فرض و روزہ کچھ نہیں رکھتے ہیں ہم اک نفل کا بھی نہیں ہے زادِ راہِ رفت

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَوْضَۃُ الثَّالِثُ
جنت المعلیٰ

"فِیْ مَدْحِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم"

وظیفہ بروز اتوار

(۲۹)

ظَلَمْتُ سُنَّۃَ مَنْ اَحْیَ الظَّلَامَ اِلٰی
اَنِ اشْتَکَتْ قَدَمَاہُ الضُّرَّ مِنْ وَّرَمٖ

من ستم کردم بسے برسنت خیر الرّسل
آنکہ ازحیاء شبہا پائے وے کردہ ورم

سنت اس کی ترک کی میں نے جو تھا شب زندہ دار
اور پائے نازنین اس کے کر آتے تھے ورم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو سے

ظَلَمْتُ — صیغہ فعل ماضی واحد متکلم، بہ معنیٰ: "تَرَکْتُ" میں نے چھوڑا

سُنَّۃَ مَنْ — "سُنَّۃَ" طریقہ "مَنْ" موصولہ اشارہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

اَحْیَ الظَّلَامَ اِلٰی — زندہ کیا شب تاریک کو اپنی عبادت سے "اِلٰی" غایت کے لیے۔

اَنِ اشْتَکَتْ قَدَمَاہُ — "اشْتَکَتْ" سوج گئے "قَدَمَاہُ" دونوں قدم مبارک آپ کے۔

الضُّرَّ مِنْ وَّرَمٖ — "الضُّرَّ" تکلیف "وَرَمٖ" سوجن سے

○ ترجمہ: مجھے افسوس ہے کہ میں نے اُس ذات اطہر کی سُنّت کو ترک کیا جنھوں نے اندھیری راتوں میں شب بیداری کی اور کثرتِ عبادت اور شبِ بیداری سے آپ کے قدم مُبارک تکلیف سے سُوج گئے۔

○ تمہیدی کلمہ: بِطُوْلِ الْقِیَامِ وَرِمَتْ قَدَمَاہُ الْمُکَرَّمَتَانِ۔

○ تشریح: اس بیت مبارکہ میں قبل از اظہارِ نبوّت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ساری ساری رات عبادت کرنے کی طرف تلمیحاً اشارہ کیا۔ بعدہ، تہجد نماز فرض ہوئی۔ تہجد کی نماز میں "$\frac{2}{3}$" دوتہائی حصہ جاگنے کا حکم اور کچھ دیر آرام کرنے کا حکم ضمناً ہوا کہ محبوب! کچھ وقت استراحت بھی فرمایا کرو۔

بروایت سیّدہ امُّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا حضور سیّد الکائنات علیہ الُوف صلوٰتِ وتسلیماتِ عبادت میں بہت جدوجہد "مجاہدہ" کرتے اور ساری ساری رات بیدار رہ کر قیامِ نماز رکوع وسجود میں گزار دیتے یہاں تک پاؤں مبارک جن پر دوجہان کی عزتیں عظمتیں قربان متورم ہو جاتے جب آپ کی خدمتِ اطہر میں عرض کیا گیا کہ آپ اتنی مُشقت کیوں اُٹھاتے ہیں تو فرمایا: اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا "کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں"۔

حق ہے لَایَقْدِرُ عَلَیْہِ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ الْوَھَّابِ۔ "تمام رات ہمیشہ جاگنا سوائے آپ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے کسی اور کی قدرت میں نہیں"۔ تو رب قدوس نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ

لِتَشْقٰی (سورۃ طٰہٰ:۱) ''اے محبوب! ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نہ اُتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔ اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد آپ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ ثلث لیل میں شب بیداری کر کے نماز تہجد ادا فرماتے اور سجدہ میں امّتِ مرحومہ کے لیے دُعا فرماتے۔

امام محمّد بوصیری تَغَمَّدَہُ اللّٰہ بِردَاءِ فَضْلِہٖ نے اس بیت میں تلمیحاً اِس آیت عظیمہ کریمہ کی طرف اشارہ کیا۔ وَمِنَ الَّیْلِ فَتَہَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○ (سورۂ بنی اسرائیل:۷۹) ''اور رات کا کچھ حصہ سو کر اٹھو اور تہجد پڑھو اور یہ نماز زائد ہے آپ کے لیے یقیناً عنقریب تجھے فائز فرمائے گا تیرا رب مقام محمود پر''۔ کَانَتْ صَلٰوۃُ التَّہَجُّدِ فَرْضًا لَہ، عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ لَا لِاُمَّتِہٖ۔ ''نماز تہجد حضور ﷺ کے لیے خاص تھی نہ کہ آپ کی امت کے لیے''۔ کہا: اس حدیث مبارک میں اُمت مرحومہ کے لیے اشارہ کافی ہے فرمایا: رَکْعَتَانِ یَرْکَعُھُمَا الْعَبْدُ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ اِلْاٰخَیْرُ لَّہ، مِنَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْھَا۔ ''دو رکعت نماز جو بندہ آخری رات میں ادا کرتا ہے۔ وہ دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے بڑھ کر اور بہتر ہے''۔ نیز روایت ثانیہ میں فرمایا کہ مجھے ہمیشہ حضرت جبرائیل علیہ السلام قیام اللیل کی وصیّت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھ کو یہ خیال ہوا کہ میرے برگزیدہ اُمتی اب شب بھر نہ سوئیں گے۔ نماز تہجد کے مسئلہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم من الملک المنعام نے درجہ کمال تک اتباع کیا۔ جن کا ذکر تعریفی اور توصیفی قرآنی کلمات طیّبات سے ربُّ العزّت جلّ شانہ، نے فرمایا۔ سورۃ الفتح آیت کریمہ: سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (سورۃ الفتح:۲۹) ''شب بھر اُن کی پیشانیاں معبود حقیقی کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہتی ہیں''۔ جس سے اُن کے چہروں پر سجدوں کا نور چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا دمکتا ہے، دیکھنے والا پہچان جاتا ہے کہ یہ آغوش نبوت کے پروردہ ہیں اور نگاہِ رسالت ﷺ کے فیض یافتہ ہیں۔

حضور پُر نور سیّد یومُ النشور ﷺ کی اس فضیلتِ حمیدہ شب بیداری اشرف الخصال واکرم الفعال کی بناء پر صلحاءِ اُمت نے ہمیشہ در ہمیشہ نماز تہجد کو اپنایا اور بلند سے بلند تر مرتبہ پر فائز المرام ہوئے۔

عطّار ہو، رومی ہو، رازی ہو کہ غزالی ہو — کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

مقام محمود کا وعدہ الٰہی نماز تہجد کی جزاء کا ثمرہ ہے اور مقام محمود ہی مقام شفاعت ہے۔

مفہوم شعر یہ بیت شعری محاسن اور اعجاز شعری میں درجہ کمال پر ہے۔ ظَلَمْتُ کہا کہ اس کا شرعی معنٰی ہے: تَرَکْتُ وَضْعُ الشَّیْءِ فِیْ غَیْرِ مُحَلِّہٖ مُرادی اور لُغوی معنیٰ: تَرَکُ النَّوْمِ فِی الْعِبَادَۃِ ہے یعنی تہجد کو ترک کیا۔ مَنْ موصولہ سے وہ ذات اطہر مراد لے کر سامع کو شوق دلانا مقصود تھا اور مَنْ کا صلہ حضور پُر نُور سیّد یومُ النشور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی نہ لینے سے کمالِ تعظیم وتوقیرِ مطلوب اور ادب و احترام منظور تھا۔ وَالْمُرَادُ بِالسُّنَّۃِ الذَّاتُ الْعَظِیْمُ الْکَرِیْمُ النَّبِیُّ الْمُخْلَصُ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَحِیْمٌ ''اور سنت سے مراد ذات عظیم و کرم نبی روف الرحیم ﷺ کی ذات گرامی ہے''۔ انداز بیان کتنا لطیف اور نفیس ہے جَزَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی

اَحْسَنَ الْجَزَاءِ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا کَثِیْرًا۔

ناظم فاہم اَفَاضَ عَلَیْنَا اَنْوَارَہٗ اس بیتِ عظیمہ میں اپنی حالت پر تحسّر اور تاسّف کا اظہار کرتے اور اپنے آپ کو ملامت کرتے ہیں کہ اے بوصیری! تو نے اپنے آپ پر کتنا ظلم کیا۔ ایسے عظیم المرتبت رفیع الدرجت رسول ﷺ کی سنت کو ترک کیا جو جمیع صفات سے متصف ہونے کے باوجود عبادتِ الٰہی میں غایت درجہ جدو جہد اور محنتِ شاقہ فرماتے کہ آپ کے قدم محترم متورّم ہو جاتے اور گناہوں میں ملوث ہونے کے باوجود تمہیں افضل الامت بنایا اور مُبَشّرین بالجنۃ کی بشارت سے نوازا اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے۔ صبح سے شام تک سونا تمہارا کام ہے۔ حالانکہ رات کی عبادت بہترین عبادت ہے جس سے تم محروم ہو۔ شب بیداری، نماز تہجد میں عابد اور معبود کے درمیان اغیار سے خلوت میسر ہے اور مشاہدہ الٰہی کے سارے حجاب اٹھ جاتے ہیں اور یہ وقت اخیار کا وقت خاص ہے جبکہ اس قیام اللیل میں خصوصیّت سے دو اجر ہیں "ایک ترکِ نوم بالرّضا دوسرا اجر عبادت بے ریا" بنا بریں اس وقت کی دعا، سریعُ الاجابت ہوتی ہے۔

امامُ الائمہ شریعت وطریقت ابوالقاسم محمد جنید بغدادی قُدِّس سرّہٗ کو وصال کے دو سال بعد خواب میں کسی نے دیکھا اور پوچھا کہ ربِّ کریم کے دربارِ دُربار میں کیا معاملہ پیش آیا؟ فرمایا: حقائق و دقائق کی ساری عبارتیں بے کار ہوگئیں، اشارات و واردات سب فنا ہوگئے لیکن جو بوقت سحری دو رکعت نماز تہجد پڑھ لیتے تھے وہ کام آگیا۔ اس کے سوا کسی نے کچھ فائدہ نہ دیا۔ رات کی تاریکی میں جو کام آنسوؤں سے استغفار اور درود شریف نے کیا وہ سامنے آیا اور بخشش ہوگئی۔ یہ واقعہ کشف صحیح اور الہام صریح سے ثابت ہے۔

صاحب قصیدہ مبارکہ امام محمد بن سعید بوصیری علیہ الرحمۃ نے ابتداءً اپنے عشق کی کیفیت حالی کا بیان موثر انداز میں پیش کیا اور پھر نفس کے مکروفریب اور اس کے شر سے بچنے کے لیے محبوبِ کبریا، احمدِ مجتبیٰ محمّدِ مصطفےٰ علَیہِ التحیّۃ وَالثّنَاء کے دامنِ رحمت میں پناہ چاہی اور پائی اور زندگی کے ماسبق زلّت کی معافی چاہنے کے لیے آپ کی توصیف و تعریف کو حرزِ جان بنایا اور اب وہ مدحت کی ابتداء کرتے ہیں جو مقصود قصیدہ مبارکہ ہے۔

چوں بہ اَحمد گم شدی دیدار اَحد دشوار نیست بر نتابی جلوہ اش عکس جمالش رابیاب

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

نفس کا تذکرہ خالی از حکمت نہیں بہ فحوائے حدیث مبارکہ: مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ، فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ اس کا شاہد ہے جس نے نفس کو پہچانا اس نے رب کو پہچانا چونکہ عرفانِ الٰہی بغیر معرفت رسالت پناہی ﷺ محال ہے۔ بناء بریں مدحتِ مصطفےٰ ﷺ کو ایک انوکھے انداز میں بیان فرمایا کہ مَدحُ النَّقشِ رَاجِعٌ اِلٰی نَقَّاشِہٖ۔ "نقش کی مدح نقاش کی مدح کی طرف راجع ہوتی ہے"، مصطفیٰ کی تعریف اللہ جلّ شانہ کی تعریف ہے۔

حضور سیّد الرُّسل ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا آئینہ ہیں، اس نے اپنی صفات ازلیّہ کو محبوب پاک شاہ

لَولاکَ صلّی اللہ علیکَ وسلّم کی ذات میں ظاہر فرمایا۔

بروایت صحیحہ اَنَامِرْاٰۃُ جَمَالِ الْحَقِّ فرمایا: میں جمالِ حق کا آئینہ ہوں۔ آئینے کے شیشہ میں جو نور نظر آتا ہے وہ آفتاب کا نور ہے اور حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم میں جو نور نظر آتا ہے وہ اللہ کا نور ہے کہ رُخسارِ محمدی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم آئینہ جمال حق ہیں اور خدّ وخال مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم مظہر جمالِ کبریاء ہیں، لہٰذا حضور میں جو علم نظر آتا ہے وہ خدا کا علم ہے اور حضور میں جو قدرت نظر آئے گی وہ خدا کی قدرت ہے۔ حضور کا ہر جمال، ہر کمال خداوند قدوس سے مستفاد ہے اور حضور کی مدح اللہ جل شانہ، کی مدح ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نقاش ازلی کا نقش اوّلین ہیں۔

حق را بچشم خود گرچہ ندیدہ اند و لیکنش ازدیدن جمال محمد شناختند

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

نماز تہجد حضور پر نُور، سراپا نُور، نُور علی نُور سیّد یوم النشور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا خاصہ ہے۔ سابقین انبیاء کرام پر نماز تہجد فرض نہ تھی۔ یہ شرف حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے لیے مختص ہے اور امتِ مسلمہ کے لیے درجۂ سنت میں ہے۔

جب حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نماز تہجد ادا فرماتے تو صحابہ کرام بھی مسجد النّبوی شریف میں ایک ایک کر کے پیچھے تہجد ادا کرتے۔ صحابہ کرام کی یہ نماز تہجد بطور اتباع سنّت اور از راہ محبت تھی۔ بعض اوقات حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم صحابہ کرام کے گھروں کا تفحص حال کے لیے دورہ فرمایا کرتے اور انہیں اپنے حجروں میں نماز تہجد پڑھتے ملاحظہ فرماتے اور خوش ہو کر انہیں نگاہِ رحمت سے نوازتے اور تربیت فرماتے تھے۔

ربِّ قدوّس نے عزّت والی آل اور عظمت والے صحابہ کرام کے چہروں کی توصیف وتعریف اپنے معجز نما کلام قرآن پاک میں بیان فرمائی ہے کہ ان کی پیشانیاں سجدوں کے انوار سے تابندہ اور درخشندہ ہیں اور نماز تہجد کے نور سے ان کے چہرے باوقار، باوجاہت، پُر رونق اور پُر نور ہیں۔ یہی چہرے قابل زیارت ہیں۔ سبحان اللہ۔

ناظم فاہم علیہ الرحمۃ وَالکرم فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی یہ تابندہ اور زندہ سنّت بوجہ سستی وکاہلی مجھ سے رہ گئی۔ صرف فرض نماز وروزہ کی ادائیگی تک رہا جس کا مجھے افسوس ہے۔

ترک کردم سنت آنکس کہ شب را زندہ دار در عبادت شب پائے پاکش راشد از ورَم

اس نبی کی پاک سنت پر ہوا مجھ سے ستم تھا قیام شب سے جن کے پائے نازک پر ورم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

(۳۰)

وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَآءَهٗ وَطَوٰی
تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُّتْرَفَ الْاَدَمِ

صرف کردی در راہِ حق جملہ دینار و درہم — سنگ بستے برشکم آں نازنین گرسنگی

بطن نازک پر بھی جس نے باندھا تھا سنگ اصم — انتڑیوں کو کس لیا تھا جس نے مارے بھوک کے

لغوی و لغوی معنی علم صرف و نحو

وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ	''وَ'' عاطفہ ''شَدَّ'' مضبوطی سے باندھنا، ''سَغَبٍ'' بھوک
اَحْشَآءَهٗ	انتڑیاں، دل جگر وغیرہ، پیٹ کے اندرونی اعضاء مبارکہ
وَطَوٰی	''طَوَاهُ طَيًّا''۔ بمعنی لَفَّه، لفًّا، لپیٹنا۔
تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا	''تَحْتَ'' نیچے ''الْحِجَارَةِ'' پتھر ''كَشْحًا'' پہلو۔
مُّتْرَفَ الْاَدَمِ	''مُتْرَفَ'' نزاکت، نظافت ''اَدَمِ'' جمع ادیم، معنی: جسم کا ظاہری چمڑا۔

○ ترجمہ: اس ذات اقدس واطہر ﷺ نے بھوک سے اپنے پیٹ کو گسا اور اپنے لطیف، نظیف اور نازک پہلوئے مطہر پر پتھر باندھے۔

○ تمہیدی کلمہ: لِنَدْفَعُ بُرُوْدَةَ الحَجَرِ وَاِحْرَارَةُ الجُوْعِ وَضُعْفُ البَدَنِ۔

○ تشریح: پیارے محبوب حبیبُ الودود ﷺ جنہوں نے شب بیداری ''عبادت'' سے راتوں کو زندہ اور روشن کیا اور دن کو شدت بھوک سے اپنے لطیف ونظیف اور نرم و نازک پیٹ پر پتھر باندھے کہ ضعف بدن کی وجہ سے طاعتِ الٰہی اور ادائیگی فرائض میں کمزوری لاحق نہ ہو اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم مِنَ الملکِ المُنعَام اور امتِ مسلمہ کے لیے یہ حکمت ظاہر فرمانی مقصود تھی کہ ایک طریقہ مسنونہ قائم ہو۔ جو آپ کے کمالِ صبر واستقلال اور تحملِ تکالیف پر ایک جلیل القدر دلیل ہے۔ زبدۃ الحکماء کے نزدیک برودت حجری حرارتِ جوعی کی دافع ہے۔

○ غزوہ خندق بنو نضیر یہودیوں کا قافلہ اپنے راہب ابو عامر کی معیت میں مکہ معظّمہ گیا تا کہ مشرکین اور کفار کے مختلف قبائل کو ساتھ ملا کر آپ ﷺ پر حملہ آور ہوں اور ہزار ہا کا کثیر التعداد لشکر لے کر المدینۃ المنورہ کی طرف بڑھا۔ جب سرورِ کائنات ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ نے صحابہ کرام رضوانُ اللہ علیہم مِنَ الملکِ المنّان سے مشورہ کیا تو سابق الفارس سیّدنا سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کا مشورہ عرض کیا، جو آپ نے پسند فرمایا۔ پچاس روز میں خندق کھودی گئی۔ اس اثناء میں دشمن آن پہنچے اور محاصرہ کر لیا۔ انتیس روز تک یہ محاصرہ جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تیز آندھی اور شدید بارش کی صورت میں آئی جس سے کفّار و مشرکین ہراساں ہو کر بھاگ گئے۔ اس غزوہ خندق میں مشقت کثیرہ کا سامنا کرنا پڑا۔ قحط سالی، کثرتِ اعداء، شدید سردی، بھوک پیاس اور خوف، اندرونی دشمن

منافقین اور بیرونی یہودی قبائل خیبر جنہوں نے عہد شکنی کردی تھی۔ صحابہ کرام نے ایک روز اپنی حالت گرسنگی کی شکایت بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور اپنے پیٹ پر پتھر باندھنے کا عرض کیا تو صحابہ کرام کی اس تکلیف شدید اور مجاہدہ عظیمہ پر رحم آگیا۔ آپ نے فرمایا: تم نے ایک ایک پتھر باندھا ہے اور میں نے جہاد فی سبیل اللہ میں دو دو پتھر باندھ رکھے ہیں۔ اللہ اکبر۔

اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ محبوبہ محبوب ربُّ الْعُلٰی عَلٰی بَعْلِهَا وَ عَلَيْهَا الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ نے فرمایا: حضور پرنور سیّد یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائم الجوع تھے۔ ایک روز میں آپ کی ریاضت شاقہ اور مجاہدہ شدیدہ کو دیکھ کر روئی فَقَالَ عَلَيهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عُرِضَ عَلَيَّ اَنْ يَّجْعَلَ بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا فَقُلْتُ لَا يَارَبِّ اَجُوْعُ يَوْمًا وَ اَشْبَعُ يَوْمًا فَاَمَّا الْيَوْمَ الَّذِيْ اَجُوْعُ فَاَتَضَرَّعُ اِلَيْكَ وَ اَدْعُوْكَ وَاَمَّا الَّذِيْ اَشْبَعُ اَحْمَدُكَ وَاُثْنِيْ اِلَيْكَ قَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ الدُّنْيَا لَا يَنْبَغِيْ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ "آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: (اے عائشہ! رب کریم عزوجل نے مجھ پر بطحا مکہ کو سونے کا بنا کر پیش کیا تو میں نے عرض کیا: یارب العزت! نہیں بلکہ میں چاہتا ہوں ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھاؤں پس جس دن میں بھوکا رہوں تو تیری طرف رجوع کر کے ذکر کروں اور ایک روز کھاؤں تو تیرا شکر ادا کروں اور فرمایا: اے عائشہ! دنیا (سیّدنا) محمد اور آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لائق نہیں"۔

بروایت ثانیہ فرمایا: اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر حضور ہوئے اور یہ دعائیہ کلمات آپ کے حق میں پیش کیے قَدْ ثَبَّتَكَ اللّٰهُ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ "اے سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کو اللہ تعالیٰ اس قول ثابت پر ثابت قدم رکھے۔" حق یہ ہے کہ فقر اور فاقہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پاک کا خاصہ ہے کوئی دوسرا اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ حضور پرنور سیّد یومُ النّشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تین تین دن تک نہ کھانا نہ پینا روایات کثیرہ سے ثابت ہے اور یوم وصال کا روزہ دس دن تک یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ نے نہ افطاری کی اور نہ سحری لیکن آپ کی قوت جسمانی اور تروتازگی میں کمی واقع نہ ہوئی اور نہ چہرۂ انور کی چمک دمک اور رونق میں کچھ فرق آیا اور کوئی شخص آپ کے چہرہ اقدس کو دیکھ کر اندازہ نہیں کرسکتا تھا کہ آپ بھوک سے ہیں اور یہ ایک قسم کا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا اعجاز تھا۔

○ **حکمت عظیمہ** مَا رُوِيَ اَنَّهٗ كَانَ يَشُدُّ الْحَجَرَ فَهُوَ لَيْسَ مِنَ الْجُوْعِ بَلْ هُوَ مِنْ كَمَالِ لَطَافَتِهٖ لِئَلَّا يَصْعُدُ اِلَى الْمَلَكُوْتِ بَلْ يَسْتَقِرُّ فِي الْمُلْكِ الْاِرْشَادِ۔ "یہ جو روایت بیان کی گئی ہے کہ حضور نے اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھے یہ بوجہ بھوک کے نہ تھا بلکہ یہ اس لیے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کی کمالِ لطافت ونظافت کا تقاضا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم ملکوت کی طرف پرواز کر جائیں۔ اس کو روکنے کے لیے عالمِ اسباب کی مادی چیز پتھر باندھا تاکہ جسم اطہر عالمِ اسباب "دنیا" میں رہے یعنی عالمِ ملکوت سے ہونے کے باوجود عالم اسباب "دنیا" میں قیام پذیر رہیں۔ فافہم۔

حکمت بالغہ الشیخ الشہیر آفندی قدس سرّہ الجلی والخفی نے اس پر نہایت عمدہ تبصرہ فرمایا۔ بروایت صحیحہ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّہٖ فَیُطْعِمُہٗ، وَیَسْقِیْہِ مِنْ تَجَلِّیَاتِ الْمُتَنَوِّعَۃِ اِنَّمَا کُلُّہٗ، فِی الظَّاھِرِ لِاَجْلِ اُمَّۃِ الضَّعِیْفَۃِ فَلَا اِحْتِیَاجَ لَہُ الْاَکْلُ وَالشُّرْبُ۔ "یہ کہ حضور ﷺ اپنے رب کے ہاں عمل شب باشی فرماتے ہیں، وہی آپ کو مختلف انواع کے انوار اور تجلیات سے کھلاتا اور پلاتا ہے اور یہ آپ کا ظاہری طور پر کھانا اور پینا امت ضعیفہ کی تعلیم کے لیے تھا۔ ورنہ آپ کو کھانے اور پینے کی احتیاج نہ تھی"۔

حضور سیّد الدنیا والآخرۃ ﷺ کائنات عالم میں کسی کے محتاج نہیں اور ساری کائنات آپ کی محتاج ہے اور آپ ﷺ اپنے خالق و مالک کے محتاج ہیں۔ بناء بریں شہنشاہ کون ومکان ﷺ کا فقر وفاقہ اختیاری تھا نہ کہ اضطراری۔ آپ ﷺ کے فضائل وکمالات محتاج بیان نہیں اہل حق کا یہی مسلک ہے۔

نعت از بلبل باغ مدینہ شہنشاہ سخن جناب حسن رضا خان علیہ الرحمۃ المنان

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر — سوئے جنّت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر
سرگذشت غم کہوں کس سے تیرے ہوتے ہوئے — کس کے در پہ جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر
بے لقاءِ یار ان کو چین آ جاتا اگر — بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر
مر ہی جاؤں میں اگر اُس در سے جاؤں دو قدم — کیا بچے بیمارِ غم، قربِ مسیحا چھوڑ کر
کس تمنا پر جئیں یا رب اسیرانِ قفس — آ چکی بادِ صبا باغ مدینہ چھوڑ کر
بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہو گا کسے — کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر
حشر میں ایک کا مُنہ تکتے پھرتے ہیں عدُو — آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر
مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسن — جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

اَللّٰھُمَّ رَبِّ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ بِحُرْمَۃِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الْعَظِیْمِ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ التَّسْلِیْمِ۔

پہلوئے جسم مبارک بود گل از گلستاں — بر شکم بر بست سنگ از فاقہ در دامن نہاں
بھوک کی شدت کے باعث اور فاقوں کے سبب — آپ نے پتھر سے باندھا ناز پروردہ شکم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۳۱)

وَرَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَهَبٍ
عَنْ نَّفْسِهٖ فَاَرَاهَا اَيَّمَا شَمَمٖ

کوہ از زر کرد خود را عرض تا گردد قبول — روئے گردانید ازاں زر مصطفےٰ خیر الشیم
آپ نے دکھلا دی کیا اپنی عالی ہمتی — جب پہاڑوں نے کہا کہیئے تو زر بن جائیں ہم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو سے

وَرَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ	مصدر ''وَرَاوَدَتْ'' ارادہ کرنا۔ ''جِبَال'' جمع ''جَبل'' معنیٰ: پہاڑ۔
الشُّمُّ مِنْ ذَهَبٍ	''الشُمُّ'' نہایت بلند، مرتفع ''ذَهَبٌ'' سونا، صفت جِبَال۔
عَنْ نَّفْسِهٖ	آپ کی ذات اطہر واقدس سے (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم)۔
فَاَرَاهَا	پس تو نے دیکھا ان کو۔
اَيَّمَا شَمَمٖ	''اَیَّمَا'' کس شان سے ''شَمَمٖ'' بلند حوصلہ، شانِ استغناء۔

○ ترجمہ: پہاڑوں نے سونے کا بن کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانی چاہی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے بلند حوصلہ اور شانِ استغنیٰ سے ان کی کچھ پرواہ نہ کی۔

○ تمہیدی کلمہ: هِمَّةُ الرِّجَالِ تَهْدِمُ الْجِبَال ''ہمت رجال گرادیتی ہے جبال''

○ تشریح: اس بیت مبارک میں جامع ترمذی شریف کی حدیث مبارک بروایت ابو امامہ باہلی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی طرف تلمیحًا اشارہ ہے۔ فرمایا: رب کریم جلّ شانہٗ نے وادی بطحا مکہ معظّمہ کے بلند ترین پہاڑوں کو سونے چاندی کا بنا کر میرے روبرو پیش کیا اور فرمایا: محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم! اگر آپ چاہیں تو اپنے ذاتی تصرّف میں لائیں اور جہاں جہاں آپ تشریف لے جائیں گے یہ آپ کے ساتھ ساتھ چلیں گے۔ ''بروایت'' دیگر فرمایا: لَوْشِئْتُ لِسَارَتْ مَعِیَ هٰذَا الْجَبَلُ ذَهَبًا۔ ''اگر میں چاہوں تو یہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ ساتھ چلیں''۔ لیکن میں نے رب العزّت کی بارگاہ میں التجا کی: اے ربّ کریم! میں چاہتا ہوں کہ ایک روز شکم سیر ہو کر کھاؤں اور شکر ادا کروں اور ایک روز بھوکا رہوں اور صبر کروں۔ اَللّٰہ اَللّٰہ زُہد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم۔

بروایت ثانیہ کوہ ہائے مرتفع نے زروفضّہ ''سونا چاندی'' بن کر بار ہا بمنّت عجز وانکسار درخواست کی کہ ہمیں اپنی ذات شریف پر صرف فرمائیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے پہاڑوں سے بھی زیادہ بلند حوصلگی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے ان کی تمنا اور التجا پر توجہ نہ فرمائی۔

وہ پانچ پہاڑ (۱) جبل ابو قُبیس، (۲) جَبل ثَور، (۳) جبل بَطحا، (۴) جبل عَرفات، (۵) جبل نُور ہیں، جنہوں نے

سونا بن کر حاضر خدمت رہنے کی خواہش کی اور حوالی مکہ معظمہ میں یہ پہاڑ مالک کُن فیکُون جل سلطانہٗ کے ارادہ فرمانے پر سونے کے بن گئے۔ جن کا ظہور چودھویں صدی ہجری میں ہوا۔ ملک عرب کی معیشت کا دارومدار ان پہاڑوں کی سونے کی ان کانوں پر ہے؟ یہ پہاڑ خزانہ دین وایمان اور خزانہ معاش ومعاد کے منبع اور مرکز ہیں۔

بروایت ثالثہ: اِنَّ جِبْرَئِیْلَ نَزَلَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَقْرَءُ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ لَکَ اَتُحِبُّ اَنْ اَجْعَلَ ھٰذِہِ الْجِبَالَ ذَھَبًا وَّتَکُوْنُ مَعَکَ اَیْنَمَا کُنْتَ فَتَوَقَّفَ سَاعَۃً فَقَالَ یَا جِبْرَائِیْلُ اِنَّ الدُّنْیَا دَارُ مَّنْ لَّادَارَ لَہٗ وَ مَالُ مَنْ لَّامَالَ لَہٗ فَقَدْ یَجْمَعُھَا مَنْ لَّا عَقْلَ لَہٗ فَقَالَ لَہٗ جِبْرَائِیْلُ ثَبَّتَکَ اللّٰہُ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ "ایک بار جبرائیل علیہ السلام حاضر حضور ہوئے اور کہا: خداوند قدّوس تحفہ سلام کے بعد فرماتا ہے: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے لیے پہاڑوں کو سونا بنادوں اور آپ جہاں جائیں وہ آپ کے ساتھ ہوں تو آپ نے تامل کے بعد فرمایا: اے روح القدس علیہ السلام! دنیا اس کا گھر ہے جس کا اور کوئی گھر نہیں اور دنیا اس کا مال ہے جس کا کوئی اور مال نہیں۔ اس کو وہ جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں تو حضرتِ روح الامین علیہ السلام نے آپ کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر ثابت قدم رکھے"۔

ان ہرسہ روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہوا کہ آپ کا استغنائے کلی اور عالی ہمتی مرتفع پہاڑوں کی بلندیوں سے بھی بلندتر تھا اور ارادۂ پختہ سے بتادیا کہ فقیر صابر "الفقر فَخْرِی" کا مرتبہ غنی شاکر سے فضیلت میں بلندتر ہے۔

محمد کازل تا ابد ہرچہ ہست   بہ آرائشِ نامِ او نقش بست
بہرکارے کہ ہمت بستہ گردد   اگر خارے بود گلدستہ گردد

شارح خرپوتی نے یہاں ایک نکتہ عجیبہ بیان فرمایا ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید میں ہے: حضرت یوسف نبی اللہ علیہ السلام نے زلیخا کی تمنا سے کلی اجتناب فرمایا جو ان پر حرام تھی اور اس سے استغناء فرمایا جو ان کے لیے جائز نہ تھی لیکن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس چیز سے اجتناب فرمایا جو جائز تھی اور وہ چیز خدا کی محبت میں ترک فرمادی جو رب کریم نے امتحاناً خود پیش فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَ تَرْکِ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ۔

کوہ زر بحال فاقہ اش برآستان   وا نکردہ چشم زاستغفار سُوئے کوہ گراں
بن کے سونے کے پہاڑ آئے کہ مائل ہوں حضور   کچھ توجہ تک نہ کی کہ آپ تھے عالی ہمم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

(۳۲)

وَاَكَّدَتْ زُهْدَهٗ فِيْهَا ضَرُوْرَتُهٗ
اِنَّ الضَّرُوْرَةَ لَا تَعْدُوْا عَلَى الْعِصَمِ

با ضرورتہا کہ بودش میل بردنیا نہ کرد — از ضرورت خستہ نبود آنکہ دوراست از حرام

کر دیا حاجت نے آپ کا زہد پختہ اور بھی — اہل عصمت سے ضرورت برسر آسکتی ہے کم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

وَاَكَّدَتْ زُهْدَهٗ	''اَكَّدَتْ'' فعل ماضی، مصدر تاکید ''زُهْدَهٗ'' بے رغبتی، ترک دنیا۔
فِيْهَا ضَرُوْرَتُهٗ	''فِيْهَا'' کی ضمیر دنیا کی طرف ''ضَرُوْرَتُهٗ'' محتاجی۔
اِنَّ الضَّرُوْرَةَ	بے شک شدید حاجت ظاہری وحسی۔
لَا تَعْدُوْا	مصدر ''عُدوان'' زبردستی نہیں کرسکتی اس مقصد ہستی سے۔
عَلَى الْعِصَمِ	جمع عصمت وَهِیَ لُطْفٌ مِّنَ اللّٰهِ تَحْمِلُ الْعَبْدَ عَلٰى فِعْلِ الْخَيْرِ۔

○ ترجمہ: شہنشاہ کون ومکان سید انس و جان ﷺ کے کمال زہد کو ضرورتوں نے اور مستحکم کر دیا۔ بے شک ضرورتیں آپ کی پرہیزگاری اور عصمت مآبی پر غالب نہیں آسکتیں تھیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** عصمت انبیاء کرام علیہم السلام کا عقیدہ برحق ہے۔

○ **تشریح:** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الزَّاهِدِ رَسُوْلِ الْمَلِكِ الصَّمَدِ وَعَلَيْهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ نور مجسم رحمت دوعالم ﷺ کی شانِ ارفع واعلیٰ اور استغناءِ تامہ کے سامنے حوائج ضروریہ کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں تھی بلکہ آپ نے ان کی طرف معمولی سی توجہ اور رغبت بھی مبذول نہ فرمائی اور آپ ﷺ کی ضروریات دنیا نے جو بمقتضائے بشریت آپ ﷺ کو پیش آئیں انہوں نے آپ کے زہد وتقوی اور بے رغبتی کو اور زیادہ مستحکم اور مضبوط کر دیا اور وہ مغلوب ہو گئیں۔

اولیاءعظام وصوفیا کرام اسی دسترخوان نعمت وکرم کے ریزہ خوان اور غلام ہیں جن کے زہد وتقوی اور استغناء کی ایک دنیا شاہد ہے۔ ''زاہد'' حضور ﷺ کے اسماءِ مبارکہ سے ایک اسم مبارک ہے۔

تہی دست و سلطان پشمینہ پوش — غلامی خرد بادشاہی فروش

سُبْحَانَ اللّٰه کسی نے کیا عمدہ اور پسندیدہ کہا ہے: فَلَنِعْمَ مَنْ قَالَ وَمَا قَالَ

طغرل و سنجر و خاقان و سکندر سے کہیں — بہتر و خوش تر و خوشحال ہے منگتا تیرا

زُہد کا لغوی معنی: قلتِ رغبت اور اصطلاحی معنی کے لحاظ سے اعراض از دنیا وترک راحت ولذّت ہے۔

مروی ہے حضور سیدُ الدّنیا والآخرۃ ﷺ ایک روز کھجور کی چٹائی پر استراحت فرما تھے اور سر مبارک چمڑے کے تکیہ پر تھا۔ اتنے میں حضرت عُمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ باجازت داخل حجرہ مبارکہ ہوئے۔ اتفاقاً آپ ﷺ نے کروٹ بدلی تو حضرت عُمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پہلوئے اقدس پر بوریا کے نشان دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: عُمر کیا بات ہے؟ کیوں روتے ہو؟ عرض کیا: کیسے نہ روؤں جبکہ قیصر وکسریٰ بڑی بڑی نعمتوں اور تعیش میں عیش کی زندگی گزاریں اور آپ اس حالت میں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:: یاعمر! اَمَّا تَرْضٰی اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَلَنَا فِی الْاٰخِرَۃِ فَقَالَ بَلٰی۔ ''اے عُمر! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ اُن کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: جی ہاں یارسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلّم''

قفلِ درِ مُراد سب یکبار کھل گئے چھوڑا جو آرزو نے سہارا کلید کا

نیز فرمایا: قانونِ قدرت ہے کہ دنیا کی لذّتیں جس قدر زیادہ ہوں گی آخرت کی لذتیں اسی قدر کم ہوتی جائیں گی بمطابق قول ربانی جَلّ سلطانہٗ: اَذْھَبْتُمْ طَیِّبَاتِکُمْ فِی حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا۔ ''تم اپنی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں پاچکے''۔ اب آخرت میں تمہارا کوئی حصہ نہیں وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ قُلْ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے محبوب پاک محمد مصطفی ﷺ سے کہہ دو تمہارے لیے لذات آخرت، لذّات دنیا کے حاصل کرنے سے کم نہ ہوں گی تم دنیا کی نعمتوں سے جو تمہارا جی چاہے لے لو تو محبوب پاک سید لولاک علیک الصلوٰۃ والسلام نے اس انعام الٰہی پر یہ آیت کریمہ پڑھی: وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ○ (سورۃ الاعلیٰ:۱۷) میرے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات حق ہی بہترین نعمت اور اس کی محبت غیر فانی دولت ہے مجھے بس یہی کافی وشافی ہے۔

اَلْعِصْمَۃُ: وَھِیَ لُطْفٌ مِّنَ اللّٰہِ یَحْمِلُ الْعَبْدُ عَلٰی فِعْلِ الْخَیْرِ وَیَزْجِرُہٗ مِنَ الشَّرِّ۔ ''عصمت: یہ خاص عطیۂ خداوند قدوس ہے جو نیکی پر ابھارتی اور برائی سے بچاتی ہے۔ آپ ﷺ کی ریاضت شاقہ اور مجاہدات شدیدہ نے تمام ضروریات زندگی پر غلبہ پالیا اور یہ حقیقت ہے کہ ضروریات بشری عصمتِ انبیاء کرام علیہم السلام پر غالب نہیں آسکتیں۔ دنیا ومافیہا سے اعراض فرمایا کہ آپ پر دنیا کی بے ثباتی اور خست اور دنایت بخوبی واضح تھی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُلْھِمُ الصَّوَابِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجَعُ وَ الْمَاٰبُ۔

زہد او فاقہ را کرد مستحکم گراں عصمت اوکے شود مغلوب حاجاتِ جہاں

ایسی حالت پر بھی تقویٰ کو کیا مضبوط تر سچ ہے حاجت غالب آسکتی نہیں اوپر عصم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۳۳)

وَكَيْفَ تَدْعُوْا إِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ مَنْ
لَوْلَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

چوں تواں خواند بر دنیا ضرورت زانکہ گر زاہدے دُنیا گہے بیروں نگشتے از عدم

کیوں ضرورت کرتی راغب آپ کو دنیا کی طرف صورت ہستی میں آیا جس کی خاطر سب عدم

لغوی و نحوی معنی علم صرف و نحو

وَكَيْفَ تَدْعُوْا — "كَيْفَ" استفہام انکاری، کس طرح "تَدْعُوْا" بلا سکتی ہے۔

إِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ — "دُنْيَا" دَنُو سے مشتق ہے بہ معنی: قریب بمقابلہ آخرت۔

مَنْ لَوْلَاهُ — اگر وہ نہ ہوتے ضمیر راجع محبوب پاک صاحب لَوْلَاكَ عَلَيْكَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کی طرف

لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا — "لَمْ تَخْرُجْ" صیغہ جحد "الدُّنْيَا" مِنَ الدَّنَاةِ اَیِ الْخَسِيْسَةِ یَا الْقَرِیْبَۃِ

مِنَ الْعَدَمِ — "عَدَمِ" نیستی، عدم سے عالمِ وجود یا نیستی سے ہستی کی طرف۔

○ ترجمہ: یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسی ذات پاک کو دنیا کی ضرورتیں اپنی طرف بلائیں جبکہ آپ نہ ہوتے تو دنیا عدم سے وجود میں نہ آتی۔

○ تمہیدی کلمہ: " شان لَوْلَاكَ لَمَا کا ظہور" سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

○ تشریح: دنیا حضور سرور کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی محتاج ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے وجود با مسعود سے دنیا عدم سے وجود میں آئی جبکہ اَلْآنَ الْاَعْيَانُ مَا شَمَّتْ رَائِحَةَ الْوُجُوْدِ "ابھی تک اعیان نے وجود کی بُو بھی نہیں پائی"۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے وجود باجود سے دنیا و مافیہا منصۂ شہود پر ظاہر ہوئی تو پھر حوائج ضروریہ معاذ اللہ کس طرح آپ پر غالب آجاتیں اور ضروریات زندگی کس طرح آپ کو اپنی طرف راغب کرتیں۔ آپ طالب مولیٰ اور مائل الی اللہ ہیں۔ دنیا کی طرف راغب ہونا تو درکنا معمولی سا جھکاؤ بھی ناممکن ہے۔ "دنیا" دُنُو سے ہو تو معنی ہے: قریب بہ نسبت آخرت کے اور اگر اس کا مصدر دنایت ہو تو معنی: خسیس، کمینگی کے ہوگا۔ بروایت مَنِ اتَّبَعَ الدُّنْيَا يَكُوْنُ خَسِيْسًا "طالبِ دنیا خسیس اور کمینہ ہے"۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ هٰذَا الْمَقَامِ السُّفْلٰى وَيَسَّرَنَا الْمَقَامَ الْعُلْيَاء۔

امام ناظم فاہم علیہ الرحمۃ نے وَكَيْفَ فرما کر نعت اور مدحت کو درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ اس اعجاز شعری میں تلمیح ایک عظیم الشان واجبُ الاذعان حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے: لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ "اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا"۔ افلاک سے مراد جمیع مکنونات وارادہ کُنْ سے ظہور فَيَكُوْنُ ہیں تَسْمِيَةُ الْجُزْءِ

بِاسْمِ الْکُلِّ بروایت لَوْلَاكَ لَمَا لَا ظَهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ ''محبوب اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنا رب ہونا ظاہر نہ فرماتا''۔ دنیا و ساری کائنات محتاج شاہ لولاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہے اور اگر آپ دنیا کے محتاج ہوتے تو دور لازم آئے گا جو محال ہے کیوں کہ آپ ظہورِ ربوبیت کے مظہر اتم ہیں۔

کیا شان لم یزلی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

الجہبد اللوذعی، والادیب الالمعی، السید عمر بن احمد خرپوتی مفتی خرپوت اکرمَ اللہ تعالیٰ بلُطفہِ السّرمدی نے اپنے مشہور عصیدۃ الشہدہ شرح قصیدہ البردہ میں کمال انداز محبت وادب سے حدیث قدسی شریف کو نقل فرمایا:

لَوْلَاهُ اِشَارَةٌ اِلٰى مَاوَقَعَ لَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِیْ لَيْلَةِ الْاَسْرَآءِ فَاِنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ لَمَّا سَجَدَ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى قَالَ اللّٰهُ جَلَّ شَانُهٗ لَهٗ اَنَا وَاَنْتَ وَمَاسِوَاكَ خَلَقْتُهٗ لِاَجْلِكَ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ اَنْتَ وَ اَنَا مَاسِوٰى ذٰلِكَ تَرَكْتُهٗ لِاَجْلِكَ۔ ''لیلۃ الاسراء کو مقام سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بارگاہ صمدیّت میں سجدہ ریز ہوگئے۔ حکم فرمایا: محبوب! اس مقام دنافتدلیٰ پر تُو ہے اور میں ہوں اس کے ماسوا جو کچھ پیدا کیا تیرے لیے ہے۔ عرض کیا: اے رب قدوس! یہاں مَیں ہوں اور تو۔ تیرے سوا جو کچھ ہے وہ میں نے تیرے لیے ترک کیا''۔ حاصل بیت یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام کائنات کے محتاج الیہ ہیں اور ساری کائنات محتاج۔ کَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى اُولِى الْاَلْبَابِ وَذَوِى الْاٰدَابِ۔

سرکار باوقار جناب غوث اعظم السید محمد عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مستطاب ''سِرُّ الاسرار'' میں ارقام فرمایا: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى رُوْحَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلًا مِنْ نُوْرِ جَمَالِهٖ۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور جمال سے روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا تو دنیا و مافیہا آپ کے وجود باجود کے سبب سے معرضِ وجود میں آئی۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ مَازَانَتِ الْعَصَرُ

حاصل کلام امام قدس سرّہ الانام یہ ہے کہ باعثِ تخلیق کن فکان، سرورِ کون ومکاں، محبوبِ انس وجان، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کارخانہ قدرت عالم خلق ہو یا عالم امر سب آپ کے دم قدم سے رواں دواں ہے۔ جس کسی کو نعمت ملی یا بلا ٹلی یہ سب آپ کا صدقہ ہے اور بارگاہِ الٰہی کا سارا معاملہ روزِ ازل تا روزِ ابد آپ کے ہاتھوں پر ہے۔ وَاللّٰهِ بِاللّٰهِ ثُمَّ تَاللّٰهِ ایک حصول عطاء دافع بلا کیا؟ تمام جہاں اور اس کا قیام عطاء ومنع میں آپ کے دم قدم سے ہے عالم ماسواء اللہ جس طرح ابتداء آفرینش سے آپ کا محتاج ہے یونہی بقا میں بھی آپ کا محتاج ہے۔ بالفرض والتقدیر اگر آپ اپنا قدم مبارک درمیان سے نکال لیں تو ابھی ابھی سب کچھ فناء مطلق ہو جائے۔ موجود بے وجود اور عدم کالعدم ہو جائے۔

ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

علامہ فاسی نے مطالع المسرات فی شرحِ دلائل الخیرات شریف میں فرمایا ہے: اِسْمُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مُحْیٍ لِحَیَاۃِ جَمِیْعِ الْکَوْنِ فَھُوَ رُوْحُہٗ وَ حَیَاتُہٗ و سَبَبُ وُجُوْدِہٖ وَبَقَائِہٖ۔ ''حضور باعث کن فکان شہنشاہ زمین وزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا اسم مبارک ''مُحْیٍ'' ہے زندہ فرمانے والا، اس لیے سارے جہاں کی زندگی حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سے ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ تمام عالم کی جان اور زندگی ہیں اور تمام جہان کے وجود اور بقا کا سبب اور باعث ہیں''۔ انتہی کلامہٗ۔

گر ارض وسما کی محفل میں لَوْلَاکَ لَمَا کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو ستاروں میں یہ نُور نہ ہو سیّاروں میں

اقولُ باللہ التوفیق وھُوالرفیق الاعلیٰ بالتحقیق بعض محروم القسمت معدوم النسبت محجوب علماءِ زمانہ نے حدیث قدسی لولاک کا انکار کیا۔ ان کے لیے بطور دلیل جلیل قصیدہ نعمانیہ کا ایک شعر ہدیہ ناظرین ہے:

وَاَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ الْمَرْءُ
کَلَّا وَلَاخَلْقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَ

تلخیص حدیث قدسی

محبوب اگر تو نہ ہوتا تو نہ آدم عَلَیْہِ السَّلَام ہوتے اور نہ بنی آدم
اور نہ نوری ملائکہ ہوتے نہ ناری جن، نہ جنت ہوتی اور نہ جہنم

اور نہ لوح محفوظ ہوتی اور نہ نوری قلم، نہ فرش ہوتا، نہ عرش، نہ مکین ہوتا، نہ مکان ولا مکان، نہ زمین ہوتی نہ زمان نہ مُلک ہوتے نہ ملکوت، نہ ذرّہ ہوتا نہ پہاڑ، نہ چاند ہوتا نہ سورج، نہ ستارے ہوتے نہ سیارے، نہ قطرہ ہوتا نہ سمندر نہ غنچہ ہوتا نہ کلی، نہ گل ہوتا نہ گلزار، نہ پھل ہوتا نہ پھول، نہ ایمان ہوتا نہ اسلام، نہ رمضان ہوتا نہ قرآن، نہ کعبۃ اللہ ہوتا نہ قبلہ، نہ بیت المقدس ہوتا نہ بیتُ اللہ علیٰ ہذا القیاس کچھ بھی نہ ہوتا۔

الغرض محبوب! اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنی ربوبیّت کو ظاہر نہ فرماتا۔ نہ میری حمد وثنا کرنے والا کوئی ہوتا اور نہ تیری تعریف وتوصیف اور نہ منقبت اور قصیدہ پڑھنے والا ہوتا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا گر وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

اَلحمدُ لِلّٰہِ مُلْہِمِ الصَّوَابِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجَعُ وَالْمَاٰبُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الْاَبْرَارِ۔

حُبِّ دنیا گے کشد او را از راہ مستعان
گر نبودے او نبودے کائنات او جہاں

کیا کرے مائل ضرورت آپ کو دنیا کی طرف
گر نہ ہوتے آپ تو دنیا بھی ہوتی کالعدم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

(۳۴)

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

آن محمد ﷺ سید الکونین فخر انس وجاں — بہتر اہلِ دو عالم مہتر عرب و عَجم

وہ محمد ﷺ سید کونین فخر جن وانس — پیشوا دونوں فریقوں کے عرب ہوں یا عَجم

لغوی و نحوی معنیٰ علم صرف و نحو:

مُحَمَّدٌ ﷺ	اسم مفعول صیغہ مبالغہ، بہت تعریف کیا ہوا۔ مبتدا۔
سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ	''سَيِّدٌ'' بروزن ''جَيِّد'' اسم فاعل، سردار ''عُلُوٌّ'' مرتبت، خبر۔
وَالْفَرِيْقَيْنِ	جن وانس عرب و عجم دنیا و آخرت، ''ثقلین''
مِنْ عُرْبٍ	''عَرَب'' مفتوح بہ معنیٰ: ملک اور مضموم ''عُرب'' بہ معنیٰ: ملک عرب کے باشندے۔
وَّمِنْ عَجَمِ	''عَجَم'' خطّہِ عرب کے علاوہ سب۔ ''عَجَم'' بہ معنیٰ: گونگے۔

○ ترجمہ: سیدنا محمد ﷺ ہر دو کونین اور ثقلین کے سردار ہیں اور دونوں فریقوں عرب اور عجم کے ملجا و ماویٰ ہیں۔

○ تمہیدی کلمہ: مُحَمَّدٌ اسْمُ السَّيِّدِ هُوَ الْمَوْلَى الْكَرِيْمُ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمُ

○ تشریح: محمد ﷺ اسم صیغہ مفعول مبالغہ بِكَثْرَةِ الْحَمْدِ لِكُلِّ حِيْنٍ وَّاٰنٍ۔

امام ناظم فاھم تَغَمَّدَ اللّٰهُ نُوْرَ بُرْهَانِهٖ نے اپنے ممدوح کو نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ سے یاد کیا۔ اسماء النبی الکریم ﷺ سے اس اسم مبارک کو اختیار کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اللہ جلّ سلطانہٗ نے چار بار واضح طور پر کلام پاک میں اس اسم پاک محمد ﷺ سے آپ کو یاد فرمایا اور صفاتی ناموں کا جابجا اندازِ محبت سے تذکرہ فرمایا اور ہم کلام ہوا اور قسمیں اٹھا اٹھا کر حُسنِ صورت اور کمالِ سیرت کو بیان فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔ یہ نام مبارک آپ کے جملہ اسماء الحسنیٰ سے اَشہر، اکمل اور افضل ہے۔ يُفِيْدُ الْمُبَالَغَةُ فِي الْمَحْمُوْدِيَّةِ هِيَ تَسْتَلْزِمُ الْمُبَالَغَةُ فِي الْحَامِدِيَّةِ۔ ''محمود میں مبالغہ مستلزم ہے، مبالغہِ حامد کو''۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ مُحَمَّدٍ اگر ہر سہ اعراب سے تنوین ضمہ ہو تو خبر سید محذوف وَهُوَ مُحَمَّد ﷺ۔ تنوین بالفتح ہو تو مفعول اَعْنِيْ اَوْ اَمْدَحُ محمّدً ﷺ اور تنوین بالجر ہو تو جملہ استینافیہ۔ كَاَنَّ سَائِلًا يَسْئَلُ مِنَ الْمَوْصُوْفِ بِهٰذَا الصِّفَاتِ الْعَالِيَّةِ فَاَجَابَ بِقَوْلِهٖ هُوَ مُحَمَّد ﷺ۔ حَمِدَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْلِكَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ، وَاِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۔

محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم جن کی حمد ونعت کل جہاں نے سب سے بڑھ کر کی ہو یا وہ ذات اقدس جس کی بار بار تعریف اور ہر بار توصیف کی گئی ہو۔ اسم سامی ''محمد'' مکتوم ازل میں خزانہ الٰہیہ کا درِّ مکنون ہے اور ذات مسمّٰی گرامی سرّ مخزون ہے اور اسم پاک احمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا یہ مفہوم ہے کہ جس نے کل جہاں کے مجموعہ سے بھی زیادہ اور فزوں تر اپنے رب اکبر جل شانہٗ کی حمد، ثنا، تسبیح، تہلیل، تقدیس، تحمید، تمجید، توقیر و تعظیم کی ہو۔ حمد کا لفظ ان سب تسبیحات کا حامل ہے نیز اسم محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم میں حمد بہ اعتبار کیفیت ہے اوصاف الٰہیہ سے متصف اور اسم احمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم میں حمد بہ اعتبار کمیت کہ اخلاق الٰہیہ کے ساتھ متخلق ہے۔

اقول فقیر غفرلہ المولی القدیر یہ اسم پاک تمام نعتوں کی نعت اور تمام قصائد کا قصیدہ اور تعریف وتوصیف کا مُرقّع ہے اور تمام اسماء وصفات سے مُرصّع اور اخلاق واوصاف، محامد ومحاسن سے مُرصّع ہے۔

لیا چوم منہ میرا روح الامیں نے   لیا میں نے جس دم نام محمد

○ حضور سیّد الکونین فخر الثقلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے فضائل وکمالات میں مذکور قصیدۂ مبارکہ کے پہلے اشعار بطور الہام تھے اور اس بیت مقدّس میں الرّسول الکِرام النبیُّ العِظام کے نام نامی اسم گرامی سے واضح اور ظاہر ہے کہ میرے ممدوح خاص سیدنا محمّد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ مقصود آنکہ جس طرح اسم اپنی عظمتِ حمد اور شانِ مدح میں بے مثل وبے مثال ہے بعینہٖ اسی طرح مسمّٰی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) بھی اپنے جمالِ خَلق اور حسنِ خُلق میں بے نظیر وبے مثال ہے۔

سیّد و سرور محمّد نورِ جاں   بہتر و مہتر شفیع مجرماں

''سیّد الکونَین'' اَمرِ رَبی کے فرمان کُنْ سے ظاہر ہونے والے دونوں جہان دنیا وآخرت کے سردار ہیں۔ ''وَالثقلین'' صیغہ تثنیہ تکلیف شریعت مطہرہ کے مکلّف جن وانسان۔ ''وَ الفریقین'' ہر دوگروہ۔ یَلْجَأُ اِلَیْہِ النَّاسُ فِیْ حَوَائِجِھِمْ ''وہ سید ہیں جن کی طرف سب اپنی اپنی حاجتیں لے کر جاتے ہیں'' اور یہ نام کائنات عالم کا ملجا وماویٰ اور دوعالم کا سائبان ہے۔ جس کے سایہ میں سب آرام پاتے ہیں حتیٰ کہ انبیا کرام علیہم السلام نے بھی اسی نام پاک کو اپنی اپنی تمناؤں اور ابتلاؤں میں وسیلہ بنایا اور روز شمار آپ کے لواءُ الحمد ''جھنڈے'' کے زیر سایہ ہوں گے۔

اگر نام محمّد را نیاوردے شفیع آدم   نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

نہ ایوب از بلا راحت، نہ یوسف حشمت وجاہت   نہ عیسیٰ آں مسیحائی نہ موسیٰ آں ید بیضا

روایات کثیرہ میں نام نامی اسمِ گرامی محمّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ہمنامی کی برکات بیشمار بیان ہوئی ہیں۔ محبین وعاشقین کے لیے بطور تبرک ''مشتے نمونہ از خروارے'' چند بیان کرتا ہوں۔

قبل از ولادت مبارک اس نام کا کوئی شخص نہ عرب میں ہوا ہے اور نہ عجم میں اور نہ سنا گیا اور آپ کی ولادت باسعادت پر یہ نام کائنات عالم میں مشہور ہوا۔ اہلِ ایمان واہلِ عرفان نے اس نام مبارک پر کروڑہا نام بطور حصول برکت رکھے اور وہ اس اسم پاک کی ہمنامی کی برکات سے مشہور اور مقبول ہوگئے اور بلند سے بلند تر مرتبہ

پرفائز المرام ہوئے۔

اولیاء نقشبند کے سرتاج خواجہ خواجگان السید محمد بہاؤ الدین نقشبندی بخاری قدّس سرّہ الباری کا اسم مبارک محمد ہے جنہوں نے اولیاء عظام وصوفیاء کرام میں ممتاز مقام پایا۔ بارہویں امام از ائمہ اہلبیت اطہار آخر الزّمان امام مہدی علیہ وعلیٰ اٰبائہِ الکرام وابناہِ العظام الصّلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی محمّد ہے۔ جو قرب قیامت آ کر اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تکمیل فرمائیں گے اور سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام جلیل القدر رسول امام آخر الزماں محمد المہدی کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں گے۔ اس سلسلہ عالیہ کی یہ خصوصیت ہے کہ اول، آخر اور وسط میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جلوہ گری ہے۔ حجۃ الاسلام امامُ الانام ابو مجاہد محمّد بن محمّد بن محمّد الغزالی قدّس سرّہ العالی مادامتِ الایامَ واللیالی نے اس نام کی برکت سے علماء کرام اور اولیاء عظام میں خصوصی مرتبہ پایا۔ مشہور محدّث امام شمس الدین جزری صاحب حِصن حصین کا اسم گرامی محمد بن محمّد الجزری علیہ الرحمۃ تھا۔

زینت آرائے مسند امامت، امام چہارم از ائمہ اہلبیت اطہار سیّدنا علی المعروف امام زین العابدین علیہ السلام وعلیٰ آبائہِ الکرم وَ اَبنائھم العظام کو حادثہ فاجعہ کربلا کے ابتلاء شدیدہ کے بعد حضور پرنور سیّد یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب میں بشارت دی: اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ تجھے ایک بیٹا عنایت فرمائے گا جس کا نام میرے نام پر "محمد" رکھنا اور میری طرف سے اس کو سلام کہنا۔ اس اسم پاک کی برکت سے آپ کی نسل کثرت سے پھیلے گی اور تا قیام قیامت باقی رہے گی۔

تَحِیَّۃُ الصَّمَدِ الْمَوْلٰی وَرَحْمَتُہٗ مَاغَنَّتِ الْوُرْقُ فِی اَوْرَاقِ اَغْصَانٖ

عَلَیْکَ یاعُرْوَۃَ الْوُثْقٰی وَیَاسَنَدِیْ اَلْاَدْنٰی وَمَنْ مَدْحُہٗ رَوْحِیْ وَرَیْحَانٖ

لفظ محمّد حمد سے بنا ہے۔ حمد کیا گیا۔ لفظ احمد صیغہ اسم تفضیل بہت زیادہ حمد کرنے والا۔ امّت حمادون اور آپ کا روز شمار جھنڈ الواءُ الحمد ہوگا۔ مشہور اولیاء عظام سے الشیخ ابو البرکات کا نام محمّد بن محمّد بن محمد علیہ الرحمۃ والرضوان تھا۔ آپ کے سلسلہِ نسب میں چودہ نام ہمنامی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شرف سے مشرف ہیں۔ امام بوصیری کی طرح یہ بھی شاعر باکمال تھے۔ اپنے زمانہ میں اپنی نظیر آپ تھے۔ نام مبارک کی برکت سے حج بیت اللہ شریف کی سعادت کے بعد جب المدینۃ المنورہ روضہ اطہر کی زیارت اور حاضری نصیب ہوئی تو تقدیر بدل گئی۔ نعت اور مدحت حضور پرنور سیّد یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وظیفہ حیات بنالیا اور عہد کیا کہ نعت شاہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا کچھ نہ کہوں گا۔ اسی اثناء میں واپس وطن آنے کا ارادہ کیا۔ خواب میں زیارت باسعادت سے نوازے گئے تو شہنشاہ نبوّت و رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے محبت بھرے الفاظ میں فرمایا کہ ہمیں چھوڑ کر جانے لگے ہو۔ اتنا سننا تھا کہ واپسی کا ارادہ ترک کر دیا اور تازندگی مدینہ طیبہ کے ہو کر رہ گئے۔ اور جوارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ۸۴۳ ہجری المقدسہ میں وفات پا کر خاک پاک مدینۃ المنورہ میں پیوند خاک ہوگئے۔ "پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا"

صاحب قصیدہ بردہ کا نام ''محمّد'' ہے جنہوں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے وہ مقام بلند پایا جس کے بیان کرنے سے مجھ جیسے ہیچمد ان کا علم قاصر اور فہم نارسا ہے اور آپ کے مشہور شاگر دِرشید ابنِ سیّد النّاس کے والد ماجد اور جدامجد کا نام محمّد تھا جبکہ پردادا کا نام احمد علیہم الرحمۃ تھا۔

''دلائل الخیرت'' شوارق الْاَنْوَارِ فِی ذِکْرِ الصَّلٰوۃ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ ﷺ جو بطور وظیفہ کے تمام کائنات عالم' عرب وعجم' ملک یورپ اور ایشیا میں روزانہ پڑھی جاتی ہے' کے مؤلف کا نام نامی اسم گرامی محمّد بن سلیمان الجزولی الشاذلی قدّس سرّہ الجلی والخفی ہے۔ جن کے علوّ شان ولایت کو اہل بصر وبصیرت ہی جانیں۔ آپ کی نسبت رکھنے والے جناب ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمۃ نے دور دتاج شریف لکھا ہے جن کو ملأ اعلیٰ میں تاج پہنایا گیا۔

فقیر غفرلہ المولیٰ القدیر کا نام میرے والدین نے محمّد عنایت اللہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اس نام رکھنے کی برکت کا صدقہ اور مجھے عالم برزخ میں راحت اور روز شمار شفاعت سے نوازے۔ میرے پاس اس ہمنامی کی برکات کے سوا کوئی عمل نہیں اور یہ اسم پاک عنایات خداوند قدوس سے ایک خاص عنایت ہے، جس پر مجھے فخر ہے۔

دل کی ہر دھڑکن عنایت ہر نفس ان کا کرم ایک دو ہوں تو گناؤں، احسان رسول

''اسمِ مُحَمَّد ﷺ''

کس شان کا ہے صلِّ علیٰ نام محمّد ہے عرش معلّٰی پہ لکھا نام محمّد
میری روح جھومے لب لب کو چومے زباں پر جب آتا ہے نام محمّد
آنکھوں میں کھچا جلوہ توحید کا نقشہ جب نقش میرے دل میں ہوا نام محمّد
یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا بگڑے تو بنا دیتا ہے بس نام محمّد
بندوں کا تو یہ کیا ذکر اللہ کو ہے محبت اللہ غنی صلِّ علیٰ نام محمّد
تعظیم یہ کہتی ہے کھڑے ہو کر ادب سے ہے قابل تسلیم و رضا نام محمّد
اِهْتَزَّ العرشُ تھا لکھنے کے قلم سے ہوا پرسکون جب لکھا نام محمّد
سلاموں کے تحفے درودوں کے ہدیئے بذات محمّد بنام محمّد
پڑھتے رہو تم ہمیشہ درود و سلام بنام خدا برنام محمّد

کیوں نہ چوم لوں ان لبوں کو میں حافظؔ
ادا جن لبوں سے ہو نام محمّد

(از: محمّد عنایت اللہ کان اللہ لہٗ)

نعت بنامِ محمّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

ہر غنچہ وہر گل ہے ثنا خوانِ محمّد بُلبل بھی چمن میں ہے غزل خوانِ محمّد
رفعت ہے وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ سے ہویدا وَالنجم میں ہے تذکرہَ شانِ محمّد
محمّد کے اوپر نبوّت ہے نازاں ہَیں کل انبیاء مدح خوانِ محمّد
وہ ملبوس رحمت ردائے مبارک محشر میں رہے مجھ پہ سایۂ دامانِ محمّد
حسّان و بوصیری کو مبارک ہوں ردائیں وہ سب خوشہ چیں ہیں دسترخوانِ محمّد
عرفانِ خودی ہو کہ عرفانِ خدا ہو ممکن نہیں ہے بغیر معرفت شانِ محمّد
دم نزع آئے جان آنکھوں میں جس دم خدا مجھے دکھلائے دیدارِ محمّد
مدینہ ہو مدفن مرا یا الٰہی بسوں مَیں زیر دامانِ محمّد
جناب بوبکر، عُمر، عثمان و حیدر یہی ہیں چار یاران محمّد
سرکار علی، فاطمہ، شبیر و شبّر کیا لہلہا رہا ہے گلستانِ محمّد
شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت چار باغیچے ہیں بوستانِ محمّد

ہر گل گلستانِ محمد سے ہے رنگین
کہ حافظ بھی غلام از غلامانِ محمد

(از: محمد عنایت اللہ)

○ فائدہ جمیلہ

یہ بیت اپنی عظمتِ شان اور رفعتِ مکان کے لحاظ سے نہایت ہی بلند مقام کا حامل ہے اور محل اجابت ہے۔ لاینحل مسائل کا حل اور مصائب کے لیے اکسیر اعظم ہے۔ لاعلاج ظاہری باطنی امراض کے لیے نُسخہ شفا ہے۔ تصویر بنا کر گلے میں ڈالیں، محبتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے حصول کے لیے کیمیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَغْفِرَلِیْ خَطِیْئَتِیْ بِاِسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔

نام پاک او محمّد ہر دوسرا نازش عرب و عجم جن و بشررا پیشوا
یا محمّد دو جہاں کے آپ ہی سردار ہیں شاہِ جن وانس بھی مہترِ عرب وعجم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۳۵)

نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاھِیْ فَلَا اَحَدٌ
اَبَرَّ فِیْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمِ

آمر و ناہی پیغمبر آں رسولِ راست گو — راست گو تر نبودے در قول لا و نَعم

وہ نبی پیارا ہمارا آمرو ناہی خلق — اس سے بہتر کہنے والا کون ہے لا و نَعم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

نَبِیُّنَا	"نَبِیّ" نَبَاءَ سے مشتق ہے، بمعنیٰ: غیب کی خبریں دینے والا' مخبر من اللہ۔
الْاٰمِرُ النَّاھِیْ	"اٰمِرْ" حکم دینے والا نیکی کا، "نَاھِیْ" روکنے والا برائی سے۔
فَلَا اَحَدٌ	پس کوئی نہیں آپ کا ہم سفر۔
اَبَرَّ فِیْ قَوْلِ	"اَبَرَّ" اسم تفضیل بات کا بہت سچا۔
لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمِ	"لَا" کنایہ نفی سے، "مِنْهُ" ضمیر راجع نبی پاک، "نَعَمْ" کلمہ ایجاب، بہ معنیٰ: ہاں۔

○ **ترجمہ:** ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نیک کام کا امر فرمانے والے اور برے کاموں کے روکنے والے ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** پس آپ سے بڑھ کر کوئی نَعَم اور لَا کہنے میں صادق القول نہیں۔

○ **تشریح:** حضور سرکار دوالاسیّد الکونَین والثقلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہیں لِاَنَّهٗ مَبْعُوْثٌ اِلَیْھِمَا کیونکہ وہ ان کی طرف مبعوث بالنّبوت ہیں۔ امور مستحسنہ فرائض، واجبات اور سنن کے باذنہٖ تعالیٰ امر فرمانے والے اور ممنوعہ امور حرام اور مکروہات کے بامر اللہ ناہی (روکنے والے) ہیں اور آپ اپنی ان صفات داعیاً الی اللہ باذنہٖ میں صادق اور مصدوق ہیں اور احکامات الٰہیہ کے مبلغ بھی ہیں۔ آپ کے مامورات اور منہیات تا قیامِ قیامت سابقہ شریعتوں کی مانند نہ تبدیل ہوں گے اور نہ منسوخ اور یہی احکاماتِ الٰہیہ ابدالآباد تک قائم اور دائم رہیں گے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم آخر الزماں نبی ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید آخری آسمانی کتاب "لَا رَیْبَ فِیْهِ" ہے۔

وَھُوَ فِیْ کُلِّ اَخْبَارٍ صَادِقٌ فَلَا اَحَدٌ اَصْدَقُ مِنْهُ فِی النَّفْیِ وَالْاِثْبَاتِ وَالْوَعْدِ وَالْوَعِیْدِ۔
اخلاق حمیدہ و اوصاف مجیدہ کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے علامہ خرپوتی اپنی شرح عصیدۃ الشہدہ میں ارقام فرماتے ہیں: اِنَّهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ سُئِلَ مِنْ شَیْءٍ قَطُّ لَا بَلْ قَالَ نَعَمْ۔ "آپ سے کوئی چیز کبھی کوئی مانگتا تو آپ ہمیشہ اس کے سوال پر نعم فرماتے اور کبھی بھی نہ نہ فرماتے"۔

مَاقَالَ لَاقَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِهٖ وَلَا نَعَمْ قَطُّ اِلَّا اجَاءَ تِ النَّعَمِ

(مشہور عربی شاعر: ''ابوالفراش فرزدق علیہ الرحمۃ'')

ہادیٔ کونین مُعطیٔ دارین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی لا نہیں فرمایا مگر التحیات کے تشہد میں اگر یہ التحیات نہ ہوتی تو آپ کی لا بھی نعم کے معنی میں ہوتی۔ یہ شعر شانِ کریمی کا مظہر ہے۔

كَقَوْلِهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ :وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ (سورۃ لقمان:۱۷)

وَغَيْرُ ذٰلِكَ وَهُوَالْاَصْوَبُ لِاَنَّ الْاٰمِرَ وَالنَّاهِيَ فِي الْحَقِيْقَةِ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَالرَّسُوْلُ مُبَلِّغٌ وَمَا قَالَ الرَّسُوْلُ عِنْدَهٗ فَهُوَاَيْضًا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ تَعَالٰى لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَمَايَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○ (سورۃ النجم:۳۔۴)

''آمر اور ناہی حقیقۃً اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہٗ ہے اور رسول اس کے احکام کے مبلّغ ہیں کہ رسول کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کیونکہ رسول اپنی خواہش سے نہیں بولتا مگر وہی جو اس کو وحی کی گئی''۔ اس بیت مبارک میں رسول کی طرف نسبت مجازاً ہے۔ لا الہ میں لا نفی حقیقت ہے اور الا اللہ اس کا نعم اور اثبات ہے۔

''اَبَرُّ'' اسم تفضیل بَرّ سے ہے اس کا معنیٰ ہے: بہت ہی سچا اپنے کلام مجز بیان میں۔ لَا کنایۂ نفی ہے اور نعم کنایہ اثبات یعنی عطا اور منع دونوں میں سچا۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا ہے۔

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے	سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے
کیوں تاجدارو خواب میں دیکھی کبھی یہ شئے	جو آج جھولیوں میں گدایانِ در کی ہے
قسمت میں لاکھ پیچ ہوں، سوبل، ہزار کج	یہ ساری گتھی اک تیری سیدھی نظر کی ہے
منگتا کا ہاتھ اُٹھتے ہی داتا کی دین تھی	دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے
لب وا ہیں، آنکھیں بند، پھیلی ہیں جھولیاں	کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

اصطلاح شرع میں نبی جس کی طرف وحی نازل ہو خواہ اس پر کتاب نازل ہو یا نہ ہو۔ نبی اور رسول میں عام خاص کی نسبت ہے کہ ہر رسول، نبی ہوتا ہے اور ہر نبی، رسول نہیں ہوتا۔

آمر وناہی نشد اندر جہاں مثلش نبی	صادق اندر قول ایجاب باشد یا نفی
امروناہی پیغمبر ہیں، نہیں ان کا جواب	ہیں نہایت صاف گو وہ قول لا ہو یا نَعم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۳۶)

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِىْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

آن حبیب کو بود امید گاہ مردماں در شفاعت نزد سختی ہائے پیچیدہ بہم
وہ حبیب کبریا جس کی شفاعت کی امید ہے یقینی وقت کرب و سختی و ہول والم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

هُوَ الْحَبِيْبُ	''هُوَ'' ضمیر راجع حضور سید الکونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم۔
الَّذِىْ تُرْجٰى	''الَّذِىْ'' وہ، جن ''تُرْجٰى'' مصدر ''رجآء''، وہ امید جو ممکن الحصول ہو۔
شَفَاعَتُهٗ	''شَفَاعَتُهٗ'' شفاعت اس کی
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْأَهْوَالِ	''هَوْل'' حادثہ، مصائب کی شدت جو اچانک گھیر لے۔
مُقْتَحِمِ	''اِقْتِحَام'' مصدر، وہ بلا جو بزور اپنی طرف کھینچتی ہے۔

○ ترجمہ: آپ خداوندِ قدّوس کے وہ حبیب لبیب ہیں جن سے شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔ دنیا و آخرت کے تمام مصائب سے جبکہ وہ اچانک گھیر لیں۔

○ تمہیدی کلمہ: ''شفاعت مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا بیان ذی شان''

○ تشریح: محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں جن سے شدید ترین مصائب میں شفاعت کی امید کی جاتی ہے جبکہ مصیبتیں سختی سے گھیر لیں اور جب ہول ہولہائے قیامت اپنی گرفت میں لے لیں تو آپ کی شفاعت سے ہی نجات کی توقع کی جاسکتی ہے۔ جمیع اہل الحشر حتیٰ کہ انبیاء کرام و رُسل عظام علیہم السلام بھی امیدوار شفاعت ہوں گے۔ كَمَا وَرَدَ فِى الْأَحَادِيْثِ الْمُبَارَكَةِ

بروایت صحیحہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ابوالانبیاء ابراہیم علیہ السلام الجلیل کو خلیل اللہ بنایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ بنایا۔ قَالَ اَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ ''اور میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور میں یہ فخر یہ نہیں کہتا'' بلکہ امر واقعی ہے۔ درحقیقت آپ نے وَلَا فَخْرَ فرما کر ربُّ العزت کی اس عزت افزائی کا شکر ادا فرمایا ہے۔

تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ، الرَّجَاءُ الطَّمْعُ فِيْمَا يُمْكِنُ حُصُوْلُهٗ بِخِلَافِ تَمَنّٰى۔ ''رجا وہ خواہش جو ممکن الحصول ہو بخلاف تمنی کے'' اور شفاعت: طَلَبُ الْخَيْرِ لِلْغَيْرِ وَ طَلَبُ الْعَفْوِ کو کہتے ہیں۔

''هَوْل'' کا صحیح مفہوم اہل عرب کے نزدیک اَلْهَوْلُ يَدْخُلُ النَّاسُ عُنُقاً فِى الشَّدَائِدِ۔ ''اچانک جب کوئی بزور گردن زبردستی اپنی گرفت میں لے لے۔ جہاں انسان بے بس ہو جائے۔

امام اجل ناظم فاہم طَیَّبَ اللہُ ثَراہ نے کمال محبت سے اس بیت مقدس میں تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ کہہ کر اپنی تمام امیدوں کو حضور ﷺ کے دامنِ رحمت سے وابستہ کرلیا اور حضورنبیِ رحمت شفیعِ امت ﷺ نے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے نگاہ محبت سے امام بوصیری کو نوازا اور آپ کی رجا کو پورا فرمادیا اور مرتبہ محبوبی سے نوازا۔

اللہ ربّ العزت نے اپنے حبیب پاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے طفیل امت مسلمہ کے مقرّبین اولیاء کو اتباع کامل کی بناء پر مرتبہ محبوبی عنایت فرمایا۔

فرمان ربُّ الغفور الودود ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ''محبوب! فرمادو: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔(سورۃ آل عمران:۳۱)

○ حبیبُ اللہ اور خلیل اللہ کے مراتب

حبیب اللہ وہ جس کی رب رضا چاہے	خلیل اللہ وہ جو رب کی رضا چاہے
حبیب اللہ وہ جو مشاہدہ حق پائے	خلیل اللہ وہ جو ملک وملکوت کا مشاہدہ پائے
خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم	خدا چاہتا ہے رضاءِ محمد ﷺ

○ حبیبُ اللہ اور کلیم اللہ کے مراتب

حبیب اللہ طالب بھی ہے اور مطلوب بھی	کلیم اللہ صرف طالب ہوتا ہے
حبیب اللہ جو مشاہدہ حق کے لیے بلایا جائے	کلیم اللہ جو ربِّ اَرِنی کا جواب لَنْ ترانی پائے
طور اور معراج کے قصہ سے ہوتا ہے عیاں	اپنا جانا اور ہے، اُن کا بلانا اور ہے
موسیٰ بیہوش گشت بیک پر تو صفات	تو عین ذات مے نگری در تبسّمی

کلیم مدہوش لَنْ تَرانی، حبیب مامور مَنْ رَّاٰنِی

بدیں فرق درمیانی ہر دو را چنانچہ تو دانی

مرتبہ محبوب پر فائز المرام اولیاء کرام عَلَیْہِمْ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْمُنْعَام

محبوب سبحانی،	غوث اعظم،	السید محمد عبد القادر،	بغدادی،	سلسلہ عالیہ قادریہ،	علیہ الرحمۃ
محبوب صمدانی،	مجدّد الف ثانی،	الشیخ احمد فاروقی،	سرہندی،	سلسلہ عالیہ نقشبندیہ،	علیہ الرحمۃ
محبوب یزدانی،	سیّد العاشقین،	السید محمد اشرف جہانگیر،	سمنانی،	سلسلہ عالیہ سہروردیہ،	علیہ الرحمۃ
محبوب الٰہی،	شیخ المشائخ،	السید محمد نظام الدین اولیاء،	دہلوی،	سلسلہ عالیہ چشتیہ،	علیہ الرحمۃ

منصب شفاعت کبریٰ حضور ﷺ کے لیے مختص ہے اور عقیدۂ شفاعت اہلِ حق کے نزدیک عطیہ حق ہے۔

صاحب مواہب لدنیہ امامِ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ الربانی نے فرمایا: شفاعت پانچ اقسام پر منقسم ہے:

- شفاعت قسم اول: رَاحَةٌ مِّنْ هَوْلِ الْمَوْقَفِ وَهِيَ اَعْظَمُهَا میدان حشر کی تلخی اور سختی میں تخفیف فرمانا۔
- شفاعت قسم دوم: بلا حساب و کتاب جنت میں داخل فرمانا۔
- شفاعت قسم سوم: مستحق نار کو نجات دینا۔
- شفاعت قسم چہارم: اہل جہنم کو ان کے پکارنے پر نجات دلانا۔
- شفاعت قسم پنجم: اہل جنت کے مدارج کا بلند فرمانا۔

حدیث پاک فرمایا: اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ مُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ ''سب سے پہلے میں شفاعت کبریٰ کا دروازہ کھولوں گا''۔ اللہ ربّ العزت جلّ سلطانہ، روزِ قیامت مجھے مقام محمود پر شفاعت کبریٰ کا تاج پہنائے گا اور پھر شفاعتِ عام کا اذن ہوگا۔ انبیاء کرام، رسولان عظام، صحابہ کرم، اہلبیتِ اطہار، اولیاءِ کرام، علماء کرام، محدّثینِ کرام حتی کہ حافظ قران اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق شفاعت کریں گے جو قبول بارگاہِ خداوندِ قدّوس ہوگی۔

نعتِ شفاعت

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے ۔۔۔ آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
کشتگانِ گرمی محشر کہ وہ جانِ مسیح ۔۔۔ آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے
خاک افتادو اُٹھو بس ان کے آنے کی دیر ہے ۔۔۔ خود وہ گر کر سجدہ میں تم کو اٹھاتے جائیں گے
وسعتیں دی ہیں خدا نے دامنِ محبوب کو ۔۔۔ جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے
پائے کوباں پل سے گزریں گے تیری آواز پر ۔۔۔ رَبِّ سَلِّم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدوّ جل کر مگر ہم تو رضا ۔۔۔ دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

(حدائق بخشش)

- **فائدہ جمیلہ** یہ شعر محل اجابت ہے۔ صوفیاءِ عظام، علماءِ اعلام و اولیاءِ کرام کا آزمودہ، فرمودہ مجرّب نسخہ ہے۔ اگر کسی کو حاجت ضروریہ دینی یا دنیاوی پیش ہو تو وہ اس بیت مبارک کو ایک مجلس میں کھڑے ہو کر رات کی تاریکی میں یا بوقت سحری ایک ہزار ایک بار پڑھے تو بلا شبہ بلا تاخیر بفضلہٖ تعالیٰ حاجت روا ہو۔ قبولیت کے لیے یہ اکسیر اعظم ہے۔

قَالَ الْمَوْلٰى ابُوسعيد الخَادِمِي اِنَّ هٰذاالْبَيْتَ كَانَ تِرْيَاقًا لِّكُلِّ حَاجَةٍ۔

قَالَ اُسْتَاذُ نَاطَوَّلَ اللّٰه بَقَاءَهٗ وَ اَنَالَ مَا تَمَنَّاهُ الحاج مُحمّد عُثمانَ آفندى علَيه الرَّحمَةُ مِصرى۔

- فرمایا: اگر کسی وجہ سے یکبارگی نہ پڑھ سکے تو پنجگانہ نماز کے بعد اس کا ورد مکمل کرے۔
- فرمایا: اس قصیدہ مبارکہ کا ہر شعر اپنے حسن و خوبی میں ایک سے ایک بڑھ کر ہے لیکن یہ شعر اپنی عظمت کی انتہائی

بلندیوں پر ہے۔

☆ اس شعر کا ورد مرتبہ محبوبیت پر فائز المرام ہونے کی دلیل قطعی ہے۔

نذرانہ عقیدت

حرزِ جاں ذکرِ ولادت کیجئے — نار سے بچنے کی صورت کیجئے
جس کا حُسن اللہ کو بَھا گیا — ایسے پیارے سے محبّت کیجئے
مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں — ذکر آیاتِ ولادت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل — یا رسول اللہ! کی کثرت کیجئے
آپ بارگاہ خدا میں ہیں وجیہ — ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے
حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب — اب شفاعت بالمحبّت کیجئے
اذن کب کا مل چکا اب تو حضور — ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب — اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے
ان کے در پر بیٹھئے بن کر فقیر — صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجئے
یار قامت کرتے اٹھیے قبر سے — جانِ محشر پر قیامت کیجئے
نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا — مفلسو سامانِ دولت کیجئے

دربدر کب تک پھریں خستہ حال
طیبہ میں مدفن عنایت کیجئے

(حدائق بخشش)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مَحْبُوْبًا فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَبَلِّغْنِیْ وَبَشِّرْنِیْ فِیْ عُمُرِیْ فَاللّٰهُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔

آں حبیبِ حق ز شفاعت بست اُمیدِ مدد — در حوادث وقت ہر فتنہ کہ برسرے رسد
وہ حبیب ایسے ہیں جن سے ہے شفاعت کی امید — وقت ہول وخوف میں پیش آئیں جب رنج والم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۳۷)

دَعَا اِلَی اللّٰہِ فَالْمُسْتَمْسِکُوْنَ بِہٖ
مُسْتَمْسِکُوْنَ بِحَبْلٍ غَیْرِ مُنْفَصِمِ

مرد راخواندے بحق و ہر کہ دروے دست زد — دست زد در حبل محکم کان بریدہ نشندم
حق کی جانب آپ نے دی دعوت یہی تھا ایک کام — جس نے پکڑا آپ کا دامن ہوگیا بے خوف وغم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

دَعَا اِلَی اللّٰہِ — ''دَعَا'' صیغہ واحد ماضی، دعوت دی آپ نے اللہ کی طرف۔
فَالْمُسْتَمْسِکُوْنَ بِہٖ — مضبوطی کے ساتھ پکڑنے والا ان کے دامن کو۔
مُسْتَمْسِکُوْنَ — صیغہ اسم فاعل مصدر ''اِسْتِمْسَاك'' مضبوطی سے تھامنے کی طلب کرنا۔
بِحَبْلٍ — ''حَبل'' سے مراد دین اسلام، قرآن، سُنّتِ رسول، احکام شریعت۔
غَیْرِ مُنْفَصِمِ — ''انفِصَام'' مصدر بہ معنیٰ: منقطع، ٹوٹنے والا، غیر، نہیں۔

○ ترجمہ: اس حبیب لبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے جو سیّد الکونین ہیں ہمیں اللہ کی طرف بلایا۔

○ تمہیدی کلمہ: تو جس نے بھی آپ کے دامن رحمت کو مضبوطی سے پکڑا تو نے ایسی رسی کو تھاما جو کبھی بھی ٹوٹنے والی نہیں۔

○ تشریح: امام فاہم علیہ الرحمتہ الکرم نے اس بیت مبارک میں تلمیحاً دو آیات کریمہ اور کثیر احادیث مبارکہ کی طرف اشارہ کیا۔ پہلے مصرعہ میں اشارہ ہے وَ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ (سورۃ احزاب:۴۶) ''اور دعوت دینے والا اللہ کی طرف اس کے اذن سے اور دوسرے مصرعہ میں بفرمان رَبِّ الرَّحْمٰنِ: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا (سورۃ آل عمران:۱۵۳) ''اور تمام کے تمام اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو'' اور احادیث مقدسہ کی طرف مُشعر ہے۔ وَمَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ (رواہ صحیح البخاری شریف) جس نے میری سنت کو بزمانہ فساد پکڑا اس کا اجر سو شہیدوں کے اجر کے برابر ہوگا۔

دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ دَعْوَتُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ کَانَتْ کُلِّ ذِیْ نُطْقٍ مِنْ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ وَاَہْلِ الْکِتٰبِ وَ الْمَجُوْسِ وَالْوَثْنٰی وَالْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَ غَیْرِ ذٰلِكَ: ''ہمارے حضور سراجاً منیراً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی دعوت حقہ تمام ذی نطق عرب وعجم اہل کتاب، مجوس، یہود ونصاریٰ اور ہنود جن وانس کے لیے ہے''۔ داعیاً میں تعمیم مطلق ہے اور لفظ دعوت مخصوص ہے انبیاء کرام علیہم السّلام کے لیے اور لفظ ارشاد طبقہ علماء کرام واولیاء عظام کے لیے ہے۔

امت دو قسم ہے: (۱) امت دعوت و (۲) امتِ اجابت، مسلمان امت اجابت ہیں باقی سب امت دعوت ہیں

شامل ہیں ''فافہم''

○ اَقولُ باللہ التوفیق وھو الرفیق امام بوصیری نوّر اللہ مرقدہٗ نے اپنے قصیدہ مبارکہ میں قرآن کریم فرقان عظیم کی آیات کریمہ مشتمل بر صفات محمدیہ ﷺ کے رنگا رنگ نگینے اور ہیرے تراش تراش کر جڑے ہیں اور انوار احمدیہ علیٰ مالکہا الصّلوٰۃ والسّلام کے نوری پھول صحیفہ مطہرہ سے چن چن کر اپنے اشعار کو مزیّن کیا ہے اور ایک عظیم الشان گلدستہ نعت بنا اور سجا کر اپنے ممدوح ﷺ کی حضوری میں حاضر خدمت ہو کر بالمشافہ پیش کر دیا اور اشارۃً بتا دیا کہ خالقِ کائنات کا ممدوح میرا ممدوح ہے کہ نعت خوانی میں نے قرآن سے سیکھی ہے۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ وَلٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٖ

غَیْرِ مُنْفَصِمٍ یہ وہ رشتہ ہے جو کبھی بھی ٹوٹنے والا نہیں۔ یَبْقٰی مَعْمُوْلًا اِلٰی یَوْمِ النُّشُوْرِ جس پر اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ کی مہر الٰہی ثبت ہو چکی ہے یا اس سے دین حقّہ دین قیم مراد ہے کہ دین محمّدی علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام ناسخ سابقہ ادیان و مِلل ہے اور خود کبھی منسوخ ہونے والا نہیں جو قائم دائم اِلیٰ یوم القیام ہے یا حبلُ اللہ سے مراد قرآنِ عظیم فرقانِ کریم ہے جس میں نہ تغیر نہ تبدّل اور نہ تحریف اور نہ تنسیخ جو عنداللہ محفوظ و مامون ہے۔ یا اعتصام بحبلِ اللہ اور استمساک سے مراد صاحبِ قرآن ﷺ ہیں۔ جن کی نبوّت اور رسالت ازل تا ابد کو محیط ہے۔ جن کو خالق کائنات نے خاتم النبیین کے مبارک لقب سے نوازا۔ آپ کے دامن رحمت سے وابستگی کرنے والا دنیا میں بشارت اور روزِ شمار شفاعت اور بوقتِ حساب و کتاب نجات کا سبب ہے یا سنّت مبارکہ مراد ہے جو اقوال، اعمال اور احوال مصطفےٰ ﷺ کا نام ہے۔ جو امتی کے لیے تحفہ خداوند قدوس ہے۔ محبوبِ کبریا، تاجدار لَولاکَ لَمَا علیک افضلُ التّحیتہ وَاَحْسنُ الثّناء سے محبت ایمان کا جزو اعظم ہے۔

وَمِنْ عَلَامَۃِ مَحَبَّتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَحَبَّۃُ دِیْنِہٖ وَاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بِلَادِہٖ وَ مَحَبَّۃِ کُلِّ شَیْئٍ تَنْسِبُ اِلَیْہِ ''علامات محبت میں سے آپ ﷺ کے دین حقہ، اولاد پاک، اصحاب اخیار پاک اور ہر اس چیز سے محبت جو آپ سے منسوب ہو''۔ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی مَنْ اَلْقَی السَّمْعَ وَ ھُوَ شَھِیْدٌ۔

مغزِ قرآں، روحِ ایماں، جانِ دیں ہست حبِّ رحمۃٌ لِلعالمین

خالق و مالک حقیقی کی صفت ربُّ العلمین۔ قرآن پاک کی شان ذکر للعالمین اور صاحب قرآن ﷺ کی شان رحمۃٌ للعالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ کریم، قرآن پاک کریم اور صاحب قرآن کو بھی کریم فرمایا۔

قرآن پاک کا ذکر ہدایت اور رحمت ہونا ہمہ گیر ہے اور صاحب قرآن کی نبوت و رسالت اور رحمت ہمہ گیر اور جو دین اسلام لے کر مبعوث ہوئے وہ بھی ہمہ گیر ہیں۔ صاحبِ قصیدہ ہذا فرما رہے ہیں: جس نے اس رسی کو اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے تھاما وہ اس میدانِ دنیا کے امتحان اور ابتلاء میں کامیاب، کامران اور

سرخ رُو ہو گیا اور روز قیامت نجات اور فلاح پا گیا۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

قَالَ اللّٰہُ العَلِیُّ الْعَظِیْمُ فِی الْقُرْاٰنِ الْکَرِیْمِ وَالْفُرْقَانِ الْحَکِیْمِ: یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ○ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○ (سورۃ الاحزاب: ۴۵۔۴۶)

ترجمہ: ''اے غیب کی باتیں بتانے والے ''نبی'' بیشک ہم نے تمہیں بھیجا شاھِدٌ، حاضر ناظر اور گواہ بنا کر اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے چمکتے چراغ''۔

بشارت دینے والا اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی اور مومنوں کو جنت اور شفاعت کی۔ ''نَذِیْرًا'' ڈر سنانے والا انکار توحید ورسالت پر عذاب اور نافرمانی پر عتاب کا، ''دَاعِیًا'' اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والا ''بِاِذْنِہٖ'' اس کے اذن سے ''وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا'' چمکتا، دمکتا نوری سورج اور روشن چراغ۔ حق جل شانہ نے اپنے محبوب کریم مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ان پانچ صفات سے متصف اور مزین فرما کر مبعوث فرمایا۔ یہ صفات اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کی عزت افزائی کے لیے بلا محنت، بلا طلب، بلا امتحان عنایت فرمائیں جس پر لفظ اَرْسَلْنٰکَ شاہد عادل ہے جو دلیل جلیل کے لیے کافی وافی اور شافی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

ازادب لرزاں وترساں گوئمت صد سلام | بااُمید یک جواب اے سیّد عالی مقام

کَقَوْلِہٖ العِلیّ القَدِیْرِ: وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا (سورۃ البقرہ: ۱۴۳) ''اور ہوں رسول تم پر گواہ''۔ شہید کمالِ وصف ذاتیہ سے اور شاہد وصف فعلیہ سے ہے۔ اور یہ دونوں وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا سے کماحقہ مستفیض ہیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات میں شاہد اور شہید دونوں وصفوں کا جمع فرما دینا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے کمالِ علم وفضل کی دلیل ہے اور حاضر ناظر دونوں معنوں کو شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رسی کو چنگل مار کر مضبوطی سے تھامنا، دینِ اسلام پر استقامت، نورِ رسالت کے بغیر ناممکن ہے۔ جب تک آفتاب نبوّت کی کرنوں اور شعاعوں سے سینہ باذنہٖ تعالیٰ مستفیض نہ ہو اور سراجاً منیراً کے انوار سے قلب منور نہ ہو جائے۔ تب تک یہ اعتصام بحبل اللّٰہ کا مقام نصیب نہیں ہوتا۔

خواند مارا سوئے حق ہر کس بحکمش سر نہند | پنجہ زد در حبل مستحکم کہ از ہم نگسلد

دعوت حق آپ نے دی اور کیا جس نے قبول | ایسی رسی اس نے پکڑی جو نہ ہو منفصم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۳۸)

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّ فِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّ لَا کَرَمٖ

بہتر پیغمبراں در خَلق و درخُلق آمدہ — کس چو اونامد نہ در علم و نہ در وصف کرم
لے گیا فوق انبیاء پر خَلق میں اور خُلق میں — کس میں تھا آپ کا سا علم اور کس پر تھا ایسا کرم

لغوی معنیٰ علم صرف و نحو ←

فَاقَ النَّبِیّٖنَ — ''فَاقَ''،فوقیت بہ معنیٰ: علومرتبت۔
فِیْ خَلْقٍ وَّ فِیْ خُلُقٍ — ''خَلْقٍ'' بالفتح،حسن صورت۔''خُلُقٍ'' بالضم،حسن سیرت۔
وَلَمْ یُدَانُوْهُ — ''لَمْ''،جحد صیغہ جمع مذکر،نہ قریب ہوا وہ اس حبیب کے۔
فِیْ عِلْمٍ — ''عِلْمٍ'' جاننا،پہچاننا۔
وَلَا کَرَمٖ — ''کرم'' عطاء،بخشش،جُود وسخا۔

○ ترجمہ: حضور ﷺ حسن صورت اور حسنِ سیرت میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے فوقیت لے گئے اور کوئی نبی بھی آپ ﷺ کے مرتبہ علم ومعرفت اور جود وکرم کے قرب تک بھی نہ پہنچ سکا۔

○ تمہیدی کلمہ: ''آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری''

○ تشریح: حضور دانائے سُبل،سیّد الرّسل،مولائے کل ﷺ کا خَلق اور خُلق لاریب بیمثل وبیمثال ہے۔خَلق سے مراد کمالات ظاہریّہ مخصوصہ،حُسن صورت،حُسن وجاہت اور خُلق سے مراد کمالات باطنیہ،علم ومعرفت،جود وکرم ہیں۔کوئی نبی بھی آپ ﷺ کی اس فضیلت خداداد میں ہمسر نہیں ہوا اور نہ آپ کے قرب تک پہنچ سکا۔اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کو ہر جہت اور ہر لحاظ سے انبیاء کرام علیہم السلام پر جمال وجلال اور کمال میں فوقیت عنایت فرمائی۔

بفرمانِ ذُوالجلال وَالاکرام: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ (سورۃ البقرہ:۲۵۳) مفسرینِ کرام نے اس آیت کریمہ کی تشریح میں لکھا: المراد بہٖ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ ﷺ ''اس سے مراد ہمارے حضور ﷺ افضل الانبیاء والمرسلین ہیں''اور اس پر وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا کی مہر ثبت ہے۔

ہے کلام الٰہی شمس وضحیٰ تیرے چہرہ نور فزا کی قسم — قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

ربّ العزت جلّ شانہٗ نے آپ کے چہرۂ انور،زلف معنبر،بنیٔ مبارک اور وجود باجود کے ہر عضو کو قسموں سے بیان فرمایا اور اس پر قرآن عظیم کی آیات بیّنات کو شاہد بنایا۔

کَقَوْلِہِ العَلِیّ العظِیْم: وَالضُّحٰی ○ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ○ (الضحیٰ:۱۔۲)''قسم ہے!روز روشن کی

اور رات کی جب چھا جائے۔ وَالضُّحٰی سے چہرہ نور فزا کی قسم، وَالَّیْلِ زلفِ عنبرین کی قسم۔ وَالضُّحٰی سے روئے رسول کی قسم، وَالَّیْلِ سے موئے رسول کی قسم۔ وَالضُّحٰی سے روز ولادتِ مصطفیٰ کی قسم وَالَّیْلِ شبِ معراج مصطفیٰ کی قسم۔ وَالضُّحٰی سے نورِ علم نبی جو روز روشن کی طرح ظاہر ہوا کی قسم وَاللَّیْل سے سرّ نبی کہ آپ ﷺ کے احوال قلبی اور باطن پر کوئی مطلع نہیں ہوا کی قسم۔ حضور ﷺ کے ظاہر و باطن، جسم و جان اور روح کی قسم تا آنکہ حضور ﷺ کے حسن صورت اور حسن سیرت کی قسمیں بیان فرمائیں۔

نیز فرمایا: ہر نبی حَسن الوجہ اور حسین الصّوت ہوتا ہے اور ہمارے نبی ﷺ اَحْسَنُهُمْ وَجْهًا اَجْمَلُهُمْ صُوْرَةً صورت اور سیرت میں صاحب جمال با کمال اور حسین بے مثل و بے مثال تھے۔

لَمْ يُدَانُوهُ حضور صاحب خلق عظیم ﷺ جامع جمیع اخلاق علیا ہیں جس کے اوپر کوئی کمال متصور نہیں اور نہ کوئی نبی آپ ﷺ کے اس مرتبہ کے قرب تک پہنچ سکا۔

قصیدہ ہمزیہ از قدوۃ الانام امام ابوعبداللہ محمد بن سعید بوصیری اَعلی اللّٰہِ مُشَاهَدَهٗ وَ جَعَلَ الْجَنَّةَ مَقَامَهٗ

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِهٖ وَالَّيْلُ الدَّجٰى مِنْ وَفْرَتِهٖ

كَنْزُالْكَرَمِ مَوْلَى النِّعَمِ هَادِى الْاُمَمِ لِشَرِيْعَتِهٖ

اَزْكَى النَّسَبِ اَعْلَى الْحَسَبِ كُلُّ الْعَرَبِ فِىْ خِدْمَتِهٖ

فَمُحَمَّدُنَا هُوَ سَيِّدُنَا فَالْعِزُّ لَنَا لِاِجَابَتِهٖ

فَاقَ الرُّسُلُ فَضْلًا وَّ عُلٰى هَادِى السُّبَلا بِوِلَايَتِهٖ

سَلَكَ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ شَقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِهٖ

جِبْرِيْلُ اَتٰى لَيْلَةَ اَسْرٰى وَالرَّبُّ دَعَا فِىْ حَضْرَتِهٖ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّم

(تحفۃ الصلوٰۃ الی النبی المختار)

جملہ انبیا کرام و رُسل عظام علیہم السلام کے فرداً فرداً فضائلِ عظیمہ و کمالاتِ کریمہ اور معجزاتِ قاہرہ اور آیات باہرہ حضور سیّد الانبیاء ﷺ کی ذات واحدہ میں رب کریم نے مجتمع فرما دیئے اور مزید ان کے علاوہ اَن گنت صفات جمالیہ و جلالیہ اور کمالیہ، نعُوت مکابرہ اور قصائد متکاثرہ آپ ﷺ کے وجود باسعود سیّد الموجود مسمّٰی محمد ﷺ میں ودیعت فرما دیے۔ جو صاحب دانش و بینش اور اربابِ بصر و بصیرت پر اظہر من الشمس، اَز ہر من الامس ہیں۔

اُمّی و گویاں بزبانِ فصیح الف آدم تا میم مسیح

"عَلٰى نَبِيِّنَا وَ عَلَيهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلام"

(نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ القوی)

مثلاً انابتِ آدم صفی اللہ، استقامتِ نوح نجی اللہ، خطابت شعیب نبی اللہ، درسِ ادریس نبی اللہ، علمِ ابراہیم خلیل اللہ، حلمِ اسمٰعیل ذبیح اللہ، ضحکِ اسحاق نبی اللہ، حسنِ صبیح یوسف نبی اللہ، صبرِ ایوب نبی اللہ، انابتِ زکریا نبی اللہ، شکوہٗ سلیمان خلیفۃ اللہ، اندوہِ یحیٰی نبی اللہ، ذکرِ داؤد خلیفۃ اللہ، دعائے یونس نبی اللہ، کلام موسیٰ کلیم اللہ، تقویٰ عیسیٰ روح اللہ

"عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام"

حسن یوسف دم عیسیٰ یدِ بیضا داری ۔۔۔ لب لعل وخط سبز ورخ زیبا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ۔۔۔ شیوہ و شکل و شمائل حرکات و سکنات

مروی ہے کہ ایک بار حضرت جبرائیل روح الامین علیہ السلام حاضر بارگاہ حضور ہوئے اور عرض کی: میں زمین کے مشارق اور مغارب میں پھرا ہوں۔ وَکَمْ اَرٰی مِثْلَہٗ مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ "میں نے محمد مصطفیٰ ﷺ سے بڑھ کر افضل کوئی نہیں دیکھا"۔

تم نے تو دیکھے ہیں بہت بتاؤ تو کیسے ہیں ہم ۔۔۔ معراج میں جبرائیل سے کہنے لگے شاہ امم
آفاقہا گردیدہ ام سیر جہاں ورزیدہ م ۔۔۔ روح الامیں کہنے لگے اے ماہ جبیں تیری قسم!

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

شیخ الشیوخ فی الہند عبدالحق محدّث دہلوی مدارج النبوۃ میں ارقام فرماتے ہیں: انبیا مخلوق اند از اسماء ذات حق، اولیاء از اسماء صفاتیہ وسیّد الرّسل مخلوق است از نورِ حق وظہورِ حق دروے بالذات است۔ "انبیاء کرام اسماء ذاتیہ سے پیدا کیے گئے ہیں۔ اولیاء اسماء صفاتیہ سے، بقیہ کائنات صفات فعلیہ سے اور سیّد الرسل، مولائے کل ﷺ ذاتِ حق سے اور عینِ حق کا ظہور بالذات ہے"۔

محمد مصطفیٰ دیباچہ آیات قرآنی ۔۔۔ محمد مصطفیٰ آئینہ انوار رحمانی

حدیث قدسی شریف اوّل البشر سیّدنا آدم علیہ السلام سے ربّ ذُوالجلال وَالاکرام نے فرمایا: لَوْلَاہٗ خَلَقْتُکَ اگر وہ نہ ہوتے تو تجھے پیدا نہ کرتا اور سارا جہاں ذاتِ الٰہی سے بواسطہ حضور صاحب لولاک ﷺ پیدا ہوا یعنی سب حضور ﷺ کے واسطے حضور کے صدقے کے طفیل ہیں۔

ہر کجامے نگری انجمنے ساختہ اند ۔۔۔ یک چراغ است درین خانہ کہ از پرتوآں

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خان علیہ رحمۃ المنان نے "صلوٰۃ الصفا فی نور المصطفیٰ" میں ارقام فرمایا:

خَالِقُ کُلِّ الْوَرٰی رَبُّکَ وَلَاغَیْرُہٗ وَنُوْرُکَ کُلَّ الْوَرٰی غَیْرُکَ وَلَمْ، لَیْسَ، لَنْ، اَیْ لَمْ یُوْجَدْ وَلَیْسَ بِمَوْجُوْدٍ وَلَنْ یُوْجَدَ اَبَدًا بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ۔ "کل مخلوق کو پیدا کرنے والا آپ کا رب ہی ہے۔ آپ ﷺ کا نور کلُّ الوراء ہے اور آپ کے نور کے سوا کچھ بھی نہ تھا اور نہ ہے اور نہ ہوگا"۔

ھُوَ اَقْدَمُ فِی النُّبُوَّۃِ مِنْ جَمِیْعِ مَا مَضٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

عارف باللہ، قطب الکبیر، بدر الاساتذۃ الشہیر السیدی نوّر اللہ مرقدہ نے "شرح صلوٰۃ" میں فرمایا کہ آپ ﷺ کی

نورانیت کا مقصد حقیقی طور پر وہی سمجھ سکتا ہے جس کا سینہ فیض گنجینہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (سورۃ النور:۳۵) کے نور سے منور ہو۔ اس کی تحصیل و تحقیق عقل و وہم کے بس کا روگ نہیں۔ نورالٰہی کو مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ سے معلوم کرے۔ نظیر اور مثال محض سمجھانے کے لیے ہے ورنہ کجا چراغ اور کجا نور حقیقی، کہاں چراغ اور قندیل اور کہاں نور ربّ جلیل، اس کا ادراک تو اس وقت ممکن ہے جبکہ نورالٰہی کی تجلیات بندہ کے قلب کو منوّر کردیں۔

بروایت صحیحہ قَالَ لَا تُفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی اَوْعَلَی الْاَنْبِیَاءِ اس حدیث مبارکہ کو چار تحقیقی اور علمی جوابوں سے واضح کیا گیا ہے: (۱) ایسی فضیلت نہ دو جس میں ان کی تنقیص شان اور گستاخی آن ہو۔ (۲) تفضیل فی حق النبوت و رسالت جائز ہے اور نفس نبوت میں سب انبیاء برابر ہیں۔ (۳) فضیلت جانے بغیر نہ کہے اور ایسی مدح ہو جس میں دوسروں کی قدح نہ ہو۔ (۴) یہ نہی از روئے تواضع اور ادباً فرمائی جس کی تفصیل کتب مُطوّلہ میں موجود ہے۔ فَلْیَنْظُرْ ثَمَّہٗ۔

صورت تھی انتخاب تو قامت تھی لاجواب — گیسوئے مشک ناب چہرہ تھا آفتاب
رخسار مہتاب نبوت کے ہر لو سے تھے منور — سنبل نثار صبح، شام بہارِ گلاب
سرتاپا ہر ادا ہے لاجواب — خوبروں میں نہیں تیرا جواب
حسنِ صورت بیمثال، جمال سیرت لاجواب — میں فدا تم پر آپ ہیں اپنا جواب

رخ نور نبوت کا عکس عارض مثل گلاب
آنکھوں میں میری سجا ہے سرمہ سرکارِ بوتراب
صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

○ **فائدہ جمیلہ** یہ دوسرا بیت مبارکہ ہے جس کو سن کر نبی رحمت، شفیع امت ﷺ نے تمائل فرمایا جب امام بوصیری اَفَاضَ عَلَیْنَا فُتُوْحَہٗ 'عالمِ مشاہدہ میں قصیدہ بردہ شریف سنا رہے تھے۔ قارئین کے لیے لازم ہے کہ وظیفہ کا ورد کرتے وقت تکرار کے ساتھ اور بہ تعداد وتر پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ يَارَبَّنَا اَزِلْ حِجَابَ الْغَفْلَةِ عَنْ قَلْبِیْ وَشَرِّفْ اَنْوَارَ الْمُحَمَّدِيَّةِ عَلٰی جِسْمِیْ وَرُوْحِیْ، وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ، آمِيْن بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن۔

ازہم پیغمبراں فائق شد از خلق و جمال — نیست کس پیغمبر بہ او در علم و در عطاء مال
سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے خَلق میں اور خُلق میں — انبیاء میں سب سے اکمل آپ کا علم و کرم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۳۹)

وَكُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

ملتمس از وے ہمہ از انبیاء و از رسل — یک کف از دریائے علم و قطرہ از ابر کرم

ہیں رسول اللہ کے فیضان سے سیراب سب — وہ کسی کے حق میں شبنم، کسی کے حق میں یَم

لغوی و نحوی معنٰی علم صرف و نحو سے

وَكُلُّهُمْ	"وَ" عاطفہ "كُلُّهُمْ" کی ضمیر راجع جمیع انبیاء و مرسلین کی طرف۔
مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ	اللہ کے رسول سے مراد محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ذات پاک۔
مُلْتَمِسٌ	مصدر "التماس"، معنیٰ: سائل اور عرض گزار۔
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ	"الْغُرْفُ" اَخْذُ الْمَآءِ مِنَ الْيَدِ مَلِيءُ الْكَفِّ چلو بھر پانی، "الْبَحْرِ" سمندر، دریا۔
رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ	"رَشْفًا" گھونٹ یا قطرہ آب "الدِّيَمِ" جمع دیمہ، موسلا دھار بارش۔

○ ترجمہ: تمام کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سرکار والا تبار عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے دریائے کرم کے ایک گھونٹ یا موسلا دھار شدید بارش سے ایک قطرہ کے ملتمس ہیں۔

○ تمہیدی کلمہ: لَا وَرَبِّ العرش جس کو جو ملا ان سے ملا — بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

○ تشریح: اس بیت کا مفہوم واضح ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے علم و فضل سے جو وسعت کے لحاظ سے بحرِ ذخّار اور دریائے ناپیدا کنار ہیں، سے ایک چلو اور آپ کے ابر کرم کے ایک چھینٹے کے طالب ہیں اور آپ کے کرم وسیع سے جو فیضانِ انوار بارش کی مانند برستا رہتا ہے، اس سے استفادہ کرتے ہیں اور انوارِ نبوّت سے منور ہو کر اپنی اپنی امت کو راہ ہدایت دکھاتے رہے ہیں۔ کائنات عالم میں جس جس کو جو جو خوبی ملی حضور معطی الکونین، مغیثُ الملوین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے دست کرم سے ملی۔

كُلُّ فَضْلٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ فَمِنْ — فَضْلِ النَّبِيِّ اِسْتَفَادَةُ الْفُضَلَاءِ

(قصیدہ ہمزیہ)

"جہاں والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے آپ کے فضل سے حسب استطاعت مانگ کے لی ہے"۔

قاعدہ ہے کہ اگر انسان اپنے ادنیٰ سے مانگے تو حکم "امر" اور اگر اعلیٰ سے مانگے تو "سوال" اور اپنے ہمسر سے مانگے تو اسے "التماس" کہتے ہیں۔ یہاں امام ناظم فاہم علیہ الرحمۃ والکرم نے مُلتمِس کہہ کر انبیاء کرام علیہم السلام کے ادب کو ملحوظ خاطر رکھا جس نے اس شعر کو مقبول تر اور محبوب تر بنا دیا۔

غُرْفًا کی بحر سے اور رَشْفًا کی الدِّیَم سے نسبت معنٰی خیز ہے دریا کا پانی کھارا اور کثیف ہوتا ہے جس سے غسل اور وضو کیا جاتا ہے۔ اس کو چلو سے تعبیر کیا اور بارش کا پانی مقطّر صاف اور شفاف ہوتا ہے تو یہاں رَشْفًا "گھونٹ" کے لفظ سے تعبیر کیا، جو قرآن حکیم کے الفاظ غُرْفَةً بِیَدِہٖ سے خاص تعلق رکھتا ہے۔

امام ابن حجر مکّی قدس سرہٗ المکلی افضل القریٰ شرح امّ القری میں ارقام فرماتے ہیں: مِنْ هٰهُنَا ذَهَبَ الْعَارِفُوْنَ اَنَّهٗ هُوَالنَّبِیُّ الْمُطْلِقُ وَ الرَّسُوْلُ الْحَقِیْقِیُّ الشَّرْعُ الْاِسْتِقْلَالِیُّ اَنَّ مَنْ سِوَاهُ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فِیْ حُکْمِ الْحَقِیْقَةِ لَهٗ: "اس جگہ عارفین کاملین نے استدلال کیا ہے کہ حضور ﷺ نبی مطلق، رسول حقیقی اور مستقل شریعت مطہرہ کے لانے والے ہیں، دیگر انبیاء کرام حقیقت حکم میں آپ کی پرتو اور ظل ہیں"۔

انبیاء کرم علیہم السلام کو نبوت جیسی نعمت عظمیٰ حضور سیّد العرب والعجم ﷺ کی نگاہِ فیض کا اعجاز ہے اور نعمتِ ایجاد و نعمتِ امداد کے حصول میں آپ وسیلہ ہیں اور تمام جہان آپ کا طفیلی ہے اور آپ سے وابستہ ہے، کسی کو حضور ﷺ سے بے نیازی نہیں۔ اللہ ربّ العزّت نے اپنے پیارے محبوب' طالب و مطلوب' دانائے جمیع خفایا و غیوب ﷺ کو جو مرتبہ عنایت فرمایا اس میں انبیاء کرام آپ ﷺ کے بحرِ کرم سے ایک چلو کے طالب ہیں یا آپ کے علم کے باران ہائے بسیار بار سے ایک قطرہ کے طلب گار ہیں۔ ہر ایک کا آپ ﷺ ان کے حوصلہ کے مطابق دامن بھرتے ہیں۔

"یکے از ہزار اند کے از بسیار"

جب حضور پرنور ﷺ کی روح پرفتوح کا آفتابِ عالم تاب نُور پردہ غیب میں رہا تو انبیا کرام اور رسولان عظام علیہم السلام آپ کے نور سے منور ہو کر ستارہ ہائے درخشاں کی طرح عالم ظہور میں چمکتے دمکتے رہے اور اپنے اپنے معجزات سے امت کو راہ ہدایت دکھاتے رہے اور جب آپ ﷺ کی نبوت کا سورج مطلع کائنات پر طلوع ہوا تو یہ سب نوری چمکتے دمکتے ستارے روپوش ہو گئے اور پردہ خفاء میں چلے گئے۔

مالکُ الملک، شہنشاہِ کل، جلّ سلطانہٗ نے اپنے نائب اکبر، خلیفہ اعظم ﷺ کو اپنی عنایت بے غایت سے ملک و ملکوت کی کُنجیاں عنایت فرما دیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اسی ابر کرم کا ایک چھینٹا اور دریائے رحمت کا ایک قطرہ ہیں اور روزِ شمار آپ کی نگاہ کے طالب اور آپ کے لب ہائے مبارکہ کے وا ہونے کے منتظر ہوں گے اور آپ مفیض ہیں اور وہ مستفیض۔

عینِ کرم زین حرم ماہِ قدم جویانِ تو	والا حشم عالی ہمم زیر قدم صد لامکاں
یعقوب گریانت شدہ ایوّب حیرانت زدہ	صالح حُدی خوانش شدہ اے یکہ تازِ لامکاں
خضر است گویاں العطش موسیٰ بایمن گشتہ غش	یعقوب شد بینائیش در یادتِ اے جانِ جاں

اَقُوْلُ بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ وَهُوَالرَّفِیْقُ انبیاء کرام علیہم السلام اور اُمتِ مرحومہ کے اولیاء عظام علیہم الرحمۃ و الرضوان من الملکِ المنعَام جیسے عظیم القدر لوگ سرکار مدینہ، سرورِ سینہ ﷺ سے اپنی اپنی حاجت کے طالب ہیں تو

ہم غریب بے نوا بارِ گناہ میں دبے ہوئے، رنج والم میں گھرے ہوئے "اپنے فقر واحتیاج کا دامن اس بارگاہ کریمی میں پھیلا کر عرض گزار کیوں نہ ہوں"۔

مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو شیئاً للّٰہ از جمالِ روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما آفریں بردستِ تو بربازوے تو

○ **فائدہ جلیلہ** یہ بیت ثالث ہے جس پر حضور پرنور، شافع یوم النشورؐ صاحب البہجۃ والسرور ﷺ نے تمائل فرمایا اور خوشی اور مسرت سے اظہار پسندیدگی فرمایا اور دین میں ذوق وشوق اور علمی استعداد کے لیے لازم ہے کہ اہل علم وعرفان اس شعر کو ورد زباں رکھیں نیز ہر حاجت کے بَر آنے کے لیے اکسیر اعظم کا درجہ رکھتا ہے۔ نہایت محبت آمیز شعر ہے۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا يَاحَبِيْبَ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُّغْرَقٌ خُذْ يَدَیْ سَهِّلْ لَّنَا اَثْقَالَنَا
اَنْتَ الشَّفِيْعُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ عَلَی الصِّرَاطِ مَازَلَّتِ الْقَدَمُ
صَاحِبَاكَ وَلَا اَنْسَاهُمَا مِنِّی السَّلَامُ عَلَيْكُمَا مَاجَرَی الْقَلَمُ

نعت مکہ معظمہ، مدینہ منورہ زَادَ شَرَفُهُمَا عَظَمًا

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو
آبِ زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں آؤ جودِ شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو
خوب آنکھوں سے لگایا غلاف کعبہ قصرِ محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو
زینتِ کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا سنگار جلوہ فرما یہاں کونین کا دولہا دیکھو
دھو چکا ظلمتِ دل بوسہ حجرِ اسود خاکِ بوسیٔ مدینہ کا بھی رُتبہ دیکھو
جمعہ مکہ تھا عیدِ اہلِ عبادت کے لیے مجرمو! آؤ یہاں عیدِ دوشنبہ دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا میری آنکھوں سے میرے محبوب کا روضہ دیکھو

○

ہر یکے ایشاں بخواند از رسول اللہ عطا کف ز آب بحر جودش قطرہ از ابر کرم
انبیاء سب ملتمس ہیں تاکہ مل جائے انہیں ایک چلو بحر سے یا قطرہ از ابر کرم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

○

(۴۰)

وَ وَاقِفُوْنَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمِ
مِنْ نُّقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْمِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ

نزد استادہ جملہ انبیاء درحد خویش — نقطہ از علم دارد یا نصیبے از حکم
ان کی پیشی میں کھڑے ہیں اپنی اپنی حد پہ سب — ہے کوئی تو نقطہ علم اور کوئی اعراب حِکم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو سے

وَوَاقِفُوْنَ — ''واوٗ''، عاطفہ ''وَاقِفُوْنَ'' از وقف بمعنیٰ: مطلع اور واقف ہونا۔
لَدَيْهِ — ''لَدَیْ عِنْدَ'' کے معنیٰ ہیں: بارگاہ نبوت و درگاہِ رسالت کے قریب۔
عِنْدَ حَدِّ هِمْ — ''حَدِّهِم'' اپنے اپنے منصب جلیلہ و درجہ رفیعہ کی حد میں۔
مِنْ نُّقْطَةِ الْعِلْمِ — ''مِنْ'' بیانیہ ''نُّقْطَةِ الْعِلْمِ'' علم مصطفوی ﷺ سے نقطہ کی مانند
اَوْمِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ — یا شکل حروف پر، اعراب، زیر، زبر، پیش، ''حِکَمِ'' حکمتوں کے خزینے۔

○ **ترجمہ:** تمام انبیاء کرام علیہم السلام ہمارے حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی اپنی حد رتبہ پر کھڑے ہیں مانند نقطہ کے اعراب سے اور جو نسبت اعراب کو کتاب حکمت سے ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** نام نبیوں کے بیشک بڑے ہیں — عظمتوں کے نگینے جڑے ہیں
مقتدی بن کے پیچھے کھڑے ہیں — جو پہلے سے آئے ہوئے ہیں
علٰی نبیّنا و علیہم الصّلوٰۃ والسّلام

○ **تشریح:** تمام سابقین انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی عظمتوں اور شانوں سے سج دھج کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں ادبا اپنے اپنے مرتبہ اور مقام پر دست بستہ کھڑے ہیں اور وہ اپنی حد میں آپ کی کتاب علم سے مانند ایک نقطہ کے ہیں یا آپ کی حکمتوں کی ضخیم اور عظیم کتاب میں مانندِ اعراب کے ہیں یعنی نہایت قلیل۔ الغرض آپ ﷺ علم و حکمت کے لحاظ سے سب پر فائق ہیں اور انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کے علم و حکمت کے بحرِ ذخار سے حسبِ مراتب درجہ بدرجہ آپ ﷺ کے فیض کے طالب اور آپ ﷺ سے مستفیض ہیں۔

اَلنُّقْطَةُ مَالَا يَقْبَلُ الْقِسْمَةَ اَصْلًا اَیْ لَافَرْضًاوَّلَا عَقْلًا وَّلَا فَهْمًا سے مراد جو وصف تقسیم کو قبول نہ کرے کسی صورت میں وَشَكْلَةً اَیْ شَكْلَةَ الْكِتٰبَ بِالْاِعْرَابِ کہ پیغمبر کی حد بندی اپنے اپنے مقام کے لحاظ سے وہ بمنزلہ نقطہ اور اعراب ہیں مانند حجر اسود۔ نقطہ بمنزلہ حجر اسود جو کعبۃ اللہ کے ایک کونہ میں بشکل نقطہ نصب ہے۔ پہلے یہ دودھ کی طرح سفید تھا کہ ہجرِ مصطفیٰ ﷺ نے اسے حجر اسود بنا دیا اور کعبۃ اللہ نے کالا غلاف پہن لیا۔

رہا کعبہ میں ترے روضے کے در پہ نہ جاپائی — اسی اندوہ سے ہے رنگ تیرہ سنگ اسود کا

نہ جب تک ان کے سنگ آستاں کو دے کوئی بوسہ — ہے بے سود اس کے حق میں بوسہ لینا سنگ اسود کا

ولی الرّوم الشیخ علامہ محمد اسمٰعیل حقی البرسوی علیہ الرحمۃ القوی نے اپنی مشہور اور مستند تفسیر روح البیان میں ارقام فرمایا کہ ہمارے شیخ علامہ اَبقاہُ اللہ بِالسّلامۃ نے رسالہ ''رحمانیہ فی بیان کلمِ عرفانیہ'' میں تحریر فرمایا:

''انبیاء کرام و رُسُل عظام علیہم السلام کے عُلوم کو ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عِلم عظیم سے وہی نسبت ہے کہ جو منہ کو رہوئی یعنی ایک قطرہ پانی کو سات سمندروں کے پانی سے اور جملہ علوم جلیلہ و معارف عظیمہ حِکم عالیہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ وَ السَّلام والتحیۃ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عطیہ ہیں''۔

علوم انبیاءِ کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفترِ علمی کا ایک نقطہ یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کریم ''معارف'' کے دفتر کا محض ایک اعراب ہیں جو حروف کی زینت اور صحت لفظی کی دلیل جلیل ہوتا ہے۔ جملہ انبیاء کرام و رُسُل عظام علیہم السلام کے جملہ فضائل و کمالات، علمی و عملی معجزات ہمارے حضورِ والا تبار نبی کردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار سے مُقتبس ہیں۔

حضور شبِ اسراء کے دُولہا، مکین مقام دَنَا فَتَدَلّٰی علیہ افضلُ التحیۃِ الثّناء شب معراج جب مجلس خلوت میں پہنچے تو ربّ العزت نے آپ کو یہ منصب عنایت فرمایا کہ روزِ شمار تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لواءُ الحمد کے نیچے محشور ہوں گے اور ہر ایک نبی اپنے اپنے مرتبہ کے موافق کھڑا ہوگا۔ اس منصب جلیلہ کے ظہور کو ہر اہل محشر دیکھیں گے۔

ہمہ انبیاء در پناہِ تو اند — مقیمِ در بارگاہ تو اند

تو ماہ منیری ہمہ اخترند — تو سلطان ملکی ہمہ چاکر اند

صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

○ فائدہ جمیلہ یہ چوتھا بیت مبارکہ ہے جس پر حضور سراپا نُور صاحبُ البَہجۃ والسُّرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے تمائل فرمایا۔ اس شعر کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کا ورد کرنے والا غم و الم سے نجات پاتا ہے۔

ایستادہ در حضورش ہر یکے ہر جائے خویش — قدر شان از نقطہ و حرکت ز حکمت نیست پیش

اپنے حد مرتبہ پر سب کھڑے ہیں رُوبرو — جیسے نقطہ حرف ہیں اعراب لفظوں میں بہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۴۱)

فَهُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهٗ
ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِیْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

از خلائق او بود در صورت و معنیٰ تمام — برگزیدش در محبت خالق روح و نسم

کرلیا خالق نے اس کو منتخب اپنا حبیب — کیونکہ اس میں حسن معنی حسن سیرت تھا اتم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

فَهُوَ الَّذِیْ — "ف" تفریحیہ "ھ" ساکن "اَلَّذِیْ" موصولہ، مراد ذات اطہر۔

تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهٗ — "تَمَّ" ہرلحاظ سے کامل "مَعْنَاهُ" حسن باطنی "وَصُوْرَتُهٗ" جمال ظاہری۔

ثُمَّ — "ثُم" دو مضمونوں کی ترکیب سے پہلے، دوسرا افضل واعلیٰ۔

اصْطَفَاهُ حَبِیْبًا — "اصْطَفَاهُ" برگزیدہ کرلینا، چن لینا، "حَبِیْبًا" محبوب۔

بَارِئُ النَّسَمِ — "بَارِئُ" پیدا کرنے والا "نَسَمِ" جمع نسمہ، جان، روح کو۔

○ **ترجمہ:** پس جب آپ ﷺ کی ذات پاک ظاہری حسن اور باطنی جمال کے کمالات میں مکمل ہوگئی تو پھر روحوں اور جانوں کے پیدا کرنے والے خالق نے آپ کو اپنا محبوب چن لیا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ہمہ اوصاف انبیاء عظام — کرد جملہ ترا خدا انعام

تو حسن و جمال بیغایت داری — ہم جود و کرم بحدّ غایت داری

شد حُسن ترا مسلم و خُلق ترا — حبیب توئی کہ ہر دوآیت داری

○ **تشریح:** پہلے بیت کا یہ بیت تتمہ ہے کہ جب یہ ثابت ہو چکا کہ حضور باعث ایجادِ کن فکاں ﷺ تمام کائنات عالم میں خلق میں سب سے اجمل واکمل اور خُلق میں عظیم وکریم ہیں اور جمیع کمالات ظاہریہ "جسمانی" اور کمالات باطنیہ "روحانی" کے جامع اور مرتبہ کمال تک پہنچے ہوئے ہیں۔ ایسی شان وعظمت والے رسول کو جانوں اور روحوں کے پیدا کرنے والے خالق مطلق نے خلعت نبوّت ورسالت سے مزین فرما کر تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے انتخاب کرکے اپنا محبوب چن لیا اور اپنے اسماء وصفات کے لباس سے زینت دی۔ بہ فحوائے حدیث پاک فرمایا: اَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ "میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں، اس پر فخر نہیں"۔ بلکہ یہ فضل ہے اور حقیقت ہے۔

اوّلین میں آپ ﷺ کے ظاہری و باطنی حسن و جمال کے نشان انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔ ان کے جملہ کمالات اور معجزات آپ ﷺ کی فیض نگاہ کے انوار ہیں اور آخرین میں آپ ﷺ کے حسنِ خُلق اور جمالِ خلق کے مظہر اتم اور نمونے صحابہ کرام، اہلبیت اطہار رضوانُ اللہ الملک المُنعام ہیں اور علماء کرام اور اولیاء عظام پرتو ہیں۔

دررِاہِ اتباع ایک سے ایک صورت وسیرت میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ علماءِ اُمت ہیں۔

نعت گو اور نعت خواں جلیل القدر صحابی حضرت حسان بن ثابت الخزرجی انصاری مدنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

فَاِنَّ اَبِيْ وَ وَالِدَتِيْ وَ عِرْضِيْ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّم

امام ناظم فاہم علیہ الرحمۃ والکرم نے اس شعر میں اس تلمیح الحدیث کی طرف قاری کی توجہ مبذول کرائی اور اپنے صاف وشفاف، پرجوش اندازِ محبت اور اپنے دلائلِ عظیمہ سے ثابت کیا اور پہلے بیت کی شان اور عظمت اس بیت سے واضح کرکے بڑھا کر فضائلِ جمیلہ اور شمائلِ جلیلہ کی عظمت اُجاگر فرمائی اور فرمایا: لَوْ تَاَمَّلْتَ مَعَانِيْ هٰذَا الْبَيْتِ فِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى شَيْءٍ كَثِيْرٍ كَمَالَا يَخْفٰى عَلٰى اَهْلِ الْبَصَرِ وَالْبَصِيْرَةِ۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِبْرَاهِيْمَ اِسْمٰعِيْلَ وَاصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ بَنِيْ كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ علیہ السلام والرضوان۔ "فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم سے اسماعیل کو برگزیدہ کیا اور بنو اسماعیل سے بنو کنانہ کو اور بنو کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنو ہاشم کو بنو ہاشم سے مجھے برگزیدہ فرمایا"۔ "عَلٰى نَبِيِّنَاء وَعَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام۔

در جملہ جہاں دیدم فیضان محمد را دیدم بہر ذرہ سریانِ محمد را

در کسوت ہر زاہد در طاعتِ ہر عابد دیدم بہمہ یکسر شایانِ محمد را

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

صورتش ہم سیرتش چوں شد مکمل از صفات خالق ارواح چیدہ او را حبیب از کائنات

صورت و سیرت میں سرکار عالی مرتبت اس لیے ان کو کیا حق نے حبیب محترم

مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۴۲)

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِيْ مَحَاسِنِهٖ
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٖ

او منزہ از شریک اندر محاسن آمدہ   جوہر حسن محمد پارہ نامد در قسم

ہے محاسن میں منزہ غیر کی شرکت سے وہ   حسن کا جوہر جو ہے اس میں وہ نامنقسم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

مُنَزَّهٌ	ازمصدر ''تنزیہہ'' اسم مفعول، پاکیزہ تر۔
عَنْ شَرِيْكٍ	اپنے ہمسر سے۔
فِيْ مَحَاسِنِهٖ	حسن، ظاہری وباطنی، زیبائی وخوبی
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ	''فَا'' للنتیجہ جوہر، مادہ، اصل، ''حُسْن'' معرب از گوہر یاقوت۔
غَيْرُ مُنْقَسِمٖ	غیر تقسیم شدہ۔

○ **ترجمہ:** حضور والا صفات ﷺ کی ذات اس سے پاک ہے کہ آپ کے حسن میں کوئی شریک ہو، آپ کا جوہر حسن کسی اور میں منقسم نہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''حقیقتِ حُسن، عدمِ انقسام میں مثل جوہر فرد''

○ **تشریح:** حضور صاحبُ الحسن والجمال ﷺ کو اللہ ربُّ العزت نے حسن و جمال سے اصالۃً نوازا جس میں آپ کا کوئی نہ سہیم ہے اور نہ شریک۔ آپ ﷺ اپنی ذات وصفات میں منفرد اور واحد ہیں اور حسن و جمال میں بے مثل اور بے مثال اور کائنات عالم میں اپنے جمال کمال میں بے نظیر ہیں۔ غیر منقسم کا مفہوم غیر مشترک اور منفرد ہے۔ اَلْجَوْهَرُ الْفَائِضُ مِنْ مَّعْدَنِ الْكَمَالِ وَمَنْبَعِ الْخَيْرِ معنی یہ کہ آپ ﷺ کا جوہر حسن منفرد بالفردیۃ علی وجہِ الکمال ہے اور حقیقت حسن و جمال مصطفوی ﷺ کے اجزاء نہیں کئے بلکہ وہ بکمالہٖ اصالۃً آپ ﷺ کی ذات شریف کے لیے مختص ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا۔

دفع دخل مقدر حضرت یوسف نبی اللہ علیہ السلام جو حسن و جمال کے پیکر تھے، وہ تبعاً اس صفت حسن سے نوازے گئے، ہر صاحبِ کمال کا کمال اسی منبعِ حسن ﷺ اور معدنِ کمال ﷺ سے مستنیر اور مستفیض ہے اور روز شمار صرف جمال جمالِ محمدی علیٰ مالکہا الصلوٰۃ والسلام ہوگا اور کمال صرف کمالِ محمدی ﷺ ہوگا کہ حقیقت حسن عدم انقسام میں مثل جوہر فرد ہے تمام عالم میں جو کچھ ہے وہ آپ ﷺ ہی کے حسن و جمال کا پرتو اور ظل ہے۔ آپ ﷺ کا وجود باجود سراپا یمن و برکت، آپ ﷺ کی بارگاہ گوشہ رحمت اور آپ ﷺ کا دیار دیارِ عافیت اور آپ ﷺ کی

ذات سرچشمہ نور ہدایت ہے۔

امّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نعت قصیدہ دالیہ کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

لَوْسَمِعُوْا فِیْ مِصْرَ اَوصَافِ خَدِّہٖ — لَمَا بَذَلُوْ فِیْ سَومِ یُوسُفَ مِنْ نَقْدٖ
لَوَاحِیْ زُلَیْخَا لَوْ رَاَیْنَ جَبِیْنَہٗ — لَاٰ ثَرْنَ بِقَطْعِ الْقُلُوْبِ عَلَی الْمَائِدٖ

اگر زنان مصر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رخسار کے اوصاف حسن وجمال سُن لیتیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کے سودے میں نقدنہ خرچ کرتیں اور اگر زلیخا کی سہیلیاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جبین دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کی انگلیوں کی بجائے اپنے دلوں کو کاٹ لیتیں۔

☆ زنانِ مصر کی زبان سے قرآن پاک کا بیان مَاھٰذَا بَشَراً اِنْ ھٰذَا اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْم (سورۃ یوسف:۳۱)۔ ''یہ تو بشر نہیں بلکہ ایک معزّز نوری فرشتہ ہے'' سے ظاہر ہے کہ حضرت یوسف نبیّ اللہ علیہ السّلام پہلے بھی بشر تھے اور اب بھی بشری لباس میں ان کے سامنے موجود ہیں۔ اللہ جلّ شانہٗ نے اُن کے قول کی تردید نہیں کی بلکہ تصدیق کے لیے ان کا قول نقل فرمایا۔ جب کہ زنانِ مصر نے بصیرت کی نظر سے حسن وجمال یوسف علیہ السلام کا مشاہدہ کرلیا۔ ماہِ کنعانی کے حسن وجمال کی جلوہ نمائی پر مسحور اور مرعوب ہوگئیں اور اُن کی نگاہِ حقیقت بیں پردہ بشریّت کے اندر نور اور جوہر سُلٰلَۃً مِنْ طِیْن کو دیکھ رہی تھی۔ انہوں نے ازخودرفتہ محبت میں اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔ خون کے فوارّے چھوٹ گئے۔ درد وکلفت زخم کا احساس تک نہ رہا محو جمال یوسفی میں مستغرق ہوگئیں۔

حُسنِ یوسف پہ کٹیں انگشت زنانِ مصر — سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردانِ عرب
کوچہ کوچہ میں مہکتی ہے یہاں بوئے قمیص — یوسفتان ہے ہراک گوشہ کنعان عرب

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

اَقُوْلُ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَھُوَالرَّفِیْقُ بِالتَّحْقِیْقِ: حضور سیّد لولاک علیکَ الصّلوٰۃُ والسّلام کو مسلوبُ النسبت، محرومُ القسمت، محجوب علماء بشر بشر کی رٹ لگاتے ہیں، یوم الحساب سب کو معلوم ہوجائے گا۔ یہ دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دن ہوگا۔ اس روز حُسنِ محمّدی کا پوری تابانی سے ظہور ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معزّز مہماں ذی شان ہوں گے۔ ربّ قدوس میزبان ذی شان ہوگا اور سارا اہلِ محشر طفیلی۔ جل شانہٗ وصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

درمحاسن نیست کس او شریک از خاص و عام — جوہر حُسنش ازاں بالا کہ گیرد انقسام
کوئی عالم میں نہیں ان کا محاسن میں شریک — حُسن میں جوہر ہے اس کا فرد کل لاینقسم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

(۴۳)

دَعْ مَاادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِىْ نَبِيِّهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

آنچہ ترسایاں بگفتند در حقِ عیسیٰ مگو　　پس مگو در حقِ سید آنچہ خواہی از حکم
چھوڑ کر دعوے وہ جس کے ہیں نصاریٰ مدّعی　　چاہو جو مانو اسے زیبا ہے اللہ کی قسم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

دَعْ مَاادَّعَتْهُ	''دَعْ'' صیغہ امر، چھوڑ تو ''مَا'' جو دعویٰ کیا۔
النَّصَارٰى فِىْ نَبِيِّهِمْ	''النَّصَارٰى'' جمع نصرانی ''فِىْ نَبِيِّهِمْ'' اپنے نبی کے متعلق۔
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ	''وَاحْكُمْ'' صیغہ امر، حکم دینا ''بِمَا شِئْتَ'' جو تو چاہے۔
مَدْحًا فِيْهِ	''مَدْحًا'' مدح اور نعت کے بیان میں۔
وَاحْتَكِم	زِيَادَةُ اللَّفْظِ تدلّ علىٰ زِيَادَةِ المعنىٰ، حکم دینے میں لگے رہنا۔

○ **ترجمہ:** وہ بات جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں کہی وہ چھوڑ دے، اس کے علاوہ جو نعت بھی کہے پورے یقین کے ساتھ خوب مدح سرائی کر۔

○ **تمہیدی کلمہ:** لَقَدْ اَحْسَنُ مَنْ قَالَ مُخَاطِبًا لَّهٗ

○ **تشریح:** اس بیت مبارک میں صاحب قصیدہ بردہ نے توصیف و تعریف کے بارے میں ''باب نعت'' میں بِمَا شِئْتَ کہہ کر بتا دیا کہ اے مخاطب! تو اپنی کمال علمی بساطت اور عقلی حیثیت سے آپ ﷺ کی شان ارفع و اعلیٰ میں عزم بالجزم کے ساتھ نعت کہہ، پھر بھی تجھ سے حق نعت کماحقہٗ ادا نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ کی ذات وصفات اور فضائل و کمالات کو کون ہے جو کماحقہٗ جان سکے اور بیان کر سکے۔ جب کہ قرآن عظیم و فرقان حکیم بہ عنوان جلی و بہ عنوان خفی نعت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ فَتَدَبَّرُوْا۔

مخواں او را خدا از بہر امرِ شرع وحفظِ دیں　　وگوہر وصفش میخواہی اندر مدحش انشا کن

نیز فرمایا: نصاریٰ نے جو اپنے نبی کی شان میں بظاہر نعت کے طور پر ابنُ اللہ کہا۔ وہ شرعاً و عقلاً و نقلاً بہر حال کفر اور حد سے تجاوز ہے۔ نصاریٰ کے ہر سہ گروہ بلکانیہ، نسطورا، یعقوبیہ نے آپ کے چند نایاب معجزے اِحیاءِ موتیٰ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ ''مادر زاد اندھے کو بینا کرنا دیکھے تو گمراہ ہو گئے اور گمراہی کی اس وادی میں گر گئے جہاں سے نکل نہ سکے۔

امام ناظم عَطَرَ اللہ مَثْوَاہ لفظ دَعْ سے آگاہ فرما رہے ہیں کہ ہمارے حضور ﷺ جمیع صفات کمالیہ ظاہریہ و باطنیہ کے حامل ہیں اور آپ ﷺ کے معجزات لا تعدو و لا تحصی ہیں اور انسانی علم اور عقل ان کا احاطہ نہیں سکتی مثلاً شق القمر،

رجعت شمس، قرآن پاک، معراج شریف، احیاء موتی، شفاء امراض، انگشت ہائے مبارک سے پانی کے چشمے بہانا، حسن وجاہت عنایت فرمانا، شجر وحجر کا سلام اور کلام اور حاضر ہونا، معجزہ ہرنی، طیور محترم، اُستن حنانہ وغیرہ ذٰلکَ ان گنت معجزات ظہور پذیر ہوئے۔ کثرتِ معجزات کی بناء پر کوئی مدّعی عشق جوش جنون سے اندھا ہو کر خدا نہ کہہ دے اَعَاذَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَنْ ذٰلِکَ۔

لَا یَتَجَاوَزُ مِنْ حَدِّ الْاِنْسَانِیِّ اِلَی الْوَصْفِ الصَّمَدَانِیِّ وَلٰکِنْ صِفَاتُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ حَادِثٌ وَصِفَاتُہٗ سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی قَدِیْمٌ۔ ''اور کوئی بھی حدود انسانی سے وصف صمدانی تک تجاوز نہ کرے کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات حادث اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات سے قدیم ہیں''۔

سابقہ اشعار قصیدہ مبارکہ میں اَدلّہ قاہرہ سے ثابت ہوا کہ اقلیم نبوّت کے شہنشاہ، کشور رسالت کے تاج دار، عرب وعجم کے چارہ ساز صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اپنے جمیع محاسن ظاہریہ اور اوصاف باطنیہ میں اپنے شریک سے مُنزّہ ہیں تو امتِ مسلمہ کو توہم باطلہ سے بچانے کے لیے بیان فرما رہے ہیں کہ نصاریٰ نے اپنے نبی سیّدنا عیسیٰ ابن مریم علیہما السّلام کے چند معجزات دیکھ کر انہیں ابنُ اللہ ٹھہرایا، تم ایسا ہرگز ہرگز نہ کرنا، گمراہ ہو جاؤ گے۔ نعت گوئی کے جوش میں ہوش نہ کھو دینا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات اور کمالاتِ یسُوع مسیح عَلَیْہِ السَّلَام سے کہیں زیادہ دیکھ کر بہک نہ جانا۔ الوہیّت اور نبوّت میں حدِّ فاصل کو ملحوظ رکھنا۔ ''گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی''

کسی عاشق نے کتنا اچھا اور عمدہ فرمایا ہے:

میرے آقا کا مدینہ بھی ہے کیا دارالشفا
جس جگہ عیسیٰ بھی آتے ہیں دوا کے واسطے

سجدہ کرنا ہو یوں کہ سر کو سجدہ میں جھکا
سر خدا کے واسطے دل مصطفیٰ کے واسطے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِہٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِہٖ وَتُبْتُ عَنْہُ بِحَقِّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَادِقُ الْوَعْدِ الْاَمِیْنُ جلّ شانہٗ وَصلی اللہ علیہ وسلم۔

آنچہ نصرانی بگوید در حق عیسیٰ گزار
ہر چہ خواہی جز ازاں در وصف اونیکو شمار

جو نصاریٰ نے کہا عیسیٰ کے حق میں وہ نہ کہہ
اور جو ممکن ہو کہہ مدحِ نبی محترم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۴۴)

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَاشِئْتَ مِنْ عِظَمٖ

نسبت اندر ذاتِ اوکُن ہر چہ خواہی از شرف
جو شرف چاہو کرو منسوب آپ کی ذات سے

نسبت اندر قدر اوکُن ہر چہ خواہی از عِظَم
کوئی عظمت کیوں نہ ہو، ہے آپ کی منزلت سے کم

لفظی و لغوی معنیٰ مع علم صرف و نحو کے

فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ "فَا" تفسیریہ "اُنْسُبْ" نسبت کر تو "اِلٰی ذَاتِہٖ" آپ کی طرف۔
مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ "شَرَفٍ" میں تنوین للتّفخیم کے لیے ہے یعنی شرف عظمت۔
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ آپ کی قدر و منزلت کی طرف نسبت کر۔
مَاشِئْتَ "مَا" موصولہ صیغہ ماضی واحد مذکر، جو تو چاہے۔
مِنْ عِظَمٖ عظمت کی جمع، عظمتیں، فضیلتیں، شانیں۔

○ ترجمہ: پس منسوب کر آپ ﷺ کی ذات والا صفات کی طرف جو شرف کہ تو چاہتا ہے اور آپ ﷺ کی ذات عالی قدر کی طرف جو عظمت تو چاہے منسوب کر کے حکم لگا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** "حسب و نسب، صورت و سیرت میں لاجواب"

○ **تشریح:** یہ شعر سابقہ شعر کی تفسیر اور تفصیل ہے۔ ہر نوع کے کمالات و حسنات حضور ﷺ کی ذات اشرف کی طرف منسوب کرنے کا ایک وسیع اختیار دیا گیا ہے یہ امر ثابت شدہ ہے اور روز روشن کی طرح واضح اور لامع ہے کہ حضور ﷺ کی ذاتِ انور باعثِ تخلیق عالم و سبب تکوین عالم و آدم علیہ السلام ہے اور جس قدر کمالات سابقین اور متاخرین کو حاصل ہوئے وہ سب حضور آفتابِ عالم تاب ﷺ کے انوار اور اس بحرِ ذخار نبی ﷺ کے سامنے مثل چُلّو، اس رحمۃ للعالمین کی باران رحمت کے ایک قطرہ کی مانند ہیں۔

حضور ﷺ کے شرف شریف اور کرمِ کریم اور قدرِ عظیم، حُسنِ خَلق اور جمالِ خُلق مثلاً تناسب اعضاء کرم الید، طِیبُ الفرق، ذکاء اللب، صفاءُ الجنان، بلاغۃُ الکلام، فصاحۃُ اللّسان اور سائر کمالات انسان وغیرہ اور مزید برآں جو کچھ تو چاہے۔ بہ استثناءِ اُلوہیّت سب قابلِ تسلیم اور آپ کی قدرِ عظیم کی طرف حدِّ انسانی ہیں۔ جو شانیں نسبت کردہ ہیں سب صحیح، محبوب اور مستحسن اور غلوّ سے پاک اور مبالغہ سے بَری ہوں گی۔

اور تو اے مخاطب! علوِ شرف، عالی قدر، جمالِ نور، صفاتِ طور، عظمِ معجزات، صفاتِ ارہاصات، شانِ کرامات امامتِ انبیاء اور دَنُو اِلٰی جناب کبریاء، فضائل روزِ جزاء، باللّواء الحمد، وسیلہ، فضیلہ، درجہ رفیعیہ، شفاعتِ عظیمہ کل

انشراح صدر سے بیان کر۔ جزمی، حتمی اور قطعی طور پر دعویٰ سے فضائل جہاں تک تیری زبان سے بیان اور فضائل قلم سے رقم ہو سکیں، تحریر و تقریر سے عیاں کر اور اس پر خوب مستحکم اور استوار رہ، علم الیقین سے حق الیقین اور عین الیقین سے وافر حصہ پا کہ وہ ہستی پاک منبعِ ایمان و عرفان اور مظہرِ شانِ رحمان جل شانہ ہے۔

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے — باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
حرماں نصیب ہوں تجھے امید گاہ کہوں — جانِ مراد کانِ تمنا کہوں تجھے
گلزارِ قدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں — درمان درد بلبلِ شیدا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بَری — حیراں ہوں میرے شاہا کیا کیا کہوں تجھے
کہہ لے گی سب کچھ تیرے ثنا خواں کی خامشی — چپ ہو رہا ہوں کہہ کے کیا کیا کہوں تجھے
مجرم ہوں اپنے عفو کا سامان کروں شہا — یعنی شفیع روزِ جزا کا کہوں تجھے
آخر رضاؔ نے ختم سخن اس پہ کر دیا — خالق کا بندہ خلق کا مولیٰ کہوں تجھے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ

(حدائق بخشش)

راقم السطور غفر لہ المولیٰ الغفور عرض گزار ہے کہ نعت وہی نعت ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہو۔ میدان نعت میں بڑھتا ہے تو شرک اور اگر کمی کرتا ہے تو تنقیص شان لازم آتی ہے۔ عرفی ایرانی نے کیا خوب کہا ہے:

عرفی مشتاب ایں رہ است نہ صحرا — ہشیار کہ رہ بردم تیغ است قدم را
تقدیر بیک ناقہ نشاید دو محمل — سلیمائے حدوث تو ولیلائے قدم را

صاحب قصیدہ مبارکہ نے اس شعر کے پہلے مصرعہ میں ''شرف'' اور دوسرے میں ''عظم'' کہا۔ دونوں اپنے حقیقی معنیٰ میں مستعمل ہیں۔ اَلشَّرَفُ مَنْسُوْبٌ اِلٰى ذَاتِهٖ وَ الْعَظْمَةُ مَنْسُوْبٌ اِلٰى صِفَاتِهٖ كَمَا حَرَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ﷺ) اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ مُلْكِ الرُّوْمِ یہاں عظیم کی نسبت مرتبہ کے لحاظ سے ہے ''لَا لِذَاتِهٖ'' (نہ کہ ذات کے لحاظ سے)۔ فافہم۔

ہر چہ خواہی از شرف باذات او منسوب کن — ہر بزرگی را بخواہی وصف آن محبوب کن
جو شرف ہو ذات اقدس کی طرف منسوب کر — جتنی عظمت چاہے تو کر شان والا میں رقم

مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۴۵)

فَاِنَّ فَضۡلَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ لَيۡسَ لَهٗ
حَدٌّ فَيُعۡرِبَ عَنۡهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

فضل و جاہ مصطفٰے حد ندارد درکمال
تاتواں کرد شخصے روشن آں را بیش وکم

حد نہیں رکھتی فضیلت کچھ رسولُ اللہ کی
لب کشائی کیا کریں اہلِ عرب، اہل عجم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

فَاِنَّ فَضۡلَ	”فَا“ سببیہ، دلیل کے لیے، ”فَضۡلَ“، شرف، قدر، عظمت۔
رَسُوۡلِ اللّٰهِ	اللہ تعالیٰ کے رسول۔
لَيۡسَ لَهٗ حَدٌّ	”لَيۡسَ“ نہیں، ”لَهٗ“، ضمیر راجع فضل، ”حَدٌّ“ حصر کرنا، قید کرنا۔
فَيُعۡرِبُ عَنۡهُ نَاطِقٌ	مصدر ”اعراب“ بیان کرنا ”عَنۡهُ“، ضمیر راجع فضل ”نَاطِقٌ“ بولنے والا انسان۔
بِفَمِ	”بِفَمِ“ مُنہ سے، تقریر اور قال کے معنی میں۔

○ ترجمہ: کیوں کہ حضور ﷺ کے فضائل کی کوئی حد نہیں جس کو انسان اپنی زبان سے بیان کر سکے۔

○ تمہیدی کلمہ: ”لَايُمۡكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ“

○ تشریح: پہلا شعر دعویٰ تھا کہ حضور علَیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے فضائل کی کوئی حد نہیں کہ کوئی ناطق اپنے نطق سے بیان کر سکے اور ہر شرف وقدر، عظمتِ شان جو کہ آپ ﷺ کی صفات عالیہ سے منسوب ہے انسان کی علمی اور عقلی حدود سے وُراءُالوراء ہیں جن کی کوئی حد بندی نہیں ہو سکتی۔ کوئی کتنا ہی فصیح اللِّسان اور بلیغُ البیان ہو اس کی علمی بساطت سے آپ ﷺ کی تعریف، توصیف، نعت، قصیدہ اور مدحت حدِّ بیان سے باہر ہے۔

اے رضا خود صاحبِ قرآں ہے مداحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسولُ اللہ کی

ہے گلِ باغِ قُدس رخسار زیبائے حضور
سرو گلزارِ قدم قامت رسولُ اللہ کی

لَا وَرَبِّ الۡعَرۡش جس کو جو ملا اُن سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسولُ اللہ کی

حضور مَظہرِ نورِ کِبریآء سیّد لَولَاكَ لَمَا عَلَيۡهِ افضلُ التحِيَّةُ والثّناء کے فضائل وکمالات آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہیں اور حضور جانِ ایمان، کانِ احسان ﷺ اللہ کی عنایت بے غایت سے تخلّق باخلاقِ اللّٰهِ کے انوار سے مزیّن اور منوّر ہیں۔ جس کا تذکرہ کماحقہ کرنا ناممکن، مشکل اور محال ہے۔

وَلَقَدۡ اَحۡسَنَ قَالَ السَّعدیۡ مُخَاطِبًا لَّهٗ:

نہ حُسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں   بہ تشنہ مستسقٰی میرد و دریا ہم چناں باقی

(گلستان سعدی)

امتی اپنے محبوب رسول ﷺ کے نشر فضائل وکمالات اور معجزات، تکثیر مدائح وقصائد، محامد ومحاسن میں ہمہ تن مصروف ومشغول رہتا ہے۔ حضور جانِ رحمت، کانِ رافت ﷺ کی سچی فضیلتوں کو مٹانا اور شام وسحر اپنی ناقص علمی استعداد اور نافہمی سے نفی محاسن کی فکر میں رہنا مومن اور محبّ کا کام نہیں۔ یہاں بڑے بڑے درجات ولایت والے بھی سرنگوں ہو کر اپنی عجز وانکساری اور خاکساری سے کہہ گئے۔

ترا عزّ لولاک و تمکیں بس ست   ثنائے تو طٰہٰ و یٰسین بس است

چہ وصفت کند سعدیِ نا تمام   علیکَ السّلام اے نبی و السّلام

لِلّٰہِ دُرٌّ وَلِنِعْمَ مَا قَالَ وَمَنْ قَالَ۔

مَا اِنْ مَّدَحْتُ مُحَمَّداً بِمَقَالَتِیْ   وَلٰکِنْ مَّدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

قصیدہ خوانی، نعت خوانی کا مآخذ قرآن پاک اور حدیثِ پاک ہے۔ ان کے علاوہ نعت خوانی کا معیار رطب ویابس کا شکار ہوگا۔ جو عمل تحسین نہیں۔

اک اک ادا ہے آپ کی آیات بیّنات   جس زاویے سے دیکھئے قرآں ہیں مصطفیٰ

اختر ہے شغل نعت عبادت میرے لیے   میری عروس فکر کے عنواں ہیں مصطفیٰ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

اَقُوْلُ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَھُوَالرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی بِالتَّحْقِیْقِ حضور پرنور، سراپا نور، نورٌ علیٰ نور، سیّد یوم النشور ﷺ کے شرف وسعادت، حُسنِ صورت، جمال سیرت، قدر ومنزلت، فضائل وکمالات کو نہ زبان سے بیان کی ہمت اور نہ قلم سے رقم کرنے کی سکت۔ عقل وفہم، علم ودانش بھی آپ کے ادراک صفات، کنہ ذات سے حیران و سرگرداں ہیں۔ "اَلْقَلَمُ اَحَدُ اللِّسَانَیْنِ"، قلم کی زبان اور زبان کا قلم دونوں آپ کے کنہ تو درکنار صفاتِ عالیہ ظاہرہ کے اظہار سے عاجز، درماندہ اور کاسر وقاصر ہیں۔

حد افضال وکمال او نیامد در حساب   کے تواند گفت کس تحمید آں عالی جناب

حد نہیں ہے کوئی حضرت کے کمال وفضل کی   ہو بیاں کس منہ سے توصیف شہ خیرُ الاُمم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(٤٦)

لَوْ نَاسَبَتْ قَدْرَهٗ اٰيَاتُهٗ عِظَمًا
اَحْيٰى اسْمُهٗ حِيْنَ يُدْعٰى دَارِسَ الرِّمَمِ

در خور قدر بزرگش نمودے معجزہ است — یاد بنامش زندہ کردے استخواں ہائے رَم
اس کی عظمت کے بموجب ہوں اگر معجزات — زندہ کردے نام ان کا استخوانہائے رَم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو

لَوْنَاسَبَتْ قَدْرَهٗ	''لَوْ'' حرف شرطیہ، انتفاءِ ثانی لِانتفاءِ اوّل، ایک دوسرے سے نسبت رکھنا۔
اٰيَاتُهٗ عِظَمًا	قدر ومرتبہ ''اٰيَاتُهٗ'' مراد معجزات عظیمہ۔
اَحْيٰى اسْمُهٗ	زندہ ہونا آپ کے نام نامی اسم گرامی سے۔
حِيْنَ يُدْعٰى	''حِيْنَ'' وقت ''يُدْعٰى'' بلائے گئے۔
دَارِسَ الرِّمَمِ	''دَارِسَ'' ناپید ہونا ''الرِّمَمِ'' بوسیدہ ہڈیاں۔

○ ترجمہ: اگر آپ کے معجزات آپ کے قدر وعظمت کے برابر ہوتے تو آپ ﷺ کا نام مبارک بوسیدہ ہڈیوں پر لیا جاتا تو وہ بھی زندہ ہو جاتیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** مقام مصطفےٰ برتر از مقام مسیحا عَلٰی نَبِيِّنَا وعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ والسَّلَامُ۔

○ **تشریح:** اس شعر میں حضور ﷺ کے رُتبہ کی عزّت اور عظمت کی رفعت عجیب طرز سے بیان فرمائی گئی ہے۔ حضور ﷺ کا رتبہ اس معجزہ کے شایانِ شان ہے کہ آپ ﷺ کے نام با اکرام سیّد الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مردہ زندہ ہو جاتا۔ اسم و مسمّٰی ﷺ کا رتبہ اور عظمت جو بارگاہ ذوالجلال والاکرام میں ہے، اگر آپ ﷺ کے اس مرتبہ کے مطابق معجزات ظاہر ہوتے، تو آپ ﷺ کے اسم مبارک کا یہ عالم ہوتا کہ اگر مردہ کی ہزار سالہ بوسیدہ ہڈیوں پر آپ ﷺ کا نام لیا جاتا تو مردہ زندہ ہو جاتا اور اسم پاک کے معجزات کا بصورت کرامت قیامت تک ظہور ہوتا رہے گا۔

دوسرا معنیٰ: یہ کہ حضور سیّد العرب والعجم ﷺ کی عظمت ظہور پذیر ہونے والے معجزے ''احیاءِ موتٰی'' بے حد و بے حساب احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں اور اگر آپ ﷺ کی قدر وعظمت کے موافق معجزات کا ظہور ہونا مقدر ہوتا تو پھر آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لے کر مردہ کو پکارا جاتا تو وہ زندہ ہو جاتا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاِسْمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ يُحْيِ صَاحِبَ هٰذِهٖ ''اے اللہ بوسیلہ اسم سیّدنا محمد ﷺ اِس مردہ کو زندہ کردے کہ احیاءِ موتٰی کا معجزہ دعائے محمد مصطفےٰ ﷺ کے مرتبہ سے ہے''۔ اور نام اکرام سیّد الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت ارفع ہے۔ کائنات عالم کا اس نام پاک سے ظہور ہے۔

تیسرا معنیٰ: لَوْ حرف شرط، ''لِانْتِفَاءِ الثَّانِیْ بِانْتِفَاءِ الاوّل'' چونکہ پہلی چیز موجود نہیں ہوئی تو دوسری چیز کا

وجود بھی ظہور میں نہ آیا۔ اس شعر سے مفہوم مخالف ''کہ آپ ﷺ کو یہ معجزہ احیاء موتی نہیں دیا گیا''۔

بقول مفتی خرپوتی علیہ الرحمۃ خَبَطَ خَبْطًا عَشْوًا وَرَكِبَ مِتْنًا عَمْيًا۔ ''مخبوط الحواس اور عقل کا اندھا ہے، وہ شعر کا متن سمجھنے سے قاصر ہے''۔ آگے چل کر فرماتے ہیں: اِذْلَيْسَ مُرَادُ النَّاظِمِ اَنَّهُ لَمْ تُعْطَ لَهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ هٰذِهِ الْمُعْجِزَةُ اَصْلًا بَلْ مُرَادُ اَنَّ تِلْكَ الْمُعْجِزَةَ لَمْ تُعْطَ لَهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ بَعْدَ وَفَاتِهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِلَّا فَهُوَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ جَامِعٌ لِجَمِيْعِ مُعْجِزَاتِ الَّتِىْ ظَهَرَتْ فِىْ اَيْدِىْ سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ۔ اس شعر کا مرادی معنیٰ ہرگز یہ نہیں کہ حضور ﷺ کو یہ معجزہ احیاء موتی نہیں دیا گیا بلکہ مقصود اس امر کا اظہار کرنا ہے کہ اَحیاءِ موتیٰ کا معجزہ بعد وفات تا قیام قیامت کے لیے نہیں اور اگر دیا جاتا تو نام پاک سے بھی مردہ زندہ ہوتا جبکہ آپ جامع مسمّٰی ﷺ جمیع کمالات و معجزات ہیں بلکہ جملہ انبیاء کرام کے معجزات حضور ﷺ کے کمالات کا پرتو اور ظلّ ہیں۔ مثلاً سیّدنا ابو الانبیاء ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا معجزہ احیاء موتی اور مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات مثلاً مٹی سے پرندہ بنانا۔ وغیرہ ثابت بالقرآن والحدیث ہیں۔

نیز فرمایا: یہ معجزات امور مخصوصہ بزمانہ حیات بابرکات میں ہی نہیں بلکہ قیامت تک باقی ہیں، چنانچہ آج بھی کوئی رابطہ قلبی حضور ﷺ سے کر کے درود شریف پڑھ کر مقصود کے لیے دعا کرے تو بفضلہٖ تعالیٰ ربّ کریم اس اسم پاک کے اعجاز کا ظہور فرمائے گا، جبکہ اولیاء کاملین نے کرامۃً باذنہٖ مردے زندہ فرمائے ہیں۔ فافہم۔

بروایت صحیحہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی دعوت پر آپ کے دونوں صاحبزادوں کو زندہ فرمانا اور بچوں کے اصرار پر مذبوحہ اور خوردہ بکری کو زندہ کرنا جو اکثر محدّثین کرام نے اپنی اپنی شروط پر اس معجزہ احیاء موتی کا تذکرہ فرمایا ہے، اس روایت کے الفاظ مبارکہ ہیں: حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَاْمُرُكَ اَنْ تَدْعُوَ اِلَيْهِمَا يَقُوْلُ مِنْكَ الدُّعَآءَ وَمِنَّا الْاِجَابَةُ۔ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: محبوب! ان دونوں کو آواز دو، محبوب تیری طرف سے دعا اور ہماری طرف سے قبولیت زندہ کرنا ہے''۔

جناب سرور کائنات فخر موجودات علیہ الف الف تحیاتٍ وتسلیماتٍ سے مکرّرات ومرّات' معجزہ احیاء موتی سے بڑھ کر معجزہ کا ظہور ہوا مثلاً شجر وحجر کا کلام وسلام کرنا اور جمادات کا کلمہ پڑھنا، احادیث معتبرہ سے ثابت ہے۔

شجر نے ازراہ تعظیم آکر قدم چومے	کیا اقرار پتھروں نے بھی ہاتھوں پہ رسالت کا
کوچہ سرکار احمد کی خاک پا جو مل جائے	حیاتِ ابد کا بنواؤں تعویذ اپنی تربت کا

مردہ انسان میں دوبارہ زندہ ہونے کی صلاحیت اور لیاقت بلحاظ ایام حیات موجود تھی۔ اگر وہ زندہ ہو جائے تو جائے تعجب نہیں مگر حجر اور شجر کا کلام وسلام اور جمادات کا کلمہ پڑھنا اس سے اعلیٰ درجہ کا معجزہ ہے۔ جن کو حیات ظاہرہ سے کوئی مناسب نہیں۔ وَلِذَا رَقَمَ فِىْ بَعْضِ الْقَصَائِدِ الْمَدْحِيَّةِ:

اِنْ کَانَ عَاذِراً حَیَاۃَ الْمَسِیْحِ فَقَدْ تَکَلَّمْتُ مِنْہُ عَجَمًا وَّ عَجَمَاتٍ

اَقُوْلُ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَھُوَالرَّفِیْقُ: شہنشاہ کشوررسالت، مالک مملکت نبوت، سید العرب والعجم محمد رسول اللہ علیہ و علی اباء ہ الکرام الصّلوٰۃ وَ السلام نے اپنے مکرّم ومعظّم والد ماجد سیّدنا عبدُ اللہ رضی اللہ تعالیٰ ورسولہ عنہ جودارُ النابغہ المدینۃ المنوّرہ میں دار صغریٰ میں مدفون تھے اور والدہ ماجدہ مخدومۃ الکائنات سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٗ عنہا کووادی الوذان مقام ابواء میں حجۃ الوداع کے بعد اپنے معجزہ کریمہ سے زندہ کیا اور کلمہ شہادت پڑھایا۔

آسماں تمہاری لحد پہ شبنم افشانی کرے سبزہ نورستہ اس درکی نگہبانی کرے
ابر رحمت تمہاری لحد پہ شبنم افشانی کرے حشر تک شانِ کریمی تمہاری ناز برداری کرے

والدین کریمین ہرسہ ایمان: ایمان فترتی، ایمان میثاقی اور ایمان تبلیغی سے ممتاز تھے۔ وَھٰذَا ھُوالْمَقْصُوْدُ۔

خُدا اُن کے مرقد پہ اگائے سبزہ وگل کو رکھے نغمہ سرا اس گل پہ جنّت کی بُلبل کو
مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تمہارا نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو تمہارا

فقیر غُفِرلہ المولیٰ القدیر کو یہ الفاظ لکھتے وقت ربِ کریم کے کرمِ کریم اور فضلِ عظیم سے حضور پرنور شافع یوم النشور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے والدینِ کریمین کا صدقہ دل پر میرے والدین کی بخشش کی بشارت کا اشارہ القا ہوا جس سے دل باغ باغ ہوگیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ وَصَلُّوْا عَلَیْہِ کَذٰلِکَ۔

اَسماء النبیِّ الکریم میں ایک اسم محی ہے ''زندہ فرمانے والا'' اللہ تبارک وتعالیٰ نے جانِ جہاں، باعثِ امرِ کن فکاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے اسماء حسنیٰ کا مظہر اتمّ بنایا اور اپنے ہر اسم مبارک کا سرّ اور امرکُن کا اذن عنایت فرمایا لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اَدَبًا لِلّٰہِ تَعَالٰی ''کُن'' کہنے کی بجائے تسمیہ سے اپنا اعجاز دکھاتے۔ جسمانی مردوں کوزبان سے اور قلبی مردوں کونگاہ سے زندہ فرمایا۔ مَثَلُ ھٰذَا کَثِیْرٌ وَّ وَفِیْرٌ کَمَالَا یَخْفٰی عَلٰی مَنْ یَّکْتُبُ اَحَادِیْثَ الْخَبِیْرِ۔

مصطفٰے انوار جناب امرِ کُن آفتاب برج علم مِنْ لَدُن
معدنِ اسرار علام الغیوب بزرخ بحرین امکان و وجوب
صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

صحابہ کرام رضوانَ اللہ مِنَ الملِکِ المنّان سے احادیث صحیحہ سے بسندِ جید احیاء موتٰی کا کرامۃٔ ظہور ہوا، دلائل النبوۃ میں ہے کہ ایک نابینا صحابیہ کی دعا سے رب کریم نے اس کے مردہ بیٹے کوزندہ فرمادیا۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں:
اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ ھَاجَرْتُ اِلَیْکَ وَاِلٰی نَبِیِّکَ رَجَاءً تُغِیْثَنِیْ فِیْ کُلِّ شِدَّۃٍ فَلَا تَحْمِلْ عَلَیَّ ھٰذِہِ الْمُصِیْبَۃَ لِحُرْمَۃِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم۔

حدیث قُدسی: یَابْنَ اٰدَمَ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ یَعْنِیْ اِنِّیْ اَجْعَلُکَ تَقُوْلُ

لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ جب میں کسی چیز کو کہتا ہوں کہ "ہوجا" تو وہ ہوجاتی ہے یعنی میں تجھے ایسا بنا دینا چاہتا ہوں کہ جب تو کسی کے واسطے "ہوجا" کہے تو وہ ہوجایا کرے۔

امّت مسلمہ کے اکابر اولیاء کرام کے قرار داد اُمور میں سے یہ بات ہے کہ بعض عارفوں کو اس امر کی قدرت دی گئی ہے کہ وہ جو چاہتے ہیں پیدا کر دیتے ہیں مگر عارفوں کا پیدا کیا ہوا عالم شہادت میں اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک عارف کی توجہ عالم مثال یا عالم شہادت میں اس کے ساتھ باقی رہتی ہے اور جب توجہ جدا ہو جاتی ہے تو وہ موجود، معدوم ہو جاتا ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا پھونک مار کر پرندہ تخلیق کرنا، اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور معجزہ سے ظہور پذیر تخلیق میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہی ذات حق مالک ملیک، مقتدر اور قادر وقیوم اور عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے۔ اس کی اس قدرت کا ظہور نبی کے ہاتھ پر معجزہ اور ولی کے ہاتھ پر کرامت کہلاتی ہے۔ دونوں میں قدرت الٰہی؍ امر الٰہی کا ظہور ہے۔

حقیقت ہے کہ مردہ زندہ کرنا ایک عظیم الشان معجزہ ہے جو قرآن پاک اور حدیثِ پاک سے ثابت ہے، لیکن انسان کے مردہ دل کو زندہ کرنا' اس سے بڑھ کر معجزہ ہے کہ انبیاء کرام کو رب کریم نے قلب کو زندہ کرنے اور ہدایت کے لیے دنیا میں مبعوث فرمایا۔ کافر مردہ دل اور مومن کا دل زندہ ہوتا ہے کہ قلب کی زندگی ایمان سے ہے۔

سیّدنا سلیمان نبی اللہ علیہ السلام کا صحابی "وزیر اعظم" جناب آصف برخیا علیہ الرحمہ بلقیس کا تخت ہزاروں میل کے فاصلے سے اسم اعظم کی قوت سے آنکھ جھپکنے سے پہلے لایا تھا۔

حق تعالیٰ نے اپنے ہر اسماء حسنیٰ کے اسم میں سِرّ کو پوشیدہ فرما رکھا ہے۔ بعض اسموں سے ہوا چلتی اور بارش برستی ہے اور بعض اسماء مبارکہ سے دریا رواں دواں ہیں۔ بعض اسماء مبارکہ سے مُردے زندہ ہوتے ہیں۔

لب زُلال چشمۂ کُن سے گندھے وقت خمیر مُردے زندہ کرنا آقا تجھ پہ کیا دشوار ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

ذاتِ حق، خالقِ مطلق نے ہر نبی کو اپنے کسی ایک اسم مبارک کا سِرّ "بھید" عطاء فرمایا ہے، جس سے وہ اپنے زمانہ نبوّت میں امّت کو معجزے دکھا کر راہ ہدایت دیتے اور شاہکارِ قدرت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو اپنے ایک اسم محی کا سِرّ عنایت فرمایا جس سے وہ اپنی امت کو احیاءِ موتیٰ وغیرہ کے معجزات دکھاتے اور ہمارے حضور نبی الانبیاء، احمد مجتبےٰ، محمد مصطفےٰ عَلَیْہِ اَفْضَلُ التَّحِیَّۃِ وَ الثَّنَآء کو اپنے اسماء وصفات کے سِرّ عنایت فرما کر مظہر اتم، نائب اکبر، خلیفۂ اعظم بنایا اور دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ کا اذن آپ کے ضمیر اور خمیر میں ودیعت فرما دیا گیا جس سے ہزار ہا معجزات کا ظہور ہو۔

معجزہ دانش گر بقدر او بودے عظیم زندہ کردے نام او از خواندنش عظمِ رمیم

ان کی عظمت کے مساوی معجزے ہوتے اگر نام آپ کا زندہ کرتا استخوان ہائے رمیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

(۴۷)

لَمْ یَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْیَ الْعُقُوْلُ بِهٖ
حِرْصًا عَلَیْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَهِمِ

آنچہ او فرمود عقل از فہم عاجز نشد — بر صلاح ما حریص است بے گماں وبے نہم
آزما، ایسی چیز میں اس نے کب ازراہ لطف — عقل جس میں شک ہو اور شبہ وحیرت میں ہم

لغوی و نحوی معنی علم صرف و نحو سے

لَمْ یَمْتَحِنَّا بِمَا	''لَمْ'' نفی جحد، ''یَمْتَحِنَّا'' ہرگز نہ امتحان لیا ہمارا، ''بِمَا'' ساتھ اس چیز کے۔
تَعْیَ الْعُقُوْلُ بِهٖ	''تَعْیَ'' صیغہ مضارع، درماندہ، شک اور تردد ''عُقُوْلُ'' جمع عقل۔
حِرْصًا عَلَیْنَا	''حِرْص'' کسی چیز کی حد سے زیادہ خواہش کرنا، ''عَلَیْنَا'' ہم پر۔
لَمْ نَرْتَبْ	ہم نہ شک میں پڑے۔
وَلَمْ نَهِمِ	مصدر ''وھم'' اور نہ ہم وہم میں پڑے حیرت زدہ ہو کر۔

○ **ترجمہ:** نبیٔ رحمت ﷺ نے ہمارا امتحان ایسی چیز سے نہ لیا جس کے سمجھنے سے ہماری عقلیں عاجز تھیں جس سے نہ ہم شک میں پڑے اور نہ کسی تردّد میں مبتلا ہوئے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** شریعت احمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل سہل اور فطرتی ہے۔

○ **تشریح:** حضور سیّد الرسل ﷺ نے کسی مقام پر ہماری عقلوں کا امتحان نہ لیا، بلکہ علم وفہم کے موافق شریعت مطہرّہ کے ارشادات ہمیں بتائے، جو ہمارے لیے عمل کے لحاظ سے سہل اور عقل کے لیے سریع الفہم تھے، کیونکہ آپ ﷺ کا مقصود آزمانا یا مشکل میں ڈالنا نہ تھا بلکہ مطلوب ہدایت اور مقصود اصلاح احوال واعمال تھی اور ہمیں کسی قسم کی تکلیف شاقہ میں نہ ڈالا اور تکلیف مَالَا یُطَاق سے بچایا۔ ہم آپ ﷺ کی نبوّت ورسالت پر ایمان لانے میں کسی شک میں نہ پڑے۔ آسانی سے راہِ ہدایت پائی اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئے کہ شریعتِ مطہرّہ کے جملہ قانون انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔

خطیبُ الانبیاء ﷺ کا فرمان: کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ ''لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کرو'' کے تحت دین حقّہ کی تبلیغ اور ترسیل ہماری عقل اور سمجھ کے مطابق فرمائی اور شریعت مطہرہ کے مطابق مسائل کو آسان، عام فہم اور سلیس انداز میں پیش کیا۔ جس سے امّتِ مسلمہ کو دین حقّہ، دین ہُدیٰ میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ پڑا۔ شریعت مطہرّہ کے مسائل پر عمل سہل فرمادیا اور عُسر، تنگی اور سختی سے بچالیا۔ سابقہ شریعتوں کی مانند اَغلال، قصاص در قتلِ عمد اور قتلِ خطاء، حرمت دِیت، قتلِ نفس بالتوبہ، قطع اعضا خاطیہ، قطع ثوب نجس بالمقراض، عدم جواز

نمازِ غیر سجدہ، پچاس نمازیں، ترک عمل بروز سبت، زکوٰۃ مال کا چوتھا حصہ وغیرہ، اُمتِ مسلمہ پر اِصر اور غِلّ دور کر دیا گیا۔

امام ناظم دامَ اللہ برکاتہم نے اس بیتِ مکرّم میں کثیر التعداد تلمیحات قرآنیہ اور احادیث نبویّہ کی طرف اشارہ کیا۔ تلمیح اِلیٰ القرآن: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

تَلْمِيح اِلٰى حَدِيْثِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَام: قَالَ اَتَيْتُكُمْ بِالْحَنَفِيَّةِ الشَّرِيْعَةِ الْبَيْضَاءِ "میں صاف ستھری شریعت تمہارے لیے لایا ہوں" اور حریصًا کہہ کر اشارہ کیا کَقَوْلِهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ صفتِ نبی کریم حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ فرمایا "مومنوں کو بہت چاہنے والے دین میں اُن کی ترقی اور درجات عُلیا کے خواہاں ہیں۔"

كَقَوْلِهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ: "وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورۃ المائدہ:۳)" ہم نے ایسا پسندیدہ دین اسلام عنایت فرمایا جس میں اللہ ربّ العزّت کی رضا ہے۔ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّ بِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا

بروایت صحیحہ فرمایا: جس نے یہ کلمات طیّبات پڑھے اس نے ایمان کی حلاوت پالی۔

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے　　باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
گلزارِ قُدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں　　درمانِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے
مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا　　یعنی شفیعِ روزِ جزا کا کہوں تجھے
کہہ لے گی سب کچھ تیرے ثنا خواں کی خامشی　　چپ ہو رہا ہوں شاہا کیا کیا کہوں تجھے
آخر رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا　　خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

○ فائدہ جلیلہ اس بیت کے ورد سے شریعت مطہرّہ پر عمل آسان ہوتا ہے اور آدمی بلا تردّد بلا اور ابتلاء سے بچ جاتا ہے۔ فرائض، واجبات اور سنن کی ادائیگی آسان اور نفلی عبادات کا ذوق وشوق بڑھ جاتا ہے، شک وتردد دور ہو جاتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَالِقُ الْوَرٰى وَاجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ الْمَغْفِرَةِ وَالتُّقٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهِ النُّجَبَاءِ الْبَرَرَةِ التُّقٰى۔

از عنایت دور دارد عقل مارا از امتحاں　　آنچہ فرمودہ دریں مارا نہ شک است وگماں
باز رکھا امتحاں سے جس سے عاجز فہم ہو　　مہربانی کی نہ بچتے یوں شک و حیرت سے ہم

مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۴۸)

اَعْیَ الْوَرٰی فَهْمُ مَعْنَاهُ فَلَیْسَ یُرٰی
لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْفَحِمِ

عاقلاں از فہم معنیٰ محمد عاجز اند اہل عالم جملہ در وصفش کشید مستند دم
سمجھے اس نورِ مجسم کی حقیقت کوئی کیا قرب ہو یا بُعد ہو سب ہیں یک قلم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو سے

اَعْیَ الْوَرٰی "اَعْیَ" بہت عاجز، "اَلْوَرٰی" تمام مخلوق۔
فَهْمُ مَعْنَاهُ "فَهْمُ" سمجھنا "مَعْنَاهُ" آپ کی حقیقت یا کمالات۔
فَلَیْسَ یُرٰی "فَلَیْسَ" پس نہیں "یُرٰی" صیغہ مضارع از رویت قلب یا چشم۔
لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْهِ غَیْرُ قریب اور بعید "فِیْهِ" ان سے۔
مُنْفَحِمِ "اِنفحام" عاجز آجانا، لاجواب ہونا۔

○ **ترجمہ:** حضور ﷺ کی حقیقت سمجھنے سے مخلوق عاجز آگئی۔ آپ کا قریبی اور بعیدی کوئی ایسا نہیں جو لاجواب نہ ہو گیا ہو۔

○ **تمہیدی کلمہ:** حقیقت محمدیّہ علی صَاحِبہا الصَّلٰوۃُ وَ السّلام کا سمجھنا مشکل اور محال ہے۔

○ **تشریح:** حضور سید البشر ﷺ کی ذات پاک اور صفات جلیلہ اور کمالاتِ عظیمہ کی حقیقت کو کائنات عالم میں کوئی فرد و بشر نہ جان سکا۔ سب عاجز اور درماندہ ہو گئے۔ معرفتِ محمّدیہ ﷺ درحقیقت معرفتِ خداوند قدّوس ہے، جس ذاتِ حق وحدہٗ نے آپ کو صفاتِ جلالیہ اور کمالاتِ جمالیہ سے نوازا۔ صحابہ کرام رضوانُ اللّٰہ علیہم اجمعین باوجودیکہ ہم مجلس اور ہم صحبت ہو کر اتنا قرب پایا، وہ بھی آپ کی ذات کی حقیقت تک رسائی نہ کر سکے۔ بفرمانِ نبی الرحمان: یَا اَبَا بَکْرٍ لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَةً غَیْرُ رَبِّیْ "فرمایا: اے ابو بکر (رضی اللہ عنہ!) میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا"۔ جبکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ ورسولہ عنہ کا آپ ﷺ کی ذات والا صفات سے اتنا قرب تھا جو کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ نہ قریب العہد صحابی نے جانا اور نہ بعید العہد تابعی نے اور نہ آپ ﷺ کے احوال کی کیفیت معلوم ہو سکی اور نہ کمیت۔ سب دم بخود اور انگشت بدنداں ہیں۔

محمّد سر قدرت ہیں کوئی رمزاں کی کیا جانے شریعت میں تو بندے ہیں حقیقت میں خدا جانے
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّم

قَالَ الْقُرْطَبِیُّ لَمْ یَظْهَرْ کَمَالُ حُسْنِهٖ وَاِلَّا لَمَا طَاقَتْ اَعْیُنُ الصَّحَابَةِ النَّظْرَ اِلَیْهِ۔ "صحابہ کرام علیہم

الرضوان کی آنکھیں بھی جمالِ پرجلال کو دیکھنے کی تاب نہ لاسکیں اور وہ بھی ایک نظر بھر کر نہ دیکھ سکے"۔ حُسنِ صورت، جمالِ سیرت، خُلقِ عظیم، شانِ رؤف رحیمی، سراجاً منیر کا نُورِ مستنیر، ذاتی اوصاف، صفاتی کمالات، صدق و وفا، صبر و رضا، اداءِ امانت، نرم کلامی، قصر الامل، کثرتِ عمل، زہد علی الدُّنیا، اہتمامِ آخرت، قناعت، صبر و شکر، علم و حلم، مجاہدہ، مشاہدہ وغیرُ ذٰلک۔

سالارِ قافلہ عشق مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ نے کیا عمدہ فرمایا ہے:

توجان پاک سر بسر، نے آب وخاک اے نازنیں — واللہ ز جان ہم پاک تر، روحی فداک اے نازنیں

پاکاں ندیدہ روئے تو، جاں دادہ اندر بُوئے تو — اینک مگر در کوئے تو، صد جاں پاک اے نازنیں

قال الشیخ بدرالدین زرکشی علیہ الرحمۃ شعراء متقدّمین نے بڑے فصیحانہ وبلیغانہ انداز میں قصیدے اور نعتیں لکھیں۔ جلیل القدر شعراء، نعت گو صحابہ حضرت حسّان بن ثابت انصاری، حضرت عبدُ اللہ بن رواحہ، حضرت کعب ابن زہیر رضی اللہ عنہم مشہور شعراء عرب ابوالبختری، ابن روحی نے مدح اور حمد میں کمال پیدا کیا اور متاخرین میں عظیم نعت گو اعلیٰ حضرت بریلوی نے مدح، حمد اور نعت میں نام کمایا لیکن کوئی بھی آپ کے حُسنِ خلق اور حُسنِ خُلق کو کماحقہٗ بیان نہ کر سکے۔

وہ کمال حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقصِ جہاں نہیں
وہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
وہ شرف ہے کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب کے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس وامید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں
کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں، دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں
کروں مدح اہلِ دوَل رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

فقیر سراپا تقصیر عرض کناں ہے: یہ سب محبت کے اظہار اپنے اپنے علم اور فہم کے مطابق ہیں۔ رب کریم سب کا نذرانہ حسن عقیدت اور گلدستہ نعت مقبول اور منظور فرمائے۔ آمین بحرمۃ طٰہٰ ویٰس علیہ الصّلوٰۃ والسّلام۔

خلق عاجز شد ز ادراک کمالات نبی — از قریب و ہم بعید ازدرک علم او فَہم

سرِّ باطن کی حقیقت نے کیا خلقت کو دنگ — دور سے نزدیک سے ہر طرح ہے مجبور فَہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۴۹)

كَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بُعُدٍ
صَغِيْرَةً وَّتُكِلُّ الطَّرْفُ مِنْ اَمَمِ

مثل خورشید است حالش کو بود کو چمک زدُور — در برابر چشمہائے مردم اندازد بہم
ہے وہ سورج دور سے دیکھو تو لگتا ہے صغیر — پاس سے دیکھو تو بے شک دیدے ہو جائیں پُرنم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

كَالشَّمْسِ	''كَ'' تشبیہ مانند سورج وہ ذات مقدس ﷺ۔
تَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ	''تَظْهَرُ'' صیغہ فعل مضارع، ظاہر ہوتا ہے ''عَيْنَيْنِ'' تثنیہ، دو آنکھیں۔
مِنْ بُعُدٍ صَغِيْرَةً	''بُعُدٍ صَغِيْرَةً'' چھوٹا سا دور سے۔
وَّتُكِلُّ الطَّرْفُ	''تُكِلُّ'' صیغہ فعل مضارع، خیرہ کر دیتا ''الطَّرْفُ'' گوشۂ نظر۔
مِنْ اَمَمِ	کرنوں کے قریب سے۔

○ **ترجمہ:** حضور ﷺ کی مثال آفتاب کی سی ہے جو دور سے آنکھوں کو چھوٹا لگتا ہے اور نزدیک سے آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** فَجَآءَ مُحَمَّدٌ سِرَاجًا مُنِيْرًا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ كَثِيْرًا كَثِيْرًا

○ **تشریح:** حضور ﷺ کی مثال شمس سے دی۔ مشبّہ اور مشبّہ بہٖ میں وجہ تشبیہ یہ ہے کہ آفتاب کا جرم زمین سے ہزار ہا گنا بڑا اور ہزار ہا میل دور ہے۔ اس کی حقیقت مقدار کا دریافت کرنا مشکل ہے کہ وہ بظاہر دور سے مانند آئینہ چھوٹا سا نظر آتا ہے اور نزدیک سے آنکھیں اس کے نور کو دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتیں چندھیا جاتی ہیں۔ ''لَقَدْ صَدَقَ فِيْمَا قَالَ الْاِمَامُ عَلَيْهِ الْكَرَمُ''۔

امام فاہم علیہ الرحمۃ نے سورج سے تشبیہ دے کر معنیٰ میں کمال وسعت پیدا کی ہے کہ حضور شمسُ النبوّت و الرسالت ﷺ کے ظاہری حُسن و جمال اور باطنی انوار و تجلیّات کی تاب نہ کوئی قریبی ''صحابی'' اور نہ کوئی ''تابعی'' جو مشہود بالخیر ہیں لا سکتے ہیں اور نہ بعیدی میں سکت اور طاقت کہ وہ آپ کی کُنہ ذات تو درکنار ظاہری صفات تک بھی رسائی حاصل کر سکے۔ سب ساکت و صامت ہیں۔ صاحبانِ کشف و کرامت کی آنکھیں قریب سے بسببِ غایت درخشانی اور نورانیت، ''چشم بینا'' درماندہ ہو جاتی ہیں یعنی نہایت درخشانی انوار سید الابرار، محبوب کردگار ﷺ سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ آپ کا جسم انسانی بشکل ظاہری اور قلبی کیفیات احوالِ باطنی یا بصورتِ ظاہری دونوں مثل آفتاب و مہتاب ہیں۔

تیرے رخسار و گیسو کو بھلا تشبیہ دوں کیوں کر نہ ہے لالہ میں رنگ ایسا نہ سنبل میں سے بُو ایسی

غَيْرُ مُنْفَحِمٍ اَیْ سَاكِتُهٗ مِنْ اِدْرَاكِ الْحَقِيْقَةِ وَاَعْجَازٌ عَنْ بَيَانِ فَضْلٍ عَنْ تَفْضِيْلِهٖ

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کثرت کمالات کی نہ حد ہے اور نہ کسی کی ان تک رسائی، سب عاجز ان کے در پہ کھڑے ہیں۔ شمس السماء اور شمس النبوت "مشبّہ اور مشبّہ بہ میں وجہِ شبہ عدم دریافت وادارک ہے، یہ مثال عین ممثل لہٗ کے مطابق ہے۔ نورُ القَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِنْ ضِيَاءِ الشَّمْسِ وَضِيَاءُ الشَّمْسِ مُسْتَفِيْضٌ مِنْ ضِيَاءِ نُوْرِ مُحَمَّدِيٍّ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) "چاند کا نور، شمس کے نور سے اور شمس کا نور، نور محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مستفاد ہے"۔ انبیاء کرام علیہم السلام چاند اور اولیاء عظام اور مومنین مطلع آسمان رفعت کے تارے ہیں۔

دن کو انھی سے روشنی شب کو انھی سے چاندنی سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے

قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ربّ العزّت نے سِرَاجًا وَّهَّاجًا آسمانی سورج کے لیے اور سِرَاجًا مُّنِيْرًا مدینہ کے چاند کے لیے فرمایا۔ دونوں کا فرق بیّن ہے:

چاند سے تشبیہ دوں ان کے نوری چہرہ کو چاند کو ان کے نقش پا پر قربان کرتا ہوں

حقیقت بیں نگاہ سے دیکھا جائے تو سورج کو ہمارے آفتاب جہاں تاب علیہ الصلوٰۃ والسلام مِنَ المَلِکِ الوہاب کی ذات نور سے مِنْ وجہٍ تشبیہ موجود ہے کہ سورج کا نور حضور معدنِ نور، منبعِ نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے انوار سے ہے بلکہ اس کا ایک ذرّہ اور ریزہ ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نور کا مرکز، منبع نور ذات حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔

نعت مبارک

رُخ دن ہے یا مہرِ سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں شب زُلف ہے یا مُشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر بے پردہ جب وہ رُخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
بُلبل نے گل ان کو کہا، قمری نے نغمہ جاں فزا حیرت نے جھنجلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
حق یہ ہے کہ ہیں عبدِ الٰہ عالمِ امکاں کے شاہ برزخ میں وہ سرِّ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیّت کہاں حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
ڈر تھا عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روز جزا دی اس کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
کوئی ہے نازاں زہد پر یا حسن توبہ ہے سپر یاں ہے فقط تیری عطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
ہے بُلبل رنگیں رضا یا طوطی نغمہ سرا حق یہ ہے کہ واصف ترا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(شہنشاہ نعت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان)

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا لِمُشَاھَدَۃِ عَظْمَتِكَ وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا بِقُدْرَتِكَ آمین۔

کَقَوْلِہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ: اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْلَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (سورۃ النور:۳۵)

"اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا' اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو اور اس میں چراغ ہو اور وہ چراغ شیشہ کے ایک فانوس میں ہو وہ فانوس گویا ستارہ ہے جو موتی کی طرح چمک رہا ہے۔ برکت والے درخت زیتون سے۔ جو نہ شرقی ہے نہ غربی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اُٹھے اگرچہ اُسے آگ نے نہ چھوا ہو۔ نور پر نور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے مَثَلُ نُوْرِہٖ سے مثال اپنے نبی ﷺ کے نور کی بیان فرمائی ہے۔ "مِشْکٰوۃ" روشندان، طاق سے مراد سینہ فیض گنجینہ ہے سرکارِ مدینہ کا۔ زُجَاجَہ بہ معنیٰ فانوس ہے اس سے مراد قلب: انور اور مِصْبَاح چراغ سے مراد: نورِ نبوّت جو شجرہ نبوّت سے منور اور روشن ہے۔ شَجَرَۃٍ سے مراد: ابُو الانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں۔ یعنی نورِ قلب ابراہیمی پر نورِ محمدی ہے یہ نورٌ علیٰ نُور ہے کہ آپ نبی کی اولاد سے نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے نورِ نبوت کی روشنی اور نورانیت اس مرتبہ کمال پر ہے کہ اگر بالفرض والتقدیر آپ ﷺ اپنی نبوت کا اظہار نہ بھی فرماتے تو خلق پر آپ ﷺ کا نبی ہونا چڑھتے سورج کی طرح ظاہر ہو جاتا۔ (تفسیر مظہری)

ک گیسوۂ دہن، ی ابرو آنکھیں ع ص کھٰیٰعٓصٓ اُن کا ہے چہرہ نُور کا
شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نُور کا تیری صورت کے لیے آیا ہے سورۂ نور کا

جلیلُ القدر مفسّرِ قرآن فی الصحابہ سیّدنا ابن سیّدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نور سے حضور ﷺ کی ذات پاک مراد ہے کہ قرآن پاک (سورۃ المائدہ:۱۵) میں صراحۃً حضور ﷺ کو نور فرمایا گیا۔

السّلام اے چاندنی راتوں کے نور السّلام اے شافعِ یومُ النشور

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَسْرَارِ النُّبوۃِ وَرُمُوْزِہٖ وَحَقِیْقَتِہٖ وَرَسُوْلُہ الاکرم۔

ہمچو خورشید است ذات اشرف خیر الوریٰ خود بنماید ز دور از نزد سوزد چشم را
وہ ہیں مثل شمس جو ظاہر ہو چھوٹا دور سے اور آنکھیں قریب سے ہوتی ہیں خیرہ یکدم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۵۰)

کَیْفَ یُدْرِكُ فِی الدُّنْیَا حَقِیْقَتَهٗ
قَوْمٌ نِیَامٌ تَسَلُّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ

چوں بدانندش حقیقت اہل علم چوں بُو
مست خواب و دیدنش در خواب داند مغتنم

اہل دنیا کس طرح پا سکیں ان کی حقیقت کو
خواب غفلت میں ہیں گویا قوم خوابیدہ ہیں ہم

لغوی و نحوی معنی علم صرف و نحو سے

کَیْفَ یُدْرِكُ	''کَیْفَ'' استفہام انکاری ''یُدْرِكُ'' مصدر ادراک، معنیٰ: پالینا، یافت۔
فِی الدُّنْیَا حَقِیْقَتَهٗ	''دُنْیَا'' مصدر دنو، کمینی، خسیس ''حَقِیْقَتَهٗ ھُوَ'' ضمیر راجع حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
قَوْمٌ نِیَامٌ	''قَوْمٌ نِیَامٌ'' نوم مصدر، معنی: نیند، خوابیدہ۔
تَسَلُّوْا عَنْهُ	''تَسَلُّوْا'' مضارع، مصدر تسلی، بے فکری ''عَنْهُ'' کا ضمیر حقیقت سے۔
بِالْحُلُمِ	''بِالْحُلُمِ'' جمع اَحْلام، پراگندہ خیال، خوابِ غفلت میں۔

○ ترجمہ: کوئی کیسے پاسکتا ہے آپ کی حقیقت کو جب کہ لوگ حالت غنودگی میں ہیں۔

○ تمہیدی کلمہ: اَلنَّاسُ نِیَامٌ اِذَا مَاتُوْا فَانْتَبَهُوْا ط لوگ سوئے ہوئے ہیں جب مریں گے جاگیں گے۔ یعنی غفلت سے ہوش میں آئیں گے۔

○ تشریح: کَذٰلِكَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِی بَادِی النَّظْرِ اِنَّهٗ فَرْدٌ مِّنْ اَفْرَادِ الْبَشَرِ اِذَا تَاَمَّلَ فِی جَمَالِ ذَاتِهٖ وَ کَمَالِ صِفَاتِهٖ عَجَزَ وَ تَحَیَّرَ۔ ''بادی النظر میں بظاہر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ایک فرد بشر ہیں اور اگر ذاتی جمال اور صفاتی کمال پر نظر پڑے تو عقل عاجز اور درماندہ اور حیرت زدہ ہو کر رہ جاتی ہے''۔

ترا چنانچہ توئی دیدہ کجا بیند
بقدر بینش خود ہر کسے کند ادراک

کَیْفَ یُدْرِكُ: صیغہ مضارع مصدر ''ادراک''، معنیٰ: کسی چیز کی حقیقت اور کنہ کو پالینا۔ بقول سیّدنا ابوبکر الصدیق اکبر رضی اللہ عنہ: اَلْعِجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ۔ ''عاجز ہونا ادراک کے دریافت سے یہی معرفت ہے۔ ادراک تین قسم پر منقسم ہے۔ (۱) ذات کا ادراک (۲) صفات کا ادراک (۳) احوال کا ادراک'' اسے ادراک مثلی بھی کہتے ہیں'' یہاں اس بیت میں تینوں ادراکات کی نفی ہے۔ پہلی قسم محال، دوسری قسم، ممتنع اور تیسری قسم ممکن الوجود لیکن مشکل اِلّا اقل۔ ادراک کا معنیٰ ہے: احاطہ کرنا۔ یہ کما حقہ، ناممکن ہے۔ رویت مراد نہیں۔ حاصل کلام یہ کہ فی الدُّنْیَا حَقِیْقَةُ الذَّاتِ الْمُحَمَّدِیَّةِ وَ صِفَاتُ الْاَحْمَدِیَّةِ وَالْجَمَاعَةُ الْغَافِلَةُ کَالنِّیَامِ قَنَعُوْا مِنْ مَعْرِفَةِ الْخَیَالَاتِ

وَالْاَوْهَامِ۔ دنیا میں حقیقت ذاتِ محمدیہ اور صفات احمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کوئی کیسے پا سکتا ہے جبکہ لوگ غافل اور حالت نیند اور غنودگی اور غفلت میں ہیں اور خیالات فاسدہ اور اوہام کاسدہ پر قناعت کیے ہوئے ہیں۔

فِی الدُّنْیَا کی قید اس وجہ سے ہے کہ حقیقتِ محمدیہ کا استشہاد اور کمالات احمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اخفا مخصوص بالدنیا ہے اور آخرت میں علائق جسمانی سے تجرد ہوگا اور راز سربستہ ہائے نہانی کی حقیقت اپنی اصلی شکل میں ظاہر ہوگی اور حضور ﷺ کے صفاتِ عالیہ سے پردہ اٹھا دیا جائے گا، اس وقت ہر شخص اپنے حسبِ مراتب جمال وکمال مصطفوی مثل آفتاب ومہتاب دیکھے گا۔

برائے دیدن روئے تو چشم دیگرے باید — کہ ایں چشمے کہ من دارم جمالت رانمے شاید

لِاَنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ تَظْهَرُ الْمَرَاتِبُ وَ تَكْشِفُ الْاِسْرَارُ۔ "روزِ آخرت مراتب کے ظہور اور اسرار کے کھلنے کا دن ہوگا"۔ روزِ قیامت حقیقت اور معنیٰ کا دن ہے، وہاں اعمال بھی اپنی اصلی شکل میں ظہور پذیر ہوں گے۔

اہل سلوک کے نزدیک دیدار باری تعالیٰ دنیا میں محال ہے کہ دنیا ومافیہا فانی ہے اور سر کی آنکھ بھی فانی، فانی باقی کو نہیں دیکھ سکتی۔ جنت میں دیدار الٰہی بلا کیف ہوگا اور یہ حق ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْاُمُوْرِ وَ رَسُوْلُهُ الْاَعْظَمُ۔

يَرَاهُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِغَيْرِ كَيْفٍ — وَ اِدْرَاكٍ وَّ ضَرْبٍ مِّنْ مِّثَالٍ

يَنَامُ سرکارِ فیض بار مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا فرمان ذی شان ہے: اَلنَّاسُ نِيَامٌ فَاِذَا مَاتُوْ فَانْتَبَهُوْا۔ "لوگ خواب غفلت میں ہیں، جب مریں گے بیدار ہوں گے"۔ خواب اور بیداری میں یہ فرق ہے کہ خواب سے آنکھ کھلی تو کچھ نہ تھا، اور دنیا کی بیداری میں آنکھ بند ہوئی تو کچھ نہ تھا نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔ حقیقت بین نگاہ میں نیستی ہستی ہے اور ہستی نیستی ہے۔

یہاں ہونا نہ ہونا ہے نہ ہونا عین ہونا ہے — جسے ہونا ہو کچھ وہ خاک کوئے جانا نہ ہو جائے

حضور اکرم ﷺ کو دنیا کی زندگی میں چشمِ بصارت سے جس نے دیکھا، اس نے اپنا آپ دیکھا حضور سیّد الکونین ﷺ کو کماحقہ کون ہے جو دیکھ سکے اور آپ کی حقیقت اور کُنہ کو پا سکے۔

گفت من آئینہ ام مصقول دوست — تُرک و ہند در من آید آں بیند کہ اوست

نیام کا مصدر نوم ہے نیند اور اُونگھ۔ اَلنَّوْمُ رِيْحٌ مِّنْ اَغْشِيَةِ الدِّمَاغِ فَاِذَا وَصَلَ الْعَيْنَ فَتَرَتْ وَاِذَا وَصَلَ اِلَى الْقَلْبِ نَائِمٌ۔ "نیند ایک ہوا ہے، جب یہ اغشیہ دماغ سے اُٹھ کر آنکھ میں آتی ہے تو انسان اُونگھ جاتا ہے اور جب یہ دل پر اترتی ہے تو نیند کہلاتی ہے"۔ یہ خواب غفلت ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی کی نیند اور اونگھ ناقضِ وضو نہیں، نبی کی آنکھ سوتی ہے دل غافل نہیں ہوتا۔ دل وحی الٰہی کے انتظار میں بیدار رہتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے مراتب اور مدارج اور قلبی احوال ہماری عقل اور فہم سے وَراء الوراء ہیں۔

اَلنَّوْمُ اُخْتُ الْمَوْتِ "نیند موت کی بہن ہے"۔ نینداور موت پر علیحدہ علیحدہ احکامات تکوینیہ اور شرعیہ مرتب ہوتے ہیں۔

وہ عظمت ہے مدارج میں، وہ وسعت ہے محاسن میں — احاطہ کر نہیں سکتی ادراک علم و فہم انسانی

تنبیہ حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات سے بے خبر اپنی کمال جہالت اور افراطِ ضلالت سے جواُن کے ذہن باطلہ میں آیا مدح کو قدح اور کمال کو نقص تحریر کرتا رہا اور اپنی غفلت اور نافہمی اور کم علمی سے ہمہ صفت موصوف ﷺ کو بشر بشر کی رٹ لگاتا رہا۔ العیاذُ باللہ العظِیم۔

قرآن عظیم فرقانِ کریم کی کثیر التعداد آیات کریمہ سے بالصراحت اور بالوضاحت ثابت ہے کہ کفار اور مشرکین نے انبیاء کرام علیہم السلام کو بَشَرٌ مِثْلُکُم کہہ کر نبوت اور رسالت کا انکار کیا۔ بعض علماء زمانہ اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَر میں گرفتار اور ان کی ذریّت بھی بَشَرٌ مِثْلُکُمْ کے عقیدہ پر مُصر ہے جوحسن و جمالِ مصطفیٰ اور محامد و محاسن محبوب کبریا ﷺ کے انکار کے مترادف ہے "العیاذ باللہ العظیم"۔ انہوں نے جامۂ بشریّت میں ملبوس محمد بن عبداللہ کو دیکھا لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی شانِ عظمت دیکھنے سے اندھے ہو گئے۔ پہلے کلمہ کا اصرار دوسرے کلمے کے انکار کا مُشعر ہے۔

بِقولہ العلی العظیم: خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ "ہم نے انسان کومٹی کے جوہر سے تخلیق کیا"۔ ناقص العقل اور نارسا فہم بشکل انسان گمان کر بیٹھا کہ انسان محض مٹی کا پتلا ہے اور میں اس سے بہتر ہوں۔ بادی النظر میں یہ نظریہ شیطان لعین کا ہے کہ وہ سُلالَۃٌ مِنْ طِیْنٍ اور طِیْن میں فرق نہ کر سکا، اس کی نگاہ میں مٹی حجاب بن گئی جو جوہر اور سلالہ تک رسائی نہ پاسکی حالانکہ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

مثلاً دھات، تانبہ، سونا، چاندی کو کٹھالی میں ڈال کر آگ سے پاک صاف کر دیا جائے اور سائنسی عمل جز لا یتجزٰی سے گزارا جائے، علم سائنس کی اصطلاح میں ذرّہ کو توڑا جائے تو وہ جوہر اور ایٹم بن جاتا ہے تو اس کی قدر و قیمت اور طاقت میں ہزار گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ سائنس ٹیکنالوجی اور موجودہ اناٹومی نے قرآنِ کریم فرقانِ عظیم کے نظریہ کے رُخ سے پردہ ہٹا دیا ہے۔

حضرت یوسف نبی اللہ علیہ السلام کے مشاہدہ میں زنانِ مصر کی نگاہ جوہر سُلالَۃٌ مِنْ طِیْنٍ تک پہنچ گئی تو پکار اٹھیں: مَاهٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ یہ بشر نہیں یہ تو معزّز نوری فرشتہ ہے۔ (سورۃ یوسف: ۳۱)

رب کریم عزوجل نے اُن کے اس نظریّہ کو رد نہیں فرمایا بلکہ تصدیق اور بطور دلیل جلیل پیش کیا۔ حضور نور پرُنُور سراپا نور سیّد یوم النشور ﷺ کو ربّ کریم نے صفتِ نُور سے ذکر فرمایا۔ محجوبین کی نگاہیں نُور تک رسائی نہ کر سکیں ظاہری بشریّت پر جم گئیں۔ العِیَاذُ بِاللہِ العَظِیم۔

چشم نیکو باز کن درمن نگر — تا بہ بینی نورِ حق اندر بشر

○ حکمت جلیلہ ربّ کریم کو اپنے پیارے حسین و جمیل نبی یوسف علیہ السلام کو مصریوں کا غلام غلام کہنا پسند نہ آیا تو ان

کو سات سال کے قحط میں مبتلا کر دیا تا آنکہ سات سال کے عرصہ میں سب مصری روپیہ پیسہ، سونا چاندی، مال و اسباب، جائیداد، اولاد اور جان کے بدلے گندم خریدنے پر جناب وزیر ''خزانہ'' کے غلام بن گئے۔ آپ کے اندر کا جوہر اور نور شہنشاہ مصر بن کر تختِ مصر پر جلوہ گر ہو گیا تو اس وقت تمام ملک مصر آپ کا غلام تھا اور آپ عزیز مصر۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی پر غلامی کا داغ دھو دیا۔ یہ مصریوں کی خطا تھی جب کہ آپ خاندانِ نبوت کے چشم و چراغ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے نورِ نظر تھے۔

علیٰ ہٰذَ االقِیاس حضور نُورِ مجسّم، شفیع معظم، سیّد الانبیاء، احمد مجتبےٰ ﷺ کی عظمت شان کا مظاہرہ روز قیامت ہو گا اور سب جان لیں گے کہ آپ ﷺ سیّد البشر، خیر البشر ہیں، آپ صرف شفیع المذنبین ہی نہیں بلکہ شفیع الانبیاء والمرسلین بھی ہیں۔ یہ حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور عظمتِ شان کے ظہور کا دن ہوگا۔

کَقَولِہٖ العلی العظیم لَاتُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○ (سورۂ انعام:۱۰۳) اس آیت کریمہ میں ادراک کی نفی ہے رؤیت باری تعالیٰ کی نہیں۔

کجا دریابد او را عقل چالاک — کہ او بالا تراست از حدِّ ادراک
نظر کن اندر اسمآء و صفاتش — کہ واقف نیست کس از کنہ ذاتش

''چالاک عقل اللہ تعالیٰ کو کیسے پا سکتی ہے کہ وہ ہمارے علم وفہم اور ادراک کی حد سے برتر اور بلند ہے۔ اگر تو اس کی معرفت چاہتا ہے تو اس کے اسماء وصفات پر تفکّر وتدبّر کر کہ کوئی بھی اس کی ذات کا ادراک نہیں کر سکتا''۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان وہم — وز ہر چہ گفتہ اند شنیدہ ایم وخواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر — ماہمچناں در اوّلِ وصف توماندہ ایم

کقولہ العلی العظیم: قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (سورۂ ابراہیم:۱۱) ''فرمایا: انہیں ان کے رسولوں نے ہم تمہاری طرح ہی بشر ہیں لیکن اللہ احسان فرماتا ہے اپنے بندوں پر جس پر چاہے''۔

مَا نَحْنُ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ بَلْ نَحْنُ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فِي الصُّوْرَةِ اَوْ فِي الدُّخُوْلِ تَحْتَ الْجِنْسِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ بِالْفَضَائِلِ وَالْكَمَالَاتِ وَالْاِسْتِعْدَادَاتِ الَّتِيْ يَدُوْرُ عَلَيْهَا فَلَكُ الْاِصْطِفَاءِ بِالرِّسَالَةِ۔ ''اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے ان سے فرمایا: ہم کب انکار کرتے ہیں کہ ہم بشر نہیں فرشتے ہیں، ہم بھی تمہاری طرح بشر ہیں لیکن جو فضائل وکمالات اور جو قوتیں اور استعدادیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہیں اُن سے تم بے بہرہ ہو'' (تفسیر ضیاء القرآن بحوالہ روح المعانی)

کفار ومشرکین اور ان کی ذرّیت انبیاء کرام علیہم السلام کی ظاہری بشریت اور شکل وصورت سے دھوکا کھا گئے اور ان کی نگاہیں شانِ نبوت اور کمالاتِ رسالت کو پہچاننے سے قاصر وخاسر ہو گئیں۔

چہ نسبت ذرّہ را بہ عین خورشید　　چہ دعویٰ خاک را بہ عالم پاک

تنبیہ سورج کے نور کے چمکنے سے الّو اور چمگادڑ کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ وہ تاریکی میں اپنی دنیا بسائے رکھتے ہیں۔

مولانا جلال الدین رومی مست بادہ قیومی قدس سرّہ الجلی والخفی نے ان لوگوں کے شک وشبہ کو بیان کر کے اپنے حکیمانہ انداز میں ازالہ فرمایا ہے۔

گفت اینک بشر ایشاں بشر　　ما وایشاں بستہ خوابیم و خور

''کفار نے کہا ہم بھی بشر اور انبیاء بھی بشر ہیں ہم بھی سوتے اور کھاتے ہیں اور وہ بھی''......

ایں ندانستند ایشان از عمی　　ہست فرق درمیان بے انتہا

''ان اندھوں نے یہ نہ جانا کہ اُن کے اور انبیاء کے درمیان تو بے انتہا فرق ہے''۔

ہر دو یک گل خورند زنبور و نحل　　زاں یکے شد نیش زاں دیگر عسل

''زنبور اور شہد کی مکھی ایک پھول سے خوراک حاصل کرتی ہیں لیکن وہاں ڈنگ اور یہاں شہد نمودار ہوتا ہے''۔

ہر دوگوں آہو گیاہ خوردند و آب　　زیں یکے سرگیں شد وزاں مشک تاب

''دونوں ہرن ایک ہی گھاس چرتے ہیں ایک سے مینگیاں اور لید نکلتی ہے دوسرے سے خالص کستوری''۔

ایں خورد گردد پلیدی زیں جدا　　داں خورد گردد ہماں نُورِ خدا

''کافر کھاتا ہے تو اس سے نجاست نکلتی ہے اور نبی کھاتا ہے تو وہ نُورِ خدا بنتا ہے''۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْبَشَرِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الْاَطْھَرِ مِنَ اللّٰہِ الْاَکْبَر۔

○ **حاصل کلام** کوئی حقیقت اور بطون محمدیہ ﷺ کو جو ارفع واعلیٰ ہے کیسے جان سکتا ہے جبکہ آپ کا ظاہر بھی تصور انسانی سے بلند وبرتر ہے۔ لوگ ابھی خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوئے کہ آپ کی کنہ وحقیقت کو جان سکیں۔

محمد سرِ قدرت ہیں رمز اس کی کوئی کیا جانے　　شریعت میں تو بندے ہیں حقیقت میں خدا جانے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

سرکارِ باوقار جنابِ شرف الدین المعروف بوعلی قلندر قادری نے کیا حقیقت بیان فرمائی ہے:

بحالت بود اندر روئے آدم　　کہ کے بود مشرف بر جملہ عالم

اگر ایں فلسفہ و دانستہ عزرائیل　　ہزار ہا سجدہ آمد دم بدم

خوشا نامے و خوشا صاحب نامے　　بجز ایں نامے نیا ورد اسمِ اعظم

یارسول اللہ ﷺ! ''اگر آپ کا جمال اول البشر سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ گر نہ ہوتا، تو وہ جملہ عالم وعالمیاں میں مسجود ملائکہ ہونے کا شرف وعظمت نہ پاتے اور اگر یہ نکتہ وراز دنیا کے چپہ چپہ پر ساجد اور عبادت گزار ہزار نسالہ کا عزرائیل جان جاتا۔ تو ملائکہ نوریوں سے پہلے دمبدم سجدہ کرتا اور پھر سر سجدہ سے نہ اٹھاتا۔ کتنا

مبارک ہے یہ نام جو اسم اعظم ہے اور کتنا مبارک صاحب نام جو ﷺ جو اسم با مسمی ہے"۔
امام المتکلمین محرم راز ولایت النبویہ الشیخ محی الدین ابن عربی "مرآۃ العارفین" میں ارقام فرماتے ہیں:

ظہور تو بمن است و وجود من از است فَلَسْتُ تَظْهَرُ لَوْلَانِیْ لَمْ اُکُنْ لَوْلَاكَ

تیرا ظہور مجھ سے ہے، میرا وجود تجھ سے ظاہر مقامِ لولاک مظہر ہے شانِ لولائی کا

"اے تاج دارِ تمغہ لولاک ﷺ اگر تو نہ ہوتا تو کائنات نہ ہوتی اور میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا۔ تجھے سر من اسرار اللہ بنا کر بشری لباس میں مبعوث فرمایا تا کہ منشاء معرفت الٰہی پورا ہو"۔ فافہم۔

پوشیدہ رخ تو آمدی شور قیامت شد عیاں بے پردہ گر آئی بیرون سوزد ہمہ کون و مکان

فرمایا: لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ۔ "میرے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک وقت ہے جس میں کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل کی بھی وہاں تک رسائی نہیں" اور حقیقت محمدیہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَ التَّحیة کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

سرِّ ما اوحی نگنجد در ضمیر جبرائیل کشف اسرار نہانی کے کند اُمُّ الکتاب
اے آنکہ بفرقت وَالْعُمْرُكَ اکلیل اے بروِرتو جبہ رسا آمد جبرائیل

"وحی الٰہی "ما اوحی" سورۃ النجم کے راز سینہ جبرائیل میں نہیں سما سکتے کہ اسرار نہاں "محبوب و محبّ کے مخفی راز" اُم الکتب کیسے پاتے۔ اے وہ ذات پاک صلی اللہ علیک وسلم جس کے سر اقدس پر رب العزت نے لَعَمْرُكَ کا تاج سجا رکھا ہے۔ جن کے در دولت پر روح القدس بھی ادباً بشری شکل میں پیشانی کے بل حاضر ہونا باعث فخر سمجھتے ہیں"۔

محدث کبیر علامہ امام ابن حجر ھیتمی علیہ الرحمۃ نے کیا عمدہ فرمایا ہے۔ نِعْمَ مَا قَالَ وَنِعْمَ مَنْ قَالَ:

وَ رُوْحِیْ لِاَرْوَاحِ رُوْحٌ کُلِّمَا تَرٰی حَسَنًا فِی الْکَوْنِ مِنْ فَیْضِ طِیْنَتِیْ

"حضور ﷺ کی روح تمام روحوں کی اصل "ابوالارواح" ہے اور روح کا یہ مسکن، طینت پاک جامہ بشریت کے کمالِ فیض سے دیدار جمالِ حق کا روزن ہے کہ اغیار جمال یار کے قابل نہیں ہوتے کہ دیدار ابرار واخیار کا نصیبہ ہے"۔

اسرارِ حق را ہر دل نبود قابل دُرّ نیست بہ ہر دریائے، زر نیست بہ ہر کانے

اَقُوْلُ: درجہ محبت میں نسبت کاملہ پر مقصود اصلی "دیدار الٰہی" سے پردے کھلتے ہیں۔ فافہم۔

نسبت جب تک ہو ان عنایات بیغایات سے کامل ذکر کس زبان سے ہو بیان، کیا ہو قلم سے رقم

سرکار فیض بار جناب شرف الدین بوعلی قلندر قادری علیہ الرحمۃ نے کیا حقیقت کا انکشاف فرمایا:

او را بچشم دیدہ نشناختند ازاں کز صورتش غشاوہ حقیقت ساختند
حق را بچشم گرچہ ندیدہ و لیکنش ازو دیدن جمال محمد شناختند

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّم

حضور ﷺ کو کسی ظاہر بین آنکھ نے نہ پہچانا کہ آپ کی صورت پر ظاہری بشری شکل وصورت پردہ ہے۔ حق جل شانہ کو دنیا کی کسی آنکھ نے دیدار نہیں کیا لیکن تیرے جمال کے دیکھنے سے حق کو پہچان لیا۔

فرمایا: انا مرأۃ الجمال الحق ''کہ میں جمال حق جل شانہٗ کا آئینہ ہوں''۔

تحفۂ عظیمہ مرأۃ جمالِ الحق

اے شہنشاہ رسولاں عرب و سلف | وے در بحر محیط من عرف

سر نہادہ پیش تو روزِ ازل اندر سجود | تا ابد جملہ ملائک صف بہ صف

در ازل کنز ابد ذاتِ حق | بود اعیاں تو چوں از در صدف

ہر کہ آمد بر درت باصد نیار | او خدا شنید وحی لا تخف

ما بچشم آں سرمہ خاکش کشم | دیدہ دل دوختم از ہر طرف

تحفہ چوں مثل تو ندیدم در وجود | آمد آئینہ مرأۃ الحق بکف

اے حسنِ پاکت تحفہ آوردہ ام | گر قبول افتد زہے عزو شرف

۱۔ اے رسولانِ عرب وسلف کے شہنشاہ ﷺ آپ بحر فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کے قیمتی موتی ہیں۔

۲۔ روزِ ازل سے صاحبِ دید تیرے سامنے سرافگندہ ہیں اور تا ابد ملائکہ صف بہ صف سربسجود ہیں۔

۳۔ اے روزِ ازل ذات حق کے ابدی خزانہ! تیرے اعیان نام ظلال مانند سیپ کے موتی ہیں۔

۴۔ جو تیری بارگاہ رحمت میں بصد آداب، عجز ونیاز آیا خدا تعالیٰ نے اس کو مژدہ وحی لاتخف سنایا۔

۵۔ جس نے بھی تیرے کف پا کی خاک پاک کو سرمہ بنایا، تیرے حسن وجمال نے اس کے دیدۂ دل کو ہر طرف سے بند کر دیا۔

۶۔ میں نے عالم کونین میں تیری شایانِ شان کوئی تحفہ نہ پایا، تو یہ مرأۃ الحق کا تحفہ لے کر حاضر ہو گیا ہوں۔

۷۔ تیرے بے مثل حسن وجمال کی دید کے لیے یہی تحفہ ''آئینہ حق'' لایا ہوں، گر قبول افتد زہے عزو شرف۔

اَللّٰھُمَّ اَزِلْ حِجَابَ الْغَفْلَۃِ عَنْ قَلْبِیْ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَسَلَّمْ ۔

آپ کی ذات کی حقیقت اللہ جل شانہٗ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

کے بباید اندریں دنیا حقیقت ہائے شاں | قوم خفتہ کو بود مدہوش درخواب گراں

اہلِ دنیا کس طرح ان کی حقیقت کو پاسکیں | خواب غفلت میں ہیں گویا قوم خوابیدہ ہیں ہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۵۱)

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ
وَاَنَّهٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ کُلِّهِمِ

مَبلغ علم مردم آں کہ سیّد آدمی است — بہترین مردماں باشد رسول محتشم
مَبلغ علم آپ کی بابت اتنا ہے کہ وہ — ہیں بنی آدم میں ایک خیر البشر، خیرُ الامَم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ	''ف'' تفریحیہ، پس ''مَبْلَغُ'' مصدر میمی، غایت علم یہ کہ۔
فِیْهِ اَنَّهٗ	''فِیْهِ'' کی ضمیر راجع حضور فی حقّہ وشانہٖ ﷺ، کہ بیشک۔
بَشَرٌ وَّاَنَّهٗ	تنوین لِلتَّعظِیم، عظمت شان کے لیے، یعنی عظیم المرتبت بشر۔
خَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ	اللہ کی مخلوق میں سب سے افضل وبرتر۔
کُلِّهِمِ	تمام کی تمام مخلوق سے۔

○ **ترجمہ:** پس ہمارے علم کی انتہا حضور ﷺ کی ذات کی نسبت سے یہ ہے کہ آپ تمام مخلوقات عالم سے افضل البشر ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ — بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

○ **تشریح:** اس بیت مبارک میں صفات عالیہ کا خلاصہ بیان ہوا کہ آپ حضور سیّد الانبیاء ﷺ کے متعلق اس شخص کے علم کی انتہا جو آپ کی حقیقت کا علم مطلقاً نہیں رکھتا یہ ہے کہ آپ ﷺ بشر ہیں حالانکہ آپ باوجود اس قالب خاکی اور روحِ قُدسی کے ہمارے علم وفہم اور عقل سے وراءُ الوراء ہیں اور تمام کائنات آپ ﷺ کی حقیقت کے ادراک سے درماندہ وعاجز اور قاصر ہے۔ آپ ﷺ ہمارے علم وعقل، بصر وبصیرت کی انتہائی بلوغ اور دانش وبینش کا غایت وصول اور حصول، آپ ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات کے متعلق یہ ہے کہ آپ ایک عظیم الشان خیرُ البشر ہیں، سیّد البشر ہیں اور آپ کا جوہر، لا ینقسم ہے اور آپ ﷺ اپنی ذات عالیہ میں اَفضل المخلوقات ہیں۔ فافہم۔

السیّد عُمر بن آفندی مفتی مدینہ خرپوتی شافعی علیہ الرحمۃ عصیدۃُ الشّھدہ شرح قصیدۃُ البُردہ میں فرماتے ہیں:

امام بوصیری علیہ الرحمۃُ والکرم حضور ﷺ کی حضوری خواب میں قصیدہ مبارکہ سناتے سناتے جب اس مصرعہ فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ پر پہنچے تو مصرعہ ثانیہ کے لیے خاموش ہوگئے، یکدم مجلس مبارک پر سکتہ طاری ہوگیا تو سرکار ابدقرار، محبوب کردگار ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِقْرَأْ فَقَالَ اِنِّیْ لَمْ اُوَفِّقْ لِلْمِصْرَعِ الثَّانِیَةِ لِهٰذَا الْبَیْتِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ) ''حضور مجھ سے مصرعہ ثانیہ موزوں نہیں ہوسکا خاص کر اس بیت کا'' فَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ

وَالسَّلَامُ قُلْ یَااِمَامُ "وَاَنَّهٗ خَیْرُخَلْقِ اللّٰهِ کُلِّهِمٖ"۔ تو پھر آپ نے اس مصرعہ ثانیہ کو بار بار شوق و ذوق سے پڑھا، پہلا مصرعہ امام بوصیری کا ہے اور دوسرا مصرعہ امامُ الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا۔

اَقُوْلُ بِعَوْنِ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب: سبحانَ اللہ! اس شان کریمی کے نثار اور اس ادائے بندہ نوازی پہ قربان۔ اے بوصیری! تیرے اس بخت فرخندہ پر دو جہاں کی ثروت فدا۔ نگاہ رحمت سے کسی کو خطاب غلام سے نوازا اور کسی کو شرف امام سے یاد فرمایا:

ہوائے خلعت شاہی ندارم بگردن حلقہ طوقِ غلامی

○ تنبیہ فی زمانہ "العلم حجابُ الاکبر" میں گرفتار علماء نے حضور علَیہِ الصَّلوٰۃ والسَّلام کو محض بشر سمجھ کر اس پر اپنے عقیدہ کی بنیاد رکھ لی۔ ان کی نگاہ محمد بن عبداللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) پر اٹک کر رہ گئی، مُحمّدٌ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی حقیقت آنکھوں سے اوجھل ہوگئی۔

من آنچہ شرط بلاغ باتو گویم تو خواہ از سخن پندگیر و خواہ ملال

امام شَعرانی الشیخ ابوالمواہب شاذلی قدس سرّہُ العالی فرماتے ہیں: مجھ سے ایک ازہری نے کج بحثی کی کہ یہ محض شاعرانہ خیال ہے اور میرا عقیدہ تھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ساری مخلوقات سے افضل واعلیٰ ہیں۔ میرے سمجھانے پر بھی وہ نہ سمجھا۔ اس کی فضول گفتگو سے مجھے سخت پریشانی ہوئی۔ رات خواب میں مجھے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم جامع مسجد ازہر مصر کے منبر پر جلوہ افروز ہیں۔ صحابہ کرام معہ شیخین کریمین رضوانُ اللہ علیہم اجمعین بھی حاضر خدمت ہیں۔ میں نے حاضر حضور ہو کر قصیدہ بردہ کے اس شعر کے متعلق استفسار کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے میرے عقیدہ اور اس شعر کی تصدیق فرمائی اور اس ازہری کی تردید فرمائی۔ یہ شعر مشاہدہ، مکاشفہ، الفاظ اور معانی دونوں لحاظ سے مصدّقہ ہے۔

حُسن میں بیمثل صُورت لاجواب مَیں فدا آپ پہ، ہو اپنا جواب
پلتے ہیں ہم سے نکمے بے شمار ہے کہیں اس آستانے کا جواب

هٰذَا بَلُوْغُ عِلْمِنَا وَغَایَةُ وُصُوْلِ فَهْمِنَا جملہ ملائکہ کرام سے انبیاء کرام افضل ہیں۔ "یہی عقیدہ حق ہے۔" لِاَنَّ الْمَسْجُوْدَلَهٗ اَفْضَلُ مِنَ السَّاجِدِ اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تمام کائنات عرشی اور فرشی سے افضل اور اشرف ہیں۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسُل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
ملکِ کونین کے انبیاء تاج دار تاج داروں کا آقا ہمارا نبی

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا کَالْبَشَر یَاقُوْتٌ حَجَرٌ لَا کَالْحَجَرِ

"یاقوت، مرجان، زمرد، عقیق، چقماق، ہیرا سب پتھر ہیں لیکن عام پتھروں کی مانند نہیں اور نہ اُن کی مثل"۔

وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ وَلَو کَرِہَ الْجَھُوْلُ

انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام ظاہریہ بشکل بشری ہیں لیکن اُن کے ارواح و بواطن ملاءُ الاعلیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سیّد العِباد، خیر العِباد ہیں۔ اُن کو اپنی مثل بشر کہنا قرآن عظیم فرقان کریم نے کفار اور مشرکین کا شیوہ بتایا ہے جس سے وہ اپنی طبعی مطابقت سے ایسے گمراہ ہوئے کہ ہدایت کی منزل نہ پاسکے کیونکہ ان کی نگاہیں مانند ابلیس بشریّت پر اٹک کر رہ گئیں اور وہ ابلیس کی نگاہ کے اسیر ہو گئے۔

یہ الفاظ بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ بطور تواضع فرمائے گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو جس طرح چاہے پکارے۔ اُمتی کے لیے روا نہیں کہ وہ تنقیص شان کے لیے بشر بشر کی رٹ لگا تا رہے۔

اللہ جل شانہ کے عطا کردہ فضائل جلیلہ، کمالاتِ عظیمہ اور درجاتِ رفیعہ کو چھوڑ کر ایک ایسی عامیانہ صفت سے یاد کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالات کے انکار کے مترادف ہے۔

حضور پرنُور، سراپا نُور، نُور علیٰ نور سیّد یومُ النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کی مثلیّت کو صفت یُوْحٰۤی اِلَیَّ نے ممتاز کر دیا اور مثلیت بھی ظاہر فرمادی کہ اِنَّمَآ اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (سورۃ ابراہیم:۱۱) تمہارا اور آپ کا دونوں کا معبود وہ ایک معبود ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی چیز میں تمہاری مثل نہیں۔ فافہم۔

محمد سرِ قدرت ہیں کوئی رمزان کی کیا جانے — شریعت میں تو بندے ہیں حقیقت میں خدا جانے

سرکارِ فیض بار جناب شرف الدین المعروف بوعلی قلندر قادری علیہ الرحمہ نے ارقام فرمایا:

ما تو بینی عزیز آن را اے پسر — زانکہ میراث ابلیس آں نظر
گرنہ فرزند ابلیسی اے عنید — بین تو میراث آں سگ چوں رسید

”فرمایا: اگر تو انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر ہی دیکھتا ہے تو تو جان لے اے بیٹا! یہ نظریہ ابلیسی ہے اور یہ شیطان کی میراث ہے۔ اے سرکش متکبر! اگر تو شیطان کا شتونگڑا نہیں تو تو ہی بتا تجھے اس کتے کی میراث کہاں سے پہنچی۔

○ **فائدہ جلیلہ** یہ شعر اہل مراقبہ، مکاشفہ اور مشاہدہ کے لیے سریع الاثر ہے۔ اس کے پڑھنے، ورد کرنے سے قلبی حجاب اُٹھتے ہیں اور مدارج میں ترقی ہوتی ہے۔

انتہائے علم ما در باب شانش ایں قدر — کایں بشر بعد از خدا اعلیٰ است قصہ مختصر
انتہائے علم کہتی ہے کہ وہ ہیں بشر — جملہ مخلوقات میں رکھتے ہیں وہ شان اتم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

○

(۵۲)

وَكُلُّ اٰيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمِ

ہر چہ آوردند مجموعِ رُسُل از معجزات
آں زِنُور مصطفٰے آمد باایشاں لاجرم

معجزے جتنے لائے تھے رسولانِ کرام
لڑی اسی کے در سے جا ملتی ہے سب کی بہم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو کے

وَكُلُّ اٰيٍ	''واوٗ'' عاطفہ ''اٰیٍ'' جمع آیت، مراد: معجزات۔
اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا	''اَتٰی'' صیغہ ماضی لائے وہ ''الرّسُل'' جمع، رسول ''کِرَام'' جمع کریم۔
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ	''اتَّصَلَتْ'' صیغہ فعل ماضی، ملے یا پہنچے۔
مِنْ نُّوْرِهٖ	''مِنْ'' حرف جار ''نُوْرِهٖ'' مجرور راجع ضمیر نبی کریم ﷺ۔
بِهِمِ	''بِهِمِ'' ضمیر راجع تمام انبیاء کرام و رسولانِ عظام علیہم السلام۔

○ **ترجمہ:** جس قدر اور جتنے معجزات تمام انبیاء کرام لے کر آئے وہ سب کے سب درحقیقت انہوں نے آپ ﷺ کے نور سے پائے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** كُلُّ مَافِي الْكَوْنَيْنِ مِنْ نُوْرِهٖ (عبدالرزاق فی مصنفہ)

○ **تشریح:** جملہ انبیاءِ کرام و رسولانِ عظام علیہم الصلوۃ و السلام اس کنزِ مکتوم ازل، دُرِّ مکنونِ ابد، باعث کن فکاں سیّد الانبیاء وَالمرسلین ﷺ کے انوار و تجلیات ہیں۔ ان کا وجود نور مجسم، ماہ عرب، مہر عجم ﷺ کے نور کے فیضِ جود کا اعجاز ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لِاٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ''حدیثِ قُدسی'': لَوْ لَاهُ مَاخَلَقْتُكَ ''اے آدم علیہ السلام! اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا''۔

كُلُّ خَلَائِقٍ مِّنْ نُوْرِیْ کی تحریر منیر اور تقریر دلپذیر، پرتو شعاعوں کا انعکاس مثلّث، مثلاً بلا تمثیل سورج کا نور ہزار ہا آئینوں میں چمکے تو ہر آئینہ میں سورج نظر آئے گا حالانکہ نہ وہ سورج اور نہ اس کا جزو۔

اَقُوْلُ بِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَهُوَ الرَّفِيْقُ بِالصِّدْقِ وَالْيَقِيْنِ: یہ ظاہر ہے کہ مرتبہ واجب الوجود میں صرف ذات حق سبحانہٗ ہی ہے اور باقی سب اس کے پرتو۔ واجبُ الوجود سے موجود۔ یونہی مرتبہ ''ایجادِ تخلیق'' میں صرف ذاتِ مصطفٰے علیہ اطیبُ التحیۃ وَ انور الثناء ہے باقی سب اس نور کے عکس اور اس کے فیض وجود اور مرتبہ کُن فکان میں نور احمدی ﷺ آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے اور مرتبہ تکوین میں نور احمدی ﷺ آفتاب اور سارا جہان اس کے آبگینے ہیں کہ وجود رسالتماب ﷺ وجود حق تعالیٰ جلّ شانہٗ کی دلیلِ جلیل ہے۔

خَالِقُ كُلِّ الْوَرٰى رَبُّكَ وَلَاغَيْرُهٗ و نُوْرُكَ كُلُّ الْوَرٰى غَيْرُكَ لَمْ، لَيْسَ، لَنْ، اَیْ، لَهٗ يُوْجَدْ وَ لَيْسَ مَوْجُوْدٌ وَلَنْ يُّوْجَدَ اَبَدًا

کل مخلوق کا پیدا فرمانے والا آپ ﷺ کا رب ہے اور آپ ﷺ کا نور مخلوق ہے اور آپ ﷺ کے سوا کچھ بھی نہیں تھا اور نہ ہے اور نہ ہوگا۔ سارا عالم جس طرح نور محمدی ﷺ کا ابتداءِ وجود میں محتاج ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا۔ یونہی ہر شئے اپنی بقاء میں آپ ﷺ کی دست نگر ہے۔ بالفرض والتقدیر آج اگر آپ ﷺ کا وجود مسعود درمیان سے نکال لیں تو سارا عالم دفعۃً فناءِ محض ہو جائے۔ ساری بہاریں آپ ﷺ کے دم قدم سے ہیں۔

ہے انہیں کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو

جملہ انبیاءِ کرام ورسولانِ عظام اپنے اپنے وقت میں آپ ﷺ کی صفات بیان کرتے اور بشارت سناتے اور منتظر رہتے۔ یہ سب راہ ہدایت تھے اور آپ منزل ہدایت، وہ سب خبر مقدم تھے اور آپ مبتدا موخر، وہ سب بشارت کی اذان تھے اور آپ اذان کا مدّعا، وہ سب اجزاء تھے اور آپ کل، وہ سب شہنشاہ تھے اور آپ شہنشاہِ کل۔ ان کا وجود آپ ﷺ کے نور کے ظہور سے تھا۔

مُحمّد مصطفٰی انبیاء کی بزم میں سجے تھے ایسے
جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کی جھرمٹ میں

جملہ انبیاء کرام علیہم السلام ایۃ من آیات اللہ ہیں اور آپ ﷺ کا وجود مسعود آیتِ کبریٰ ہے۔

جملہ رسولانِ عظام علیہم السلام نعمت مِّن انعامِ اللہ ہیں اور آپ ﷺ کا وجود باجود نعمت عظمٰی ہے۔

اِسْمُهٗ مُحْیٍ لِلْحَيَاةِ جَمِيْعِ الْكَوْنِ بِهٖ آپ ﷺ کا اسم "محی" "زندہ کرنے والا ہے" اس لیے سارے جہاں کی زندگی آپ سے ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ ﷺ تمام عالم کی جان اور زندگی اور سب کے وجود اور بقا کا سبب ہیں۔

○ **تلخیص کلام** سارے جہاں کا قیام زمین تا زمان، مکان تا لامکان، عرش تا فرش، ازل تا ابد، عدم تا وجود، دنیا تا آخرت، انس وجن اور ملائک، شمس وقمر اور نجوم اور جملہ انوار ظاہر و باطن حتیٰ کہ انبیاء کرام ورُسل عظام عَلٰی نَبِيِّنَا وَ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَام کا وجود ہمارے آفتاب نبوّت' مہتاب رسالت عالم تاب عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ مِنَ الْمَلِكِ الْوَهَّاب کے وجودِ مسعود سے ہے اور ہر ایجاد، امداد میں، فناو بقاء میں، ابتداء وانتہاء میں، ہر حال ہر قال میں، ہر آن، ہر لمحہ، ہر ساعت آپ ﷺ کا دست نگر اور محتاج ہے۔ حضور نبی آخر الزّمان، جانِ جہاں، روحِ ایماں ﷺ کی ذات بابرکات اور آپ ﷺ کی جملہ لا تعدُّ وَلا تحصٰی صفات عالیہ عطیّہ خداوند قدّوس ہیں۔ فافہم۔

امام سندُ الا نام قدس اللہ سرّہ الکرام نے فرمایا کہ اللہ ربّ العزّت جلّت شانہٗ نے مُحمّد مصطفٰی علیہ افضل التحیۃ و الثناء کو تجلّی نور سے پیدا فرمایا یعنی عین ذات کی تجلّی بلا واسطہ سے ہمارے حضور ﷺ نور ہیں۔ باقی سب سیّد الوراء ﷺ کے انوار کے ظہورات ہیں۔ اس نور کے وسیلہ جلیلہ سے تمام مخلوقات علوی و سفلی کو خلعت وجود ملا۔

کیا باغبانِ لم یزلی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

وَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عُلِمَ اَنَّ كُلَّ اٰيٍ وَصَلَ اِلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَآءِ فَهُوَمِنْ نُوْرِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ والسَّلَامُ لِاَنَّ كُلَّ مَا فِى الْكَوْنِ مِنْ نُوْرِهٖ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُوْرٍ مِّنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَاَشْرَقَ بِشُعَاعِ سِرِّهِ الْاَسْرَارُ وَعَلٰى اٰلِهِ الْاَطْهَارِ وَصَحْبِهِ الْاَبْرَارِ الْاَخْيَارِ۔

لِقَوْلِهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (سورۃ المائدہ:۱۵) کلام الٰہی میں ربِ قدوس نے اپنے محبوبِ پاک سیدِ لولاک علیکَ الصّلوٰۃ والسلام کونور فرمایا۔

خیر الامۃ مفسرِ قرآن فی الصحابہ سیّدنا ابن سیّدنا عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''نور سے مراد ذات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے''۔ آپ کا نور ہونا تو مسلمان کا ایمان ہے جس کے بیان کی حاجت نہیں تاہم اہل محبت کے لیے یہ حروف پُرنور تحریر کیے گئے ۔ ایک مقام پر فرمایا: سِرَاجًا مُّنِيْرًا ''چمکتا دمکتا چراغ'' ۔ یہاں سِراج سے مراد چراغ ہے یاماہ منیر یا مہر منوّر، یہ سب صورتیں ممکن الوجود ہیں۔ ایک مقام پر آفتاب کو سِراج فرمایا اور قمر کو نُور فرمایا وَجَعَلَ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا۔ سِرَاجًا وَّهَّاجًا بھی فرمایا گیا۔

امام از ائمہ اہلبیت اطہار، مسند امامت کو زینت دینے والے چھٹے امام، سرکار امام جعفر صادق عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلٰى اَبْنَآئِهِ الْكِرَامِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا: آیت کریمہ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى میں اَلنجم سے ذات پاک سید السادات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہے اور سورۂ نور میں مَثَلُ نُوْرِهٖ سے آپ کے نور کی تمثیل برائے تفہیم بیان فرمائی گئی۔

○ دعائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اے اللہ! کردے قلبی نور، بصری نور، سمعی نور، عصبی نور، لحمی نور، دمی نور، شعری نور، بشری نور، یمینی نور، شمالی نور، امامی نور، فوقی نور، تحتی نور، خلفی نور اور مجھے نور بنادے۔ یہ دعائے نورانی قبولیت میں ضیاء تابندہ اور مہر درخشندہ کی مانند ہے اور آپ کو نور ماننا، جاننا اور کہنا اصل ایمان ہے۔

شمع دل، مشکوٰۃ تن، سینہ زجاجہ نور کا تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

ک گیسو دہن ی ابرو آنکھیں ع ص کٓھٰیٰعٓصٓ ان کا ہے چہرہ نور کا

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

بھیک لے سرکار سے لاجلد کاسہ نور کا ماہ نو طیبہ میں بٹتا ہے توڑا نور کا

سرگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

جب اس نور نے انبیاء کرام علیہم السلام پر پرتو ڈالا تو ان کی نبوتیں انوار نبوت سے منور ہوگئیں۔ نور نبوت، نور ولایت، نور ایمان، نور قرآن سب اسی نور کے ظہورات ہیں۔ فافہم۔

تمام انبیاء کرام، رسولان عظام علیہم السلام جو معجزات بھی لے کر تشریف لائے، وہ سب آپ ہی کے انوارِ جمال وجلال

کا پرتو ہیں۔ بلاشبہ آپ ﷺ ہی فضل کے آفتاب اور وہ سب آپ ﷺ کے نوری ستارے ہیں۔ جن کے انوار تاریکی میں امت کے لیے مشعلِ نور بنے، وہ تمام حضور ﷺ کے خوشہ چین ہیں اور آپ ﷺ کے دریائے فضل کا ایک گھونٹ اور قطرہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ بِقَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ وَكَمَالِهٖ وَخِصَالِهٖ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

سب نبی نور ہیں لیکن تفاوت ہے اتنا — نیّر نور تم ہو سارے نبی ستاروں میں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

حضور ﷺ کی ذات بابرکات اور صفاتِ باکمال منبعِ برکات اپنے تمام اخلاق، فضائل، خصائل اور صفاتِ جلال و جمال میں سب سے اعلیٰ، اشرف، اتم و اکمل، احسن اور اجمل ہیں جو حدِ عدد اور حیطۂ ضبط اور حصرِ حساب سے باہر ہیں اور کمالات میں جو کچھ خزانۂ قدرت اور مرتبہ امکان میں متصور ہے ان تمام کے آپ جامع ہیں اور تمام انبیاء کرام آپ کے آفتابِ کمال کے چاند اور انوار جمال کے ستارے ہیں۔ لِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰى ذٰلِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا۔

قصیدہ نور

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا — تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا
تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا — سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا
مصحف عارض پہ خط شفیعہ نور کا — لو سیہ کا رُو مبارک ہو قبالہ نور کا
انبیاء اجزا ہیں تو بالکل ہے ٹکڑا نور کا — اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا
پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا — دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا
نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا — ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا
کیا بنا نام خدا اسریٰ کا دولہا نور کا — سر پہ سہرا نور کا برسیں شاہانہ نور کا
تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا — سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا
اے رضا یہ احمدِ نوری کا فیض نور ہے — ہو گئی تیری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

(حدائق بخشش)

ہر یکے اعجاز یکہ از پیغمبراں آمد پدید — از ظہور نور پاکش جملہ بایشاں رسید
جو رسولانِ جلیل القدر کے تھے معجزے — آپ ہی کے نور سے پایا تھا سب نے یہ کرم

مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۵۳)

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا
یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

اوبود خورشیدِ فضل و دیگراں سیارگاں روشنی سیارگاں ظاہر کنند اندر ظلم
آفتاب فضل ہے وہ سب کواکب اس کے ہیں ظلمتوں میں اور پھیلایا جنہوں نے بیش وکم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ "ھُوْ" ضمیر، راجع نبی پاک ﷺ "شَمْسُ فَضْلٍ" فضیلتوں کے سورج۔
ھُمْ کَوَاکِبُھَا "ھُمْ" ضمیر جمع، راجع الی الانبیاء کرام علیہم السلام "کَوَاکِبُ" جمع کوکب، ستارے۔
یُظْھِرْنَ صیغہ مضارع جمع مونث، ظاہر کرتے ہیں۔
اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ "اَنْوَارَھَا" انوارِ نبوّت سے "لِلنَّاسِ" لوگوں کے لیے۔
فِی الظُّلَمِ "ظُلَمِ" جمع ظلمت، معنی مرادی: کفروشرک کی تاریکیاں۔

○ ترجمہ: حضور سیّد الانبیاء والمرسلین ﷺ فضل الٰہی کے آفتاب ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام ستارے جو آفتاب نبوّت سے منوّر ہو کر لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لاتے ہیں۔

○ تمہیدی کلمہ: سب نبی نور ہیں لیکن ہے تفاوت اتنا نیّر نور ہو تم سارے نبی ستاروں میں

○ تشریح: حضور پرنور سیّد یوم النشور ﷺ فضلِ الٰہی کے آفتاب ہیں۔ سارے پیغمبر اس مہرِ منیرِ مصطفٰے، ماہِ منیرِ مجتبٰے علَیہِ اَفضلُ التَّحِیۃِ وَالثَّناء کے سامنے مانند چاند اور ستارے کے ہیں جو شمس النبوّت کے اردگرد ہالہ بنائے کھڑے ہیں اور وہ نورِ محمدی ﷺ سے حصول نور کر کے مستنیر اور مستفیض ہو کر اپنی اپنی امتوں کو ضلالت اور جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر راہ ہدایت پر لاتے اور معجزے دکھاتے رہے اور علوم نبوت کے انوار سے اپنی اپنی امت کے سینوں کو توحید ورسالت کے نور سے منور کرتے ہے۔ نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِنْ نُوْرِ الشَّمْسِ "چاند کا نور سورج کے نور سے مستفیض ہے"۔ جیسے چاند سورج کے غروب ہونے کے بعد اس سے استفادہ نور کر کے شب تاریک کو اپنی چاندنی سے روشن کرتا ہے اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام آپ ﷺ کی روح پُرفتوح سے استفادہ نور اور فیض ظاہری وباطنی سے قبل از ظہورِ وجود باجود لوگوں کی رہنمائی کرتے رہے اور جب آپ ﷺ رونق بزم کائنات ہوئے تو یہ سب ستارے چھپ گئے جیسے چراغ پیشِ آفتاب یا ستارے حضورِ آفتاب۔ حضورِ آفتاب جہاں تاب و عالم مہتاب عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مِنَ الْمَلِکِ الوَھَّاب کی ذات کریمی۔ افاضہ نور کا ذکر "شمس" سے کیا اور آفتاب سے تشبیہ دی اور جب صفات کریمہ کا بیان ہوا تو کواکب (ستاروں) سے تشبیہ دی جو نہایت موزوں اور مناسب ہے۔

ہمارے حضور ﷺ آسمان دین ودنیا کے آفتاب ومہتاب ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام ستارے۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی
کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی
قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی
جن کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی
خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو ! کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی
غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے بے سہاروں کا سہارا ہمارا نبی

صَلَّی اللّٰہ عَلِیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

(حدائق بخشش)

علامہ خرپوتی السیّد عُمر بن احمد آفندی شافعی مفتی مدینہ خرپوت علیہ الرحمۃ نے عَصیدۃُ الشَّھدہ فی شرح قصیدۃ البُر دہ "عربی"، میں تفصیل کے ساتھ اس پر بحث کی ہے۔ حضور ﷺ مطلع نبوت ورسالت کے آفتاب فضل وکمال ہیں اور دیگر جملہ انبیاء کرام علیہم السلام اس آفتاب نبوت کے اقمار اور کواکب ہیں جو مطلع عالم پر مانند چاند اور ستاروں کے روشن ہیں۔ جس طرح تمام کائنات عالم مادی کے جملہ نظام کا دارومدار شمس پر رکھا گیا۔ سینہ کائنات ارضی وروحانی کا دارومدار آپ ﷺ کے شمس النبوّت پر منحصر فرمایا۔

○ **حاصل کلام** یہ کہ تمام نبوّتیں نورِ محمّدی ﷺ کے ظہورات ہیں جو تحتِ انوارِ رسالتِ محمّدیہ ﷺ ہیں اور ہمارے حضور ﷺ کے نور کی سب کرنیں ہیں اور ہمارے حضور ﷺ کمالاتِ حسنِ صورت، جمالِ سیرت کے جامع ہیں۔ آپ کا اسوہ حسنہ امت مسلمہ کے لیے راہ ہدایت ہے۔

لب لعل وخط سبز رخ زیبا داری حسن یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضاداری
شکل وشمائل حرکات وسکنات آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

صَلَّی اللّٰہ عَلِیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

والمراد بالانوار، انوار العلوم والحکم والفوائد الدنویہ الفضائل الدینیّہ والھدایات والسعادات الأخرویۃ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کائنات عالم میں شریعت کے محور، طریقت کے مرکز اور ایمانیات وعبادات کے منبع ہیں۔

اولُ البشر سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام کو اللہ ربّ العزّت نے اپنا خلیفہ اور نائب بنایا اور تعلیم اَسماء سے نوازا اور ہمارے حضور ﷺ کو خلیفۃ اللہ الاعظم بنا کر علم اسماء کے ساتھ مسمّیات کا بھی علم عنایت فرمایا۔ اَسماء سے مسمّیات کا علم ارفع واعلیٰ ہے، اور عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ کی سند سے نوازا اور اگر انہیں ید قدرت سے تخلیق کیا تو ہمارے

حضور ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا اور اگر ان کو مسجود ملائکہ کا منصب ملا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو درود وسلام کے ورود مسعود سے متصف فرمایا اور اس شرف سے یہ شرف عظیم تر، نفیس تر اور لطیف تر ہے۔

سیّدنا ادریس نبیُّ اللہ علیہ السلام کو مَکَانًا عَلِيًّا کا مکین بنایا تو اللہ جل شانہ نے ہمارے حضور ﷺ کو وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی شانِ رفعت عنایت فرمائی جو اس سے نہایت اعلیٰ وارفع ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کو نجی اللہ بنایا تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور ﷺ کو شفاعت کا منصب عنایت فرمایا جو نجات اُخروی کا سبب ہے۔

امام قدس اللہ سرہ الاقدس نے حضور ﷺ کو الشَّمْس کہا۔ یہ تلمیح کیسی عمدہ، نفیس اور کتنی معنیٰ خیز اور حکمت آمیز ہے۔ یہ شعر حسن بلاغت کا نمونہ ہے۔ جناب حسن رضا علیہ الرحمۃ نے کیا عمدہ کہا ہے:

اے نظمِ رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع	تو نے ہی تو اسے مطلع انوار بنایا
کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر	کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا
اس چہرہ پر نور کی جھلک تھی جس نے	مہر و مہ و انجم کو پُرنور بنایا
کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے	محبوب کیا تم کو مالک و مختار بنایا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ الشَّارِقِ وَ الْقَمَرِ الزَّاهِرِ الْبَارِقِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ الطَّارِقِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَ كَرِّمْ۔

ابوالانبیاء سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو مرتبہ خِلّت ملا تو ہمارے حضور ﷺ کو رب کریم نے مرتبہ محبوبیت عنایت فرمایا اور آپ کو کسرِ اصنام نمرودی سے عظمت ملی تو ہمارے حضور ﷺ نے کعبۃُ اللہ کو بتوں سے پاک فرمایا اور تا قیام قیامت خانہ کعبۃ اللہ پر توحید کا پرچم لہرادیا۔

سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو ید بیضا سے نوازا تو ہمارے حضور ﷺ کو صفت نور سے متصف فرمایا نیز اگر آپ کو انفلاق بحر کا معجزہ ملا تو ہمارے حضور ﷺ کو انشقاق قمر کا ایسا عظیم الشان معجزہ عنایت ہوا جس کا تصرف زمین و آسمان پر برابر ہوا اور اگر آپ نے تَفَجَّرَ مِنْ مَاءِ الحَجر پتھر پر عصا مار کر پانی نکالا تو ہمارے حضور ﷺ تَفَجَّرَ الْمَاءُ مِنْ اَصَابِعِهٖ انگلیوں سے پانی کے چشمے بہانے سے سرفراز فرمائے گئے۔

سیّدنا یوسف نبی اللہ علیہ السلام کو حسن صبیح ملا تو حضور ﷺ حسن ملیح سے نوازے گئے۔

سیّدنا داؤد خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا موم ہو جاتا تو ہمارے حضور ﷺ نے قدم مبارک پتھر پر رکھا تو اس کے دل میں نقش پا منقش ہو گیا۔ وہ اس نقش کی برکت سے مقبول نظر ہو گیا۔

سیّدنا سلیمان نبی اللہ علیہ السلام کو روئے زمین کی حکومت ملی تو ہمارے حضور ﷺ کو دنیا و آخرت کی شہنشاہی کا تاج مرحمت ہوا اور روزِ محشر تمام اہل محشر کے سامنے شفاعت کبریٰ کا حضور ﷺ کو تاج پہنایا جائے گا۔

سیّدنا عیسیٰ روحُ اللہ علیہ السلام کو پانچ معجزے عطاء ہوئے تو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رونگٹا معجزہ بنا دیا گیا۔ علیٰ ہٰذا القیاس جس جس کو جو جو کچھ ملا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دسترخوان کرم سے ملا اور ملتا رہے گا۔

آنچہ اسباب جمال رُخ خوب ترا ہمہ بروجہ کمال است کما لا یخفیٰ

بفرمانِ ذی احترام: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (سورۃ الاحزاب:۶)
نبی مومنین کی جانوں سے بھی ان کے قریب تر ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔

۱۔ علماء اعلام فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام عالم کے پدر معنوی ہیں کہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے تخلیق ہوا اس معنیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کنیت ابوالارواح ہے۔

۲۔ وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ "بروایت شاذ"

۳۔ سیّدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام اوّل البشر ہونے کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے باپ ہیں مگر حقیقت میں وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیٹے ہیں۔ تو امّ البشر سیّدہ حوا علیہا السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسر علیہ السلام کی عروس ہیں۔

۴۔ بدلیل جلیل اوّل البشر سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام اپنی بیتابی کے عالم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یَا اِبْنِیْ صُوْرَةً وَّ اَبِیْ مَعْنًی سے یاد فرمایا کرتے۔ "یعنی صورت میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ"۔

۵۔ روزِ محشر سیّدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام کو "ابومحمد" (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی کنیت سے پکارا جائے گا۔

ان کی نبوّت، ان کی ابویّت ہے سب کو عام
اُمّ البشر عروس انہیں کے پسر کی ہے
ظاہر میں میرے پھول، حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا بوالبشر کی ہے
مقصود یہ ہیں آدم و نوح و خلیل سے
تخم کرم میں ساری کرامت ثمر کی ہے
میں خانہ زاد کہنہ ہوں صورت لکھی ہوئی
بندوں کنیزوں میں میرے مادر پدر کی ہے

○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا اَوَّلًا وَّاٰخِرًا
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ دَائِمًا سَرْمَدًا
اوست خورشید فضیلت ہمچو انجم انبیاء
نور افشاں در شب برائے مرداں شدراہنما
آفتاب فضل ہیں وہ اور ستارے سب رسل
کرتے ہیں ظلمت کو نور سب یہ انوار وکرم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

۵۴

اَکْرِمْ بِخَلْقِ نَبِیٍّ زَانَہٗ خُلُقٌ
بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمٖ

خُلق پیغمبر نکو بر خُلق خوش آراستہ — مشتمل برحسن باشد بربشارت متّسم

واہ واہ خَلق نبی، دی جس پر زینت خُلق نے — خوبروئی اور بشاشت مل گئیں دونوں بہم

لغوی معنیٰ

اَکْرِمْ بِخَلْقِ — ''اَکْرِمْ'' صیغہ تعجب، ''خَلْقِ'' پیدائش

زَانَہٗ خُلُقٌ — ''زَانَہٗ'' زینت دینا، ''خُلُقٌ'' شکل وشمائل وخصائل، سیرت طیّبہ۔

بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ — ''حُسْنِ'' خوبصورتی، ''مُشْتَمِلٍ'' اسم فاعل، اپنے اوپر کپڑا لپیٹنا۔

بِالْبِشْرِ — ''بِشْرِ'' تازہ روئی، تروتازگی، شگفتگی، بشاشت۔

مُتَّسِمٖ — مصدر ''وَسْم''، معنیٰ: اعلیٰ صفات سے متصف ہونا۔

○ **ترجمہ:** کیا کریم الوجہ ہے صورت پاک آپ ﷺ کی جس کو رب کریم نے خُلق عظیم سے مزیّن کیا، دراں حال کہ آپ ﷺ کو سرتاپا لباس حسن میں ملبوس اور تازہ روئی، کشادہ پیشانی سے متصف فرمایا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** مصحفے را ورق ورق دیدم — جملہ سورت مثلِ صورت اوست

○ **تشریح:** خالق مطلق نے آپ ﷺ کو ایسا کریمُ الوجہ بنایا اور اس صورت جمال کو حسن سیرت سے زینت دی کہ چہرۂ زیبا سے آثار مسرّت وبشاشت ظاہر ہوگئے۔

حضور صاحبُ الحسن والجمال، مالکُ البہجۃ والکمال ﷺ کی صورت پاک کو اس قدر دلربائی اور دلآویزی بخشی کہ جمال خَلق کو حسنِ خُلق سے سنوار کر یعنی حسنِ صورت کو خُلقِ عظیم کی چادر میں لپیٹا، شگفتگیِ گفتگو، طراوت، وجاہت اور خندہ روئی سے آراستہ و پیراستہ کیا اور شکل مبارک کو حُسنِ شمائل اور جمال فضائل سے زینت دی۔ اَلْمُزَیَّنُ بِکُلِّ زَیْنٍ اَلْمُنَزَّہُ مِنْ کُلِّ عَیْبٍ وَّشَیْنٍ ''ہر زینت سے مزیّن اور ہر عیب اور نقص سے پاک فرمایا''۔ یعنی آپ ﷺ کو ظاہری حسن اور باطنی جمال کی صفات سے متصف کیا اور ہر جسمانی عیب اور باطنی کجی سے پاک فرما کر مبعوث فرمایا۔

مروی ہے کہ امّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صاحبِ قرآن ﷺ کی سیرت طیبہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنُ۔ ''آپ کا خُلق عین نمونہ قرآن ہے''۔ سیرت میں بھی اور صورت میں بھی۔

اک اک ادا ہے آپ کی آیاتِ بیّنات — جس زاویے سے دیکھئے قرآں ہیں مصطفےٰ

مروی ہے کہ سرکار علی مرتضے کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ

بردفتر جلال تو تورات یک رقم ٭ وزمصحفِ جمالِ تو انجیل یک ورق

○ حاصل معنی اکرم الخلق سے مراد: صورت سیّدنا محمد ﷺ کریم الوجہ صورت ظاہر نُور علیٰ نُور اور خُلق سے مراد سیرت طیبہ ہے۔ کقولہ العلیّ العظیم: "وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" (سورۃ القلم: ۴)

شمع دل، مشکوٰۃ تن، سینہ زجاجہ نور کا ٭ تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

ک گیسو دہن ی ابرو آنکھیں ع ص ٭ كٓهٰيٰعٓصٓ ان کا ہے چہرہ نور کا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

قرآنِ کریم فرقانِ عظیم کی آیات بیّنات، منیر الوجہ کی صفت وثناء میں ناطق اور شاہد ہیں جن کی عزت وعظمت کے اظہار کے لیے ایک ایک اعضاء کی قسمیں اٹھا اٹھا کر تذکرہ فرمایا ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ محبوب! مجھے تیرا رب ہونے کی قسم! یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ "قرآن حکیم کی قسم" وَالضُّحٰى "چہرہ نُور جمالِ مصطفیٰ کی قسم"! وَاللَّيْلِ "گیسوئے عنبرین کی قسم"! وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ "نوری چہرہ کی قسم"! اور دس راتوں کی قسم!

شب لحیہ وشارب ہے رُخ روشن دن ٭ گیسوئے دوشب قدر و براءت مومن

مژگاں کی صفیں چار ہیں اور دوابرو ٭ وَالْفَجْرِ کے پہلو میں وَلَيَالٍ عَشْرٍ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَخْرَجَ مِنَ النُّوْنِ مَا اَدْرَجَ فِی الْقَلَمِ عِلْمُ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْوُجُوْدِ الْمَسْعُوْدِ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب ٭ گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ "شہر مکہ معظمہ کی قسم"! مسکن ومکان، درودیوار، گلی وبازار اور پہاڑ کی قسم نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ "ن سے دہانِ مصطفیٰ" وَالْقَلَمِ "سے زبان مصطفیٰ" وَمَا يَسْطُرُوْنَ "سے سینہ فیض گنجینہ اور قلب انور کی قسم"! وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى "سے نور ذاتِ گرامی کی قسم"! لَعَمْرُكَ "سے محبوب کی جانِ پاک کی قسم" وَقِيْلِهٖ سے گفتگوئے رسول، قول، کلام، دُعا، ذکر اور گفتگو کی قسم بیان فرمائی گئی ہے۔

قرآنِ عظیم فرقانِ کریم حضور ﷺ کے اعضاءِ شریفہ عظیمہ کریمہ کا تذکرہ جمیلہ جلیلہ، قلبِ انور، زُبان فیض ترجمان، آنکھ نُوری، چہرہ انور، سینہ نور گنجینہ، علمی خزینہ، ہاتھ مبارک، پُشت مبارک، کان مبارک الغرض جسم مبارک کے ہر عضو کا تذکرہ مختلف آیات کریمہ کے ساتھ کرتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی کُلٍّ مِّنَ الْاَعْضَاءِ الشَّرِیْفَةِ وَالْجَسَدِ الْاَنْوَرِ الْاَعْطَرِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَکَرِّمْ۔

نعت مبارک

وہ خُدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا تیرے شہر وکلام وبقا کی قسم
ہے کلام الٰہی میں شمس وضحیٰ، تیرے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دو تا کی قسم
تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا، تیری خَلق کو حق نے جمیل کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم
تیرا مسندناز ہے عرش بریں، تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دوسرا ہے شہا، تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم
مرے گناہ گرچہ ہیں حد سے سوا مگر تجھ سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطاء کی قسم
تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف وکرم ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دُعا
مجھے جلوۂ پاک رسول دکھا، تجھے اپنی ہی عزوعلا کی قسم
یہی کہتی ہے بُلبلِ باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیان
نہیں ہند میں واصف شاہ ہُدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

جَلَّ شَانُهٗ وَعَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام

○ **فائدہ جمیلہ** قصیدہ مبارکہ کا یہ چوتھا شعر ہے جس پر حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور آپ کا چہرہ انور خوشی اور مسرت سے چمک اٹھا جس سے صف صحابہ کبار میں ایک عجیب سرور چھا گیا۔ اس کیفیت حالی سے مجلس نور سے معمور ہوگئی۔ قارئین کرام کے لیے لازم ہے کہ اس شعر کو طاق عددوں میں تصور کر کے پڑھیں۔

طینتش را بارک اللہ خلق او آراستہ — از بشاشت خوبروئی او پیراستہ
کیا عظیم الخلق ہے صورت مزین خُلق سے — حُسن صورت مشتمل ہے خندہ روئی سے بہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

○

۵۵

كَالزَّهْرِ فِيْ تَرَفٍ وَّالْبَدْرِ فِيْ شَرَفٍ
وَالْبَحْرِ فِيْ كَرَمٍ وَّالدَّهْرِ فِيْ هِمَمِ

چوں بہار ازتازگی ہمچو بدر اندر شرف ہمچو دریا درکرم چو روزگار اندر ہمم
تازگی میں تھا شگوفہ اور شرف میں تھا بدر دہر تھا از روئے ہمت بحر تھا از روئے کرم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو

كَالزَّهْرِ	''ك'' تشبیہ، گلاب کا پھول، کلی کی لطافت، نزاکت۔
فِيْ تَرَفٍ	تروتازگی شگوفہ، شگفتہ روئی، خوبصورتی، خوش نمائی۔
وَالْبَدْرِ فِيْ شَرَفٍ	''البدر'' چودھویں رات کا چاند، شرف وعظمت میں۔
وَالْبَحْرِ فِيْ كَرَمٍ	''وَالْبَحْرِ'' سمندر ''كَرَمٍ'' جودوسخا میں۔
وَالدَّهْرِ فِيْ هِمَمِ	''الدَّهْرُ'' زمانہ ''هِمَمِ'' جمع ہمت، معنی: بلند ہمتی، بلند حوصلگی۔

○ **ترجمہ:** حضور سیّد الرسل صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تروتازگی میں شگوفہ نورستہ، اوج کمال میں چودھویں رات کے چاند، جودوسخا میں بحر بیکراں اور عالی ہمتی میں دہر کی مانند ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''اے مجموعہ خوبی ترا باچہ نامت بخوانم''

○ **تشریح:** حضور صاحب الحسن والجمال عَلَيْهِ اَلْفَ صَلٰوةٍ وَاَلْفَ سَلَامٍ کے وجہ منیر کو گلاب کے پھول سے تشبیہ دی جو اپنی لطافت، نظافت، شگفتہ روئی اور خوشبوئی میں اپنی مثال آپ ہے۔ حسن تلمیح میں صفت تشبیہ کا استعمال درجہ کمال میں ہے، یہ قصیدۃ الفریدہ کا ایمان افروز اور شاہکار شعر ہے۔ جس میں صفات کے انمول ہیرے اور موتی جڑے ہوئے ہیں، جو اہل ایمان کی نظروں کو بھاتے ہیں۔

بروایت صحیحہ مَامَسَّتْ خَزًّا وَّلَا دِيْبَاجًا وَّلَا حَرِيْرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا شَمَّتْ مِسْكًا وَّلَا عَنْبَرًا اَطْيَبُ مِنْ رِيْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ ''آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ہاتھ مبارک ریشم اور دیباج سے نرم پایا اور آپ کے جسم اطہر سے مشک، عنبر اور گلاب سے بڑھ کر خوشبو سونگھی''۔ گلاب اپنی شکل وصورت، رعنائی، رنگینی اور خوشنمائی میں سب پھولوں کا شہنشاہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گلاب کے پھول کو سونگھ کر درود شریف پڑھنا محبوب اور مستحسن ہے۔

سرتا بقدم تنِ سلطان زمن پھول لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول
کیا بات رضا اس چمنستان رسالت کی ہے زہرا ہے کلی جس میں حسین و حسن پھول

یہ شعر صنعت تلمیح میں صفت تشبیہ، شعری حسن کے ساتھ معنوی حسن اور پر معنی تفسیر اور پر مغز تعبیر کا آئینہ دار ہے

روانی، تسلسل، زبان کی پاکیزگی، شگفتگی اور آداب نبوی سے کمال نسبت کا حامل ہے، شرفِ عطاءِ فیض میں بدر کامل، چودھویں رات کے چاند کی مانند ہیں۔ اَلتَّشْبِیْہُ بِالْبَدْرِ اَبْلَغُ مِنْ تَشْبِیْہِ الْقَمَرِ عِنْدَ الْعَرَبِ" آپ ﷺ کے چہرہ انور کی بدر سے تشبیہ اہل عرب کے ہاں قمر کے ساتھ تشبیہ دینے سے ابلغ ہے۔ بدر زمین کو نور سے منور کرتا ہے۔ اس کو دیکھ کر لوگ مانوس اور خوش ہوتے ہیں حالانکہ ھُوَاَبْھٰی مِنَ الْقَمَرِ التَّامِ چودھویں رات کو چاند سے اَعْلٰی وَاَکْرَمُ مِنَ السَّحَابِ الْمُرْسَلَۃِ سخاوت میں برسنے والا بادل اور البحرُ العظیم بڑے دریا سے تشبیہ دی۔

بمیزان نظر حسنِ ترا بہ ماہ سنجیدہ دیدم میانِ ایں وآں فرق زمین و آسماں دیدم

حضور ﷺ کی ذات وصفات، فیض عمیم سخاءِ کریم اور عطاء عظیم میں بحر ناپیدا کنار ہے۔ دریا سے انسان کو موتی، ہیرے، مرجان اور زبرجد جواہر ملتے ہیں، بحر رحمت ﷺ کی عطاء کریم سے ایمان، ایقان اور عرفان کی دولت اور دنیا وآخرت کی ہر ثروت عنایت ہوتی ہے۔

کقولہٖ الکریم: اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ۔ رسول کریم اپنی کرم گستری میں، دسترخوان کرم کی یہ شان ہے کہ ہر کس وناکس کو اس کے اپنے مقامِ غایت تک پہنچایا۔ بشر کو ملائکہ سے افضل کر دیا اور رب کریم کی بارگاہ کریمی تک پہنچا دیا۔ ھٰذَا اَمْرٌ بَدِیْعٌ عِنْدَ مَنْ اِطَّلَعَ عَلٰی اَحْوَالِ الصَّحَابَۃِ وَ التَّابِعِیْنَ وَ الْاَوْلِیَآءِ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ مِّنَ الْمَلِكِ الْمَنَّانِ۔

نزد سرکارِ دوعالم ہے صحابہ کا ہجوم کیا بھلے لگتے ہیں تارے ماہ کامل کے قریب

ہمت عالی میں مانند زمانہ کَقَوْلِہِ الْعَلِی الْعَظِیْمِ: وَ الْعَصْرِ جس زمانہ کی قسم بیان فرمائی وہ آپ کا زمانہ ہے۔ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ کا فرمان ذی شان گواہ ہے۔ وہ سب زمانوں میں ہر لحاظ سے افضل ہے۔ جو تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ کو محیط ہے۔

امام ناظم فاہم علیہ الرحمۃ والکرم کی نعت گوئی اور قصیدہ خوانی اپنے نقطہ عروج پر نظر آتی ہے۔ محاسن نبوی کا مثالی بیان دریائے محبت میں طلاطم خیز ہے۔ تصویر کشی کا نقشہ عجیب تاثیر کا حامل، تلمیحات، الفاظ قرآن پاک اور حدیث پاک مرتبہ کمال پر ہیں۔ جدت وجودت طبع میں اپنی مثال آپ ہے۔ بے مثل نبی کی شان میں یہ بے مثل شعر ہے:

وانگ شگوفے تارے حضرت، بدرے وانگوں وچ شرف
وچ سخاوت وانگ سمندر، وانگ زمانے وچ ہمم

مقصود ان ظاہری تشبیہات اور امثلہ سے افہام وتفہیم ہے ورنہ "چہ نسبت کاہ را بذات عالیجاہ" ان احوال عالم کو کیا نسبت جن کا وجود آپ کے وجود باجود ﷺ کا طفیلی اور ذیلی ہے۔

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں روئے انور کو میں اُن کے ناخنِ پا پر چاند کو قربان کرتا ہوں

اس بے مثل تلمیح اور تشبیہ پر اگر پھول دعویٔ ہمسری کرے تو اس کا دعویٰ قابل مواخذہ ہے۔

دعویٰ کیا تھا گُل نے اس رخ کی ہمسری کا دھولیں ہوا نے ماریں، شبنم نے منہ پہ تھوکا

کریم سخی اور جواد میں فرق ہے۔ مَنْ اَعْطٰی کُلَّہٗ فَھُوَ کَرِیْمٌ "جو بلاتفریق سب کچھ عطا کردے وہ کریم ہے" وَمَنْ اَعْطٰی بَعْضًا فَھُوَ السَّخِیُّ "جو کچھ دے وہ سخی" وَمَنْ اَعْطٰی اَکْثَرَ فَھُوَ الْجَوَّادُ جو کثرت سے دامن بھرے وہ جواد ہے، لہٰذا ان سب میں فائق صفتِ "الکَرِیْم" ہے رب کریم نے اپنے محبوب کو صفت کریم سے نوازا۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں

"لَقَدْ اَجَادَ الحَسَّانُ بْنُ الثَّابت یُوَیِّد بِرُوْحِ القُدُسِ عَلَیْہِ السَّلام"

"وَالرِّضوان، حَیْثُ قَالَ فِی مَدْحِ الْکَمَالَاتِ فِی مَدِیْحِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم"

لَہٗ رَاحَۃٌ لَو اَنَّ مِعشَارَ جُودِھَا عَلَی الْبَرِّ کَانَ البَرُّ اَنْدٰی مِنَ الْبَحْرِ

لَہٗ ھِمَمٌ لَامُنْتَھٰی لِکِبَارِھَا وَھِمَّتُہُ الصُّغْرٰی اَجَلُّ مِنَ الدَّھْرِ

"آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہاتھ مبارک ایسا سخی ہے کہ اگر اس کی بخشش کا دسواں حصہ بھی صحرا کو دیا جائے تو وہ اپنی سخاوت میں دریا سے بھی زیادہ سخی ہو جائے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہمتیں اس درجہ کی بلند تر ہیں کہ بڑی ہمتوں کی تو کوئی انتہا نہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی معمولی ہمت بھی زمانہ کی ہمتوں سے برتر ہے"۔

ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں: "دنیا و آخرت، ظاہر و باطن، جسم و روح میں جو خوبی و کمال کی نعمت اور دولت ازل تا ابد ملی ہے یا ملے گی وہ سب سخاوعطاءِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے۔ اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھ مبارک کے جود و کرم کا تبرک عشر عشیر بھی صحرا کو دے دیا جائے تو وہ دریا سے بھی زیادہ سخی ہو جائے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بڑی ہمتیں اس قدر بلند ہیں کہ جن کی کوئی انتہا نہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہمت صغریٰ بھی ہمت زمانہ سے برتر ہے۔

کیوں تاجدار خواب میں دیکھی کبھی یہ شی جو آج جھولیوں میں گدایان در کی ہے

جو چاہے ان سے مانگ دونوں جہاں کی خیر زر ناخریدہ ایک کنیز ان کے گھر کی ہے

اتنا عجیب بلندیٔ جنت پہ کس لیے دیکھا نہیں کہ بھیک کس اونچے در کی ہے

وہ خُلد جس میں اترے گی ابرار کی برات ادنیٰ نچھاور اس میرے دولہا کے گھر کی ہے

اس پاک کُو میں خاک بسر سر بخاک ہیں سمجھے ہیں کچھ یہی جو حقیقت بَسر کی ہے

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَ جَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ ان پر درود جن سے نویداں بُشر کی ہے

لب وا ہیں آنکھیں بند پھیلی ہیں جھولیاں کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

بفرمان ذی شان جس مبارک ذاتِ اقدس کو ربِّ کریم نے رسول کریم سے یاد فرمایا ہو ان کی بخشش، سخاوت اور کرم نوازی کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بنی آدم میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ کریمی میں جو بھی سائل آیا کبھی خالی نہ گیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ روز محشر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چشمہ شفاعت سے کوئی بھی خالی نہ جائے گا۔

نہ رفت لا بزبانش ہرگز مگر اَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

عمّ النبی الکریم سیّدنا عبّاس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو غزوۂ بنی مصطلق میں سونا چاندی اتنا عطا فرمایا کہ وہ اُسے اُٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ یوم حنین کو حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کو بکریاں طلب کرنے پر پورے جنگل کے ریوڑ کی ریوڑ بکریاں عنایت فرمادیں۔ یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔

اَقُوْلُ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَھُوَ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی بِالتَّوْفِیْقِ: اس شعر کی تشبیہات کمال عروج پر ہیں۔ یہ ایک صورت سمجھانے کی مقصود ہے کہ مخاطب تشبیہ سے مسئلہ سمجھ سکے۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پاک اور صفات عالیہ کو ان تشبیہات سے کیا نسبت۔ ''چہ نسبت کاہ را بذات عالی جاہ''

○ فائدہ جمیلہ کسی نے سیّدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ یہ شعر گنگنا رہے ہیں اور آپ پر عجیب کیفیت طاری ہے اور چہرہ پر خوشی و مسرّت کے آثار نمایاں نظر آرہے ہیں۔

○ فائدہ عظیمہ اس مبارک بیت پر آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور آپ نے امام کے چہرہ کو دیکھتے ہوئے خوشی اور مسرّت کا اظہار فرمایا۔ جس سے مجمع صحابہ کرام پر نور اور سرور چھا گیا۔ قارئین کرام اس کو بار بار پڑھیں اور لطف اُٹھائیں۔

آں امنّ الناس بر مولائے ما آں کلیم اوّل سینائے ما

ہمت او کشت امت را چو ابر ثانیِ اسلام و غار و بدر و قبر

○ فائدہ جمیلہ امام اوّلین قافلہ سالار عشق خلیفۃُ الرّسول بلا فصل، افضل البشر بعد الانبیاء ابو عبدُ اللہ عتیق المعروف ابوبکر الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ ورسولہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت و عشق میں اس شعر کو گنگنانا کمال مرتبہ کی دلیل جلیل ہے اور شاعر کی عظمت شان کا نشان ہے۔ کیفیاتِ روحانی اور حظِّ ایمانی کے لیے یہ شعر زبانی یاد کر کے بار بار گنگنانے سے درجہ محبت کی تکمیل ہوتی ہے۔

چوں شگوفہ درطراوت ہمچو دریا در کرم در شرف چوماہ کاملؔ چوں زمانہ درہمم

کیا عظیم الخُلق ہے صورت تیری خَلق میں حُسن صورت مشتمل ہے خندہ روئی سے بہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۵۶)

كَأَنَّهُ وَهُوَ فَرْدٌ فِيْ جَلَالَتِهِ
فِيْ عَسْكَرٍ حِيْنَ تَلْقَاهُ وَفِيْ حَشَمِ

گر بزرگی اوست اندر لشکرِ خیل و حشم — گر کسے دیدش تنہا خود ہے پندا شتے
وہ جلال رعب رکھتے کہ تنہا بھی اسے — دیکھتا کوئی تو کہتا ساتھ ہے فوج و حشم

لفظی ولغوی تحقیق معہ علم صرف ونحو

كَأَنَّهُ وَهُوَ	''ك'' تشبیہ کا ''وَهُوَ'' ضرورت شعری کے لیے، ساکن۔
فَرْدٌ فِيْ جَلَالَتِهِ	''فَرْدٌ'' یگانہ ''جَلَالَتِهِ'' اپنی عظمت، مہابت، شان۔
فِيْ عَسْكَرٍ	''فِيْ'' جار ''عَسْكَرٍ'' مجرور، لشکر میں۔
حِيْنَ تَلْقَاهُ	''حِيْنَ'' جبکہ ''تَلْقَاهُ'' ملاقات کرنا، مقابل آنا۔
فِيْ حَشَمِ	''حَشَمِ'' جاہ وحشمت، رعب داب میں۔

○ **ترجمہ:** آپ ﷺ رعب وجلالت میں فرد یگانہ تھے کہ جب کوئی آپ کو اکیلا دیکھے تو تجھے معلوم ہو کہ آپ کے ساتھ لشکر عظیم وخدام کثیر ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''لشکرے در یک قباء، کشورے در یک بدن''

○ **تشریح:** پہلے شعر میں حسن خَلق اور خُلق عظیم کی شان جمالی کا بیان تھا، اب شان جلالی کی توصیف وتعریف کا بیان ہے اور ضمناً آپ ﷺ کی صفت خاصہ کا بیان ہے آپ ﷺ نے فرمایا: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ ''میرے رعب سے مخالفین جو ایک مہینہ کے سفر سے دور ہوں لرزتے ہیں''۔ حالانکہ آپ ﷺ اعلیٰ درجہ کے خوش اخلاق تھے۔ رعب کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی آپ کو اکیلا دیکھ لیتا تو ایسا محسوس کرتا کہ بوجہ رعب وادب ایک لشکر عظیم اور خدام وحشم کا گروہ کثیر آپ کے ہمراہ وہم رکاب ہے۔

بروایت صحیحہ مکّہ معظّمہ میں ایک پہلوان رُکانہ نامی کافر تھا، جو فن پہلوانی کا ماہر تھا۔ ایک روز حضور ﷺ نے رکانہ سے فرمایا: يَا رُكَانَةُ لَا تَتَّقِي اللّٰهَ وَتَقْبَلُ مَا أَدْعُوْكَ إِلَيْهِ ''اے رکانہ! اللہ تعالیٰ سے ڈر تو میری دعوت کو قبول کیوں نہیں کرتا''؟ عرض کرنے لگا: یا محمد (ﷺ!) هَلْ شَاهِدٌ عَلٰى صِدْقِكَ حضور آپ ﷺ کی نبوت پر کوئی دلیل ہے؟ فرمایا: میں تجھے پچھاڑ دوں تو کیا تو ایمان لے آئے گا۔ چونکہ اسے اپنی ناموری اور پہلوانی پر ناز تھا کہنے لگا: ''ہاں'' تو آپ نے اسے پہلی پکڑ میں گرا دیا۔ تعجب سے کہنے لگا: ''دوبارہ'' پہلے میری تیاری نہ تھی۔ آپ ﷺ نے دوسری بار سخت گرفت فرمائی اور گرا دیا تو اس پر ایسا رعب طاری ہوا کہ حیران وپریشان اور سرگشتہ ہو کر کہنے

لگا: اِنَّ شَانَكَ عَجِيْبٌ "آپ کی بھی عجیب شان ہے" اور ایمان لے آیا۔ (رواہ حاکم مُستدرک)

مولانا جلال الدین محلّی قدّس سرّہ الجلی والخفی کے بیان کے مطابق ایک صاحب کشف بزرگ نے خواب میں یارِغار سیدنا ابو بکر الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی۔ آپ کے لب ہائے مبارک ہل رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ قصیدہ بردہ شریف کے یہ دوشعر (۵۶۔۵۷) پڑھ رہے تھے اور لطف اندوز ہو رہے تھے۔

پچھلے اشعار میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حُسن و جمالِ باکمال اور خلقِ عظیم اور فضلِ کریم کی شان کا ذکرِ جمیل پوری جلالت شِعری سے کیا گیا۔ اب اس بیت میں رعب ودبدبہ، بہادری اور جلالِ شاہی کا بیان پورے جوش وخروش سے ہو رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت جمال کا ذکر امتِ اجابت "اہلِ ایمان" کے لیے اور صفتِ جلال کی زد میں امتِ دعوت اور منکرینِ اسلام ہیں۔ مومنوں کے لیے سراپا رحمت ہی رحمت جب کہ معاندین دین کے لیے شمشیر برّاں۔ مقصد یہ کہ اہل ایمان کے لیے صفتِ بشیر و مبشّر کا ظہور اور منکرین کافرین کے لیے صفتِ نذیر کا ورود ہے۔ اسوۂ حسنہ کے پرتو صحابہ کرام کی سیرتیں اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (سورۃ الفتح:۲۹) کی عملی تصویر اور تفسیر ہیں اور سُنت غرّاء سے رنگیں مردِ مومن کی زندگی صفت جلال و جمال کا حسین امتزاج ہے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم — رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

غزوۂ بدر میں کفر کا سردار اُمیّہ بن خلف هَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ کا نعرہ لگاتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ آور ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکڑی کی اَنی سے اس کو چوکا لگایا تو وہ چیختا چنگھاڑتا واپس لشکر میں گیا۔ کسی نے کہا: زخم تو معمولی ہے اور اتنا شوروغل اور واویلا کیسا؟ کہنے لگا: تمہیں پتہ نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مار ہے۔

اس سادگی پہ آپ کی کیوں نہ کٹ مروں — لڑتے ہیں لیکن ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

فرمایا: مَنْ رَآهُ بَاهِتَةً هَابَةً وَإِنْ خَالَطَهٗ اَحَبَّهٗ وہ شخص ظاہر اَبادی النظر میں آپ کو دیکھتا تو وہ ہیبت زدہ رہ جاتا اور جب وہ گھل مل جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیداء اور فریفتہ ہو کر ٹوٹ کر محبت کرتا کہ جلالِ نبوی، جلالِ الٰہی کا پَرتو تھا اور جمالِ نبوی جمالِ الٰہی کا پرتو تھا۔

بیشک آں فرداست جاه و جلال و عزّ و شان — گر بود تنہا بہ بینی ہست با لشکر رواں

ہیں جلال و رعب میں سرکار عالی بے نظیر — جیسے گردو پیش رکھتا ہے کوئی فوج و حشم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۵۷

كَأَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونُ فِي صَدَفٍ
مِنْ مَّعْدَنَيْ مَنْطِقٍ مِّنْهُ وَمُبْتَسَمِ

وَاں دہن گویا کہ افشاند مروارید ہم — دُرِّ مکنون در صدف دنداں از درِّ عدن

کہ لالی جو صدف میں رکھتا ہے پوشیدہ ہم — سمجھو آپ کے معدن نطق وتبسّم سے انہیں

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

كَأَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونُ — "كَأَنَّمَا" گویا "مَا" کافہ "لُؤْلُؤُ" موتی "الْمَكْنُونُ" پوشیدہ۔

فِي صَدَفٍ — "صَدَفٍ" سیپ، جس کی چمک دمک نہایت اعلیٰ درجہ کی ہو۔

مَّعْدَنَيْ — دو کانیں، تثنیہ۔

مَنْطِقٍ مِّنْهُ — مقام تکلم، مراد: دہن مبارک اور زبان مبارک۔

وَمُبْتَسَمِ — مقام تبسم، مراد: درِّ دندان یا ہونٹ مبارک۔

○ **ترجمہ:** گویا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے ہر دو مَعدن "زبان مبارک ولب مبارک" ان چمک دار موتیوں کی مانند ہیں جو ہنوز صدف میں بند ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** فَمِنْ لُؤْلُؤٍ يُبْدِيهِ عِنْدَ اِبْتِسَامِهِ — وَمِنْ لُؤْلُؤٍ عِنْدَ الْكَلَامِ تُسَاقِطُ

○ **تشریح:** اللُّؤْلُؤُ "الدُّر" چمکدار موتی "المكنون اى المستور، فى كمالِ الصّفا" معدنِ نطق زبان دُرفشاں اور مَعدنِ تبسّم درِ دندان اور لب مبارکہ مراد ہیں۔ امام بوصیری علیہ الرحمۃ کے اس شعر میں تشبیہ کی بجائے عکس تشبیہ کا رنگ اعجاز ہے کہ حضور نورِ مجسم، شفیع معظم ﷺ کے کلام مبارک اور دندانِ مبارک کو درِّ مکنون سے تشبیہ دی اور اس کے برعکس دُرِّ مکنون کو آپ ﷺ کے کلام اور درِّ دندان سے تشبیہ دی یہ عکس تشبیہ، تشبیہ سے ابلغ اور احسن ہے۔

○ **حاصل کلام** حضور پرنور سیدِ یومُ النشور ﷺ کا کلام اور دندان مبارکہ کا حسنِ آب وتاب چمکدار موتیوں سے بدرجہا بڑھ کر ہے یعنی معدنَ النطق قلب اور زبان ترجمانِ جہاں "دل" ہے۔ یہاں معدنَی کا ذکر فرمایا، یہ دو کانوں کا ذکر ہے گویا وہ موتی جو اپنی صدف میں پنہاں ہے ابھی تک استعمال نہیں ہوا۔

صاحب زبدۃُ الآثار فرماتے ہیں کہ بعض صالحین امت، خواب میں سیّدنا ابو بکر الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبجاہہ علینا کی زیارت کے شرف سے مشرّف ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ قصیدہ ہذا کا یہ شعر اور اس سے پہلا شعر كَأَنَّهُ وَهُوَ آہستہ آہستہ پڑھ رہے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہونٹ ہل رہے ہیں اور چہرہ پر خوشی اور مسرت کے آثار نمایاں ہیں، جس سے ان اشعار کی عظمت کا ظہور ہوتا ہے۔

اَعَزَّ اللّٰہُ بِرقَۃِ العُیُونِ مِن ضِیَاءِ جَمَالِہٖ وَعَجَزَتِ الْعُقُوْلُ عَنْ اِحَاطَۃِ کَمَالِہٖ

اس بیت مبارک میں دہن اقدس کو صدف سے تشبیہ دے کر درِّ دندان موتی سے استعارہ فرمایا۔ معدنی دومعدن اس وجہ سے فرمایا کہ کلام درحقیقت پہلے دل سے پیدا ہوتا ہے اور پھر زبان پر آتا ہے۔

اخطل مشہور شاعر عرب نے کیا عمدہ کہا ہے:

اِنَّ الْکَلَامَ لَفِی الْفُؤَادِ اِنَّمَا جُعِلَ اللِّسَانُ عَلَی الْفُؤَادِ دَلِیْلًا

قرآن پاک جس کا ایک ایک لفظ درِّ عدن سے بڑھ کر چمکدار موتی کی مانند ہے۔ حضور ﷺ کے قلبِ اطہر پر رب العلمین نے بذریعہ جبرائیل امین علیہ السلام نازل فرمایا اور زبان درفشاں سے جاری ہوا۔ الفاظ اور معنی دونوں مُنَزَّل مِنَ اللہ ہیں جو چمکدار ہیرے اور موتی کی نزاکت ولطافت میں پھول کی مانند ہیں۔

سر تا بقدم تن سلطان زمن پھول لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول

دندان و لب و زلف و رخ شہ کے فدائی ہیں دُرِّ عدن، لعل یمن، مشکِ ختن پھول

دل بستہ، خون گستہ، نہ خوشبو نہ لطافت کیوں غنچہ کہوں ہے میرے آقا کا دہن پھول

کیا بات رضا اس چمنستان رسالت کی ہے زہراء ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

بروایت صحیحہ لَایَخْرُجُ مِنْہُ اِلَّا حَقًّا میری زبان مَایَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔

فَمِنْ لُؤْلُؤٍ یُبْدِیْہِ عِنْدَ اِبْتِسَامِہٖ وَمِنْ لُؤْلُؤٍ عِنْدَ الْکَلَامِ تَسَاقَطُ

○ **حاصل کلام** حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی گویائی اور تبسم کے معدن لب اور دندان مبارک کی تشبیہ اس درِ شہوار سے ہوسکتی ہے جو ہنوز صدف میں بند ہو اور چمک دمک سے آنکھوں کو خیرہ کردے، جن کی ایک کان زبان مبارک اور دوسری کان لب ہائے مبارک ہیں۔ جس سے دو دندان کی تابانی ظاہر ہوتی ہے۔ درِّ دندان کی نسبت درِ یتیم "یکتا" بھی لیا جاتا ہے۔ یہ منبع وحی اور چشمہ قرآنی علم وحکمت اور ہدایت ہیں۔ فافہم۔

آنچہ او دوکان دنداں و زبان یابد شرف لفظ لفظ اوست رخشاں ہمچو لؤ لؤ در صدف

ہیں وہ دندان مبارک مثل موتی سیپ میں معدن نطق و تبسم ہے وہ دہن محترم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۵۸)

لَا طِيْبَ يَعْدِلُ تُرْبًا ضَمَّ اَعْظُمَهٗ
طُوْبٰى لِمُنْتَشِقٍ مِّنْهُ وَ مُلْتَثِمِ

ہیچ بُوئے خوش چو بُوئے خواب گاہ او نبود — نیک بخت آنکس کہ بوئید و بوسیدست ہم

گل سے بڑھ کر ہے وہ گل جس نے کیا ان کو ضم — سونگھنے والوں کے ہیں یا چومنے والوں کے بھاگ

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو

لَا طِيْبَ — ''لَا'' نفی جنس ''طِيْبَ'' خوشبو۔

يَعْدِلُ تُرْبًا — ''يَعْدِلُ'' ایک شئے کو دوسری کے برابر کرنا ''تُرْبًا'' خاک پاک قبر انور۔

ضَمَّ اَعْظُمَهٗ — ''ضَمَّ'' مس کرنا ''اَعْظُمَهٗ'' عظم کی جمع، ہڈیاں، استخوان ہائے مبارکہ۔

طُوْبٰى لِمُنْتَشِقٍ مِّنْهُ — ''طُوْبٰى'' مبارک ہو ''لِمُنْتَشِقٍ'' سونگھنے والا۔

وَ مُلْتَثِمِ — ''مُلْتَثِمِ'' اسم فاعل چومنے والا، بوسہ دینے والا، مس کرنے والا۔

○ ترجمہ: کوئی خوشبو اس خاک پاک کی خوشبو کی برابری نہیں کر سکتی جو خاک پاک، جسم اطہر کو قبر میں مس کیے ہوئے ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** فَجَسَدُهُ الْمُبَارَكُ الْاٰنَ كَمَا كَانَ فِي الْحَيٰوةِ

○ **تشریح:** شہنشاہ مدینہ سرور سینہ ﷺ کے مرقد منورہ زادشرفہ العظیم کی خاک پاک کی خوشبو دنیا کی تمام خوشبوؤں سے بہتر اور برتر ہے اور وہ خاک پاک جو آپ ﷺ کے جسم اطہر کو قبر میں لپیٹے ہوئے ہے وہ خاک پاک، عطر ناک کی خوشبو دنیائے عالم کی تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر ہے۔ کتنے مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس خاک پاک کی خوشبو کو محبت سے سونگھا اور انداز ادب سے چوما۔ یہ متفق علیہ اور مسلّمہ مسئلہ ہے کہ یہ خاک مقدّس جس پر حضور اقدس واطہر ﷺ عالم برزخ ''قبرِ انور'' میں استراحت فرما ہیں وہ اعلیٰ علّیین، عرش عظیم، کرسی، جنتُ النعیم حتیٰ کہ کعبۃُ اللہ سے بھی افضل ہے۔ کائنات عالم کی کوئی شئی نہ اس کی عظمت کا مقابلہ کر سکتی ہے اور نہ ہی گلاب، عنبر، مشک اور کافور اس خوشبوئے ارغوانی کی برابری وہمسری کر سکتے ہیں۔ بے مثل کی ہم نشینی سے وہ مٹی بھی بے مثل بن گئی۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرَابِ اَعْظُمُهٗ — فَطَابَ بِطِيْبِهِنَّ الْكَاهُ وَالْاَكَمُ

نَفْسِيْ لِفَدَآءِ قَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ — وَفِيْهِ الْعِفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَ الْكَرَمُ

قرآن مجید فرقان حمید میں بالصّراحت فرمایا گیا کہ ہر متنفّس جس خاک سے پیدا ہوا اسی خاک میں لوٹایا جائے گا۔ حضور ﷺ کا خمیر ''عناصر اربعہ'' جس خاک پاک سے اٹھا وہ کعبۃ اللہ کی خاک پاک ہے لہٰذا بفرمان ربُّ الرحمٰن جلّ شانہٗ چاہئے تھا کہ آپ ﷺ اپنے وصال کے بعد کعبۃ اللہ میں مدفون ہوتے حالانکہ بعض انبیاء کرام اور خصوصاً آپ ﷺ

کے جدّ امجد سیّدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی قبر مبارک حطیم شریف میں عین میزاب رحمت کے نیچے موجود ہے۔

بقول صاحب جذبُ القلوب الیٰ دیار المحبوب شیخ محقق عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرّہ الجلی والخفی حضور سیّد البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر سرزمین بطحا المدینۃُ المنورہ حجرہ امّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ علیہ وَعلیٰ بَعلِہا الصّلوٰۃُ وَالسلام میں اس لیے بنائی گئی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت حج کے تحت نہ ہو بلکہ بالاصالۃ مستقل بالذات ہو۔

ناظم قصیدہ مبارکہ امام بوصیری قدس اللہ سرّہ الاقدس نے اس بیت میں کثیر تلمیحات اور کثیر الصفات آیات بیّنات اور احادیث مبارکہ سے اشارہ کیا ہے، جو ذہن رسا کو محبت دیں اور عشق کی چنگاری سے خوشبوئیں سلگادیں جزاہ اللہ سُبحَانَہ سیّدۃ نساء اھل الجنۃ عَلیٰ ابیہا و عَلَیۡہَا الصّلوٰۃ وَ السلام جب قبر اطہر پر حاضر ہوتیں تو تعویذ مبارک کو فرطِ عقیدت ومحبت کے ساتھ ہاتھوں سے مس کرتیں اور خاک پاک کو چہرہ مقدسہ پر ملتیں اور درود شریف پڑھ کر تربت انور سے لپٹ جاتیں اور بوسہ دیتیں اور عرض کرتیں:

مَاذَا عَلَیٰ مَنۡ شَمَّ تُربَۃَ اَحۡمَدَ ۔۔۔ اَنۡ لَّایَشُمَّ مَدَّ الزَّمَانِ غَوَا لِیَا

صَلَّی اللّٰہ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

کتنی تعجب انگیز بات ہے کہ جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربت مبارک کی خاک پاک کو سونگھا تو وہ اب زندگی بھر کبھی بھی دوسری خوشبو نہ سونگھے گا۔

کسی نے کیا عمدہ اور خوب فرمایا ہے: نِعۡمَ مَاقَالَ و مَنۡ قَالَ۔

ازشمیم زلف او عالم معطّر شود ۔۔۔ آشنا باید کہ بوئے آشنا بشنود

طوبیٰ: کا معنیٰ ہے مبارک، قرّۃُ العین، قال الضحاک: اس کا معنیٰ ہے عطیہ، خوشخبری، مسرّت یا جنت میں ایک درخت کا نام ہے جس پر ملائکہ نوری پر پھیلائے ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس مبارک خاک کی زیارت کرتے، آنکھوں سے لگاتے، بوسہ دیتے اور اس کی خوشبو سونگھتے ہیں اور مشام جان کو راحت دیتے ہیں۔

مشک، عود، عنبر و اَمثال طیّبات ۔۔۔ خوشتر بوئے دوست دگر ہیچ چیزے نیست

اِنَّ عِنۡدَ الۡمُحِبِّ تُرَابُ اَرۡضِ الۡحَبِیۡبِ اَنۡفَعُ مِنۡ کُلِّ کُحۡلٍ وَ اَطۡیَبُ مِنۡ کُلِّ طِیۡبٍ اَوۡ مُعۡنیٰ طُوۡبیٰ الۡجَنَّۃُ نَعِیۡمُہَا مَنۡ یَّزُوۡرُ رَوۡضَۃَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِیَشُمَّ نَسِیۡمُہَا وَ لَعُمۡرِیۡ حَقِیۡقٌ بِاَنۡ یَکُوۡنَ تُرَابُ الَّذِیۡ ضَمَّ جِسۡمَہُ الۡمُطَہَّرَ اَطۡیَبُ مِنَ الۡکَافُوۡرِ وَ الۡعَنۡبَرِ۔

جس نے روضہ رسول کی زیارت کی ہے، وہ وہاں خوشبوئے نسیم کو مہکتی جانتا پہچانتا ہے۔ روضہ اطہر کے اندر کی خاک پاک کی خوشبو عنبر اور کستوری کی خوشبو سے بڑھ کر ہے۔

آکر مجھے سونگھا گئی زلفِ نبی کی بُو ۔۔۔ لاکھوں دعائیں دیتا ہوں بادِ صبا کو میں

وہ خاک پاک جو کبھی لگی تھی پائے رسول سے ۔۔۔ سرمہ بنالوں پاؤں جو اس خاک پا کو میں

رسول کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے سانسوں کی خوشبو فضا و ہوا میں رچی بسی ہوئی ہے جس سے سارا شہر مقدس اور اس کے درو دیوار، گلی و بازار ایک خاص قسم کی انمول خوشبو سے مہک رہے ہیں جس کے مقابل کستوری، کافور، عنبر اور صندل کی خوشبو کیا ہے؟ بارش کا ہر قطرہ آپ کے پسینہ کی خوشبو سے خوشبو یافتہ ہے جو عاشقین صادقین زائرین کے مشام جان کو فرحت بخشتا ہے۔ اس کے سامنے مشک، کافور اور صندل کی خوشبو کیا ہے۔

بِطِیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ طَابَ نَسِیْمُھَا مَا الْمِسْکُ وَالْکَافُوْرُ وَ الصَّنْدَلُ الرَّطْبُ

رسول اللہ کی خوشبو سے نسیم مدینہ خوشبودار ہوگئی سو کیا کستوری، کیا کافور، کیا صندل و عنبر

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

بروایت صحیحہ معتمدہ فرمایا: مَنْ وَجَدَ سَعَۃً وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ جو امتی زادراہ میں وسعت پائے اور میری زیارت کو مدینہ طیبہ نہ آئے پس اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ زیارت روضہ اطہر سبز گنبد عَلٰی مُقِیْمِھَا الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ اَنَّھَا سُنَّۃٌ مِنْ سُنَنٍ (متفق علیہ) ''قبرانور کی زیارت سنت محبوب، مستحسن ہے بلکہ درجہ وجوب پر ہے، اس پر اجماع امت ہے''۔

بروایت صحیحہ معتبرہ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ وَیُصَلُّوْنَ فِیْ قَبْرِہٖ۔ ''بیشک اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے، وہ اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے، حج کرتے اور رزق پاتے ہیں''۔ امت مسلمہ میں عاشقین نے بھی اتباع کامل سے وافر حصے پائے ہیں۔ (۱) امام المحدثین محمد بن اسمٰعیل بخاری علیہ رحمۃ الباری کی قبر سے مشک کی خوشبو کی لپٹیں آتی ہیں۔ (۲) شوارق الانوار بذکر الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ المعروف دلائِلُ الْخَیْرات کے مولف نبیرۂ امام حسن مجتبیٰ امام محمد بن سلیمان جزولی علیہ الرحمۃ والرضا کی قبر سے خوشبو آتی ہے۔ آپ کے انتقال کے ستر سال بعد آپ کی قبر کو کھولا گیا تو آپ کا جسم تروتازہ صحیح وسلامت تھا۔

بروایت صحیحہ معتبرہ صحابہ کرام رضوانُ اللہ مِنَ الملکِ المنّان زیارت سراپا طہارت کے لیے سرکار مدینہ سرور سینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو کاشانہ نبوت میں نہ پاتے تو وہ راہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خوشبو کو سونگھتے جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی گزرگاہ ہونے کے سبب سے راہ میں پھیلی ہوئی ہوتی تھی تو اس طرح وہ مدینہ منورہ کی گلیوں کی خوشبو کے سہارے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو ڈھونڈتے چلے جاتے اور پالیتے۔

مدینے کی گلیوں کے قربان جس سے گزرتے تھے شاہ مدینہ اس طرح مہکتے ہیں کوچے عطر جیسے لگائے ہوئے تھے۔

سرزمین مدینہ طیّبہ ایک خاص قسم کی خوشبو رکھتی ہے جو اہل وجدان سے پوشیدہ نہیں۔

عَنبر زمین عَبیر ہوا مُشک تر گلاب ادنٰی سی یہ شناخت تیری راہ گزر کی ہے

مدینہ طیبہ کی فضا اور ہوا حضرت ابو العباس خضر عَلَیْہِ السَّلَام جہاں جہاں قدم مبارک رکھتے وہاں سبزہ اُگ آتا اور

زمین سرسبز اور شاداب ہو جاتی۔ جب دونوں نبی سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ اور یوشع بن نون علیہما السلام بحرابیض اور بحر ارزق کے سنگھم میں پہنچے تو وہاں فضا اور ہوا میں حضرت خضر علیہ السلام کی حیات بخش اور ذکر اللہ سے زندہ مہکتی سانسوں کی پاکیزہ خوشبو رچی بسی تھی۔ دریا کے پانیوں اور فضا کی ہوا میں زندگی بخش اثرات موجود تھے۔ جونہی مچھلی اس فضا میں آئی تو وہ زندہ ہوگئی اور پانی میں سرنگ بناتی دریا میں چلی گئی۔ یہ قدرتِ الٰہی کا نظارہ تھا جو دکھانا منظور تھا''۔

سبحان اللہ! حضرت خضر علیہ السلام کے نبی محمد مصطفیٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر المدینۃ المنورہ جو بحیرہ احمر کے دہانہ پر واقع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانسوں کی خوشبو، ایمان افروز فضا اور روح پرور ہوا میں رچی بسی ہوئی ہے جس سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں۔ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً کا مژدہ زندگی ملتا ہے اور روضہ اطہر سبز گنبد کی زیارت سے شفاعت کی بشارت عنایت ہوتی ہے۔ مردہ دل کا زندہ کرنا۔ مردہ جسم کے زندہ کرنے سے بلند تر اور برتر معجزہ ہے۔

○ **فائدہ جلیلہ** منجملہ خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ہے کہ بوقت ولادت پاک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر سے ایک ایسی خوشبو مہکی جس سے زمین تا زمان، مکان تا لامکان، حرم کعبۃ اللہ تا حرم نبوی اور بیت المقدس اور فضائے زمین تا آسمان خوشبو سے معطّر ہو گئے گلستان قدرت کے خوبصورت پھول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے جنتیں خوشبودار ہو گئیں، جس سے اہل ایمان کی زندگی ہے۔

خوشبو ہے تیری دوعالم میں اے گلِ چیدہ　　بیاں ہوں کس زبان سے تیرے اوصاف حمیدہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باطہارت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدوم میمنت کے انوار سے خاک پاک مکہ معظمہ اور آب و ہوا مدینہ منورہ اور فضائے بسیط میں ایمان افروز انوار اور حیات بخش اثرات سرایت کر گئے جس سے اہل ایمان کے دل منور اور مردہ دل زندہ درخشندہ ہوتے ہیں۔

از نسیم جان فزایت تن مردہ زندہ گردد　　کدام جائے اے گل کہ چنیں خوشبویت
آتش تردامنی نے دل کیے کیا کیا کباب　　خضر کی جان ہو جلا دو ماہیانِ سوختہ
بہرِ حق بہر محبت اک قطرۂ آبِ حیات　　تابکَے بے آب تڑپیں ماہیانِ سوختہ

○

خاک پاک تربتش فائق تراز مشک ترگلاب　　مژدہ آنکس کہ بوید یا ببوسد آں تُراب
ہے وہ خوش قسمت جو سونگھے اور بوسہ دے اسے　　بے بدل خوشبو ہے خاکِ تربتِ شاہ اُمَم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

روضۃُ الرَّابعہ "مَولِدُالنَّبِیّ ﷺ" وظیفہ بروز پیر

جنت الماویٰ

(۵۹)

اَبَانَ مَوۡلِدُہٗ عَنۡ طِیۡبِ عُنۡصُرِہٖ
یَاطِیۡبَ مُبۡتَدَاً مِّنۡہُ وَ مُخۡتَتَمِ

وقت زادن پاکئ ذات شریفش شد پدید ——— پاک بودش مبتدا و پاک بودش مختتم
آپ کی پیدائش نے ظاہر کر دی اصل پاک ——— کیا ہی پاکیزہ تھا آپ کا مبتدا و مختتم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

اَبَانَ مَوۡلِدُہٗ — "اَبَانَ" ظاہر کیا "مَوۡلِدُہٗ" مقام ولادت، وقت پیدائش۔
عَنۡ طِیۡبِ — پاکیزہ تر، دراصل یَاطِیۡبَ: اے پاکیزہ تر ہے، طیّب طاہر۔
عُنۡصُرِہٖ — اجزاء، عناصر اربعہ، اعضاء جسم کی خوشبو۔
یَاطِیۡبَ مُبۡتَدَاً مِّنۡہُ — "طِیۡبَ" منادی "یَاطِیۡبَ اَقۡبِلۡ وَانۡشُرۡ رَائِحتك" "مبتداء۔
مُخۡتَتَمِ — مصدر میمی اسم زمان، زمانہ اختتام، مراد وصال مبارک، اختتام۔

○ **ترجمہ:** حضور پرنور ﷺ کی ولادت پاک نے جسد مبارک کی خوشبو ظاہر کر دی۔ کتنا پاک اور پاکیزہ ہے آپ ﷺ کا آغاز اور کتنا طاہر و مطہّر ہے آپ ﷺ کا اختتام۔

○ **تمہیدی کلمہ:** فضائل میلادُ النبیّ ﷺ

○ **تشریح:** صاحب کوکبُ الدُّرِیّہ فی مدحِ خیرِ البرّیہ امام بوصیری مدّ ظلّہ العالی عَلَیؒ نے میلاد مبارک کا کس انداز محبت سے تذکرہ کیا کہ آپ ﷺ کی ولادت مبارک سے آپ ﷺ کی پاکیزگی طبع ظاہر ہوئی اور کتنی پاک اور پاکیزہ تر ہے آپ ﷺ کی ولادت اور کتنی طاہر اور مطہّر ہے آپ ﷺ کی وفات۔ حضور نور پُر نور سیّد یوم النشور ﷺ کی تشریف آوری سے کائنات عالم میں بہار آ گئی۔ ہر غنچہ و گل پُرنُور اور ہر شگوفہ و بوٹا رشکِ طُور بن گیا۔ ہر چار سو آپ ﷺ کی توصیف و تعریف اور نعت کا ذکر بڑے شدّ ومد سے کیا جانے لگا۔ قبل از ظہور قدسی اور بعد ازاں ارضی و سماوی فرش تا عرش نور سے منور ہو گیا اور خوشبوؤں سے دماغ معطّر ہو گئے اور نغمات محبت پھوٹنے لگے۔

غنچے چٹکے پھول مہکے ہر طرف آئی بہار ——— ہوگئی صبح بہاراں عید میلاد النبی
صَلَّی اللّٰہ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

بعد از ولادت پاک ایسے ایسے اور عجیبہ غریبہ کراماتِ فخیمہ اور ارہاص عظیمہ ظاہر ہوئے۔

خوشبو یہ پیاری پیاری کس گُل کی آ رہی ہے
بادِ صبا یہ کس کا مُژدہ سنا رہی ہے
ابر بہار یک سو چھڑکاؤ کر رہی ہے
بادِ سحر خوشی سے پنکھا جھلا رہی ہے
آمد ہے کس گل کی جن کا خدا ہے شاہد
فوج نجوم کس کے ہمراہ آ رہی ہے
ہر جا ترانہ سنجی صَلِّ علی النبیؐ کی
حبِّ نبی دلوں میں کیا رنگ لا رہی ہے

ربِّ قدّوس جلَّ شانہٗ اپنے محبوب پاک سیّد لولاک علیکَ الصَّلوٰۃُ والسلام کی آمد آمد پر کہیں وَالضُّحیٰ سے نوری چہرہ کی قسم اٹھا رہا ہے اور کہیں زلف عنبریں کی خوشبوئے جانفزا کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔ یٰس سے اے میری کائنات عالم کے سردار اور تاجدار اور کہیں طٰہٰ فرما کر آپ ﷺ کو طاہر وطیّب کے مبارک القاب سے یاد کیا جارہا ہے۔

آغازِ مبارک تا اختتام مبارک، زمانہ ولادت باسعادت تا وفات باطہارت کا تذکرہ جمیل اور فرمایا گیا: وَالْعَصْرِ کی قسم سے اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ایک ایک ساعت، روز وشب، ماہ وسال کی عظمت کی قسم کہ تو تمام زمانوں سے افضل ہے اور وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ سے محبوب کے کلام کی قسم اٹھائی اور لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ جس بلدِ امین میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی اس شہر مکہ معظمہ کی قسم اٹھائی کہ محبوب وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ اس میں تیری تشریف آوری ہوئی یہ شہر مقدس تیرے قدوم میمنت کی برکت کی وجہ سے معزز ومکرم اور محترم ہے اور رب کریم کا مقسم بہ لَعَمْرُكَ سے آپ ﷺ کی عمر شریف کی قسم کہ آپ ﷺ کے وجود باجود کو فخر عالم وفخر آدم کا شرف عنایت ہوا۔

حافظ القرآن والحدیث علّامہ جلال الدین شافعی سیوطی علیہ الرحمۃ نے کیا عُمدہ طریق سے ان لوگوں کے اسماء کو اپنی نظم میں سلک مروارید کی طرح پرو دیا جنہوں نے عالم طفولیت میں کلام کیا۔

تَكَلَّمَ فِي الْمَهْدِ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ
يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ الْخَلِيْلُ وَ مَرْيَمُ
وَمُبْرِئُ جُرَيْجٍ ثُمَّ مَشَاهِدِ يُوْسُفَ
وَطِفْلُ الَّذِيْ الْاُخْدُوْدِ يَرْوِيْهِ مُسْلِمُ
وَطِفْلٌ عَلَيْهِ مُرَّ بِالْاَمَةِ الَّتِيْ
يُقَالُ لَنَا تَزْنِيْ وَ لَا تَتَكَلَّمُ مُتَكَلِّمُ

جناب شیبۃ الحمد المعروف سیّدنا جدّ النبیّ الکریم جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آپ کو گود میں لے کر سب سے پہلے حمد اور نعت کہی اور نام نامی اسم گرامی محمد (ﷺ) رکھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَعْطَانِيْ
هٰذَ الْغُلَامَ الطَّيِّبَ الْاَرْدَانِ
قَدْ سَادَ فِي الْمَهْدِ عَلَى السَّلْمَانِ
اُعِيْذُهٗ بِالْبَيْتِ ذِي الْاَرْكَانِ

حضرت ابوطالب تعریف وتوصیف اور نعت مصطفےٰ ﷺ سے رطب اللسان رہے۔

وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

بعدازاں صحابہ کرام رضوانَ اللہ علیہم مِن الملک المنان اور نعت خوانانِ امت نے نعت خوانی سے اپنے قلب

مضطر کو تسلی دی۔ گوکبُ الدرّیّہ فی مدحِ خیر البرّ یہ المعروف قصیدہ بردہ شریف کی دھوم دو جگ میں مچ گئی جس نے دلوں کو سرور بخشا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

سیّدہ آمنہ مخدومہ کائنات سَلام اللہ علیہا فرماتی ہیں:

جب ولادت ہوئی تو میں نے دیکھا آپ ﷺ سر بسجود ہیں اور تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا کَثِیْرًا، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا کَبِیْرًا اور تین جھنڈے گاڑے گئے ایک کعبۃ اللہ پر دوسرا مکان اقدس پر تیسرا بیت المقدّس پر جس سے چار دانگ عالم میں بہار آگئی۔

بیتِ اقصیٰ، بامِ کعبہ برمکانِ آمنہ نصب پرچم ہوگئے اَھْلًا وَّسَھْلًا مَرْحَبا

اوّل البشر سیّدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام نے یَا اِبْنِیْ صُوْرَۃً وَ اَبِیْ مَعْنًی سے یاد کیا اور بشارت دی۔ حضرت سلیمان نبی اللہ علیہ السلام نے ''محبوب محمدیم'' کے لقب سے ملقب کیا۔ ابوالانبیاء سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعاؤں کا ثمرہ، حضرت یحییٰ نبی اللہ علیہ السلام کا منتظر نورِ نظر، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی بشارت اور نوید جانفزا غرضیکہ ہر نبی و رسول نے اپنی اپنی امت کو بشارت دی، ان خوشخبریوں اور پیش گویوں کا محور و مرکز اور مصداق فاران کی چوٹی پر چمکنے والا نور شریعت مطہّرہ کا علمبردار اور داعی الی اللہ باذنہ تشریف فرما ہوا ﷺ۔

کَقَوْلِہِ الْعَلِی الْعَظِیْم: اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ (سورۃ الشعراء:۲۱۸)

''وہ تمہیں دیکھتا ہے جہاں تم قیام پذیر ہوتے ہو ساجدین ''مؤمنین'' میں تمہارے دورے کو''۔ اس سے مراد حضور پاک سیّد لولاکَ علیکَ الصّلوٰۃ والسّلام کے آباء واجداد ہیں۔ وَھُوَالْمَقْصُوْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْوَدُوْد

حضرت ابُونعیم علیہ الرحمۃ والکرم روایت کرتے ہیں کہ ترجمان القرآن فی الصّحابہ سیّدنا عبداللہ بن سیّدنا عم کریم عباس علیٰ نَبِیِّنَا وَعلیٰ آبائِہِ الکرام واَبْنَاءِہ العظام وعلیہم الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تَقَلُّبَکَ ای تَنْقُلُ اِلَی الْاَصْلَابِ آپ ﷺ یکے بعد دیگرے آباؤ واجداد کی پاک پشتوں اور امّہات عظام کے پاک پیٹوں ''سیّدنا آدم وسیّدہ حوّا تا سیدّ نا عبداللہ وسیّدہ آمنہ علیہم السلام جہاں جہاں بھی آپ ﷺ کا قیام ہوا ہم دیکھتے رہے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی پاک پیشانیوں پر آپ کے نور کی جہاں جہاں جلوہ گری رہی ہم دیکھتے رہے ہیں۔ تَقَلُّبَکَ کا ایک مفہوم مفسّرین کرام نے یہ بھی بیان کیا ہے ''جب آپ ﷺ نماز ادا کرتے ہیں تو قیام سے رکوع، رکوع سے سجدہ اور سجدہ سے پھر قیام اور تشہد میں جسم اور روح، اعمال سے احوال جو بھی آپ ﷺ سے تقلّبات صادر ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ رہا ہوتا ہے کہ محبوب تم میری نگاہ میں ہو''۔

اہل سنّت و جماعت کا عقیدہ حق یہ ہے کہ آپ ﷺ کے آباء واجداد سب مومن، موحد اور جنتی تھے۔ سرکار نُور بار محمدی سیدنا عبدُ اللہ رضی اللہ عنہ جو جناب پاک معزّز بخطاب لَوْلَاکَ عَلَیْہِ صَلوٰۃُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ مَادَامَتِ الْاَرْضُ وَ الْاَفْلَاکُ کے والد ماجد ہیں کے چہرہ انور پر نور کا ہالہ تھا اور آپ ہم شکل سیدنا ابراہیم علیہ السلام تھے۔ آپ کے وجود

مسعود سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ وَكَانَ نُوْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم يُرَى فِيْ وَجْهِهٖ كَالْكَوْكَبِ الدُّرِّيَّةِ اور روئے انور پر نور مصطفےٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم جھلکتا تھا جیسے چمکتا دمکتا چاند۔ آپ کی عفت، عصمت اور عظمت کا ہر کس و ناکس معترف تھا۔ کئی ایک واقعات شاہد عادل ہیں۔

دادا پاک سیّدنا شیبۃ الحمد المعروف عبد المطلب رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کا سینہ مبارک معطّر تھا اور ماتھے پر نور مانند ہلال چمکتا تھا۔ ابرہہ اشرم کے محمود نامی سفید ہاتھی نے آپ کو دیکھا تو سر بسجود ہو کر تعظیم بجا لایا اور ان الفاظ سے اَلسَّلَامُ عَلَى النُّوْرِ الَّذِيْ فِيْ ظَهْرِكَ يَا عَبْدَ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ عَنْهُمَا سے سلام کیا۔

سیّدنا عروہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سے مروی ہے کہ جب ثویبہ نے ابولہب عبدُ العزیٰ علیہ اللعنت کو یہ خوشخبری سنائی کہ آپ کے مرحوم بھائی کے ہاں بیٹا تولد ہوا ہے تو اس نے اظہار مسرت کرتے ہوئے شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا اور کہا کہ اِذْهَبِيْ اَنْتِ حُرَّةٌ "جا تو آزاد ہے"۔ حضور پر نور سیّد یوم النشور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کے اعلان نبوّت کے بعد اس نے مخالفت میں جو بن آیا کیا اور اس کی بیوی اُمِّ جمیلہ ایذا رسانی میں دو قدم آگے تھی جن کی مذمت میں سورۃ اللّھب کا نزول ہوا۔ ابولہب بہت بُری موت چیچک جیسے موذی مرض سے مرا، اس کا جسم گل سڑ گیا، اس کے جسم سے تعفّن کا یہ حال تھا کہ دفن کرنا مشکل۔ اس کے بیٹوں نے ایک گڑھا کھود کر لمبی لمبی لاٹھیوں سے لاش کو اس میں دھکیل دیا۔ پھر دور سے اتنے پتھر پھینکے کہ وہ اس میں دب گیا اور جہنم کے سلگتے ہوئے شعلوں نے اُسے نگل لیا اور جہنم کا ایندھن بن گیا۔

بروایت صحیحہ عمِّ کریم سیّدنا عباس رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ نے ابولہب کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: مَا حَالُكَ "تیرا کیا حال ہے؟" کہنے لگا: برا حال ہے۔ جہنم کی آگ میں جل سڑ رہا ہوں، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ میں نے اپنے بھتیجے کی ولادت پر انگلی کے اشارہ سے بطور اظہار خوشی خبر دینے والی کو آزاد کر دیا تھا تو بروز پیر اس انگلی سے پانی سمتا ہے، اس کو چوستا ہوں تو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ لَمْ اٰتِ بَعْدَكَ غَيْرَ اَنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذَا لِعِتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ۔ اللہ اکبر کرم مصطفےٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کہ ازلی، ابدی، شقی و قطعی جہنمی بھی ولادتِ مصطفےٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم پر خوشی کا اظہار کرے تو رحمت الٰہی سے عذاب سے محفوظ و مامون ہو۔

حافظ شمس الدین علیہ الرحمۃ نے کیا عمدہ پتہ کی بات اپنے اشعار میں بیان کی ہے:

اِذَا كَانَ هٰذَا كَافِرٌ جَاءَ ذَمُّهٗ وَتَبَّتْ يَدَاهُ فِيْ جَهَنَّمَ مُخَلَّدَا
اَتٰى اِنَّهٗ فِيْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ دَائِمًا يُخَفَّفُ عَنْهُ السُّرُوْرِ بِاَحْمَدَا
فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِيْ كَانَ عُمْرُهٗ بِاَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَمَاتَ مُوَاحِدَا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

"جب ایک کافر کے بارے میں جس کی مذمت قرآن پاک نے بیان کی تَبَّتْ يَدَا یہ کنایہ ہے تباہی و بربادی سے، اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ بروز فیض افروز پیر کو ہمیشہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے، اس نے ولادت پاک احمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم میں اظہار مسرّت کیا تھا، پھر اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو ساری زندگی میلاد مصطفےٰ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم منعقد کر کے اظہار مسرّت کرتا رہا جب کہ وہ مسلمان، مومن اور متقی ہے''۔

السیّد شریف مِصری رحمۃُ اللہ علیہ حواشی دُرّ میں نقل فرماتے ہیں ''ایک عالم رات بھر مسئلہ ابوین کریمین رضی اللہ عنہما میں متفکر رہا۔ اسی فکر میں چراغ پر جھکا تو سر جل گیا۔ صبح ایک دعوت میں گیا تو راہ میں ایک ترہ فروش جو ایک قطب وقت تھا نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑی اور یہ اشعار پڑھے:

اٰمَنْتُ اَنَّ اَبَا النَّبِیِّ وَاُمَّہٗ ... اَحْیَا ھُمَا الْحَیُّ الْقَدِیْرُ الْبَارِیْ

حَتّٰی لَقَدْ شَھِدَا لَہٗ بِرِسَالَۃٍ ... صَدِّقْ فَبِذَاکَ کَرَامَۃُ الْمُخْتَارِ

وَبِہِ الْحَدِیْثُ وَمَنْ یَّقُوْلُ بِضُعْفِہٖ ... فَھُوَا الضَّعِیْفُ عَنِ الْحَقِیْقَۃِ عَارٖ

''میں ایمان لایا کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے معجزہ سے باذنِ حیّ قیوم زندہ فرمایا۔ دونوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت کی شہادت دی۔ اے شخص! اس حدیث پاک کی تصدیق کر۔ مصطفےٰ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اعزاز کے واسطے یہ شعر سنا کر اس عالم سے فرمایا: اے شیخ! انہیں لے اور نہ رات کو جاگ نہ تجھے چراغ جلائے۔ جو شخص اس حدیث کو ضعیف کہے خود اس کا ایمان ضعیف ہے اور وہ حقیقت سے عاری ہے''۔ اس کے بعد وہ بے خود ہو گیا اور جب اس ترّہ فروش کو تلاش کیا وہ نہ ملا۔ اس عالم نے اس غیبی آواز پر اپنے بُرے عقیدہ سے توبہ کی۔

(تلخیص شمولُ الِاسْلام لِاُصُولِ الرَّسولِ الکِرَام)

یہ فقیر پُر تقصیر ہر سال باہتمام تقریب سعید عید میلاد النّبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم منعقد کرتا ہے۔ اے رب کریم! اِس تقریب مبارکہ کا صدقہ مجھے اور میرے والدین کی قبر کو رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ بنا بصَدَقَۃِ وَالِدَیْنِ کَرِیْمَیْنِ نَبِیٍّ کَرِیْمٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ التَّسْلِیْمُ

سیدہ آمنہ مخدومہ کائنات امّ النّبی امینہ امانت دار خداوندی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے قبل از ولادت پاک سَتَر انبیاء کرام کی زیارت کی''۔ سیّدنا ابوالانبیاء ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے مجھے بشارت اور مبارک دی کہ تیری گود میں سیّد الانبیاء جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ افضلُ الصَّلوٰۃ والسلام تشریف لانے والے ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت پاک ۱۲ ربیع الاول بروز نور افروز پیر کو مکّہ معظمہ اور وصال پاک ۱۲ ربیع الاول بروز فیض آموز پیر المدینۃُ المنورہ میں ہوا۔ دونوں ولادت اور وفات پاک پاکیزہ تر ہیں۔

تُوْدِیْ لِمَوْلُوْدٍ اَضَاءَ تْ بِنُوْرِہٖ ... جَمِیْعُ فَجَاجِ الْاَرْضِ الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ

امام ابو نعیم مشہور محدّث اپنی تصنیف لطیف دلائل النّبوۃ میں بطریق محمد بن شہاب الزہری امّ سماعہ حضرت اَسماء بنت اَبی راحم اور وہ اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا سے راوی کہ میں سیّدہ مخدومہ کائنات امینہ امانت دار نبوّت جنابہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے وقت مقام ابواء حاضر تھی۔ اس وقت محمّد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی عمر شریف پانچ برس تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ان کے سرہانے جلوہ افروز تھے۔ سیّدہ خاتون جنّت نے ابن کریم کی طرف نظر کی اور یہ شعر فی البدیہہ کہے:

بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ مِنْ غُلَامٍ يَا ابْنَ الَّذِي مِنْ حَوْمَةِ الْحَمَامِ
نَجَا بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْمُنْعَامِ فَوُدِيَ غَدَاةَ الضَّرْبِ بِالسِّهَامِ
وَإِنْ صَحَّ مَا أَبْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ تُبْعَثُ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَامِ
دِينُ أَبِيْ الْبَرِّ إِبْرَاهَامِ أَنْ لَا تَوَلِّيهَا مَعَ الْأَقْوَامِ

''اے میرے پاک اور ستھرے بیٹے! اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔ اے بیٹے! ان کے جنھوں نے مرگ کے گھیرے سے نجات پائی بڑے انعام والے بادشاہ اللہ عزّ وجل کی مدد سے، جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا۔ سو اونٹ جن کے فدیے میں قربان کیے گئے۔ اگر وہ ٹھیک اترا ہو جو میں نے خواب دیکھا ہے تو تُو سارے جہان کی طرف رسول بن کر مبعوث ہوگا۔ جو تیرے نیکوکار باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ کی قسم دے کر تجھے بتوں سے منع کرتی ہوں کہ قوم بت پرست سے دوستی نہ کرنا''۔

آپ سیّدہ نے فراست ایمانی، پیشین گوئی نورانی سے وصیت فرما کر فرمایا: ''میں انتقال کرتی ہوں میرا ذکر خیر ہمیشہ رہے گا'' اور پھر دارُ الفنا سے دار البقاء کی طرف رحلت فرمائی اور آپ کی پاکیزہ رُوح پُر فتوح زندانِ بدن سے آزاد ہوگئی اور مبارک مقام ابواء میں میٹھی نیند سے استراحت فرما ہیں۔ علیہا الرحمۃُ والسّلام الیٰ یوم القیام۔

ہے دُعا میری کہ برسے تجھ پہ بدلی نور کی ہو ہمیشہ سایہ افشاں تجھ پہ تجلّی کوہِ طور کی
خدا کرے برستا رہے ہمیشہ ابر کرم لحد پہ تیری حوریں نغمے گا گا کر برسائیں جنتی پھول لحد پہ تیری

از ائمہ کبار و اعاظم علماء نامدار امام حسین بن محمد بن حسن دیار بکری قدّس اللہ اسرارہ الجلی والخفی نے ''صاحبُ الخمیس فی نفسِ النفیس''، میں ارقام فرمایا:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام آباءِ اطہر و امّہات اقدس کا ایمان فتری، تبلیغی، کالشمسِ وَالامسِ روشن اور ثابت بالاجماع ہے۔ إِنَّ وَالِدَيِ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آبَاءِ الْكَرِيْمِ بِفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى أَهْلِ الْإِيْمَانِ وَالتَّقْوٰى۔ فَافْهَمْ۔

سیّدہ عمّۃ الکریمہ جنابہ صفیہ بنت عبد المطلب اور حضرت شِفا والدہ ماجدہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے قدرت خداوند قدوس سے کئی ذاتی شرف، اُمورِ عجیبہ اور ارہاص عظیمہ دیکھے۔ جو حد و حصر سے باہر ہیں ان میں سے چند کا تذکرہ اہل محبت کے لیے بطور تبرک کیا جاتا ہے۔

بَدَتْ فِي رَضَاعَتِهِ مُعْجِزَاتٌ لَيْسَ فِيهَا عَنِ الْعُيُوْنِ خِفَاءُ

☆ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوئے تو سارا گھر نور سے بھر گیا یعنی البَیْتُ المُکَرَّم مِنْ نُوْرِہٖ۔
☆ اسم آئینہ مسمّٰی ہے۔ ہم کو اس نور کی روشنی میں ملک شام کے محلات نظر آئے۔
☆ کعبۃ اللہ نے ''مقام ابراہیم'' کی طرف جھک کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کاشانہ اقدس کی طرف سجدہ کیا اور خوشی سے جھوما۔

☆ نبوّت کا نامہ مبارک ہاتھ کی مٹھی میں دیا اور تعظیماً پشت پر مہر نبوت لگا دی، جس پر کندہ تھا "محمد رَّسولُ اللہ" ﷺ۔

نبوّت را تواں نامہ در پشت — کہ از تعظیم دارد مُہر بر پشت

☆ جب نہلانے کا ارادہ کیا گیا تو غیب سے آواز آئی "ہم نے جنت کے پانی سبیل وکوثر سے غسل دے کر بھیجا ہے"۔

☆ آپ ﷺ نے بوقت ولادت پاک اللہ ربُّ العزت کی بارگاہ میں سر بسجود ہو کر تسبیح پڑھی۔

☆ میں نے دیکھا تین جھنڈے ایک مشرق، ایک مغرب اور ایک کعبۃ اللہ کی چھت پر نصب کیے گئے۔

☆ آپ ناف بریدہ، ختنہ شدہ، غسل شدہ، پاک صاف اور ستھرے پیدا ہوئے۔

☆ غیب سے آواز آئی: تَسْمِیَۃُ مُحَمَّداً صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: "اے آمنہ علیہا السلام! ان کا نام نامی اسم گرامی محمد (ﷺ) رکھنا"۔

ایک ایسی خوش بو مہکی جس سے سارا جہاں معطّر و معنبر ہو گیا۔

شامّہ از بُوے او رشک جناں — ہم معطّر از قبائے مہ وشاں

مشک اذفر روح را بخشد سرور — ہمچو بُوئے سنبل گیسوئے حور

آپ ﷺ کے قدوم میمنت سے فرش تا عرش، سماک و سمک، قمر تا شمس، زمین تا زماں، روم تا شام منور ہو گیا۔

تیری ذات کی حقیقت جب بھی کسی نے پوچھی — قَدْجَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ لب پر مرے آیا

اس میں ایک تلمیح کی طرف اشارہ ہے کہ ملک شام آپ ﷺ کے نور سے منوّر ہو گا کہ یہ ملک آپ ﷺ کے آباء واجداد سیّد ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا مولد و مسکن ہے اور یہ عہد معدلت فاروقی میں اسلامی خلافت کے زیر نگیں ہوا اور نور اسلام سے منور ہو گیا۔ تحویل قبلہ میں بھی راز یہ تھا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ ﷺ کے جد امجد کا تعمیر کیا ہوا تھا جس سے آپ ﷺ کا قلبی رجوع اس طرف تھا۔

نعت بتقریب سعید عید میلا دُ النّبی ﷺ

اے فروغ تست روشن دین و دنیا ہر دو جا — بر تو بادا از خدا صلوٰۃ یا بدرُ الدّجیٰ

مادرِ گیتی نہ زادہ چوں تو فرزند دگر — دیدۂ عالم ندیدہ ہمچو تو حسنُ اللِقا

گے ملک کردے بہ پیش آدم خاکی سجود — نور تو در وے نبودے گرودیعت اے نُور الھدیٰ

از بہار لطف تو سرسبز باغ کائنات — وز نسیم فیض تو شاداب تر روضُ الصّفا

بروایت صحیحہ امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ الکریم نے فرمایا: ولادت کی طرح آپ ﷺ کی وفات بھی پاکیزہ تر، مبتدا بھی پاکیزہ اور مختتم بھی پاکیزہ۔ ابتداء بھی معطّر و معنبر اور انتہا بھی معطر و معنبر اور فرمایا: میری بعثت بھی رحمت میری رحلت بھی رحمت ہے۔ فرمایا: بوقت غسل آپ ﷺ کا بدنِ اقدس مہکتا اور نور برستا تھا اور کوئی ایسی چیز ظاہر نہ ہوئی جو اموات سے ظاہر ہوتی ہے اور میں نے حضور پُر نور سیّد یوم النشور ﷺ کے جسم اطہر وانور سے ایسی خوشبو

سونگھی جواس سے پہلے میں نے نہیں سونگھی۔ بعد الغسل ایک قطرہ پانی آپ ﷺ کے چشم مبارک پر رہ گیا، جو میں نے چاہا کہ اسے زمین پر نہ گراؤں تو وہ میں نے اپنی زبان سے چوس لیا اور یہ قطرہ آبِ چشم مبارک میرے علم وفہم کے کمال کا سبب بنا۔

جناب صفوان بن عدنان داؤدی نے بحوالہ شیخ احمد القلاش ''الحجرات شریفہ'' میں کیا عمدہ فرمایا:

يَاخَيْرَ مَنْ عَبَقَتْ الْمِسْكُ تُرْبَتُهُ فَطَابَ بِطِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

رُوْحِى الْفِدَآءُ، لِرَوْضٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ فِيْهِ الْعِفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

''اے سب سے افضل واعلیٰ جن کی تربت کستوری کی طرح مہک رہی ہے۔ جس سے شہر کی گلیاں اور وادیاں اور پہاڑ معطّر ہو گئے ہیں۔ میری روح اس روضہ اطہر پر قربان جس میں آپ صاحب عفاف اور صاحب جود وکرم استراحت فرما ہیں''۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

○ **ولادت پاک** وقت صبح صادق بروز نور افروز پیر ۱۲ ربیع الاول شریف بمطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء اور سنہ عام الفیل شہر المکۃ المعظمہ جبل ابوقبیس کے دامن مقدس، ''محلّہ قشاشیہ ومحلّہ مسفلہ کے درمیان'' نزد محلہ بنی ہاشم وقریش گلی سوق اللّیل مکان نمبر ۱ کو مولِدُ النّبی ہونے کا شرف ملا۔

○ **وصال پاک** بروز پیر نور افروز بوقت صبح صادق ۱۳ ہجری المقدسہ بعمر شریف ۶۳ سال ۱۲ ربیع الاول شریف کو المدینۃ المنورہ میں وصال پاک فرمایا اور حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں دفن ہوئے اور یہ حجرہ مطہرہ تمام کائنات عالم عرش تا فرش والوں کے لیے مرکز فیض بن گیا۔

''ظہور قدسی پر نغمہ''

از ربیع الاوّلین سرسبز شد دشت و چمن عندلیب خوشنوا بر شاخ گل نغمہ زن

مظہر آثارِ رحمت گشت در گلزار دہر نرگس شہلا و ورد یاسمین و نسترن

نافہ آہو طیبہ عِطر بیزی مے کند در جہاں بشکست قدر و قیمت مشک ختَن

چوں نباشی عطر بیزی در ہمہ دشت و چمن شد بہ ہرشی ہمہ فضل حق بر تو فگن

اندریں ماہ مبارک جلوہ گر آں بدر شد کز فروغ روئے او پُرنُور شد بر انجمن

کامل الایمان نبا شد گفت آں را زینہار گر نباشد دردلِ او حبّ ایشان موجزن

بروّے و بر آل و اصحابش سَلام بے عدد از فقیر قادری باد اے خدائے ذوالمنن

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَسَدِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْاَجْسَادِ، وَرُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْاَرْوَاحِ، وَقَبْرِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْقُبُوْرِ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ۔

○ **ظہورِ قدسی پر انعام واکرام کی بارش**

حضور ﷺ کی ولادت پاک پر حاضر خدمتگار بیبیاں، کھلائیاں، دائیاں دودھ پلائیاں مائیاں سب دین فطرت پر موحدہ مومنہ تھیں، اُن میں ایک بھی کافرہ مشرکہ نہ تھی اور لمبی عمر پائی اور شانِ رسالت کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمایا۔ حمد وثنا اور نعتوں کے ترانے گائے۔

بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہ — کہ تو ہے محمد کی دائی حلیمہ
بنی سعد کا دشت رشکِ چمن ہے — گل ہاشمی چمن کے لائی حلیمہ

نہ حلیمہ بھید کھلا ہے یہ نہ مقام چون و چرا ہے — تو خدا سے پوچھ وہ کون تھے تیری بکریاں جو چرا گئے

ہدیہ عقیدت ومحبت جنابہ والدہ رضاعیہ امّ النّبی الکریم سیّدہ حلیمہ سعدیہ عَلَیۡهِ وَعَلَیۡهَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

''لائی حلیمہ ہاشمی چمن سے مُہرِ نبوّت کا پھول علَیۡهِ وعلیہا الصَّلٰوۃُ والسّلام''

حلیماں میں تیرے مقدراں توں صدقے، توں مدنی دا جھولا جھولاں دی تاں ہوسیں
کدی ناز، نخرے تھیں اوہ سوہنا، رسداوی ہوسی تے مناندی تاں ہوسیں
انگلی نپا کے توں اپنے وہڑے دے اندر، رب دے سجن نوں ٹراندی تاں ہوسیں
عرشاں دا چن اے کھڈوناں جسدا، توں اس نال بیشل نوں کھڈاندی تاں ہوسیں
کی شان لکھاں حلیماں میں تیری، توں لباں تے رکھ کے لباں نوں چمیندی تاں ہوسیں
جس نوں ترسدے نے عاشق، توں اس سوہنے دے قدماں نال اکھاں نال اکھاں لگاندی تاں ہوسیں

ثُمَّ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ فَاِنَّهٗ — یَبۡدَاُ الذِّکۡرُ الۡجَمِیۡلُ وَ یُخۡتَتَمُ

○ **فائدہ جمیلہ** یہ بیت مبارک سالک طریقت کے لیے تصفیہ قلب وتزکیہ نفس کے لیے اکسیر اعظم ہے۔ مراقبہ میں یہ شعر پڑھے انشاء اللہ انوار واسرار کھلیں گے اور ظاہری وباطنی پاکیزگی عنایت ہوگی اور حیات اور ممات پاک تر ہوگی۔

کرد ظاہر مولدش مشک وعودش در فضا — اے خوشا بوئے خوشش درابتداء درانتہا
ہے وہ خوش قسمت جو سونگھے اور بوسہ دے — بے بدل خوشبو ہے خاک تربت شاہ اُمم

مَوۡلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمۡ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیۡبِكَ خَیۡرِ الۡخَلۡقِ كُلِّهِمِ

○

(۶۰)

يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيهِ الْفُرْسُ أَنَّهُمْ
قَدْ أُنْذِرُوا بِحُلُولِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ

اہل فارس آں روز دانستند کایشاں رانمود — بعدازاں درد و ملال و خواری ورنج و نقم

ماتھا ٹھنکا تھا اسی دن اہل فارس کا کہ ہاں — انکار سے آنے کو ہے ہم پر عذاب پُر الم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

يَوْمٌ تَفَرَّسَ	"يَوْمٌ" دن، دوشنبہ، پیر "تَفَرَّسَ" فعل ماضی، فراست سے جان لیا۔
فِيهِ الْفُرْسُ	"فُرْسُ" اہل فارس، ایران، مذہب زرتشت۔
قَدْ أُنْذِرُوا	"أَنَّهُمْ" تحقیق وہ "أُنْذِرُوا" ماضی مجہول، ڈرائے گئے۔
بِحُلُولِ الْبُؤْسِ	"حُلُول" اترنا "بُؤْسٍ" سختی، عذاب۔
وَالنِّقَمِ	جمع "نِقْمَة" عذاب، انتقام بوجہ انکار۔

○ ترجمہ: یوم ولادت پاک کو اہل فارس نے جان لیا کہ بیشک آنے والی مصیبتوں اور عذابوں سے وہ ڈرائے جائیں گے۔

○ تمہیدی کلمہ: جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (سورۃ الاسرأ:۸۱)

○ تشریح: بروز نور افروز دوشنبہ حضور ﷺ کی ولادت پاک ہوئی۔ یوم سے مراد یہاں وہ صبح جانفزا ہے جس میں آپ جلوہ آراء گیتی ہوئے۔ یہ دن بہت بڑی برکت اور سعادت کا دن ہے، اس روز آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی، اسی روز جان افروز کو اظہار نبوت، شرف ہجرت، داخلہ دار السکینہ المدینۃ المنورہ اور فتح مکہ معظمہ ہوئی نیز سورۃ المائدہ کا نزول اور وصال مبارک بھی اسی روز نور افروز پیر کو ہوا۔ آپ ﷺ کی پیدائش کے روز اہل فارس "ایران" ساسانیوں نے اپنی فراست عقلی اور اوضاع فلکیہ اور کاہنوں کے اخبار سے معلوم کر لیا کہ اب ہماری سلطنت کا زوال قریب ہے اور آتش پرستی کا صدیوں پرانا اور باطل عقیدہ ختم ہونے والا ہے اور توحید کا پرچم لہرانے والا ہے، حق آنے اور باطل مٹنے کو ہے۔

تَفَرَّسَ: علم ونظر بالفراست کا معنیٰ ہے: باطن سے جاننا۔ انہوں نے جان لیا کہ حضور ﷺ کی ولادت باطہارت پر ہماری بت پرستی کا زمانہ ختم ہو گیا اور ہماری سلطنت بھی ختم ہو جائے گی جس سے وہ ڈر گئے۔

حضور سید العرب والعجم ﷺ کی ولادت بابرکات پر ایک مؤبد مجوسی نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا کہ شتران بے مہار عرب ہمارے شہر فارس میں پھیل گئے ہیں۔ اس نے صومعہ کے ایک راہب عبد المسیح نسانی کو طلب کیا اور اپنا خواب سنایا۔ اس نے کہا کہ ملک شام میں سطیح نامی ایک بہت بڑے راہب اور کاہن سے اس کی تعبیر پوچھی جائے چنانچہ ایک وفد اس کے پاس

پہنچا۔ وہ بستر مرگ پر تھا، اس کی عمر تقریباً تین سو سال تھی۔ قبل اس کے کہ خواب بیان کیا جائے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہا:
یَا عَبْدَ الْمَسِیحِ عَلٰی جَمَلِ الْمَسِیحِ اِلٰی سَطِیحٍ وَقَدْ اَدْنٰی عَلَی الْقَرِیحِ یَاعَبْدَ الْمَسِیحِ بَعَثَکَ مَلِکُ بَنِیْ سَاسَانَ لِارْتِجَاسِ الْاِیْوَانِ و خُمُوْدِ النِّیْرَانِ وَرُؤْیَا الْمُوْبَذِ اس نے خواب کی تعبیر بتائی کہ اِنَّ ھٰذَا الْعَلَامَۃُ وَلَادَۃِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْعَرَبِیِّ الْھَاشِمِیِّ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّبِیُّ ھُوَ اَفْضَلُ اَبْنَاءِ الْجَلِیْلِ الْمَوْصُوْفُ فِی التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ خیل العرب سے مراد صحابہ رسول، یہ بتا کر رونے لگا، پوچھا گریہ زاری کی وجہ کیا ہے کہنے لگا: میری رحلت کا زمانہ قریب ہے اور آخر الزمان نبی الامی ''فِدَاہ ابی وامّی'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ نہ پاسکوں گا جس کا مجھے مدتوں سے انتظار تھا۔ جب بادشاہِ وقت کو معلوم ہوا تو اس نے سطیح کو سولی پر چڑھا دیا۔

لفظ فارس معرّب ہے پارس کا جو سیدنا نوح نجی اللہ علیہ السلام کی اولاد سے تھا۔ شانِ تبشیر سے ''اہل فارس نور توحید سے منور ہوں گے'' جو بشارتیں دیں اخبار عن الغیب سے سچی ثابت ہوئیں۔

بروایت صحیحہ فرمایا: لَوْکَانَ الْاِسْلَامُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا تَنَاوَلَھَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ فَارِس اگر اسلام ثریا پر معلق ہو جائے تو اہل فارس کا ایک مرد کامل اچک لائے گا۔ یہ اشارہ وکنایہ حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت رضی اللہ الملکِ المُنعام کی طرف تھا جن کی عظمتِ شان والا کا بیان کتبِ فقہاء کرام سے ظاہر و باہر ہے۔

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَ مَنْ عَلَیْھَا اِمَامُ الْمُسْلِمِیْنَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ

امامُ المسلمین اِلٰی یومِ الدین ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے شہروں اور شہروں کے رہنے والوں کو زینت دی۔ امام اعظم کا مسلک حنفی قیامت تک قائم دائم رہے گا تا آنکہ امام آخرالزمان محمد المہدی جلوہ گر ہوں گے اور جب سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام آسمانوں سے نزول فرمائیں گے تو آپ کے پیچھے نمازیں ادا کریں گے۔

الحمدللہ فقیر کا مسلک فقہی حنفی ہے اور طریقت میں مسلکِ نقشبندی مجدّدی، اللہ تبارک وتعالیٰ استقامت عنایت فرمائے۔ آمین یا ربَّ العلمین بحُرمۃِ سیّدِ المرسلین علیہ والہ الصّلوٰۃ والتسلیم۔

اہل فارس راشدہ معلوم ازروئے حساب زود آید برسر انکار سختی و رنج و عذاب
اہل فارس نے سنی جوں ہی ولادت کی خبر ہوگئے وحشت زدہ اور چھا گیا کرب والم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۶۱)

وَبَاتَ اَیْوَانُ کِسْرٰی وَھُوَ مُنْصَدِعٌ
کَشَمْلِ اَصْحَابِ کِسْرٰی غَیْرُ مُلْتَئِمِ

طاق کسریٰ شد خراب و کنگر کسریٰ شکست — درشکست احوال کفار دگر نامد بہم

رہ گیا شق ہو کے یوں ایوان کسریٰ بے جڑے — جس طرح بچھڑے ہوئے کسریٰ کے اصحاب وخدم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو

وَبَاتَ	''وَبَاتَ'' بہ معنیٰ: ''صَارَ'' ہوگیا۔
اَیْوَانُ کِسْرٰی	''اَیْوَانُ'' محل ''کِسْرٰی'' معرّب، خسرو بادشاہ، ملک عجم۔
وَھُوَ مُنْصَدِعٌ	''مُنْصَدِعٌ'' منہدم، پاش پاش ہونا، ٹوٹ پھوٹ جانا۔
کَشَمْلِ اَصْحَابِ کِسْرٰی	''ك'' تشبیہ ''شَمْلِ'' معنیٰ: جمعیت، لشکر، فوج۔
غَیْرُ مُلْتَئِمِ	ایسا منتشر ہونا کہ پھر اکٹھے نہ ہوسکتا۔

○ **ترجمہ:** یوم ولادت مبارک پر کسریٰ بادشاہ کا محل پاش پاش ہوگیا، جیسے نوشیرواں کا لشکر تتّر بتّر ہو کر ایسا منتشر ہوا کہ پھر اکٹھا نہ ہوسکا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''ایوانِ کسریٰ پاش پاش اور لشکر کسریٰ فاش فاش''

○ **تشریح:** یہ اشارہ غیبی ہے جو ظہور اسلام کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ ان کی فوجی جمعیت ایسی بکھری اور منتشر ہوئی کہ پھر اکٹھی نہ ہوسکی۔ بروایت صحیحہ کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے سے مراد یہ تھا کہ اب صرف چودہ بادشاہ ہوں گے اس سے وہ کہنے لگا: ابھی کافی مدت ہے لیکن چار سال کے تھوڑے عرصہ میں اس کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا کہ یزدجرد بادشاہ کو اس کی بیٹی شیرویہ نے قتل کر دیا اور چار ماہ بعد وہ بھی قتل ہو کر جہنم کا ابندھن بن گئی۔ خبرعَن الغیب پوری ہوگئی۔

لرز کر گر پڑے چودہ کنگرے قصرِ کسریٰ کے — اٹھا جب شور عالم میں نبی کی آمد آمد کا

کِسریٰ مُعرّب خسرو پرویز ہے اور بادشاہان عجم کا لقب مثلاً قیصر بادشاہ روم، خاقان شنہشاہ ترک، فرعون بادشاہ مصر، تبع شاہ یمن، نجاشی شاہ حبشہ اور مصر کے مسلمان بادشاہ کو عزیز مصر اور بادشاہ اسلام کو خلیفہ کہتے ہیں۔

سپہ سالار اعظم جلیل القدر صحابی ''خالِ رسول'' حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی جبکہ سپہ سالار رستم، حضرت بلال بن علقمہ ہیثمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ سپہ سالار کے قتل سے فوج میں بھگدڑ مچ گئی اور اپنے زمانہ کی اس عظیم سلطنت کا عہد معدلت فاروقی میں خاتمہ ہوگیا۔ اس زمانہ کی دو عظیم سلطنتوں کے خاتمہ کی طرف اشارہ ہے۔ کسریٰ اوّل سے مراد نوشیروان العادل بن کیقباد اور ثانی سے مراد یزدجرد ملک فارس مراد ہے جو

آتش پرست مجوسی تھے۔ حضور ﷺ کے قدوم میمنت کی برکت سے اس کا تمام لشکر ایسا تتّر بتّر ہوا کہ پھر اکٹھا نہ ہوسکا اور شکست فاش سے ظلمت کدہ ایران اسلام کے نور سے منور ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ پورا ہوا اور ہر سو پرچم اسلام لہرانے لگا۔ عہد معدلت فاروقی میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

تمنّا ہے درختوں پر ترے روضے پہ جا بیٹھوں قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقیّد کا
اجالا طور کا دیکھیں جمال جاں فزا دیکھیں کلیم اللہ آ کر اٹھا دیکھیں ذرا پردہ تیرے در کا
دوعالم مہمان، تو میزبان، خوان کرم جاری ادھر بھی کوئی ٹکڑا میں بھی ہوں کتّا تیرے در کا
غلامی میں تیری داخل ہوا جو اے شہِ والا تو پائے خواجگی اور ہو گیا مقبول ایزد کا

مُلْتَئِمٍ، التئام مصدر، ایسا زخم جو مندمل نہ ہو سکے، بدلیل جلیل شعر سرکار علیٰ مرتضےٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم:

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامٌ وَلَايَلْتَامُ مَاجَرَحَ اللِّسَانُ

"تلوار کا زخم مل جاتا ہے لیکن زبان کے طعن و تشنیع کا زخم کبھی بھی مندمل نہیں ہوتا۔"

○ **خلاصہ کلام** میلا دالنّبی ﷺ کے روز سعید ایوان کسریٰ میں ایک ایسا ہیبت ناک زلزلہ آیا جس سے نوشیرواں کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے اور محل ایسا پارہ پارہ ہو گیا کہ نہ قابل مرمت رہا نہ قابل رہائش۔

حضور سیّد العرب والعجم ﷺ نے اس کو خط لکھا اور دعوتِ اسلام دی لکھا: مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی کِسْرٰی اِیْرَان اور تحریر فرمایا: "اَسْلِمْ تَسْلِمْ اسلام لے آ اور تحریراً دو جہاں کی سلامتی کی نوید جانفزا سے نوازا۔ یہ نامہ مبارک حضرت عبداللہ بن الخذافہ سہمی رضی اللہ عنہ لے کر گئے تھے تو اس بدزبان یزدجرد نے کہا: میرے نام سے پہلے یہ کس کا نام ہے اور نامہ مبارک پھاڑ دیا تو جب آپ کو اطلاع ہوئی تو صادق و مصدوق، مخبر عن الغیب نبی ﷺ نے فرمایا: مَزَّقَ مُلْکَهٗ "اس نے اپنے ملک کو چاک چاک کر دیا" اور چند ماہ میں ایسا ہی ظاہر ہوا۔ اس کا نام اور ملک صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔

ہوا جو منحرف تیرے در دولت سے یا حضرت خطاب اس کو ملا کونین میں مردود و مرتد کا

قصرِ کِسْرٰی را تنزل افتادہ در بنا ہمچو لشکر ہائے کسریٰ حشمت اور خشش جدا
محل کسریٰ گر پڑا اور پارہ پارہ ہو گیا منتشر سب ہو گئے کسریٰ کے ساتھی ایک دم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

○

(۶۲)

وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ
عَلَيْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِي الْعَيْنِ مِنْ سَدَمِ

آتش گیراں بمرد از خوف و اندوہ و ملال چشمہ آب رواں شد خشک و جوئے سدم
آگ جلتی بجھ گئی اتنا ہوا رنج و قلق نہر چلتی رک گئی یاں تک ہوا افسوس وغم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو کے

وَالنَّارُ آگ، وہ آتشکدہ جس کی وہ پوجا کرتے تھے۔
خَامِدَةُ الْاَنْفَاسِ ''خَامِدَةُ'' بجھ جانا، ''اَنْفَاس'' جمع نفس، معنی مرادی: شعلے۔
مِنْ اَسَفٍ عَلَيْهِ افسوس سے، اندوہ گین ہونا۔
وَالنَّهْرُ سَاهِي الْعَيْنِ ''النَّهْرُ'' نہر فرات ''سَاهِي'' بھول جانا، ''الْعَيْنِ'' منبع چشمہ۔
مِنْ سَدَمِ پشیمانی، حزن، ندامت۔

○ ترجمہ: اہل فارس زرتشت کی آگ یکدم افسوس سے آہ سرد بھر کر بجھ گئی اور نہر فرات اپنا منبع بھول گئی۔

○ تمہیدی کلمہ: ''ولادت باسعادت کی چوتھی نشانی''

○ تشریح: حضور سیّدالدّنیا وَالآخرہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت باسعادت پر آتش مجوس جو ہزار ہا سال سے مسلسل جل رہی تھی، نہایت ہی تحسر اور تاسّف کے عالم میں یک دم ایک آہ بھر کر سرد ہوگئی اور آتشکدہ ایران خاکدان بن گیا اور پھر ایسے بجھی کہ دوبارہ نہ جل سکی اور نہر فرات ایسی بے خود اور حیران ہوئی کہ اپنا رخ اور بھاؤ بدل کر دریائے ساوہ کے گھاٹ میں جا گری اور خشک ہوگئی۔

○ نکتہ عجیبہ علامہ خرپوتی نے عصیدۃ الشہدہ میں ایک نہایت لطیف اور نفیس نکتہ مِنْ اَسَفٍ سے بیان کیا۔ اِنَّ نَارَ الْمَجُوْسِ كَانَتْ مُشْتَاقَةٌ اِلٰى جَمَالِهٖ یعنی وہ آگ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے جمال جہاں آرا کے دیدار کی مشتاق تھی۔ اس نے اپنے پوجنے والوں پر افسوس کے آنسو بہائے جیسے خوف خدا سے مومن کی آنکھ سے ٹپکا ہوا آنسو جہنم کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اس نے اپنے سینے میں سلگتی ہوئی عشق کی آگ کو رو رو کر اپنے آنسوؤں کے پانی سے بجھا دیا۔ وہ مشتاق تھی کہ شب ولادت پاک کو خوشی سے اپنی روشنی سے روشن اور منور کرتی، اس شرف وعزت کا اسے موقع نہیں ملا اور اس کی دلی مراد پوری نہ ہوئی تو وہ مارے حسرت کے سرد ہوگئی۔

حضور جود باجود شہنشاہِ جمیع جنود صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ہجر عشق میں نہر کی لہروں نے ایسا پیچ وتاب کھایا کہ اپنا راستہ تک

یاد نہ رہا کہ اس روز سعید میلاد شریف کو وہ مشتاق دیدار تھی۔ اس نے اپنی حرماں نصیبی پر سرگردانی اور پشیمانی سے اپنا رخ ہی بدل لیا۔ پہلے وہ کوفہ کی طرف بہتی تھی اب دمشق اور عراق کی طرف بہنے لگی۔

نہر فرات کوفہ شہر کے قریب ہے، نوشیرواں نے اس پر پل باندھ کر اس کے کنارے عالی شان عمارات تعمیر کیں اور اس کے ساحل کے اردگرد آتشکدے، کنیسے اور معابد بنائے، وہاں ان کی عبادت کرتے، نہر ساوہ دمشق اور عراق کے درمیان بحر طبریہ کی وادیوں اور گھاٹیوں میں واقع ہے، جس سے قصر کسریٰ کو ایسا نقصان عظیم پہنچا کہ وہ پارہ پارہ ہو گیا اور قابل مرمت بھی نہ رہا۔ محل کسریٰ کی طرح آتش پرستی کو بھی جڑ سے اکھیڑ دیا اور وہ توحید کے نغمے الاپنے لگا۔

حضور سیّد العرب والعجم ﷺ کی عدم زیارت یا ملاقات سے آگ نے سرد آہ بھری اور غصہ سے پسینہ پسینہ ہو کر ٹھنڈی ہو گئی اور اپنے پوجے جانے کو پجاریوں سے محفوظ کر لیا۔ بعینہٖ نہر فرات نے اپنے جوش عشق سے ایسی راہ بدلی کہ اپنے ساحل پر معبدوں کو تباہ برباد کر دیا جس نے مجوسیت کی جڑ کاٹ دی اور نشانات کفر و شرک یکدم مٹ گئے۔

بروایت صحیحہ فرمایا: روز قیامت مومن جب پل صراط سے گزرے گا تو جہنم کی آگ پکار اٹھے گی: جُزْيَا مُؤْمِنُ اِذْهَبُوْا اِذْهَبُوْا فَاِنَّ نُوْرَكَ يُطْفِئُ لَهَبِيْ ”اے مومن! جلدی جلدی گزر جا کہ تیرے نور نے میرے شعلوں کو ٹھنڈا کر دیا ہے“۔

میں گدائے مصطفٰے ہوں میری عظمتیں نہ پوچھو | مجھے دیکھ کر جہنم کو بھی آ گیا پسینہ
سوائے اس کے میرے دل میں آرزو نہیں ہے | مجھے موت بھی جو آئے تو ہو سامنے مدینہ

اور نمرود کے اس طلسم اور طاقت کو ابوالانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ختم کر دیا اور اپنے قدوم میمنت سے نار نمرود کفر کو بجھا کر گلزار توحید کر دیا۔

سپردِ آتش نمرود ہو کر ایک انسان نے | یہ ثابت کر کے چھوڑا نار میں کب نور جلتا ہے

سیدالانبیاء ﷺ کے نورانی وجود باجود کی آمد آمد سے آپ کا قدم مبارک دنیا میں آیا تو آتش مجوس ہزارہا سال سے جس کی پوجا، پرستش کی جاتی تھی اپنے معبود حقیقی کے امر سے یکدم بجھ گئی اور زبان حال سے بتا گئی کہ معبود حقیقی وہ ذات حق ہے جس نے ہم سب کو پیدا کیا اور وہی عبادت اور استعانت کے لائق ہے۔ حق حق حق۔

از تاسّف آتش آتشکدہ بے نور شد | از تحیّر نہر ہم از چشمہ خود دور شد
فارس نے ٹھنڈی سانس لی افسوس سے | نہر بھی چشموں کو بھولی از راہ اندوہ وغم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۶۳)

وَسَآءَ سَاوَۃُ اَنْ غَاضَتْ بُحَیْرَتُھَا
وَرُدَّ وَارِدُھَا بِالْغَیْظِ حِیْنَ ظَمِیْ

ساوہ غمگین شد چو کشش آبِ دریا چہ خشک — تشنگاں زو باز گشتند جملگی در درد و غم

آگئی ساوہ کی شامت سوکھا دریا اس کا کیا — پھر گئے آ آ کے پیاسے غیظ میں اُلٹے قدم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو:

وَسَآءَ سَاوَۃُ	''واؤ'' عاطفہ ''سَآءَ'' ماضی معلوم، غمگین ہوگیا، خشک ہوگیا۔
اَنْ غَاضَتْ	''اَنْ'' مصدریہ ''غَاضَتْ'' مشتق از غیض، غصہ۔
بُحَیْرَتُھَا وَرُدَّ	''بُحَیْرَۃ'' نام نہر، ''رُدَّ'' ماضی مجہول، واپس کرنا۔
وَارِدُھَا	چشمہ یا نہر پر آنے والا۔
حِیْنَ ظَمِیْ	''حِیْنَ'' وقت ''ظَمِیْ'' پیاس شدہ، پیاسا۔

○ ترجمہ: دریائے ساوہ یک دم خشک ہوگیا اور ساحل پر آنے والے پجاری شدید غضب سے غمگین ہو کر نامراد لوٹ گئے۔

○ تمہیدی کلمہ: ''وجود باجود کی ولادت مبارک کی پانچویں نشانی''

○ تشریح: سیّد الکونین ﷺ کی جلوہ گری پر اچانک دریائے ساوہ خشک ہوگیا جس کے کنارے پر کثیر التعداد کنیسہ جات جو چاندی سے منقش تھے شرک کے مرگھٹ تھے اور عالیشان بازار، کفار اس کی طرف رجوع کرتے اور بت پرستی سے شرکیہ رسوم کو رواج دیتے تھے۔ حضور ماحی شرک و بدعت ﷺ کی بعثت سے اس دریا کے خشک ہونے سے کفر و شرک کی جڑیں اکھڑ گئیں جو ان مقامات کی بربادی کے مبادیات اور اسباب تھے اور آپ ﷺ کی تشریف آوری سے توحید کا بیج بو دیا گیا۔

امام ناظم فاہم قدّس سرّہٗ نے اس بیت مبارک میں تلمیحاً ایک عجیب نکتہ کی طرف اشارہ کیا۔ دریائے ساوہ کا خشک ہونا دراصل افسوس کا اظہار ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمات و معاونت بوجہ دوری کچھ نہ کر سکا۔ تاسّف سے خشک ہی نہیں بلکہ اپنا منبع اور مجرا، دہانہ تک بھول گیا اور والہانہ غصہ میں جدھر منہ ہوا ادھر نکل گیا۔

بندھ گئی تیری ہوا ساوہ میں خاک اڑنے لگی — بڑھ چلی تیری ضیاء آتش میں پانی بھر گیا

مومن اُن کا کیا ہوا اللہ اس کا ہوگیا — کافر اُن سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

دریائے ساوہ ایک دریائے عظیم ممالک عراقِ عجم اور ہمدان کے درمیان بہتا ہے۔ چھ فرسخ لمبا ہے اور اس کا پانی

نہایت شیریں اور لطیف ہے۔ اس کے خشک ہونے سے اہل ساوہ غیض وغضب سے ناکام اور تشنہ کام لوٹتے۔ اب بحر یہ ایک عظیم شہر ہے جو بوجہ شعائر اسلام مشہور، قائم اور باقی ہے۔

اللہ ربّ العزت نے ہر شئے کی تخلیق فرما کر اس کے حسب حال معرفت، ہدایت اور شعور عنایت فرمایا ہے، مثلاً مٹی، پانی، پہاڑ، چرند، پرند وغیرہ سب اپنے خالق و مالک اللہ ربّ العزت کو جانتے، پہچانتے اور اس کے حکم پر عامل ہیں۔ غافل اور نافرمان نہیں۔ جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید، ذکر وفکر میں ہمہ تن، ہمہ وقت مشغول ہو گئے۔

سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو گورنر حضرت عمرو بن العاص جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ نے خط لکھا۔ ''یہاں مصر میں ایک قبیح رسم جاہلیت ہے کہ ہر سال ایک کنواری لڑکی کو دلہن کی طرح سجا کر دریائے نیل کی بھینٹ چڑھایا جاتا ہے تب دریا میں پانی آتا ہے۔ یہ شیاطین کا تصرف ہے''۔ خلیفۃ المسلمین نے فرمایا: ''اسلام قبیح رسومات اور بد بدعات کو مٹانے آیا ہے۔'' آپ نے دریائے نیل کی طرف رقعہ لکھا۔ رقعہ دریائے نیل میں ڈالتے ہی پانی رواں دواں ہو گیا اور آج تک جاری وساری ہے۔ رقعہ کا مضمون یہ تھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اے دریائے نیل! اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو نہ چل اور اگر اللہ ربّ العزت کے امر سے چلتا ہے تو میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ چل۔ سُبْحَانَ اللّٰه پانی جانتا تھا اور اس کو شعور تھا کہ رقعہ لکھنے والا اللہ ربّ العزت کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اور خلیفہ ہے۔

حضور سراپا نور سیّد یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر جو عظیم الشان واقعات ظہور پذیر ہوئے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان اور جلالت مقام کے شاہد عادل ہیں۔

○ **فائدہ عظیمہ** تسمیہ اسم اعظم ہے۔ شہنشاہ وقت سیّدنا سلیمان نبی اللہ علیہ السلام نے ملک سبا کی شہزادی کو خط میں یہ تسمیہ لکھا جس کی برکت سے وہ نہایت عقیدت اور ادب سے حاضر خدمت ہو گئی اور اس تسمیہ کی برکت سے سورج پرست شہزادی کو ایمان مل گیا اور آپ کو اپنے کفو میں بیوی مل گئی نیز حضرت آصف بن برخیا علیہ الرحمۃ اس اسم اعظم ''تسمیہ'' کی برکت سے ہزاروں میل دور ملک یمن کی شہزادی کا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آئے اور کمال یہ کہ انہوں نے اپنی کرامت کو فضلِ ربی سے تعبیر کیا اور سربسجود ہو کر ربّ کریم کا شکر ادا کیا۔

خشکیٔ آبِ بحیرہ و ساوہ راغمناک کرد — آب کش چوں تشنہ آمد خشمگین باآہ سرد

اہل ساوہ تھے پریشاں خشک چشمے دیکھ کر — لوٹتے تھے گھاٹ سے غصہ میں پیاسے پُرالم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۶۴)

كَاَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَآءِ مِنْ بَلَلٍ
حُزْنًا وَّبِالْمَآءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرَمٍ

گویا برجائے آتش آب بودے سردوتر
از غم و برجائے آب آتش بُدے سوزاں و گرم

مارے غم کے ہوگئی پانی میں سوزش آگ کی
آگ میں سوزش کے بدلے آگیا پانی کا نم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو کے

كَاَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَآءِ	''كَاَنَّ'' حرف تشبیہ، گویا کہ ''بِالنَّارِ'' آگ ''الْمَآءِ'' پانی۔
مِنْ بَلَلٍ حُزْنًا	''بَلَلٍ'' نمی حاصل کی۔ ''حُزْنًا'' غم ناک ہونا۔
وَبِالْمَآءِ	''المآء'' پانی سے۔
مَا بِالنَّارِ	''بِالنَّارِ'' آگ سے۔
مِنْ ضَرَمٍ	''ضَرَمٍ'' حرارت، سوزش۔

○ ترجمہ: گویا آتش غم نے پانی سے نمی اور طراوت حاصل کرلی اور پانی نے آگ سے حرارت لے کر خشکی اختیار کی۔

○ تمہیدی کلمہ: ''اعجاز لفظی کا کمال اور صنف صنائع بدائع کا اعجاز''

○ تشریح: یہ شعر سابقہ ہر دو شعروں کا تتمہ ہے۔ غم کے دو خاصے ہیں: یا تو آدمی رو کر اپنی آنکھوں سے آنسو بہا کر غم غلط کرلیتا ہے یا پھر سینہ جلتا رہتا ہے۔ دنیا میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت بابرکات سے ایسا عظیم الشان انقلاب آیا کہ خاصے بدل گئے گویا آتش کو اپنے پوجے جانے کا اتنا غم لاحق ہوا کہ آگ میں آتش غم سے پانی میں تری آگئی جس سے وہ بجھ گئی جیسے انتہائی غم میں انسان کی آنکھ میں پانی کی سی نمی نمودار ہو جاتی ہے تو غم کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ بعینہٖ فارس کی آگ بجھ گئی اور دریائے ساوہ کے پانی نے اپنے اندر حرارت پیدا کرلی اور خشک ہوگیا۔ آگ میں پانی اور پانی میں آگ۔ یہ کتنی عظیم الشان اور نفیس تلمیح ہے جو گہری حکمت پر مبنی ہے۔ جو قدرت خداوند قدوس کا ایک عالی شان کرشمہ ہے اور عشقِ رسول ﷺ کی جلوہ گری ہے۔ جہنم کی آگ کو مومن کی آنکھوں سے نکلا ہوا ایک آنسو کا قطرہ بجھا دیتا ہے۔ عشق کی آگ تو دوزخ کی آگ کو بجھا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ اس شعر کا مصرعہ اولیٰ بیت ثانی کا تکملہ ہے جو درجہ کمال پر ہے، شعراء کی اصطلاح میں اس کو اعجاز لفظی سے تعبیر کرتے ہیں۔

سب سے پہلے آگ کی پرستش کرنے والا قابیل تھا جس نے اپنے سگے بھائی ہابیل طاب اللہ مثواہ کو حسداً وعِناداً قتل کردیا۔ حضرت اوّل البشر سیّدنا آدم علیہ السلام ملک یمن ہجرت کر گئے تو قابیل کو شیطان نے کہا: دیکھ تیرے بھائی کی

قربانی آگ نے کھالی جو قبولیت کی علامت بنی اور تیری قربانی ویسی گلتی سڑتی رہی۔ تو آگ کی پرستش کیا کرتا کہ تجھے بھی قبولیت نصیب ہو۔ اس طرح اس کی اولاد در اولاد میں یہ سلسلہ آتش پرستی شروع ہو گیا۔ فارس کے زرتشتوں اور مجوسیوں نے اسے مدتوں جاری رکھا۔ تا آنکہ حضور پُر نور سیّد یوم النشور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت باسعادت پر یہ سلسلہ ختم ہو گیا اور چار دانگ عالم میں توحید و رسالت کے ڈنکے بجنے لگے۔

حضرت نوح نجی اللہ علیہ السلام کے زمانہ میں بُت پوجنے کا عام رواج پڑ چکا تھا۔ وَدّ، سُواع، یغُوث، یعُوق اور نَسران کے بڑے دیوتا تھے جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے مشرکین بت پرستوں کے خلاف جہاد کیا۔ جس پر قرآن مجید فرقان حمید کی آیاتِ کریمہ شاہد عادل ہیں کہ بت خانے تباہ ہو گئے۔

حضرت سیّد الانبیاء والمرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ اقدس میں کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ ان میں مشہور لات، منات اور عُزّٰی تھے۔ ان کے نام اسماءِ حسنٰی کو بگاڑ کر رکھے گئے تھے۔ اللہ سے لات، منّان سے منات اور عَزَّ سے عُزّٰی۔ العیاذُ باللہِ العظیم۔

۸ ہجری المقدّسہ فتح مکہ معظّمہ کے روز کعبۃُ اللہ کو بتوں سے پاک کر دیا گیا اور ان کے پجاریوں "مشرکین" کا داخلہ حرم شریف میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا۔

کقولہ العلی العظیم: جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (سورۃ بنی اسرائیل:۸۱) "حق آیا اور باطل چلا گیا، بے شک باطل بھاگنے والا ہی ہے"۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے اور لاٹھی سے اشارہ فرماتے تھے تو بت خود بخود گر جاتے۔ بتوں کو بھی شعور تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہ بھی اپنے پوجے جانے پر شرمسار تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے قدموں میں باعث شرمندگی سے گر کر پاش پاش ہو گئے۔

جھک گیا کعبہ بھی بت اوندھے منہ گرے ۔۔۔ دبدبہ آمد آمد کا تھا اَھْلًا وَّسَھْلًا مَرْحَبًا

حاصلِ شعر مجوسی زرتشت آتش پرست تھے حالانکہ آگ بھی ایک مخلوق ہے اور اس کو بھی شعور تھا کہ پرستش کے لائق اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت پاک پر وہ آگ اپنے پوجے جانے پر شرمندگی کی وجہ سے پانی پانی ہو گئی اور اس پانی سے اپنے آپ کو بجھا لیا۔

روئے زمین کے بُت کیوں سب آج سرنگوں ہیں ۔۔۔ آتش کدوں کی آتش کیوں قدرت بجھا رہی ہے

آب در آتش فرو شد شعلہ آتش بہ آب ۔۔۔ از ظہورِ ذاتِ پاکش شد العالم انقلاب

پانی پانی ہوگئی تھی آگ مارے رنج کے ۔۔۔ اور پانی ہوگیا تھا آتشیں از سوز و غم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

⑥٥

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْأَنْوَارُ سَاطِعَةٌ
وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَّعْنًى وَّمِنْ كَلِمِ

لشکر شیطان فغاں کردہ از اندوہ تمام — نور حق تاباں ز معنٰی و کلم شد دمبدم
نور اٹھے جگمگا جن بول اُٹھے برملا — لفظ و معنٰی نے کیا حق منکشف مل کر بہم

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ — ''الْجِنُّ'' جنات، ''تَهْتِفُ'' مصدر ہاتف، غیب سے آواز دینا۔
وَالْأَنْوَارُ سَاطِعَةٌ — ''أَنْوَارُ'' جمع نور ''سَاطِعَةٌ'' چمکنے والا۔
وَالْحَقُّ يَظْهَرُ — ''حَقُّ'' راستی ''يَظْهَرُ'' مضارع، ظاہر ہوا۔
مِنْ مَّعْنًى — ادراک عقلی، حکمت پوشیدہ۔
وَمِنْ كَلِمِ — ''كَلِمِ'' جمع کلمہ، الفاظ کا مرکب، شہادت۔

○ ترجمہ: جنوں نے غیبی آوازیں دیں کہ انوار نبوت چمک رہے ہیں اور حق کی صداقت لفظاً و معناً ظاہر ہوگئی۔

○ تمہیدی کلمہ: ''میلادِ نبوی ﷺ کے اعلانات اور ظہور قدسی کی علامات''

○ تشریح: حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت ﷺ کی ولادت باطہارت پر جنات نے شہادت کی آوازیں دیں۔ شرقی جن مشرق میں اور مغربی جن مغرب میں پھیل گئے اور اعلان کرنے لگے اور بشارتیں سنانے لگے۔ کعبۃ اللہ میں نصب شدہ بُت پکار اٹھے: ''اب بت پرستی کا زمانہ ختم ہوگیا''۔ مِنْ مَّعْنًى سے مراد امور باطنیہ مثل ظہور نور قدسی ﷺ اور امور ظاہر سے مراد ہاتف کے اعلانات غیب ہیں۔ أَفْهَمَ كَلَامَهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَاهُ السَّامِعُ وَ غَيْرُ ذٰلِكَ ولادت باسعادت سے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت میں اخفانہ رہا کہ جہان، انوارِ شریعت اور فیضانِ سنت سے منور ہوگیا اور توحید کے ڈنکے بجنے لگے۔

صُحُفِ اُولٰی میں نبوت کا ثبوت لفظی شہادت اور دلائل عقلیہ اور جنات کے غیبی اعلانات معنوی شہادت ہیں یا كَلِم سے مراد: قرآن مجید فرقان حمید کے الفاظ و معانی ہیں جو ظاہری و باطنی شہادت پر دال ہیں۔

''جن'' کے معنی میں پوشیدگی ہے، جنات کی شکلیں ہیبت ناک ہوتی ہیں۔ ان میں مومن بھی ہیں اور مشرک بھی۔ سرکش اور باغی و نافرمان کو شیطان کہتے ہیں، بخلاف ملائکہ کہ وہ حسن و جمال کے پیکر ہوتے ہیں اور مختلف شکلیں بدل لیتے ہیں ان کی معیت روح کو تسکین بخشتی ہے، جنوں نے آپ ﷺ کی نبوت پر گواہی دی، آلِ ذریح کا بیان ہے کہ ہم

نے ایک بچھڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کاٹ رہے تھے کہ غیب سے آوازیں آنی شروع ہوگئیں: یَاآلَ ذَرِیْحٍ اَمْرٌ نَجِیْحٌ صَایِحٌ جَسِیْحٌ بِلِسَانٍ فَصِیْحٍ "اے آل ذریح: امر حق چمک اٹھا، زبان فصیح سے توحید کا اعلان کرنے والا آیا"۔ تحقیق حال کے لیے ہم مکہ معظمہ پہنچے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت باطہارت کی تو پھر آواز آئی: ھٰذَا مُحَمَّدٌ نَبِیٌّ مُرْسَلٌ جَآءَ بِحَقٍّ مُنْزَلٍ ایسے ہزار ہا واقعات عجیبہ اور امور غریبہ کتب متداولہ میں موجود ہیں۔ فَلْیَقْرَأْ ثَمَّہٗ۔

○ قصیدہ بائیہ جلیل القدر صحابی حضرت سواد بن قارب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اپنے ایمان لانے کے مشہور واقعہ میں فرماتے ہیں: میرا ایک جن تھا جو مجھے ہر قسم کی خبریں دیا کرتا تھا۔ ایک روز میں سویا ہوا تھا کہ مجھے ہلا جلا کر کہنے لگا: اٹھیئے میری بات غور سے سنیئے اور سمجھیئے کہ خاندان لوی بن غالب سے ایک نبی مبعوث ہوا ہے جو توحید کی دعوت دیتا ہے۔ اٹھیئے فوراً اس منتخب روزگار ہستی کی خدمت میں پہنچیئے۔ میں نے کہا: "دَعْنِیْ" "چھوڑ مجھے سونے دے۔ دوسری شب پھر آیا، میں نے کان نہ دھرا، تیسرے روز آیا اور مجھے جھنجوڑ کر کہنے لگا: فَادْخُلْ اِلَی الصَّفْوَۃِ مِنْ ھَاشِمٍ "بنی ہاشم کے اس داعیٔ حق کے پاس فوراً پہنچیئے"۔ چنانچہ میں اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ معظمہ بارگاہ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم میں حاضر ہوگیا۔ صحابہ کرام آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ارد گرد حلقہ بنائے نہایت ادب سے دوزانو بیٹھے تھے۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا: مَرْحَبًا یَا بِکَ سَوَادَ بْنَ قَارِبٍ قَدْعَلِمْنَا مَاجَآءَ بِکَ "اے سواد ابن قارب! خوش آمدید ہم جانتے ہیں جو جن نے تیرے ساتھ کیا۔" پس میں ایمان لا کر عرض گذار ہوا کہ میں نے چند نعتیہ شعر نظم کئے ہیں اجازت ہو تو پیش کروں:

نِعْمَ مَا قَالَ فَنِعْمَ مَنْ قَالَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُہٗ عَنْہُ۔

فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰہَ لَارَبَّ غَیْرُہٗ ۔۔۔ وَ اِنَّکَ مَامُوْنٌ عَلٰی کُلِّ غَائِبٍ

وَاَنَّکَ اَوْفٰی الْمُرْسَلِیْنَ وَسِیْلَۃً ۔۔۔ اِلَی اللّٰہِ یَا ابْنَ الْاَکْرَمِیْنَ الْاَطَائِبٖ

کُنْ لِیْ شَفِیْعًا یَوْمَ لَاذُوْشَفَاعَۃٍ ۔۔۔ سِوَاکَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٖ

جب قصیدہ مبارکہ سنایا تو فَرِحَ رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم وَاَصْحَابُہٗ فَرْحًا شَدِیْدًا حَتّٰی رُؤِیَ الْفَرَحُ فِیْ وُجُوْھِھِمْ "حضور بہجۃ السرور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اصحاب کے چہروں پر شدید مسرّت اور فرحت کے آثار ظاہر ہوئے"۔ بروایت قَالَ فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ "آپ نے تبسم فرمایا یہاں تک آپ کے دانت ثنایا علیا ظاہر ہوگئے" اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اَفْلَحْتَ یَاسَوَادُ "سواد تو کامیاب ہوگیا"۔ رضی اللہ تعالٰی و رسولہ عنہ۔

حضرت مالک بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، جب مسلمان ہوئے تو قصیدہ مبارکہ پیش کیا اور اس میں جب یہ شعر پڑھا:

اَدْلٰی وَ اَعْطٰی لِلْجَزِیْلِ لِمُجْتَبِیْ ۔۔۔ وَمَتٰی تَشَآءُ یُخْبِرُکَ عَمَّا فِیْ غَدٍ

تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے یہ نعت سن کران کے حق میں وَقَالَ لَہٗ خَیْراً وَکَسَاہُ حُلَّۃً "کلمہ خیر فرمایا اور انہیں حلہ اوڑھایا"۔ وہ حلہ مبارک عطیہ مصطفویہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم آپ کی اولاد میں نسلاً بعد نسلٍ بطور تبرّک موجود رہا۔

اللہ جل شانہ کے رسول ﷺ کی بعثت پر دنیائے عالم میں دھوم مچ گئی۔ شجر بلانے پر حاضر ہو گئے۔ پتھروں نے سلامی دی ملائکہ دست بستہ کھڑے درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ کعبۃ اللہ جھک کر آداب بجالایا۔ جنگل کے درندوں بھیڑیوں وغیرہ نے رسالت کی گواہی دی۔ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت اور بعثت پر اقصیٰ عالم کا ذرّہ ذرّہ شاہد ہے، سوائے گمراہ انسانوں اور سرکش جنات کے۔

تاآنکہ اللہ جلّ شانہٗ نے بے جان چیزوں کو بھی شعور بخشا ہے کہ وہ آپ کو جانتی اور پہچانتی ہیں۔ ایک دعوت میں کھانے کے لقمہ نے عرض کیا: یا رسُولَ اللہ! ﷺ "مجھے نہ کھائیں میں اس قابل نہیں" کہ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے۔

بروایت صحیحہ ایک نہایت ضعیف العمر نحیف نزار جن کو اس کی اولاد تھام کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں لائی۔ اس نے عرض کیا: یارسولَ اللہ (ﷺ!) میرا نام ہامّہ ہے۔ میں ابلیس کے پوتے کا بیٹا ہوں۔ کئی ایک عظیم المرتبت انبیاء کرام علیہم السّلام کی خدمت میں حاضری دی اور اب آپ کی خدمت اقدس میں ایمان لانے اور سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ حَبَّذَا مَنْ فَازَ۔

☆ تفصیلات کے لیے شان نزول سورۃ الجن پ ۲۹ جنات کا قرآن پاک سننا اور ایمان لانا ملاحظہ ہو۔

جنات بھی انسان کی طرح شریعت مطہرہ کے مکلّف ہیں۔ نبی الثقلین، امام الحرمین الشریفین ﷺ کی اقتداء میں نمازیں پڑھتے اور حضور ﷺ کی آمد آمد پر بشارتیں دیتے رہے۔

ایک روز حضور ﷺ مقام نخلہ "مکہ معظّمہ وطائف کے درمیان وادی" میں فجر کی نماز مع اصحابہ ادا فرما رہے تھے کہ نصیبین کے جنّات نے معائنہ کیا اور صاحب قرآن ﷺ کی زبانِ فیض رساں سے قرآن پاک کی روح پرور دلنواز آواز سے تلاوت کو سنا تو اتنے متاثر ہوئے کہ قرآن و ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ واپس جا کر سارا واقعہ اپنے قبیلہ کے جنّات کو سنایا تو وہ بھی حضور ﷺ کی حضوری میں حاضر ہو کر ایمان لے آئے۔ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ۔

جنان دادہ بشارت شد جہاں روشن زنور	راستی را ہر طرف ز الفاظ و معنیٰ شد بہم
کی شیاطین نے فغاں انوار بھی چمکے وہاں	نور حق روشن ہوا الفاظ و معنیٰ سے بہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۶۶)

عَمُوْا وَصَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَآئِرِ لَمْ
تُسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْاِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ

کور و کر گشتند نشنیدند بشارت از خدا — ہم ندیدہ برق بیم از غایت رنج و غم

وہ بشارت کی کمک تخویف ودہشت کی چمک — دیکھتے اور سنتے کیوں کر جو تھے اعمیٰ واصم

لغوی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

عَمُوْا وَصَمُّوْا	اندھے اور بہرے ہوگئے۔
فَاِعْلَانُ الْبَشَائِرِ	"فا" تفریعیہ "اِعْلَانُ"، اخبار، "الْبَشَائِرِ" جمع بشارت۔
لَمْ تُسْمَعْ	"لَمْ" نفی جحد، ہرگز نہ سن سکے۔
وَبَارِقَةُ الْاِنْذَارِ	"بَارِقَةُ" بجلی، چمکنے والی چیز، "اِنْذَارِ" ڈرانے والا۔
لَمْ تُشَمِ	صیغہ جحد بہ لم مجہول، دور سے بادل کو بامید بارش دیکھنا۔

○ ترجمہ: کفار ومشرکین ایسے اندھے اور بہرے ہوگئے کہ نہ تو وہ بشارت کا اعلان سن سکے اور نہ ہی انہیں چمکنے والی بجلیاں ڈرا سکیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** منکرین حق سے صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ ہوگئے۔

○ **تشریح:** یہ شعر لف ونشر غیر مرتب ہے۔ دلائل نبوت، انوار رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ظہور اور اعلان بشارت کے باوجود کفار ایمان جیسی عظیم نعمت سے کیوں محروم رہے؟ اس کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ وہ قبول حق سے اندھے اور سماعت ہدایت سے بہرے ہوگئے تھے۔ نہ بشارت قدوم میمنت اور نہ ہی برق انذار چمکتی دیکھی کَقَوْلِہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ: "لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَ لَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِھَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَ" ○ (سورۃ الاعراف:۱۷۹) "بوجہ شدت انکار اور ضلالت کے وہ ایسے اندھے بہرے ہوئے کہ نہ آیات بشارت سن سکے اور نہ عذاب وترہیب سے متاثر ہوئے۔

بروایت صحیحہ مکہ معظّمہ کے ایک یہودی نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت پاک پر اپنے علم کی روشنی میں علی الاعلان کہا ذَھَبَتْ وَاللّٰہِ النُّبُوَّۃُ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ "اللہ کی قسم! نبوت بنی اسرائیل سے بنو اسمٰعیل کی طرف چلی گئی"۔ لیکن وہ خود اندھا اور بہرہ ہی رہا۔ یہود بے بہبود نا مسعود حسد کی آگ میں جل کر جہنم کا ایندھن بن گئے۔ ھٰذِہِ الْقِصَّۃُ طَوِیْلَۃٌ۔

سیّدنا ابو الانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کے دو بیٹے تھے: حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت اسحاق عَلَیْہِ السَّلَام۔ بنو اسحاق سے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) نبی اور کئی بادشاہ ہوئے اور بنو اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام سے حضور سیّد الانبیاء علیہ

الصلوٰۃ والسلام تک نہ کوئی نبی آپ ﷺ کے سوا ہوا اور نہ کوئی بادشاہ۔

مواہب لدنیہ میں ہے: قبل از بعثت نبیوں سے بشارتیں مسموع ہوئی ہیں اور بوقت بعثت ولادت پاک پر مشرق کے جن مغرب کے جنوں کو مبارک دے رہے تھے اور مغرب کے جن مشرق کے جنوں کو بشارتیں اور مبارکیں دیتے تھے۔

بروایت صحیحہ حضرت مازن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا بت باور شہر عمان میں تھا۔ اس سے میں نے آواز سنی کہہ رہا ہے: یَامَازِنُ اِسْمَعْ تَسِرُّ ظُهُوْرَ خَيْرِ الْبَشَرِ بُعِثَ نَبِيٌّ مِنْ مُضَرٍ مِّنْ حَجَرٍ تُسْلِمُ مِنْ حَجَرِ سَقَرٍ "اے مازن سن تجھے بشارت ہو اور خوش ہو کہ قبیلہ بنی مُضر سے ایک نبی کا ظہور ہو گیا ہے۔ یہ پتھر کے گھڑے ہوئے "خودساختہ" بُت ہیں ان کو چھوڑ تا کہ تجھے سقر سے نجات ملے۔"

فرماتے ہیں: اس آواز کو مَیں سن کر متحیر ہوا، تو پھر دوسری آواز آئی: اَقْبِلْ اِلٰى قَبْلَ مُسْتَبْعًا لَاتَجْهَلْ هٰذَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ جَآءَ بِحَقٍّ مُنْزَلٍ "ادھر آ اور دیکھ اور غور سے سن اور جہالت نہ کر یہ نبی مرسل شریعت حقہ لے کر مبعوث ہوئے ہیں"۔ فرماتے ہیں: میری آنکھوں اور کانوں سے پردے دور ہو گئے، میں یہ سن کر حاضرِ حضور ہو کر ایمان لے آیا اور یہ واقعہ حضور ﷺ کے گوش گزار کیا تو آپ ﷺ نے مسرّت اور خوشی کا اظہار فرمایا۔

حضرت رافع بن عمر تمیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات عالج کے ریگستان میں اپنے خیمہ میں سورہا تھا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی میری اونٹنی کو چھری سے ذبح کر رہا ہے اور وہ تھرتھر کانپ رہی ہے۔ میں بیدار ہوا تو کوئی ہیولیٰ نظر نہ آیا۔ جب دوبارہ سویا تو کسی نے مجھے خواب میں کہا کہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ رَبِّ مُحَمَّدٍ مِنْ حَوْلِ الْوَادِي "میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جو سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا رب ہے، اس وادی کے شر سے" میں نے کہا: وہ کون ہیں؟ کہنے لگا: سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ آخر الزمان عربی تہامی رسول ہیں وہ مدینہ منورہ میں رہتے ہیں، جہاں کھجوروں کے نخلستان ہیں۔ میں بیدار ہوا تو اسی وقت اونٹنی پر سوار ہو کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں جا پہنچا، تو آپ ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی سارے حالات از خود بیان فرما دیے تو میں اس جنّ کی وجہ سے شرک کے ظلمت کدہ سے نکل کر توحید کے نور میں جا پہنچا اور اسلام لا کر معمولی اعرابی سے جلیل القدر صحابی بن گیا۔ (تفسیر مظہری)

کور گشتہ ازیں از منکراں بریک بشر — از بشارت بخیر و از برق خاطف بے بصر
اندھے اور بہرے تھے سنتے کس طرح خوشخبریاں — اور کیسے دیکھتے تخویف برق از رنج و غم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۶۷

مِنْ بَعْدِ مَا أَخْبَرَ الْأَقْوَامَ كَاهِنُهُمْ
بِأَنَّ دِينَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ يَقُمِ

پس ازاں کاخبار ایشاں کردہ بودند کاہناں آنکہ دین شاں کژ است ونیست خواہد گشت ہم
دے چکے قوموں کو تھے ان کے کاہن یہ بھی خبر یہ کہ دین کج میں ان کے اب نہیں باقی ہے دم

لغوی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

مِنْ بَعْدِ مَا	"مِنْ" جار مجرور متعلق عمّوا وصمّوا "مَا" مصدریہ۔
أَخْبَرَ الْأَقْوَامَ	"أَخْبَرَ" صیغہ ماضی، خبر دی "اَقْوَامَ" جمع قوم۔
كَاهِنُهُمْ	جمع کاہن، منجم، فال گر، نجومی۔
بِأَنَّ دِينَهُمُ الْمُعْوَجَّ	"اَنَّ" تاکید "دِيْنَ" مذہب "مُعْوَجَّ" ٹیڑھاپن۔
لَمْ يَقُمِ	مصدر قیام، صیغہ جحد مضارع، نہیں قائم رہے گا۔

○ **ترجمہ:** بعد اس کے کہ ان کی قوم کے کاہن خبر دے چکے تھے کہ اب ان کا دین باطل قائم نہیں رہ سکتا

○ **تمہیدی کلمہ:** لَا كُهَانَةَ بَعْدَ النُّبُوَّةِ "نبوت کے بعد کہانت کی کہانی ختم"

○ **تشریح:** حضور نور مجسم شفیع معظم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم کے ظہور اور وجود اور بعثت کی کاہن پیشنگوئیاں نشر کر چکے تھے کہ ان کا یہ ناراست وکج وباطل دین آئندہ قائم نہیں رہے گا جبکہ ان کی زندگی کا دارومدار کاہنوں اور عرّافوں کے زائچوں پر تھا کہ وہ محمد مصطفےٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم کے دین ہدیٰ کے انوار ساطعہ اور دینِ قیم کے شرائع رافعہ سے غافل رہے اور جان بوجھ کر اندھے اور بہرے بنے رہے۔ ان کا یہ کفر حسد وعناد کی بناء پر تھا نہ کہ جہالت کی وجہ سے اور وہ فوائد سماویہ اور ارضیہ سے محروم رہے۔ "آفتاب آمد دلیل آفتاب"، جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم کی جلوہ گری ہوئی تو کفر کے پیشوا کفر کی تاریکیوں میں گم گئے۔

فَجَآءَ مُحَمَّدٌ سِرَاجًا مُّنِيْرًا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ كَثِيْرًا كَثِيْرًا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

آفتاب نبوّت طلوع ہوا تو جملہ کائنات عالم میں اشجار، احجار، آہو، سوسمار، چرند، پرند، چڑیاں، کبوتر اور دیگر جاندار شتر ناشاد، اطفال شیر خوار، تا آنکہ بتانِ کفار نے بزبان فصیح اور بیان صحیح سے آپ کی نبوّت اور رسالت کی شہادت کی دھوم مچا دی کہ اس میں کسی قسم کا ابہام واخفا نہ رہا۔

کاہن ماضی کی خبر دیتا اور عرّاف مستقبل کی خبریں دیتا، یہ زمانہ کاہنوں کا تھا اور سب ان پر اعتماد کرتے تھے۔

نزولِ وحی کے بعد اب کوئی کاہنوں، جوتشیوں، نجومیوں اور عرّافوں، رمّالوں کے پاس جائے اور اپنی زندگی کے مسائل، حاضرات، ہمزادوں سے پوچھے تو اس کی چالیس روز تک نمازیں قبول نہیں ہوتیں۔ العیاذُ بِاللّٰہِ العَظِیمِ۔

کتب سماویہ، سابقہ صحائف مقدّسہ میں نبی آخر الزّمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف اور سیرت وصورت کے بیان موجود ہیں جس سے علماء یہود ونصاریٰ رہبان اور قسّیسین نے پہچان کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت کی تصدیق کی۔ احبار یہود میں سب سے پہلے ورقہ بن نوفل مکہ معظمہ میں ایمان لائے۔ المدینۃ المنورہ میں عبداللہ بن سلام، شام سے بحیرہ راہب اور یمن کے نسطورا مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضور صادق ومصدوق صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ورقہ بن نوفل کے متعلق فرمایا کہ میں نے اسے جنت میں اچھی حالت میں معائنہ فرمایا اور حضرت زید بن عمر کے متعلق ارشاد فرمایا: مَرَأَیْتُہٗ فِی الْجَنَّۃِ یَسْحَبُ ذُیُوْلًا "میں نے اسے جنت میں ناز سے دامن کشاں چلتے دیکھا ہے۔" یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے جداعلیٰ نضر بن حارث کی اولاد سے تھے۔ رِضْوَانُ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی مِنَ الْمَلِکِ الْمَنَّانِ عَلَیْھِمْ۔

امّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے مروی ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک یہودی آیا۔ اس نے کہا: اے معشر القریش! کیا تمہارے گھر میں جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ آخر الزمان نبی ہے؟ اس کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت کی علامت ہے؟ وہ بذات خود حضرت عبدالمطلب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو گود میں لے کر غور سے علامات نبوت کو دیکھا اور عالم تحیّر میں کہنے لگا: ذَھَبَتِ النُّبُوَّۃُ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْل کو "اب بنی اسرائیل سے نبوت، بنو اسماعیل کی طرف منتقل ہوگئی"، اس کا دین مشرق سے مغرب تک پھیلے گا۔

آفتاب نبوّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے جب المدینۃ المنورہ جلوہ گری فرمائی تو خیبر کے یہودی بنونضیر، بنوقینقاع حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی شکل وصورت نورانی اور چہرہ مہرہ برہانی کا معائنہ کرتے تو کہتے، یہی آخر الزّمان رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہیں جن کی علامات اور صفات ہماری کتاب تورات مقدّس میں مندرج ہیں۔ لیکن باوجود جاننے، پہچاننے کے بعض یہود بے بہبود بوجہ حسد ایمان نہ لائے اور مخالفت کے درپے ہوگئے۔ آخر کار غزوہ خیبر میں مقتول ہوگئے۔

نُورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن	پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

○

پس ازاں کہ اخبار ایشاں کردند کاہناں	آنکہ دین شاں زود گردد بے نشاں
دی خبر اقوام کے سب کاہنوں نے اس طرح	دین سب باطل ہوئے اور ہوگئے سب کالعدم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۶۸)

وَبَعْدَ مَاعَايَنُوا فِي الْأُفُقِ مِنْ شُهُبٍ
مُنْقَضَّةٍ وَفْقَ مَافِي الْأَرْضِ مِنْ صَنَمِ

دیدہ بودند ز آسمان آتش بریز افتادہ بود — در زمیں ہم سرنگوں از خواری افتادہ صنم

گوانہوں نے گرتے دیکھے آسماں سے بھی شہاب — جیسے اوندھے منہ زمیں سے گر پڑے ان کے صنم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

وَبَعْدَ مَاعَايَنُوا — اور بعد اس کے انہوں نے معائنہ کیا۔

فِي الْأُفُقِ مِنْ شُهُبٍ — ''اُفُقِ'' کنارۂ آسمان ''شُهُبٍ'' شعلہ ہائے آتش، آسمانی ستارہ۔

مُنْقَضَّةٍ — ''انقضاض'' مصدر، معنی: ستاروں کا ٹوٹنا، گرنا۔

وَفْقَ مَافِي الْأَرْضِ — موافقت وہ جو زمین میں ہے۔

مِنْ صَنَمِ — ''صَنَمِ'' بلا جثہ تصویر اور ''وثن'' دھات کا بنا ہوا بت۔

○ **ترجمہ:** بعد اس کے انہوں نے آسمان سے شہاب ثاقب تارے ٹوٹتے اپنی آنکھوں سے معائنہ کئے اسی طرح بت زمین پر گرتے ہوئے دیکھے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''شہاب ثاقب کی بوچھاڑ، جن شیاطین کا فرار''

○ **تشریح:** جدِ امجد جناب شیبۃ الحمد المعروف بنام سیّدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: میں وقت ولادت باسعادت کعبۃ اللہ میں تھا۔ دیکھا کہ اچانک سب سے بڑا بت ہُبل مع دوسرے بتوں کے گر پڑا اور پاش پاش ہوگیا اور دوسرے بت اور تصاویر وغیرہ منہ کے بل گرے پڑے ہیں۔ جب اس کو سیدھا کیا گیا تو وہ سرنگوں ہوگیا اور اس سے آواز آئی ''آج آخر الزمان نبی کی ولادت کا دن ہے''۔ فَنَادٰی مُنَادِیْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ اَنَّ النُّوْرَ الْمَخْزُوْنَ الَّذِيْ يَكُوْنُ نُوْرَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نور نبی جو مخفی تھا اس نور کا ظہور ہوگیا۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا — تیری ہیبت تھی کہ ہر بُت تھرتھرا کر گر گیا

ایسی علامات ظہورِ نبوّت وہ اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور واقعات عجیبہ غریبہ کا معائنہ کرنے کے باوجود ایمان نہ لائے۔ جب طبیعت ہی ٹیڑھی ہو تو نہ ادب فائدہ دیتا ہے نہ ادیب، کسی نے سچ کہا ہے:

اِذَا كَانَ الطِّبَاعُ طِبَاعُ سُوْءٍ — فَلَا اَدَبَ يُفِيْدُ وَلَا اَدِيْبُ

۸ ہجری المقدسہ کو فتح مکہ معظمہ ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاتحانہ انداز میں صحن حرم شریف میں داخل ہوئے تو آپ

ﷺ نے کعبۃ اللہ پر اسلام کا پرچم لہرایا۔ظلمت کدہ، بتکدہ انوار نبوّت سے روشن ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ جب کوئی امر نافذ فرماتا ہے تو ملائکہ تسبیح پڑھتے اور اس امر کی تعمیل میں مصروف ومشغول ہوجاتے ہیں۔ شیاطین اس امر کو اچکنے کے لیے آسمانوں پر جاتے اور پھر اپنے کاہنوں کو بتاتے۔ وحی کے نزول کے بعد کاہنوں' نجومیوں کا زور ٹوٹ گیا۔اب اگر کوئی شیطان آسمان کا رخ کرے تو شہاب ثاقب سے اسے مارا جاتا ہے۔

حضور سید الانس وَالجان ﷺ کی ولادت باسعادت سے علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کا دور شروع ہوگیا۔

رَأْسُ الْوَفَا وَجْهُ الصَّفَا خَيْرُ الْوَرٰى صَدْرُ الْعُلٰى
نَجْمُ الْهُدٰى نُوْرُ الْهُدٰى شَمْسُ الضُّحٰى بَدْرُ الدُّجٰى
كَنْزُ الْعَطَا كَشْفُ الْغِطَا عَيْنُ التُّقٰى زَيْنُ النُّقٰى
نَهْرُ الْمِنَنْ بَحْرُ السُّنَنْ رُوْحُ الْبَهَارْ سِرُّ النُّهٰى

کقولہ جل شانہ: وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ (سورۃ الملک:۵)"اور بنا دیا ہم نے انہیں شیاطین کے بھگانے والا"۔ستارے نجومیوں کے لیے ظن اور گمان کا ذریعہ معاش تھے۔شہاب ثاقب سے انھیں شیطانوں کو مارا جاتا ہے یعنی شہاب ثاقب سے ایک شعلہ نکلتا ہے، جس سے شیطان آسمان پر جانے سے بھاگ جاتے ہیں۔

بروایت صحیحہ سیّدنا ابن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔شیاطین آسمانوں میں داخل ہوتے تو وہاں سے خبریں سن کر اور چرا کر اپنے کاہنوں کے پاس لاتے۔سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے سے تیسرے آسمان تک شیاطین کا جانا بند ہوگیا۔سیّد الانبیا علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی ولادت پاک پر شیاطین کا آسمانوں کی طرف جانا بالکل بند ہوگیا۔ستاروں کے برج بارہ ہیں: حمل، ثور، جوزا، سرطان، اَسد، سُنبلہ، میزان، عَقرب، قوس، جَدی، دلو، حُوت۔حضور ﷺ کی بعثت پر انسانوں کو ظن سے نکل کر یقین کی منزل عطا ہوئی کہ مومن کی منزل یقین ہے، ظن، تخمینہ اور اٹکل پچو نہیں۔

یقیں پیدا کر اے ناداں یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری

جب اس اربعہ عناصر میں ہوتا ہے یقین پیدا
تو فطرت خود بخود کر لیتی روح الامیں پیدا

منکراں دیدند در وقت ولادت بیگماں
مثل بتہا بر زمیں افتد شہاب نہ آسماں

بعد ازاں یوں ٹوٹتے تاروں کو دیکھا چرخ سے
اور منہ کے بل گرے سب سرنگوں ہو کر صنم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۶۹)

حَتّٰی غَدَا عَنْ طَرِیْقِ الْوَحْیِ مُنْهَزِمٌ
مِنَ الشَّیَاطِیْنِ یَقْفُوْا اِثْرَ مُنْهَزِمِ

دل شکستہ از پئے ہم مے رسیدند از ہزم از طریق وحی دیوان جملہ آوارہ شدند
بھاگ نکلے ایک پیچھے اک شیاطیں یکم وحی کے راستے سے ہوکر منہزم انجام کو

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

حَتّٰی غَدَا — ''حَتّٰی'' غایت کے لیے، ''غَدَا'' بمعنی اعراض کرنا، پھیرنا۔
عَنْ طَرِیْقِ الْوَحْیِ — وحی کے راستے سے، مراد آسمانی دروازے۔
مُنْهَزِمٌ — مصدر ''انہزام'' شکست کھاکر بھاگ جانا۔
مِنَ الشَّیَاطِیْنِ یَقْفُوْا — ''شَیَاطِیْن'' جمع شیطان ''یَقْفُوْا'' صیغہ واحد مذکر مضارع گرگرتے پڑتے۔
اِثْرَ مُنْهَزِمِ — ''اِثْرَ'' نشان قدم، ''مُنْهَزِمِ'' شکست کھانا، بھاگ جانا۔

○ **ترجمہ:** یہاں تک کہ شیاطین برشعلہ ہائے آتشیں ایسے گرے کہ وہ وحی کے راستے چھوڑ کر بے تحاشا حواس باختہ ہوکر ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ گئے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''شہاب ثاقب کی بوچھاڑ اور شیاطین کا فرار اور ملائکہ کا اظہار مسرّت''

○ **تشریح:** حضور سراپا نور سید یوم النشور ﷺ کی ولادت باسعادت پر شیاطین کا آسمانوں پر جانا بند ہوگیا۔ نور مصطفےٰ ﷺ کے ظہور نے شیاطین کو شہاب ثاقب سے مار بھگایا۔ شیطان نار سے بنا ہے اور شہاب ثاقب کے اجزا نار سے ہیں اس لیے نجوم سے رجوم کیا، اب وہ آسمان دنیا سے ملائکہ کی باتیں نہ سن پاتے اور نہ اپنے کاہنوں کو بتا سکتے ہیں جس سے کاہنوں کا زور ٹوٹ گیا۔ رازہائے آسمانی کو شیاطین کے تصرف سے محفوظ اور مامون فرما دیا گیا۔

قَالَ الْقَاضِی الْبَیْضَاوِی فِیْ تَفْسِیْرِ ''الْحُجُرَات'': سیّدنا ابن سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام پیدا ہوئے تو شیاطین تیسرے آسمان تک روک دیے گئے۔ حضور سیّد الارض والسماء ﷺ کی ولادت باسعادت پر مطلقًا ان کا آسمان پر جانا بند ہوگیا۔

جب ماہ ربیع الاوّل میں نور محمّدی ﷺ کا ظہور ا ہوا تو نوری ملائکہ میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی اور ناری اور اس کے ہمزاد اپنی ہی حسد کی نار میں جل بھن گئے اور شیاطین لعین، ابلیس ناری نے حسرت ویاس سے اپنے سر میں خاک ڈال لی۔

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل سوا ابلیس کے سبھی تو جہاں میں خوشیاں منا رہے ہیں

مخدومہ کائنات سیّدہ آمنہ، امینہ امانت دار نبوّت سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں:

حضور ﷺ کی ولادت باطہارت پر میرے گھر میں ایک ایسا نور چمکا جس کی روشنی میں ملک شام کے محلات میں نے ملاحظہ فرمائے۔ یہ اشارہ تھا کہ ملک شام انبیاء کرام کا وطن ہے۔ یقین کر کہ جہاں کہیں نور تجھے پوری تابانی سے چمکتا نظر آئے تو جان لے کہ اسی آفتاب نبوّت ﷺ کے نور کے جمال کی جھلک ہے۔

ہر کجا بینی نوریست تاباں باکمال ظاہر است اصل آں از آفتاب ایں جمال

فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام سلامی کے لیے تشریف لائے اور آپ ﷺ کے جدّ اعلیٰ سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے مبارک اور بشارت دی اور حورانِ بہشتی اور غلمانِ جنتی نے سہرے گائے اور قدم بوسی کی اور ملائکہ نوری نے پھول برسائے۔

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی جناب آمنہ سنتی تھیں یہ آواز آتی تھی

یا نبی سَلَامٌ عَلَیکَ یَا رَسُول سَلَامٌ عَلیکَ یَا حَبِیب سَلَامٌ عَلَیکَ صَلوٰۃُ اللّٰہ عَلَیکَ

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ الرحمٰن امّت کی ترجمانی کرتے ہوئے عرض گزار ہیں:

جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السّلام یہ بارگاہ مالک جن و بشر کی ہے

شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السّلام خوبی انہیں کے جوت سے شمس و قمر کی ہے

سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں السّلام تملیک انہیں کے نام تو بحر و بر کی ہے

شجر و حجر سلام کو حاضر ہیں السّلام کلمے سے تر زباں شجر و حجر کی ہے

عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السّلام ملجا یہ بارگاہ دُعا و اثر کی ہے

اہل نظر سلام کو حاضر ہیں السّلام یہ گرد ہی سرمہ سب اہل نظر کی ہے

آ کر سنا دے عشق کے بولوں میں اے رضا مشتاق طبع لذت سوز جگر کی ہے

○

تا ازیں آتش شیاطیں ازراہ وحی خدا شد گریزاں عاقب یک دیگر ز خوف شعلہ ہا

بھاگتے تھے راستے سے وحی کے شیطاں یوں ایک پیچھے دوسرے کے سر پہ رکھ کر اپنا قدم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

○

(۷۰)

كَأَنَّهُمْ هَرَبًا أَبْطَالُ أَبْرَهَةٍ
أَوْ عَسْكَرٌ بِالْحَصٰى مِنْ رَاحَتَيْهِ رُمِىْ

چوں دیران یمن بودند گویاں در گریز یا چوں آں لشکر کہ از خاک کفش گشتند گم

بھاگنے میں تھے وہ گویا ابرہہ کے پہلوان برباد لشکر کر گیا جو سنگریزوں سے اس کے دم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

كَأَنَّهُمْ هَرَبًا	''كَأَنَّ'' تشبیہ ''هُمْ'' شیاطین ''هَرَبًا'' شکست کھا کر بھاگنا۔
أَبْطَالُ أَبْرَهَةٍ	''أَبْطَالُ'' جمع بطل، بہادر ''أَبْرَهَةٍ'' بادشاہ کا نام۔
أَوْ عَسْكَرٌ بِالْحَصٰى	''أَوْ'' تشبیہ دوم ''عَسْكَرٌ'' لشکر ''بِالْحَصٰى'' سنگریزے۔
مِنْ رَاحَتَيْهِ	''رَاحَتَيْهِ'' دونوں ہتھیلیاں مبارک۔
رُمِىْ	صیغہ ماضی مجہول ضرورت قافیہ سے یا متحرک کو ساکن لیا گیا

○ **ترجمہ:** گویا شیاطین اس طرح بھاگے جس طرح ابرہہ کے سپاہی ذلیل وخوار ہو کر بھاگ گئے یا اس لشکر کی مانند جو آپ کے ہاتھ مبارک کی کنکریوں سے شکست کھا کر بھاگ گئے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''فرارِ شیاطین مانند فرارِ سلاطین''

○ **تشریح:** شیاطین کے لشکر کے بھاگنے کا اشارہ اصحاب الفیل کی طرف ہے۔ جس طرح ابرہہ کے فوجی حرم محترم سے ذلیل وخوار ہو کر بھاگے، وہ شیاطین کفار کی مانند تھے، جب غزوہ حنین میں حضور سید الرسل، مولائے کل ﷺ نے دستِ اقدس سے کنکریاں کفار کی طرف شَاهَتِ الْوُجُوْهُ پڑھ کر پھینکیں جس سے کچھ ہلاک ہوئے اور دوسرے بھاگ گئے۔ اس معجزہ کی نسبت کلام اللہ شریف میں آیا ہے: وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ''محبوب! کنکریاں آپ نے نہیں ماریں جبکہ تم مار رہے تھے لیکن وہ اللہ نے ماری ہیں''۔ (سورۃ الانفال: ۱۷)

○ **اصحاب فیل اور ابرہہ** ابرہہ شاہ حبشہ کی طرف سے ملک یمن کا گورنر تھا۔ ایک روز شکار کو گیا تو قافلہ حجاج کو دیکھا اور اسے بتایا گیا کہ مکہ معظمہ میں بیت اللہ کے یہ شیدائی وفدائی ہیں۔ ہر سال حج وعمرہ کو بڑے شوق وذوق سے تلبیہ کہتے ہوئے جاتے ہیں۔ اس نے ان کو روکا تو وہ نہ رکے تو اس کے وزیر نے کہا کہ ہم بھی ملک یمن کا ایک کنیسہ بنائیں گے جس کی مثال دنیا میں نہ ہو تو ابرہہ نے صنعاء میں ایک معبد بنایا۔ چاندی کی قندیلوں، جواہر، ہیرے اور موتیوں سے کرسی مُکلّلہ سے منقش کیا۔ اس کے محافظ مقرر کیے اور دعوت دی لیکن کوئی ایک شخص بھی ادھر متوجہ نہ ہوا۔ کسی نے اسے بتایا کہ عرب صوبہ حجاز شہر مکہ معظمہ میں کعبۃ اللہ ہے جو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل ذبیح

اللہ علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے اور اس کے فضائل بیان کیے تو وہ غضبناک ہو کر کہنے لگا: میں کعبۃ اللہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ لشکر جرار اور چالیس ہاتھیوں کو لے کر مکہ معظمہ کی طرف بڑھا۔ راستہ میں بعض قبائل عرب نے اسے خوف دلایا لیکن وہ باز نہ آیا تا آنکہ "وادی محسّر عرفات اور منی کے درمیان" پڑاؤ ڈال دیا اور اس کے لشکریوں نے لوٹ مار شروع کر دی اور متولی کعبہ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے اونٹ پکڑ لیے۔ جب آپ تمام صورت حالات سے مطلع ہوئے تو آپ نے نفیس عربی لباس زیب تن فرمایا اور عزت و عظمت کا عمامہ نظیفہ سر پر باندھا اور جبہ مبارک پہنا، اونٹنی پر سوار ہو کر اس کے لشکر کے پاس پہنچے تو محمود نامی ہاتھی نے آپ کو دیکھا وَضَعَ جَبِیْنَہٗ عَلَی الْاَرْضِ تعظیم کے لیے سر زمین پر رکھ کر عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ عَلَی النُّوْرِ الَّذِیْ فِیْ ظَہْرِکَ یَا عَبْدَ الْمُطَّلِبِ۔ "اے عبد المطلب! آپ پر میرا اسلام ہو جن کی پیشانی میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمک رہا ہے" تو آپ نے دعا مانگی:

اَللّٰہُمَّ یَا سَمِیْعُ یَا بَصِیْرُ یَا عَلِیْمُ یَا خَیْرُ اَنْتَ جَعَلْتَ نُوْرَ حَبِیْبِکَ فِیْ سِنِیْنَ سَنَۃً نُکَرِّمُہٗ صَاحِبُہٗ لَاتَجْعَلْنِیْ فَقِیْرًا وَ فَجِیْلًا بَیْنَ یَدَیِ الظّٰلِمِیْنَ۔ فَوَقَعَتِ الْھَیْبَۃُ فِیْ قُلُوْبِہِمْ سیّدنا شیبۃ الحمد عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی ابرہہ نے نہایت تعظیم کی اور تخت پر بٹھایا اور کہا: "مرحبا یا سلطان مکہ! یا شیخ الحرم! آپ کس طرح تشریف لائے ہیں؟ فرمایا: میرے اونٹ تیرے فوجیوں نے پکڑ لیے ہیں وہ لینے آیا ہوں۔ وہ بہت ہنسا اور کہنے لگا کہ شاید مسئلہ کعبۃ اللہ کا ہوگا۔ فرمایا: اے ابرہہ! سن لے اور جان لے کہ میں اونٹوں کا مالک ہوں ان کی حفاظت میرے ذمہ ہے، کعبۃ اللہ کا مالک اللہ جل شانہٗ ہے وہ اس کی حفاظت خود کرے گا۔

یَارَبِّ اَرْجُوْلَہُمْ سِوَاکَ — یَارَبِّ فَامْنَعْ مِنْہُمْ حِمَاکَ
اِنَّ عَدُوَّ الْبَیْتِ مَنْ عَادَاکَ — اَمْنَعْہُمْ اَنْ یَخْرِبُوْا فِنَاکَ

آپ اونٹ لے کر واپس آئے اور اہل حرم کو صورت حال سے مطلع کیا اور فرمایا: کچھ خوف نہ کھاؤ پہاڑوں پر چلے جاؤ اور حرم شریف خالی ہو گیا۔ اچانک آسمان پر دیکھا کہ پرندے چھائے ہوئے ہیں۔ غول کے غول، جھنڈ کے جھنڈ۔ ہر پرندہ کے پاس تین کنکریاں ہیں۔ ایک منقار چونچ میں دو پاؤں کے پنجوں میں۔ ہر کنکری پر لشکری کا نام لکھا ہوا ہے۔ انہوں نے ابرہہ کی فوج پر برسانا شروع کر دیں تو وہ خود و زرہ کو چیرتی سینہ سے نکل جاتی۔ ابرہہ اور اس کی فوج کو تہس نہس کر دیا۔ جب آپ واپس حرم شریف آئے تو فرمایا: کَانَ سَبَبًا دَفْعِ ھٰذَا الْبَلِیَّۃِ نُوْرُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ "یہ مصیبت اللہ ربّ العزت نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب سے ٹال دی"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع میں جب اس وادی محسّر سے گزرے تو فرمایا: یہاں سے جلدی جلدی گزر جاؤ یہ وہ جگہ ہے جہاں اصحاب فیل کو عذاب ہوا تھا۔ اور یہ مقام نحس ہے۔

امام ناظم علیہ الرحمۃ والکرم نے اس بیت میں تلمیحاً اس سورۃ الفیل کی طرف اشارہ کیا جو عظمت نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلیل جلیل اور ایمان سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی روشن اظہر من الشمس وازہر من الامس علامت ہے۔

بروایت صحیحہ امیر المؤمنین سیّدنا عثمان غنی بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: مَنْ صَنَعَ صَنِیْعَۃً اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلَفِ عَبْدِ الْمُطَّلِب فِی الدُّنْیَا فَعَلَیَّ مُکَافَاتُہٗ اِذَا لَقِیَنِیْ "جو شخص اولاد سیّدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ "خاندانِ قریش ہاشمی" مطلبی میں سے کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے، تو اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے۔ جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا"۔ اَللّٰہُ اَکْبَر قیامت کا دن وہ سخت ضرورت، سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج بے مایہ اور صلہ عطا فرمانے کو مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحبُ التاج نبی۔ خدا جانے کیا کچھ دیں۔ ایک نگاہ لطف کی بلکہ خود یہ صلہ کروڑوں صِلوں سے اعلیٰ اور انفس جس کی طرف کلمہ کریمہ اِذا لَقِیَنِیْ سے اشارہ فرمایا اور بلفظ اذا تعبیر فرمانا بحمد اللہ روزِ قیامت وعدہ وصال، دیدارِ محبوب ذُوالجلال اور شفاعت جنت الفردوس کا صلہ ہے۔ مبارک خاندانِ سادات کرام، معزز خاندانِ ہاشمی اور مکرّم ومحترم خاندانِ قریشی مطلبی کی خدمت کے صلہ میں ذاتِ جوادوکریم، رؤف رحیم علیہ وعلیہم افضلُ الصّلوٰۃ واکرمُ التسلیم کے بھاری انعاموں اور عظیم اکراموں سے مشرف ہوں گے۔

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں — لیے ہوئے یہ دل بے قرار ہم بھی ہیں
ہمارے دست تمنّا کی لاج بھی رکھنا — تیرے فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں
ادھر بھی توسنِ اقدس کے دو قدم جلوے — تمہاری راہ میں مشتِ غبار ہم بھی ہیں
کھلا دو غنچہ دل صدقہ بادِ دامن کا — امید وار نسیمِ بہار ہم بھی ہیں
تمہاری ایک نگاہ کرم میں سب کچھ ہے — پڑے ہوئے تو سرِ راہ گذار ہم بھی ہیں
جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاکِ حضور — تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاج دار ہم بھی ہیں
یہ کس شہنشاہ والا کا صدقہ بٹتا ہے — خسروں میں پڑی ہے پکار کہ ہم بھی ہیں
ہماری بگڑی بنی، ان کے اختیار میں ہے — سپرد انہیں کے ہیں سب کاروبار ہم بھی ہیں

حسنؔ ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالم میں
انہیں کے تم بھی ہو ریزہ خوار ہم بھی ہیں

(حسنؔ رضا)

آں شیاطیں وہزیمت مثل فوج ابرہہ — آں لشکر کہ بودے مشت سنگر زدہ
تھا وہ لشکر ابرہہ کا پراگندہ سی فوج — سنگریزے جن پہ پھینکے تھے یدِ شاہ اُمم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَ بَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

(۷۱)

نَبَذْنَابِہٖ بَعْدَ تَسْبِیْحٍ بِبَطْنِہِمَا
نَبْذَا الْمُسَبِّحِ مِنْ اَحْشَآءِ مُلْتَقِمِ

مثل تسبیح کہ یونس را فگند از شکم — اوفگندہ از پئے تسبیح در دست رسول

جیسے ماہی میں ہے وہ تسبیح خواں — نکلیں ان کے ہاتھ سے وہ بعد تسبیح اس طرح

لغوی و لغوی معنی و علم صرف و نحو

نَبَذْنَابِہٖ — ''الرَّمْیُ بَالْیَد'' ہاتھوں سے پھینکنا۔

بَعْدَ تَسْبِیْحٍ بِبَطْنِہَا — ''تَسْبِیْحٍ بَطْن'' ہاتھ کی ہتھیلی۔

نَبْذَا الْمُسَبِّحِ — تسبیح پڑھنے والا مراد حضرت یونس نبی اللہ علیہ السلام۔

مِنْ اَحْشَآءِ — ''اَحْشَاء'' انتڑیاں، مراد پیٹ۔

مُلْتَقِمِ — لقمہ کرنے والی، مچھلی۔

○ ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے ایسے کنکریوں کو پھینکا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیوں میں تسبیح پڑھ رہی تھیں جیسے حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکلتے وقت تسبیح پڑھ رہے تھے۔

○ تمہیدی کلمہ: ''ارہاصات قبل از بعثت' معجزات بعد از بعثت''

○ تشریح: امام ناظم فاہم قدس سرّہ العزیز نے اس بیت مبارک میں دو تلمیحات بیان کیں۔ایک مشہور واقعہ قرآن عظیم فرمان کریم اور دوسری حدیث پاک سیّد لولاک علیک الصّلوٰۃ والسّلام۔ کتنی بلیغانہ تلمیح ہے اور کتنی مُمثّل لَہٗ کے مطابق مثال اور تشبیہ ہے کہ حضرت یونس نبی اللہ علیہ السلام کا شکم ماہی سے تسبیح پڑھتے ہوئے نکلنا قوم کی عذاب سے نجات کا سبب بنا، ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفِ دست سے سنگریزوں کا تسبیح پڑھتے ہوئے نکلنا امت کی حفاظت کا سبب بنا اعداء کے حملوں سے۔

بروایت صحیح البخاری غزوہ بدر''بروایت صحیح مسلم غزوہ اُحد''غزوہ حُنین میں حضور سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کے لشکر اور حملہ کو دیکھ کر کنکریوں کی ایک مٹھی لی اور شاہَتِ الْوُجُوْہ پڑھ کر کفار کی طرف پھینکی۔ وہ ان کو ایسی لگی جیسے توپ کا گولا، وہ گھبرا کر میدان چھوڑ کر بھاگ گئے جبکہ وہ کنکریاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے تسبیح پڑھتی ہوئی نکلی تھیں۔قرآن مجید فرقان حمید میں حضرت یونس نبی اللہ علیہ السلام کا واقعہ چار مقامات پر بیان فرمایا، جس سے واقعات اور حکایات کے مختلف گوشے بیان ہوئے۔(سورۃ یونس:۹۲)،(سورۃ النّسآء:۸۷)،(سورۃ الصّٰفّٰت:۱۳۹)،(سورۃ القلم:۴۸تا۵۰) ملاحظہ ہو۔

حضور پُر نور سید یوم النشور ﷺ نے ایک مٹھی میں سنگریزوں کو اٹھایا جو آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں آ کر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تسبیح پڑھنے لگے۔ بعدازاں حضرت ابوبکر الصدیق الاکبر، حضرت عُمر فاروق اعظم، حضرت عثمان ذُوالنورین اور حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم مِنَ الملکِ المنّانِ نے یکے بعد دیگرے وہ سنگریزے اپنے ہاتھوں میں لیے اور کانوں سے لگائے تو ان کی تسبیح کو سب نے سنا اور جانا کہ وہ تسبیح کیا تھی۔

○ **تسبیحات مبارکہ** سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے انہیں کلماتِ تسبیح سے عظمتیں پائیں اور ابتلاؤں میں انہیں کلماتِ تسبیح سے کامیاب اور کامران ہوئے۔

☆ سیّدنا یونس بن متی، نبیُّ اللہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شہر نینوا اور موصل ''دریائے دجلہ کے کنارے پر واقع'' کی طرف رسول بنا کر ایک لاکھ لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ آپ کی قوم بت پرست تھی۔ آپ نے ان کو وعظ و پند اور معجزات سے راہ ہدایت دکھائی۔ آپ نے پینتیس ۳۵ سال تبلیغ فرمائی۔ آخرکار حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عذاب کی خبر دی۔ آپ قبل از ایام معہودہ قوم سے ناراض ہو کر شہر سے نکل گئے، امرالٰہی کا انتظار نہ کیا۔ کشتی پر سوار ہوئے جب کشتی چلی تو اچانک ایک مقام پر ٹھہر گئی۔ ملاحوں نے زور لگایا لیکن بھنور سے نہ نکل سکی تو ملاحوں نے کہا اس کشتی میں کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے، لہٰذا وہ اتر جائے ورنہ کشتی ڈوب جائے گی۔ آپ فوراً سمجھ گئے اور فرمایا: مجھے دریا میں ڈال دو کہ میری وجہ سے تم پر کوئی بلا نہ آئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم بغیر قرعہ کے ایسا نہیں کر سکتے۔ تین بار قرعہ ڈالا گیا تو آپ کا نام نامی اسم گرامی نکلا۔ آپ کو دریا میں پھینک دیا گیا اور ربّ قدوس نے دریا کی سب سے بڑی مچھلی کو حکم دیا کہ وہ انہیں نگل لے اور فرمایا: یہ تیری خوراک نہیں بلکہ امانت ہے۔ وہ مچھلی آپ کو نگل کر دریا کی تہہ میں چلی گئی تو آپ نے فی الفور نور فراست سے محسوس کیا کہ میں ابتلا میں ڈال دیا گیا ہوں۔ آپ نے ان تین تاریکیوں: (۱) تاریکیِ شب، (۲) تاریکیِ دریا اور (۳) تاریکیِ شکم ماہی میں فی الفور اللہ ربُّ العزّت جَلّ شانہٗ کی طرف رجوع کیا اور تسبیح پڑھنی شروع کی۔ آپ کی تسبیح کے انوار آسمان میں پھیل گئے اور فرشتوں کو تسبیح کی لذت و فرحت آئی تو عرض کیا: ''اے ارحم الرّاحمین! یہ کون تسبیح پڑھ رہا ہے؟ اس تسبیح میں بہت حلاوت ہے''۔ فرمایا: میرے پیارے یونس علیہ السلام کی آواز ہے ان کو میں نے گرفتارِ بلا کیا ہے چنانچہ ربّ کریم نے آپ کو ''بروایت مختلفہ'' ۳ یا ۷ یا ۴۰ روز مچھلی کے پیٹ میں رکھا اور 10 محرّم الحرام کو ابتلاء سے نجات عنایت فرمائی اور بحکم الٰہی مچھلی نے آپ کو دریا کے کنارے اگل دیا جبکہ وہ نہایت ضعیف اور نحیف ہو چکے تھے۔ كَقَوْلِهِ الْغَفُوْرِ الْوَدُوْدِ: فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ○ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ (سورۃ الصفت: ۱۴۳-۱۴۴) فرمایا ''اگر وہ مچھلی کے پیٹ میں تسبیح نہ پڑھتے تو روز قیامت مچھلی کے پیٹ سے اٹھائے جاتے''۔ ذات مسبّبُ الاسباب نے ایک ہرنی کو مقرر فرما دیا۔ وہ آپ کو دودھ پلا جاتی اور

کدو کی بیل نے آپ کے جسم اطہر پر سایہ کر دیا اور مکھیوں، مچھروں سے حفاظت کی۔
مشہور ہے کہ کدو کی بیل پر مکھی نہیں بیٹھتی تا آنکہ آپ بالکل تندرست اور صحت مند ہو گئے۔
ادھر قوم نے آثار عذاب ملاحظہ کئے اور آپ کی تلاش شروع کی۔ آپ کو اپنے گھر میں نہ پا کر صلاح و مشورے سے کہا "قوم کا نبی جب اپنی قوم میں موجود نہ ہو تو عذاب آ جاتا ہے"۔ لہٰذا سب کے سب سربسجود ہو کر سچے دل سے تائب ہو گئے۔ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ (سورۃ یونس: ۹۲) رب کریم نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور قوم یونس سے عذاب ٹل گیا۔ ایمان لانا سعادت ازلی پر موقوف ہے۔
بروایت امام ترمذی: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ دَعَاهُ وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِينَ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ إِلَّا اسْتَجَابَ۔
حضرت ذوالنون علیہ السلام کی یہ دعا جو آپ نے مچھلی کے شکم میں پڑھی تھی جو مسلمان کسی مشکل یا مصیبت میں پڑھے تو رب کریم قبول فرما کر مصیبت سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں جگ کی کھائے کیوں　دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں
دیکھ کے حضرت غنی پھیل پڑے فقیر بھی　چھائی ہے اب تو چھاؤنی حشر ہی آ نہ جائے کیوں
جان ہے عشق مصطفےٰ روز فزوں کرے خدا　جس کو ہو درد کا مزا نازِ دوا اٹھائے کیوں
نامِ مدینہ نے دیا چلنے لگی نسیم خلد　سوزش غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں
ہو نہ ہو آج کچھ میرا ذکر حضور میں ہوا　ورنہ میری طرف خوشی دیکھ کے مسکرائی کیوں
حورِ جناں ستم کیا طیبہ نظر میں پھر گیا　چھیڑ کے پردہ مجاز دیس کی چیز گائی کیوں
عرض کروں حضور سے دل کی تو میرے خیر ہے　پیٹتی سر کو آرزو دشتِ حرم سے آئی کیوں
تو نے تو کر دیا طبیب آتشِ سینہ کا علاج　آج کے دودِ آہ میں بوئے کباب آئی کیوں
فکر معاش بدبلا، ہولِ معاد جاں گداز　لاکھوں بلا میں پھنسنے کو روح بدن میں آئی کیوں
(حدائق بخشش)

ریزہ تسبیح گویاں را فگند از ہر دو دوست　کایں چناں افگند ماہی جسم یونس را بدست
لے کے نام اللہ کا پھینکا جو کہ آپ نے　حضرت یونس کو اُگلے جیسے ماہی کا شکم

مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

روضۃ الخامس "فی معجزات سید المرسلین ﷺ" وظیفہ بروز منگل

جنت عدن

﴿۷۲﴾

جَآءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْأَشْجَارُ سَاجِدَةً
تَمْشِیْ اِلَیْهِ عَلٰی سَاقٍ بِلَاقَدَمٖ

ہم درخت آمد بفرمائش بہ نزد سجدہ کرد
مے دویدے سوئے او دائم بساق بے قدم

سجدہ کرتے آگئے آپ کے بلانے پر درخت
چلتے تھے اپنے تنوں سے گونہ تھے ان کے قدم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

جَآءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْأَشْجَارُ	"جَآءَ" صیغہ ماضی معلوم، آگئے "اَشْجَارُ" جمع شجر، درخت۔
سَاجِدَةً	دراں حال کہ سجدہ کرتے ہوئے۔
تَمْشِیْ اِلَیْهِ	"تَمْشِیْ" صیغہ مضارع، چلتے تھے "اِلَیْهِ" ضمیر راجع نبی پاک ﷺ۔
عَلٰی سَاقٍ	پنڈلیوں پر۔
بِلَاقَدَمٖ	بغیر قدم کے۔

○ ترجمہ: حاضر ہوگئے درخت آپ ﷺ کے بلانے سے سجدہ کرتے ہوئے، بغیر قدم کے اپنی پنڈلیوں پر چلے آئے۔

○ تمہیدی کلمہ: "حکم مدنی سرکار ﷺ اور اطاعت اشجار"

○ تشریح: سابقہ اشعار میں ان ارہاصات کا بیان ہوا جن میں آپ ﷺ کی نبوت کی شہادت ذی ارواح نے دی اور اب ان معجزات کا ذکر کیا جارہا ہے جو غیر ذی روح ہیں مثلاً جمادات نباتات۔ معجزہ نبی کی نبوّت کی دلیل ہوتا ہے۔

بروایت صحیحہ حاکم بسند جیّد سیّدنا ابن سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمسفر تھے۔ راہ میں ایک بدو حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی: یارَسُولَ اللہ ﷺ! اپنی نبوت اور رسالت کی کوئی نشانی (معجزہ) دکھائیں تو تاجدار ہفت اقلیم ﷺ نے فرمایا: جاؤ اس درخت کو جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح پڑھ رہا ہے کہو کہ وہ سامنے تجھے رسولُ اللہ (ﷺ) بلاتے ہیں۔ اعرابی کا درخت کو جاکر اتنا کہنا تھا کہ وہ خوشی سے جھوم اٹھا اور وجد میں آکر پہلے اپنی جڑوں کو زمین سے باہر نکالا اور پھر خوشی اور مسرّت سے جھومتا ہوا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوگیا اور اپنی سر کی ٹہنیوں کو سرکار کے قدموں میں رکھ دیا۔ اَلسَّجْدَةُ هٰهُنَا سجدہ کا لفظ غیر ذوی

العقول وغیر ذی روح پر بولنا جائز ہے کہ وہ آپ ﷺ کی نبوت کو پہچاننے کا ادراک اور شعور رکھتے ہیں اگرچہ شریعت مطہرہ کے وہ مکلف نہیں، لہٰذا یہاں معنیٰ مرادی جھکنا، حکم بجالانا ہے۔

شجر نے ازراہ تعظیم پاس آکر قدم چومے کیا سلام پتھروں نے جھک کر قدم چومے

اس مبارک درخت نے خوشی و مسرّت سے جھومتے ہوئے فرحاں وشاداں زبان حال وصدقِ مقال سے وہ خط مستقیم اور خط منحنی کھینچا جیسے خوشنولیس کاتب حضرات لکھنے سے پہلے مسطر سے لکیریں کھینچتے ہیں اور پھر قلم سے لکھتے ہیں۔ بعینہٖ اس درخت نے سیدھا خط کھینچ کر اس پر اپنی شاخوں کی قلموں سے خطِ نسخ، خط نستعلیق کے انداز کتابت میں توصیف مصطفےٰ ﷺ وتعریف مجتبےٰ ﷺ کی ایک سطری ایسی خوبصورت دستاویز لکھی جو شکلاً نعت بن گئی اور اس نے اپنا نام دفتر نعت خوانانِ میں لکھوالیا اور دوام پا گیا اور اعرابی کتابت کی خوبصورتی اور خوشنویسی کو دیکھ کر اتنا متاثر ہوا کہ وہ اعرابی سے صحابی بن گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

قرآں میں جب کہ خود ہوثنا خواں تیرا خدا کیا تاب پھر قلم کو جو کچھ کر سکے رقم
محروم تیرے دست مبارک سے رہ گیا کیوں کر نہ چاک اپنا گریباں کرے قلم

فقیر غفرلہٗ المولیٰ القدیر عرض کناں ہے: یہ اس ایک معجزہ کا مرکز ہے جو حضور صاحب الجود ﷺ سے متعدد بار ظہور پذیر ہوا۔ الغرض نباتات، شجر، جمادات، پہاڑ، حیوانات کے معجزات کثیرُ التعداد کتب احادیث میں موجود ہیں جو کسی کی طلب پر دکھائے گئے جو تعریف المصطفےٰ ﷺ میں کئی ایک صحابہ کرام سے مروی ہیں۔

اس ایک معجزہ عجیبہ میں کثیر معجزات کا اشارہ ملتا ہے۔ درخت کا نبوّت اور رسالت کی شہادت دینا، نباتات کا فہم، ادراک اور شعور، بلانے پر خوشی اور محبت سے جھوم جھوم کر قدموں سے لپٹنا اور برکت پانا، درخت کا ازخود جڑوں سے اکھڑنا اور بغیر قدم ساق پنڈلیوں پر جھک کر حاضر حضور ہونا اور سلام کر کے عظمت پا جانا شامل ہیں۔ علاوہ ازیں اشجار واحجار کا فہم، خطاب جبکہ وہ اعضا، زبان، عقل، ہاتھ، پاؤں نہیں رکھتے۔ آپ ﷺ کی طرف قصد وارادہ سے حاضری دینا، اظہار تواضع وانکساری سے سجدہ کرنا، اطاعت وانقیاد سے حکم واپسی پر پھر اپنی جگہ پر جا کر قائم دوام ہو کر دوائم پا جانا، تا قیامِ قیامت اس درخت کا تذکرہ مومنوں کی زبان اور نوک قلم پر رہے گا "علیٰ ہٰذا القیاس" وَالْاَشْجَارِ کے لفظ سے کنایۃً اشارۃً ملتا ہے کہ ایسے کثیر واقعات کا ظہور ہوا ہے۔ مثلاً درختوں کا دھوپ میں سایہ کرنا اور قضاء حاجت کے لیے پردہ بنانا ثابت ہے۔

خَطًّا حَسَنًا عَلَی الْکَاغِذِ زمینی خاکستری کے کاغذ پر خوشنما فن کتابت کا مظاہرہ کیا اور حضور سیّد الکونین و شہنشاہ ثقلین ﷺ کی تعریف وتوصیف، ادب اور محبت کے نقش بکھیرے اور مشکل الفاظ کو بین السطور سے شان معنی کو واضح کیا تاکہ مصنّفین کرام اپنی کتابوں میں خوبصورتی سے شانِ مصطفےٰ ﷺ کو اپنی قلم سے رقم کرتے رہیں اور تعظیماً کھڑے ہو کر یا دوزانو بیٹھ کر نعت خوانی کرتے رہیں۔

ابوبکر و عُمر، عُثمان و علی اور سارے صحابہ دو زانو
جب بیٹھتے ہوں گے مجلس میں اس مجلس کا عالم کیا ہوگا

امام ابوزکریا صرصری علیہ الرحمۃ القوی نے اپنے قصیدہ مبارکہ میں کیا عمدہ اور خوب لکھا کہ جو مومنوں کے سینہ کا نقش ونگار بن گیا اور عاشقین کے لیے وقار بن گیا۔

قَلِيْلٌ لِّمَدْحِ الْمُصْطَفٰى الْخَطِّ الذَّهَبِ عَلٰى وَرَقٍ مِّنْ فِضَّةٍ اَحْسَنُ مِنْ كُتُبٍ
وَاَنْ يَّنْهَضَ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهٖ قِيَامًا صُفُوْفًا وَ جِثِيًّا عَلٰى رَكَبٍ

مدح المصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم میں یہ بھی قلیل ہے کہ اعلیٰ خوشنویس کاتب چاندی کی سفید تختی پر سونے کے سنہرے پانی اور نوری قلم سے خوشخط لکھتے ہیں اور صاحب فضیلت اور شرف لوگ صلوٰۃ وسلام کے لیے صف بصف، قطار در قطار تعظیماً ہاتھ باندھ کر سروقد کھڑے ہوجاتے یا گھٹنوں کے بل دوزانو بیٹھ کر باادب درود شریف پڑھتے ہیں اور قصیدے، نعتیں اور منقبتیں لکھتے ہیں اور مجلسوں کو نعتوں کے نغموں سے مسرور کرتے ہیں۔

علماء اعلام فرماتے ہیں: ''جب شجر وحجر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے مطیع اور منقاد ہیں تو اہل ایمان کو بطریق اولیٰ بالمبادرہ ظاہرہ مطیع ہوکر اللہ رب العزت جلّ شانہٗ کو مانند خطِ مستقیم، اپنی عبودیت کا ثبوت دینا چاہیے۔'' بمطابق حدیث پاک مَنْ اَطَاعَهٗ نَجٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ غَرَقَ ''جس نے اطاعت کی وہ نجات پا گیا اور جس نے سنت مطہرہ کو ترک کیا وہ غرق ہوگیا''۔

○ حکمتِ عالیہ اس معجزہ عالیہ سے چند خوارق عادات امور ثابت ہوئے مثلاً نباتات شجرات کا فہم وفراست۔ نباتات کا حکم رسالت پر حاضر حضور ہونا اور شہادت رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا معجزہ نما نمونہ نعت اور قدم بوسی کر کے سرفراز ہونا۔

آمد اشجار برخدمش سجدہ کناں نے بپابل ازادب باساق وسرآمدنواں
ہوکے سجود آپ کی دعوت پہ اشجار آ گئے پیڑ سے چلتے ہوئے رکھتے نہ تھے گو وہ قدم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

۷۳

كَأَنَّهَا سَطَرَتْ سَطْرًا لِّمَا كَتَبَتْ
فُرُوعُهَا مِنْ بَدِيعِ الْخَطِّ فِي اللَّقَمِ

گویا خطے کہ کردند شاخہا بر ہر درخت — نئے نوشتند خط نیکو عجیب اندر رقم
راہ میں دی کھینچ اس نے پہلے اک سیدھی لکیر — لکھ دیا شاخوں نے پھر خط جلی خوش قلم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو

كَأَنَّهَا سَطَرَتْ	گویا کہ وہ سطر میں لکھ رہے ہیں۔
سَطْرًا لِّمَا كَتَبَتْ	سیدھی سطر جیسے لکھنے میں لکھتے ہیں۔
فُرُوعُهَا	''فَرْعٌ'' کی جمع معنیٰ: شاخیں ٹہنیاں۔
مِنْ بَدِيعِ الْخَطِّ	خوشخطی، خط نسخ، خط نستعلیق، خط کوفی۔
فِي اللَّقَمِ	''لَقَمِ'' بین السطور، دوسطروں کے درمیان۔

○ **ترجمہ:** گویا ان درختوں نے صحیح اور سیدھی سیدھی سطریں کھینچ دیں اور ان شاخوں نے ''بین السطور'' خوبصورت خط میں کتابت کر دی۔

○ **تمہیدی کلمہ:** سجود اشجار اور نقش نگار، بخط نسخ و نستعلیق اور خطِ کوفی میں قرطاس زمین پر نعتیں لکھیں۔

○ **تشریح:** یہ دونوں شعر لفظاً و معناً ایک ہیں۔ حضور ممدوحُ الصّفات ﷺ کے پیغام پر درخت خوشی سے جھوم اٹھے اور حاضری حضور ﷺ کی بیتابی سے آپ کے فضائل و خصائل اور معجزات کے اپنے سروں اور شاخوں سے نغمے بکھیر دیے اور نفیس نعتیں اور عظیم قصیدے کاغذ زمین کے صفحہ پر نقش کر دیے۔ خَطًّا حَسَنًا عَلَى الْكَاغِذِ خوبصورت اور خوشنما فن کتابت کا مظاہرہ کیا' جس کا فوٹوسٹیٹ آسمان نے اپنے سینہ میں رکھ لیا۔

○ **معجزہ کریمہ** ایک بدو حاضر خدمت ہو کر عرض کناں ہوا کہ آپ اس وادی کے پیچھے جو درخت کھڑا ہے اسے بلائیں آپ ﷺ نے اس درخت کی طرف اشارہ کیا اور اس نے حاضر حضور ہو کر سجدہ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو مخاطب کر کے فرمایا: اپنی جگہ واپس چلا جا۔ اس نے قدرت الٰہی کا مظاہرہ دیکھ کر حَسْبِیْ حَسْبِیْ کہا اور وہ بدو یہ معجزہ دیکھ کر باغ باغ ہو گیا اور ایمان لے آیا کہ درخت بھی اپنے رسول ﷺ کو جانتے پہچانتے اور حکم بجالاتے ہیں۔

مفہوم یہ کہ گویا درختوں نے اپنے سرسبز و تروتازہ پتوں، شگفتہ و شاداب نازک شاخوں سے بصد آداب و محبت قدم بوسی کی اور اپنی ٹہنیوں کی قلموں سے خط بدیع میں خوشخط حروف ''لکیروں'' سے نعت مصطفےٰ ﷺ کو جنگل کی سرزمین پر بطور معجزہ ایسا کندہ کیا جس کو نہ کوئی مٹا سکے اور نہ انکار کر سکے۔

○ **کلام الٰہی میں مقام حمد ونعت سورۃ لقمان:۲۷ کا مفہوم**

''اور اگر زمین کے سارے درخت قلمیں اور سمندر سیاہی اور زمین وآسمان کاغذ بن جائیں تو تمام کائنات عالم کلماتُ اللہ'' اللہ تعالیٰ کی قدرت کی باتیں'' لکھنے لگیں تو سب سمندر ختم ہوجائیں قلمیں گھس جائیں تب بھی صفات الٰہیہ کو نہ لکھ سکیں اگر چہ یہ عمل سات باریا بار بار دہرائیں''۔

چوں سخن در وصف ایں حالت رسید ہم قلم شکست وہم کاغذ درید

جمہور مفسّرین نے کلماتُ اللہ سے حضور ﷺ کے اوصاف مراد لیے ہیں کہ کلماتُ اللہ حضور ﷺ کے ننانوے اسماءِ حسنیٰ سے ایک نام مبارک ہے۔ معنیٰ یہ ہوا کہ حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف نعت، منقبت اور قصیدہ ازل تا ابد ساری مخلوقات عالم لکھنے لگے تو عمریں ختم ہوجائیں تو ایک وصف بھی، وہ نہ لکھ سکیں۔ ''کجا حدیست حسنت راہنوز آغاز بینم'' والا معاملہ ہو۔

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر ماہم چناں در وصفِ اوّل تو ماندہ ایم

جب قرآن حکیم فرقان عظیم میں بذات خود حق تعالیٰ اپنے محبوب پاک سیّد لولاک علَیْہِ الصَّلوٰۃ والسّلام کی توصیف وتعریف فرماتا ہے اور عظیم الشان خطابات، القابات سے نوازتا ہے پھر دوسرا کون ہے جو نعت کا حق ادا کرسکے۔

اگر چشمِ بصیرت ہو تو ظاہر ہے قرآں سے بہت آگے تیری عظمت کی حد ہے حدِّ امکاں سے

مدیح خاص ممدوح ازل خود حق تعالیٰ ہے صفت نبی کا حق ادا ہو کیا تیرے ثنا خواں سے

سبطِ حُسن وجمال، مرکزِ خوبی وکمال، منبع جود ونوال ﷺ کے ایک وصف کو بھی کماحقہ کوئی بیان نہیں کرسکا سب درماندہ اور ششدر ہو کر رہ گئے اور اپنی کم علمی بے بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے کہہ گئے:

چوں قلم اندر نوشتن مے شناخت چوں بہ عشق آمد قلم برخود شگاف

○ **عطیّات خداوند قدّس کا بیان** حضور کلماتُ اللہ کے انوار فیوض وبرکات اور معجزات نعت خواں حضرات یکتائے روزگار، شعراءِ کرام، علماءِ نامدار نے حضور ﷺ کے اجلال واکرام اور اکمال اوصاف تعظیم وتوقیر، ادب ومحبت، خلقِ عظیم پر تقریراً اور قلم وقرطاس سے تحریراً اپنی اپنی بساطِ علمی سے ضخیم دفتر لکھے لیکن قلم توڑ کر حیرت میں گم ہو کر کہہ گئے:

قلم شکن، سیاہی ریز، کاغذ سوزدم دوکش حسن ایں قصہ عشق است در دفتر کے گنجد

ازدرختاں آنچہ شد پیدانہاں ازراہ دور گویا بنوشت شاخ شاں بخط خوش سطور

ان درختوں نے لکیریں خوب کھینچیں اور لکھا ڈالیوں سے اپنے وسط راہ میں شانِ نظم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

○

(۷۴)

مِثْلُ الْغَمَامَةِ اَنّٰى سَارَ سَآئِرَةً
تَقِيْهِ حَرَّ وَطِيْسٍ لِّلْهَجِيْرِ حَمِیْ

ابر بودے برسرش تا او برفتے ہر کجا — تا نگاہش داشت از گرمائے تا بستان کرم
مثل بادل کے جہاں جاتا تھا جاتے تھے درخت — تا کہ گرمی کی تابش اس کی نہ پہنچائے ہم

لفظی ولغوی معنٰی علم صرف ونحو سے

مِثْلُ الغَمَامَةِ	"مِثْلُ" مانند "الْغَمَامَةِ" بادل کے، درخت مثل بادل۔
اَنّٰى سَارَ سَائِرَةً	"اَنّٰى" بمعنی اَیْنَ ظرف زمان اور ظرف مکان۔
تَقِيْهِ حَرَّ	"وِقَايَه" مصدر، نگاہ رکھنا، بچانا، "حَرَّ" گرمی۔
وَطِيْسٍ لِّلْهَجِيْر	"وَطِيْسٍ" گرم تنور، سخت دھوپ "هَجَر" دوپہر۔
حَمِیْ	دھوپ کا سخت گرم ہونا۔

○ **ترجمہ:** وہ درخت مطیعانہ انداز میں بادل کی طرح جہاں آپ ﷺ تشریف لے جاتے ساتھ ساتھ جاتے اور سایہ کیے رکھتے اور دوپہر کی شدید گرمی سے بچاتے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** "اطاعت اشجار اور سایہ فگن ابر"

○ **تشریح:** یہ شعر سابقہ اشعار کا تتمہ ہے۔ ایک معجزہ کی طرف مُشعر ہے کہ حضور سراپا نور سید یوم النشور ﷺ جہاں بھی تشریف لے جاتے بادل کا ایک ٹکڑا ہمیشہ آپ ﷺ کے سرِ اقدس پر چھتری کی طرح سایہ کیے رکھتا جیسے درخت بلانے پر جلد از جلد ہر حال میں حاضر حضور ہو جاتے۔ ان دو معجزوں کو باہم تشبیہ دینے سے ایک عجیب نکتہ پیدا ہوتا ہے اور کیفیت طاری ہوتی ہے جو صاحب وجدان سے پوشیدہ نہیں۔ شجر بلا قدم کے چل کر اور غمامہ مطلع آسمان پر چل کر سرِ اقدس پر سایہ فگن ہوتا، دونوں کا اطاعت و انقیاد میں مرتبہ ثبوت محبت ہے "وَالْاَشْجَارُ وَالْغَمَامَةُ كَانَتْ مُطِيْعَةً" شجر اور بادل تو کیا کائنات عالم کی ہر شی آپ ﷺ کے مطیع تھی۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ملک شام کی طرف بسلسلہ تجارت تشریف لے گئے، سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ رضی اللہ عنہ ساتھ تھا۔ دورانِ سفر اللہ تعالیٰ نے ایک سفید بادل کا ٹکڑا بھیجا جو آپ ﷺ کے سرِ اقدس پر سایہ فگن رہتا تا کہ دھوپ کی تپش اور سفر کی کلفت سے محفوظ و مامون رہیں۔ یہاں تک کہ ایک کنیسہ صومعہ کے قریب جو بحیرہ راہب کا تھا، پہنچے وہ اپنے گرجا سے نکلا اس نے دیکھا کہ آپ ﷺ درخت کے نیچے آرام فرما ہیں اور جب آپ ﷺ پر دھوپ چمکتی تو درخت کا سایہ آپ ﷺ کو ڈھانپ لیتا۔ یہ وہی درخت تھا جس کے نیچے حضرت عیسیٰ روح

اللہ علیہ السلام ٹھہرے تھے اور فرمایا تھا کہ میرے بعد اس کے نیچے آخر الزماں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی اور قیام اور آرام نہیں کرے گا۔ حاضر حضور ہوا اور پوچھا: مَا اِسْمُكَ قَالَ: مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قَالَ: مِنْ اَيِّ قَبِيلَةٍ؟ قَالَ: مِنْ قُرَيْشٍ بحیرہ راہب تعظیما جھک گیا اور دعوت پکائی اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔ اس نے عرض کی کہ ہم نے اس مقام کو اپنی قیام گاہ بنالیا۔ اس انتظار میں ہماری کئی نسلیں گزر گئیں اور مجھے یہ سعادت ملی۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے تجارت اور سفرِ ملک شام کے تمام واقعات و حالات اپنی مالکہ سے بیان کیے۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نکاح میں آئیں اور اُمّ المؤمنین کا شرف پایا۔ ایسے کثیر واقعات عجیبہ اور معجزات غریبہ احادیث نفیسہ سے ثابت ہیں۔

سیدنا یونس نبی اللہ علیہ السلام پر کدو کی بیل کا سایہ کرنا نصِ قطعی سے ثابت ہے کَقَوْلِهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ: وَاَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ "اور اگائی ہم نے ان پر کدو کی بیل" (سورۃ الصّٰفّٰت: ۱۴۶) کدو کی بیل زمین پر پھیلتی ہے لیکن یہ قدرت کاملہ سے قد آور درخت کی طرح کھڑے ہو کر تعظیما و ادبا سایہ کرتی تھی۔

حضرت جس گلی وچ جاون حُلّے عطر عنبر دے آون بَدل کریندے سایہ ایسا کسی نے نہ پایا پایا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کدو بہت پسند تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے امام الائمہ از مجتہدین کرام امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے سامنے کہہ دیا کہ مجھے کدو پسند نہیں۔ آپ نے نہایت غضبناک ہو کر فرمایا: توبہ کرو ورنہ میری مجلس سے نکل جاؤ اور فرمایا یہ منافق ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ چیز سے محبت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی دلیل ہے۔ یہ محبت صادق ہے جو مقصود اصلی اور مطلوب حقیقی تک پہنچاتی ہے اور وہ اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰه (سورۃ البقرہ: ۱۶۵) کی تنویر اور تصویر بن جاتا ہے۔

حضور نور مجسم، شفیع معظم۔ فخر آدم و بنی آدم علیٰ نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عدم سایہ کے دلائل جلائل بدیہہ ہیں۔ اکابر علماء اعلام علیہم الرّحمۃ المُنعام نے اپنی اپنی تصنیفات قدسیہ میں تصریحات سے بالتشریح ارقام فرمایا جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں جس کی مفتی عقل اور قاضی نقل نے خَلفاً بعد خَلفٍ دائما بالاتفاق تائید و تشبید فرمائی ہے خصوصاً اکابر اولیاء کاملین میں سے امام ربانی، قیّوم زمانی، محبوب صمدانی، حضرت مجدّد الف ثانی الشیخ احمد نقشبندی سرہندی قدس سرہ النورانی نے اپنے مکتوبات قدسیہ میں عدم سایہ پر وضاحت فرمائی۔

اُمّی ونکتہ دانِ عالم بے سایہ وسائبان عالم

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

سیّدنا ابن سیّدنا عبداللہ بن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَلَّ مَاقَامَ مَعَ الشَّمْسِ اِلَّا غَلَبَ ضَوْئُهٗ ضَوْئَهٗ وَلَامَعَ الْقَمَرِ السِّرَاجِ اِلَّا غَلَبَ ضَوْئُهٗ ضَوْءَهٗ

مَاجَرَّ بِظِلِّ اَحْمَدَ اَذْيَال فِی الْاَرْضِ كَرَامَةً كَمَا قَالُوْا
هٰذَا عَجَبٌ وَّ كَمْ مِنْ عَجَبٍ وَ النَّاسُ بِظِلِّهٖ جَمِيْعًا قَالُوْا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّم

سایہ احمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم بسبب عظمت زمین نہ کھینچا گیا۔ یہ کتنی تعجب خیز بات ہے کہ جسم اطہر کا سایہ نہ ہونے کے باوجود تمام جہاں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے سایہ میں قیام و آرام پا رہا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ ۨ الْاَنْوَارِ مَنْ لَاظِلَّ فِی الشَّمْسِ وَلَا فِی الْقَمَرِ وَعَلٰى اٰلِهِ الْاَعْطَرِ وَاَصْحَابِهِ الْاَطْهَرِ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

''قصیدہ نُور''

تو ہے سایہ نُور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نُور کا

یہ کتاب کُن میں آیہ طرفہ آیا نور کا
غیر قائل کچھ نہ سمجھا معنیٰ نور کا

کیا بنا نام خدا اسرا کا دلہا نُور کا
سَر پہ سہرا نور کا بَر میں شہانا نُور کا

بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا
ماہ طیبہ میں بٹتا ہے مہینا نور کا

مَیں گدا تو بادشاہ بھردے پیالہ نُور کا
نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نُور کا

بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا

تاج والے دیکھ کہ تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نُور کا

قبر انور کہیے یا قصر معلّٰے نُور کا
چرخ اطلس یا کوئی سادہ سا قبہ نُور کا

پیچ کرتا ہے فدا ہونے کو لمعہ نُور کا
گرد سر پھرنے کو بنتا ہے عمامہ نُور کا

بنی پُرنُور پر رخشاں ہے بکّہ نُور کا
ہے لواء الحمد پر اڑتا پھریرا نُور کا

وصف رخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نُور کا
قدرتی بینوں میں کیا بجتا ہے لہرا نُور کا

دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نُور کا
غیر قائل کچھ نہ سمجھا کوئی معنیٰ نُور کا

(حدائق بخشش)

مثل آں ابریکہ ہر جاذات او تشریف داشت
جسم پاکش را اماں دادہ ز گرمی ہائے چاشت

ابر کی مانند وہ سایہ فگن تھے آپ پر
تا کہ بچائے گرم موسم کی حرارت سے بہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۷۵)

اَقْسَمْتُ بِالْقَمَرِ الْمُنْشَقِّ اِنَّ لَہٗ
مِنْ قَلْبِہٖ نِسْبَۃً مَّبْرُوْرَۃَ الْقَسَمِ

کہتا ہوں سچ کھا کے وانشق القمر کی قسم — ماہِ منشق نسبت ان کے قلب سے رکھتا ہے خاص
جبکہ بن گیا معجزہ نوری شق القمر کی قسم — چاند پا گیا نسبت کامل ماہ مدنی سے

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

اَقْسَمْتُ	صیغہ ماضی متکلم، میں قسم کھاتا ہوں۔
بِالْقَمَرِ الْمُنْشَقِّ	''الْقَمَرِ'' چاند ''الْمُنْشَقِّ'' اسم مفعول، شق شدہ، دوبارہ۔
اِنَّ لَہٗ مِنْ قَلْبِہٖ	''اِنَّ'' تاکید ''لَہٗ'' لام تخصیص کا، اس کے دل۔
نِسْبَۃً مَّبْرُوْرَۃَ	''نِسْبَۃٌ'' تعلق، نسبت ''مَبْرُوْرَۃٌ'' سچی، مقبول۔
الْقَسَمِ	سوگند، پکی سچی قسم۔

○ **ترجمہ:** میں حضور ﷺ کی انگلی کے اشارہ سے شق ہو جانے والے چاند کے رب کی قسم کھاتا ہوں کہ اس شق شدہ چاند کو آپ ﷺ کے قلب اطہر سے یک گونہ نسبت ہے اور میں اپنی اس قسم میں سچا ہوں یقیناً۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''معجزہ شق القمر کو شق صدر سے نسبت درجہ کمال میں ہے''۔

○ **تشریح:** امام سند الانام عَطَر اللّٰہ مَثْوَاہُ نے اپنے مخصوص انداز بیان میں معجزہ شقُّ القمر کو آپ ﷺ کے قلب اطہر سے تشبیہ دی۔ بمجوائے ''کلامُ الاِمَامِ امامُ الکلام'' آپ کا یہ شعر صنعت تلمیح اور صنعت تشبیہ کا حسین شاہکار ہے۔ شِعری حسن کے ساتھ معنوی حسن کا آئینہ دار ہے اور یہ تشبیہ مِن وجہ تشبیہ ہے نہ کہ من کلِّ الوجوہ۔ اِنَّ لَہٗ مِنْ قَلْبِہٖ نِسْبَۃٌ حضور نور سراپا نور، نُورِ علیٰ نُور رسیّد یوم النشور ﷺ کے قلب اطہر سے چاند کی نسبت یوں ہے:

☆ چاند اور قلب انور دونوں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے اسم نور کے مظہر ہیں۔

☆ جس طرح چاند انگشت ہائے مبارک کے اشارہ سے شق ہوا اسی طرح قلب انور کو شگاف ہوا۔

☆ چاند چوتھے آسمان پر بلند اور قلب اطہر خود مقام بلند پر فائز المرام ہے۔

☆ چاند سورج سے نور لے کر اپنی چاندنی سے رات کی تاریکی کو دور کرتا ہے۔ بعینہٖ مدینہ کے چاند ﷺ کا قلب ذات الٰہی سے نور کا استفادہ کر کے مومنوں کے قلوب کو نور ایمان سے منور کرتا ہے اور چاند اور سورج کا نور، نور مصطفیٰ ﷺ سے ہے۔

☆ آسمانی چاند کا منبع و مرکز نور سورج ہے اور مدینہ کے چاند ﷺ کا مبدأ فیاض خالق حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات نور ہے۔

☆ چاند اپنی منزلیں آسمان میں تیرتا ہوا طے کرتا ہے اور قلب اقدس قوتِ سیرِ ملکوتی اور معائنہ تجلّیات عالم بالا میں قطع منازل ''شب معراج کا سفر محبت وسفر وصال'' کرتا ہے۔

☆ یہ مطلع آسمانی کا چاند ہے اور آپ ﷺ مقطع نبوّت ورسالت کے چاند ہیں۔

☆ چاند نُور ہے اور آپ ﷺ کو اللہ سبحانہ نے اپنے کلام پاک میں نُور فرمایا۔

☆ چاند اپنی چاندنی سے کھیتوں کو سرسبز اور پھل دار کرتا ہے حضور ﷺ کی قلبی توجہ سوختہ دلوں کو سرسبز وشاداب کرتی ہے اور ایمانی پھل لذت قلبی وفرحت روحی سے سرشار ہوتا ہے۔

☆ چاند پھلوں کو رنگینی اور حلاوت دیتا ہے اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ من الملک المنان کو اللہ کے رنگ سے رنگین کردیا اور ان کو نُور علیٰ نُور بنادیا۔ ''تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ''۔

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نُور کا	مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نُور کا
تیری ہی جانب رہا ہے پانچوں وقت سجدہ نُور کا	رخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نُور کا
یہاں بھی داغ سجدہ طیبہ ہے تمغا نُور کا	اے قمر کیا تیرے ہی ماتھے ہے ٹکا نُور کا
تاب سم سے چندھا کر چاند انہیں قدموں پھرا	ہنس کے بجلی نے کہا دیکھا چھلاوا نُور کا
عکس سم نے چاند سورج کو لگائے چار چاند	پڑگیا سیم وزر گردوں پہ سکہ نُور کا
یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آیا نُور کا	بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نُور کا
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں	کیا اشاروں پر ہی چلتا تھا کھلونا نُور کا
مصحفِ عارض پہ ہے خط شفیعہ نُور کا	لوسیہ کارو! مبارک ہو قُبالہ نُور کا

○ **معجزہ شق القمر** حضور ماہ منیر اجتبا، احمد مجتبےٰ، مہر سپہر اصطفاء محمّد مصطفےٰ علیہ افضل التحیۃ والثّناء رأس الکفر ابوجہل عمر بن ہشام علیہ اللعنۃ اِلٰی یوم القیام اور اس کے متبعین شیاطین عاجز ودرماندہ ہوگئے کہ اسلام کا سورج یوماً فیوماً بلند سے بلند ہورہا ہے اور لوگ حلقہ اسلام میں جوق درجوق داخل ہورہے ہیں تو تنگ آکر حبیب بن مالک ابطحی امیر ملک شام کو مکتوب لکھ کر بلایا تو وہ دس سرداروں کے ساتھ مکہ معظمہ پہنچا۔ ابوجہل اور اس کے زعماء نے اس کا استقبال کیا اور حالات بیان کیے۔ کہنے لگا: اِنَّا نَعْرِفُہٗ بِالصِّدْقِ فِیْ صَغِیْرَۃٍ ''ہم اس کو بچپن سے راست گو مانتے ہیں'' مگر اب انہوں نے ہمارے بتوں کو برا کہنا شروع کردیا ہے اور ایک نیا دین ظاہر کیا۔ اس نے دار الندوہ میں مجلس بلائی اور سب سے وعدہ لیا ''جب آپ ﷺ تشریف لائیں تو نہ ان کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا اور نہ استقبال کرنا۔'' الغرض آپ کو دعوت دی گئی۔ آپ ﷺ نے حلہ حُمراء اور عمامہ سبز زیب تن فرمایا اور اپنے یارِ باوقار صاحبِ جمال ابوبکر اور صاحب جلال عمر رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر تشریف لائے۔ ادھر حبیب نے حضور ﷺ کو جلوہ افروز ہوتے دیکھا تو یکدم تعظیماً کھڑا ہوگیا۔

نبی الرحمٰن الملکِ العلاّم علیہ الصلوٰۃ السلام کا چہرہ اقدس نور سے چمک رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رعب اور ہیبت سے سب کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ کسی کو گفتار کی جرأت نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد حبیب بن مالک کھڑا ہوا اور کہا: یَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ لِلْاَنْبِیَآءِ مُعْجِزَاتٌ اَلَکَ مُعْجِزَۃٌ فَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ مَاذَا تُرِیْدُ۔ ”اے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام مخصوص معجزات لائے کیا آپ کے پاس بھی کوئی معجزہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو کیا چاہتا ہے؟ قَالَ الْحَبِیْبُ اُرِیْدُ اَنْ تَغِیْبَ الشَّمْسُ وَ تَخْرُجَ الْقَمَرُ وَ تُنْزِلَہٗ اِلَی الْاَرْضِ وَ تَجْعَلَہٗ مُنْشَقًّا نِصْفَیْنِ نِصْفَیْنِ ثُمَّ تَعُوْدُ اِلَی السَّمَآءِ قَمَرًا مُنِیْرًا۔“ کہنے لگا: میں چاہتا ہوں کہ ابھی سورج غروب ہو اور چاند نکل آئے وہ زمین پر اتر آئے اور آپ اس کے دو ٹکڑے کریں اور وہ پھر آسمان پر جا کر قمر منیر بن جائے“۔ حضور سیّد الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنْ فَعَلْتُہٗ اَتُؤْمِنُ بِیْ ”اگر میں یہ معجزہ دکھا دوں تو کیا تو ایمان لے آئے گا؟“ فَقَالَ نَعَمْ بِشَرْطِ اَنْ تُخْبِرَمَا فِی قَلْبِی ”پس کہا: ہاں مگر ایک شرط پر کہ میرے دل کی پوشیدہ بات بھی پوری ہو۔“ حضور شمس النبوت، قمر الرسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ اصحاب کبار اور قریش مکہ کے کوہ ابوقبیس پہ تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز نفل ادا فرمائی اور رب العزت کی بارگاہ صمدیّت میں ہاتھ اٹھا کر دعا عرض کی تو حضرت سیّد الملائکہ جبرائیل امین علیہ السلام حاضر حضور ہوئے، عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ جل شانہٗ نے آپ کے لیے سورج، چاند، رات، دن مسخر فرما دیے ہیں۔ مخلوقات ارضی اور سماوی کائنات میں بھی آپ کو تصرف کرنے کا اذن عنایت فرمایا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلی سبابہ کا اشارہ سورج کی طرف کیا جبکہ وہ اپنی پوری تابانی سے چمک رہا تھا تو دیکھا کہ سورج غروب ہو گیا اور تاریکی چھا گئی۔ اتنے میں مطلع آسمان پر قمر ”بدر منیر“ اپنی نورانیت کے ساتھ طلوع ہوا تو آپ نے اس کی طرف انگلی سے اشارہ فرمایا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا کوہ ابوقبیس کے ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف اتر آیا اور قدم بوسی کر کے واپس اپنے مقام غفر میں جا کر بدر کامل بن گیا۔

دنیا مزار حشر جہاں ہیں غفور ہیں ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر کی ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

یہ دو معجزے حبیب اور اس کے ساتھیوں نے دیکھے تو سر تسلیم خم کر دیئے۔ اب حبیب نے کہا: بَقِیَ عَلَیْکَ الشَّرْطُ میرے دل کی بات؟ فرمایا: جا گھر چلا جا تیرے دل کی بات کا ظہور تیرے گھر میں ہوگا، اللہ تعالیٰ نے اس کو صحیح وسلامت فرما دیا ہے۔ وَقَالَ حَبِیْبُ قَائِمًا اَصِلُ مَکَّۃَ لَا اَکْفُرُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ۔ حبیب نے کھڑے ہو کر کلمہ شہادت پڑھا اور دامن اسلام سے ہمیشہ ہمیشہ وابستہ ہو گیا۔ لیکن ابوجہل نامسعود نامراد ہی رہا اور جب حبیب واپس گھر پہنچا تو اپنی بیٹی ”دسطیحہ“ جو محض گوشت کا لوتھڑا تھی کو صحیح وسلامت اور حسینہ جمیلہ پایا اور اس نے کلمہ طیبہ پڑھا۔ باپ نے پوچھا: بیٹی یہ کلمہ پاک تو نے کہاں سے سیکھا ہے اور تیرا کس حکیم نے علاج کیا ہے؟ کہنے لگی: جس حکیم نے تمہارا روحانی علاج کو وہ ابو

نبیس پر کیا ہے وہ ہی میرے خواب میں آئے اور مجھے جسمانی وروحانی شفا سے مالا مال کر دیا۔
(عِصیدۃُ الشُّھدہ فی شرح القصیدۃِ البردۃ، ص۱۰۱)

معجزہ عظیمہ ردِ شمس معروف ومشہور ہے جس میں ڈوبا ہوا سورج سرکار علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے لیے وادی صہباء مسجد شمس میں غزوہ خیبر سے واپسی پر لوٹا تھا جبکہ آپ کی نماز عصر قضا ہوگئی تھی تو وہ آپ نے ادا فرمائی۔
(طبرانی معجم کبیر میں بسند حسن حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے روایت کی۔)

سیّدنا عباس عم کریم سیّد الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: میرے ایمان لانے کا سبب یہ تھا کہ بچپن میں حضور کو گہوارہ میں چاند سے باتیں کرتا دیکھتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرف انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اُدھر جھک جاتا تھا تو سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنْ کُنْتُ حَدَّثْتُہٗ یُحَدِّثُنِیْ وَیُلْھِیْنِیْ عَنْ بُکَاءٍ اَسْمَعُ وَجِیْنَ یَسْجُدُہٗ۔ ”میں چاند سے باتیں کرتا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور مجھے روتے وقت بہلاتا تھا اور میں اس کے زیر عرش سجدہ کی تسبیح سنتا تھا“۔ جب دودھ پیتوں کی حکومت قاہرہ کا یہ عالم ہو تو نائب اعظم خلافۃ الکبریٰ کے ظہور کے زمانہ شباب کا عالم کیا ہوگا۔ آفتاب ومہتاب کی کیا مجال کہ حکم سے سرتابی کرے۔“ واللہ العظیم مدبّرات الامر ملائکہ کرام کہ جن کے ہاتھوں میں تمام عالم کا انتظام ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے باہر نہیں نکل سکتے۔

کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں حضرت اس لیے وہ سراپا نور تھے اور یہ کھلونا نور کا

بروایت صحیحہ ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ کا چاند کہا کرتیں۔ یہ تشبیہ اپنے اندر کتنی لطافت اور نظافت رکھتی ہے۔ یہ تشبیہ عین مشبّہ بہٖ کے ساتھ مطابق رکھتی ہے۔ ایک روایت حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطحا کا چاند فرمایا گیا۔

معتبر روایات سے ثابت ہے کہ شق الصدر چار بار واقع ہوا: ۱۔ بزمانہ رضاعت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۲۔ ایام طفولیّت، ۳۔ زمانہ بعثت ۴۔ شب معراج کو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لٹا کر سینہ مبارک چاک کیا اور قلب مبارک سے کچھ چیز نکالی اور پھر اس کو طشت زر میں رکھ کر آب زم زم سے دھویا اور اس میں حکمت کا نور بھر کر سی دیا تاکہ قوت سیر ملکوتی اور معائنہ تجلّیات حاصل ہو جائے جبکہ سینہ مبارک پر سینے کے نشان ظاہراً نظر آتے تھے۔

حضور پرنور سیّد نورعلیٰ نور یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک انوار معرفت سے منور تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک نُور کا مظہر کامل تھا اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اظہارِ معجزہ کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جناب ربُّ العزّت میں کامل استغراق تھا۔ این وآں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر ہٹ کر جناب ذات احدیت کی طرف مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ مبذول تھی تاکہ اللہ تعالیٰ کا وہ اسم نور بواسطہ توجہ تام کے اپنا عمل ظاہر کرے جس کا معجزہ مقتضی تھا جو ظہور پذیر ہوا، مثلاً مردہ زندہ کرنے کے لیے اسماء حسنیٰ سے اسم مُحی اپنا فعل جاری کرتا ہے اور موت کے لیے اسم مُمیت علیٰ ہذا القیاس۔

چونکہ قمراور قلب انور ہردو اسم نور کے مظہر تھے اس لیے یہ نسبت تامہ قائم ہوگئی اس لیے جرم قمر، قمر کی ٹکیہ کا مسخر قلب نبوی ہونا اظہر من الشمس والامس ثابت ہے کہ ہردو میں فعل اور انفعال از روئے حقیقت امراللہ واقع تھا۔

ازالہ تو ہم اَقۡسَمۡتُ بِالۡقَمَرِ درحقیقت اَقۡسَمۡتُ بِرَبِّ الۡقَمَرِ الَّذِیۡ اِنۡشَقَّ ہے۔ امام ناظم علیہ الکرم نے قمر کی قسم نہیں کھائی تاکہ اس قمر کی جو بحالت انشقاق تھا اور جو اس وقت مظہر اسم پاک جل شانہٗ نور تھا لہٰذا یہاں استحالہ نہ رہا۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعۡلَمُ بِالصَّوَابِ وَرَسُوۡلُہُ الۡاَعۡظَمُ۔

كَمْ مِنْ عَائِبٍ قَوْلًا صَحِيحًا ۔۔۔ وَاٰفَتُهٗ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيْمِ

عارف کامل امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی اپنی مشہور تصنیف لطیف ”مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ ﷺ“ میں فرماتے ہیں: هُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ خَزَانَةُ السِّرِّ وَ مَوْضَعُ نَفَاذِ الْاَمْرِ فَلَا يَنْفُذُ اَمْرٌ اِلَّا مِنْهُ وَلَا يَنْقُلُ خَيْرٌ اِلَّا عَنْهُ ”حضور ﷺ خزانہ راز الٰہی ہیں اور جائے نفاذ امر الٰہی میں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر آپ ﷺ کے دربار سے، اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے“۔ حضور ﷺ کی اطاعت اطاعتِ الٰہی ہے۔ عطاء عطاءِ الٰہی ہے اور رضا رضائے الٰہی ہے کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے مظہر اتم، نائب اکبر اور خلیفہ اعظم ہیں۔

بروایت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: اَرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ ”یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کے رب کو دیکھتی ہوں کہ وہ آپ ﷺ کی خواہش بہت جلدی پوری فرماتا ہے“۔ حضور ﷺ کی چاہت وخواہش وہی ہے جو اللہ رب العزت کی چاہت اور مشیت ہے۔ حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی سیدنا ”محمد“ ﷺ حمد بھی ہے اور کامل ومکمل نعت بھی ہے۔

نعت مبارک

زہے عزت واعتلائے محمد ۔۔۔ کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد
مکان عرش اُن کا، ملک فرش ان کا ۔۔۔ ملک خادمانِ سرائے محمد
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم ۔۔۔ خدا چاہتا ہے رضائے محمد
بہم عہد باندھے ہیں وصل ابد کا ۔۔۔ رضائے خدا اور رضائے محمد
عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر ۔۔۔ خدائے محمد برائے محمد
محمد برائے جناب الٰہی ۔۔۔ جناب الٰہی برائے محمد
بسی عطر محبوبیٔ کبریاء سے ۔۔۔ عبائے محمد قبائے محمد
دم نزع جاری ہو میری زبان پر ۔۔۔ محمد محمد خدائے محمد

عصائے کلیم اژدھائے غضب تھا گروں کا سہارا عصائے مُحمد
میں قربان کیا پیاری پیاری ہے نسبت یہ آنِ وہ خدائے مُحمد
محمد کا دم خاص بہرِ خدا ہے بہرِ محمد برائے مُحمد
خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے جو آنکھیں ہیں محوِ لقائے مُحمد
جلو میں اجابت، خواص میں رحمت بڑھی تزک سے دعائے مُحمد
اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا بڑھی ناز سے جب دُعائے مُحمد
اجابت کا جوڑا عنایت کا سہرا دلہن بن کے نکلی دُعائے مُحمد

رضاؔ پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے رَبِّ سَلِّم دُعائے مُحمد

شاعر مشرق علاّمہ اقبال مرحوم نے اسلامیہ کالج کے سالانہ جلسہ میں یہ نعت سنی تو فرطِ محبت سے ان کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔ اس نعت مبارک سے اتنے متاثر ہوئے کہ عشق و محبت کا سمندر موجزن ہو گیا۔ اسی لحظہ فی البدیہہ نعت کے اسی بحر اوروزن میں یہ شعر پڑھے جس سے جلسہ کی رونق کو چار چاند لگ گئے اور مجمع پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی:

تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ بنائے خدا اور بسائے مُحمد
تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش لگائے خدا اور بجھائے مُحمد

تو جلسہ پر سکوت طاری ہو گیا۔ ہر طرف مَرحبا مَرحبا کے نعرہ کی صدائیں گونج اُٹھیں۔ جزَاهُ اللّٰهُ تعالیٰ۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ الشَّارِقِ وَالْقَمَرِ الْبَارِقِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الطَّارِقِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

○ **فائدہ جلیلہ** اس شعر کے ورد کرنے سے قلب میں محبت پیدا ہوتی ہے اور حلاوت ایمانی نصیب ہو کر انشراح صدر ہوتا ہے کہ نعت اہل محبت کی علامت ہے۔

ے خواند سوگند ماہ شق شدہ زانگشت آں نسبت او بقلب پاک آں فخر جہاں
قلبِ پاک مصطفیٰ سے چاند کو نسبت ہے خاص ماہِ مُنشق کی قسم کھاتا ہوں مَیں سچی قسم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۷۶)

وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَّمِنْ كَرَمٍ
وَكُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِ

جمع کردہ غار خیرات و کرامات ہا بسے | با محمد چشم کا فر گشت زنیشا کور ہم
کر لیا خیر و کرم کو جمع غار نور نے | ڈھونڈنے والوں کی آنکھیں ہوگئیں بالکل پٹم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

وَمَا حَوَى الْغَارُ — ''واؤ'' استینافیہ ''حَوٰی'' فعل ماضی، احاطہ کیا غارثور نے۔
مِنْ خَيْرٍ وَّمِنْ كَرَمٍ — ''خَیْر'' بھلائی ''الْکَرَم'' بخشش۔
وَكُلُّ طَرْفٍ — آنکھ کا ہر گوشہ۔
مِّنَ الْكُفَّارِ — کفار اور مشرکین۔
عَنْهُ عَمِ — ''عَنْہُ'' ان پاک ہستیوں سے، ''عَمِ'' اندھے۔

○ **ترجمہ:** غار ثور نے احاطہ کرلیا خیر مجسم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیکرِ کرم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور کافروں کی آنکھیں ان کے دیکھنے سے اندھی ہوگئیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''معجزات عجیبہ وواقعات عظیمہ دورانِ سفرِ ہجرت''

○ **تشریح:** اس شعر میں لف نشر ومرتب سے سفرِ ہجرت کا تذکرہ ہے اور معجزہ غار کور چشمِ کفار کا مظاہرہ ہے۔ خیر سے مراد خیر البریہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک اور کرم سے مراد افضلُ الامت اُولو الفضل صاحبُ افعال جلیلہ اور خصائل جمیلہ، خیر سے مراد نبی اور کرم سے ولی، سید الانبیاء وسید الاولیاء دونوں غار میں تھے۔

○ **واقعہ ہجرت** قریش نے مکہ معظّمہ بابُ العمرۃ دار الندوہ میں میٹنگ کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے منصوبے بنائے۔ اس مجلس میں شیطان شیخ نجدی کی شکل میں آیا۔ قریش نے کہا: یہ کون ہے جو بلا اجازت اس مجلس میں آگیا ہے؟ کہنے لگا: میں ایسے اہم کام کے لیے تمہیں مشورہ دینے کے لیے آیا ہوں۔ ایک بولا: آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک مکان میں قید کر کے آپ کا کھانا پینا بند کردو یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خاتمہ ہوجائے۔ شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے ٹھیک نہیں ان کے اقرباواعزّا کو جب پتہ چلے گا تو وہ چھڑا کر لے جائیں گے۔ ایک بولا: ان کو شہر بدر کردو، یہاں بھی شیخ نجدی نے کہا: یہ مشورہ ٹھیک نہیں۔ لِاَنَّ لَهٗ لِسَانًا نَظِيْفًا وَّ وَجْهًا مَلِيْحًا ''ان کی زبان لطیف ہے اور چہرہ وجیہہ'' بخدا انبوہ کثیر ان کے ساتھ جمع ہوجائے گا اور تم کچھ نہ کرسکو گے۔ آخر کار آخری رائے یہ تھی کہ قتل کردیے جائیں اور ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی آئے اور سب تلوار سے اجتماعی حملہ کردیں یہ فیصلہ سب نے منظور کرلیا۔

ادھر حضور سرور کائنات ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا۔ آپ ﷺ نے حضرت علی مرتضےٰ کرّم اللہ تعالی وجہہ الکریم کو اپنے بستر پر سلایا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کو ساتھ لے کر رات کی تاریکی میں مکہ معظّمہ سے نکل گئے اور غار ثور میں جلوہ افروز ہو گئے۔ تین دن یہاں قیام فرمایا۔ امام ناظم علیہ الرحمۃ نے تلمیحاً قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا۔ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ ''یہ دونوں خیر البریہ اور پیکر کرم غار میں تھے۔''

قدرت الٰہی کا مظاہرہ کہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے غار کے اندر داخل ہو کر صفائی کی اور سارے سوراخ بند کر دیے۔ ایک سوراخ جو باقی بچ گیا اس پر اپنی ایڑی رکھ دی تا کہ کوئی موذی آپ ﷺ کو گزند نہ پہنچائے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس غار میں ایک سانپ طالب دیدار رہتا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کی ایڑی پر کاٹا تو آپ ﷺ نے عرض کیا: لُدِغْتُ فِدَاهُ اَبِیْ وَاُمِّیْ۔ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ایڑی پر لگایا تو وہ زہر کا تریاق ثابت ہوا اور فی الفور غم دور، درد کافور ہو گیا اور شفا ہو گئی لیکن وہ زہر ہر سال عود کر آتا۔ آخر کار اس زہر سے آپ شہید ہوئے۔ غار کے دہانہ پر کبوتری نے گھونسلا بنایا اور انڈے دیئے اور آرام سے گھونسلا میں بیٹھ گئی اور عنکبوت نے جالا تن کر غار کا دہانہ بند کر دیا۔ اللہ مسبّب الاسباب جلّ شانہٗ نے اپنے محبوب پاک کے لیے کیسے کیسے اسباب حفاظت پیدا فرما دیے۔

چونکہ کفار و مشرکین نے آپ ﷺ کے مکان کو گھیرے میں لے رکھا تھا اور تلواریں لے کر قتل کے لیے تیار کھڑے تھے، لہٰذا رات کی تاریکی میں اللہ جلّ شانہٗ کے پیارے رسول ﷺ سورہ یٰسین کی تلاوت فرماتے ہوئے باہر نکلے۔ کفار پر ایسی غنودگی اور ہیبت طاری ہوئی کہ آپ ان کے نرغے اور حصار سے بخیر و عافیت نکل گئے، ان کو پتہ تک نہ چلا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہتھیاروں سے لیس ہو کر دم بخود کھڑے استقبال کر رہے ہیں۔ کفار آپ ﷺ کی تلاش میں نکلے تا آنکہ غار ثور کے دہانے تک پہنچ گئے لیکن قدرتی مظاہر دیکھ کر غار کے اندر داخل نہ ہو سکے۔ عقل کے اندھے تو تھے ہی آنکھوں کے اندھے بھی ہو گئے۔

○ فضائل سیّدنا ابو بکر الصدیق اکبر رضی اللہ عنہ دبجلہٖ علینا قرآن پاک وحدیث پاک کی روشنی میں

کقولہٖ العلیّ العظیم: وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ (سورۃ النور: ۲۲)۔ اس آیت کریمہ میں رب کریم نے آپ کو اُولُوا الْفَضْلِ فرمایا اور مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ سے مراد صاحب سعت و دولت مند آپ رضی اللہ عنہ رئیس المکۃ المعظمہ تھے اور تمام امت مسلمہ اور صحابہ کرام میں سب سے افضل تھے۔ بفرمان نبی الرحمٰن ﷺ: لَوْ وُزِنَ اِيْمَانُ اَبِیْ بَكْرٍ بِاِيْمَانِ الْعٰلَمِيْنَ لَرَجَحَ اِيْمَانُهٗ ''اگر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے ایمان کو تمام جہاں کے ایمان سے وزن کیا جائے تو ان کا ایمان وزنی ہوگا''۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت اور فضیلت کا انکار نصِ قطعی کا انکار ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید نے صحابہ کرام مہاجرین اور انصار کے متعلق فرمایا: اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ وہ سب صدیق تھے اور سیدنا ابو بکر ''الصدیق الاکبر'' تھے یعنی سب سے افضل المرتبت فی الصحابہ اور انصار صحابہ کرام کے متعلق

فرمایا: اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورۃ ال عمران:۱۰۴)۔ ''وہ سب کے سب فلاح یافتہ تھے۔'' تیسرا مسلمین مومنین کا وہ گروہ جو تاروز قیامت ان کے لیے دُعا گو ہوں گے۔ یہ نگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے پروردہ اور مکتب نبوی کے تعلیم یافتہ ہیں۔ اور ان کی گستاخی اور انکار سلبِ ایمان کی دلیل ہے۔

سیّدنا علی مرتضٰے کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ الکریم کو بستر پر سلانے میں یہ حکمت تھی کہ کفار و مشرکین نے اپنی امانتیں صادق و امین نبی ﷺ کے پاس رکھی ہوئی تھیں، وہ ان کو واپس لوٹا دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شب ہجرت بستر رسول ﷺ پر سونے سے ایسی میٹھی اور پیاری نیند آئی جس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ آپ دنیا و دین کی امانتوں اور شریعت و طریقت کی امانتوں کے امین بنا دیے گئے۔ صبح اٹھ کر آپ نے کفار کو امانتیں لوٹا دیں۔

تمنائے فقیر الی اللہ وَرسُولِہٖ کاش کہ ہم سفرِ ہجرت راہِ المدینۃ المنورّہ کی خاک ہوتے اور قدم بوسی کرتے اور غبار قدمِ مصطفےٰ ﷺ اور گرد و غبارِ قدم یارِ غار کی خاک پاک کو سرمہ بناتے اور اسی خاک پاک میں پیوند خاک ہوتے۔

نعت تمنّائے خاک

اگر قسمت میں ان کی گلی میں خاک ہو جاتا — غمِ کونین کا سارا بکھیڑا پاک ہو جاتا
جو اے گل! جامہ ہستی تیری پوشاک ہوجاتا — تو خارِ ہستی سے کیوں الجھ کر چاک ہو جاتا
جو وہ ابر کرم پھر آبروئے خاک ہو جاتا — اس کے دو ہی چھینٹوں میں زمانہ پاک ہوجاتا
جو وہ گل سونگھ لیتا پھول مرجھایا ہوا بُلبل — بہارِ تازگی میں سب چمن کی ناک ہو جاتا
تیری رحمت کے قبضہ میں ہے قلبِ ماہیّت — مرے حق میں نہ کیوں زہر گنہ تریاق ہوجاتا
خدا تارِ رگ جاں کی اگر عزّت بڑھا دیتا — شراکِ نعلِ پاکِ سیّد لَولاک ہو جاتا

حسنؔ اہل نظر عزّت سے آنکھوں میں جگہ دیتے
اگر یہ مُشتِ خاک اُن کے در کی خاک ہو جاتا

(حسنؔ رضا)

○

معدن خیر و کرم درغار آسودہ عناں — کور شد از دیدنش چشم و نگاہ کافراں
ہے قسم خیر و کرم کی جمع تھے جو غار میں — کیا نظر آتا انہیں کفار تھے سب کور چشم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۷۷)

فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيْقُ لَمْ يَرِمَا
وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَابِالْغَارِ مِنْ اَرِمِ

صدق و صدیق اندر دوغار وکس ایشاں ندید — کافر گفتند کس ایں جا نہ شد منکتم
صدق و صدیق دونوں جمے بیٹھے رہے — اور کہتے تھے یہاں کوئی نہیں اعداء بہم

لفظی ولغوی معنی کی تعلیم صرف ونحو سے

فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ — ''فَا'' تفریحیہ ''الصِّدْق'' مراد صاحب نبوت۔
وَالصِّدِّيْقُ — صیغہ مبالغہ سراپا صدیق، اعمال، اقوال اور احوال میں سچا۔
لَمْ يَرِمَا — صیغہ جحد تثنیہ، ضمیر راجع صدق وصدیق۔ نبی وولی۔
وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَابِالْغَارِ — ''هُمْ'' ضمیر راجع کفار، کہتے تھے غار میں کوئی نہیں۔
مِنْ اَرِمِ — کوئی فرد، بشر، محاورہ عرب۔

○ ترجمہ: پس حضور ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں غار میں تھے اور کافر یہ کہتے ہوئے واپس چلے گئے کہ غار میں کوئی نہیں۔

○ تمہیدی کلمہ: ''اِذْهُمَا فِي الْغَارِ'' دونوں صدق اور صدیق غار میں تھے۔

○ تشریح: ناظم فاہم قدس سرّہ العزیز نے اس بیت مبارکہ میں قرآن مجید فرقان حمید کی طرف تلمیحاً اشارہ کیا: وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (سورہ الزمر:۳۳) ''اور وہ جو یہ سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی متقی ہیں''۔ یہاں صدق سے مراد: نبوّت، صَدَّقَ بِهٖ سے مراد: جس نے سب سے پہلے نبوت کی تصدیق کی۔ لَمْ يَرِمَا کا یہ مفہوم کہ دونوں راضی بقضاء الٰہی اور مؤید بالطاف الٰہی تھے۔ شب ہجرت مکہ معظمہ سے پانچ فرسخ پر غار ثور پر پہنچے تو غار میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے داخل ہو کر اسے صاف کیا۔ اس میں چند سوراخ تھے، اپنی دستار مبارک پھاڑ کر ان کو بند کر دیا۔ ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ اس پر اپنا پاؤں مبارک رکھ دیا تا کہ کوئی موذی آپ ﷺ کو گزند نہ پہنچائے۔ تب حضور ﷺ کو اندر بلایا۔ آپ ﷺ زانوئے صدیق پر اپنا سر اقدس رکھ کر آرام فرما ہوئے۔ رات بھر کی تھکان سے سو گئے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق الاکبر رضی اللہ عنہ کی بخت آوری کا کیا کہنا۔ بیتاب نگاہیں اور بے قرار دل اپنے محبوب کے روئے زیبا کے مشاہدہ میں مستغرق ہے۔ نہ دل سیر ہوتا ہے نہ آنکھیں۔ وہ حسن سرمدی و جمال حقیقی جس کی دلآویزیوں نے چشمِ بصیرت کو تصویرِ حیرت بنا دیا تھا، وہ آج صدیق کی گود میں جلوہ فرما ہے۔ اے بختِ صدیق کی رفعتو! تم پر یہ خاک پریشاں قربان اور یہ قلبِ حزیں نثار۔ اسی اثنا میں آپ رضی اللہ عنہ کی

ایڑی میں سانپ نے ڈس لیا۔ آناً فاناً زہر سارے جسم میں سرایت کر گیا لیکن کیا مجال کہ پاؤں میں ذرا سی بھی جنبش ہوئی ہو اور پاؤں ذرہ بھر بھی نہ سرکایا کہ محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے۔ جان جاتی ہے تو جائے لیکن محبوب کی نیند میں خلل نہ آنے پائے۔

بروایت صحیحہ زہر کے اثرات سے آپ ﷺ کی آنکھوں سے پانی کے قطرے آنسو بن کر سرکار مدینہ سرور سینہ ﷺ کے چہرہ اقدس پر گرے تو آپ ﷺ نے آنکھیں کھول دیں۔ بروایت دیگر آپ ﷺ بیدار ہوئے تو یار غار کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر استفسار فرمایا کہ کیا بات ہے؟ عرض کیا: لُدِغْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِدَاهُ اَبِىْ وَاُمِّىْ مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے تو پھر حضور ﷺ نے ایڑی پر جہاں سانپ نے ڈسا تھا اپنا لعاب دہن لگایا تو فی الفور درد کافور اور ورم دور ہو گیا اور شفا ہو گئی۔ ادھر کفار و مشرکین قدم مبارک کے آثار دیکھتے دیکھتے غار ثور کے دہانہ تک پہنچے تو نشان ختم ہو گئے اور وہ پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے تو اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! لَوْاَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰى قَدَمَيْهِ لَاَبْصَرَنَا "اگر انہوں نے نیچے جھانک لیا تو وہ ہم کو دیکھ لیں گے"۔ اس وقت آپ پر حُزن کی کیفیت طاری ہوئی۔ آپ ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: يَا اَبَابَكْرٍ مَاظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اَللّٰهُ ثَالِثُهُمَا "اے ابوبکر! تمہارا کیا خیال ہے ان دو کے متعلق "جہاں یہ دو ہوں" تو تیسرا اُن کا اللہ تعالیٰ ہوتا ہے"۔ تو غار ثور میں حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر حاضر حضور ہوئے اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ثَانِىَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِى الْغَارِ اِذْيَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (سورۃ التوبہ: ۴۰)

عاشقِ اولین عاشقِ صادق رضی اللہ عنہ نے یہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ابوبکر! غار کے دوسری طرف دیکھو۔" جب آپ نے ادھر نگار کی تو قدرت الٰہی و معجزہ رسالت پناہی ﷺ کا ایک عجیب اطمینان کن نظارہ دیکھا کہ غار کے دوسرے جانب ایک دریا ہے۔ اس میں کشتی پر سوار سرکار فیض بار جعفر طیار رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا: "اے ابوبکر! اگر کفار و مشرکین غار کے اس دہانہ کی طرف سے اندر آئے تو ہم دوسری جانب سے نکل کر کشتی پر سوار ہو جائیں گے"۔

غار ثور میں تین روزہ قیام کے عرصہ میں حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما مکہ معظمہ کے حالات سے مطلع فرمایا کرتے اور حضرت عامر بن فہیرہ غلام ابوبکر رضی اللہ عنہما بکریاں چراتے اور ادھر غار کی طرف دودھ پہنچا جاتے اور حضرت اسما بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما کھانا غار تک پہنچاتیں۔ ایک مرتبہ دوپٹے بڑا ہونے کی وجہ سے پاؤں میں گھسیٹا جانے لگا تو آپ رضی اللہ عنہا نے دوپٹہ کے دو حصے کیے۔ ایک سر پر باندھ دیا اور دوسرا کمر میں اس بچی کو اس خدمت کا صلہ ذو نطاقتین کے تمغہ کی صورت میں عنایت فرمایا گیا تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے ساری زندگی اس کو نہیں کھولا۔ خاندان ابوبکر کی خدمات سفر، ہجرت اور اُمت مسلمہ پر احسانات کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔

کفار ومشرکین کی شدید ناکامی کے بعد سرخیلِ کفر ابوجہل نے اعلان کیا: جو آپ (ﷺ) کو قتل کرے یا گرفتار میں اس کو سو اونٹ بطور انعام دوں گا۔ اس لالچ میں آکر سراقہ بن مالک ابن جعشم رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا پیچھا کیا تو آپ ﷺ کو براہ رابغ مقام قُدیر میں پالیا۔ جب وہ قریب آیا تو حضور ﷺ کے اشارہ سے اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ اس نے عذر پیش کیا تو آپ ﷺ نے معاف کر دیا اور اس کا گھوڑا آزاد ہو گیا۔

سراقہ نے ایسا تین بار کیا لیکن آپ ﷺ معاف فرما دیتے۔ آخر کار سچی توبہ کر کے داخل اسلام ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ''اے سراقہ! اس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔'' سراقہ نے تعجب کے لہجہ میں کہا: ''کسریٰ بن ہرمز؟'' فرمایا: ''ہاں'' چنانچہ عہد معدلت فاروقی میں فتح فارس پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور کی پیشگوئی پوری کی اور ان کو کنگن پہنائے گئے اور ایسا ہی ہوا جیسا فرمایا گیا تھا۔

منقبت خلیفہ الرّسول سیّدنا ابوبکر الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ و رسولہٗ عنہٗ۔

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا ۔۔۔ مدح خواں ہے خدا اور مصطفےٰ صدیق اکبر کا
شریعت میں طریقت میں حقیقت میں اور معرفت میں ۔۔۔ مدح خواں ہے خدا اور مصطفےٰ صدیق اکبر کا
ثانی اثنینِ کا خطاب پایا غارِ ثور میں ۔۔۔ اِنَّ اللہ مَعَنَا سے ظاہر ہوا رتبہ صدیق اکبر کا
یارِ غار، یارِ قبر بنا خدا کے فضل سے ۔۔۔ اُولُو الْفَضْل سے اونچا ہوا جھنڈا صدیق اکبر کا
صِبغَۃَ اللہ کی پہلی نگاہ سے ایمان میں اوّل ۔۔۔ خطاب اَتقیٰ سے رنگ تقویٰ بڑھا صدیق اکبر کا
شانِ صدیقی چمک رہی ہے سارے سلاسل میں ۔۔۔ طریقت میں بنا آئینہ نقشِ پا صدیق اکبر کا
بعد از وصال روضۂ رسول سے آواز آئی ۔۔۔ بنا دو پہلوئے رسول میں مرقد صدیق اکبر کا
کس زباں سے ہو بیاں تاج دارِ صداقت کا ۔۔۔ خدا کے بعد مدح خواں ہے مصطفےٰ صدیق اکبر کا

نسبت نقشبندی مجدّدی پر کیوں نہ شاداں ہو حافظ
نگاہِ مرشد کامل نور الحسن سے پایا یہ سلسلہ صدیق اکبر کا

(از حافظ محمد عنایت اللہ)

○

صدق و صدیق اندر غار و کس ایشاں راندید ۔۔۔ کافراں گفتند کس ایں جا نہ باشد منکتم
صدق و صدیق اکبر غار ہی میں تھے چھپے ۔۔۔ غار میں کوئی نہیں کفار کہتے تھے بہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۷۸)

ظَنُّو الْحَمَامَ وَظَنُّو الْعَنْكَبُوْتَ عَلَى
خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ

کافراں راشد گماں کا نجا نیاسودہ نسم — تخم بنہادہ کبوتر بُد بہ بفت عنکبوت
جالا تنتیں مکڑیاں ہوتے اگر خیر الامم — وہ یہ سمجھے یاں نہ منڈ لاتے کبوتر اور نہ یاں

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

ظَنُّو الْحَمَامَ	''ظَنُّوا'' صیغہ ماضی، گمان کیا انہوں نے ''حَمَامَ'' جمع حمامہ، معنی کبوتر۔
وَظَنُّو الْعَنْكَبُوْتَ	''عَنْكَبُوْتَ'' مکڑی۔
عَلَى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ	اشرف المخلوقات۔
لَمْ تَنْسُجْ	اس کی ضمیر عنکبوت کی طرف راجع، جالا نہیں بُنا۔
وَلَمْ تَحُمِ	''لَمْ تَحُمِ'' معنیٰ: لم تبض، یعنی انڈے نہیں دیے۔

○ **ترجمہ:** کافروں نے یہ گمان کیا کہ آپ ﷺ اس غار میں چھپے ہوئے نہیں، اگر ایسا ہوتا تو کبوتری گھونسلے میں انڈوں پر نہ بیٹھتی اور مکڑی کا جالا بُنا ہوا اسلامت نہ ہوتا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** معجزہ تارِ عنکبوت اور بیضہ حمامہ۔

○ **تشریح:** کبوتری کا انڈے دینا اور عنکبوت کا جالا بننا قدرت الٰہی کے مظاہر تک ان کے ذہن کی رسائی نہ ہوسکی۔ شریر النفس اور اَشدّ الناس دشمنانِ کفار سے کمزور ترین مخلوق کے ذریعہ حفاظت فرمائی۔ بیضہ حمامہ، بروج مشیّدہ بن گیا اور تارِ عنکبوت مستحکم قلعہ ثابت ہوا کہ امیہ بن خلف بھی عالم مایوسی میں یہ کہتا ہوا: مَاتَصْنَعُ فِي الْغَارِ وَأَنَّ عَلَيْهِ عَنْكَبُوْتًا كَانَتْ قَبْلَ مِيلَادِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْأَبْرَارِ واپس چلا گیا کہ ''یہ غار کے منہ پر عنکبوت کا جالا سیّد ابرار محمد مصطفےٰ ﷺ کی ولادت سے پہلے کا ہے''۔

دوسرا مفہوم یہ کہ منکرین نبوت اور رسالت کا ذہن اس قدر ماؤف ہوگیا کہ ان کو یہ خیال تک نہ آیا کہ یہ سب کچھ شان قدرت سے آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے کیا گیا ہے اور کہنے لگے: لَوْ دَخَلَ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ فِي الْغَارِ مَابَقِيَ عُشُّ الْحَمَامَةِ وَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ بِحَالِهٖ ''اور اگر اس میں خیر البریۃ (ﷺ) داخل ہوئے ہوتے تو کبوتری کا آشیانہ گر پڑتا اور مکڑی کا نازک جالا ٹوٹ جاتا''۔ اللہ جل شانہٗ کی عجیب شان ہے کہ ضعیف ترین مخلوق سے قوی ترین دشمن کے شر سے حفاظت کرالیتا ہے۔

علاّمہ علی بن برہان الدین حلبی قدّس سرّہ الجلی والخفی نے سیرت حلبیہ میں ارقام فرمایا کہ حرمین شریفین میں جو

کثیر التعداد کبوتر ہیں وہ اس جوڑے کی نسل سے ہیں جس نے غارِ ثور پر خدمت حفاظت سرانجام دی۔ رب کریم نے ان کی نسل کو حرمین شریفین میں جگہ دے کر با قاعدہ دوام عنایت فرمایا اور محبوب کریم ﷺ نے ان کو اپنے روضہ اطہر میں رکھ لیا۔ جبھی کبوتروں کے ٹھکانے، مسکن و مؤلد مساجد و مزارات عالیہ ہیں۔ عقیدت مند زائرین وحجاج کرام ان کو دانہ دنکا ڈالتے ہیں اور محبت بھری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ صلہ ہے خدمت گاری کا۔ تعجب انگیز بات یہ کہ وہ کبوتر صحن حرم میں گندگی نہیں پھیلاتے اور روضۂ اطہر کے ادب کا یہ عالم ہے کہ وہ پرواز کرتے ہوئے اوپر سے نہیں گزرتے، ادھر ادھر ہو کر گزر جاتے ہیں اور کعبۃ اللہ کی منڈیر پر وہ کبوتر بیٹھتے ہیں جو بیمار ہوتے ہیں۔ ادھر بیٹھے ادھر شفا ہوگئی۔ حرمین طیبین کی ہوا اور فضا سے شفا پاتے ہیں۔

عنکبوت کا ذکر رب کریم نے اپنے کلام پاک میں فرمایا: اِنَّ اَوْهَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْكَبُوْتِ (سورۃ العنکبوت: ۴۱)۔ ”بیشک گھروں میں سے کمزور گھر عنکبوت کا ہے۔“ ضعیف سے ضعیف عنکبوت نے عظیم سے عظیم تر شرف پایا اور مضبوط سے مضبوط قلعہ بنا دیا۔

بروایت صحیحہ فَقَالَ فِی الزُّبْدَةِ نَهٰی عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَنْ قَتْلِ الْعَنْكَبُوْتِ وَالْحَمَامِ كَانَتَا فِی الْحَرَمِ۔ ”آپ ﷺ نے عنکبوت اور حمامہ کو قتل کرنے (تنگ کرنے) سے منع فرمایا“۔ یہ دونوں حرم محترم کے رہائشی ہیں اور خدمتگاری رسول ﷺ میں منظور و مقبول ہیں۔

سیرت حلبیہ میں ہے کہ مکڑی نے دو بار انبیاء کرام علیہم السلام پر جالا تن کر حق خدمت ادا کیا اور شرف پایا۔ ایک بار حضرت داؤد خلیفۃ اللہ علیہ السلام پر جالا تانا جب کہ جالوت جابر بادشاہ آپ کی تلاش میں تھا اور دوسری بار حضور ﷺ پر غارِ ثور میں جالا تن کر حق خدمت ادا کر دیا۔

صاحب زُبدۃ المقامات فرماتے ہیں: حرم پاک میں رہنے والے کبوتر اور گھروں کی چھتوں میں جالا بننے والی مکڑی کو نہ مارو، گھروں کے جالے صاف کرتے وقت مکڑی کو قتل نہ کرنا، اس سے تمہارے گھروں کی حفاظت ہوگی کہ اللہ ربّ العزت نے اس مورِ ناتواں ضعیف مخلوق مکڑی سے غارِ ثور میں اپنے محبوب پاک سیّد لولاک علیہ الصلوۃ و السلام اور ان کے یارِ غار سیّدنا ابوبکر الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٗ عنہٗ کی حفاظت کا کام لیا تھا۔ اس کے اجر میں رب کریم نے اپنے کلام عظیم میں اس کا تذکرہ جمیلہ کیا ہے۔

کافراں راشد گماں برذات آں عالی نہاد ‌ ‌ ‌ ‌ ئے تنیدہ عنکبوت وئے کبوتر بیضہ داد

دیکھ کر انڈے کبوتر کے ادھر مکڑی کا جالا ‌ ‌ ‌ ‌ تھا گماں کفار کو واں تو نہیں شاہ امم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۷۹)

وِقَایَۃُ اللّٰہِ اَغْنَتْ عَنْ مُّضَاعَفَۃٍ
مِّنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِّنَ الْاُطُمِ

چوں خدا او را ز مکر دشمنان محفوظ داشت — برزرہ حاجت نبودش و بحصن و قلعہ ہم

دہری دہری زرہوں سے اوراونچے اونچے قلعوں سے — کردیا مستغنی ان کو حق نے تھا اس کا کرم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

وِقَایَۃُ اللّٰہِ اَغْنَتْ	اَیِ الحِفْظُ وَ العِصْمَۃُ ''اَغْنَتْ'' بے نیاز کردیا۔
عَنْ مُضَاعَفَۃٍ	مرادلوہے کی زرہ۔
مِنَ الدُّرُوْعِ	''دُرُوْع'' مُعرّب ہے زرہ کا۔
وَعَنْ عَالٍ	بلندوبالا۔
مِّنَ الْاُطُمِ	جمع ''اُطُمَہ'' بمعنی: اونچےاونچے قلعے۔

○ ترجمہ: اللہ جل شانہ کی حفاظت نے آپ ﷺ کو دوہری زرہوں اور مضبوط قلعوں سے مستغنی کردیا۔

○ تمہیدی کلمہ: وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (سورۃ المائدۃ:٦٧)

○ تشریح: اللہ ربّ العزّت نے اپنی قدرت کاملہ سے شریرالنفس اور شقی القلب کفار سے کمزور سے کمزور مخلوق کے ذریعے اپنے محبوب رسول ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ سبحان اللہ! ضعیف ترین ذریعۂ حفاظت بیضہ حمامہ اور نازک ترین مکڑی کا جالا بروج مشیّدہ مضبوط قلعہ ثابت ہوا۔ اشدالناس دشمن شیطان رجیم جوشیخ نجدی کے روپ میں آیا تھا۔ ابوجہل اوراس کے حواریوں کا ہرحربہ اور مکرتار عنکبوت سے کمزورتر ثابت ہوا۔ مالک ومختار جل شانہٗ نے اپنے محبوب پاک سیّد لولاک علیک الصلوٰۃُ والسّلام کی کمزورترین اسباب سے حفاظت فرمائی۔ بڑی مضبوط زرہوں ''حصن حصین'' پختہ بلندو بالا قلعوں اور مہلک اسلحوں سے بے نیاز کردیا۔ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا اندازحفاظت جوآپ ﷺ کو شب ہجرت کندھے پر سوار کرکے غارثورتک لے گئے۔ راہِ سفرِ ہجرت اور شبِ تار میں کبھی حضور ﷺ کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے کبھی دائیں اور کبھی بائیں توسیّدالرّسل مولائے کل ﷺ نے پوچھا کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ عرض کیا: تاکہ دیکھوں کہ پیچھے کوئی تعاقب میں تو نہیں اور آگے اس لیے چلتا ہوں تاکہ نظر کروں کہ آگے کوئی گھات تو نہیں لگائے بیٹھا۔ اس راہ کٹھن میں جان نثار باوفایارِ غار نے حق رفاقت اور حق حفاظت ادا کردیا۔ یہ سب نظام الٰہی کے کرشمے تھے۔ چنانچہ حضور سیدالانبیاء ﷺ بچتے بچاتے انواع واقسام کے معجزات دکھاتے، نباتات، حیوانات اور جمادات کو اپنی نگاہ سے نوازتے اور قدم بقدم اپنے خدمت گاروں کو بشارتیں سناتے اور انہیں اخبارعن الغیب سے مطلع فرماتے ہوئے بصد خیرو

عافیت بالخیر، مع الخیر سفر طے کیا، راستہ غار ثور سے وادی حجفہ، میقات بحر احمر کے کنارے کنارے وادی رابغ مستورہ، ینبوع، مفرح، موڑ طُر اول قُدیم اور صابرہ سے ہوتے ہوئے مقام قبا کو اپنے قدوم میمنت سے نوازا۔ (البخاری) چودہ روز قیام کے بعد عازم المدینۃ المنورہ ہوئے جو منزل مقصود ہجرت ہے۔

قدم قدم پہ برکتیں، نفس نفس پہ رحمتیں — جدھر جدھر سے وہ شفیع عاصیاں گزر گئے
جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک — وہاں وہاں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گئے

اَجَادَ النَّاظِمُ قُدِّسَ سِرُّہٗ حَیْثُ اَشَارَ اِلٰی اَنْوَاعِ الْمُعْجِزاتِ وَ التَّصَرُّفَاتِ۔

حضور سید العرب والعجم ﷺ کو رب کریم نے ہجرت کا حکم دیا تو آپ ﷺ کو تین جگہ کا اختیار دیا "ملک شام قنسرین، ہجر بلاد بحرین، یثرب بلاد عرب صوبہ حجاز مقدس تو آپ ﷺ نے حجاز مقدس کو ترجیح دی اور رب کریم نے محبوب پاک صاحب لولاک علیکَ الصلوٰۃ والسلام کے انتخاب کو پسند فرمایا۔ یثرب کا معنی ہے خراب آب وہوا، اس سرزمین نے آپ کے پائے ناز کے بوسوں سے المدینۃ النبی ہونے کا شرف پایا۔ ہجرت کے ساتھی یارِ غار باوفا، یار قبر سیّدنا ابوبکر الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ ورسولہ عنہٗ کی شان میں ترجمان اسلام علاّمہ اقبال مرحوم نے کیا عمدہ فرمایا ہے:

آں امن النّاس برمولائے ما — آں کلیم اوّل سینائے ما
ہمتِ او کشت ملت را چو ابر — ثانی اسلام، غار و بدر و قبر

○

کرد مستغنی او را حفظ خدائے عالمین — از زرہ ہائے دو تا ونیز از حصن حصین
کی حفاظت آپ کی ایسی خدائے پاک نے — زرہ اور قلعوں سے مستغنی ہوئے شاہ امم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

○

(۸۰)

مَاسَامَنِی الدَّھْرُ ضَیْمًا وَّاسْتَجَرْتُ بِہٖ
اِلَّاوَنِلْتُ جَوَارًا مِّنْہُ لَمْ یُضَمِ

رنج اگر دیدم ز دہر و خواستم ازوے اماں — در جوار او خلوص از ہر بلائے یافتم
کب ستم دہر ستمگر نے کیا مجھ پر کہ میں — ہو گیا لے کر پناہ آپ کی محفوظ از ستم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

مَاسَامَنِی الدَّھْرُ	''مَا'' نافیہ ''سَامَنِی'' مصدر سوم، تکلیف دی ''دَھْر'' زمانہ۔
ضَیْمًا وَّاسْتَجَرْتُ	''ضَیْمًا'' ظلم شدیدہ ''اسْتَجَرْتُ'' طلب شفا، خلاصی مرض۔
بِہٖ اِلَّاوَنِلْتُ	ضمیر راجع نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ''اِلَّا'' حرفِ استثنیٰ، مگر۔
جَوَارًا مِّنْہُ	ہمسائیگی، اس ذات پاک کی پناہ۔
لَمْ یُضَمِ	صیغہ جحد، نہیں ظلم کیا گیا مجھ پر، دائمی امان مراد ہے۔

○ **ترجمہ:** جب کبھی زمانہ نے مجھے ستایا اور تکلیف دی تو میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی حمایت پالی اور ہمیشہ کے لیے اہلِ زمانہ کے ظلم سے محفوظ و مامون ہوگیا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''شانِ رحمۃ للعالمینی سے اپنی چادر میں امت مسلمہ کو چھپانا اور پناہ دینا''۔

○ **تشریح:** سابقہ اشعار میں حضور سیّد الرُّسل صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے وارِدِ دنیا میں حفاظت کے معجزے بیان ہوئے، اب امام مُحمّد بن سَعید بوصیری سعد اللہ فی الدّ ارَین کتنے بلیغانہ انداز بیان سے اپنی ابتلاء و بلا میں حضور غوثُ الدّ ارین مغیثُ المَلَوین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے استعانت چاہ رہے ہیں کہ زمانہ کے لیل ونہار نے مجھے جب بھی تکلیف پہنچائی تو میں نے اپنے آقا ومولی فداہُ روحی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے راحت، عافیت اور شفا چاہی تو میں اپنی التجا و تمنا میں مُستجابُ الدّعوات ہوگیا۔ یہ ناممکن اور محال ہے کہ زمانہ کی تکلیف پہنچے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا دستِ شفقت ورحمت دستگیری نہ کرے۔ اس شعر میں ایک خاص انداز اختیار کیا گیا ہے جو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے ایک خاص نسبت اور تعلّق کو ظاہر کر رہا ہے جو ان کو اس قصیدہ مبارکہ کی برکت سے مکین سبز گنبد عَلٰی سَاکِنِہَا الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ سے عنایت ہوا۔ دونوں جہاں کی خیر چاہی اور پائی۔

منجملہ یہ کہ جب مجھے فالج جیسے موذی لاعلاج مرض نے اپنی سخت گرفت میں جکڑ لیا اور خوب ستایا، اہل قرابت نے مجھے اس میدانِ ابتلا میں اکیلا چھوڑ دیا تو میں بلاطلاء وضماء اور حُقنہ وشافہ، شربہ جوشاندہ مسہل اور تنقیہ کے ایک ہی لمحہ میں شفایاب ہُوا اور اپنے مقصد میں کامیاب اور کامران ہوگیا۔ رداءِ مُصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا جسم سے مس کرنا تھا کہ اس کی برکت سے شفا کاملہ عاجلہ عنایت ہوگئی اور جو بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے دامنِ اقدس سے وابستہ ہوگیا اور پناہ چاہنے اور

پانے سے اہل زمانہ کے سارے ظلم وستم ختم ہو گئے اور وہ راحتِ دارین اور عافیت کو عَین پا گیا۔

کشتۂ عشق حضرت مولانا عبدُ الرحمٰن جامی قدس سرّہ السّامی نے کیا عُمدہ بیان فرمایا ہے:

لی حبیب عربی مدنی و قرشی	کہ بود درد و غمش مایہ شادی و غمی
فہم رازش چہ کنم او عربی من عجمی	لاف مہرش چہ زنم او قرشی و من حَبشی
گرچہ صد مرحلہ دوراست زپیش نظرم	وَجْهُهٗ فِیْ نَظْرِیْ کُلَّ غَدَاةٍ وَّ عَشِیٍّ

"میرا محبوب عربی، مدنی اور بلند ترین قبیلہ قریش سے ہے۔ اس کا غم اور عشق میرے لیے خوشی کی بات ہے۔ اس کا راز مجھے کس طرح سمجھ آئے کہ لاف زنی کرتا پھروں۔ وہ اپنی عظمتِ شان میں قریشی اور میں حبشی۔ میری نظر میں یہ مقام سو مرحلہ میں بلند اور دور ہے تو کوئی ایسی بات نہیں کہ میرا محبوب صبح وشام میری نگاہ کے سامنے ہوتا ہے"۔

یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں جب خاموش ہوتا ہوں تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فکر میں مستغرق رہتا ہوں اور جب بولتا ہوں تو آپ کی قصیدہ خوانی ونعت خوانی کرتا ہوں اور جب سُنتا ہوں تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی باتیں سنتا ہوں اور جب آنکھ بند کرتا ہوں تو آپ ہی کا تصور کرتا ہوں۔

زرحمت کن نظر برحال زارم یارسولَ اللہ	غریبم بے نوائم خاکسارم یارسولَ اللہ
زداغ ہجر تو کے دل فگارم یارسولَ اللہ	بہار صد چمن در سینہ دارم یارسولَ اللہ
توئی تسکین دل آرام جاں صبروقرار من	رخ پر نور بنائے بے قرارم یارسولَ اللہ
توئی مولائے من آقائے من والی جانِ من	تو مے دانی کہ جز تو کس ندارم یارسولَ اللہ
دم آخر نمائی جلوہ دیدار جامی را	زلطف تو ہمیں اُمیدوارم یارسولَ اللہ

○ **فوائد جمیلہ** یہ شعر محل اجابت ہے۔ وظیفہ پڑھنے والا اس کو پانچ بار پڑھے اور دعا مانگے۔ جب سفر پر جائے تو اس کا پہلا مصرعہ کاغذ پر لکھ کر گھر چھوڑ جائے اور دوسرا مصرعہ لکھ کر ساتھ لے جائے تو سفرِ بعافیت گزرے۔

گر گہے برمن زمانہ آفتہ تیغ ستم	بر درش بگر یختم ازوے پناہے یافتم
جب زمانے نے ستایا میں نے لی ان کی پناہ	جب ملی ان کی مدد بس دور تھا جور وستم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۸۱)

وَلَا الْتَمَسْتُ غِنَى الدَّارَيْنِ مِنْ يَدِهٖ
اِلَّا اسْتَلَمْتُ النَّدٰى مِنْ خَيْرِ مُسْتَلَمِ

ہر چہ کردم التماس از نعمت ہر دوسرا — یافتم بروجہ بہتر از آنچہ خواستم
دولت دنیاودیں مانگی اُن سے میں نے جب — وہ ملی مجھ کو اس فیاض سے بے فکر وغم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

وَلَا الْتَمَسْتُ	صیغہ واحد ماضی متکلّم ،اور نہ التماس کی میں نے۔
غِنَى الدَّارَيْنِ	دونوں جہانوں کی دولت دنیاودین۔
مِنْ يَدِهٖ	آپ ﷺ کے دست مبارک سے۔
اِلَّا اسْتَلَمْتُ النَّدٰى	مگر یہ کہ ''اِسْتَلَمْتُ قَبَّلْتُ'' میں نے ان کے ہاتھ کو چوما۔
مِنْ خَيْرِ مُسْتَلَمِ	تمام ہاتھوں سے بہتر ہاتھ جس کو بوسہ دیا گیا۔

○ **ترجمہ:** میں نے جب کبھی آپ ﷺ سے دین ودنیا کی دولت کی خواہش کی تو مجھے فی الفور آپ ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دینے سے منہ مانگی مراد مل گئی۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''وَاللّٰهُ مُعْطِىْ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ کا بیان عالی شان''

○ **تشریح:** میں نے حضور ﷺ سے غنائے دنیا وغنائے عقبٰی طلب کی تو مجھے بطور انعام استغناءِ کلّی کی بے بہا دولت عنایت ہوگئی جس سے دین ودنیا سنور گئے اور میں آپ ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہر صبح وشام دنیا کی آفات اور تفکرّات عقبٰی کی بلیّات سے محفوظ و مامون کردیا گیا۔ استلامُ النّدٰی،عطا کو چومنا جب کہ عرفاً ہاتھ کو چوما جاتا ہے۔ اس بیت میں خیرات کے مل جانے سے خیرات ''شیٔ'' کو بوسہ دینا استعارۃً تعظیم وتکریم مراد ہے اور بوسہ دینا ربّ کریم مُعطِیٔ کائنات جلّ شانہ کا شکر اور بندہ کا شکریہ ادا کرنا ہے اور یہ ایک حسین انداز اور محبت کی ایک عظیم الشان نشانی ہے۔
ناظم فَاهِم طَابَ اللّٰهُ مَثْوَهُ نے اس شعر میں تلمیحاً اس آیت کریمہ کی طرف نشان دہی کی ہے:

كَقَوْلِهِ الْمُعْطِىْ الْوَدُوْد: وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (سورۃ التوبہ:۷۴)
''اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے انہیں غنی کردیا۔'' اس آیت کریمہ میں غنیٰ سے مراد دین ودنیا کی دولت یا استغنائے قلبی دونوں معنیٰ صحیح ہیں۔ ایسی حالت میں اُن پر شکر واجب تھا نہ کہ ناسپاسی اور انکار۔ یہ دین ودنیا کی غنا مومن کے لیے نعمت اور منافق کے لیے نقمت ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بسندِ جیّد اس حدیث صحیح کی تخریج کی ہے۔ وَمَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ اِلَّآ اَنَّهٗ فَقِيْرًا

فَاَغْنَاہُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ۔ ''ابن جمیل علیہ اللعنہ کو یہی بُرا لگا نا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اپنے غلاموں کو اپنے فضل سے غنی کر دیا ہے'' اور یہ سب اَللّٰہُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ کی خاص عنایت اور اس کے رسولِ کریم ﷺ کی نگاہ اور دعا کا نتیجہ ہے کہ اَللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ اپنے کمال فضل و کرم سے اور رسولِ کریم ﷺ اپنے خزانہ کرم الٰہی اور خزینہ رحمت الٰہی سے نوازتے ہیں۔

پہلے ہو ان کی یاد کہ پائے جلا نماز
یہ کہتی ہے اذاں جو پچھلے پہر کی ہے

لب وا ہیں آنکھیں بند پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

قسمت میں لاکھ پیچ ہوں سو بل ہزار کج
یہ ساری گتھی اک تیری سیدھی نظر کی ہے

مفلس اور ایسے در سے پھرے بے غنی ہوئے
چاندی ہر ایک طرح تو یہاں گدیہ گر کی ہے

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

دنیا مزار حشر جہاں ہیں غفور ہیں
ہر منزل اپنے چاند کی منزل غَفَر کی ہے

گھیرا اندھیریوں نے دہائی ہے چاند کی
تنہا ہوں کالی رات ہے منزل خطر کی ہے

اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

سرکار ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

مانگیں گے مانگیں جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے، نہ حاجت اگر کی ہے

(حدائق بخشش)

مُسْتَلَم لام کی زیر اور زبر دونوں طرح معنی صحیح ہے۔ سخی ہاتھ جو بوسہ دینے کے قابل ہے۔

دودمانِ خاندان دہلوی نجم العلماء فی الہند شاہ عبد العزیز قدس سرّہ العزیز تحفہ اثنا عشریہ بحوالہ ''تورات شریف'' سفر چہارم میں لکھتے ہیں: قَالَ اللّٰہ تَعَالٰی لِاِبْرَاھِیْمَ اِنَّ ھَاجِرَۃَ تَلِدُوْ یَکُوْنُ مِنْ وَلَدِھَا مِنْ یَدِہٖ فَوْقَ الْجَمِیْعِ وَیَدُ الْجَمِیْعِ مَبْسُوْ طَۃٌ اللّٰہ بِالْخُشُوْعِ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے فرمایا: ''بیشک ہاجرہ کی اولاد سے وہ ہوں گے جن کا ہاتھ مبارک سب پر بالا ہوگا اور تمام ہاتھ اس کے ہاتھ کی طرف عاجزی و گریہ زاری سے پھیلیں گے''۔ وہ ہیں سَیِّدُ الْکَوْنِ مُعْطِی الْعَوْنِ ﷺ۔ حمد و ثنا اس ذات کریم کو جس نے ہماری عاجزی و محتاجی کے ہاتھ آپ ﷺ جیسے کریم و رؤف رحیم کے سامنے پھیلانے کا حکم دیا۔

دیکھا جواں کو بانٹتے میں نے بڑھ کر شوق سے
دست عطا کے سامنے دست طلب پھیلا دی

کَقَوْلِہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ: وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ○ (سورۃ النساء: ۶۴)

''محبوب! اگر وہ ظلم کرلیں اپنی جانوں پر تو تیری بارگاہ میں حاضر ہوں اور اللہ سے مغفرت چاہیں اور آپ بھی ان کے لیے بخشش مانگیں تو ''تیرے وسیلہ جلیلہ'' سے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے۔''

حضور ﷺ کی یہ شان اپنی ظاہری زندگی تک محدود نہ تھی بلکہ تاابد ہے۔ اہل نظر و بصیرت ہر آن ہر لمحہ اُس کا مشاہدہ کرتے ہیں یہی ایمان کی اَساس ہے۔ اِس بارگاہ کی حاضری درجہ وجوب میں ہے۔

بروایت صحیحہ سرکار علی مرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ الکریم سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے تین دن بعد ایک اعرابی حاضر حضور ہوا اور مزار پُر انوار پر گر پڑا اور خاک کو اپنے سر پر ڈالتا ہوا عرض گذار ہوا کہ ''اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول! آپ نے جو فرمایا ہم نے سنا اور یہ آیت کریمہ پڑھی اور عرض کی: میں نے اپنی زندگی میں بڑے ظلم وستم اپنی جان پر کیے ہیں اب حاضر حضور ہو گیا ہوں۔ آپ سراپا رحمت وشفقت ہیں میرے لیے دُعا فرمائیں فَنُوْدِیَ مِنَ الْقَبْرِ اَنَّہٗ قَدْ غُفِرَلَکَ تو مرقد انور سے آواز آئی جا تجھے بخش دیا گیا (بحوالہ قرطبی)

مجرم بلائے جاتے ہیں جَآءُوْکَ ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

مَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِی
ان پر درُود جن سے نویداں بُشر کی ہے

اُن کے طفیل حج بھی رب نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلّی کا ایک ظل
روشن انہیں کے نور سے پتلی حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل بنا کعبہ و منیٰ
اے لَوْلَاکَ والے سیّدامت سب ترے گھر کی ہے

مولیٰ علی نے وار دی تیری نیند پر نماز
وہ بھی عصر جو سب سے اعلیٰ خطر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جان ان پہ دے چکے
حفظِ جاں تو اے جاں فروض غُرر کی ہے

ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیری نماز
اور وہ تو کر چکے تجھے جو کرنی بشر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاج ور کی ہے

گر ز دستش دولت دنیا و دیں را خواستم
دست او بوسم کہ آنچہ خواستم زویافتم

دست اقدس سے طلب کی دین ودنیا جب کبھی
سرفرازی ہوگئی جب مل گیا دست کرم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

(۸۲)

لَاتُنْكِرِ الْوَحْيَ مِنْ رُؤْيَاهُ إِنَّ لَهُ
قَلْبًا إِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانِ لَمْ يَنَمِ

پس مکن انکار وحی از خواب پیغمبر از آنکہ چشمش از درخواب رفتی دل بدست بیدارم
اُن کی وحی خواب سے منکر، نہ کرانکار تو آنکھیں سوتی تھیں کہ رکھتا تھا قلب نم بنم

لَاتُنْكِرِ الْوَحْيَ — صیغہ نہی مضارع معروف، نہ انکار کروحی کا۔
مِنْ رُؤْيَاهُ إِنَّ لَهُ — "رُؤْيَاهُ" خواب "إِنَّ لَهُ" بیشک اس کے لیے۔
قَلْبًا إِذَا نَامَتِ — "قَلْبًا" دل "إِذَا نَامَتِ" جب وہ سو جائیں۔
اَلْعَيْنَانِ — دونوں آنکھیں۔
لَمْ يَنَمِ — صیغہ جحد بلم، مصدر نوم، وہ ہرگز نہ سوتیں۔

○ ترجمہ: حضور پاک سیّد لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی منامی کا انکار نہ کر جو خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آیا کرتی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔

○ تمہیدی کلمہ: إِنَّ عَيْنِيْ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ (الحدیث)

○ تشریح: اے منکر! تو اس وحی منامی کا انکار نہ کر کہ جب تیری اپنی حالت یہ ہے کہ بفرمان ذی شان امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم: اَلنَّاسُ نِيَامٌ فَإِذَا مَاتُوْا اِنْتَبَهُوْا "لوگ سوتے میں ہیں جب مریں گے تو بیدار ہوں گے"۔ ایسے لوگوں کی اپنی غفلت کا عالم یہ ہے کہ ان کا دل اور حواس بحالت خواب معطل اور باطل ہو جاتے ہیں۔ نَاطِقُ الْوَحْيِ وَالْكِتٰبِ علیہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو اظہارِ نبوت سے چھ ماہ قبل سچے خواب آیا کرتے تھے۔ ان کو وحی منامی زبانی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ علی الصبح فی الفور اس خواب کی تعبیر کا ظہور ہو جاتا۔ اے منکر! تیرا یہ کہنا کہ انسان کے سونے سے حواس خمسہ غافل اور معطل ہو جاتے ہیں۔ تیرا ایسی حالت کا مشاہدہ کیسے معتبر ہو سکتا ہے کہ نبی اور رسول کی شانِ حالتِ نوم ہمارے علم وفہم اور ادراک سے وراءُ الوراء ہے بلکہ سونے میں التفات کلی اور رجوع الی اللہ بالمشاہدہ زیادہ ہوتا ہے۔

دوسرے مصرعہ میں صاحبِ قصیدہ مبارکہ نے تلمیحاً اس حدیث پاک کی طرف اشارہ فرمایا کہ "میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا"۔ وہ دل مشاہدہِ الٰہی میں مستغرق اور وحی منامی کے انتظار میں بیدار اور مستعد رہتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت عالمِ بیداری اور حالتِ نوم یکساں ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُفَضِّلِ الْمُنْعَامِ۔

بروایت صحیحہ حضور محبوب علاّم الغیوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے دورانِ سفر ایک وادی میں شب بسری فرمائی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم معہ جماعت صحابہ سوتے رہے تا آنکہ سورج طلوع ہوگیا اور نماز قضا ہوگئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اس وادی سے سب کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے آگے جا کر نماز قضاء ادا فرمائی۔ یہ نادر واقعہ اس وادی میں وقوع پذیر ہوا۔ اس میں حکمتِ ربانی اور مصلحت شرعی پوشیدہ تھی تاکہ تاسیس سنّت کا قیام تا یومُ القیام قائم رہے۔ یہ فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ پر مبنی ہے تاکہ اُمتِ مسلمہ نماز قضاء صحیح طور پر سنتِ مطہرہ کے مطابق ادا کر سکے اور حکمت بالغہ سنتِ الٰہیہ کا اجرا اور ظہور ہو اور فرمایا: لَوْشَاءَ اللّٰہُ لَاَیْقَظَنَا وَ لٰکِنْ اَرَادَاَنْ یَّکُوْنَ سُنَّۃً لِّمَنْ بَعْدَکُمْ ''اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم نہ سوتے اور یہ سونا اس لیے تھا کہ میری اُمت کے لیے سنت بن جائے اور عبادت خداوند قدوس صحیح معنوں میں ادا ہو سکے''۔ (تحفۃ الصلوۃ الی الملک المختار)

وحی دو قسم پر ہے: وحی جلی، وحی خفی۔ وحی جلی وحی متلو کو کہتے ہیں جو قرآنِ عظیم کی شکل میں ہمارے پاس موجود اور محفوظ ہے۔ جو تئیس (۲۳) سال کے عرصہ میں بذریعہ جبرائیل امین عَلَیْہِ السَّلَام آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے قلب انور پر نازل ہوتی رہی۔ وحی خفی، وحی غیر متلو ہے۔ یہ دو قسم پر ہے۔ (۱) وہ خواب جو اظہار نبوت سے چھ ماہ قبل آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو آیا کرتے۔ (۲) کسی امر کا دل میں القاء کر دینا۔ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی ہر سہ گانہ وحی قطعی ہوتی ہے۔

لِاَنَّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَلْبًا عَظِیْمًا صَدْرًا کَرِیْمًا اِذَا نَامَتْ عَیْنَاہُ وَلَمْ یَنَمْ قَلْبُہٗ فِی الرُّؤْیَا۔ ''یقیناً والی امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم قلب عظیم اور صدرِ کریم کے مالک ہیں جبکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی آنکھیں سوتی اور دل نہیں سوتا جو وحی منامی کے لیے بیدار اور مستعد رہتا ہے''۔ ولی کی ولایت نبوّت کے پرتو کا چھیالیسواں (۴۶) حصہ اور مومن کا خواب فیضانِ نبوت کا جزو ہے، جس کو کیفیتِ الہامی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اِنَّ الرُّءْیَا الْحَسَنَۃَ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّ اَرْبَعِیْنَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اَیْ مِنْ جِھَۃِ اِطِّلَاعٍ عَنِ الْغَیْبِ۔

○ **حاصل کلام** مومن کا خواب نبوّت کے انوار کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے۔

ہاں مشو منکر ز وحی خواب آں فرخندہ خو	قلب او بیدار بودے گر بخفتے چشم او
اس وحی کا تو نہ منکر ہو جو آئے خواب میں	خواب میں بھی رکھتے تھے بیدار دل شاہ امم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۸۳)

فَذَاكَ حِیْنَ بُلُوْغٍ مِّنْ نُّبُوَّتِہٖ
فَلَیْسَ یُنْکَرُ فِیْہِ حَالُ مُحْتَلِمِ

وحی در خواب اوّل پیغمبری بودے ورا خواب او منکر کہ نبود مثل خواب محتلم

ہے نبوت پر پہنچنے کے زمانے کی یہ بات وحی خوابی سے بھرے انکار کا کس کو دَم

لغوی و نحوی معنی و صرفی تحقیق

فَذَاكَ حِیْنَ بُلُوْغٍ	"فَا" تعلیلیہ "ذَاكَ" اشارہ، مشارالیہ وحی رؤیا۔
مِّنْ نُّبُوَّتِہٖ	"نُبُوَّتِ" عالم غیب کی خبریں دینا۔
فَلَیْسَ یُنْکَرُ	پس نہیں انکار ہوسکتا۔
فِیْہِ حَالُ	اس حال میں۔
مُحْتَلِمِ	عقل اور فراست کا بلوغ، اس سے مراد بُلُوْغَت فِی النُّبُوَّۃِ۔

○ ترجمہ: خواب "وحی منامی" جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے قبل از اظہار نبوت تھے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بلوغت فی النبوت کی علامت تھے، پس ایسی حالت میں نبوت تک پہنچ چکے تھے۔ وحی سے انکار کی گنجائش نہیں۔

○ تمہیدی کلمہ: "ظہور رُویائے صادقہ دیباچہ بلوغ نبوّت ہے"۔

○ تشریح: حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالی شان ہے: كُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ "میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت اوّل البشر آدم صفی اللہ عَلَیْہِ السَّلَام مٹی اور پانی کے خمیر میں تھے۔" وحی منامی کا انکار کیسے ہوسکتا ہے جبکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کمال نبوت کے رتبہ تک پہنچ چکے تھے۔ اظہار نبوت کرنا باقی تھا کہ مقتضات شیٔ اپنے اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوتی ہیں اور جو خواب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو نبوت کی ابتدائی حالت اور دور رسالت کے شروع شروع آیا کرتے وحی منامی کہلاتے ہیں۔

حضور ناطق الوحی والکتب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے پاس المکۃ المعظمہ جبل نور غارِ حراء میں چالیس سال کی عمر شریف میں وحی جلی حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام لے کر آئے۔ عرض کیا: اِقْرَاْ آپ نے فرمایا: مَا اَنَا بِقَارِئٍ "میں پڑھا ہوا نہیں"۔ حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو پروں میں لے کر سینہ سے لگا کر خوب بھینچا اور پھر چھوڑ دیا اور کہا: اِقْرَاْ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے دوسری مرتبہ فرمایا: مَا اَنَا بِقَارِئٍ "میں پڑھا ہوا نہیں"۔ پھر جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام اُٹھے اور بازوؤں میں لے کر بھینچا، پھر تیسری مرتبہ کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ "اپنے رب کے نام سے پڑھیئے جس نے آپ کو

پیدا کیا''۔ (سورۂ علق) کی پہلی پانچ آیاتِ کریمہ کا نزول ہوا۔ یہ وحی جلی وحی متلو ہے جو قرآنِ مجید فرقانِ حمید کے نام نامی اسم گرامی سے معنون ہے۔ یہ آپ ﷺ کے کمال اوصافِ نبوت کے بلوغ تک پہنچنے کی واضح دلیل جلیل ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بلوغ نبوت کا زمانہ پچاس (۵۰) سال کی عمر شریف تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام بیس (۲۰) سال، حضرت یوسف نبی اللہ علیہ السلام کو پچاس (۵۰) برس کی عمر شریف میں نبوت عطاء ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں اعلان نبوت فرما دیا۔ علیٰ ہذا القیاس ہمارے حضور سیّد الانبیاءِ والمرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کی عمر شریف چالیس سال تھی، جب آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا۔

وحی کی تعریف رُوْحُ الْقُدُسِ نَفَثَ فِی رُوْعِیْ یہ دو قسم پر ہے۔

وحی جلی، قرآن پاک، وحی خفی جو مخصوص اشارات بلاواسطہ و بالواسطہ ملکِ مقرب سے مسموع ہوں اس کو وحی منامی بھی کہتے ہیں۔ وحی کا لفظ غیر نبی کی طرف منسوب ہو تو اس کو الہام کہتے ہیں۔ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ کَلَامٌ یُکَلِّمُہُ اللّٰہُ فِی الْمَنَامِ خواب میں مومن سے اللہ تعالیٰ کا کلام فرمانا یہ الہامی کیفیت ہے۔ اَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ ''وحی کی تیرے رب نے شہد کی مکھیوں کی طرف'' اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی (سورۃ القصص: ۷) ''ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی کی''۔ یہاں بہ معنیٰ الہام ہے۔

حضور ﷺ جبل نور غارِ حرا کے خلوت کدہ میں عبادت کے لیے تشریف لے جایا کرتے۔ اظہار نبوت سے چھ ماہ قبل وحی منامی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جو خواب دیکھا جاتا وہ صبح روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا۔ اللہ رب العزت نے اس خلوت کدہ میں آپ ﷺ کی تربیت فرمائی اور آپ ﷺ کی شخصیت کو مختلف احوال و کیفیات سے گزارا اور زمانہ بلوغت نبوت تک پہنچایا اور وحی جلی کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے اپنا کردار پیش کیا اور اعلان نبوت فرمایا۔ یاد رہے کہ آپ ﷺ کے اقوال شریعت، ہیں، افعال طریقت اور احوال حقیقت اور معرفت ہیں۔

جن کے عالی مقالات وحیِ خدا — جن کے غیبی اشارات وحیِ خدا
جن کے الفاظ آیات وحیِ خدا — وہ دیں جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمہِ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

خواب از بعد نبوت وحی باشدے حجاب — پس چرا انکار کردہ میشود از وحی خواب
تھا وہ معراج نبوت کا زمانہ آپ کے — پس نہ کر انکار سچے خواب کا اے محترم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

(۸۴)

تَبَارَكَ اللّٰهُ مَاوَحْیٌ بِمُكْتَسِبٍ
وَلَا نَبِیٌّ عَلَى الْغَیْبِ بِمُتَّهَمِ

پس بزرگ است آں خدا وحی او کسبی نبود ہم رسول او نہ بد برعلم غیبش متہم
حاشا لِلّٰہ وحی گر ہو اکتسابی کوئی شئ یا کہ علم غیب میں کوئی نبی ہو متہم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

تَبَارَكَ اللّٰهُ	برکت والی ذات "اللہ تعالیٰ" کلمہ تبریک۔
مَاوَحْیٌ بِمُكْتَسِبٍ	"مَا" نافیہ وحی کسب سے حاصل ہونے والی نہیں۔
وَلَا نَبِیٌّ	اور نہ کوئی نبی۔
عَلَى الْغَیْبِ	غیب پر "اخبار عن الغیب" پیشین گوئی۔
بِمُتَّهَمِ	تہمت شدہ "متہم بالکذب"۔

○ ترجمہ: بارک اللہ، وحی کسی کسب یا عمل سے حاصل نہیں کی جاسکتی اور نہ کسی نبی پر غیب کی خبر دینے پر دروغ گوئی کی تہمت لگائی جاسکتی ہے۔

○ تمہیدی کلمہ: "وحی ہمیشہ خداداد، وہبی اور نبی کی غیب کی خبر ہمیشہ سچی ہوتی ہے"۔

○ تشریح: نبوت اور وحی الٰہی فضل ربی اور عطیہ خداوند قدوس ہے۔ یہ کسی عمل یا کسب کا نتیجہ نہیں، نبوت محض فضل الٰہی ہے۔ وہ ذاتِ حق وحدہ لاشریک جس کو چاہے عنایت فرمائے اور اسے کوئی شخص بھی اپنی سعی یا تدبیر سے حاصل نہیں کرسکتا اور نبی اپنے دعویٰ میں سچا ہوتا ہے۔ بفحوائے حدیث پاک: لَا یَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقًّا "اور نبی کے منہ سے حق اور صدق نکلتا ہے" اور نبی اپنی اخبار عن الغیب میں کذب کی تہمت سے پاک اور بری ہوتا ہے، جو فرمایا وہ ہوگیا اور اس کا ہر عمل اور فعل حق ہے۔

امام ناظم فاہم علیہ الرحمۃ والکرم نے تلمیحاً اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ فرمایا: كَقَوْلِهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ: اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ (سورۃ الانعام: ۱۲۴) "اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس نے اپنے کمال فضل وکرم سے کس سینہ کو نبوت اور رسالت سے مزین کرنا ہے" اور کونسا سینہ نبوت اور رسالت کے لائق ہے اس ذاتِ حق سے پوشیدہ نہیں۔ نبوت اور رسالت ایک ایسا خاص عطیہ ربانی اور منصب جلیلہ رفیعہ ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک جن کو اپنی رحمت کاملہ سے عنایت فرماتا ہے نہ پھر وہ منسوخ کرتا ہے اور نہ چھینتا ہے۔ نبوت نہ ظلی ہے اور نہ بروزی، نہ ذاتی نہ عرضی، نہ مراقی نہ مذاقی۔ حقیقتِ نبوت ایک ہے اور سب انبیاء حقیقتِ نبوت میں ایک ہیں۔ ہاں بعض انبیاء کو بعض

انبیاء پر فضیلت نص قطعی سے ثابت ہے۔

مجاہدہ، کسب اور کثرتِ عبادت و عمل سے نبوت کا حصول اور وحی کا نزول ناممکن اور محال ہے کہ انسان اپنی عبادتوں، کرامتوں اور عظمتوں کے لحاظ سے ولایت کے بلند مرتبہ سے نبی کی مسند نہیں پا سکتا۔ ولایت نبوت کی اتباع کاملہ کا ثمرہ ہے جو تا قیامت جاری و ساری رہے گی اور نبوت کا سلسلہ خاتم النبیین ﷺ نے لَانَبِیَّ بَعْدِیْ کے مہر شدہ قفل سے بند کرایا۔ اب تا قیام قیامت اس امت مسلمہ میں جو دعویٰ نبوت کرے یا نبی کا پیدا ہونا ممکن جانے "فَمَنْ ادَّعٰی بَعْدَ النُّبُوَّةِ فَهُوَ كَافِرٌ دَجَّالٌ كَذَّابٌ" وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مطلقاً کافر ہے۔ وَمَنْ شَكَّ فِیْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَهُوَ كَافِرٌ نبی آخر الزماں ﷺ کی اہمیت کے پیش نظر علماء ربانیین کا یہ فتویٰ حق ہے اور جو اس کے کفر اور عذاب میں بھی شک کرے وہ بھی مطلقاً کافر ہے۔

مخبر صادق و مصدوق ﷺ نے جو ہزار ہا امور غیبیہ احادیث کثیرہ معتبرہ میں ظاہر فرمائے وہ ظہور پذیر ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ○ (سورۃ التکویر:۲۴) "اور نبی اپنے غیب بتانے میں بخیل نہیں (بلکہ وہ سخی ہے)"۔ نبوت کی مانند اخبار عن الغیب اور وحی یہ سب من جانب اللہ ہیں اور نبی جو کہتا ہے اللہ رب العزت کے حکم اور اذن سے کہتا ہے۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (سورۃ الجن:۲۶) فرمایا: "عالم الغیب جل شانہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اس رسول پر جس کو برگزیدہ فرما دیتا ہے۔" علم غیب حضور محبوبِ علام الغیوب ﷺ کا انکار کرنے والوں کے لیے یہ بیت مبارک اور آیت کریمہ حجت ہے۔ كَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى مَنْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ خَبِيْرٌ۔

○ **فائدہ عظیمہ** یہ شعر محل اجابت ہے۔ وظیفہ پڑھنے والا اس شعر کو پانچ بار پڑھے اور المستغاث یا رسول اللہ ﷺ سے عرض کرے اور دعا مانگے۔

اگر راہ سلوک میں قلب کی قبض ہو تو اس شعر کے ورد سے بسط نصیب ہو گی اور انشراح صدر ہو گا۔

ہیچ پیغمبر نشد در غیب گوئی متہم — اللہ اللہ وحی کسبی نیست او روز قدم

اور نہ علم غیب پر ہر گز نبی ہے متہم — بارک اللہ سعی سے حاصل نہیں ہوتی وحی

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۸۵)

كَمْ اَبْرَءَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ
وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِّنْ رِّبْقَةِ اللَّمَمِ

بس کساں راشفا دادے بمالیدن دست — دار ہا بندے بسے دیوانگاں را از لَمم

چھو کے آپ نے بار ہا بیماروں کو اچھا کر دیا — اور اسیران ِ الم کی کاٹ دی قید الَم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

كَمْ اَبْرَءَتْ وَصِبًا	''كَمْ'' خبریہ، بہت سے''اَبْرَءَتْ'' شفا پا گئے''وَصِبًا'' بیمار۔
بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ	''لَمْسِ'' چھونا''رَاحَتُهٗ'' ہتھیلی مبارک سے۔
وَاَطْلَقَتْ	اطلاق مصدر، قید سے رہائی پانا۔
اَرِبًا مِّنْ رِّبْقَةِ	''اَرِبًا'' محتاج الی العلاج ''رِبْقَةَ'' بند، پھندا، پھاہی۔
اللَّمَمِ	''لَمَمِ'' بفتحتین مرض خون۔ جنوں۔ پاگل پن۔

○ **ترجمہ:** کئی بار آپ نے ہاتھ مبارک کے مس سے بیماروں کو شفاء یاب کر دیا اور قید جنون میں گرفتار کتنے لوگ رہائی پا گئے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مُعْطِی الشَّفَابِبَرَكَةِ يَدِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

○ **تشریح:** حضور شافی الدّارین، مولی الملوین ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کتنے ہی مریضوں کو اچھا کر دیا اور شفاء کاملہ سے نواز دیا اور کتنے لوگوں کو مرض جنون کی قید سے رہائی دلائی اور جو آیا وہ ظاہری، باطنی جسمانی بیماریوں سے شفاء پا گیا۔ ایسے بیماروں اور مجنونوں کا شمار کرنا مشکل ہے جنہوں نے دستِ مصطفی ﷺ سے شفاء پائی اور امراض باطنی، قلبِ سقیم کی بیماریوں کو اپنی نگاہ سے شفاء یاب کر کے قلبِ فہیم، قلبِ سلیم عطاء فرما دیا اور ان کو حبِ کبریا سے لبریز اور حبِ مصطفی ﷺ سے معمور کر دیا اور ان کی عداوت کو محبت سے بدل دیا۔

حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسماء مبارکہ میں ایک اسم شافِ (شفاء دینے والا) ہے۔ آپ امور تشریعیہ کے حکیم حاذق ہیں اور آپ کا دست، دستِ شفاء ہے۔ حضور شافی ﷺ ایک صحابی کی عیادت کو تشریف لے گئے جو شدتِ مرض سے سخت بیتاب تھے۔ یہاں تک کہ وصیت بھی کر دی تھی، تو آپ نے سن کر تبسم کناں لہجہ میں فرمایا: ''ابھی ہم نے تجھ سے بڑے بڑے کام لینے ہیں'' اور اپنا دایاں ہاتھ اُن کے چہرہ اور سینہ پر پھیرا۔ دستِ شفاء کا ان کے جسم سے مس ہونا تھا کہ اسی وقت شفاء ہو گئی۔ ایسے جیسے کبھی بیمار ہی نہ ہوئے تھے۔

علاوہ ازیں ہزار ہا واقعات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم مِنَ المَلِکِ المُنعَام کتب احادیث مبارکہ میں مذکور ہیں۔

☆ شب ہجرت غار ثور میں سیّدنا ابوبکر الصدیق الاکبر رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ایڑی پر ڈس لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگایا تو زہر کا تریاق ثابت ہوا اور اسی وقت شفاء ہوگئی۔

☆ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو غزوہ خیبر کے موقع پر شدید آشوب چشم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ کحل البصر ثابت ہوا اور اُسی وقت شفاء ہوگئی۔

☆ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کا غزوہ احد میں تیر لگنے سے آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک سے پکڑ کر اُسے اپنی جگہ رکھا اور دم کیا تو وہ آنکھ بالکل صحیح اور روشن ہوگئی۔

☆ حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہما کا غزوہ بدر میں بازو قلم ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کٹے ہوئے بازو کو اس کی جگہ پر رکھ کر ہاتھ مبارک پھیرا اور وہ اسی وقت صحیح سلامت ہوگیا۔

☆ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ مبارکہ سے مس کیا تو وہ ہڈی جڑ گئی۔

كَوْنُهٗ لَهُمْ شِفَاءٌ كَمَا كَانَ دَوَاءً لِكُلِّ دَاءٍ لِأَهْلِ الشِّفَاءِ مِثْلُ ذٰلِكَ مَاوَرَدَ فِي الْأَخْبَارِ الشَّهِيْرَةِ

شارح قصیدہ ہذا علامہ خرپوتی فرماتے ہیں کہ ہمارے استاد کی زوجہ محترمہ ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوگئی کہ کسی لمحہ چین نہ آتا۔ اطباء سے بہت علاج کروایا لیکن آرام نہ آتا۔ چیختی چلاتی رہتی تھیں۔ مجھے فرمایا: ایک عریضہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شفاء کے لیے میری طرف سے تحریر کرو چنانچہ عریضہ لکھا گیا اور حجاج کی معرفت روانہ کردیا گیا۔ حتیٰ کہ جس دن حجاج کا قافلہ المدینۃ المنورہ پہنچا اسی روز اُن کو شفاء ہوگئی۔ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں: ''هٰذَا الْفَقِيْرُ الْمُعْتَرِفُ بِالْعِجْزِ وَالتَّقْصِيْرِ مَاوَقَعَ اَيْضًا فِيْ زَمَانِنَا مِثْلُ ذِكْرِنَا''۔

دوسرا مصرعہ قید سے رہائی کا اشارہ غزوۂ بدر کے قیدیوں کی طرف ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن سلوک سے متاثر ہوکر کفر وشرک سے رہائی پاگئے اور دامن اسلام سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وابستہ ہوگئے یا اس ہرنی کی طرف اشارہ ہے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگل میں قید کے پھندے سے آزاد کرایا جس سے وہ ہرنی زندۂ جاوید ہوگئی۔

علامہ عبدالرحمٰن صفوری علیہ الرحمۃ نے ''نزہتہ المجالس'' میں ارقام فرمایا: ''میں ایک روز حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر تھا کہ ایک ہرنی ظاہر ہوئی اور مواجہ شریف کے سامنے مؤدبانہ انداز میں سر جھکا دیا گویا وہ سلام عرض کررہی ہے اور پھر وہ الٹے پاؤں آہستہ آہستہ چل کر باب جبرائیل علیہ السلام سے باہر نکل گئی اور ادب سے اپنی پشت روضہ انور کی طرف نہ ہونے دی۔ فرماتے ہیں: میں جان گیا کہ یہ ہرنی اس ہرنی کی نسل سے ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگل میں جال سے رہا کیا تھا اور اس کی نسل کو بقاء عطا فرمادی تھی''۔

ہمہ آہوانِ صحرا سرِ خود نہادہ برکف　　　بہ امید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

الشیخ الدّلائل جناب مُحمّد بن سُلَیمان الجزولی شاذلی اپنی کتاب "شوارق الانوار فی ذکر الصَّلوۃ وَ السَّلام عَلَی النَّبیّ المُختار" المعروف "دلائل الخیرات شریف" میں فرماتے ہیں:
خَاصَّۃُ ھٰذَا الشِّعْرِ اِذَاکَانَ الْوَجْعُ عَجِیمٌ اَحَدًا یَقَعُ الْیَدُ عَلَی الْمَوَاضِعِ الْوَجْعِ وَیَقْرَءُ ھٰذَا الشِّعْرَ یَنْدَفِعُ الْوَجْعُ وَیَشْفِی الْمَرِیْضُ۔ "اس شعر کا خاصہ یہ ہے کہ جسم میں جس جگہ درد ہو اس پر ہاتھ رکھ کر یہ شعر پڑھا جائے تو درد دور اور مرض کا خاتمہ ہو جاتا ہے"۔
قَالَ ھٰذَا غَیرُ مَخْصُوصٍ بِزَمَانِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بَلْ ھُوَ بَاقٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لِاَنَّہٗ لَوْرَبَطَ اَحَدٌ قَلْبَہٗ بِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَصَلّٰی عَلَیْہِ دَعَااللّٰہِ وَ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی لِدَائِہٖ دَوَآءٌ۔
"یہ معجزات مخصوصہ شفاء الامراض حضور صلی اللہ علیہ وسلم بزمانہ حیات بابرکات میں ہی نہیں بلکہ قیامت تک باقی ہیں۔ چنانچہ آج بھی کوئی شخص رابطہ قلبی حضور معطی الشفاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرلے اور درود شریف پڑھ کر بیمار کے لیے دعا مانگے تو بالیقین شفاء ہو"۔
فقیر غفرلہ المولیٰ الغفور بارگاہ کریمی میں عرض گزار ہے کہ اس ناکارہ کو اپنی نگاہ پاک سے گناہوں کی قید سے آزاد فرمایا جائے اور نفس وشیطان کے دام سے بچایا جائے جنہوں نے مجھے اپنے چنگل میں پھنسا رکھا ہے۔

سرور دیں لیجئے اپنے ناتوانوں کی خبر نفس وشیطاں سیدا کب تک دباتے جائیں گے

استغاثہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بکار خویش حیرانم اغثنی یارسول اللہ پریشانم پریشانم اغثنی یا رسول اللہ
گرفتارم رہائی دِہ مسیحا مومیائی دِہ شکستم رنگ سامانم اغثنی یا رسول اللہ
شہا بیکس نوازی کن طبیبا چارہ سازی کن مریض درد عصیانم اغثنی یا رسول اللہ
گنہ در جانم آتش زد قیامت شعلہ مے خیزد مدد اے آب حیوانم اغثنی یا رسول اللہ
گدائے آمد اے سلطان بامید کرم نالاں تہی داماں مگر دانم اغثنی یا رسول اللہ
چو مرگم نخل جاں سوزد بہارم راخزاں سوزد نہ ریزد برگ ایمانم اغثنی یا رسول اللہ
اگر ذاتی وگر خوانی غلامم انت سلطانی دگر چیزے نمے دانم اغثنی یا رسول اللہ
بکہف رحمتم پرور ز قطمیرم منہ کمتر گر درگاہ سلطانم اغثنی یا رسول اللہ
چو محشر فتنہ انگیزد بلائے بے اماں خیزد بجویم از تو در مانم اغثنی یا رسول اللہ
رضایت سائل بے پر توئی سلطان لاتنہر شہا برازیں خوانم اغثنی یا رسول اللہ

امام الائمہ ابوالقاسم عبدالکریم قشیری اپنے رسالہ "قشیریہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرا بیٹا بیمار ہوگیا حتیٰ کہ موت کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے اس مایوسی کے عالم میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ "خوش طبیبے بیا تا ہمہ بیمار

شوم'' بیٹے کی علالت کا حال عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''آیاتِ شفاء سے کیوں دور ہوتے ہو؟'' جب میں بیدار ہوا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور آیات شفاء کو قرآن مجید فرقان حمید سے جمع کیا اور ان کو کاغذ پر لکھ کر پانی سے دھو کر بیٹے کو پلایا تو وہ اسی وقت شفاء پا گیا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ مریض تھا ہی نہیں۔

عارف باللہ ابوبکر رازی علیہ رحمۃ اللہ الباری سے مروی ہے کہ مشہور محدث ابوبکر علی رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان وقت نے مقدمہ بغاوت میں قید کر دیا اور کسی صورت آپ کی رہائی کے لیے تیار نہ ہوتا۔ ایک رات خواب میں حضور غیاث الدارین ﷺ کی زیارت باطہارت سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ کے لبہائے مبارکہ آہستہ آہستہ تسبیح پڑھنے سے متحرک تھے اور جبرائیل امین علیہ السلام آپ ﷺ کے دائیں جانب تھے تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ ان کو کہو کہ وہ دعائے بخاری شریف پڑھے۔ جب انہوں نے قید خانہ میں یہ دُعا پڑھی تو فی الفور رہائی مل گئی۔ وہ دُعائے کرب یہ ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَكِيْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

نسخہ شفاء: كَقَوْلِهِ العَلِيِّ الْعَظِيْمِ: وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ (سورۃ بنی اسرائیل: ۱۰۵) کا یہ نسخہ ہر ایک بیماری کے لیے شفا ہے۔ موضع مرض پر ہاتھ رکھ کر دم کریں تو باذن اللہ شفا ہو۔

امام محمد بن سماک علیہ الرحمۃ بیمار ہو گئے تو ان کے مرید قارورہ لے کر ایک نصرانی طبیب کے پاس گئے۔ راہ میں ایک خوش رو خوش لباس سفید ریش بزرگ ملے۔ ان کے جسم مبارک سے نہایت پاکیزہ بھینی بھینی خوشبو آ رہی تھی۔ پوچھا کدھر جا رہے ہو؟ بتایا کہ فلاں طبیب کے پاس جاتے ہیں۔ فرمایا: سُبحان اللہ! اللہ کے ولی کا قارورہ اور خدا کے دشمن سے علاج، فرمایا: واپس جاؤ، اُن سے کہو: جائے بیماری پر ہاتھ رکھ کر یہ آیت کریمہ پڑھ کر دم کریں تو شفا حاصل ہو۔ وہ بزرگ غائب ہو گئے، انہوں نے واپس آ کر ابن سماک سے واقعہ بیان کیا اور پوچھا: وہ کون تھے؟ فرمایا: وہ سیدنا خضر علیہ السلام تھے۔ میری بیماری کا علاج بتا گئے۔ آپ نے ایسا ہی کیا تو رب العزت نے شفا کاملہ عنایت فرما دی۔ حضور ﷺ کے اپنے دست مبارک کے مس سے ہزار ہا واقعات عجیبہ شفا اور عطا کتب احادیث مبارکہ میں وارد ہیں۔

○ فائدہ عظیمہ یہ شعر محل اجابت ہے وظیفہ پڑھنے والا اس شعر کو پانچ بار پڑھے بفضلہٖ تعالیٰ یہ شعر شفاء امراض کے لیے خاص تاثیر کا حامل ہے۔ اس شعر کا تعویذ بنا کر مریض جنون اور پاگل کے گلے میں ڈالے تو شفاء ہو۔

بارہا از دستِ پاکش درد را باشد دوا ــــ گمراہاں را نیز از قید جنوں کردہ رہا

جب چھوا دستِ مبارک ہوگئی کامل شفاء ــــ اور شفاء پائی جنوں سے اکثروں نے بارہا

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۸۶)

وَاَحْیَتِ السَّنَۃَ الشَّھْبَآءَ دَعْوَتُہٗ
حَتّٰی حَکَتْ غُرَّۃً فِی الْاَعْصُرِ الدُّھُمِ

دعوتِ او قحط و تنگی از جہاں برداشتہ — تاچو رد اسپید بودے در سیاہی وسم
کر دیا ان کی دُعا نے زندہ سال مردہ کو — خشک سالی نے بھی مارا تو شادابی کا دم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

وَاَحْیَتْ السَّنَۃَ — ''اَحْیَتْ'' صیغہ ماضی، زندہ کیا اس نے، سرسبز کیا'' السَّنَۃَ'' سال۔

الشَّھْبَآءَ — مراد سخت قحط سالی۔

دَعْوَتُہٗ — ''دَعْوَتُہٗ'' آپ کی دُعا کی برکت سے۔

حَتّٰی حَکَتْ غُرَّۃً — ''حَکَتْ'' حکایۃً ''غُرَّۃً'' روشن، چمکتا دمکتا۔

فِی الْاَعْصُرِ الدُّھُمِ — ''الْاَعْصُرِ'' جمع عصر، زمانہ ''الدُّھُمِ'' بہت شادابی وسرسبزی سے سیاہی مائل۔

○ ترجمہ: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے دُعا سے قحط زدہ زمین کو سرسبز اور شاداب کر دیا۔ یہاں تک کہ گزشتہ تاریک زمانوں میں یہ سال روشن اور چمکتا نظر آنے لگا اور پہلے زمانوں میں درخشانی کی شادابی کی صورت میں ممتاز و ممیّز ہو گیا۔

○ تمہیدی کلمہ: ''دُعائے پیغمبر، خوشحالی کی پیامبر''

○ تشریح: حضور دانائے خفایا و غیوب، محبوب علاّم الغیوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی دُعائے مبارکہ نے خشک زمین کو بارش کے پانی سے ایسا سرسبز و شاداب کر دیا کہ کھیت تر و تازہ اور مردہ زمین زندہ ہو گئی۔ خشک سالی دور اور شدت کافور ہو گئی۔ کھیتیاں اور گھاس بکثرت سرسبزی اور شادابی سے سیاہی مائل نظر آنے لگے اور جانور موٹے تازے ہو گئے۔ یہ قحط زدہ سال ایسا سرسبز ہوا کہ دوسرے سالوں میں ممتاز اور باعث زینت ہوا جس طرح گھوڑے کے ماتھے کی سفیدی باعث امتیاز ہوتی ہے۔ اللہ ربّ العزت نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی دعائے مبارکہ کو ایسی پذیرائی عنایت فرمائی جس سے قدرت الٰہیہ کا ظہور نظر آتا ہے۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا — بڑھی ناز سے جب دُعائے محمّد
اجابت کا جوڑا عنایت کا سہرا — دُلہن بن کے نکلی دعائے محمّد
جلو میں اجابت خواصی میں رحمت — بڑھی کس تزک سے دعائے محمّد

دَعْوَتُہٗ' سے ظاہر ہے محی و مُزیل درحقیقت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات پاک ہے۔

صحیح البخاری شریف بروایت حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، مسجد غمامہ ''المدینۃ المنورّہ'' مسجد نبوی شریف کی

جانب مشرق باب السلام کے بالکل سامنے اور قریب ترین مسجد ہے۔حضور ﷺ خطبہ جمۃ المبارک میں خطاب فرما رہے تھے۔زمانہ سخت گرمی اور قحط کا تھا۔

مجلس مبارک میں ایک اعرابی کھڑے ہوگئے اور بلند آواز سے عرض گزار ہوئے: يَا رَسُوْلَ اللّٰه (ﷺ) هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعَيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ تَعَالٰى لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ سَحَابًا فَوَالَّذِي بِيَدِهٖ مَا وَضَعَهُمَا حَتّٰى صَارَتِ السَّحَابُ ''یا رسول اللہ ﷺ: مال ہلاک ہوگیا اور عیال بھوکے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں پس رسول اللہ ﷺ نے منبر منیف پر ہی دونوں ہاتھ مبارک اُٹھا دیئے اور دُعا کی: اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلَيْنَا غَيْثًا مُغِيْثًا عَاجِلٍ غَيْرَ اٰجِلٍ نَافِعٍ غَيْرَ ضَارٍّ۔

''اے اللہ! بارش نازل فرما ابھی ابھی نہ کہ ٹھہر، نافع ہو، نہ کہ نقصان پہنچانے والی''۔اعرابی فرماتے ہیں: ہم نے دیکھا کہ آسمان پر کوئی بادل نہیں اور نہ ہی قوس قزح جبکہ سورج خوب چمک رہا تھا اور شدید گرمی تھی۔قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس نے ہمیں ایسا عظیم المرتبت رسول عنایت فرمایا۔آپ ﷺ نے دعا کے لیے ابھی ہاتھ مبارک اٹھائے ہی تھے کہ اسی وقت پہاڑوں کی طرف سے بادل گھر گھر کر آگئے اور چاروں طرف بادلوں کی کالی کالی گھٹاؤں سے اندھیرا چھا گیا۔حضور ﷺ ابھی منبر شریف سے اترے ہی نہ تھے، ابھی دعا پوری نہ کی تھی اور چہرہ اقدس پر ہاتھ مبارک پھیرے ہی نہ تھے کہ موسلا دھار بارش اتنی ہو چکی تھی کہ بارش کے قطرے آپ ﷺ کی ریش مبارک سے ٹپک رہے تھے، اور بوندیں آسمانی تاروں کی مانند چہرہ اقدس سے گر رہی تھیں۔اگلے جمعۃ المبارک تک یہ زوردار بارش برستی رہی، پھر وہ اعرابی کھڑے ہوگئے اور عرض کیا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ) هُدِمَ الْبِنَآءُ وَ غَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا ''یارسول اللہ! (ﷺ) مکان گر رہے ہیں مال غرق ہو رہا ہے ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ بارش تھم جائے''۔تو آپ ﷺ نے سبابہ انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا: اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا لَا عَلَيْنَا ''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش ہو اور ہم پر نہ ہو۔'' جدھر جدھر انگلی اٹھتی گئی ادھر ادھر سے بادل چھٹتے گئے۔اسی وقت دھوپ نکل آئی۔ہم مدینہ منورہ میں چلنے پھرنے لگے لیکن شہر کے باہر شدید بارش ہو رہی تھی اور مسلسل ایک ماہ تک یہ منظر رہا اور ندی نالے بہتے رہے۔باہر سے جو شخص بھی آیا اس کی زبان پر بارش کی افادیت کا تذکرہ تھا۔هٰذِهِ الْوَاقِعَةُ مَشْهُوْرَةٌ شَائِعَةٌ۔

نعت مبارک

جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل ہوگئے
صدقہ اُن ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

لب زُلال چشمہ کن سے گندھے وقت خمیر
مردے زندہ کرنا اے جاں تجھ کو کیا دشوار ہے

تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نگاہ
اک جان بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے

جوشِ طوفاں بحرِ بے پایاں ہوا ناساز گار
نوح کے مولیٰ کرم کر دو تو بیڑا پار ہے

گورے گورے پاؤں چمکا دو خدا کے واسطے — نور کا تڑکا ہو پیارے گور کی شب تار ہے
چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں — بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے
گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستان — کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وامنقار ہے
رحمۃ لِلعٰلمین تیری دہائی دب گئے — اب تو مولیٰ بے طرح کا سر پہ گنہ کا بار ہے
مژدہ باد اے عاصیو! شافع شہ ابرار ہے — تہنیت اے مجرمو! ذاتِ خدا غفار ہے
عرش سا فرشِ زمیں ہے، فرش پا عرش بریں — کیا نرالی طرز کی نامِ خدا رفتار ہے
حسرتیں ہیں آئینہ دار وفورِ وصف گل — ان کے بُلبل کی خموشی بھی لبِ اظہار ہے

گونج اٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستان
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وامنقار ہے

(حدائق بخشش)

سَنَةُ الشَّهْبَاء وہ سال جس میں امساکِ باراں کے باعث نہ سبزہ اگا ہو اور نہ گھاس اور نہ شادابی کے اسباب مہیا ہوں۔ مفہوم شعر یہ کہ کتنی بار قحط زدہ سال "خشک سالی" کو آپ ﷺ نے اپنی دُعا سے ہرا اور سرسبز کردیا اور مردہ زمین زندہ "سرسبز" ہوگئی اور وہ سال ایسا سرسبز اور شاداب ہوا کہ اپنی تروتازگی اور ہریالی سے دوسرے سالوں کے مقابلہ میں تابندگی اور تروتازگی میں مشہور ہوگیا۔ جیسے سفید چمکتی پیشانی والا گھوڑا دوسرے گھوڑوں کے مقابلہ میں ممتاز نظر آتا ہے۔

یہ شعر کتنا عجیب، نفیس اور روح پرور ہے۔ اس کو پڑھ کر اور لکھ کر قلب کو فرحت ملی۔ سبحانَ اللہ العظیم۔

○ **فائدہ جمیلہ** اس شعر کے پڑھنے سے مردہ قلب زندہ ہو جاتا ہے۔

کرد زندہ دعوتش از ابر سال خشک را — تا کہ شد از سالہائے سبز برتر خوشنما
خشک سالی کی سفیدی ہوگئی کافور سب — اک دعا نے آپ کی برسادیا ابر کرم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

○

(۸۷)

بِعَارِضٍ جَادَ اَوْخِلْتَ الْبِطَاحَ بِهَا
سَيْبًا مِّنَ الْيَمِّ اَوْ سَيْلًا مِّنَ الْعَرِمِ

بر دُعائش آمدے باراں وادی پُر شدے گویا دریا بُدے یا گویا سیلِ عرم

ابر باراں کی سخا سے وادیوں پر تھا گمان ہیں رواں سیل عرم ان میں یا سیلاب یم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو

بِعَارِضٍ جَادَ "الْعَارِض" بادل "جَادَ" جود سے، معنی: شدید بارش۔

اَوْخِلْتَ "اَوْخِلْتَ" فعل ماضی، خیال کرنا، یہ افعال قلوب سے ہے۔

الْبِطَاحَ بِهَا "بِطَاحَ" جمع البطح، وادی بطحا، المدینۃ المنورہ۔

سَيْبًا مِّنَ الْيَمِّ اَوْ "سَيْبًا" بالفتح دریا کا بہاؤ "مِنْ" بیانیہ "يَمِّ" دریا، مراد بخشش۔

سَيْلًا مِّنَ الْعَرِمِ "سَيْلًا" سیلاب "الْعَرِمِ" ایک وادی کا نام۔

○ **ترجمہ:** اور آپ ﷺ کی دعا نے خشک سالی کو بادل کے ذریعہ سرسبز اور شاداب کر دیا۔ جو خوب برسا یہاں تک کہ وادیوں پر دریا کا گمان ہونے لگا یا عرم کا سیلاب آ گیا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** "شانِ اجابت دعا اور باران رحمت کا پُر زور برسنا"

○ **تشریح:** یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ اور تتمہ ہے۔ اس میں صنعتِ تلمیح کا ایک ایسا انداز ہے جو محاسن قرآن کریم فرقان عظیم کی طرف مشعر ہے۔ کقولہ العلیّ العظیم: لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ (سورۃ سبا: ۱۵) "بے شک سبا والوں کے لیے ان کی آبادی ایک نشانی تھی"۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے دعا مانگی: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ السَّيْلِ وَالْبَعِيْرِ الصَّادِ وَالْعَرِمِ "اے اللہ جل شانہ میں سیلاب، غصیلے اونٹ اور سیل عرم سے پناہ مانگتا ہوں"۔

جَادَ کا مصدر جود بالفتحہ ہے معنی ہے: مطر شدید، نہ کہ جُود بالضمہ سے بہ معنی بخشش۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (سورۃ ابراہیم: ۷) فرمایا حق سبحانہ وتعالیٰ نے "اگر تم شکر کرتے تو میں تمہاری کی نعمتوں کو زیادہ کرتا اور اگر تم نے ناشکری کی تو بیشک میرا عذاب بہت سخت ہے"۔

○ سیل عرم سبا، یسیجب بن یعرب کی نسل سے تھا۔ یہ شہر سبا شہر صنعاء سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے جہاں بکثرت باغات تھے۔ یہ بلقیس ملکہ سبا کے زیر نگین بھی رہا۔ اس نے وادی کو سیلاب سے روکنے کے لیے ایک مضبوط دیوار بنوائی۔ پانی کی نکاسی کے راستے بنائے اور اس پر ایک دیوار بنوائی۔ یہاں بکثرت باغات تھے۔ اس خطہ کی آب وہوا نہایت معتدل اور صحت بخش تھی۔ سانپ، بچھو، مچھر، مکھی کا نام ونشان نہ تھا۔ ان لوگوں کو خداوند قدوس

نے ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا تھا۔ تیرہ (۱۳) انبیاء کرام علیہم السلام ان کی طرف مبعوث ہوئے لیکن انہوں نے کفر اختیار کیا اور نعمتوں کی ناشکری کی۔ رب قدوس نے ان پر اندھے چوہوں کو مسلّط کیا جنہوں نے بند میں سوراخ کر دیئے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بصورت بادل آیا تو وہ منکر اور کافر کہنے لگے: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا (سورۃ الاحقاف:۲۴) ''یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا''۔ وہ ایسا برسا کہ زبردست سیلاب بن گیا ان کے مکانات اور باغات تباہ و برباد ہو گئے اور ان کی یہ تباہی عرب میں ضرب المثل بن گئی ''اِلعِيَاذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ''۔

کلام پاک میں فرمایا کہ ''بے شک سبا والوں کے لیے ان کی آبادی میں نشانی تھی''۔ دو باغ دائیں اور دو باغ بائیں۔ اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ سبحان اللہ کتنے پیارے الفاظ ہیں۔ پاکیزہ شہر اور بخشنے والا رب۔ انہوں نے منہ پھیرا تو ہم نے ان پر سیل العرم بھیجا۔ جس نے ان کے باغ کے بدلے ایسے باغ بدل دیے جن میں ان کے پھل بے مزہ اور کچھ جھاڑیاں اور بیریوں کے جھنڈ۔ ہم نے یہ بدلا دیا ان کی ناشکری کا۔ هَلْ نُجْزِىْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ہم ناشکروں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اِلعِيَاذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

مفہوم بیت مبارک حضور سید لولاک عَلَيْكَ الصَّلٰوةُ والسَّلَام کی دُعائے مبارکہ سے اتنی بارش برسی اور پانی اس زور سے گلیوں اور بازاروں میں چلتا تھا کہ دیکھنے والا گمان کرتا کہ کثرت بارش سے وادیوں میں پانی ابل پڑا ہے۔ شدید سیلاب سے دریا کے کناروں سے پانی باہر نکلنے لگا۔ ایسا گمان ہوتا تھا کہ بند عرم ٹوٹ گیا ہے۔ لیکن المدینۃ المنورہ میں بارش کا یہ پانی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے رحمت کا پانی تھا۔ بادل، بارش، پانی سب شانِ رحمۃٌ لِلعالمین عَلٰى مَا لِكِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے مظاہرے تھے۔

قدم بوسی سے تیری خاک پاک کو رتبہ ہوا حاصل مکہ بن گیا کعبہ، مدینہ پا گیا حصّہ اپنے مقدر کا
نہ اس میں عظمت ہے نہ اس میں کچھ کرامت ہے یہ صدقہ آپ کے پا کا وہ حصّہ آپ کے سر کا
نہ کرنا رسوائے محشر واسطہ محبوب پاک کا یارب یہ مجرم دور سے آیا ہے سن کر نام تیری رحمت کا

وادی بطحا شدہ دریا از ابر منجسم یا بدانی آمده سیلاب وادی عَرِم
ہوگئی کثرت سے بارش ندیاں بہنے لگیں لوٹ دریا کی نظر آئی تھی سیلاب عَرِم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

روضۃ السادس "فِیْ شَرْفِ الْقُرآنِ الْکَرِیْمِ وَ مَدْحٍ اُو" وظیفہ بروز بدھ

جنت ریّان

(۸۸)

دَعْنِیْ وَ وَصْفِیْ اٰیَاتٍ لَّہٗ ظَھَرَتْ
ظُھُوْرَ نَارِ الْقِرٰی لَیْلًا عَلٰی عَلَمٖ

گوش کن تا معجزش گویم کہ آں روشن بود ہمچو آتش در شب تاریک بر فرق علم

معجزے اس کے بیاں کر دے اے منکر مجھے ہیں جو روشن مثل نارِ ضیف بالائے علم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو سے

دَعْنِیْ وَ وَصْفِیْ	"دَعْنِیْ" چھوڑ دے مجھے "واو" عاطفہ "وَصْفِیْ" نعت قصیدہ، تعریف، توصیف۔
اٰیَاتٍ لَّہٗ	"اٰیَاتٍ" جمع آیت، نشانی ضمیر "لَہٗ" راجع حضور پاک ﷺ۔
ظَھَرَتْ ظُھُوْرَ	"ظَھَرَتْ" آشکارا کرنا، ظاہر کرنا۔
نَارِ الْقِرٰی لَیْلًا	رات کو جو مہمانی کی آگ جلائی جاتی ہے۔
عَلٰی عَلَمٖ	"عَلَمٖ" بلند پہاڑ۔

○ ترجمہ: مجھے چھوڑ دو اور مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات بیان کرنے میں لگا رہنے دو جو اتنے روشن ہیں۔ جیسے مہمانی کی آگ تاریک راتوں میں بلند پہاڑوں میں روشن کی جاتی ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** "معجزات حضور پُر نور مشہور اور مینارۂ نور ہیں عَلٰی مَالِکِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام"

○ **تشریح:** امام سندالانام علیہ الرحمۃ والکرم اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں: خدارا مجھے اب اپنے حال پر چھوڑ دو کہ میں اب اپنے نبی ﷺ کے اوصاف، صفات اور معجزات بیان کرتا رہوں جبکہ بجائے خود آپ ﷺ کے معجزات روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کہ میں اپنے آپ کو نعت مصطفےٰ ﷺ کے لیے وقف کر چکا ہوں، مجھے ادھر مشغول رہنے دو۔ میں حضور پُر نور سید یوم النشور ﷺ کی صفت، ثنا، محامد، محاسن، قصیدہ، مدح اور نعت میں مشغول رہتا ہوں۔ میرے لیے اب آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا سرور، روح کی راحت اسی میں ہے کہ نعت مصطفیٰ ہو اور مَیں ہوں۔

اَعَزَّ اللّٰہُ بِرِقَّۃِ الْعُیُوْنِ مِنْ ضِیَاءِ جَمَالِہٖ وَعَجَزَتِ الْعُقُوْلُ مِنْ اِحَاطَۃِ کَمَالِہٖ

امام اعظم ابوحنیفہ سیدنا نعمان بن ثابت کوفی پَرتَو شانِ رَوْوفی قدس اللہ اسرارہ الجلی والخفی جو فنافی الرسول کی منزل پر فائز المرام تھے عرض کناں ہیں: "یارسولَ اللہ ﷺ! جب میں خاموش ہوتا ہوں تو آپ ہی کی فکر میں

مستغرق رہتا ہوں اور جب بولتا ہوں تو آپ ہی کی مدح سرائی کرتا ہوں اور جب سُنتا ہوں تو آپ ہی کے اقوال سُنتا ہوں اور جب دیکھتا ہوں تو آپ ہی کو دیکھتا ہوں''۔ آپ نے حضور ﷺ کی شان میں ''قصیدۃ النعمان'' لکھا جو فضائل قرآنیہ اور شمائل حدیثیہ پر مشتمل ہے۔ جس میں معجزات قاہرہ، محاسن زاہرہ، محامدِ باہرہ، رموز ونکات، دقایق حقائق، اسرار الٰہیہ، انوار محمدیہ جل وعلی ﷺ کے پھول کھلے ہیں۔ جس سے دلدادگانِ شاہدِ نبوّت، فریفتگان بادۂ رسالت کے دماغ مُعطر اور قلوب منور ہیں۔

اِیْقَاءُ النَّارِ عَلٰی رَأْسِ الْجِبَالِ وہ معجزات اس روشن آگ کی طرح ہیں جو قبائل اہل عرب دعوت مہمانی دینے کے لیے تاریک راتوں میں اونچے پہاڑوں پر روشن کرتے تاکہ بھولا بھٹکا مسافر سیدھا راستہ پائے اور بلا تکلف شریک ضیافت ہو۔ آپ ﷺ کے معجزات اس لیے بیان کرتا ہوں کہ وہ معجزات آتشِ ضیافت کی طرح روشن ہیں تاکہ بھولا بھٹکا راہی راہِ ہدایت پائے اور حضور ﷺ کے حلقۂ عقیدت میں آکر آپ ﷺ کی دعوت میں دستر خوانِ اسلام میں شریک ہو جائے اور منکر سے مُسلم، گمراہ سے راہبر بن جائے۔

نعت کی تین اقسام ہیں: (۱) کنہہ رسالت، (۲) شانِ رسالت اور (۳) کارِ رسالت، پہلی قسم کی نعت ربّ قدیم کی کہی ہوئی ہے جو قرآن کریم فرقان عظیم کے نام سے ہمارے پاس موجود ہے۔ سارا کلام الٰہی محبوب کی نعت پر مشتمل ہے کہ ذات حق کے سوا کوئی بھی مخلوق میں آپ کی کنہہ اور حقیقت کو نہیں جانتا لہٰذا پہلی دو قسم کی نعت ذاتِ حق کا حق ہے، اور یہ نعتِ کنہہ ذات باری تعالیٰ کے لائق ہے باقی وہ ذات حق جس کو عنایت کرے۔

تلاش نقش کفِ پائے مصطفیٰ کی قسم چنے ہیں آنکھوں سے ہم نے بھی ذرّاتِ خاکِ کوئے رسول
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

کارِ رسالت پر بے شمار نعتیں اور قصیدے لکھے گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم مِنَ الملکِ المنّان کے بعد جو شرف قصیدہ بُردہ شریف کو ملا وہ آپ کا ہی حصہ تھا۔ نعت وسیلہ نجات ووثیقہ شفاعت ہے اور نعت ہی میری زندگی کا مقصود۔

نعتِ مصطفیٰ

بہ ادب جھکالو سر ولا کہ مَیں نام لوں گل وگلزار کا — گل تر محمّد مصطفیٰ چمن ان کا پاک دیار ہے
وہی آنکھ جوان کا منہ تکے وہی لب جو محو ہوں نعت میں — وہی سر جوان کے لیے جھکے وہی دل جوان پہ نثار ہے
جسے تیری صفِ نِعال سے ملے دو نوالے نوال سے — وہ بنا کہ اس کے اگال سے بھری سلطنت کا اُدھار ہے
رسل وملائک پہ درود ہو وہی جانے اس کے شمار کو — مگر ایک ایسا دکھا تو دو جو شفیع روز شمار ہے
کوئی جان بس کے مہک رہی کسی دل میں اس کی کھٹک رہی — نہیں تیرے جلوے میں یک رہی کہیں پھول ہے کہیں خار ہے
وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر — ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے
گنہ رضا کا حساب کیا وہ اگرچہ لاکھوں سے ہیں سوا — مگر اے عفو! تیرے عفو کا تو حساب ہے نہ شمار ہے

○ ہمہ قرآن درشانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم است

اللہ ربّ العزت جل شانہٗ کا قرآنِ کریم فرقانِ عظیم محبوب پاک سیّد لولاک علیک الصلوٰۃ والسلام کی عظمتِ شان حمد ثنا اور نعت گستری کا آئینہ دار۔ قرآن پاک کی سورتوں کے نام صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام پاک اور مقام کے لحاظ سے بنائے۔ مثلاً مکّی سورتیں، مدنی سورتیں۔ مکّی مدنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لحاظ سے اور سورۃ یٰسٓ۔ سورۃ طٰہٰ، سورۃ المزمّل اور سورۃ المدثّر نام کے لحاظ سے ہمنام محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

ہمہ قرآن را ورق ورق دیدم ہمہ سورت مثل صورت اوست

صَلَّی اللّٰہ عَلِیہٖ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

قرآن پاک کی ایک ایک سورت سے صورت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ایک ایک آیت سے سیرت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان جھلکتی ہے۔ ارباب بصیرت نے چہرہ انور کو مُصحف سے تعبیر کیا اور خدّ وخال مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آیات قرآنی سے تشبیہ دی کہ یہ چہرہ اقدس آئینہ حق نما ہے۔ اس چہرہ مبارک کی زیارت تلاوت قرآن پاک کی تلاوت اور زیارت کے مترادف ہے۔

چودھویں کی شب میں مصروف تلاوت ہیں بلال کتنا روشن دائرہ ہے عارض پہ قل کے قریب
نزدِ سرکار دوعالم ہے جشن صحابہ کا ہجوم کیا بھلے لگتے ہیں تارے ماہِ کامل کے قریب

مدحِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درحقیقت مدح خدا جل شانہٗ ہے۔ قرآن پاک کا نازل فرمانے والا ربّ، ربّ کریم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تعریف و توصیف، صلوٰۃ وسلام کے انوار نچھاور فرما رہا ہے اور بذاتِ خود مدّاحِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ جس پر قرآن پاک بذات خود شاہد وعادل ہے کہ قرآن پاک حمد وثنا، تعریف وتوصیف، مدح ومنقبت، قصیدہ اور نعت کا امین بھی ہے اور مُبین بھی ہے۔

دیکھی ہے قرآن کی ہر سورت میں صورت مُحمد کی نظر آیا قرآن کی ہر آیت میں مقامِ محمد
ہر ہر حرف کے صوت میں پوشیدہ ہے سیرت مُحمد کی کلام اللہ میں چمک رہا ہے مانند چاند نامِ محمد
قران کی با بسمِ اللہ سے والنّاسِ کی س تک بس کافی ہے حمد و نعت، منظور تھا اکرامِ محمد
اللہ بھی کریم، جبریل بھی کریم، مُحمد بھی کریم حافظ بھی چاہتا ہے کہ پاؤں درِ کریم سے انعام محمد

(حافظ محمد عنایت اللہ کان اللہ لہ)

وصفِ اعجازش کنم کان شد نیا آشکار چو ضیا آتشِ دعوت بشب بر کوہسار
چھوڑ دے مجھ کو بیاں کرنے دے نبی کے معجزے جو مَیں شب میں مثل مہمانی کی آگ اوپر علم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

○

(٨٩)

فَالدُّرُّ یَزْدَادُ حُسْنًا وَّھُوَ مُنْتَظِمٌ
وَلَیْسَ یَنْقُصُ قَدْرًا غَیْرَ مُنْتَظِمِ

در اگر در رشتہ باشد حسن او زائد بود ورنہ در رشتہ بود قدرش نگرد و ہیچ کم
منتظم ہونے سے بڑھ جاتا ہے گوہر خو میں قدر اس کی پر نہیں گھٹتی نہ ہو گر منتظم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

فَالدُّرُّ یَزْدَادُ	''فا'' حرفِ علت ''الدُّرُّ'' چمکدار قیمتی موتی ''یَزْدَادُ'' زیادہ کرتا ہے۔
حُسْنًا وَّھُوَ	''حُسْنًا'' خوبی و خوبصورتی، ''واو'' حالیہ ''ھو'' ضمیر راجع، دُر۔
مُنْتَظِمٌ	بابِ افتعال، ہار میں پُروئے ہوئے۔
وَلَیْسَ یَنْقُصُ قَدْرًا	''لَیْسَ'' نفی ناقص ''یَنْقُصُ'' کم کرنا ''قَدْرًا'' عزت، حسن۔
غَیْرَ مُنْتَظِمِ	بغیر پروئے ''مُنْتَظِمِ'' نظم کرنا، پرونا۔

○ ترجمہ: موتیوں کو پرونے اور ہار بنانے سے ان کی خوبصورتی بڑھ جاتی ہے لیکن بکھرے ہوئے موتی بھی اپنی قدر و قیمت میں کم نہیں ہوتے

○ تمہیدی کلمہ: ''قصیدہ ہذا پروئے ہوئے چمکدار موتیوں کا خوبصورت ہار ہے''۔

○ تشریح: یہ بیت اپنے حُسنِ ظاہری اور جمال باطنی میں درجہ کمال پر ہے۔ حضور پر نور سید یوم النشور ﷺ کے اوصاف حمیدہ خواہ نثر میں ہوں تو بھی بے بہا قیمتی جواہر ہیں۔ لیکن ان کو اگر نظم میں بصورتِ نعت لایا جائے تو اس کی چمک دمک اور خوبصورتی اور بڑھ جاتی ہے۔ جو اپنے حسن و خوبی میں بیمثل، بے مثال اور لازوال ہے۔ نظم بہ نسبت نثر کے لڑی میں پروئے ہوئے ہار کی مانند ہے۔ نظم انظر کو زیادہ بھاتی ہے اور حفظ اور فہم میں بھی سہل ہے کہ ''اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً'' کے تحت شعر میں حکمتیں پوشیدہ ہیں اور نظم بمقابلہ نثر مانند مالا اور تسبیح ہے۔ نایاب اور نادر الوجود قیمتی ہار حسن و خوبی کی تابانی سے انمول ہوتا ہے۔

امام ناظم نَوَّرَ اللّٰہُ اَشْعَارَہٗ، تَلْمِیْحًا اشارۃً فرما رہے ہیں کہ میری مدحت سرائی سے حضور ﷺ کی شان بڑھ نہیں جاتی اور ترکِ مدحت سے آپ ﷺ کی شان میں فرق نہیں آ جاتا۔ بعینہٖ میں کانِ نبوت سے دُرہائے بے بہا اور چمک دار موتی لے کر اپنی نظم میں پروتا ہوں اور اپنے کلام کو ان ہاتھوں سے سجاتا ہوں ''اِنَّ الشَّمْسَ لَایَحْتَاجُ اِلَی التَّعْرِیْفِ فِی ظُھُوْرِ اَنْوَارِھَا وَ تَزْدَادُ حُسْنًا۔ کہ سورج محتاج تعریف نہیں لیکن اس کی شعاعیں حسن کو اور زیادہ کرتی ہیں''۔

الکلام المنظوم المقفٰی ، منظوم اور مقفٰی کلام کو شعر کہتے ہیں اور نظم کا معنیٰ پرونا ہے کہ پرونے سے موتی کے حسن میں نکھار آتا ہے محبت اور بڑھتی ہے۔

مغزِ قرآں، روحِ ایماں، جانِ دیں ہست حُبِ رحمۃٌ للعالمین

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل وکمالات اور معجزات کا ذکر کرنا اور لکھنا محبت کی علامات سے ایک عظیم الشان نشانی ہے۔ بمصداق: "مَنْ اَحَبَّ شَیْئاً اَکْثَرُ ذِکْرَہٗ۔ تاکہ ہمارے دل حُبِّ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز ہوں اور ہمارے ایمان میں حسن اور کلام میں تاثیر اور عمل میں قبولیت عنایت ہو۔

مَااِنْ مَّدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ لٰکِنْ مَّدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٖ

میں نے اپنے کلامِ شعری سے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وتعریف نہیں کی۔ بلکہ آپ کے نام نامی اسم گرامی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اشعار میں نگینہ کی طرح جڑ کر اپنے کلام کو زینت دے کر قابل توصیف بناتا ہوں۔ اس کا مفہوم ہے: "اللہ جل شانہ کی طرف سے تعریف کیا گیا"۔ جب کہ اللہ ربّ العرش العظیم نے اپنے عرش عظیم کو اسم پاک سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سجایا۔ یہ اسم مبارک ایک ایسا بے بہا قیمتی موتی ہے جس نے عرش عظیم کو زینت دی۔ بمطابق "قلب المومن عرش اللہ اور ہمارے قلوب "عرش اللہ" کو صبغۃ اللہ کے رنگ سے رنگین کیا اور اپنی محبت کی آب وتاب اور چمک دمک سے زینت دی۔ یہ اسم گرامی جنت کے محلات کی رونق، حُوروں کے حسن وجمال کی عظمت اور فرشتوں کے پروں کا نور اور مومنوں کے چہروں کی رونق ہے۔ سبحان اللہ اسمِ مبارک کا یہ عالم ہے تو مسمّٰی کی شان کیا ہوگی۔

کہاں طاقت بشر کو جو مدیحِ مصطفٰی ٹھہرے مدیحِ ذات پاک احمد جب خود خدا ٹھہرے

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

○ **حاصل کلام** میری مدحت سرائی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت کا ظہور ہوتا ہے۔ میں نعت اور قصیدہ میں کانِ نبوت کے دریائے بے بہا قیمتی موتیوں کو چُن چُن کر ہار میں نظم کرتا ہوں وگرنہ اس کا حسن بکھرے ہوئے موتیوں میں بھی وہی ہے اور نظم میں پرونے سے بھی وہی حُسن وجمال چمک رہا ہے۔

حسن آب وتاب در رشتہ مے باشد فزوں کم نگردد قدراو گر آید از رشتہ بیروں

موتیوں کا حسن ہوتا ہے دوبالا ہار سے یا لڑی سے بھی جدا کر دو نہ ہوگی قدر کم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَ بَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

○

(۹۰)

فَمَا تَطَاوَلَ اٰمَالُ الْمَدِيْحِ اِلٰی
مَافِیْهِ مِنْ كَرَمِ الْاَخْلَاقِ وَالشِّيَمِ

ہر چہ کان گوید مدح مصطفیٰ بسیار نیست — کہ مزین بود بخلق نیک وبد احسان شیم
آرزوئیں مدح کی کرتی نہیں گردن دراز — ایسے ہیں بے حد وغایت آپ کے اخلاق وشیم

لغوی ونحوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

فَمَا تَطَاوَلَ — ''فا'' تعلیلیہ ''تَطَاوَلَ'' بروزن تفاعل، دراز کرنا۔
اٰمَالُ الْمَدِيْحِ — ''اٰمَالُ'' جمع امل، معنیٰ: اُمید ''الْمَدِيْحِ'' تعریف کرنے والا۔
اِلٰی مَافِیْهِ — ''اِلٰی'' نہایت کے لیے، کسی بلند چیز کو دیکھنے کے لیے گردن اٹھانا۔
مِنْ كَرَمِ الْاَخْلَاقِ — ''مِنْ'' بیانیہ، اخلاق کریمہ، شمائل حمیدہ۔
وَالشِّيَمِ — جمع ''شِیَمِ'' خصائل طبعیہ، اوصاف ذاتیہ۔

○ ترجمہ: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاق کریمہ اس قدر عالی المرتبت ہیں کہ مدح کرنے والے کی امیدیں بھی گردن اُٹھا کر وہاں تک نہیں دیکھ سکتیں۔

○ تمہیدی کلمہ: ''اَلْاِخْلَاقُ الْکَرِیْمَۃُ''، خصال صِفَاتِیہ کَسْبِیَہ، ''الشِّیَمُ'' خصال ذاتیہ طَبعِیہ۔

○ تشریح: امام ناظم اَدَامَ اللہ بقاءہ نے معجزات کے بیان پر اکتفاء کیا ہے اور اوصاف ذاتیہ کو نہیں لیا۔ جس کا سبب خود بیان کیا کہ وہ ہمارے علم وفہم کی حد نہایت سے بڑھ کر ہیں۔ ان کے شمار اور دریافت کے لیے مدح اور مداح کا صلہ نہیں ہوسکتا کہ اُن کی طرف گردن بلند کر کے اندازہ لگا سکے، یا دیکھ سکے، یا لکھ سکے۔

○ اَلْمَدِیْحُ سے مراد ''ناظم'' کی اپنی ذات ہے کہ وہ خود اس بات کے مُقِر ہیں کہ میری نظم ونعت کی وضاحت اور خوبیِ اشعار اس بلندی تک پرواز نہیں کرسکتی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف ذاتیہ، خصائل صفاتیہ جو حدِ عقل انسانی سے باہر ہیں، اپنی زبان سے بیان کرسکوں اور نہ علم وفہم کی وہاں تک رسائی ہے کہ اپنے قلم سے رقم کرسکوں۔

قرآن میں جب کہ خود ہو ثناء خواں تیرا خدا — کیا تاب پھر قلم کو کہ کچھ کر سکے رقم
محروم تیرے دست مبارک سے رہ گیا — کیوں کر نہ چاک اپنا گریباں کرے قلم

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا فرمودہ کہ ''کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن'' حق ہے۔

اِک اک ادا ہے آپ کی آیات بیّنات — جس زاویئے سے دیکھئے قرآن ہیں مصطفیٰ
صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

حضور ﷺ ذات وصفات، اخلاق وعادات اور کردار لفظاً و''معنیً'' قرآن پاک کی تفسیر ہیں اور شکل وشمائل، فضائل اور کمالات میں ظاہراً وباطناً قرآن پاک کی تصویر اور حسن صورت، جمالِ سیرت اور کمالات علم وفضل میں ہو بہو تنویر ہیں۔قرآن پاک حضور صاحبِ قرآن ﷺ کی شان کا امین بھی ہے اور مُبین بھی ہے۔

نعت پاک بزُ بانِ قرآنِ پاک

القاب کیسے کیسے حق نے کیے عطا | اپنے رسول پاک کو قرآں میں جابجا
یٰسٓ کہیں پکارا تو طٰہٰ کہیں کہا | حٰم، نٓ، وَالشّمس وَالضّحیٰ

پھر میری کیا بساط کہ قلم سے نعت رقم کروں
تم سب پڑھو درود مَیں ذکرِ نبی کروں

کہیں شاہداً سے نوازا، کہیں سراجاً منیراً سے پکارا | کہیں صفتِ اول و آخر، ظاہر و باطن سے نوازا
کہیں مبشراً سے دی شانِ زینت اور پھر | دَاعِیًا اِلَی اللہ بِاِذْنِہٖ کا دیا اشارہ

پھر میرا کیا مقدور کہ تعریف آپ کی کروں
تم سب پڑھو درود مَیں ذکرِ نبی کروں

خود ہے خدا ہمارے پیغمبر کا مدح خواں | قرآں ہے سارا آپ کے اوصاف کا بیاں
الحمد کی الف، وَالنّاس کی س تک ہے عیاں | کیوں نہ نعت کے لیے قرآں ہی پڑھا کروں

پھر میرا کیا علم وعقل کہ نعت آپ کی لکھوں
تم سب پڑھو درود مَیں ذکرِ نبی کروں

واہ وا شد گردن اُمید مادِح بس بلند | سُوئے اخلاق عظیم سُوئے خُوئے ارجمند
آرزوئیں مدح کی کرتی نہیں گردن دراز | ایسے ہیں بے حد وغایت اُن کے اخلاق وشیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

○

(۹۱)

اٰیَاتُ حَقٍّ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ مُحۡدَثَۃٌ
قَدِیۡمَۃٌ صِفَۃُ الۡمَوۡصُوۡفِ بِالۡقِدَمِ

آں قدیم است وبود وصفش بموصوف قِدَم — آیہ ہائے حق کی از رحمٰن فرود آمد تو
کہنے کو مُحدِث ہیں لیکن متصف ہیں بالقِدَم — منبع رحمت سے ہیں آیاتِ حق سرتابسر

لغوی ومعنوی تحقیق علم صرف ونحو

اٰیَاتُ حَقٍّ — ''ایات'' جمع آیت ''حَقٍّ'' سے مراد: قرآنی آیات کریمہ۔
مِنَ الرَّحۡمٰنِ مُحۡدَثَۃ — رحمان کی طرف سے ''مُحۡدَثَۃٌ'' پیدا کی ہوئیں۔
قَدِیۡمَۃٌ — ''قَدِیۡمَۃ'' از قدم وَجُوۡدُہٗ قَبۡلَ الخلق بِالزَّمَانِ وَ المَکَانِ۔
صِفَۃُ الۡمَوۡصُوۡفِ — موصوف کی صفت خبر بعد خبر، دلیل کامل۔
بِالۡقِدَمِ — جمع قدیم، قبلَ الازل و بعد الابد۔

○ ترجمہ: قرآن مجید فرقان حمید کی آیات حق ہیں جو منجانب ذات حق نازل ہوئیں، جو باعتبار الفاظ، تلفظ، کاغذ، کتابت حادث ہیں اور مِنۡ حَیۡثُ المعنٰی اور کلامِ نفسی قدیم کیونکہ وہ صفت ہیں اس ذات پاک کی جو موصوف بالقدم ہے۔

○ تمہیدی کلمہ: بَلۡ ہُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِیۡدٌ فِیۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ ○ (سورۃ البروج:۲۱۔۲۲)

○ تشریح: جملہ آیاتِ کریمہ، عظیمہ وہ معجزہ عظیم ہیں جو قائم دائم اِلٰی یومِ القیام ہیں اور امرِ حق ہیں، جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ قرآنی آیاتِ بیّنات جو وقتاً فوقتاً اللہ ربُّ العٰلمین نے روحُ القدس سیّدنا جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعہ اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلب اطہر پر نازل فرمائیں۔ وہ لَارَیۡبَ فِیۡہِ حق ہیں اور جو حفاظِ قرآن کے سینہ میں اور کاغذ پر قلم، دوات اور سیاہی سے لکھی گئیں۔

قرآنِ کریم فرقانِ عظیم باعتبارِ مکتوب فِی المُصۡحَف، تلفّظ، نزول، الفاظ، صَوت، حروف، الفاظ، کاغذ، کتابت، سیاہی تدوین وترتیب اور ترتیل جسے کلام لفظی وصوتی کہا جاتا ہے، یہ حادث ہے اور باعتبار کلام نفسی الفاظ ومعنیٰ بلا صوت قدیم ہے اور قائم بذات حق تعالیٰ ہے کہ موصوف قدیم ہے تو صفت بھی قدیم اِنَّ کَلَامَہٗ تَعَالٰی اِثۡنَانِ لَفۡظٌ مَکۡتُوۡبٌ فِی الۡمُصۡحَفِ حَادِثٌ۔ ''امام بخاری علیہ رحمۃُ الباری کے الفاظ میں اَلۡفَاظُنَا مَخۡلُوۡقَۃٌ وَاَلۡفَاظُنَا مِنۡ اَفۡعَالِنَا۔ ''ہمارے افعال مخلوق ہیں اور ہمارے الفاظ ہمارے افعال ہیں''۔ اَلۡکَلَامُ النَّفۡسِیُّ بِذَاتِہٖ قَدِیۡمٌ اَمِیۡنٌ لَا بِحَرۡفٍ وَّلَا بِصَوۡتٍ۔ ''کلام نفسی یقیناً قدیم اور امین ہے نہ کہ حروف اور صوت''۔

اَلْقُرْاٰنُ واللَّفْظُ وَالْمَعْنٰی جَمِیْعًا۔ ''قرآن پاک لفظ اور معنیٰ دونوں کا نام ہے''۔ معنیٰ متواترہ بھی اسی طرح قرآن ہے جس طرح الفاظ متواترہ قرآن ہیں۔ صاحبُ القرآن رسولِ کریم ﷺ پر الفاظ اور معنی دونوں کا نزول ہوا اور یہ صامت قرآن ہے اور حضور ﷺ ناطق قرآن اور آپ قرآن پاک کی ہو بہو سیرۃً تصویر اور صورتاً تنویر ہیں۔

اک اک ادا ہے آپ کی آیات بیّنات　　　جس زاویے سے دیکھئے قرآن ہیں مصطفیٰ

بروایت صحیحہ کَقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام: اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ ''قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے''۔ حادث کلام لفظی ہے جو مکتوب فی المصحف ہے جو قدیم قائم بالذات ہے۔

بطل جلیل عالم نبیل استاذِ المحدّثین امام اجل سیّدنا احمد بن حنبل قدس سرّہ چوتھے امام از ائمہ مجتہدین ہیں۔ آپ کے تلامذہ حدوشمار سے باہر ہیں۔ امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد سجستانی قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم النورانی آپ کی مجلس علم کے خوشہ چین تھے۔ آپ کو خلیفہ عبّاسی معتصم باللہ معتزلی نے خلق قرآن کے مسئلہ پر شدید تکالیف پہنچائیں۔ عین رمضانُ المبارک کے ماہ میں آپ کو پابجولاں بغداد سے طوس لایا گیا اور اتنے کوڑے لگائے کہ اگر وہ ہاتھی کو لگائے جاتے تو وہ چنگھاڑ اُٹھتا لیکن اس عزم وثبات اور صبر واستقلال کے پیکر نے ہر کوڑے پر اعلان فرمایا: اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ اور آپ نے عظمت قرآن کی لاج رکھ لی۔ شاہی تکبر سرنگوں ہوگیا اور فتنہ خلقِ قرآن ہمیشہ کے لیے مٹ گیا۔　　''خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را''

دزدی نکردہ ایم ولے کسے را نکشتہ ایم　　　جرمم ہمیں کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

سیّد الحفاظ الحدیث امام حماد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی فقر وفاقہ میں گزاردی اور تبلیغ اسلام وترویج دین کی راہ میں مصائب اور مشکلات آپ کے لیے رکاوٹ نہ بن سکے آپ پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہے۔ خلیفہ وقت نے اشرفیوں کی تھیلی پیش کی تو اقلیم استغناء کے امیر، سیر چشمی کے شہنشاہ نے لَاحَاجَۃَ لِیْ فِیْھَا ''مجھے اس کی ضرورت نہیں'' کہہ کر واپس کردی اور فرمایا: اَلْعَالِمُ طَبِیْبُ الدِّیْنِ وَالدَّرٰھِمُ وَالدِّیْنَارُ دَاءُ الدِّیْنِ۔ ''عالم دین کے طبیب ''حکیم'' ہوتے ہیں اور روپیہ دین کی پیسہ بیماری ہے''۔ جب طبیب ہی بیماری کی طرف کھنچنے لگیں تو دوسروں کا علاج کیا کریں گے۔

گرچہ آلودہ فقرم شرم باواز ہمتم　　　گر بآب چشمہ خورشید دامن ترکنم

اس حالت میں بھی ذکر وفکر، تسبیح وتہلیل اور نماز میں ہمہ تن مشغول رہتے تا آنکہ اسی سال کی عمر شریف میں ذوالحجہ ۱۶۷ھ ہجری المقدسہ کو نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کی حالت میں طائرِ روح قفسِ عنصری سے پرواز کرکے اعلیٰ علیین کو سدھار گیا۔

یہ سُنت اللہ ہے کہ مقربانِ بارگاہِ صمدیّت، شیفتگانِ حریم احدیّت کو ابتلاء وآزمائش کے جان گسل اور جگرسوز مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ شاید اس لیے کہ دنیا کے سامنے واضح ہوجائے کہ انہیں یہ تاج کرامت اور تمغۂ عظمت بلا

استحقاق نہیں بخشا گیا بلکہ یہ اس شان کے ہر طرح سے اہل تھے۔ ازل سے جاری یہ سنت الٰہی ابد تک جاری وساری رہے گی۔ رضی اللّٰہ تعالیٰ و رسولہ الاعظم بحقیقۃِ حالہ و کمالہ۔

امام الائمہ، کاشف الغمہ، امام ھُمّام، امام اعظم سیّدنا نعمان ابن ثابت کوفی پرتوِ شانِ رؤفی قدس سرّہ الجلی والخفی کو خلیفہ بنو عباسیہ نے عہدہ قاضی القضاہ قبول کرنے سے انکار پر کنویں میں قید کر دیا اور پھر زہر دے کر شہید کر دیا۔ آپ نے بند کنوئیں کے اندر جامِ شہادت نوش فرمایا۔ خدمت دین اسلام وہ کر گئے کہ رہتی دنیا تک آپ کی عطا کردہ فقہ کا قانون قائم ودائم رہے گا۔ بفضلہٖ تعالیٰ۔

امام المحدّثین حافظُ الحدیث، ناشر وراثتِ محمدیّہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام محمد بن اسمٰعیل بخاری قدس سرہ الباری کو امیر بخارا نے شہر بدر کر دیا۔ بخارا شریف سے دو کوس خرتنگ گاؤں میں علم وفضل کا یہ عظیم الشان آفتاب ومہتاب غروب ہو گیا "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"۔ لیکن چودھویں رات کے چاند کی مانند ارباب علم وفضل کے قلوب کو احادیث مبارکہ کی روشنی سے روشن اور منور کر گیا۔ آپ کے مزار پرانوار پر رحمت کی بارش تاابد برستی رہے۔ آپ کی تالیفِ منیف "صحیح البخاری" پر جملہ محدثین کرام کا متفقہٗ فیصلہ ہے: اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ صَحِیْحُ الْبُخَارِیْ۔ قرآن پاک بھی کلام الٰہی ہے جو لاریب ہے اور صحیح البخاری شریف کی احادیث مبارکہ بھی لاریب کلام رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا۔ تفصیل الکلام فی کتب الامام البخاری علیہ رحمۃُ الباری ملاحظہ ہو، کہ قرآن پاک رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک زندہ، تابندہ، دائمی، اظہر مِنَ الشمسِ وَالاَمْسِ دائمی معجزہ ہے۔

○ **حکمت بالغہ:** اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ: علماء انبیاء کرام کے علمی وارث ہیں۔

اوّلاً اس حدیث پاک کے مصداق صحابہ کرام، اہلبیتِ اطہار کی مبارک جماعت ہے جو مشکوٰۃ نبوّت سے بلاواسطہ مستنیر اور مستفیض ہوئے۔ عَلَیْہِ وَ اٰلِہِ الصلوٰۃ والسلام۔

وہ جنہیں چوم کر ذرّے بھی مہروماہ بنے — انہیں قدموں کا صدقہ اے صَلِّ علیٰ تیری قسم
عنایت ہو جائے ہم کو بھی غلامیٔ مصطفیٰ کا تمغہ — انہیں کی نگاہ کا صدقہ اے وارثُ الوراء تیری قسم

قرآن فرمان الٰہی ہے، قرآن منشاء الٰہی ہے، قرآن آئین الٰہی ہے، قران نعت الٰہی ہے۔

نازل از رحمٰن شدہ آیات قرآن عظیم — چوں قدیم است او کلامش نیز باشد قدیم
ہیں کلام اللہ کی آیات جملہ لاجواب — ہے صفت اس کی قدیم اور ہے وہ موصوف قدیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

○

(۹۲)

لَمْ تَقْتَرِنْ بِزَمَانٍ وَّهِيَ تُخْبِرُنَا
عَنِ الْمَعَادِ وَعَنْ عَادٍ وَّعَنْ اِرَمِ

مقترن نامد بوقتی دائما ثابت بداں — او خبر داد از معاد و حشر و از عاد و ارم
وہ مقید بالزمان ہرگز نہیں اور ان میں سے — ذکر عقبیٰ در ذکر عاد اور ذکر ارم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو سے

لَمْ تَقْتَرِنْ بِزَمَانٍ	مصدر ''اقتران'' صیغہ جحد، ملنا ''زَمَانٍ'' زمانہ، وقت۔
وَّهِيَ تُخْبِرُنَا	''تُخْبِرُنَا'' اور وہ ہم کو خبریں دیتی ہیں۔
عَنِ الْمَعَادِ	''اَلْمَعَادِ'' مصدر ''عود'' مراد: حشر ونشر۔
وَعَنْ عَادٍ	''عَادٍ'' اسم قبیلہ از قوم ھود علیہ السلام۔
وَعَنْ اِرَمِ	''اِرَمِ'' وہ محل جو بادشاہ شداد نے بنوایا تھا۔

○ **ترجمہ:** وہ قرآنی آیات کریمہ کسی زمانہ "ماضی، حال، مستقبل" کے ساتھ مقترن نہیں۔ وہ ہم کو گذشتہ قوم عاد اور سیل عرم اور آئندہ "روز معاد" کی صحیح صحیح خبریں دیتی ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** كُلُّ عُلُوْمٍ فِي الْقُرْآنِ لٰكِنْ تَقَاصُرُ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

○ **تشریح:** قرآن عظیم، فرقان کریم علوم شہادت اور علوم غیبیہ کا مرقع ہے اور کسی ایک زمانہ کے ساتھ منسلک نہیں۔ قرآنی آیاتِ عظیمہ ہمیں زمانہ حال جس میں اُن کا نزول ہوا کی ہی خبریں نہیں دیتیں بلکہ اَزْمِنہ ثَلٰثَہ، زمانہ ماضی قوم عاد اور روز معاد، حشر ونشر اور قبر، جنت اور دوزخ کی پوری پوری اور سچی سچی خبریں اجمالاً اور تفصیلاً بہم پہنچاتی ہیں۔ مثلاً قصہ عاد اور جنتِ ارم کی حکایات کو کس انداز سے بیان فرمایا کہ من وعن اس کا صحیح نقشہ سامنے آگیا۔ جیسے آنکھوں دیکھا حال ہو۔ كَقَوْلِهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ: اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ○ (سورۃ الاعراف: ۶۵)

تخلیق انسانی کی ابتداء آفرینش کا اَرْذَلِ الْعُمر تک کے ایک ایک تخلیقی لمحہ اور اس کے نشوونما کی عین صداقت پر مبنی اخبار سے مطلع کرتیں ہیں اور مبدأ اور معاد کا کوئی گوشہ مخفی نہیں رکھا جو قدرت کاملہ اور الوہیت واحدہ کی دلیل جلیل ہے۔ اخبارُ الْقُرْآنِ الْمُبَارَكِ مِنْهُ فِيْ مَوَاضِعٍ كَثِيْرَةٍ كَقَوْلِهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ: اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ○ (سورۂ یسین: ۷۷)

یہ آیت کریمہ اُمیہ بن خلف علیہ اللّعنت کے معاملہ میں نازل ہوئی۔ جو کہ ایک بوسیدہ ہڈی لے کر حضور سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاصمہ کرتے ہوئے مخاطب ہوا۔ کہنے لگا: ءَ تَرٰى اللّٰهُ تَعَالٰى يُحْيِ هٰذِهٖ۔ ''کیا تیرا رب

اس بوسیدہ ہڈی کو بھی دوبارہ زندہ کرسکتا ہے" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نَعَمْ یَبْعَثُكَ وِیُدْخِلُكَ فِی النَّارِ "ہاں تجھے بھی زندہ کر کے اُٹھائے گا اور تجھے جہنم میں داخل کرے گا" وہ دریدہ دہن یہ سن کر اپنی شقاوت اور عداوت میں جلتا بجھتا اور شرماتا ہوا بدحواس ہو کر دوڑ گیا اور اپنے اندر کی غیض وغضب کی آگ میں جل مرا۔

سَیلِ العَرِم: عاد بن ارم کے دو بیٹے شداد اور شدید تھے۔ عاد کی عمر ۹۰۰ سال تھی جس کی روئے زمین پر بادشاہت تھی۔ یہ قبیلہ بت پرست تھا۔ سیّدنا ھود نبی اللہ علیہ السلام ان کی ہدایت کے لیے تشریف لائے۔ وہ ایمان نہ لائے اور عذاب الٰہی سے تباہ وبرباد وہلاک ہو گئے۔ شداد کو کتب سمایہ پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ جس کا تذکرہ تفصیلاً اور مجملاً قرآن پاک نے کیا ہے۔

اس نے جنت کی صفات پڑھیں تو اس کو ایسی جنت بنانے کا خیال آیا۔ عدن اور حضرت موت کے درمیان ایک صحرا میں موزوں ودلکش جگہ منتخب کی اور ارض عدن پر ایک ایسا محل تیار کرادیا اور اس کو زمرّد، خضرا اور یاقوت احمر سے زینت دی۔ سونے اور چاندی سے مزّین کیا اور نہریں جاری کیں۔ محل کے اوپر غُرافے تیار کرائے اور قسم قسم کے درخت حسن تزئین کے ساتھ لگائے اور جب 300 سال میں یہ جنت تیار ہوگئی تو شداد بمعہ اراکین سلطنت، وزراء اور امراء دیکھنے کے لیے روانہ ہوا تو ابھی تھوڑا فاصلہ باقی تھا کہ آسمان سے ایک ہولناک آواز نے انہیں تباہ وبرباد کردیا اور ربّ قدوس نے اپنی حکمت کاملہ سے اس کی بنائی ہوئی جنت کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کردیا۔

قرآن پاک نے سابقین انبیاء کرام اور رُسل عظام کی بعثت اور ان کے بالتفصیل حالاتِ طیبہ کے واقعات اور ان کی اُمتوں کے آغاز وانجام کو بالصراحت اور بالوضاحت بیان فرمایا۔ احکامات الٰہیہ کا نزول اور اقوام عالم کی تاریخی اور جغرافیائی حالت کو ظاہر فرمایا۔ آغاز وانجام روز ازل تا ابد، جن وانس اور ملائکہ، فرش وعرش، دنیا وآخرت الغرض کائنات عالم کا کوئی گوشہ تشنہ تکمیل نہیں چھوڑا۔ سب کچھ سامنے رکھ دیا۔ ان آیات کریمہ نے مبداُ ومعاد دونوں کی صحیح صحیح اور سچی سچی خبریں دیں اور پیشین گوئیاں کیں۔ اَوْمِثْلُ ذٰلِكَ مِنْ سُوَرِ الْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ کَثِیْرٌ شَہِیْدٌ۔

بروائیت صحیحہ: اِنَّہٗ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ اِلَّا وَاحِدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ فرمایا: ایک مسلمان سرخ رو کبود چشم قصیرُ القامت جس کے ابرو پر ایک تل ہوگا وہ اپنے اونٹ کی تلاش میں ادھر جا نکلے گا اور ارم کی سیر کرے گا۔ چنانچہ عہدِ معدلت امیر المومنین سیدنا امیر معاویہ بن سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہما میں ایک صحابی حضرت عبداللہ بن قلادہ رضی اللہ عنہ صحرائے عدن میں اپنے گم شدہ اونٹ کی تلاش کرتے اس شہر جنّتِ ارم میں جا پہنچے۔ اس کی تمام زیب وزینت دیکھی لیکن کوئی انسان رہنے والا نظر نہ آیا۔ تھوڑے سے جواہر وہاں سے لے کر واپس آ گئے۔ جب یہ خبر امیر المومنین کو پہنچی تو انہوں نے بُلا کر تمام حالات سنے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ مشہور تابعی نے اس صحابی کی شکل وصورت دیکھ کر تصدیق کی اور کہا "ھٰذا ھُوَ الرَّجُل" یہی ہے وہ شخص۔ جس کا تذکرہ تورات مقدس میں موجود ہے۔ کَذَا فِی الکشّاف

كَقَوْلِهِ العَلِيِّ العَظِيمِ :كُلَّ يَوْمٍ هُوَفِي شَانٍ ○ (سورۃ الرحمٰن : ۲۹) ''ہر روز اُس کی نئی شان ہے''۔ ہرلحظہ، ہرلمحہ، ہرساعۃ، ہردن، ہررات اس کی نئی شان نئی آن سے ظہور ہورہا ہے عجیب رنگ ڈھنگ سے۔

بروایت صحیحہ اِنَّ الْقَلَمَ جَفَّ بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قلم قیامت تک کے حالات لوح محفوظ پر لکھ کر خشک ہوگیا''۔اب مزید نہیں لکھا جائے گا۔کسی عالم جیّد سے پوچھا گیا کہ اس متذکرہ بالا بات کا مفہوم کیا ہے۔تو فرمایا: فَاِنَّهَا شُيُوْنٌ يُبْدِيْهَا وَلَاشُيُوْنٌ يَبْتَدِيْهَا۔ ''یعنی شان سے مراد ازل سے طے شدہ فیصلوں اور حکموں کا اظہار اور نفاذ مراد ہے نہ کہ نئے فیصلوں کا آغاز''۔ بندہ کو چاہئے کہ اُس کے ہر امر پر راضی برضاء رہے اور اسی در پہ ہاتھ پھیلائے۔جنگلی ہو یا شہری زمین و آسمان کی ہر مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی،نوری ہو یا خاکی،آبی ہو یا ناری،عزیز ہو یا حقیر بلا استثناء سب کے سب اسی دربار دُربار میں اپنا دامن پھیلائے ہوئے اور اس کے جود وکرم پر امید لگائے بیٹھے ہیں۔وہ ذاتِ حق دعاؤں کا قبول فرمانے والا ہے۔کسی کو تاج سلطانی بخشتا ہے،کسی کو نعمت علم عطا ہورہی ہے اور کسی کے سینہ میں چراغ معرفت فروزاں کیا جارہا ہے۔ کسی پر ابر کرم برس رہا ہے،کسی کو کسی طریقہ سے نوازا جارہا ہے اور کسی کو کسی سے۔ہر روز اس کی نئی شان نئی آن کا ظہور ہورہا ہے۔انسانی عقل اس کو سمجھنے سے عاجز اور قاصر ہے۔بفرمان رب ذی شان :بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ○ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ○ (سورۃ البروج:۲۱،۲۲) کا نور اور ظہور ہے۔فَافْهَمْ فَانْظُرْ فَتَدَبَّرْ۔

آن کتاب زندہ، قرآن حکیم　　حکمتِ اُو لا یزال است و قدیم

بروایت صحیحہ آیاتِ بیّنات یا آیاتِ محکمات، آیاتِ متشابہات، حقیقت تا مجاز۔اذان تا نماز حمد خدا تعالیٰ کے ساتھ ساتھ صفات مصطفیٰ ﷺ کی جلوہ گری ہے،کہ محبّ حقیقی نے اپنی ام العبادات نماز میں حضور ﷺ کے ذکر جمیل ''درود وسلام'' کو رکھا اور نماز کو معراج کا درجہ عنایت فرمایا۔حضور ﷺ ممدوح کبریاء ہَیں اور انسان کامل ہَیں۔ یعنی صحیح معنوں میں اَلْاِنْسَانُ فِي الْقُرْاٰنِ ہیں۔ ''یعنی انسان کامل قرآن پاک کی مکمل تفسیر اور تنویر ہیں''۔

اَللہ کی سر تابقدم شان ہَیں یہ　　ان سا نہیں انسان، وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں　　اور ایمان کہتا ہے میری جان ہیں یہ

صلّی اللہ علیہ آلہٖ وسلّم

نیست مقرون بازبان لیکن خبردار　　یعنی از عاد و ارم وز حالت روز معاد
ہرزمانے سے بری ہیں اور سناتی ہیں ہمیں　　عاقبت کا حال بھی اور قصۂ عاد و ارم

مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَ بَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۹۳)

دَامَتْ لَدَيْنَا فَفَاقَتْ كُلَّ مُعْجِزَةٍ
مِّنَ النَّبِيِّينَ إِذْجَآءَتْ وَلَمْ تَدُمِ

نزد ما باقی بماند بہتر از ہر معجزات — معجزے پیغمبراں باقی نماند در اُمم

ہیں ہمارے پاس باقی آج تک وہ آیتیں — معجزے اور انبیاء کے ہوگئے سب کالعدم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو

دَامَتْ لَدَيْنَا — مصدر، دوام، استمرار، ہمیشہ رہیں وہ آیتیں ہمارے پاس۔

فَفَاقَتْ كُلَّ — ''فَفَاقَتْ'' پس فوقیت حاصل ہوگئی ''کُلَّ'' ہر آیت پاک کو۔

مُعْجِزَةٍ مِنَ النَّبِيِّنَ — انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزہ پر۔

إِذْجَآءَتْ — جب وہ معجزے لے کر تشریف لائے۔

وَلَمْ تَدُمِ — اور وہ معجزے ہمیشہ نہ رہے۔

○ **ترجمہ:** قرآن پاک کا معجزہ ہمارے پاس ہمیشہ ہمیشہ رہے گا جو انبیاء علیہم السلام کے تمام معجزوں سے فائق تر معجزہ ہے کیونکہ وہ دوام نہ پاسکے اور یہ دائمی معجزہ ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** اَلْمُعْجِزَةُ اَمْرٌ خَارِقٌ لِّلْعَادَةِ يُظْهَرُ عَلٰى يَدِالنَّبِيِّ۔

○ **تشریح:** انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ جل شانہ نے اپنے اپنے وقت کے مطابق عظیم الشان وقتی معجزے عنایت فرمائے اور اُن کے معجزوں کا ظہور ان کی زندگی مبارک تک قائم رہا، بعد ازاں وہ معجزے باقی نہ رہے اور دوام نہ پاسکے۔ قرآنِ پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اثبات نبوت کے لیے ایک عظیم المرتبت معجزہ ہے۔ ان کے تمام معجزوں سے فائق اور برتر ہے۔ جو تا قیامِ قیامت بصورتِ اعجاز روشن اور قائم دائم رہے گا۔ اُمت مسلمہ کو حیات جاوید بخشتا رہے گا۔ یہ زندہ، تابندہ اور پائندہ معجزہ اپنے ماننے والوں کو نور ایمان، نور فراست سے منور کرتا رہے گا جو بشکل مصحف کتاب اللہ موجود ہے اور امت کے حفاظ کرام کے سینوں میں محفوظ ہے۔ بمطابق فرمان الٰہی جس کی حفاظت کا ذمہ خود ربّ قدوس نے لے رکھا ہے، جس میں تغیر و تبدل اور تحریف نہیں۔ اپنی اصلی اور لفظی حالت میں بحمد اللہ المنعام موجود ہے۔ معجزہ قدرتِ الٰہی کا ہر نبی کو مثل پروانہ تقرری نبوت ہوتا ہے اور بطور سند نبوت ملتا ہے۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت بھی دائمی اور معجزہ قرآن بھی دائمی ہے جو فصاحت اور بلاغت کا کمال نمونہ ہے۔

فصاحت آنست کہ در گذارش زبان کج مج نشود — بلاغت آنست کہ معنٰی کثیر در الفاظ اندک گفتہ اند

حجۃ الاسلام، امامُ الانام، ابو حامد امام محمد بن محمد الغزالی رحمہ اللہ مولی الموالی مَا دَامَ الاَیامَ وَاللَّیالی فرماتے ہیں:

"قرآن کریم کا ایک ظاہری معنیٰ ہے اور ایک باطنی۔ ظاہری معنیٰ کے لیے علماء شریعت نے تفسیریں لکھیں اور قواعد وضع کیے اور باطنی معنیٰ اولیاء طریقت نے بیان کیے جو حکمتیں کہلائے۔" تفسیر کا معنی کھولنا اور تحریف حرف سے ہے اس کا معنیٰ ہے: علیحدہ کنارہ، تحریف کی دو قسمیں ہیں: لفظی اور معنوی۔ انبیاء کرام کی کتب سماویہ تورات، انجیل اور زبور تحریفِ لفظی کا شکار ہو کر ختم ہو گئیں۔ قرآن پاک الحمدللہ تحریف لفظی اور تحریف معنوی دونوں سے محفوظ ہے۔

در دفترِ جلالِ تو تورات یک رقم وز مصحفِ جمالِ تو انجیل یک ورق

صاحبُ القرآن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی صفتِ جلال کا کیا کہنا، تورات تو صرف اس کا نمونہ ہے اور آپ کی صفتِ جمال کی کیا بات کہ انجیل تو صرف ایک حرف ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ مَلَأْتَ قَلْبَہٗ مِنْ جَمَالِكَ وَ عَیْنَہٗ مِنْ جَلَالِكَ فَأَصْبَحَ فَرِحًا مُؤَیَّدًا مَنْصُوْرًا وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ (شوارق الانوار فی ذکر الصلوٰۃ والسلام علی النبی المختار)

حضور سید الابرار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم الیٰ یومِ القرار کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے باقی رہنے والا ایک عظیم الشان معجزہ قرآنِ عظیم فرقانِ حکیم ہے جو مہر نیم روز اور ماہ نیم ماہ سے زیادہ مبین اور مُبرھن ہے۔ جو کامل، مکمل اور اکمل صحیفہ ہدایت اور رحمت ہے۔ یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو پند و نصائح کا مجموعہ، احکام الٰہیہ کی مبیّن دلیل جلیل اور تمام خوبیوں سے مزین اور امر و نواہی سے محکم، عقائد توحید و رسالت سے مزین، عبادات اور جملہ امور شرعیہ کا مکتوب اور تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ کا مخطوطہ ہے اور مِنْ كُلِّ الوجوہ کامل، مکمل اور جامعِ علوم و فنون ہے اور ماضی کی اُمتوں کے واقعات اور مستقبل کے احوال کا بیان ہے۔

خرق عادۃ جو نبی کے ہاتھ سے ظاہر ہو وہ دو قسم کے ہیں۔ قبل از بعثت کو "ارہاص" اور بعد از بعثت کو "معجزہ" کہتے ہیں۔ اگر ولی سے ظاہر ہو تو "کرامت"، مومن صالح سے ظاہر ہو تو "معونت"، کسی فاسق یا کافر کی طرف سے جبکہ اس کے دعویٰ کے موافق ہو تو "استدراج" اور اگر دعوے کے مخالف ہو تو "اہانت"۔ وَالسِّحْرُ لَیْسَ مِنَ الْأُمُوْرِ الْخَارِقَۃِ "سحر امور خارقہ سے نہیں ہے"۔ استدراج حرام اور جادو کرنا کرانا کفر ہے۔

برتر است ایں معجزہ بر معجزات انبیاء معجزات شان ز دائم باقی است ایں نزد ما

معجزہ قرآن کا برتر رہے گا تا ابد اس کے آگے معجزات انبیاء ہیں کالعدم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَ بَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّھِمِ

(۹۴)

مُحَكَّمَاتٌ فَمَا يُبْقِينَ مِنْ شُبَهٍ
لِّذِیْ شِقَاقٍ وَّلَايَبْغِينَ مِنْ حَكَمِ

محکم است آیات قرآں شبہ کس را نماند وزہمہ الفاظ از و تاباں بود نورِ حکم
ہیں وہ محکم شبہ کوئی چھوڑتی باقی نہیں کیا کرے کوئی مخالف کیا بنے کوئی حکم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو

مُحَكَّمَاتٌ — جمع محکمہ، خبر بعد خبر، تحکیم، حکم کرنا، محاکمہ کرنا۔
فَمَا يُبْقِينَ مِنْ شُبَهٍ — ''فَمَا'' پس نہیں ''يُبْقِينَ'' باقی رکھتا ''مِنْ'' زائدہ ''شُبَهٍ'' شک وشبہ۔
لِّذِیْ شِقَاقٍ — ''لِّذِیْ'' ظرف، ''اَیْ ذِیْ شِقَاقٍ'' مخالف۔
وَلَايَبْغِينَ — صیغہ جمع مونث ''بَغِيه'' اورنہیں طلب کرتیں۔
مِنْ حَكَمِ — ''حَكَمِ'' منصف، فیصلہ کرنے والا۔

○ ترجمہ: وہ آیاتِ قرآنیہ خود حاکم ہیں کہ مخالف کے لیے کسی قسم کا شک وشبہ نہیں چھوڑتیں اور نہ اپنے فیصلے میں کسی دوسرے منصف کی ضرورت باقی چھوڑتی ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''قَوْلُه تَعَالٰى: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ'' (سورۃ الحاقۃ:۴۰)

○ **تشریح:** قرآنی آیات کریمہ دوقسم کی ہیں: (۱) محکمات، (۲) متشابہات۔ جن میں نسخ، تغیر لفظی، تبدل معنوی کا احتمال نہیں۔ یہ آیات عظیمہ نفیسہ اپنے فیصلہ اور حکم میں کسی کی محتاج نہیں اور نہ کوئی اُن کے فیصلوں پر غالب آسکتا ہے۔ یہ بذاتہٖ خود فیصلہ کن ہیں جن میں احتمال نسخ اور تغیر کا نہیں، ان کے احکامات زوال پذیر نہیں اور تا قیام قیامت بلا تبدیل وتغیر باقی رہیں گے۔ ان سے دین حقہ کی بنیاد قائم ودائم ہے۔ اس شعر میں صنعت تلمیح درجہ کمال عروج پر ہے۔ كَمَالَا يَخْفٰى عَلٰى اَهْلِ الْبَصَرِ وَالْبَصِيْرَةِ۔ یہاں امام بوصیری قدس سرّہ العزیز نے آیاتِ محکمات کی شان بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا: اَلْحَمْلُ بِاِعْتِبَارِ مَعْنَاهُ اللُّغْوِیِّ لَا الِاصْطَلَاحِیِّ۔

علماءِ اُصولیین کے نزدیک آیات بیّنات محکم ۱۔ محکمات ۲۔ متشابہات ومقطعات ۳۔ ناسخ ومنسوخ ۴۔ تبشیر وتنذیر ۵۔ حرام وحلال ۶۔ اوامر ونواہی ۷۔ موعظمت ونصیحت ۸۔ واقعات سابقہ اُمم ۹۔ محتمل ۱۰۔ احوال آخرت ۱۱۔ نبوت و اوصاف نبوت ۱۲۔ شان نبوت، لغت نبوت نہیں۔

نص قطعی چار قسم پر ہے: اشارۃُ النّص۔ عبارۃُ النّص۔ اقتضاء النّص اور دلالۃُ النّص۔ جملہ آیات تکوینیہ امور متنازعہ میں حکم ''فیصلہ کرنے والی ہیں''۔ ان کے فیصلے برحق ہیں جس پر کوئی اپیل درکار نہیں۔

قرآنِ مجید فرقانِ حمید کا نازل فرمانے والا رب کریم ہے، جو قرآن بصورت وحی لے کر آیا وہ بھی کریم اور جس پر

نازل ہوا وہ رسول بھی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں بے مثل و بے مثال، قرآن پاک اپنی شان میں بے مثل و بے مثال اور رسول اپنی عظمت میں بے مثل و بے مثال ہیں۔ یہ محض حکایات اور احکامات کا مجموعہ نہیں بلکہ مملکت اسلامیہ کے لیے شاہی قانون، غریب کا سہارا، کمزور کا عصا، بے ایمان کے لیے ہدایت کا نسخہ، ایمان والوں کے لیے راہبر و رہنما، مردہ دل والوں کے لیے زندگی، غافلین کے لیے تنبیہ، گمراہوں کے لیے مشعلِ راہ، غازی کی تلوار، بیمار کے لیے نسخۂ شفاء، زنگ آلود دل کے لیے صیقل ہے۔ انسانیت کے لیے برکت ہی برکت اور رحمت ہی رحمت ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں حضور پرنور معطی البہار والسرور، دافع البلاء والشرور، شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم تشریعیہ و عالم تکوینیہ میں مختار عادل اور حاکم فرمایا: کَقَوْلِهٖ جَلَّ شَانُهٗ: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (سورہ النساء:۶۵)

''محبوب مجھے تیرے رب کی قسم! اس وقت تک وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک تجھے اپنا حاکم تسلیم نہ کر لیں اس بات میں جس میں جھگڑا کرتے ہیں پھر آپ کے فیصلہ کے بعد اپنے اندر تنگی نہ پائیں اور آپ کے فیصلہ کو بسر وچشم تسلیم کر لیں۔'' قرآنی آیات کریمہ کا حکم ہونا ظاہر باہر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاکم ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ کَقَوْلِهِ العَلِیِّ العَظِیْم: اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝ (سورۃ التین:۸) فرمان ذی شان رب کا حاکم مطلق ہونا کافی، وافی اور شافی دلیل جلیل ہے۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے کتاب اللہ کو دو قسم کے محکمات و متشابہات میں منقسم فرمایا۔ پہلی قسم محکمات علم شریعت اور اس کے احکام جو واقع اور واضح ہیں۔ دوسری قسم متشابہات جو مخزن اسرار ہیں حقائق و اسرار کا، مثلاً الفاظ یَد، وَجْہ، قدم، ساق، اصابع، اناملَ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے جو قرآن پاک اور احادیث پاک میں وارد ہوئے یہ سب متشابہات ہیں۔ اسی طرح حروف مقطعات اللہ اور اس کے محبوب کے درمیان راز ہیں، جن کی تاویل کی علماء راسخین کے سوا کسی کو آگاہی نہیں۔ یہ پوشیدہ اسرار اخص الخواص کے لیے مخصوص ہیں۔ ان میں سے ہر ایک حرف محبوب اور محبّ کے درمیان پوشیدہ اسرار کا مخزن ہے یا باریک رمزوں میں سے ایک پوشیدہ رمز ہے۔

امام ربانی سرکار مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حق سبحانہ وتعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے متشابہات کی تاویلات کا ایک قسم شمّہ اس فقیر پر ظاہر فرمایا اور اس دریائے محیط سے ایک نہر مسکین کی استعداد کی زمین سے نکال دی''۔ (مکتوبات قدسیہ بحوالہ مشائخ نقشبندیہ ص ۲۰۵)

محکم اند آیات قرآنی زنقص و اختلاف نے حکم خواہند برخود را از شکوک و شبہ صاف
ہیں وہ مستحکم مخالف کو نہیں اس میں جگہ شک وشبہ کی اس لیے ہیں وہ بجائے خود حکم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۹۵)

مَاحُوْرِبَتْ قَطُّ اِلَّاعَادَ مِنْ حَرَبٍ
اَعْدَی الْاَعَادِیْ اِلَیْهَا مُلْقِیَ السَّلَمِ

ہر کہ باقرآں جنگ آمد باآخر باز گشت — آنکہ دشمن تر بودے نزدش میفکندے سلم
جب کبھی ان آئینوں پر پیش آیا معرکہ — ڈال دی دشمن سے دشمن نے سپرواں لا جرم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

مَاحُوْرِبَتْ — "مَا" نافیہ "حُوْرِبَتْ" ازمحاربہ، جھگڑا کرنا۔
قَطُّ اِلَّاعَادَ — "قَطُّ" ظرف زمان، کبھی "اِلَّا" حرف استثناء، مگر "عَادَ" لوٹنا۔
مِنْ حَرَبٍ — "حَرَبٍ" بفتحتین ندامت سے غضبناک ہونا۔
اَعْدَی الْاَعَادِیْ اِلَیْهَا — "اَعْدٰی" اسم تفضیل "الْاَعَادِیْ" جمع عدو، سخت ترین دشمن۔
مُلْقِیَ السَّلَمِ — "مُلْقِیْ" اسم فاعل، ملنے والا "السَّلَمِ" سلامتی سے۔

○ **ترجمہ:** آیات کریمہ سے کبھی شدید سے شدید ترین دُشمن نے محاربہ نہ کیا مگر وہ ندامت سے غضبناک ہوکر لوٹ گیا یا سلامتی سے اس نے قبول کرلیا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** قرآن پاک کا اعلان، فَاْتُوْابِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ اور چیلنج۔(سورۃ البقرہ:۲۳)

○ **تشریح:** آج تک کبھی کسی نے آیت قرآنیہ سے محاربہ "مقابلہ" نہیں کیا مگر وہ یا تو ہٹ دھرمی سے چیختا چلاتا منہ کی کھاتا پسپا ہوا یا صلح وصفائی اور عجز وانکساری سے اُس نے اعتراف کرلیا۔ معارضہ کا مفہوم یہ کہ مَا نافیہ قَطُّ اِلَّاحرف استثنٰی اور مستثنٰی منہ محذوف ای حالٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ اِلَّا فِیْ حَالِ عود لِاَعَادِیْ شِدَّةِ الْبُغْضِ وَالْعَدَاوَةِ۔ فَعَادَ کا معنیٰ: دشمنی، کینہ، حسد اور کفر ہے۔

مروی ہے کہ ولید ابن مغیرہ قریشی نہایت پُرگو اور فصیح وبلیغ تھا۔ ایک روز حضور سیّد العربُ والعجم ﷺ سے معارضۃ الفصاحت اور محاربۃ البلاغت کے قصد سے آیا اور کہنے لگا: اِقْرَءْ عَلَیَّ "میرے لیے کچھ پڑھیئے" تو آپ نے یہ آیت عظیمہ تلاوت فرمائی: اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ ۚ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○(سورۃ النحل:۹۰) تو وہ سن کر دم بخود ہو گیا اور کہنے لگا "پھر پڑھیے" آپ نے پھر تلاوت فرمائی تو سر جھکا کر کہنے لگا: وَاللّٰهِ اِنَّ لَهٗ لَحَلَاوَةً وَاِنَّ عَلَیْهِ لَطَلَاوَةً وَاَنَّ اَعْلَاهُ لَمُثْمِرَةٌ وَاِنَّ اَسْفَلَهٗ لَمُغْدَقٌ۔ "خدا کی قسم لاریب اس میں کتنی مٹھاس ہے اور اس میں تازگی اور طہارت ہے۔ اس کا ظاہر پھل دار اور اس کا باطن خوشگوار ہے" اور خاموش ہو کر چلا گیا۔ اس کا ارادۂ محاربہ محض زعمِ باطل اور ہذیان ثابت ہوا اور

ندامت سے زبان نہ کھول سکا۔ یہ قریش مکہ معظّمہ کا سردار حالت کفروشرک میں واصل جہنم ہوا۔

مُلْقِیَ السَّلَمِ: آیات قرآنیہ کی شمشیر کی بلاغت کا لوہا دشمنوں نے بھی مان لیا اور اُن کے سامنے صلح، اطاعت اور انقیاد کی سپر ڈال دی اور اعتراف کر لیا کہ ان کا مقابلہ، محاربہ اور معارضہ ناممکن ہے۔

وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیان ہے جس کا بیان نہیں ۔۔۔ میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زبان نہیں

کوئی جانے منہ میں زبان نہیں نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں ۔۔۔ تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے

سورۃ الکوثر کے نزول پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس سورۃ کو لکھ کر کعبۃ اللہ کے دروازے پر آویزاں کردو'' کہ عرب کے رسم ورواج کے مطابق شعراء اپنے قصائد لکھ کر کعبۃ اللہ کی دیواروں پر لٹکا دیتے تھے اور ھَلْ مِنْ مُّبَارِز کا اعلان کرتے۔ عربی ادب میں درس نظامی کی نصاب کی کتاب ''سبعہ معلقہ'' انہی قصائد پر مشتمل ہے چنانچہ لبید بن اعصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عربی ادب کا مشہور فصیح و بلیغ شاعر کعبۃ اللہ میں داخل ہوا تو اس کی نظر بظاہر چھوٹی سی اور پیاری سورۃ پر پڑی جو تین سطروں میں مسطور تھی، تو بہت متاثر ہوا۔ اُسے بار بار پڑھا اور کہنے لگا: ''یہ نہ بیت ہے اور نہ فرد اور نہ شعر ہے، نہ نثر اور نہ قطعہ ہے، نہ رباعی ہے اور نہ نظم ہے نہ غزل کہ اس کا چوتھا مصرعہ نہیں لیکن الفاظ کی بندش زبردست اور وزنِ شعر کمال اور اس کی فصاحت و بلاغت نہایت پُر تاثیر ''خَیْرُ الْکَلَامِ قَلَّ وَدَلَّ'' تحریر عجیب وغریب ہے۔ عالمِ تحیّر میں قلم نکالا اور چوتھا مصرعہ لکھ دیا۔

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○ (سورۃ الکوثر: ۱ تا ۳)

''وَمَا هٰذَا قَوْلُ الْبَشَرِ'' لکھ کر سرِ تسلیم خم کرلیا اور یہ کہہ کر کہ ''یہ کسی بشر کا کلام نہیں'' اپنی انکساری کا اظہار کرتے ہوئے اسے کلام الٰہی مان لیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دامن اسلام سے وابستہ ہو گیا۔

عاص بن وائل نے آپ ﷺ کی شان میں یہ الفاظ کہے کہ ''قَدْ اِنْقَطَعَ نَسْلُهٗ وَ هُوَ اَبْتَرُ'' رب کریم نے اس پر یہ سورۃ الکوثر نازل فرمائی اور اس کی نسل دنیا سے ایسی ملیا میٹ ہوئی کہ کوئی نام لیوا بھی نظر نہیں آتا اور حضور ﷺ کی نسل پاک ''سادات کرام'' کائنات عالم کے کونہ کونہ میں موجود ہیں اور حضور ﷺ کے ایمان لیوا امتی ہر منزل ہر مقام پر ذکر مصطفےٰ ﷺ، درود شریف، قصیدہ خوانی اور نعت خوانی میں مشغول و مصروف اور اسلام کی تبلیغ میں منہمک ہیں۔

بدترین دشمن شاں گر بمیداں تاختہ ۔۔۔ باز آمد از ندامت طرح صلح انداختہ

جس نے قرآں سے بغاوت کی وہ عاجز آ گیا ۔۔۔ کردیا دشمن نے بھی آخر سر تسلیم خم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۹۶)

رَدَّتْ بَلَاغَتُهَا دَعْوٰى مُعَارِضِهَا
رَدَّ الْغَيُوْرِ يَدَ الْجَانِيْ عَنِ الْحَرَمِ

از بلاغت دعوئے جملہ معارض گرد درد — چوں عبورے کہ کندرد دست جانی از حرم
کرتی ہے دعوٰے بعارض کا بلاغت ان کا رد — زد حرم پر چوں نہ آنے دے غیور محترم

لفظی و لغوی معنی، علم صرف و نحو:

رَدَّتْ بَلَاغَتُهَا	''رَدَّتْ'' رد کردیتی ہے ''بَلَاغَتُهَا'' اُن کی بلاغت۔
دَعْوٰى مُعَارِضِهَا	''دَعْوٰى مُعَارِضِهَا'' مقابلہ کرنے والا، مخالف، حریف، دشمن۔
رَدَّ الْغَيُوْرِ	''رَدَّ'' دفع کرتا ہے ''غَيُوْرِ'' غیرت مند۔
يَدَ الْجَانِيْ	''يَدَا'' ہاتھ ''الْجَانِيْ'' جنایت، غیر محرم۔
عَنِ الْحَرَمِ	''حَرَمِ'' جمع حرمت، پردہ نشین مستورات، پاک دامن۔

○ **ترجمہ:** آیت قرآنیہ کی فصاحت و بلاغت نے اپنے مخالف حریف کے دعوٰی کو اس طرح رد کردیا جس طرح غیور انسان کسی بدکردار کو اپنے حرم میں داخل ہونے سے روک دیتا ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''اعجاز فصاحت و بلاغت میں بے مثل و بے مثال''

○ **تشریح:** قرآن مجید فرقان حمید حضور سیّدُ الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ظاہراً، باہراً، عقلاً، نقلاً دائمی معجزہ ہے۔ کوئی ذی عقل اس دعوٰی کی تردید نہیں کرسکتا۔ سابقین انبیاء کرام علیہم السلام کو اُن کے حال کی رُو سے معجزے عنایت فرمائے گئے مثلاً ابو الانبیاء سیّدنا ابراھیم خلیلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کے زمانہ میں ستارہ پرستی کا زور تھا، تو رب کریم نے آپ کو ستاروں، چاند اور سورج کی حقیقت کا مشاہدہ کرا دیا۔ حضرت سیّدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا زمانہ سحر گری کا تھا۔ ربُّ العلٰی نے آپ کو عصا کا معجزہ عطا فرمایا۔ سیّدنا عیسیٰ روحُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کا دور حکیموں اور طبیبوں کا تھا لہٰذا آپ کو احیاءِ موتی وغیرہ کا معجزہ ملا اور سیّدُ الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا زمانہ خیر القرون میں مبعوث ہوئے تو فصاحت و بلاغت کا بازار گرم تھا۔ عرب کا ایک ایک قبیلہ شعر و شاعری میں فصاحت اور بلاغت سے اپنے حریف پر غلبہ حاصل کرتا اور نام پاتا۔ باقاعدہ مجلسیں منعقد ہوتیں۔ منصف فیصلہ کرتے۔ بادیہ نشین اعرابی لفظ و معنی، بناوٹ اور حکمت پر زور دیتے اور شہری شاعر، خطیب اپنے الفاظ کی بندش، قافیہ، تراکیب اور اسلوب بیان سے تشبیہ اور استعارہ کے قالب میں ڈھالنے کو ترجیح دیتے اور آپس میں محاربہ و معارضہ کرتے۔

دور جاہلیت میں نضر بن حارث، اِمرأالقیس، اِبنِ مقنّع اور لَبید بن اَعْصم جیسے نابغہ روزگار شاعر مشہور ہوئے لیکن قرآنی آیات بیّنات کی فصاحت اور بلاغت کے مقابلہ میں کوئی حریف نہ ٹھہر سکا۔ وہ اس طرح پسپا کیے گئے جیسے کوئی غیور

آدمی غیرت میں آکر کسی بدکردار کو اپنے گھر اور حرم میں داخل ہونے سے روک دیتا ہے۔ ابن مُقفع عہد عباسی کا قادرُ الکلام اور فصیح و بلیغ ادیب تھا۔ اس نے آیات کریمہ کی طرز پر چند فقرات مقالہ بطور مقابلہ لکھے تو اچانک کسی قاریِ قرآن کی تلاوت کی آواز اس نے سنی، وہ پڑھ رہا تھا: وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (سورہ ھود:۴۴) یہ سن کر سکتے میں آگیا۔ اس کا زعم و گمان محض ہذیان ثابت ہوا اور معارضہ کرنے والے نے نادم ہو کر توبہ کی۔ جب ذرا ہوش سنبھلا تو کہنے لگا: ''اس کا مقابلہ ابدالآباد تک نہیں ہوسکتا۔ یہ مافوق البشر کا کلام ہے''۔

اِنَّ هٰذَا لَا يُعَارَضُ اَبَدًا وَمَا هُوَ مِنْ كَلَامِ الْبَشَرِ

اللہ ربّ العزّت جلّ شانہٗ کے دعویٰ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ سے ثابت ہوا کہ قرآن عظیم، فرقان کریم اپنی جامعیت، فصاحت، بلاغت، اسرار و حقائق، رموز و کنایات، حکم و دقائق اور عظمتِ شان میں بے مثل و بے مثال ہے۔ بعینہٖ صاحب قرآن ﷺ کا وجود اپنی صفات اور نعوت میں بے مثل و بے مثال ہے۔ آپ ﷺ کے چہرہ انور کو مصحف سے تشبیہ دی، قرآن پاک کو کتاب اللہ اور آپ ﷺ کو نبی اللہ فرمایا۔ قرآن پاک کو نور کہا تو آپ ﷺ کو بھی نور سے یاد فرمایا۔ قرآن پاک کو ھُدًی اور آپ ﷺ کو بھی ھُدًی کے اسم سے موسوم کیا۔ قرآن پاک کو کریم اور آپ ﷺ کو بھی صفت کریم سے نوازا۔ پس مشابہت میں جب مشبّہ بے مثل ہو تو مشبہ بہ لازمًا بے مثل ہوگا کہ وجہ شبہ بے مثلی ہے۔ احادیث نبوی کی روح سے کتاب اللہ صامت اور ساکت قرآن ہے اور آپ ﷺ ناطق قرآن۔ قرآن پاک اور صاحب قرآن ﷺ کے متذکرہ بالا اسماء مشترک ہیں۔ تو یہ امر مسلّمہ ہے کہ بے مثل کی نظیر بھی بے مثل ہوتی ہے۔ جب قرآن پاک کا مثلی لفظی معارضہ ناممکن ہے تو سیّدنا محمّد مصطفیٰ ﷺ کا ظاہری مثل بھی ناممکن بلکہ محال ہے۔

اک اک ادا ہے آپ کی آیات بیّنات — جس زاویے سے دیکھئے قرآں ہیں مصطفیٰ
اخترؔ ہے شغل نعت عبادت میرے لیے — میری کتاب ذکر کے عنوان ہیں مصطفیٰ

زبان وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى نے اعلان فرمایا بروایت: ''اَيُّكُمْ مِّثْلِيْ'' تم میں میری مثل کون ہے؟ بروایت دیگر: اِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ ''بروایت ثالث'' لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ ہر سہ احادیث جلیلہ سے واضح ہے کہ حضور سیّد الابرار ﷺ اِلٰى يَوْمِ الْقَرَار اپنی صورت ظاہرہ میں بھی بے مثل اور بے مثال ہیں۔ معارضہ محاربہ کرنے والے قرآن پاک کی ایک آیت تو درکنار ایک حرف کی مثال پیش نہ کر سکے اور نہ کر سکیں گے۔ اور نہ صاحب قرآن حضور سیّد العربِ والعجم ﷺ کو ''اپنی مثل بشر'' کہنے اور لکھنے والے کوئی مثال پیش کر سکیں گے۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ (سورۃ البقرہ:۱۱۱)

البَلَاغَةُ لُغَةً وُصُوْلُ الشَّيْئِ اِلَى الكَمَالِ وَاصْطِلَاحًا بَلَاغَةُ الْكَلَامِ مُطَابَقَتُهَا بِمُقْتَضٰى

الْحَالِ مَعَ فَصَاحَتِهَا بلاغت لغت میں کسی شئے کا کمال تک حصول اوراس کا پالینا ہے۔

کَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ''پس لے آؤ ایک سورت اس جیسی''، چیلنج ہے، دعوی ہے اور بفرمان ربّ رحمٰن: فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا ○ (سورۃ البقرہ: ۲۳-۲۴) ''پھر اگر نہ لاسکو اور ہرگز نہ لاسکو گے قیامت تک''۔

قرآن مجید، فرقان حمید حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات سے عظیم الشان دائمی معجزہ بھی ہے۔

میری کتاب زیست کے عنوان ہیں مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قرآن پاک کی ایک ایک آیت کریمہ اپنے ظاہری حُسنِ الفاظ اور باطنی معنیٰ وحکمت اور فصاحت وبلاغت، اپنے انوار، اجرات اور تاثیرات میں بے مثل، بے مثال کتاب مستطاب ہے۔حق تعالیٰ قرآن پاک میں اپنے بے مثل بے مثال رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوصاف عالیہ کی قسمیں اٹھا اٹھا کر بیان فرماتا ہے

حق جلوہ گر بطرز محمد است ۔۔۔ آرے کلام حق بزبان محمد است

ہر کس کہ او عزیز تر سوگندے خورد ۔۔۔ سوگند کردگار بہ شان محمد است

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

بعینہٖ حضور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے حسن وجمال صورت اور خوبی وکمال سیرت، شکل وشمائل اور خصائل میں مانند قرآن پاک کے الفاظ واعراب کے بے مثل بے مثال رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور اپنی آن وشان میں پرتو قرآن آیاتِ الٰہی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کما حقہ تعریف وتوصیف نعت اور قصیدہ، مدح ومنقبت ناممکن وممتنع بلکہ محال ہے۔فافہم۔

اگر چشمِ بصیرت ہو تو ظاہر ہے یہ قرآں سے ۔۔۔ بیاضِ کُن کی رب نے ابتداء کی ہے کس عنواں سے

احاطہ ہو نہیں سکتا کبھی ادراک انساں سے ۔۔۔ بہت آگے تیری عظمت کی حد ہے حدِ امکاں سے

مدیح خاص ممدوح ازل خود حق تعالیٰ ہے ۔۔۔ ادا وصف نبی کا حق ہو کیا اخترؔ ثنا خواں سے

(بُلبل باغ مدینہ سیّد مرغوب احمد اخترؔ علیہ الرحمۃ)

از بلاغت کرد دعوے معارض مسترد ۔۔۔ چوں غیورے خانہ دارد نگاہ از دست ید

سارے دعوے ہوگئے اس کی بلاغت سے غلط ۔۔۔ جیسے ہوں محفوظ غیرت مند کے اہل حرم

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۹۷)

لَهَا مَعَانٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ فِيْ مَدَدٍ
وَفَوْقَ جَوْهَرِهٖ فِي الْحُسْنِ وَالْقِيَمِ

معانی بیشمار ہمچو موج دریا دارد آں — بہتر است از در دریا جملہ درحسن وقیم

ہیں معانی ان کے مثل موج دریا پے بہ پے — حسن میں خوبی میں ایک ایک غیرت دریائے یم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

لَهَا مَعَانٍ	''لَهَا'' ضمیر، راجع آیات قرآنیہ''مَعَانٍ'' جمع معنی
كَمَوْجِ الْبَحْرِ	''ك'' تشبیہ، مانند موج دریا۔
فِيْ مَدَدٍ وَفَوْقَ	موج جو پے در پے دریا سے اٹھتی ہے''فَوْقَ'' اوپر۔
جَوْهَرِهٖ فِي الْحُسْنِ	''جَوْهَرِ''اصل حسن میں۔
وَالْقِيَمِ	''وَالْقِيَمِ'' جمع قیمت۔

○ ترجمہ: آیات قرآنیہ کے معانی سمندر کی پے در پے موجوں کی مانند ہیں جو اپنے حُسن وخوبی کے جوہر کی بناء پر قیمت میں سمندر کے موتیوں سے بڑھ کر قیمتی ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** بروایت: لِكُلِّ اٰيَةٍ سَبْعُوْنَ مَعْنًى ہر آیت کے ستر (۷۰) معنی ہیں۔

○ **تشریح:** قرآنی آیاتِ عظیمہ کریمہ اپنے اندر کئی ایک معنی اور مفہوم رکھتی ہیں اور کثیر معنوی افادیت کی حامل ہیں، جو دریا کی موجوں اور لہروں کی طرح ملی جلی ہوئی اور آپس میں ایک دوسری کی ممدومعاون ہیں۔ جس طرح سمندر کی تہہ میں لعل وجواہر، ہیرے موتی نکلتے ہیں، اسی طرح قرآنی الفاظ کے بحرِ بیکراں کے اندر کلامِ الٰہی کی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ جو اپنی چمک دمک، نظافت، لطافت اور حسن وخوبی میں بے مثل وبے مثال ہیں اور اپنی قدروقیمت میں اُن سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ صاحب ایمان وتقویٰ اس بحرِ ناپیدا کنار سے اپنے علم وفہم اور تدبر وتفکر سے حکمت کے موتی نکالتا ہے کہ اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ ''حکمت مومن کا گمشدہ موتی ہے'' وہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی ان کانوں ''آیات بینات'' سے موتی تلاش کرتا اور پاتا ہے۔ اُن کے لطائف اور اسرار جتنے کھلتے ہیں اسی قدر ان کی عظمتِ شان ظاہر ہوتی ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَسْرَارِ كِتَابِهٖ تَعَالٰى۔

لَوْ ظَهَرَتْ حَقِيْقَةُ مَعَانِيْهَا لَمْ تُطِقْ سَطْوَاتُ اَنْوَارِهَا السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ وَالْجِبَالُ ''اور اگر ان جواہر پاروں کی حقیقت معانی کا راز کھل جائے تو ان کی عظمت وسطوت کے انوار کی تاب زمین وآسمان اور پہاڑ بھی نہ لاسکیں''۔ كَقَوْلِهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ

خَشْيَةِ اللّٰهِ (سورۃ الحشر:۲۱)

”اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا، پاش پاش ہو جاتا اللہ کی خشیت سے۔“ اس کی تفسیر میں اہل سلوک فرماتے ہیں: وَلٰكِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِسْتَرَ اَنْوَارَ تِلْكَ الْحَقِيْقَةِ بِكَسْرَةِ صُوْرَةِ الْحُرُوْفِ لِيُطِيْقَهَا لِلْقُلُوْبِ وَاللِّسَانِ شَرَفُ الْاَبْدَانِ اِنَّمَا يَكُوْنُ بِشَرَفِ الْاَرْوَاحِ فَكَذٰلِكَ شَرَفُ الْحُرُوْفِ اِنَّمَا هُوَ بِشَرَفِ مَعَانِيْهَا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حقیقت پر حروف کے لباس کا پردہ ڈال دیا ہے تا کہ قلوب اور لسان اس کے متحمل ہوسکیں۔ گویا جس طرح بدن کی شرافت روح سے ہے اس طرح آیاتِ قرآنی گنجینۂ معانی ہیں کہ ہر آیت کے ستر (۷۰) معنی ہیں۔

بروایت صحیحہ آیاتِ بیّنات کے حروف میں معنٰی پوشیدہ ہے۔ اس معنٰی پر ثواب اور اجر ہے۔ اجر پر نور ملتا ہے النُّوْرُ وَهُوَ الْمَقْصُوْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْوَدُوْدِ نور ایمان، نورِ قرآن نورِ عرفان مقصود ہے۔

کلام الٰہی کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ۶۶۶۶ آیات کریمہ ہیں اور اس کا ایک ایک حرف خداوند قدوس کا ”سِرّ“ اور زبانِ رسالت سے نکلا ہوا موتی ہے جو اپنے رنگ، نور اور حسن وخوبی میں تو ایک ہے لیکن ایک دوسرے کے ممد ومعاون اور ترجمان ہیں۔ كَقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ: ”اَلْقُرْاٰنُ يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا“

قرآن پاک کی ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر ہے اور ترجمہ اور معنٰی بیان کرتی ہے اور اس کی تشریح اور توضیح کرتی ہے اور مفہوماً سب ایک ہیں کہ ایک ذات حق وحدہٗ کا فرمودہ ہیں۔

بفرمانِ هَادِیِ سُبُل سَيِّدُ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالرُّسُل ﷺ اِنَّ الْقُرْاٰنَ لَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ لِكَمَالِ لَذَّتِهٖ وَنِهَايَةِ حَلَاوَتِهٖ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْاَسْرَارِ الْعَجِيْبَةِ وَالْبَدَائِعِ الْغَرِيْبَةِ وَالْاَسَالِيْبِ الْمُسْتَحْسِنَةِ وَالْعَجَائِبِ الْمُسْتَكْمِلَةِ۔ فرمایا: ”قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی تلاوت، تفسیر اور تاویل سے علماء کرام کے دل کا برتن نہیں بھرتا۔ اس کی وجہ وعلّت یہ بیان کی گئی ہے کہ کلام الٰہی کمالِ لذت اور نہایت حلاوت رکھتا ہے کہ ان حروف مبارک کی تہہ میں علوم عجیبہ، بدائع غریبہ، اسلوب مُستحسنہ اور اسرار مُستکملہ اُن کے قلب پر ظاہر ہوتے ہیں اور جس قدر ان پر لطائف اور اسرار کھلتے ہیں، اسی قدر تلاوت کا ذوق وشوق بڑھتا ہے اور وہ قرآن ربانی سے سیر نہیں ہوتے“۔

معنٰی شان موج دریا در مدد باھم دگر　　آب وتاب قیمت شان از گہر شد بیشتر
ہیں معنٰی آیتوں کے مثل دریا موجزن　　گوہر دریا سے برتر ان کا ہے حسن قیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَ بَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۹۸)

فَمَا تُعَدُّ وَلَاتُحْصٰی عَجَآئِبُهَا
وَلَاتُسَامُ عَلَی الْاِکْثَارِ بِالسَّأمِ

پس عجائب اندریں و کس نتواند شمرد ور چہ بسیارے بخواند کس نگردد شوق گم

کیوں لطائف ہوں نہ ان کے خارج از حدو شمار کثرت قرأت سے کیوں گھبرائے پھر قاری کا دمَ

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

فَمَا تُعَدُّ	''تَعَدُّ'' احداً واحداً، پس نہیں شمار کی جاسکتی۔
وَلَاتُحْصٰی عَجَآئِبُهَا	اور نہیں احاطہ کیا جاسکتا۔ ''عَجَآئِبُهَا'' جمع عجیب وغریب۔
وَلَاتُسَامُ	صیغہ نفی مضارع مجہول اور نہیں چھوڑی جاسکتیں وہ آیتیں۔
عَلَی الْاِکْثَارِ	اور کثرت، زیادہ ہونے کی وجہ سے۔
بِالسَّامِ	''سَامِ'' از سوم، تھک کر تنگ آجانا۔

○ ترجمہ: آیاتِ قرآنیہ کے عجائب لَاتُعَدُّوْ لَاتُحْصٰی ان گنت ہیں جو شمار نہیں کیے جاسکتے اور انسان باوجود کثرت تلاوت روزانہ کے، تھک کر ملول نہیں ہوتا۔

○ تمہیدی کلمہ: ''بَلْ کُلَّهَا اِزْدَادَتْ اِزْدَادَفَرْحُ قَارِیْهَا۔

○ تشریح: قرآنِ حکیم فرقانِ کریم ایک زندہ وتابندہ اور درخشندہ معجزۂ نبی پاک ﷺ ہے۔ اس کے لفظی عجائب اور معنوی غرائب لاتعداد ہیں۔ اس کی جس قدر تلاوت کی جائے قاری کا دل نہ بھرتا ہے اور نہ اُکتاتا ہے۔ جتنا پڑھایا سنا جائے اس سے حلاوت، لذّت اور سکون ملتا ہے۔ اس کی تلاوت سے لینت اور رقتِ قلبی طاری ہوتی ہے۔ جتنی بار ان آیاتِ کریمہ کا تکرار کیا جائے دل مسرور اور محظوظ ہوتا ہے۔ تدبر اور تفکر سے دل کے تالے کھلتے ہیں۔ انشراحِ صدر اور انجلاءِ قلب عنایت ہوتا ہے۔ غور وفکر سے حکمتیں اور نکات واسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ جتنی زیادہ تلاوت کی جائے اتنی ہی زیادہ فرحت اور لذت بڑھتی ہے۔ یہ خاصۂ کلامِ الٰہی ہے وگرنہ کتاب اللہ کے علاوہ ہر کتاب ایک بار پڑھ لینے سے انسان اکتا جاتا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَنْوَارِ قُرْاٰنِهٖ۔

بروایت سیّدنا ابن سیّدنا عبداللہ بن عباس عم النبی ﷺ فرمایا: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ذُوْشُجُوْنٍ وَّ فُنُوْنٍ وَّبُطُوْنٍ لَاتَنْقَضِیْ عَجَائِبُهٗ۔ ''یہ قرآن کریم ذی شجون وفنون ہے۔ اس میں ظہور اور بطون ہیں''۔ لَا یَخْلُقُ عَلٰی کَثْرَةِ الْاِزْدَادِ وَلَا تَنْقَضِیْ عَجَائِبُهٗ۔ ''آیات قرآنی گنجینہ معانی اور مخزن عجائبات ہیں، ان پر مکمل عبور حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ لِکُلِّ اٰیَةٍ سَبْعُوْنَ مَعْنًی۔ ''قرآن پاک کی ہر ایک آیت کریمہ کے ستر ۷۰ معنی اور کثیر حکمتیں ہیں''۔

شاہ حبشہ اصحمہ نجاشی رضی اللہ عنہ کے دربار میں اس کی خواہش پر سیدنا امام جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کی چند آیات کریمہ تلاوت کیں۔ اس وقت دربار میں نصرانی علماء، راہب واحبار موجود تھے۔ آیات کریمہ سن کران پر خشیت طاری ہوگئی، آنسو بہہ نکلے اور فضل الٰہی نے شاہ نجاشی کو دولت ایمانی سے مالا مال کردیا۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنی ہمشیرہ سیّدہ فاطمہ بنت الخطاب اور آپ کے بہنوئی جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی تلاوت قرآن پاک سورۂ طٰہٰ کی پہلی آیات کریمہ سُن کر دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ قرآنی آیات کریمہ نے سخت قلب کو موم بنادیا اور شقی سے سعید بنادیا۔

توے دانی کہ سوز قرأت تو دگر گوں کرد تقدیر عمر را

عَجَآءٍ بُهَا: آیاتِ قرآنیہ کے عجائبات کَقَوْلِهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ: وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۝ (سورۂ لقمان:۲۷)

"روئے زمین پر جتنے نباتات درخت ہیں اُن کی قلمیں بن جائیں اور تمام سمندر رودریا روشنائی، لکھتے لکھتے جب ایک سمندر کی سیاہی ختم ہوجائے تو پھر یکے بعد دیگرے سات بار سمندر کے پانی روشنائی بنتے چلے جائیں اور قلمیں گھس کررہ جائیں اور سیاہی ختم ہوجائے اور آسمان معہ عرش عظیم کاغذ اور وہ سب بھی ختم ہوجائیں لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لامتناہی کلمات طیّبات کا ایک حصہ بھی قلم سے رقم اور زبان سے بیان نہ ہوسکے گا"۔

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عُمر ماہمچناں در اوّل وصف تو ماندہ ایم

كَلِمٰتُ اللّٰهِ سے مراد: عِلْمُهٗ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی وَحِكْمَتُهٗ جَلَّ ثَنَاءُهٗ ہے۔ "روح المعانی"

كَلِمَاتُ اللّٰهِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننانوے اسماء حسنیٰ سے ایک مبارک نام ہے۔ معنیٰ ہوا کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عنایات الٰہیہ، انعامات ربانیہ، فضائل وکمالات اور معجزات، انوار وتجلیات اور تصرّفات، تعریف وتوصیف اور نعت، مدح اور منقبت کو کوئی کماحقہٗ بیان نہیں کرسکتا۔ (شوارق الانوار فی ذکر الصلوٰۃ علی النبی المختار)

ہست در قرآں عجائب کہ انحصار آں محال پیشتر چندانکہ خوانی بردلت نارد ملال

جو عجائب ان کے پوشیدہ ہیں ان کا کیا شمار خواہ کثرت سے پڑھا ہوگا نہ اس کا شوق کم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَ بَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۹۹)

قَرَّتْ بِهَا عَيْنُ قَارِيهَا فَقُلْتُ لَهُ
لَقَدْ ظَفِرْتَ بِحَبْلِ اللّٰهِ فَاعْتَصِمِ

چشم خوانندہ بداں روشن شود من گفتمش یافتی حبل خدا محکم بگیر اے معتصم
قرۃ العَینین اے قاری سمجھ آیات کو مل گئی تجھ کو یہ حبل اللہ نہ چھوڑ اے محترم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

قَرَّتْ بِهَا عَيْنُ قَارِيهَا	"قَرَّتْ" مصدر "قُرَّۃ" آنکھوں کی ٹھنڈک، ضمیر "هَا" کا مرجع آیات قرآنیہ۔
فَقُلْتُ لَهُ	"فَقُلْتُ" صیغہ واحد ماضی، پس میں نے کہا اس کو۔
لَقَدْ ظَفِرْتَ	البتہ تحقیق تو کامیاب ہوگیا،
بِحَبْلِ اللّٰهِ	اللہ کی رسی، قرآن پاک، دین اسلام، سنت مطہرہ، اہلبیت اطہار۔
فَاعْتَصِمِ	صیغہ امر، پس مضبوطی سے پکڑا رہ، دانتوں سے پکڑنا۔

○ ترجمہ: قرآنی آیاتِ کریمہ کی تلاوت کرنے والے کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں تو میں نے اُسے کہا: تو کامیاب ہوگیا اور تو اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھ۔

○ **تمہیدی کلمہ:** "رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّ بِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَّبِيًّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم"۔

○ **تشریح:** قرآنی آیاتِ کریمہ کی تلاوت کرنے سے قاری کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، تو میں نے اُس سے کہا کہ تو دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران ہوگیا۔ تو حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہ۔ یہ شاعرانہ اسلوب بیان نہایت موثر اور بلیغانہ ہے کہ کوئی قاری سامنے موجود نہیں کہ قاری قرآن پاک کی تلاوت سے سرور پاتا ہے جبکہ تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس اس کا خاصہ ہے۔ ہر ایک ایمان دار کے لیے لازم ہے کہ فجر کا وقت جو کہ کلام پاک کی زیارت اور تلاوت کے لیے نہایت موزوں ہے تلاوت کے لیے مخصوص کرے جس سے روز روز کا قلبی غبار اور کدورت صاف ہوجاتی ہے۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ○ (سورہ بنی اسرائیل: ۷۸)

○ **مسئلہ عقائد** وَالْقُرْاٰنُ اسْمُ النَّظْمِ وَالْمَعْنٰى "قرآن لفظ اور معنی دونوں کا نام ہے۔" الفاظ و معنی دونوں مُنَزَّلٌ مِّنَ اللّٰهِ ہیں۔ امام فخر الانام عطر اللہ مرقدہٗ نے اس بیت میں تلمیحاً کثیر التعداد آیات کریمہ اور احادیث نبویہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ كَقَوْلِهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا (العمران: ۱۰۳) وَكَقَوْلِهِ الرَّسُوْلِ: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنِ وَالْاَمَامُ الْمُبِيْنِ۔ ایک اور حدیث پاک میں فرمایا: اِنِّیْ

قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا اعْتَصَمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا كِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّةُ رَسُوْلِهٖ ”میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جارہا ہوں جب تک تم اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو گے گمراہ نہ ہو گے۔ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ۔

نیز فرمایا: صحابی مانند ستاروں اور اہلبیت مانند کشتی کے ہیں۔ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام.

بروایت صحیحہ ثابتہ فرمایا: مَیں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جب تک تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے کتاب اللہ اور عترت رسول اللہ ﷺ۔

چھٹے امام از آئمہ اہلبیت اطہار، مجمع البحرین شریعت وطریقت امام سیّدنا جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ ورسولہ نے فرمایا: حَبْلُ اللّٰه سے ہم اہلبیت اطہار مراد ہیں۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول — نجم ہیں اور ناؤ ہے عزت رسول اللہ کی
لاورَبّ العرش جس کو جو ملا ان سے ملا — بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جوان سے مستغنی ہوا — ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی
خاک ہوکر عشق میں آرام سے سونا ملا — جان کی اکسیر ہے محبت رسول اللہ کی
ہے گلِ باغ قدس رخسارِ زیبائے حضور — سر و گلزار قدم قامت رسول اللہ کی
اے رضا خود صاحب قرآن ہے مدّاحِ حضور — تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

درحقیقت قرآن عظیم فرقان کریم کے ۹۹ ننانوے نام ہیں اور صاحب القرآن ﷺ کے بھی ۹۹ ننانوے اسماء پاک ہیں جبکہ اللہ جل شانہٗ کے اسماء الحسنیٰ بھی ۹۹ ننانوے ہیں۔ مسکن رسول علیٰ سا کنہا الصلوٰۃ والسلام ”المدینۃ المنورۃ“ کے بھی اسماء مبارکہ ننانوے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِكِ الْمُنْعَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا خَيْرِ الْاَنَامِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْبَرَرَةِ الْكِرَامِ۔

چشم قاری شد خنک زینہار دل شد مستنیر — گفتمش پنجہ بحبل اللہ ذوی محکم بگیر
ہوگئیں آنکھیں جوٹھنڈی میں نے قاری سے کہا — تھام حبل اللہ کو ہے فتح تیری معتصم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۰۰)

اِنْ تَتْلُهَا خِيفَةً مِّنْ حَرِّ نَارِ لَظًى
اَطْفَأْتَ حَرَّ لَظًى مِنْ وِّرْدِهَا الشَّبِمِ

گر بخوانیش نہ ترس آتش دوزخ کنی — سرد برخود گرمی آتش برآن من ضامنم
آتش دوزخ کے ڈر سے گر پڑے گا تو وردانہیں — آتش دوزخ کو کردے گا بجھا کر تو بھسم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

اِنْ تَتْلُهَا خِيفَةً — ''اِنْ'' حرف شرط ''تَتْلُهَا'' از تَلَا یتلو، معنیٰ تو تلاوت کرے خوف سے۔
مِّنْ حَرِّ نَارِ لَظًى — ''مِّنْ'' جار ''حَرِّ'' مجرور، گرمی، جہنم کی آگ ''لَظًى'' جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔
اَطْفَأْتَ نَارَ لَظًى — ''اَطْفَأْتَ'' آگ سرد ہوگی، بجھ جانا۔
مِنْ وِّرْدِهَا — ''مِّنْ'' بسبب ''وِرْدِهَا'' تلاوت وظیفہ، پانی کا گھاٹ۔
الشَّبِمِ — بفتحہ شین معجمہ اور کسرہ باء موحدہ معنیٰ: سرد بَرْداً وسلاماً۔

○ **ترجمہ:** اگر تو قرآنی آیاتِ کریمہ کو جہنم کے خوف سے تلاوت کرے گا تو جہنم کی آگ کو اُن آیت کریمہ کی خنکی بجھادے گی۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''قرآنی آیات، خنک آب حیات'' اور ''تلاوت اُن کی نارِ جہنم سے نجات''

○ **تشریح:** اگر اے مخاطب تو! الآیاتُ القرآنیہ والبیّنات الفرقانیہ کی تلاوت خوفِ جہنم اور خوفِ خدا کے ساتھ کرے تو ان آیاتِ کریمہ کی ٹھنڈک نارِ جہنم کو بجھادے گی اور ملکُ الجبّار قادر مقتدر اور مَلیک کے عذاب سے تجھے بچالیں گی کہ آیاتِ قرآنیہ کا ورد اور وظیفہ اور اس کی تلاوت مانند سرد پانی کے ہے جو لَظًى جیسی جہنم کی آگ کو بجھادیتی ہے۔ لَظًى جہنم کی ایک وادی ہے جس سے دوسری آٹھ دوزخیں پناہ مانگتی ہیں۔ وہ ایک گھاٹی اور کھائی کے نام سے موسوم ہے۔ قرآنی آیات کریمہ مومن کے لیے آبِ حیات ہیں جو تلاوت کے وقت مومن گھونٹ گھونٹ پیتا ہے اور آنکھیں اور سینہ ٹھنڈا کرتا ہے اور آبِ حیات سے مرنے کے بعد حَیٰوۃً طَیِّبَۃً کی دائمی پاکیزہ زندگی پاتا ہے۔ مُصحف شریف سے دیکھ کر ''ناظرہ'' تلاوت کرے کہ کتابُ اللہ کو ہاتھ سے پکڑنا اور کھولنا عمل بالید بھی ''جہاد'' ہے اور چومنا اور زیارت کرنا قائم مقام حج اور آنکھ سے اس کی طرف محبت اور ادب سے دیکھنا عبادتِ بالبصر ہے جو مانندِ کعبۃ اللہ کی زیارت کے ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت کتاب اللہ سے دیکھ کر ''ناظرہ'' تلاوت کرے اس کا زیادہ ثواب ہے لیکن مرتبہ حافظ قرآن کا بہت بلند اور فائق ہے۔

بروایت صحیحہ تین چیزیں حافظہ کو قوت بخشتی ہیں۔ (۱) ''مسواک، (۲) روزہ (۳) تلاوت قرآن پاک''۔

اللہ ربُّ العزت نے صاحبُ القرآن حضور سیّد الانس وَالجانّ ﷺ کی زیارت میں ٹھنڈک مستور فرمادی کہ مومن آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی آذان میں سُن کر انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگاتا اور قُرَّۃُ عَیۡنِیۡ بِكَ یَاسَیِّدِیۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمۡ پڑھتا ہے اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔ بفحوائے آیت کریمہ: وَقَرِّیۡ عَیۡنًا (سورۂ مریم:۲۶) کا فرمان ذی شان سیّدہ مریم سَلام اللہ علیہا کے لیے کہ اپنے لختِ جگر، نورِ چشم حضرت سیدنا عیسیٰ روحُ اللہ علیہ السلام کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔ ”چشمِ ماروشن دِل ماشاد“

ذُکِرَ فِی الۡمقَامات حضور صاحبُ القرآن ﷺ کی بارگاہِ رحمت میں عرض کیا گیا: یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ عَلَیۡكَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَاجَزَاءُ مَنۡ عَلِمَ وَلَدَہُ الۡقُرۡاٰنُ ”جو شخص اپنی اولاد کو قرآن پاک کی تعلیم دے اس کا کتنا ثواب ہے“۔ فَقَالَ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الۡقُرۡاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ لَا مُنۡتَهٰی لَہٗ فرمایا: ”قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کا ثواب بے انتہا ہے“۔ پس ربّ جلیل نے جبرائیل امین الوحی علیہ السلام کو آپ کے حضور بھیجا۔ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ (ﷺ) یَقۡرَءُ السَّلَامُ وَیَقُوۡلُ مَنۡ عَلِمَ وَلَدَہُ الۡقُرۡاٰنُ یُعۡطِیۡ کُلَّ حَرۡفٍ، مَدِیۡنَۃٌ فِی الۡجَنَّۃِ مِنَ الذَّھَبِ فِیۡھَا اَلۡفُ قَصۡرٍ وَّفِیۡ کُلِّ قَصۡرٍ اَلۡفَ بَیۡتٍ انہوں نے عرض کیا: ”اے محمد ﷺ ربّ العزت آپ کو سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے، جو شخص اپنی اولاد کو قرآن پاک کی تعلیم دے، ربّ کریم اس کو ہر حرف کے بدلے ایک عظیم الشان جنّت عنایت فرمائے گا۔ جس میں ہزار محل ہوں گے اور ہر محل کے ہزار ہزار دروازے ہوں گے“۔

بروایت صحیحہ مَنۡ حَفِظَ الۡقُرۡاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِیۡہِ لَبِسَ وَالِدَہٗ تَاجًا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ضَوۡئُہٗ اَحۡسَنَ مِنۡ ضَوۡءِ الشَّمۡسِ۔ ”جو قرآن پاک حفظ کر کے اس پر عمل کرے اللہ ربُّ العزت اس کے ماں باپ کو روز قیامت سونے کا تاج پہنائے گا جس کی روشنی، شمس کی روشنی سے بہت زیادہ ہوگی“۔ وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِحَقَائِقِ قُرۡاٰنِہٖ۔

هَنِیۡئًا مَرِیۡئًا وَالِدَاكَ عَلَیۡهِمَا مَلَابِسَ اَنۡوَارٍ مِنَ التَّاجِ وَالۡحُلٰی
فَمَا ظَنُّكَ بِالۡبُخۡلِ عِنۡدَ جَزَآئِہٖ اُولٰئِكَ اَھۡلُ اللّٰہِ والصَّفۡوَۃِ الۡمَلَا

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی اَعۡطَائِہٖ وَاِنۡعَامِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی صَاحِبِ الۡقُرۡاٰنِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ۔

گر ہے خوانی زخوفِ دوزخ آتش فشاں سرد گردد آتشِ دوزخ آبِ دردِ شان
آتشِ دوزخ کے ڈر سے تو اگر اس کو پڑھے شعلہ نار جہنم اس سے ہوجائے گا کم

مَوۡلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمۡ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیۡبِكَ خَیۡرِ الۡخَلۡقِ کُلِّهِمِ

○

(۱۰۱)

كَأَنَّهَا الْحَوْضُ تَبْيَضُّ الْوُجُوهُ بِهِ
مِنَ الْعُصَاةِ وَقَدْ جَاءُوهُ كَالْحُمَمِ

آں چوں حوضی دان کہ داردروئے سفید — گرچہ عاصی آمد ست و روسیہ ہمچوں حُمم
رُوسیاہی عاصیوں کی دور کرنے کے لیے — زندگی کی نہر ہیں وہ ہے یہ اللہ کا کرم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

كَأَنَّهَا الْحَوْضُ	''كَأَنَّ'' حرف تشبیہ ''ھا'' ضمیر راجع آیاتِ قرآنیہ۔
تَبْيَضُّ الْوُجُوهُ بِهِ	''تَبْيَضُّ'' سفید ہوں گے ''وُجُوهُ'' جمع ''وَجْهُ'' معنیٰ: منہ، چہرے۔
مِنَ الْعُصَاةِ	''مِن'' بیانیہ ''الْعُصَاةِ'' گناہ گار، عاصی۔
وَقَدْ جَاءُوهُ	''واؤ'' حالیہ ''قَدْ'' تحقیق ''جَاءُوهُ'' صیغہ جمع مذکر غائب، آئے وہ۔
كَالْحُمَمِ	جمع ''حُمَمِ'' کوئلہ کی مانند کالا۔

○ **ترجمہ:** گویا کہ یہ قرآنی آیاتِ کریمہ حوضِ کوثر کی مانند ہیں جس میں روز قیامت نہانے سے گناہگاروں کے کوئلہ کی طرح کالے چہرے سفید ہوں گے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''قرآنی آیاتِ کریمہ بمنزلہ حوضِ کوثر، بخشش عصیاں اور چہرہ روشن''۔

○ **تشریح:** قرآنِ عظیم فرقانِ کریم کے فضائل جلیلہ وفوائد حمیدہ اور خصائصِ جمیلہ کے بیان کے بعد آیاتِ قرآنیہ کو حوضِ کوثر سے تشبیہ دی۔ آیاتِ کریمہ کی تلاوت آبِ کوثر کے گھونٹ سے زیادہ شیریں، لطیف اور نفیس ہے۔ جس کے ورد اور وظیفہ سے مومنوں کے چہرے روشن، قلب منور اور سینے ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ اور اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ کی پیاس بجھتی ہے۔ اسی طرح روزِ جزا گنہگاروں کے چہرے ایک مدت تک سزا پانے کے بعد کالے سیاہ ہو جائیں گے۔ جب وہ نہر حیات یا حوض کوثر میں غسل کریں گے تو ان کے چہروں کی سیاہی ڈھل جائے گی اور وہ روشن، منور اور سفید ہو جائیں گے۔ پھر ان کو دارُالقرار جنّت میں داخل کر دیا جائے گا۔ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّنَا الْفَيَّاضِ۔

آیات قرآنیہ بمنزلہ حوض کوثر ہیں۔ روز محشر حوض کوثر جنت سے میدان محشر میں لایا جائے گا۔ بروایت: يَسِيرُ إِلَى أَيْنَ سَارَ النَّبِيُّ ﷺ ''جدھر نبی کریم ﷺ جائیں گے، وہ ساتھ ساتھ چلے گا۔ بحوالہ نص قطعی: إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فرمایا: ''محبوب! ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا''۔

بروایت صحیحہ روزِ محشر حوضِ کوثر کے انچارج سیّدنا علی مرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما ہوں گے، حکم ہوگا: ''ہر ایک اُمتی کو آبِ کوثر سے سیراب کرنا لیکن جس کے دل میں عناد حضرت ابوبکر اور غُبار حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہو

اُسے جام سے نہ نوازنا کہ یہ دشمنانِ شیخین کریمین رضی اللہ ورسولہٗ عنہما ہیں:

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردارانِ دوجہاں — اے مرتضےٰ! عتیق و عمر کو خبر نہ ہو
ایسا گمادے ان کی ولا میں خدا ہمیں — ڈھونڈا کریں پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو
فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں — ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو
ان کے سوا رضاؔ حامی نہیں جہاں — گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

صَلَّى اللّٰه عَلِیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

بروایت صحیحہ جو شخص حوض کوثر سے ایک گھونٹ پی لے گا، اس کو روزِ قیامت جو کہ پچاس ہزار سال کا ہوگا، پیاس نہ لگے گی۔ جو روز قیامت مومنوں کے لیے عطیہ خداوند قدوس ہے۔ حرمِ کعبہ معظّمہ میں آبِ زمزم کا چشمہ جو سیّدنا اسمٰعیل نبی اللہ علیہ السلام کی ایڑیاں رگڑنے سے پھوٹا زائرین کی پیاس بجھاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان علیہ الرحمۃ المنان نے کیا عُمدہ موازنہ کیا ہے:

اس میں زَمزم ہے کہ تھم تھم اس میں کم کم ہے کہ بیش — کثرتِ کوثر میں زمزم کی طرح کم کم نہیں
اِن کو بے مانگے ملے اُن کو رگڑ کر ایڑیاں — صاحبِ کوثر کے ہمسر صاحب زمزم نہیں

صَلَّى اللّٰه عَلِیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

قرآنِ مجید فرقان حمید نہر بھی ہے اور بحر بھی ہے اور اہلِ ایمان واہلِ عرفان کے لیے چشمہ آبِ حیات بھی ہے۔ قرآنِ عظیم فرقانِ کریم کی ایک آیت کریمہ آبِ حیات کا سرچشمہ ہے جس کی لذّت وحلاوت سے مومن کو روحانی اور قلبی تازگی، شگفتگی اور شفا ملتی ہے۔ یہ چشمہ ہر زمان ماضی، حال، مستقبل اور ہر مکان و ہر زمان ہفت اقلیم، ہژدہ ہزار عالم، دونوں جہاں دنیا وآخرت کے لیے چشمہ آبِ بقا ہے۔ روح کی بیتابی و بے چینی دور کرنے کے لیے اکسیرِ اعظم ہے۔ مومن اس کے ایک ایک لفظ، ایک ایک آیت کریمہ کی تلاوت سے سکون کی وہ چاشنی پاتا ہے، جو آبِ حیات، حوضِ کوثر، چشمہِ آبِ زمزم میں ہے۔ سیدہ مریم علیہا السلام کی بیتابی کے لیے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پر مارنے سے پھوٹا ہوا چشمہ، سیّدنا ایوّب نبی اللہ علیہ السلام کے لیے جبرائیل علیہ السلام کے پر مارنے سے نکلا ہوا چشمہ دنیا میں ہی اپنی طبعی عمر کو پہنچا اور خشک ہو گیا۔ قرآن پاک سے پھوٹے ہوئے چشمے سدا بہار ہیں۔ فافہم۔

گویا حوض اند کردند عاصیاں رادو سفید — گر چہ بوۃند ہچو انگشت سیاہ و نااُمید
لیکن وہ مثلِ حوضِ کوثر جس سے ہوتے ہیں سفید — عاصیوں کے چہرے جو دکھلاتی ہیں مثل صنم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

○

(۱۰۲)

وَكَالصِّرَاطِ وَكَالْمِيزَانِ مَعْدِلَةً
فَالْقِسْطُ مِنْ غَيْرِهَا فِي النَّاسِ لَمْ يَقُمِ

چوں صراط است آں وچوں میزان بود راستی — راستی از غیر آنہا کس ندیدہ بیش و کم

معدلت میں ہیں وہ میزاں استقامت میں صراط — عدل کا جن سے ہمیشہ کو ہوا قائم علم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

وَكَالصِّرَاطِ	اور آیاتِ قرآنیہ مثل صراط، پل صراط۔
وَكَالْمِيزَانِ مَعْدِلَةً	اور عدل میں میزان، ترازو۔
فَالْقِسْطُ مِنْ غَيْرِهَا	فَالْقِسط، فَضْلُه، عِندَ الْعَفْوِ وَعَدْلُهُ عِنْدَ الْعِقَابِ۔
فِي النَّاسِ	لوگوں میں۔
لَمْ يَقُم	"لَمْ يَقُمِ" نہیں قائم ہوا۔

○ ترجمہ: قرآنی آیاتِ کریمہ عدل وانصاف کے قائم کرنے میں مانند صراط اور مثل ترازو ہیں اور دُنیا میں ان کے بغیر عدل قائم نہیں ہوسکتا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** دُنیائے اسلام کا قیام قرآنی نظام عدل سے ہے۔

○ **تشریح:** قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی آیاتِ عظیمہ کے فوائد شافع اور فضائل نافع یومُ العرصات "روزِ قیامت"، جو ماسبق شعر میں بیان ہوئے اب فضائل جلیلہ وفوائد جمیلہ فی الدنیا کا اظہار فرمایا جارہا ہے۔ آیاتِ بیّنات نظام عدل ہے جس سے حق وباطل کی تمیز ہوتی ہے۔ اسی طرح روز شمار انسانی اعمال کا امتیاز میزان پر ہوگا۔ روزِ آخرت نیکیاں اور بدیاں اپنی اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہوں گی، میزان پر تولی جائیں گی۔ اگر نیکیوں کا پلہ بھاری ہوا تو جنت وگرنہ جہنم۔ میزانِ عدل نجات اور عذاب کا پیمانہ ہے۔

یقین دانم دریں عالم لَامقصودَ اِلّاھو — لَامَعْبُودَ فِي الْكَوْنَيْنِ لَا مَطْلُوبَ اِلَّاهُو

الصِّرَاطُ: جِسْرٌ مَمْدُوْدَةٌ عَلٰى مَتْنِ جَهَنَّمَ يَعْبُرُهُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ۔

"صراط ایک بہت لمبا پل ہے جو جہنم کے اوپر بچھا ہوا ہے جس کو سب اوّلین اور آخرین مومن اور کافر نے عبور کرنا ہے"۔ پل صراط دراصل محق کو مبطل سے اور مومن کو کافر سے ممیّز کرتا ہے۔ یہی حال ان آیاتِ قرآنیہ کا ہے۔ پل صراط پر بعض لوگ برقِ خاسف کی طرح گزر جائیں گے اور بعض لڑکھڑاتے ہوئے اور بعض کٹ کٹ کر جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

اَلْمِيزَانُ: اَلْعَقْلُ تَقَاصَرَ عَنْ اِدْرَاكِ كَيْفِيَّةِ قَبْلَ تُوْزَنُ كُتُبُ الْاَعْمَالِ۔ "میزان کی حقیقت

سمجھنے سے عقلیں عاجز ہیں، روزِ محشر اعمال اپنی اصلی شکل میں ظاہر ہوں گے"۔ واللہ اعلم و رسولہ بحقیقتہٖ۔

قرآنی آیات ممیزِ حق، ضلالت اور نور وظلمت میں مثلِ صراط مستقیم اور جہت عدل میں مثلِ میزان ہیں۔ دنیا میں نظامِ اسلام کا قیام بلا عدالت وانصاف مشکل اور عدالت کا قیام بغیر شریعت مطہرّہ محال، تو نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ قرآن پاک کے بغیر نظامِ عدل ناممکن ہے۔ سنتِ مطہرہ، اجماعِ اُمت اور قیاس، کتاب اللہ کے تابع ہیں جو اُس کی نصوصِ قطعیہ سے مُستنبط ہیں۔ نظام مصطفیٰ کا قیام اور مقام مصطفیٰ، آبروئے مصطفےٰ، ناموس مصطفےٰ ﷺ کا تحفظ قرآنی عدل سے ہے۔ قرآن پاک، حرمتِ مصطفیٰ، ادبِ مصطفیٰ، محبتِ مصطفیٰ ﷺ کا امین ہے۔

گر تو مے خواہی مسلمان زیستن | نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

وہ معزز تھے زمانے میں حامل قرآں ہوکر | تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

اسلام کا نظام خلفاءِ راشدین مہدیین کے زمانہ مبارکہ میں قرآنی نظریّہ کے مطابق ان چیزوں پر تھا:

(۱) امر بالمعروف ونہی عَنِ المنکر (۲) اقامتِ صلوٰۃ وادائے زکوٰۃ (۳) حدود اللہ کا نفاذ (۴) سیاست اور مذہب کا سارا نظامِ حیات جہاد فی سبیل اللہ پر مبنی تھا جس سے فتنہ ارتداد اور ظلم کی بیخ کنی ہوئی اور اسلامی سلطنت کا ظہور ہوا۔

تیس (۳۰) سالہ خلافت راشدہ علیٰ منہاجِ النّبوۃ کا دورِ خلافت قرآن پاک کا عین نمونہ تھا۔

☆ خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر الصِّدیق الاکبر	رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٗ عنہٗ	۱۳دن۔	۴ماہ۔	۲سال۔
☆ خلیفہ دوم سیّدنا عُمر الفاروق الاعظم	رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٗ عنہٗ	۰ -	۵ -	۱۰ -
☆ خلیفہ سوم سیّدنا عثمان ذوالنورَین	رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٗ عنہٗ	۲۲-	۱۱ -	۱۱ -
☆ خلیفہ چہارم سیّدنا علی المرتضےٰ	رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٗ عنہٗ	۰ -	۹ -	۴ -
☆ خلیفہ پنجم سیّدنا حسن المجتبیٰ	رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٗ عنہٗ	۰ -	۶ -	۰ -

چوں صراط ہمچوں میزاں از عدالت حکمراں | جز از ایشاں معدلت قائم نباشد در جہاں

ہیں ترازو عدل کی اور راستی کے ہیں صراط | ہے بغیر ان کے قیام انصاف کا بس کالعدم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

○

(۱۰۳)

لَاتَعْجَبَنْ لِحُسُوْدٍ سَاحَ يُنْكِرُهَا
تَجَاهُلًا وَّهُوَ عَيْنُ الْحَاذِقِ الْفَهِمِ

گرحسود انکار آں کردہ مدار آن راعجب | گرتجاہل کردہ ورنہ نیک کردست آں فَہم

کیا عجب ہے منکر آپ کا ہواگر حاسد کوئی | ہے سراسر یہ تجاہل جانتے ہیں خوب ہم

لغوی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو سے

لَاتَعْجَبَنْ لِحُسُوْدٍ	صیغہ نہی حاضر، بانون خفیفہ، ہرگز تعجب نہ کر۔
سَاحَ يُنْكِرُهَا	''سَاحَ'' بمعنیٰ ''صار'' ہوگیا ''يُنْكِرُ'' اس کا انکار کرنے والا۔
تَجَاهُلًا	اظہارُ الجہل مع عدمہ، جان بوجھ کر جاہل بننا۔
وَهُوَ عَيْنُ الْحَاذِقِ	اور وہ عین فی ذاتہٖ، ''الْحَاذِقِ'' ماہر۔
الْفَهَمِ	کثیر الفہم، سمجھدار۔

○ **ترجمہ:** تو اے مخاطب! تعجب نہ کر حاسد پر کہ وہ تو دانا اور پوراذہین ہے، وہ جان بوجھ کر آیات قرآنیہ کا منکر بنا ہوا ہے، وہ تو بہت سمجھدار اور عیّار ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''معارفِ قرآن مسلّم ومبرہن ،معترض محض بدباطن دشمن''

○ **تشریح:** آیاتِ قرآنیہ ،نصوصِ قطعیّہ کے فضائل وکمالات اور انوار، خیرات وبرکات اور حسنات اظہر من الشمس والامس ہیں اور اس پر دلائل قاہرہ اور معجزاتِ باہرہ مستزاد، اس کے باوجود انکارِ منکر ''چہ معنیٰ دارد'' امام فخر الانام علیہ الرحمۃ والاِکرام بیان فرمارہے ہیں کہ منکر کا انکار محض حسد، عناد کی بناء پر ہے کہ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (سورۃ البقرہ:۱۰) ''اس کے دل میں مرضِ ہے''۔ مرض نفاق بیمار ذہن اور بیمار سوچ ہے اور قرآنی آیات شفاء ہیں، لیکن اُس نے قرآن پاک کی سماعت کے لیے کانوں میں پنبہ اور انگلیاں ٹھونس رکھی ہیں جو مزید بیماری کا سبب بنتی ہیں۔ اس کا انکار تجاہل عارفانہ ہے حالانکہ وہ کورِ باطن بدبخت دوسرے امور میں نہایت چالاک اور ہوشیار ہے، تو تُو اے مخاطب! جان لے کہ انکارِ منکر ''جائے تعجب نیست'' بلکہ جائے افسوس ہے۔

معزّز ترین قبیلہ قریش کا سردار ابوحکم عمرو بن ہشام تھا۔ ایامِ جاہلیت میں وہ قبائل کے فیصلہ کرتا۔ وہ باوجودیکہ جانتا تھا کہ قرآن مُنَزَّل مِّنَ اللّٰهِ ہے اور معارفِ قرآن مسلّم اور مُبرہن ہیں اور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً اپنے دعویٔ رسالت میں صادق وامین ہیں لیکن وہ جانتے بوجھتے منکر ہی رہا، اس کا انکار از روئے جہالت نہیں بلکہ عناداً و حسداً تھا۔ جس پر دلائل جلائل نص قطعی۔ كُفَّارًا، حَسَدًا کے نوری چمکتے دمکتے الفاظ گواہ ہیں۔

بروایت صحیحہ سیّدنا عباس افضلُ الاَعْمام حضور سیّدالامام علیہ افضلُ الصّلوۃ والسّلام نے ایک بار اس کو تنہائی میں پوچھا اور اس نے بلاتوقف سچ سچ کہا کہ واقعی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سچے رسول ہیں اور اس نے ہزار ہا مشاہدات کا بالمشافہ نظارہ بھی کیا لیکن وہ پھر بھی عناداً وحسداً ایمان نہ لایا۔ حالانکہ اس نے ہزار ہا معجزات اپنی مرضی سے طلب کیے اور دیکھے۔ انکارِ منکر بوجہ تجاہل نہ تھا۔ اس اندھے پن کا کیا علاج؟ بناء بریں دنیائے عالم میں ابوالحکم، ابوجہل کے نام سے مشہور ہوگیا۔ تجاہل عارفانہ نہ تھا حقیقۃً جاہل تھا جس وجہ سے وہ ابوجہل کہلایا جس کا وہ مستحق تھا۔

راست خواہی ہزار چشم جہاں کور بہتر کہ آفتاب سیاہ

مَعَ اِنَّ فِیْ هٰذَا الْقَیْدِ تَعْظِیْمًا لِّلْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ مِنْ جِهَةٍ اِنَّ کَوْنَ عَدِّالشَّیْءِ عَظْمًا یَدُلُّ عَلٰی عَظْمِ ذَالِكَ الشَّیْءِ کَمَالَا یَخْفٰی عَلٰی اَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفَهْمِ۔

قریشِ مکہ اور سرداران قریش ابوجہل، عتبہ، عتیبہ، زَمعہ، وَلید، مغیرہ، عاص بن وائل، اُمیہ ابن خلف فصیح بلیغ عربی لغت پر قادر الکلام تھے اور اہل لسان عربی تھے، قرآنِ کریم فرقانِ حکیم کے الفاظ ومعانی اور اس کے اسلوب کو بخوبی جانتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام، کلامِ بے مثل ہے، کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے حالانکہ اس کی عظمت لفظاً ومعناً کو بھی دل وجان سے پہچانتے تھے۔

صہیب از روم، بلال از حبش، سہیل از یمن خاک پاک مکّہ بوجہل ایں چہ بوالعجیست

"قدرت الٰہی دیکھو کہ ملک روم سے صہیب جیسا عظیم انسان ملک حبش سے بلال جیسا عاشق صادق اور ملک یمن سے اویس قرنی، سہیل یمنی جیسا اہل محبت ظاہر ہوا اور سرزمین خاک پاک مکہ معظّمہ سے ابوجہل جیسا کافر نکلے یہ کتنی تعجب انگیز بات ہے"۔

اللہ تعالیٰ کا ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگانا اور آنکھوں پر پردہ ڈال دینا ان کے اپنے اعمال کی بناء پر تھا۔ یہ حقیقت ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک اور صاحب قرآن پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو ہدایت اور رحمت کے لیے مبعوث فرمایا۔

از تجاہل گر حسود عاقل غفلت شعار نے کند انکار ہرگز نے تعجب زاں مدارِ
مت تعجب کر تو حاسد پر جو ہے انکار اسے ہے تجاہل اس کا گرچہ ہے وہ ذی فہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

○

(۱۰۴)

قَدْ تُنْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَمَدٍ
وَيُنْكِرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَآءِ مِنْ سَقَمِ

گر گہے چشم او رمد منکر مشو خورشید را ہم دہن منکر شود طعم خوش از آب سقم
دکھتی آنکھوں کو بری لگتی ہے سورج کی چمک منہ کو پانی بدمزہ لگتا ہے جب ہو کچھ سقم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

قَدْ تُنْكِرُ الْعَيْنُ "قَدْ" حرف تحقیق، کبھی "تُنْكِرُ" انکار دیتی ہے "الْعَيْنُ" آنکھ۔
ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَمَدٍ "ضَوْءَ" سورج کی روشنی "مِنْ رَمَدٍ" آشوب چشم سے۔
وَيُنْكِرُ الْفَمُ "يُنْكِرُ" اورانکار کرتا ہے "الْفَمُّ" بہ تشدید میم۔
طَعْمَ الْمَآءِ "طَعْمَ الْمَآءِ" پانی کا ذائقہ۔
مِنْ سَقَمِ "سَقَمِ" بیماری کی وجہ سے "کما فی القاموس"۔

○ ترجمہ: کیونکہ کبھی آنکھ آشوب چشم کی وجہ سے سورج کی روشنی کو برا سمجھتی ہے اور بیمار آدمی کے منہ کو پانی کا ذائقہ اچھا نہیں لگتا۔

○ تمہیدی کلمہ: گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

○ تشریح: یہ سابقہ شعر کی علت غائی ہے۔ كَانَ الْقُرْاٰنُ مُشْتَمِلٌ عَلٰى هٰذِهِ الْفَضَائِلِ الدِّيْنِيَّةِ وَالدُّنْيَوِيَّةِ جبکہ قرآنِ کریم فرقانِ عظیم ان فضائل کا حامل ہے تو پھر انکار کا سبب کیا ہے۔ كَمَا اَنَّ الْعَيْنَ يُنْكِرُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنَ الرَّمَدِ وَالضَّمِّ يَجِدُ الْمَآءَ الزُّلَالَ مُرًّا مِنَ السَّقِمِ الْكُمْلَةِ۔ "جس طرح آنکھ کو بسبب آشوبِ چشم سورج کی روشنی نہیں بھاتی اور منہ کو بسببِ مرض آبِ شیریں کا ذائقہ کڑوا لگتا ہے"۔ اسی طرح کفار و منکرین اور معاندین بسبب قلبی امراض غِل، عناد، حسد، نفاق کے، قرآن اور صاحبِ قرآن ﷺ کے فضائل عجیبہ و خصائل کریمہ اُن کے دل کو نہیں بھاتے۔ لِاَنَّ اِنْكَارَ الْحُسُوْدِ بِسَبَبِ مَسْلُوْبِ التَّوْفِيْقِ مَحْرُوْمٌ "رب کریم نے منکرین کی توفیق ہدایت سلب کر لی اور انہیں دو جہاں سے محروم کر دیا"۔ جس سے اُن کی کور باطنی اور آشوبِ چشمی مرض بن گئی۔

○ ضَوْءَ الشَّمْسِ ضوء اپنی ضیاء میں نور سے زیادہ قوی ہے۔ لِاَنَّ الضِّيَاءَ اَقْوٰى مِنَ النُّوْرِ بلکہ اتم نور کو ضیاء کہتے ہیں "النُّوْرُ يَظْهَرُ بِنَفْسِهَا وَيُظْهِرُ بِغَيْرِهَا" نور بنفسہٖ ایک ظاہر روشنی ہے جو اپنے غیر کو منور کرتا ہے"۔ خود بھی روشن اور منور ہے اور دوسروں کو بھی روشن اور منور کرتا ہے۔

كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا (سورۂ یونس: ۵) شمس کو ضیاء فرمایا اور قمر

کونور۔ قمر کا نور شمس کی ضیاء سے مستفاد ہے اور شمس کا نور، نور محمّدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے مستفیض ہے اور نور محمّدی کا محور، مرکز اور منبع نور ذاتِ حق ہے۔ ''آفتاب آمد دلیل آفتاب'' اور صاحبِ قرآن ﷺ کا ظہور نور نبوت میں اس درجہ غایت پر تھا کہ اگر بالفرض وَالتقدیر آپ ﷺ سے معجزات کا ظہور نہ بھی ہوتا تو آپ کے چہرہ مہرہ اور سیرت اور صورت طیبہ سے نبوت کی علامات ظاہر باہر تھیں۔

بروایت متواترہ مخدومہ کائنات سیّدہ آمنہ، سَلام اللہ علیہا آپ کو بعمر شریف تقریباً چھ سال اپنے ننھال المدینۃ المنورہ لے گئیں تو وہاں کے آباد یہودی آپ ﷺ کے چہرہ مہرہ کو بغور دیکھتے اور کہتے کہ یہ آخر الزمان نبی ہیں۔ جس کی بشارت ''صُحُفًا مُّطَهَّرَةً (سورۃ البینۃ:۲)'' زبور پاک، تورات مقدس اور انجیل شریف میں دی گئی ہے اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ علیہا السلام آپ ﷺ کو واپس لے آئیں کہ کہیں یہود گزند نہ پہنچائیں۔ وہ پہچاننے کے باوجود ہمیشہ سازشیں اور مخالفتیں کرتے رہے لیکن یہود بے بہبود نامسعود اپنے مقصد مردود میں ہمیشہ ناکام ونامراد رہے۔

كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ''وہ پہچانتے ہیں ان کو جس طرح پہچانتے ہیں وہ اپنے بیٹوں کو''۔ اَعْنِیْ يَعْرِفُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَعْرِفَةً جَلِيَّةً وَيُمَيِّزُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ غَيْرِهٖ بِالْوَصْفِ الْمُعَيَّنِ الْمُشَخَّصِ بِالنُّبُوَّةِ۔ ''دلیل اور بلا دلیل استدلال سے آپ ﷺ کی نبوت کو پہچانتے تھے''۔

مروی ہے کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے مشہور عالم حضرت کعب احبار جلیل القدر مشہور تابعی سے پوچھا تو انہوں نے کہا: اَنَا اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ بِابْنِیْ قَالَ اَيُمَ قَالَ لِاَنِّیْ لَسْتُ اَشُكُّ فِیْ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَاَمَّا وَلَدِیْ لَعَلَّ وَالِدَتَهٗ خَانَتْ فرمایا کہ ''میں اپنے بیٹے سے زیادہ جانتا ہوں تو پوچھا کیسے؟ تو کہا: مجھے آپ کی نبوت اور رسالت میں ذرّہ بھر شک نہیں۔ لیکن اپنے بیٹے کے متعلق ممکن ہے کہ اس کی ماں نے خیانت کر کے جنا ہو، تو سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اُن کے سر اور ماتھے کو چوم لیا۔

مَعْرِفَةُ الرَّسُوْلِ مُسْتَلْزِمٌ لِمَعْرِفَةِ الْاٰيَاتِ حضور پُر نور عفو غفور شافع یوم النشور ﷺ کے فضائلِ عجیبہ و فضائلِ غریبہ، اوصاف عظیمہ جلیلہ اور نعوتِ کثیرہ جزیلہ کی معرفت، آیاتِ قرانیہ کی معرفت کو مستلزم ہے اور وہ اپنے قلبی مرض اور غل کی وجہ سے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ کے مصداق بن گئے اور بحکم احکم الحاکمین: خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ (سورۃ البقرہ:۷) ان کی ہٹ دھرمی سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی تو ایمان ان کے دل میں کہاں سے آئے۔ دل ایمان کا مستقر اور مسکن ہے۔ اور سمع اور بصر پر پردہ ڈال کر ایمان کے راستے بند کر دیئے۔ کان حق سننے اور آنکھیں حق دیکھنے پہچاننے کی صلاحیت سے محروم ہو گئیں۔ بصر اور بصیرت کی تاریکی میں وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (سورۃ البقرہ:۷) کا شکار ہو گئے العیاذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

گر نہ بیند بتابش خورشید شپرہ را دریں چہ جُرم وگناہ
مہر رابگو چرا دمیدہ چناں در چشمش جہاں نمودہ سیاہ

''اگر سورج کی روشنی میں چمگادڑ کچھ دیکھ نہیں پاتا تو اس میں خورشید کا کیا گناہ اور جُرم ہے۔ سورج کو کہو کہ تو ایسا کیوں چمکتا ہے جس سے اس بیچارے کی آنکھوں میں جہاں سیاہ ہو گیا ہے وہ مانند الّو نور دیکھنے سے اندھا ہو گیا''۔

انداز حسینوں کو کبھی سکھائے نہیں جاتے — اُمّی لقبی جو ہوں، پڑھائے نہیں جاتے
ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار نبی کا — ابو جہل کو محبوب کبھی دکھائے نہیں جاتے

کسی نے کیا عمدہ فرمایا ہے: فَجَزَاہُ اللّٰہ عَنَّا خَیْرًا الجَزآءِ وَکَسَاہ ثَوَابَ العِزَّۃِ وَالرِضَا۔

اِذَا مَا مُقْلَتِی رَمَدَتْ فکُحْلی — تُرَابُ مِنْ نِعَالِ اَبِیْ تُرَاب

''میرے مقلہ آنکھ کے ڈھیلے میں آشوبِ چشم ہے تو اس کا علاج سرمہ، ابوتراب کے نعلین پاک کی تراب ہے''۔
جن کی دکھتی آنکھوں پر حضور تاجدار عرب و عجم ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگا کر ان کے پاؤں کی خاک پاک کو ''کحل البصر'' بنا دیا۔ اس تراب ''خاک'' سے ہمیں محبت اور پیار ہے کہ ہمارے حضور ﷺ نے سرکار فیض بار کو ابوتراب کے لقب سے نوازا اور آنکھوں اور دل کی ہر بیماری کے لیے شفا کا اکسیر اعظم بنا دیا۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش فرنگ — سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ ونجف

کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی: وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ نُوْرًا فَمَالَہٗ مِنْ نُّوْرٍ (سورۃ النور: ۴۰) ''اور جسے اللہ تعالیٰ نور نہ دے اُس کے لیے کہیں نور نہیں''۔ نیز فرمایا: نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ۔
بروایت صحیحہ ایک یہودی کو آشوبِ چشم ہوا اور وہ اندھا ہو گیا۔ اس کے بیٹے جو صحابی تھے، انہوں نے رسول پاک ﷺ کے نعلین پاک کی خاک لا کر دی کہ آنکھوں میں بطور سرمہ لگائیں۔ جب ایسا کیا گیا تو رب کریم نے نہ صرف نابینا سے بینا کر دیا بلکہ بصر کے ساتھ ساتھ قلبی بصیرت بھی عطا کر دی اور ان کا دل نور اسلام سے منور ہو گیا۔

آ کر مجھے سونگھا گئی خاک نبی کی بُو — لاکھوں دعائیں دیتا ہوں بادِ صبا کو مَیں
وہ خاک پاک جو کبھی لگی تھی پائے رسول سے — سرمہ بنا لوں پاؤں جو اس خاکِ پا کو مَیں

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

گہے ز بیماری نہ بیند زچشم نور آفتاب — گہ دہان از تپ بداند تلخ شیریں سرد آب
روشنی سورج کی کیا دیکھے جو ہو آشوب چشم — ذائقہ کیا آب شیریں کا ملے جب ہو سقم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

روضۃُ السابعہ "فِیۡ مِعۡرَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ" وظیفہ بروز جمعرات

جنّت الخلد

(۱۰۵)

یَاخَیۡرَ مَنۡ یَّمَّمَ الۡعَافُوۡنَ سَاحَتَہٗ
سَعۡیًا وَّفَوۡقَ مُتُوۡنِ الۡاَیۡنُقِ الرُّسُمِ

اے مہین آنکہ مردم قصد در گاہش کنند پاپیادہ بہ پشت اشتراں بادوم

اے سخی در پہ ترے آئے ہیں سب امیدوار پاپیادہ یاسوار ناقہ چابک قدم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

یَاخَیۡرَ مَنۡ یَّمَّمَ	"یَا" حرف ندا "خَیۡرَ" بہترین "یَمَّمَ" ارادہ کرنا۔
الۡعَافُوۡنَ سَاحَتَہٗ	"الۡعَافُوۡنَ" جمع عافی، سائل "سَاحَتَہٗ" کشادہ دلی۔
سَعۡیًا وَّفَوۡقَ	"سَعۡیًا" دوڑتے ہوئے۔ واو عاطفہ "فَوۡقَ" بالا، اوپر۔
مُتُوۡنِ الۡاَیۡنُقِ	"مُتُوۡنِ" جمع متن، پشت "الۡاَیۡنُقِ" جمع ناقہ، اونٹنی۔
الرُّسُمِ	"رُسُوۡمٌ" طاقتور۔

○ ترجمہ: اے ان مقدسین کے سب سے بہتر جن کی بارگاہ میں سائلین برائے حاجت براری پاپیادہ ، دوڑتے ، تیز رفتار اونٹنیوں پر سوار کھچے چلے آتے ہیں

○ تمہیدی کلمہ: شَدُّ الرِّحَالِ کَثِیۡرُ الۡاَفۡضَالِ۔

○ تشریح: صاحب قصیدہ مبارکہ اَفَاضَ عَلَیۡنَا الۡاَنۡوَارَ مَاتَرَنَّمَ الۡهَزَارُ فَوۡقَ الۡاَزۡهَارِ۔ عظمتِ قرآنی آیات اور معجزات جو بحر بسیط اور یم غفیر پر محیط ہیں کے بیان کے بعد اپنے محبوب حقیقی کی محبت کے ذوق وشوق میں مستغرق نظر آتے اور خطاب کرتے ہیں یَاخَیۡرَ ۔ یا حرف ندا قریب وبعید دونوں میں مستعمل ہوتا ہے اور کبھی تنبیہ کے لیے آتا ہے اور کبھی اس امر کی اطلاع کے لیے کہ مناڈی عظیم الشان ہستی ہے یا مقصود مہتم بالشان امر ہے۔ عرض کناں ہے: یَاخَیۡرَ اے ان تمام میں سب سے بہتر کریم! آپ کی وہ ذات ہے جن کے آستانِ عرشِ نشان کی طرف اپنی اپنی حاجت براری کے لیے پاپیادہ ، دوڑتے یا تیز رفتار اونٹنیوں پر سوار ہو کر دور دور سے زائرین حاضر ہوتے ہیں۔ حضور تاجدار عرب وعجم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہستی ایک ایسی ذی قدر ہستی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے آستان عالی شان کو بڑی بڑی عظمتیں بوسے دیتی ہیں۔ پہلے اشعار میں انداز غیوبت تھا اور اب بالمشافہ روبرو حاضر ہو کر برائے التفات یَا سے مخاطب ہیں

اور یہ دوام مشاہدہ کاشفہ ہے اور پہلا کلام مقام مجاہدہ اور اپنی حالت کا ضمناً اور حاجت براری کا تلمیحاً، اشارۃ، کنایۃ کا بیان کررہے ہیں۔ لِذَاقَالَ الشَّاعِر

یَاسَاکِنَ اَکْنَافِ طَیْبَۃَ کُلُّکُمْ اِلَی الْقَلْبِ مِنْ اَجْلِ الْحَبِیْبِ حَبِیْبُ

مَاحُبَّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ وَلٰکِنْ حُبَّ مَنْ سَکَنَ الدِّیَارَ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

''اے مبارک پاک شہر کے رہنے والو! تم تمام کے تمام مجھے محبوب کی وجہ سے محبوب ہو۔ میرا دل شہر کی محبت کی وجہ سے نہیں پھٹا بلکہ اس شہر کے رہنے والے کی محبت سے ایسا ہوا ہے'' ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

یَدُلُّ عَلٰی کَوْنِہٖ مَقْصُوْدًا لِلسَّآئِلِیْنَ جَائِیْنَ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ سَحِیْقٍ مَطْلُوْبًا لِلزَّائِرِیْنَ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یَّشْھَدُوْا مَنَافِعَ لَھُمْ دُنْیَوِیَّۃً وَّاُخْرَوِیَّۃً بِمُشَاھَدَۃِ النَّبِیِّ الشَّفِیْقِ لِاَرْبَابِ الْحَاجَاتِ وَالْمَطَالِبِ کَوْنَہٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَاضِیًا لِّحَاجَاتِھِمْ وَمُعْطِیًا لِّمَقَاصِدِھِمْ (عصیدۃ الشہدہ، عربی ص ۲۱۶)

یہ بیان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور پُر نور مُعطی البہاءِ والسّرور، دافع البلاء والشّرور، شافع یوم النّشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائلین، زائرین اور حاضرین کا مقصود اعظم ہیں جو اونٹوں پر سوار ہو کر دور دراز سفر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ رحمت میں حاضری دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے مطلوب اور محبوب ہیں اور سائلین زائرین کے مقصود اصلی ہیں کہ اللہ جل شانہ نے کائناتِ عالم میں اپنے بندوں کو اسی در اقدس کی طرف آنے کی دعوت دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سائلین کی دینی و دنیوی ضروریات کو پورا کرنے والے اور مقاصد کے عطا فرمانے والے ہیں''۔

○ **حاصل کلام** اے تمام مقدسین کے ارفع و اعلیٰ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اے خیر المعطی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جن کے در اقدس کی طرف ارادہ کرکے جانا کثیر فضیلتوں کا حامل ہے۔ اے عظیم الوقار، سیّد الابرار علیک الصلوۃ والسلام مِنَ المَلِکِ المختار! آپ وہ عالی مرتبت کریم ہیں جن کے عظیم الشان آستانِ عرشِ نشان پر زائرین اپنی اپنی تمناؤں اور امیدوں کے لیے جھکتے اور بوسے دیتے ہیں اور اسی خاک بوسی درِ محبوب پاک سیّد لولاک علیہ الصّلوۃ والسّلام سے اپنے قلوب کو تسلی دیتے ہیں اور سبز گنبد کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں اور دامنِ مُراد بھرتے ہیں اور وہ اپنے گناہوں کی مغفرت کا سرٹیفکیٹ اور روزِ شمار شفاعت کی سند اعلیٰ لے کر واپس اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں۔ اللہ جلّ شانہٗ کی رحمت کے قربان! اُدھر اس نے اپنے محبوب سے فرمایا: اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ (سورۃ الضحیٰ: ۱۰) ''محبوب میرے بھیجے ہوئے بندے کیسے بھی گناہگار کار کیوں نہ ہوں ان کو جھڑ کنا مت کہ اُن کے لیے اس در کے علاوہ اور کون سا در ہے جہاں جائیں گے۔ مَیں نے انہیں کعبۃُ اللہ کی زیارت اور حجرِ اسود کے بوسہ سے پاک صاف وضو کرا کر آپ کے در پر بھیجا ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس در پر جو گیا، نامراد اور ناکام نہیں لوٹا۔ جو چاہا پایا۔ جو مانگا ملا۔

دھو چکا ظلمت دل بوسۂ سنگ اسود — خاک بوسیٔ مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو
کر چکی رفعتِ کعبہ پہ نظر پروازیں — ٹوپی اب تھام کے خاک در والا دیکھو
زینت کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا سنگار — جلوہ فرما یہاں کونین کا دولہا دیکھو
غور سے سُن تو اسے رضا کعبہ سے آئی ہے صدا — میری آنکھوں سے میرے محبوب کا روضہ دیکھو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

بروایت صحیحہ حجر اسود زائر کی زندگی بھر کے تمام گناہ چوس لیتا ہے۔ پہلے یہ حجر ابیض (سفید) تھا اب حجر اسود (سیاہ) کہلاتا ہے۔

نہ جب تک اُن کے سنگِ آستاں کو دے کوئی بوسہ — ہے بے سود اس کے حق میں بوسہ لینا سنگِ اسود کا
رہا کعبہ میں تیرے روضے کے در پہ نہ جا پائی — اسی اندوہ سے ہے رنگ تیرہ سنگِ اسود کا

اربابِ حاجات اور اُولی المطالب کا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہونا اور قصد کر کے حاضری دینا اور صلوۃ وسلام پیش کر کے عرض ومعروض کرنا یہ سب امتثال لامر اللہ ہے۔ روزِ اول سے یہ سلسلہ جاری ہے اور ابدالآباد تک جاری وساری رہے گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ العَزِيْز۔

حدیث پاک ہے: مَنْ زَارَ قَبْرِىْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِىْ "جس نے میرے روضہ اقدس سبز گنبد کی ازراہ محبت زیارت کی اس کی شفاعت میرے ذمہ واجب ہے"۔ اس نعمت عظمٰی کے سامنے دنیا ومافیہا، آخرت اور جنت کی لازوال نُعمائے کثیرہ بھی ہیچ ہیں۔

تورات مقدّس میں ہے: يَدُهٗ فَوْقَ الْجَمِيْعِ وَيَدُ الْجَمِيْعِ مَبْسُوْطَةٌ اِلَيْهِ بِالْخُشُوْعِ۔ "آپ ﷺ کا ہاتھ تمام ہاتھوں پر بلند اور اوپر ہے اور سب کے ہاتھ عاجزی وانکساری سے گڑگڑاتے ہوئے آپ ﷺ کے ہاتھ کے سامنے پھیلے ہوئے ہیں"۔

حدیث صحاح ستہ میں سرکار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں ہلاک ہوگیا۔ فرمایا: "کیا ہوا ہے؟" عرض کیا: "میں نے رمضانُ المبارک میں اپنی عورت سے نزدیکی کی۔" فرمایا: "اس کے کفارہ میں غلام آزاد کر سکتا ہے؟" عرض کی "نہ۔" فرمایا: لگاتار دو مہینے روزے رکھ سکتا ہے"؟ عرض کی: "نہ"۔ فرمایا: "ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟" عرض کی: "نہ" اتنے میں خُرمے خدمت اقدس میں لائے گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "انہیں خیرات کر دے"۔ عرض کیا کہ ہم سے زیادہ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر، محتاج نہیں۔ فَضَحِكَ النَّبِىُّ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ قَالَ فَاذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ "رحمت عالم ﷺ یہ سن کر ہنسے۔ یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے اور فرمایا: جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے"۔

مسلمانو! گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے بھی سنا کہ سوا دو من خُرمے سرکار سے عطا ہوتے ہیں کہ آپ کھالو کفارہ ادا ہوگیا۔

واللہ! یہ محمد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے اور خطا کو عطا سے بدل دیا۔ ہاں ہاں یہ بارگاہِ بے کس پناہ اُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنٰتٍ کی خلافتِ کبریٰ ہے۔ اُن کی نگاہِ کرم کبائر کو حسنات کر دیتی ہے۔ جبھی تو ارحم الراحمین جل جلالہٗ نے ہم گناہگاروں، خطا کاروں، تباہ کاروں کو اُن کا دروازہ بتایا۔

مسجد النبوی شریف کے مقامات مخصوصہ گنبد خضراء موذونہ (اذان کی جگہ) ریاض الجنت، مقام صحابہ صفہ، مقام تہجد، مینار مکرّم، مقام حضوری مواجہ شریف، مقام قدم مبارک کی جانب، مقام اولیاء کرام، منبر منیف، محراب شریف جہاں زائر بصد ذوق وشوق قدم مبارک کی جگہ پر سجدے کرتے دعائیں مانگتے ہیں یہ مقامات مقبولہ ہیں۔

نگاہ عشق نے گل کے عوض سجدے بکھیرے ہیں　　　جہاں نقشِ قدم وہیں سنگِ جبیں پایا

المدینۃ المنورہ حاضری بارگاہِ رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مواجہ شریف کے سامنے ادباً ہاتھ باندھ کر اور تعظیماً کھڑے ہو کر آیت کریمہ مندرجہ بالا پڑھے اور آہستہ آہستہ نہایت پُر خلوص انداز محبت سے سلام عرض کرے اور پھر دو قدم ہٹ کر حضرت ابوبکر الصدیق الاکبر رضی اللہ عنہ کو سلام عرض کرے اور پھر دو قدم دائیں ہاتھ ہٹ کر حضرت عُمر الفاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو سلام عرض کرے اور یہ دُعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِحَبِيْبِكَ الْمُصْطَفٰى عِنْدَكَ يَا حَبِيْبَنَا يَا سَيِّدَنَا مُحَمَّدٍ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ الْمَوْلَى الْعَظِيْمِ يَا نِعْمَ الرَّسُوْلُ الطَّاهِرُ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيْنَا بِجَاهِهٖ عِنْدَكَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

السّلام اے قیمتی تر گوہر دریائے جود　　　السّلام اے تازہ تر گلِ برگِ صحرائے وجود

صد سلامت مے فرستم اے فخرِ کرم　　　بوئے کہ آیدیک علیکم در صد سلام

سُننِ ابی داوٗد میں امام ابن شہاب زہری تابعی علیہ رحمۃ اللہ والرضوان نے اسے خصائص سے شمار کیا ہے کہ یہ دراللہ جل شانہ کا در ہے۔ اس در سے مانگنا اللہ عزوجل سے مانگنا ہے۔ اس در سے اعراض اللہ عزوجل کا انکار ہے۔ فافہم۔

اے ہمیں آں بُزرگانے کہ پرورده شان　　　اہلِ حاجت چہ پیادہ چہ سوار آید دواں

اے شہِ والا تیرے دربار میں آتے ہیں ہم　　　پاپیادہ اور سوارِ اُشترانِ بادَوم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۰۶)

وَمَنْ هُوَ الْاٰيَةُ الْكُبْرٰى لِمُعْتَبِرٍ
وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰى لِمُغْتَنِمِ

اے کہ ہستی آیت کبریٰ کہ باشد معتبر — اے کہ ہستی نعمت عظمیٰ کہ باشد مغتنم
آیت کبریٰ ہے کیا دعوت عبرت کے لیے — نعمت عظمیٰ بھی ہے ان کو جو سمجھیں مغتنم

لغوی ونحوی معنی علم صرف ونحو

وَمَنْ هُوَ — ''واو'' عاطفہ ماسبق شعر''هُوَ'' حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم۔

الْاٰيَةُ الْكُبْرٰى — بہت بڑی نشانی۔

لِمُعْتَبِرٍ — صیغہ اسم فاعل، عبرت حاصل کرنے والے۔

وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰى — ''نِعْمَةُ الْعُظْمٰى'' عظیم ترنعمت ذات پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم۔

لِمُغْتَنِمِ — ''لِ'' تخصیص کے لیے، ''مُغْتَنِم'' اسم فاعل، غنیمت سمجھنے والا۔

○ **ترجمہ:** آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ذات پاک عبرت والوں کے لیے آیہ کبریٰ اور غنیمت جاننے والوں کے لیے ایک عظیم الشان نعمتِ عظمیٰ ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''ذات کے لحاظ سے آیت کبریٰ اور صفات کے لحاظ سے النِّعمۃُ العظمٰی''

○ **تشریح:** اے وہ ذاتِ اقدس! جس کا وجود باجود عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے ایک عظیمُ الشان آیت کبریٰ ہے اور غنیمت جاننے والوں اور قدر دانوں کے لیے ایک عالی قدر نعمت عظمیٰ ہے۔ اے مخاطب! آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ذات والاصفات کو غنیمت جان اور ہر دم شکر بجالا۔ یہ شعر جامعیت کے لحاظ سے درجہ کمال پر ہے۔ اور پہلے شعر کا تکملہ اور تتمہ ہے۔

صوفیاء عظام علیہ رحمۃ المنعام کے نزدیک نعمت چھ قسم پر ہے۔ (۱) نعمتِ نفس، اسلام اطاعت، احسان (۲) نعمت قلب: ایمان وعرفان (۳) نعمت روح: خوف، رجا (۴) نعمت عقل: علم وحکمت (۵) نعمت المعرفت: ذکر، فکر، تلاوت (۶) نعمتِ محبت: شفقت الفت اور موانست۔

یہ جملہ انعامات حضور روحی وقلبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی کمالِ اتباع سے وابستہ ہیں اور مخصوص ہیں مومنین متقین کے لے۔ ان جملہ نعماء الٰہیہ کا حصول آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے دست کرم پر ہے۔ لِاَنَّہٗ مَظْهَرُ الرَّحْمَةِ يَكُوْنُ نِعْمَةُ الْعُظْمٰى اور تمام آیات کائنات، قدرت کی نشانیوں پر عبور کا دارومدار آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اتباع اور محبت میں مضمر فرمادیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم رب قدوس کی جملہ آیات سے ایک عظیم المرتبت آیت کبریٰ ہیں۔ قصیدہ معراجیہ کے چند اشعار بطور نمونہ عرض ہیں۔

قصیدہ معراجیہ

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

وہ سرورِ کشور رسالت جو عرش پہ جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے سامان عرب کے مہمان کے لیے تھے

وہاں فلک پر، یہاں زمین میں رچی تھی شادی مچی تھیں دھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آئے، اِدھر سے نغمات اٹھ رہے تھے

غبار بن کر نثار جاؤں کہاں اب اس رہ گزر کو پاؤں
ہمارے دل حوروں کی آنکھیں فرشتوں کے پَر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جان پُر غم دکھاؤں کیوں کر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

اتار کر ان کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

وہی تو اب تک جھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سِرّ، عیاں ہوں معنی اوّل و آخر
کہ دست بستہ ہیں سب پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

ثنائے سرکار ہے وظیفہ، قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پردہ روی تھی کہ کیا کیسے قافیے تھے

نبی رحمت، شفیع امت رضاؔ پہ بھی لِلّٰہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصّہ جو خاص رحمت کے وہاں بٹے تھے

(حدائق بخشش)

اوست برچشم عبرت آیت عالی نشاں — اوست بہر قلب فطرت نعمت ہر دو جہاں
معتبر کے واسطے ہیں آیت کبریٰ حضور — اور ہے اک نعمت عظمیٰ برائے مغتنم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۱۰۷)

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَّیْلًا اِلٰی حَرَمٍ
کَمَا سَرَی الْبَدْرُ فِیْ دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ

در شب رفتی ز مکّہ تا بہ اقصائے شریف — چوں کہ ماہ چہار دہ گردد رواں اندر ظلم
ماہ کامل جیسے چلتا ہے شب تاریک میں — سیر فرما تو ہوا اک شب حرم سے تا حرم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ	"سَرَیْتَ" رات کو سیر کی "حَرَمٍ" کعبۃ اللہ، مسجد الحرام۔
لَیْلًا اِلٰی حَرَمٍ	"لَیْلًا" رات کا قلیل حصہ، تنوین تقلیل کے لیے، "حَرَمٍ" مسجد اقصیٰ۔
کَمَا سَرٰی الْبَدْرُ	جس طرح سیر کرتا ہے "الْبَدْرُ" چودھویں کا چاند۔
فِیْ دَاجٍ	"دَاجٍ" اندھیری رات میں۔
مِّنَ الظُّلَمِ	"الظُّلَمِ"، ظُلْمَت کی جمع، تاریکی شب۔

○ **ترجمہ:** آپ ﷺ نے رات کو ایک حرم سے دوسرے حرم تک اس طرح سیر کی جیسے رات کی تاریکی میں مطلع آسمان پر چاند ایک منزل سے دوسری منزل تک چلتا ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** اِنَّ الْاِسْرَآءَ کَانَ بِجَسَدِہِ الشَّرِیْفِ لَا بِرُوْحِہٖ وَلَا فِیْ نَوْمِہٖ بَلْ فِیْ یَقْظَتِہٖ۔

○ **تشریح:** امام فخر الانام طَیَّبَ اللہُ اسرارہم نے اس بیت مبارکہ میں تلمیحاً اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا کَقَوْلِہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ: سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ○ (سورۃ بنی اسرائیل: ۱)
"پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد کو ہم نے برکت دی تا کہ دکھائیں ہم اُن کو اپنی قدرت کی نشانیاں، بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے"۔

حضور شب اسرا کے دولہا، محبوبِ کبریا، سرورِ ہر دوسرا ﷺ کو چونتیس ۳۴ معراجیں ہوئیں جن میں یہ معراج جسمانی، بحالت بیداری، رُوح مع الجسد تھی، باقی سب روحانی۔ یہ معراج شب نور افروز پیر ۲۷ رجبُ المرجب ۱۲ نبوی کو ہوئی۔ حرم اوّل بیت اللہ تا حرم ثانی بیت المقدس یعنی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ بالفاظِ دیگر اللہ کے گھر سے اللہ کے گھر تک۔ اس کو اصطلاح قرآنی میں اسریٰ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بِعَبْدِہٖ سے مراد: عبدِ کامل ذاتِ محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ عبدیت قرب الٰہیہ کا وہ بلندترین مقام ہے جہاں بندہ جلوہ معبود میں محو ہو جاتا ہے، اس لیے عَبْدِہٖ فرمایا رسولہٖ نہیں فرمایا اور "عبد"، روح مع الجسد کو کہتے ہیں۔ حضور سیّد

عالم ﷺ شب معراج درجات عالیہ اور مراتب رفیعیہ پر فائز المرام ہوئے تو ربُّ العزت نے پوچھا: ”محبوب تمہیں یہ مرتبہ کیسے ملا؟“ تو عرض کیا: ”اس لیے کہ تو نے مجھے عبدیت کے ساتھ اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔“

معراج شریف حضور سیّاح کون ومکاں، قاب قوسین آستان، مسند نشین عرش نشان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ صحابہ رسول ﷺ اسی کے معتقد تھے اور یہی جمہور اہلِ اسلام ”اہل سنت وجماعت“ کا عقیدہ ہے۔ نصوص صریحہ، آیات بینات اور احادیثِ کثیرہ سے یہی مستفاد ہوتا ہے۔

لَیْلًا کی تنوین تقلیل وقت کے لیے ہے رات کے تھوڑے سے وقت میں۔

الشیخ عماد الدین احمد قدس سرہ العزیز نے اپنے والد ماجد شیخ الشیوخ السیّد محمد شہابُ الدین عُمر سہروری قدس سرّہ الجلی والخفی سے اس راز کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: یہ بسط زمان ایک مخصوص شان ہے جو اولیا اللہ پر ظاہر ہوتی ہے جن کی جسمانیت پر روحانیت کا غلبہ ہو چکا ہو کہ رُوح اللہ تعالیٰ کا امر ہے اور اللہ تعالیٰ کا امر آنکھ جھپکنے کی مانند ہے۔

نفحات الانس میں حضرت نور الدین عبدالرحمٰن نقشبندی مجدّدی المعروف مولانا جامی قدس سرہ العزیز نے بعض مشائخ عظام کے حالات میں فرمایا کہ وہ استلام حجر اسود سے محاذ بابِ کعبہ معظّمہ پہنچنے تک قرآنِ مجید فرقانِ حمید پورا پورا ختم کر لیتے تھے۔ قلیل وقت میں یہ عظیم وکثیر کام اولیاء خواص کا خاصہ ہے۔ روزِ قیامت امتی قبروں سے نکلیں گے تو سجدہ میں گر پڑیں گے۔ ابھی تسبیح سجدہ پڑھ ہی رہے ہوں گے کہ ملائکہ کہیں گے کہ اٹھو قیامت کا دن ختم ہو گیا ہے۔ جنت میں داخل ہو جاؤ جبکہ قیامت کا روز پچاس ہزار سال کا ہے۔

حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الاسنی کے متعلق یہ مشہور ومعروف ہے کہ گھوڑے پر سواری کرتے اور ایک رکاب میں پاؤں مبارک رکھتے تو دوسری رقاب میں رکھنے تک قرآن پاک پورے کا پورا ختم فرما لیتے کہ امرِ الٰہی کَلَمْحِ الْبَصَرِ آنکھ جھپکنے کی مانند ہے اور یہ کرامات سے ہے۔

سبحان اللہ! جن کے غلاموں کی یہ شان ہو ان کے آقا و مولیٰ ﷺ کی کیا شان ہو گی۔ حضور شہنشاہ دوسرا، شاہ لولاکَ لَمَا علیہ افضل التَّحیۃ والثَّناء ایک آن واحد میں بیک وقت کروڑہا مسلمانوں کی قبور میں بوقت سوال وجواب تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اپنی جگہ پر موجود ہونے کے باوجود ہر جگہ موجود بھی ہیں اور حاضر وناظر بھی۔ حضرات انبیاء کرام، رسولانِ عظام علیہم السلام کا اپنی اپنی قبور ”برزخ“ میں نمازیں پڑھنا اور بیت المقدس میں بھی آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنا، آسمانوں اور جنت کی سیر فرمانا اور استقبال کرنا، بطور دلیل جلیل کافی، وافی اور شافی ہے۔

حضور ﷺ شبِ اسرا کے دُولہا مسند نشین مقام دَنَا فَتَدَلّٰی عَلَیْہِ افضل التَّحِیَّۃِ وَالثَّنَاءِ کی معراج کا یہ سفر محبت ایک لمحہ تھا جبکہ دنیوی حساب سے اٹھارہ سال کا تھا۔ جب واپس کعبۃ اللہ تشریف فرما ہوئے تو وضو کا پانی ابھی چل رہا تھا، دروازہ کا کنڈا ہل رہا تھا اور بستر گرم تھا۔

پلٹ آئے بھی معراج کی شب اتنے عرصہ میں کہ بستر گرم پانی چلتا اور زنجیر ہلتی ہوئی پائی

بناء بریں کہ آپ ﷺ کائناتِ عالم کی رُوح رواں ہیں۔ روح کائنات مالک وملکوت کی سیر کو نکلی تو وجود کائنات جہاں تھا وہیں کا وہیں ساکت اور ساکن رہ گیا اور جب روح جسم میں واپس لوٹی تو کائنات عالم کے وجود میں حرکت اور برکت آ گئی اور اس نے اپنا کام کرنا شروع کر دیا۔ وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ یہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا امر ایک لمحہ یا آنکھ جھپکنے کی مانند ہے، یہاں عقل وفکر کی رسائی ممکن نہیں۔

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى بروایت وَاَنَا فِى الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اَوْ اَنَا فِى الْحَطِيْمِ "كَمَا قَالَ" بروایت سیدہ اُمِ ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے گھر میں استراحت فرماتے جو حطیم حرم کعبہ میں تھا۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام براق لے کر حاضر خدمت ہوئے تو انہوں نے آپ ﷺ کے قدموں کو بوسہ دیا اور اپنے نوری رخساروں کو آپ ﷺ کے تلووں سے مس کیا جس میں کافوری ٹھنڈک کی تاثیر تھی تو آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام اِنَّ رَبَّكَ يَشْتَاقُ اِلَيْكَ پہنچایا۔

تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

دو قمر دو پنجہ خور دس ستارے دو ہلال ان کے تلوے پنجے ناخن پائے اطہر ایڑیاں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

آپ نے وضو یا غسل فرمایا، دو رکعت نماز نفل شکرانہ حرم کعبۃ اللہ میں ادا فرمائے اور نوری براق پر سوار ہو گئے اور جبرئیل امین علیہ السلام کو ردیف بنایا لیکن انہوں نے طریقہ تعظیم کی رعایت سے اتر کر لگام تھامی اور حضرت میکائیل علیہ السلام ہم رکاب ہوئے اور ستر ہزار ملائکہ آپ ﷺ کے جلوس میں شریک ہو کر بوسہ زن ہوئے۔

سابِ نور شست لب غنچہ بہ چندیں آب برائے آنکہ زندہ بوسہ بر رکاب رسول

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

"بروایت" سرخیل انبیا، سالار لشکر ملائکہ ﷺ کی سواری وادی بطحا نخلستان میں پہنچی تو رُوح الامین نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہاں اتریئے اور دو رکعت نماز نفل ادا کیجئے کہ یہ آپ ﷺ کی ہجرت گاہ ہے۔ سرزمین مدینہ منورہ سے مقام یروشلم حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی ولادت گاہ پر دوگانہ ادا فرمایا اور فرمایا: جب میرا گزر وادی طورِ سینا سے ہوا تو رَاَيْتُ مُوْسٰى قَائِمًا يُصَلِّىْ فِىْ قَبْرِهٖ "میں نے موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو عالم برزخ میں دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور حالت قیام میں ہیں"۔ بروایت ثانیہ میں ہے آپ ﷺ نے حضرت ابوالانبیا ابراہیم علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی قبر میں نماز اور تصرفات کی کئی روایات ملتی ہیں۔ "فَلْيَنْظُرْ كُتُبَ الْاَحَادِيْثِ"۔

بِقَبْرِهٖ: کے لفظ میں کئی حکمتیں مضمر ہیں۔ حدیث مذکورہ بالا جو شاہد مصطفیٰ ﷺ ہے کہ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام

نے وفات کے بعد بھی اپنی قبر میں امت مسلمہ کو اپنے فیض سے مستفید فرمایا کہ پچاس نمازوں کی پانچ رہ گئیں۔ پینتالیس نمازیں معاف فرمانے والا اُن کا خالق و مالک وحدہٗ لاشریک ہے اور معاف کروانے والے محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور وسیلہ جلیلہ بننے والے سرکارِ کلیم علیہ السلام ہیں جو عالم برزخ میں ہیں۔ اہل قبور کا دنیا والوں کو فائدہ پہنچانا اور فیض سے مستفیض کرنا اور اپنے اپنے مقام کے لحاظ سے تصرفات اور حاجت براری امت کرنا کثیر واقعاتِ احادیث سے ثابت ہے۔

ابن سعد نے طبقات میں اس کو ذکر کیا۔ مندرجہ بالا امورِ مفصلات سے حیات بعد الوفات کے علاوہ مندرجہ ذیل عنوانات نکلتے ہیں۔ (۱) انبیاءِ کرام علیہ السلام کا اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھنا۔ (۲) بعد از وصال ان کے اجساد مبارکہ کا قبروں میں محفوظ رہنا۔ (۳) جنت اور ملأ اعلیٰ کی سیر کرنا اور ان کا حیات حقیقی سے زندہ ہونا۔ (۴) ان کے بعد الوصال بھی علم، ادراک سمع وبصر کا برقرار رہنا۔ (۵) اپنے اپنے مقام مقدسہ میں اعمال وتصرفات فرمانا۔ (۶) زائرین کو فیض سے مستفید فرمانا۔ (۷) جسمانی طور پر آپ ﷺ کی اقتداء میں مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنا۔ (۸) حضور ﷺ کا اپنے ہر امتی کے سلام کا جواب فرمانا۔ (۹) اور اپنے روضہ اطہر میں نماز باجماعت ادا فرمانا ہے۔ اَوْمِثْل ذٰلِكَ كَثِيْر عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام۔

ابونعیم نے دلائل النبوت میں سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ مشہور تابعی سے روایت کی کہ واقعہ کربلا معلی کے بعد یزیدی فوج نے المدینۃ المنورہ میں چڑھائی کی اور قتل وغارت کا بازار گرم کیا۔ ہر طرف خوف وہراس پھیل گیا اور تاریکی چھا گئی اور اس واقعہ حرہ میں میں سبز گنبد میں پناہ گزیں ہو گیا قَالَ لَمْ اَزَلْ اَسْمَعُ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةِ فِيْ قَبْرِ الرَّسُوْلِ ﷺ اَيَّامَ الْحُرَّةِ فرماتے ہیں: "میں روزانہ روضہ اقدس میں سے اذان واقامت کی آواز سنتا اور آپ ﷺ کی اقتداء میں چالیس روز تک نمازیں ادا کرتا رہا۔ یہاں تک کہ لوگ واپس آگئے۔ الغرض ایسے کثیر التعداد واقعات شاہد عادل ہیں جو عالم برزخ وعالم مثال میں ان کے اپنے مقام اور احوال کے ثمرات ونتائج پر مشتمل ہیں اور جو حد حصر وعدد سے باہر ہیں۔

فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام عالم بالا میں ہمارے حضور سیّد لولاک لما، متمکن دنا فتدلیٰ علیہ افضل التحیۃ والثناء کو بار بار تخفیف نماز کے لیے بھیجتے رہے کہ آپ ہر مرتبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار کریں اور میں حضور پُر نور، سراپا نور، نور علی نور، سید یوم النشور ﷺ کا دیدار کروں کہ آپ ﷺ کا چہرہ "مِرۃُ الحق" ہے۔ آپ نو بار بارگاہ احدیت میں گئے اور دیدار الٰہی کے شرف سے مشرف ہوئے۔ ملائکہ مقربین اور جملہ ملائکہ کرام نے بھی بارگاہ احدیت جل سلطانہ، میں جمال محمدی ﷺ کے دیدار کی تمنا کی تو رب العزت نے ان کو سدرۃ المنتہیٰ پر بٹھا دیا اور انہوں نے سدرہ کو ڈھانپ لیا اور سدرہ کے پتہ پتہ پر بحالت قیام محبوب کبریا وسلطان بارگاہ دنا فَتَدَلّٰى عَلَيْهِ اَفْضَلُ التَّحِيَّةِ وَالثَّنَاء کی زیارت کرتے اور زبان سے سبحان اللہ سبحان اللہ کی تسبیح پڑھتے تھے۔

ثُمَّ عُرِجَ بِيْ! پھر عروج فرمایا تا کہ حَتّٰى رَاَى الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا مَالَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ

سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَر ''میں نے جنت میں وہ کچھ دیکھا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل میں اس کا خیال تک آیا''۔ (الیواقیت والجواہر ص ۳۶)

بروایت صحیحہ فرمایا: میں نے جنت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سیر کرتے دیکھا تو پوچھا اے بلال! تجھے یہ مرتبہ کیسے ملا؟ تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کے ارشاد کے مطابق ہمیشہ تحیۃ الوضو پڑھتا ہوں۔ حالانکہ اس وقت شب معراج کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں تھے اور آپ کا جنت میں سیر کرنا بھی ثابت ہے۔ یعنی ایک جسم واحد کا دو جگہ پر حاضر ہونا ممکن ہے۔ ''شُهُوْدُ الْجِسْمِ الْوَاحِدِ فِیْ مَكَانَیْنِ فِیْ اٰنٍ وَاحِدٍ۔

○ **مراحل ثلٰثہ میں لطیف نکتہ** معراج شریف تین مرحلوں میں منقسم ہے اسراء، معراج، اعراج۔ سفر معراج میں تینوں شانوں شانِ بشریت، شانِ ملکی اور شان حقی کا ظہور ہے۔ شانِ بشریت کا معراج جامہ بشریت میں، شانِ نورانیت کا معراج عالم انوار میں، اِسی طرح حقیقتِ محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا معراج بارگاہِ ذاتِ حق میں ہوا۔ ہر کمالِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرچشمہ اور منبع یہی تین شانیں ہیں۔

○ **پہلا مرحلہ اسراء مسجد حرام تا مسجد اقصیٰ** یہ دنیائے جسمانیت اور عالم شہادۃ ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسراء میں عالم جسمانیت سے تعلق ہے۔ شانِ بشری اور عبدی سے سیر فرمائی۔ عالمِ بشریت میں انسانیت کا کمال رکھنے والے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے مقتدی بن کر دست بستہ کھڑے ہیں۔ اس عالم کے عجائبات قدرت کو چشم سر سے معائنہ فرمایا۔ یہ شانِ بشریت کا معراج عالم بشریت میں ظہور پذیر ہوا۔

○ **دوسرا مرحلہ معراج مسجد اقصیٰ تا سدرۃُ المنتہیٰ** یہ ملکی، نورانی اور مجرد لطیف کائنات کا مرحلہ تھا۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کمال شانِ ملکی اور نوری سے نوریوں کے جلو میں عجائباتِ قدرت کا نظارہ کیا اور سدرۃ المنتہیٰ کے مکین سید الملائکہ روح الامین علیہ السلام نے یہ کہہ کر لَوْ اَقْدِمُ خُطْوَتَ خُطْوَةٍ لَاَحْرَقْتُ کہہ کر پیچھے رہ گئے۔ یہ حضور نور سراپا اور علیٰ نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چمکتا دمکتا اظہر من الشمس روشن معراج شان نوری و ملکی کا معراج ہے۔

○ **تیسرا مرحلہ اعراج عرشِ عظیم تا دَنَا فَتَدَلّٰی** یہ مقام زمان و مکان سے بالاتر اور ہمارے علم، فہم اور عقل سے وراءالوراء ہے۔ یہ تجلیات حسن حقیقی کی بلند ترین بلا واسطہ جلوہ گاہ ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شانِ حقی سے منزلیں طے کیں اور اس مقام اَوْ اَدْنٰی پر اپنے سر کی آنکھوں سے بے حجابانہ اپنے رب کو دیکھا، یہ شانِ حقیقت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی معراج تھی۔ وَهُوَ الْمَقْصُوْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْوَدُوْدِ۔

○ **بارگاہ اسماء و صفات** اِذَا مَرَّ عَلٰی حَضْرَاتِ الْاَسْمَآءِ الْاِلٰهِیَّةِ صَارَ مُخْلِصًا بِصِفَاتِهَا فَاِذَا مَرَّ عَلٰی الرَّحِیْمِ كَانَ رَحِیْمًا، وَ عَلَی الْغَفُوْرِ كَانَ غَفُوْرًا، وَعَلَی الْكَرِیْمِ كَانَ كَرِیْمًا، وَعَلَی الْحَلِیْمِ كَانَ حَلِیْمًا، وَعَلَی الشَّكُوْرِ كَانَ شَكُوْرًا، وَعَلَی الْجَوَّادِ كَانَ جَوَّادًا اَوْ كَذَا فَلَمَّا

يَرْجِعُ مِنْ ذٰلِكَ اِلَّا هُوَ فِىْ غَايَةِ الْكَمَالِ۔ (اليواقيت والجواهر ۲ ص ۳۶)

"حضور سمیع وبصیر ﷺ شب معراج اسماء وصفات الٰہیہ کی بارگاہوں سے گزرے تو ان صفات سے متصف ہوتے گئے۔ جب الرّحیم پر سے گزرے تو رحیم بن گئے اور الغفور، الکریم، الحلیم، الشکور، الجواد پر گزرے تو حضور ﷺ حلیم، شکور اور جواد ہو گئے عَلٰی هٰذَا اور جب معراج سے واپس تشریف لائے تو انتہائے کمال کے حال میں تھے اور آپ ﷺ ذات حق اسماء وصفات کے مظہر اتم ونائب اکبر تھے"۔

لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا "تاکہ ہم دکھائیں آپ کو اپنی قدرت کی نشانیاں"۔ عُرِجَ اِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى نَرٰى مِنَ الْعَجَائِبِ الْعَظِيْمَةِ اس سفر محبت کی غایت یہ بیان فرمائی گئی کہ صحیفہ کائنات ارضی وسماوی کے ہر ہر صفحہ پر، گلشنِ ہستی کی ہر ہر پتی اور پھول پر اللہ جل شانہ نے قدرت، عظمت اور علم وحکمت کی آیات (نشانیاں) دکھائیں جن کا شانِ محبوب سے آپ ﷺ نے معائنہ فرمایا اور ہر ایک صحابی کے لیے اس کی استعداد کے مطابق بیان فرمائیں اور خاص راز کی باتیں خاص صحابہ پر افشاء فرمائیں جتنا انہوں نے اپنی اپنی علمی عقلی بساط کے مطابق سنا، سمجھا اور بیان کیا سب حق ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ "بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے"۔ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سبکی سے نقل کیا کہ اِنَّهٗ کی ضمیر "ہ" کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات حق کی طرف ہو تب بھی ٹھیک اور حضور ﷺ کی طرف ہو تب بھی صحیح ہے۔ معنیٰ یہ ہوا کہ حضور ﷺ نے ذات حق وحدہٗ کا کلام سنا اور اس کا جمال با کمال دیکھا۔ نہ حضور ﷺ کی بات سننے اور آپ کو دیکھنے والا رب کے سوا کوئی اور تھا اور نہ رب کا کلام سننے والا اور اُسے دیکھنے والا حضور ﷺ کے سوا کوئی اور تھا۔ نبی ﷺ اپنے رب کے سمیع اور بصیر تھے اور رب کریم حضور ﷺ کا سمیع وبصیر تھا۔ جل شانہ و ﷺ۔

خاک درت بر سرِ ما تاج بادا ہر شب عمرت شبِ معراج بادا

حضور آفتاب جہاں تاب، عالم مہتاب علیہ الصلوٰۃ والسلام مِن الملکِ الوہاب بوقت سحری حرم مکہ معظمہ واپس معراج شریف سے تشریف لائے، کچھ دیر آرام فرمایا اور نماز تہجد ادا فرمائی اور سب سے پہلی فرض نماز فجر باجماعت ادا فرمائی اور اس اسراء کا تذکرہ جمیلہ فرمایا تو کفار ومشرکین نے ازراہ تمسخر انکار کر دیا اور عجیب وغریب سوالات کیے مثلاً بیتُ المقدس کا ایک ماہ دن رات کا سفر ایک آن میں کیسے ہو گیا؟ بیت المقدس کے دروازے کھڑکیاں کتنی ہیں؟ تو ربّ الارباب نے بیتُ المقدس کو اُٹھا کر آپ ﷺ کے سامنے کر دیا۔ بیت القدس تک سارے حجاب اُٹھا دیے اور آپ ﷺ نے دیکھ دیکھ کر سب کے کافی، وافی اور شافی جواب دیے لیکن پھر بھی وہ منکر ہی رہے اور ایمان نہ لائے۔

آج تک اُن کی معنوی اولاد عقلی تاویلات کے چکر میں پھنسی ہوئی ہے۔ اس عظیم المرتبت سفرِ محبت کے منکر ہیں اور حیلہ وحجت میں بڑے عیار اور دلائل ووسائل میں بڑے مکار ہیں۔ ملحد فلاسفہ کی عقل بے عقل کی رسائی معجزہ تک ناممکن ہے۔ ان کے لیے عقل معیار ہے جبکہ معجزہ کے لیے وجدان، ایمان اور عشق درکار ہے۔

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور نکتہ وروں سے کھل نہ سکا وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں
وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکان فلسفہ سے ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو قرآن کے سیپاروں میں

بروایت صحیحہ یارِ وفا، یارِ غار سیّدنا ابوبکر الصدیق الاکبر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر ابوجہل جا پہنچا اور کہنے لگا: "اگر کوئی کہے کہ میں نے ایک رات میں بیت المقدس اور عرش عظیم کی سیر کی ہے تو تم مانو گے؟" آپ نے فرمایا: کون کہتا ہے؟ کہا تمہارے صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! تو سالار قافلہ عشق نے فرمایا: اگر وہ اس سے بھی بڑی بات فرما دیں تو مانوں گا۔ تو رب کریم نے اپنے کمال فضل و کرم سے حضرت عتیق رضی اللہ عنہ کو وحی الٰہی کے ذریعہ صدیق کا خطاب عنایت فرمایا۔

عمرو بن ہشام سردار کفار و مشرکین علیہ ماعلیہ ہزار ہا معجزے مثلاً شق القمر وغیرہ دیکھنے کے باوجود ایمان نہ لایا خصوصاً معجزہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سیّدنا ابوبکر عتیق رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٗ عنہ، کے گھر جا کر مجادلہ کیا۔ انکار معجزہ سے ابوالحکم کی منزل سے گر ابوجہل بن گیا۔

نہ اُٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم جسے تو نے نگاہ سے گرا کر چھوڑ دیا

یہ بدبخت شقی القلب، منکر نبوت و رسالت غزوہ بدر میں حضرت عفراء مائی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو نوجوان بیٹوں کے ہاتھوں ذلت کی موت مارا گیا۔ انہوں نے قسمیہ عہد کر رکھا تھا کہ:

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو سنا ہے گالیاں بکتا ہے محبوب باری کو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

حضور سیّد المجاہدین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مات فرعون هذه الامة "اس امت کا فرعون مر گیا"۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا: یہ فرعون مکہ، فرعون مصری سے سخت تھا کہ وہ دریائے نیل کے پانی کے ایک غوطہ سے پکار اٹھا کہ مَیں بنی اسرائیل کے رب پر ایمان لایا اور یہ منکر بوقت قتل بھی منکر ہی رہا۔ العیاذُ باللّٰہ العظیم

○ تمنّا سارے فرش و عرش عظیم کو اپنے قدومِ میمنت سے نوازنے والے اللہ جل شانہ، کے پیارے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ناکارۂ نالائق کو بھی نوازیں "نگاہ ہے یارسول اللہ نگاہ ہے" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سیر کردی ازحرم سوئے حرم نیم شب در شب تاریک چوں سیر قمر رفتی عَجب
بدر کامل جس طرح رات میں کرتا ہے سیر مکہ سے اقصیٰ گئے معراج میں شاہ اُمم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۰۸)

وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَۃً
مِّنْ قَابَ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

پرشدی بالا وگشتہ قاب قوسینت مقام — واں ندیدہ است نہ بیند ہیچ کس دریچ دَم
اور پہنچے پھر وہاں سے منزلِ قربت میں تم — تھی جو تیرے ہی لیے مخصوص اے محترم

لفظی و لغوی معنیٰ علمِ صرف و نحو سے

وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی	''وَ'' عاطفہ ''بِتَّ'' رات بسر کی ''تَرْقٰی'' ترقی کرنا۔
اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَۃً	''نِلْتَ'' فعل ماضی مخاطب، آپ نے پالیا ''مَنْزِلَۃً'' مقام قرب۔
مِنْ قَابَ قَوْسَیْنِ	دو گوشہ کمان، مراد غایت قرب۔
لَمْ تُدْرَكْ	''لَمْ'' صیغہ جحد، مصدر ادراک، نہیں پائی ضمیر مستتر راجع منزلۃً۔
وَلَمْ تُرَمِ	صیغہ جحد، مصدر ''رَوم'' نہیں طلب کیا گیا

○ ترجمہ: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ آپ اوپر چڑھتے چڑھتے مقام قاب قوسین تک پہنچے۔ یہ ایسا مقام ہے جہاں آج تک کوئی نہیں پہنچا اور نہ کسی نے یہ مقام طلب کیا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** سفرِ محبت تا سفرِ وصال ''سدرۃ المنتہٰی تا اَوْ اَدْنٰی''

○ **تشریح:** حضور سیّد الارض والسماء علیہ افضل التحیۃ والثناء براق پر سوار ہو کر منزل بمنزل طے کرتے مسجد اقصیٰ میں امامُ الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی مسند نشینی سے سرفراز ہوئے اور پھر براق پر سوار ہو کر عازم سفر بالا و اعلیٰ ہوئے اور سات آسمانوں کی سیر کرتے ہوئے اور جنت اور جنتیوں کا معائنہ فرماتے ہوئے سدرۃ المنتہٰی پر پہنچے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا: ''آؤ آگے چلیں'' تو عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ! ''لَوْ دَنَوْتُ اَنْمُلَۃً لَاَحْرَقْتُ'' اگر بال برابر بھی آگے جاؤں تو جل جاؤں گا۔ بلبلِ سدرہ شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے کیا عمدہ کہا:

اگر یکسر موئے برتر پرم — فروغ تجلی بسوزد پرم
احمد را بکشائد آں پرِّ جلیل — تا ابد بیہوش ماند جبرائیل

كَقَوْلِهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ: وَمَامِنَّا اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ''ہمارے لیے یہ مقام مقرر ہے۔'' یہاں سدرۃ المنتہٰی سے رفرف لایا گیا۔ سبحان اللہ! وہ ذات حق جل شانہ بلانے والا اور مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مہمان بن کر جانے والے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ رفرف مخملی جائے نماز پر حضور آفتاب جہاں تاب و عالم مہتاب علیہ الصلوٰۃ والسلام مِنَ الملکِ الوہاب کی سی ترقی (آگے بڑھنا) کیوں کر کوئی کرے کہ آسمانِ رفعت کے مالک ہیں جس میں کسی ملکِ مقرب، نبی مُرسل نے

عروج میں مقابلہ نہ کیا اور درجاتِ رفیعیہ اور کمالات عالیہ میں آپ ﷺ کا ہمسر کوئی نہ ہوا۔ حضور ﷺ کے عروج نے ان سب کو آپ ﷺ کے رتبہ تک پہنچنے سے روک دیا کہ وہ آپ کی صفتوں کی شبیہ اور ایک جھلک اور عکس تھے۔ جیسے ستاروں کا اثر اور عکس شفاف پانی میں نظر آتا ہے بفرمانِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام: لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَل فرمایا: ''اللہ جل شانہ کی معیت میں میرے لیے ایک وقت ہے جس میں ملک مقرب اور نبی مرسل کو گنجائش نہیں کہ میرے مرتبہ تک رسائی کر سکے''۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝ (سورۃ النجم:۸۔۹) ''پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خوب اتر آیا تو اس جلوہ اور محبوب میں ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔'' مفہوم یہ کہ آپ ﷺ رفرف پر منزلیں طے کرتے کرتے مقام قاب قوسین پر پہنچے بلکہ اس سے بھی قریب تر۔ یہ منزلِ قرب ایسی ہے جو نہ قبل ازیں کسی نبی کو حاصل ہوئی اور نہ کسی فرشتے نے طلب کی یعنی حضور ﷺ کا مقام عالی اور منزلت رفیعیہ پر استویٰ فرمانا مراد ہے کہ آپ ﷺ اُستویٰ عرش سے بھی آگے گزر گئے۔ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ''وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھے۔'' ھُوَ کی ضمیر واحد کا مرجع حضور ﷺ کی ذات پاک ہے ''فَتَدَلّٰی'' کا لفظی مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ کے عروج کامل اور وصول قرب سے مراد نزول و رجوع ہے۔ یہ قرب ایسے کمال کو پہنچا اور باادب باحیاء میں جو نزدیکی متصور ہوسکتی ہے وہ اپنی غایت کو پہنچی اور تجلیاتِ ربانی آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئیں اس مقام دَنَا فَتَدَلّٰی پر حاضر بارگاہ اُلوہیت ہو کر سجدہ کیا ''سجدہ'' خداوند قدوس کے غایت قرب کی دلیل جلیل ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ حَمْدًا كَثِیْرًا اَیْ دَنَا الْجَبَّارُ وَرَبُّ الْعِزَّتِ فَتَدَلّٰی حَتّٰی كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَیْنِ عِبَارَةٌ مِّنْ كَمَالِ الْقُرْبِ مَعَ رِعَايَةِ الْاَدَبِ یعنی قربِ منزلت اور قربِ محبت مراد ہے۔ اس مقامِ خاص پر آپ ﷺ کے نام نامی اسمِ گرامی سے مخاطب ہو کر فرمایا جو آپ ﷺ کی عظمتِ شان کی علامت ہے حکم ہوا: قِفْ یَامُحَمَّدُ! اِنَّ رَبَّكَ یُصَلِّیْ عَلَیْكَ پھر رب سبحانہٗ وتعالیٰ نے ایک ہزار مرتبہ فرمایا: اُدْنُ مِنِّیْ یَا حَبِیْبِیْ، اُدْنُ مِنِّیْ یَاخَیْرَ الْبَرِیَّةِ تو پھر آگے دَنَا فَتَدَلّٰی کے مقام برحق اور حبیب کے درمیان راز کھلے۔

○ **حدیث قدسی** قَالَ لَهٗ وَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ یَا نُوْرَ نُوْرِیْ وَیَا سِرَّ سِرِّیْ وَیَا خَزَائِنَ مَعْرِفَتِیْ اَفْدَیْتُ مُلْكِیْ عَلَیْكَ كُلُّهُمْ یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ یَا مُحَمَّدُ۔ ﷺ۔

فرمایا محبوب سے: ''اللہ واحد احد صمد ہے، اے میرے نور! اے میرے راز! اور اے میری معرفت کے خزانے! میں نے تجھ پر اپنے سارے ملکوت فدا کیے۔ تمام کائنات میری رضا چاہتی ہے اور محبوب میں تیری رضا چاہتا ہوں۔''

○ **حدیث قدسی** قَالَ اَنْتَ وَاَنَا وَمَا سِوَاكَ خَلَقْتُ لِاَجْلِكَ ۔ ''محبوب یہاں میں اور تو ہے اور اس کے سوا میں نے سب کچھ تیرے واسطے پیدا کیا'' اور محبوب نے عرض کیا: یَا اَللّٰهُ اَنْتَ وَاَنَا وَمَا سِوَاكَ تَرَكْتُ لِاَجْلِكَ ''اے

اللہ جل شانہٗ تو ہے اور میں اور تیرے سوا سب کچھ میں نے ترک کیا'' اور قوسین سے مفہوم مترشح ہوتا ہے کہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید عرب کے رواج کے مطابق نازل ہوا ہے کہ جب دو سردار آپس میں عہد باندھتے تو اپنی دو کمانوں کو ملاتے اور تیر چلاتے یہاں مقام قوسین میں دو ذاتوں نے عہد باندھا محبوب تیری عزت، میری عزت، تیری محبت، میری محبت، تیرا دشمن، میرا دشمن، جو تیرا نہیں وہ میرا نہیں۔ فافہم۔

نصّ قطعی: ''فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی ''پس وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی''۔ یہ وحی بلا واسطہ تھی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا۔ پھر شاہد مستور ازلی کے چہرہ سے پردہ اٹھا اور خلوت گاہ راز میں راز و نیاز سے باتیں کیں اور وحی فرمائی جس کی لطافت، نظافت اور نزاکت کے الفاظ متحمل نہیں ہو سکتے۔ لفظ مَا کی لفظی تعبیر اور معنوی تفسیر ناممکن ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے دور ابتلاء میں معراج ہوئی اور انہوں نے فرش سے اسفل مقام، دریا کی تاریکیوں کے اندر مچھلی کے پیٹ میں تسبیح پڑھی اور اَنْتَ سے یاد کیا اور سرور دو جہاں، مکان و لامکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام دَنَا پر ربّ کریم کو یاد کیا۔ ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ موجود ہے اور زمان و مکان کی قید سے پاک ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا اَعْظَمَ شَانُہٗ جملہ واقعہ معراج میں صفت ''سُبحَانَ'' کا ظہور ہے۔

بروایت صحیحہ عرض کیا: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ مَاتَفْعَلُ بِاُمَّتِیْ ''اے اللہ! روز قیامت میری امت سے کیا سلوک کرے گا''؟ فرمایا: ''دنیا میں ان کے گناہ بخش دوں گا اور روز شمار محبوب تیری شفاعت ان کے حق میں قبول کروں گا اور حساب کتاب میں آسانی کروں گا۔'' فرمایا: لَوْلَا الْحَبِیْبُ یُحِبُّ الْمُعَاتَبَۃَ بِحَبِیْبِہٖ مَا حَاسَبْتُ اُمَّتَکَ ''محبوب اگر یہ بات نہ ہوتی کہ حبیب حبیب پر معاتبہ کو پسند کرتا ہے تو میں تیری امت کا حساب نہ لیتا''۔ عتاب دوستی کے لیے ہے جبکہ وہ اجتناب کرے جہاں محبت نہ ہو وہاں عتاب نہیں اور جب تک محبت باقی ہے تو عتاب بھی باقی ہے۔

اُعَاتِبُ ذَا الْمُوَدَّۃِ مِنْ صِدِّیْقٍ اِذَا مَا رَاَیْتَنِیْ مِنْہُ اِجْتِنَابُ
اِذَا ذَھَبَ الْعِتَابُ فَلَیْسَ وُدٌّ وَیَبْقِی الْوَلْھُمُ مَا بَغَی الْعِتَابُ

کَقَوْلِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی: عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ (سورۃ التوبہ: ۴۳) کے تحت تفسیر مظہری کا مطالعہ کریں۔ صاحبانِ نسبت اور اہل محبت و عشق سے اس کی تشریح پوچھیں۔ کور باطن اس راز محبوب و محبت کو کیا سمجھیں۔

شورشِ عشقِ ازل ہم زلفِ محبوبی بدوش شد شکن پیرائے اور صد شانہ ہمچو والضحیٰ

وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی۔ ''اور اُس نے اسے دوسری بار بھی دیکھا'' بِرُوْیَتِہٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَبَّہٗ سُبْحَانَہٗ وَیُدْنُوْہُ مِنْہُ سُبْحَانَہٗ عَلٰی وَجْہِ اللّٰہِ اللَّائِقِ۔ ''شب اسریٰ کے دولہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب سبحانہ کو دیکھا جیسا اس کی شان کے لائق تھا۔ یہ دیدار الٰہی دو بار ہوا۔ جَلَّ شَانُہٗ وَصَلَّی اللہ عَلَیہ وسَلّم۔

مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ''اور نہ جھٹلایا دل نے جو چشم مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا''۔ یعنی تصدیق قلبی کے

ساتھ دیکھا اور منکرین جھگڑا کرتے ہیں۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ''آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی'' جس نور کا دیدار مقصود تھا اسی سے بہرہ مند ہوئے، اِدھر اُدھر ملتفت نہ ہوئے اور نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھری۔ محبوبِ کبریاء ﷺ متمکن بمقامِ فتدلی پر اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ اپنی ظاہری سر کی آنکھوں سے بے حجاب اپنے رب کا جمال دیکھا۔ فرمایا: اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ کے کمال ادب سے رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ اَیْ صِفَۃٍ کا مشاہدہ عینی کیا۔

بروایت حبر الامۃ سیّدنا ابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: قَالَ رَاَیْتُ رَبِّیْ بِعَیْنِیْ وَقَلْبِیْ ''میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے اور دل سے دیکھا ہے''۔ امام جلیل عالم نبیل احمد بن حنبل علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قائل ہوں اور اتنی بار دَاہ، دَاہُ دیکھا ہے دیکھا ہے فرمایا کہ آپ کا سانس ٹوٹ گیا۔

سند المحدثین شیخ عبدالحق بن سیف اللہ خَصَّہُ اللہ بمزید الصدق والیقین ''مدارج النبوۃ'' میں ارقام فرماتے ہیں کہ دلائل واخبار وآثار پر نظر کرتے ہوئے کہ یہ معراج جو اعلیٰ مقامات اور اقصیٰ کمالات حضور ﷺ ہے، اس میں کسی نبی کی شراکت نہیں تو جائے تعجب ہے کہ ان مقامات پر لے جایا جائے اور خلوت کدہ خاص میں حضوری کرائی جائے اور سب سے اعلیٰ واقصیٰ مطلوب جو دیدار الٰہی ہے اس سے مشرف نہ کروایا جائے اور حضور ﷺ بھی دیدار نہ کرنے پر راضی ہو جائیں۔ بیشک حق تعالیٰ کی کبریائی اور سطوت کا ادب اس کا مقتضی ہے کہ سوال نہ کیا جائے۔ لیکن کمالِ محبت اور درجہ محبوبیت جو کہ آپ ﷺ کو جناب اقدس سے ہے کہاں باز رکھتا ہے اور درمیان میں کوئی حجاب باقی رہے اور یہ دولت دیدار ہاتھ نہ آئے۔ جبکہ خود یہ مقامِ معراج درحقیقت عالم آخرت سے ہے جو کچھ عالم آخرت میں دیکھنا اور پانا ہوگا وہ اب یہاں دیکھ لیا اور مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ کا مرتبہ پالیا۔

''از دیدہ بسے فرق بود تا بشنیدہ''

مِنَ الْمُحَالِ اَنْ یَّدْعُوا الْکَرِیْمُ اِلٰی دَارِہٖ وَیُضِیْفُ حَبِیْبًا حَبِیْبًا فِیْ قَصْرِہٖ ثُمَّ یَسْتُرُ عَنْہُ وَلَا یُرِیْدُہٗ وَجْھَہٗ۔ ''یہ محال ہے کہ کریم اپنے کریم کو اپنے گھر بلائے اور حبیب اپنے حبیب کی ضیافت اپنے محل میں کرے تو پھر اس سے پردہ کرے اور اپنا جلوہ نہ دکھائے''۔ ہر نبی کو اپنے اپنے دورِ ابتلاء میں معراج ہوئی اور انھوں نے عالم مشاہدہ میں اپنے رب کا دیدار کیا اور حضور نور مجسم معدنِ کرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اولیاء امت علماءِ ملّت کو بھی وافر حصے ملے تحفہ نماز پنجگانہ ملا جو الصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ کا سرچشمہ ہے۔

اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی کا مفہوم تفسیر نیشاپوری اور دُرِّ منثور میں ہے کہ ملائکۃ الاعلیٰ نے بارگاہ مجیب الدعوات میں دعا کی: اے ربّ قدوّس! تو نے محبوب کی خاطر کائنات تخلیق کی۔ تو اس پر درود بھیجتا ہے اور ہم بھی تیرے حکم کی تعمیل میں ہر وقت درودِ مبارک سے رطبُ اللسان رہتے ہیں اور تو نے ہر مومن کو درود شریف پڑھنے کا حکم

دے رکھا ہے اور وہ بھی اپنی زندگی کے ہر لمحہ، شب وروز میں درود شریف پڑھنے میں مشغول اور مصروف رہتے ہیں تو اے ہمارے رب! آج اپنے اس مہمان کی شان کا ہمیں بے نقاب جلوہ دکھا۔ ربِّ کریم نے اُن کی دعا کو قبول فرمایا اور حکم دیا کہ تمام فرشتے سدرۃ المنتہیٰ پر سمٹ کر بیٹھ جاؤ۔ فرشتوں کی اتنی کثرت تھی کہ سدرہ کو ڈھانپ لیا۔ اس طرح قدسیانِ فلک کو بھی محبوب پاک ﷺ کے جلوۂ دیدار فرحت آثار کا شرف حاصل ہوا۔

بروایت صحیحہ ایک روز جبرائیل علیہ السلام صاحبُ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''آسمان پر ایک فرشتہ تھا جس کے اردگرد ستر (۷۰) ہزار فرشتے خدمت کے لیے کھڑے رہتے ہیں۔ اب میں نے اسے کوہ قاف میں پر شکستہ اور آہ وزاری کرتے دیکھا ہے۔ اس نے مجھے دیکھ کر سفارش کی التجا کی۔ میں نے پوچھا کہ تیرا جرم کیا ہے؟ کہا: شب معراج حسب معمول تخت پر آپ ﷺ کی آمد کی خوشی میں شکرانے کے نفل پڑھنے لگا۔ اتنے میں آپ ﷺ کی سواری گزر گئی''۔

ذکرِ حق میں محو ہو کر لے رہا تھا رب کا نام — بر تعظیم محمد رہ گیا مجھ سے قیام
بس یہی لغزش ہوئی میرے لیے وجہ وبال — آگیا اپنی جلالت میں رب ذوالجلال
حکم فرمایا نکل جاؤ او فرشتے پُر غرور — کیوں نہ کی تعظیم جب سامنے آیا میرا نور
یہ عبادت رات دن کی مجھے کرنا نامنظور ہے — دُور ہے مجھ سے جو میرے مصطفیٰ سے دور ہے

تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''اے جبرائیل علیہ السلام اس فرشتے کو جا کر کہہ دو کہ وہ تعظیم میں کھڑا ہو کر ایک مرتبہ درود شریف پڑھ لے''۔ اس فرشتے نے ایسا ہی کیا تو اللہ جل شانہ نے اسے درود شریف کی برکت سے پھر وہی مقام عطا فرما دیا۔ (جامع المعجزات فی سیر خیر البرّ مات مطبوعہ مصر)

سلامے یارسول اللہ سلامے — فرستادم بدرگاہت پیامے
خدارا سوئے مشتاقاں نگاہے — بیا پے گر نباشد گاہے گاہے

○ **ازالۂ وہم** مانند معتزلہ معجزہ کا عقلی استدلال سے انکار اور خوارج کا علمی دلائل سے تاویلات سے انکار معجزہ (سورۃ النجم) میں معراج عرشی کا ذکر مذکور ہے۔ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْمِرَّۃٍ کو صفات جبریل سے تعبیر کیا۔ ان کے نزدیک جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنا مراد ہے حالانکہ ان کا یہ قول عقل اور نقل دونوں طرح سے ضعیف ہے۔

امام فخر الدین رازی علیہ رحمۃ الباری اپنی مشہور اور مستند ''تفسیر کبیر'' میں ارقام فرماتے ہیں کہ شبِ معراج حضور ﷺ کی خواہش پر سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو ان کی اپنی اصلی شکل پر دیکھنا احادیث سے ثابت ہے۔ سابقین انبیاء کرام اور رسولانِ عظام علیہم السلام میں سے سوائے حضور ﷺ کے جبرائیل علیہ السلام کو اپنی اصلی شکل میں کسی نے نہیں دیکھا۔ حضور ﷺ نے پہلی بار غارِ حرا میں اُن کی اصلی شکل کو ملاحظہ فرمایا تھا۔ جبکہ وہ بارگاہِ رسالت

ﷺ کا خادم خاص ہے جو وحی الٰہی پر مامور ہے۔ یہ ثابت شدہ ہے کہ شب معراج جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنا کسی بھی حدیث مبارکہ سے ثابت نہیں جب کہ جبرائیل علیہ السلام اپنے مخصوص مقام سدرۃ المنتہیٰ پر ٹھہر گئے اور عرض کیا: لَوْ دَنَوْتُ اَنْمِلَۃً لَاَحْرَقْتُ۔ ''اگر بال برابر اوپر جاؤں تو ربّ قدوّس کی تجلی سے جل جاؤں''۔ آپ اوپر مقام اعلیٰ قرب دَنَا فَتَدَلّٰی پر تشریف فرما ہوئے تو قرب خاص اور دیدار الٰہی سے نوازے گئے۔ فافہم۔

قصیدہ معراجیہ

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری علیہ رحمۃ الرحمان

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے
تھکے تھے روح الامین کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی، امید ٹوٹی، نگاہ حسرت کے ولولے تھے
جلو میں جو مرغ عقل اڑے تھے عجب حالوں گرے پڑے تھے
وہ سدرہ پر ہی رہ گئے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آ گئے تھے
تجلی حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و سلام کے انوار کی بارش
دور قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے
جو ہم بھی وہاں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے
مگر کیا کریں نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے
براق کے نقش سم کے صدقے وہ گل کھلائے سارے رہتے
مہکتے گلبن مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

رفتہ رفتہ درگزشتی اندر شب زیں رواں — تا مقام قاب قوسینے کہ نامد در گماں
طے کیے سارے مدارج اور ملا مقام — ہے پرے ادراک کے اور قاب قوسین سے کم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۱۰۹)

وَقَدَّمَتْكَ جَمِيْعُ الْأَنْبِيَآءِ بِهَا
وَالرُّسُلِ تَقْدِيْمَ مَخْدُوْمٍ عَلَى خَدَمٍ

انبیاء مرسلینت پیشوا کردند در آں ہمچو مخدومی کہ گرد پیشوا اندر خدم
پیشوا تجھ کو بنایا سارے نبیوں نے وہاں تم ہو مخدوم اور وہ سب ہوئے تیرے خدم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

وَقَدَّمَتْكَ — ''واؤ'' عاطفہ جملہ مستانفہ ''قَدَّمَتْكَ'' آگے کیا آپ کو۔
جَمِيْعِ الْأَنْبِيَا بِهَا — تمام انبیاء کرام علیہم السلام ''بِهَا'' ضمیر، راجع بیت المقدس۔
وَالرُّسُلُ — تمام رسولان عظام علیہم السلام۔
تَقْدِيْمُ مَخْدُوْمٍ — ''تقدیم'' آگے کرنا، پیشوا، امام بنانا ''مخدوم'' آقا، امام۔
عَلَى خَدَمٍ — جمع خادم۔

○ **ترجمہ:** تمام انبیاءِ کرام و رسل عظام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت القدس میں اپنا امام اور پیشوا بنایا جس طرح مخدوم اپنے خادموں میں آگے آگے ہوتا ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''سفرِ محبت اسریٰ تا سفرِ وصال محبوب معراج''

○ **تشریح:** رئیس الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچے تو تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام پیشوائی کے لیے بیت المقدس میں حاضر تھے۔ جب آپ باب محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیت المقدس میں داخل ہوئے تو سب نے استقبال کیا اور مسالمہ اور مصافحہ سے نوازے گئے اور صلوۃ وسلام عرض کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کا اقرار کیا۔ پھر آذان ہوئی، صفیں درست کی گئیں۔ آخری صفوف ملائکہ کے لیے مختص تھیں۔ تکبیر پڑھی گئی تو آپ نورِ مجسم معدنِ کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو دعوت امامت نماز دی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آگے بڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر مصلّٰی پر کھڑا دیا۔

فَصَلّٰى كُلُّ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ ''پس تمام انبیاءِ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی''۔

اور سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھا، بعدہٗ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کا خطبہ پڑھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ ثنا گستری اور بلیغ خطبہ خوانی فضائل وکرامات اور معجزات پر مشتمل تھی جن سے حق تعالیٰ نے آپ کو مخصوص فرمایا تھا۔ خطبہ مبارکہ کے بعد حضرت ابوالانبیاء سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ کی تائید میں کلمات بیان فرمائے اور فرمایا: وَبِهٰذَا اَفْضَلُكُمْ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخدوم الانبیاء اور صاحب لواء الحمد کا منصب عنایت فرمایا ہے۔

نماز اقصٰے میں تھا یہی سِرّ عیاں ہوں معنیٔ اوّل و آخر
کہ دست بستہ ہیں سب پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

الغرض اولو العزم انبیاءِ کرام علیہم السلام اور حضرت ابو البشر سیّدنا آدم صفی اللہ، حضرت سیّدنا نوح نجیُّ اللہ، حضرت سیّدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ، حضرت سیّدنا داود خلیفۃ اللہ، حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ، حضرت سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیہم السلام نے حمد وثنا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں کلمات طیّبات بیان کیے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کے وسیلہ جلیلہ سے اپنی ابتلاؤں میں نجات کا ذکر کیا۔ کائناتِ عالم کے تمام خزانوں، علم وحکمت کے خزانوں، فضل وکرم اور اس کی رحمت کے خزانوں کی کنجی اسم ذات پاک سیّدنا محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنا دیا۔

وصلّی اللہ علیٰ نُورِ کزوشد نورہا پیدا ۔۔۔ زمیں ازحبِّ اوساکن فلک در عشقِ او شیدا
اگر نام محمّد را نیا وردے شفیع آدم ۔۔۔ نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجیناً
نہ ایوب از بلا راحت، نہ یوسف حشمت وجاہت ۔۔۔ نہ عیسٰی آں مسیحائی، نہ موسیٰ آن ید بیضا
زسینہ اش جامی اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ برخواں ۔۔۔ زسیر اَش چہ مے خوانی سبحانَ الّذی اَسریٰ

○ **معراجُ النبی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاح لامکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے براق پر سوار ہوکر آسمانوں کی طرف عروج فرمایا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خاص خاص انبیا کرام علیہم السلام کو استقبال اور ملاقات کے لیے آسمانوں پر متعین اور مقرر فرمایا۔ سب کے سب آسمانوں پر اپنی اپنی جگہ کھڑے ہوگئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا تو خازن بولا: مَنۡ ھٰذَا فرمایا: اَنَا جِبۡرَئِیۡلُ کہا: وَمَنۡ مَّعَکَ کہا: مَعِیَ مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو خازن نے دروازہ کھولا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان دنیا کو اپنے قدم مبارک کی برکت سے نوازا اور حضرت ابوالبشر سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام نے آگے بڑھ کر استقبال اور خیر مقدم کر کے السلام علیکم عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیا۔ اسی طرح دوسرے آسمان پر حضرت یحیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابوالانبیا سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی جبکہ وہ بیت المعمور میں قیام پذیر تھے۔ سب سے ملاقات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنّت النعیم کی سیر کے لیے تشریف لے گئے تو حوروں نے درود وسلام کے پھول نچھاور کیے اور صلوٰۃ وسلام کے تحفے پیش کیے۔ گلزارِ قدس کے رضواں نے محبت وادب سے نعتوں کے گلدستے پیش کئے۔ چاند وسورج نے اپنے نور سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ سیر کو روشن کیا۔

شیخ محقق بحوالہ شیخ کبیر عماد الدین ابن کثیر مشہور اعاظم عالم حدیث وتفسیر قدس سرہٗ نے بیان فرمایا کہ جملہ انبیاء کرام علیہم السلام، ملائکہ مقرّبین نے قبل از عروج اور بعد از نزول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں دوبار نماز پڑھی۔

نام نبیوں کے بیشک بڑے ہیں عظمتوں کے نگینے جڑے ہیں
مقتدیٰ بن کے پیچھے کھڑے ہیں جو پہلے سے آئے ہوئے ہیں

بروایت صحیحہ سب سے پہلی فرض نماز صحن کعبۃ اللہ، دروازہ کعبۃ اللہ کے سامنے ادا فرمائی۔ جس کے پڑھنے کا طریقہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے بحکم خداوند قدوس پڑھ کر بتایا۔ ہر سہ روایات اپنے اپنے مقام میں تطبیق سے صحیح ہیں اور مفتی بہ قول صحابہ کبار یہ ہے کہ بعد از نزول بیت المقدس مسجد اقصیٰ میں نماز دوگانہ نفل تھی۔

سراج السالکین، حجۃ العاشقین، شمس العارفین، سیّدی اکمل مرشد اجمل السیّد نور الحسن شاہ بخاری قدّس سرّہ الباری آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ "پاکستان" خصوصاً مقام ولایت اور حسن سیرت میں شانِ امتیازی کے حامل تھے۔ اِس گلشن ولایت کے پھول تا قیام قیامت سرسبز و شگفتہ رہیں۔

ازلطفِ خلاقِ زماں داریم ممتاز از جہاں وضعے دگر، طرزے دگر، ذوقے دگر، شوقے دگر

حسن صورت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اسم بامسمّیٰ تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

جبینش را سجودش گشتہ پُر نور چو در مصحف نمایاں آیۂ نور

آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے جمعۃ المبارک کے خطبہ مواعظ میں نہایت خوش الحانی اور جذبِ محبت و عشق اور ادب میں پر جوش انداز میں یہ نعتیہ اشعار پڑھتے۔ جس سے سامعین عجیب کیفیت حالی سے لذت، فرحت اور حلاوت پاتے۔

ہمہ انبیاء در پناہ تو اند مقیمِ درِ بارگاہِ تو اند
تو ماہِ منیری ہمہ اخترند تو سلطان ملکی ہمہ چاکرند
محمد ماہِ طیبہ، چار اختر اند اُبوبکر و عُمر و عُثمان و حَیدر
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اقولُ باللہ التوفیق وھو الرفیق بالتحقیق اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے اسم مبارک نور ہے۔ حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم پاک نور، مرشدی اکمل سیّدی اجمل کا اسم نور اور میری مسجد کا نام نور علیٰ نور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو نور ایمان اور سینہ میں نورِ عرفان عنایت فرمائے۔

پیش وائت کردہ اند آنجا رسل ہم انبیاء ہمچو مخدومے کہ باشد خادماں را پیشوا
مسجد اقصیٰ میں بن کر انبیاء کے امام آپ تھے مخدوم باقی انبیاء سب تھے خدام

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۱۰)

وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ
فِیْ مَوْکَبٍ کُنْتَ فِیْهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

ز آسمانہا بر گزشتی بر جمیع انبیاء — درگروہے کاندریشاں تو بدی صاحب علم
کرلیے ساتوں طبق تم نے بس اک دم بھر میں — تھا جلو میں جو لشکر اور تھے تم صاحب علم

لفظی ولغوی معنی مع ظرف ونحو

وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ	''وَاَنْتَ'' اورتو نے ''تَخْتَرِقُ'' تو نے چاک کیا۔
السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ	سات طبق آسمانوں ''بِهِمْ''،ضمیر راجع ملائکہ۔
فِیْ مَوْکَبٍ	سواری پر۔
کُنْتَ فِیْهِ	آپ تھے ان پر۔
صَاحِبَ الْعَلَمِ	رئیس لشکر، صاحب لواءِ سفر، قائد اعظم۔

○ ترجمہ: آپ نے ہفت طبق آسمانوں کو چاک کر کے عبور کیا اور ملائکہ نوری کے کثیر لشکر کے آپ علمدار تھے۔

○ تمہیدی کلمہ: آنکہ آمد نو فلک معراج او — انبیاء و اولیاء محتاج او

○ تشریح: حضور سیاح لامکاں متمکن مسندِ اَوْاَدْنیٰ ﷺ نے ملائکہ نوری کے جلو میں براق پر سوار ہو کر سفر اسرا میں طیِ ارض کیا اور سب خاکی مخلوق کو پیچھے چھوڑا اور پھر سفر سماء ہفت طبق افلاک کو چاک کرتے ہوئے بڑی شان وشوکت سے عرشِ عظیم پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس نوری برات کے آپ ﷺ علمدار تھے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کا معائنہ فرماتے اور ہر ایک مقام کو قدومِ میمنت سے نوازتے اور نگاہوں نگاہوں میں انبیاء کرام، ملائکہ نوری، حوران جنت اور غلاموں کے دامن بھرتے اور انوار فیضان تقسیم کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو ملائکہ نوری کا سردار اپنے لشکر کے ساتھ نیچے رہ گیا، اب آپ ﷺ آگے رفرف پر جلوہ افروز ہو کر سفر محبت سے سفر وصال حق پر تن تنہا روانہ ہو گئے۔ اَللّٰهُ اَکْبَر۔

جب آپ ﷺ عرش عظیم کے قریب پہنچے تو خیال آیا: اپنے نعلین پاک اتاروں جبکہ اولوالعزم حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کوہِ طور وادیِ سینا میں اپنی میقات پر پہنچے تو حکم ربانی ہوا:

کَقَوْلِهِ اللّٰهِ العَلِیِّ الْکَبِیْر: فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ''اپنا جوتا اتارو'' اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی (سورۃ طٰہٰ:۱۲) ''یہ وادی مقدس طور سینا ہے'' تا کہ تیرے تلوے بابرکت ہوں۔ عرش عظیم پر ربِّ عرشِ عظیم جل شانہٗ نے ندا

فرمائی: لَا تَخْلَعْ یَاحَبِیبِیْ وَلَا تُجَنِّبْنِیْ مِنَ التَّشَرُّفِ اَخیار نَعْلَیْكَ وَاَنْتَ مَعَ اللّٰهِ وَاِلَى اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَمَرادُتُكَ مِنْهُ۔ ''اے حبیب سیّد لولاک علیکَ الصلوٰۃ والسلام اپنے نعلین پاک نہ اتار اور اپنے نعلین پاک کے بوسہ کے شرف سے عرش عظیم کو محروم نہ کرنا تا کہ وہ برکت حاصل کرے''۔

لَدَى الطُّورِ مُوسٰى نُودِیَ اِخْلَعْ وَاَحْمَدُ عَلَى الْعَرْشِ لَمْ یُؤْذَنْ بِخُلْعِ نِعَالِهٖ

حکم ہوا فَالْکَلِیمُ مُرِیدٌ وَاَنْتَ مُرَادٌ ''کلیم مرید تھے تم اے حبیب مراد ہو''۔ مرید نے سوال: رَبِّ اَرِنِیْ کے جواب میں لَنْ تَرَانِیْ پایا ہے۔ اور مراد اپنی مراد دیدار الٰہی بالبصر کو پہنچا ۔ وَهٰذَا هُوَا الْمَقْصُوْدُ۔

یا نبی اللہ دیکھا ہے رتبہ تیرے نعلین پا کا عرش نے چوما ہے تلوا تیرے نعلین پا کا
جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور تو کہیں گے کہ ہاں تاج دار ہم بھی ہیں
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

فَقِیر غَفَرَلَهُ المَوْلَى الغُفور عرض کناں ہے: بوسہ تعظیم شرعاً و عرفاً از قبیل استحباب ہے، بوسہ غلاف کعبۃ اللہ، بوسہ مصحف پاک، بوسہ محبت کا دستور ہے اور بلدہ امینہ مدینۃ السکینہ علیٰ ساکنہا الصلوٰۃ والسلام کے در و دیوار، غار، پہاڑ، گلی و بازار اور خاک کو تبرکاً مس کرنا اہل محبت کا دستور ہے اور ائمہ کرام، صلحاء عظام میں منظور و مقبول ہے، نیز احادیث کثیرہ صحیحہ معتمدہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ من الملک المنعام کا دست مبارک، پائے اقدس، مہر نبوت اور اذان میں اسم مبارک پر انگلیوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر مس کرنا بلا شک وشبہ وارد اور ثابت ہے۔

محبوب کبریاء تاجدار لولاک لما علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء کے نعلین پاک کا بوسہ از روئے شرع برائے حصول مراتب مستحسن اور مستحب ہے۔ طبقہ در طبقہ، سلف تا خلف شرقاً غرباً، عرباً عجماً علما کرام، ائمہ مجتہدین میں عملاً ثابت اور نعلین شریفین اور سبز گنبد روضہ معطّر سیّد البشر علیہ صلوٰۃُ اللہ وَالسّلام کے نقشہ مبارک کا ادب کرنا، چومنا، آنکھوں سے لگانا اور سر پر رکھ کر دعا و التجا کرنا بہت بڑی سعادت کا حامل ہے۔

لِمَنْ قَدْ مَسَّ شَكْلَ نِعَالِ طٰهٰ وَجَزِیْلُ الْخَیْرِ فِیْ یَوْمِ الْمَآبِ
وَ فِی الدُّنْیَا یَكُوْنُ بِخَیْرِ عِیْشٍ وَعَزَّ فِی الْحَضَاءِ بِلَا اِرْتِیَابٍ

''اس شخص کے لیے جس نے صاحب التاج والمعراج صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کے نقش نعلین پاک کو مس کیا، روز جزا اجر عظیم پائے گا اور دنیا میں اس کی زندگی خیر و برکت سے گزرے گی اور وہ لوگوں میں باعزت ہوگا''۔

ہر سانس سے نکلے گل فردوس کی خوشبو گر عکس فگن دل میں وہ نقش کفِ پا ہو
راحتِ جاں جو تیرے قدموں میں بچھا ہو کیوں وہ خاک بسر صورت نقشِ کفِ پا ہو
اگر مل جائے خاک تیرے نقشِ کفِ پا کی آنکھوں میں لگاؤں کبھی سر پہ سجاؤں میں

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ''قسم ہے نوری تارے کی جب وہ اُترا'' نجم سے مراد: نورِ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جب وہ شب معراج عرشِ عظیم سے فرشِ زمین پر اُترے۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ''تمہارا ساتھی راہِ حق سے نہ بھٹکا اور نہ بہکا'' صَاحِبُكُمْ سے مراد: حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی ذات بابرکات بصد اعزازات ہے۔ صاحب کا معنیٰ ہے: مالک سید اور رفیق: شَدِيْدُ الْقُوٰى۔ ''زبردست قوتوں کا مالک''، ذُوْمِرَّةٍ۔ طاقتور، زوردار، یہ دونوں صفات عالیہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہیں، فَاسْتَوٰى میں فاعل کی ضمیر حضور ﷺ کی طرف راجع ہے۔ سید الرسل ﷺ کا اس مقام عالیہ اور منزلت رفیعیہ پر قیام فرمانا مراد ہے۔ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى اِستوی عرش سے آگے افق اعلیٰ فوق عرش اعلیٰ ہے۔ مکاں کی حد عبور کر کے لامکان تک رب العزت کے قرب میں پہنچے۔ وہاں سے مقام فتدلی پر فائز ہو کر سجدہ ریز ہوئے۔ اور سُبْحَانَ رَبِّىَ الْاَعْلٰى کی تسبیح سے رطب اللسان رہے۔

محمد عربی کہ آبروے ارض و سما است کسے کہ خاک درش تاج بر سر اوست
محمد عربی کہ آبروئے ارض و سما است کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر اوست

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔ ''دو کمانوں کا قرب بلکہ اس سے بھی زیادہ قرب'' فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ''اس حالتِ قرب میں اس مقام پر اللہ جل شانہ نے اپنے بندہ پر وحی فرمائی جو وحی فرمائی'' اور اس حریم ناز میں صفاتی تجلیات اور ذاتی انوار کا مشاہدہ دیدارِ الٰہی پاک نگاہوں سے کیا اور دل نے اس کی تصدیق کی اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى۔ اے مخاطب! تمہارا جھگڑنا اس پر جو آپ ﷺ نے دیکھا محض بے سود ہے۔ دکھانے والے نے جو دکھانا تھا دکھا دیا اور دیکھنے والے نے جو دیکھنا تھا جی بھر کر دیکھ لیا۔ یہ رؤیت باری تعالیٰ ایک بار نہیں بلکہ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى دوسری بار سدرۃ المنتہیٰ کے قریب نصیب ہوئی۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى۔ ''نہ درماندہ ہوئی چشمِ مصطفیٰ ﷺ اور نہ حدِ ادب سے آگے بڑھی''۔ حضور ﷺ کے لیے باعثِ ہزار سعادت اور وجہِ صد فضیلت، مقصودِ سفرِ معراج، معبودِ حقیقی کی ملاقات اور دیدار تھا جو پورا ہوا'' الحمد للہ عَلٰى ذٰلِكَ''

طے نمودی منزل ہفت آسماں را با حشم اندر آں لشکر کو بودی قائد و صاحب علم
طے کیا سات آسمانوں کا سفر با انبیاء آپ افواج ملائک میں تھے باشان و علم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۱۱)

حَتّٰی اِذَا لَمْ تَدَعْ شَأْوًا لِّمُسْتَبِقٍ
مِّنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًی لِّمُسْتَنِمٖ

زینے از قرب بہر ہیچ کس نگذاشتی جائے بالا تر بہشتی دیگر را دو قسم
رفعت وسبقت کے جو اہل تھے ان کے لیے جب نہ چھوڑی کوئی غایت اے عالم ہم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

حَتّٰی اِذَا لَمْ تَدَعْ	''حَتّٰی'' غایت کے لیے''اِذَا'' ظرف، نہ چھوڑی آپ نے یہاں تک کہ۔
شَأْوًا	حد سے بڑھنے کی جگہ''محل صعود''۔
لِمُسْتَبِقٍ	اسم فاعل، آگے بڑھنے والا، سبقت لے جانے والا۔
مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًی	''دُنُوِّ'' انتہائی قرب ''مَرْقًا'' چڑھنا، طے کرنا۔
لِمُسْتَنِمٖ	اسم فاعل، مرتفع سیڑھی پر چڑھنے والا، طالب رفعت۔

○ **ترجمہ:** آپ ﷺ چڑھتے چڑھتے ترقی کرتے رہے یہاں تک کہ کسی دوسرے کے چڑھنے کے لیے کوئی مقام نہ رہا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی۔'' عَلٰی نَبِیِّنَا وَعلیہم الصَّلوٰۃ والسّلام۔

○ **تشریح:** حضور محبوب کبریا، سلطان بارگاہ دَنَا فَتَدَلّٰی ﷺ شب معراج مدارج طے کرتے کرتے وہاں پہنچے جہاں کسی دوسرے کے لیے آگے بڑھنے کی کوئی منزل نہ چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے جلیل الاقتدار، عظیم الاختیار رسول ﷺ کو وہ قرب عنایت فرمایا کہ کسی ملائکہ مقرب اور اولوالعزم رسول کی وہاں تک رسائی ہو سکی اور نہ بعد ازں اس مرتبہ تک کوئی پہنچ سکے گا۔ اس کی واضح بین دلیل جلیل، فرمان نبی الرحمان ﷺ ''لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَانَبِیٌّ مُّرْسَلٌ'' ہے۔ یہاں تک عالم الشہادہ اور عالم الغیب کی وسعتیں آپ ﷺ کے قلب اطہر میں سما گئیں۔ آں جا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدہٖ۔

○ **شق صدر چار بار ہوا:** (۱) بچپن، (۲) ابتداوحی، (۳) معراج شریف کے موقع پر جب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ ﷺ کے سینہ پاک کو چاک کر کے قلب مبارک نکالا اور ایک زریں تشت میں رکھا اور آب زمزم سے دھویا اور اس میں علم وحکمت بھر کر اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا تا کہ قلب اطہر میں سفرِ وصال میں ملک وملکوت کے معائنہ فرمانے کی قوت پیدا ہو۔ سفرِ محبت کے مشاہدات سے سینہ فیض گنجینہ انعامات الٰہیہ کا خزینہ بن گیا۔ خالقِ مطلق نے

حضور ﷺ کو نور سے تخلیق فرما کر مقدس اور مطہر بشریت کے لباس میں ملبوس فرما کر مبعوث فرمایا اور سینہ نور گنجینہ سے خون کا نہ بہنا نور ہونے کی دلیل جلیل ہے فَلَمْ تَكُنِ الشَّقُّ بِآلَةٍ وَلَمْ سَيْلِ الدَّمِ۔ کہ شق صدر کسی آلہ سے نہ تھا اور نہ شگاف ہوا اور نہ ہی خون بہا۔ اللہ ربّ العزت کی شان ہے کہ وہ اپنی مشیت کاملہ سے جب چاہے نورانیت کو احوال بشریت پر غالب کر دے۔ بشریت نہ ہوتی تو شق کیسے ہوتا اور اگر نور نہ ہوتے تو آلہ درکار تھا اور خون بھی بہتا۔ غزوۂ احد میں احوال بشریت کا غلبہ تھا اور دانت مبارک سے خون بہا اور لیلۃ المعراج میں نورانیت کا غلبہ تھا تو شقُّ الصدر سے خون نہ نکلا۔ جسمانی معراج کا بھی یہی حال ہے۔ تینوں شانوں بشریت، ملکیت اور نورانیت میں مغایرت نہیں۔ کہیں بشریت کا ظہور اور کہیں نورانیت کا ظہور اور کہیں حقیقت محمدیہ ﷺ یعنی صورت حقی کا ظہور تھا۔

"وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ حَالِهٖ وَرَسُوْلُهُ الْاَعْظَم"

اَقُوْلُ بِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَهُوَ الرَّفِيْقُ: یہاں ایک نفیس اور لطیف نکتہ کی طرف قارئین کرام کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ رُوحِ حیات کا مستقر قلب انسانی ہے۔ جب کسی انسان کا دل اس کے سینہ کو چیر کر باہر نکال لیا جائے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے اور وہ کسی صورت زندہ نہیں رہ سکتا بخلاف دوسرے اعضا آنکھ، پھیپھڑا، کلیجہ، گردہ وغیرہ کے لیکن رسولُ اللہ ﷺ کا قلب مبارک سینہ اقدس سے جناب جبرائیل علیہ السلام نے چار مرتبہ زریں طشت بہشتی میں رکھا پھر دل اقدس کو چیرا پھاڑا، ربُّ العزت کے علم وحکمت کے بھرے طشت خزائن کو اس میں انڈیلا۔ یہ شانِ خداوندی اس کے باوجود حضور ﷺ زندہ رہے جو اس امر کی روشن دلیل ہے کہ حضور ﷺ کی رُوح مبارک ملکُ الموت کے قبض کرنے کے باوجود آپ ﷺ حیات حقیقی سے متصف ہیں۔ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ○ (سورۃ یونس:۹۲)

○ حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ وَالسّلام نبی کریم ﷺ اسماء ربانیہ وصفات الٰہیہ کے مظہر اتم اور جمیع مراتب قرب اور تمام حقائق یعنی حقیقت نبوت، حقیقت قرآن، حقیقت کعبہ، حقیقتِ نماز کے جامع ہیں اور وہ حقیقت محمدیہ ﷺ بتمام وبکمال اپنی جامعیت کے ساتھ ربّ قدُّوس نے آپ ﷺ کے وجود عنصری قلب مبارک میں رکھ دی اور یہ سب ذکر وفکر، حمد وثنا نعتیں، قصیدے اسی کے انوار وتجلیات، فیوض وبرکات ہیں۔

تا کہ در اوج فضا بگزشتی جاہِ مقام ناز تو سبقت بروکس از رسولان عظام
مرتبہ باقی نہ رکھا بڑھنے والوں کے لیے ہر بلند و پست پر تھا آپ کا نقشِ قدم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۱۲)

خَفَضْتَ كُلَّ مَقَامٍ بِالْإِضَافَةِ إِذْ
نُودِيتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

پست کردی پیش قربت ہر مقام دیگراں — چوں ترا بردند بالا اندراں گشتی علم
کردیا تب تیری رفعت نے ہرایک رفعت کوپست — ہو گیا وقت ندا مرفوع تو مفرد علم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

خَفَضْتَ كُلَّ مَقَام	پست کردیا تونے ہر مقام۔
بِالْإِضَافَةِ إِذْ	اَیْ بَلْ لِنِسْبَتِكَ إِلٰى مَقَامِكَ، اپنے مقام کی نسبت سے۔
نُودِيتَ بِالرَّفْعِ	آواز دیے گئے ''بالرَّفْعِ'' بلندیٔ مقام۔
مِثْلَ الْمُفْرَدِ	اَلْمُفْرَدُ بِالْكَمَالَاتِ وَالْفَضَائِل معنیٰ: اپنی شان میں یکتا۔
الْعَلَمِ	''الْعَلَمِ'' بلندوبالا۔

○ **ترجمہ:** آپ ﷺ نے تمام انبیا کرام علیہم السلام کے مقامات کو اپنے مراتب عالیہ کے مقابلہ میں پست کردیا جبکہ آپ ﷺ مفرد علم سے بلائے گئے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ مِنْ مَّقَامٍ إِلٰى مَقَامٍ هُوَ اَعْلٰى مِنْهُ ﷺ

○ **تشریح:** شب معراج شہنشاہ ارض وسما علیہ افضل التحیۃ والثنا کو عرش معلیٰ پر رب العلی نے یَا مُحَمَّدُ اُدْنُ مِنِّیْ فرما کر بلایا تو آپ ﷺ انوار الٰہیہ کے جلو میں ترقی کی منزلیں طے کرتے کرتے اس مقامِ رفعت تک پہنچے، جہاں سب کو آپ نے پیچھے چھوڑ دیا اور وہ بلندی پائی جو اپنی شان میں منفرد حیثیت کی حامل ہے۔

امام فخر الزّماں رَفَعَ اللهُ فِی الدَّارَیْن نے اس شعر کو صنائع بدائع، شعری اور صنعت مراعۃ النظیر سے نہایت احسن طریق سے پرویا ہے اور اصطلاحاتِ نحو سے قصیدہ خوانی کی جو نہایت اعلیٰ درجہ کی حامل ہے اصطلاحات کو خفض، اضافت، الندا، الرفع، المفرد، العلم وغیرہ کا نہایت احسن طریقہ استعمال فرمایا ہے۔ حضور مدینۃ العلم ﷺ کی تعریف وتوصیف، قصیدہ اور نعت کو علم نحو کے قواعد سے بیان فرمایا۔ جو آپ ہی کی شان کے لائق ہے۔

الرَّفع رَفَعَ اللّٰهُ بِكَ ''اللہ تعالیٰ نے رفعت عنایت فرمائی'' المفرد العلم۔ یکتا، بلاشرکت غیرے۔ كُلُّ مَقَامٍ مِّنْ مَّقَامِكَ الْأَنْبِيَاءِ كِرَامِ وَ الرُّسُلِ الْعِظَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ. اَنَّ مَقَامَ الْمَحَبَّةِ اَرْفَعُ مِنْ مَّقَامِ الْخُلَّةِ. کہ مقام محبت بلند تر ہے مقام خلت سے۔

منادیٰ جب اسم علم ہو تو اس پر پیش ہوتی ہے یعنی فردِ واحد، یکتا، اس مقام پر نام نامی اسم گرامی یا محمد ﷺ

رَفع سے یاد فرمایا۔ رفع حرف کے اوپر ہوتا ہے اور کسرہ نیچے لہٰذا اسم پاک بالرفع کی ندا سے آپ ﷺ کو لفظاً ومعناً وہ جلیل القدر رفعت عطا فرمائی کہ جملہ کائنات آپ ﷺ سے نیچے رہ گئی۔ نیز علم صرف ونحو کے لحاظ سے ضمہ میں باعتبار تلفظ ثقل ہے۔ بمقابلہ فتحہ اور کسرہ سے لہٰذا ضمّہ میں عظمت زیادہ ہے۔

ناظم فاہم تَغَمَّدَهُ اللّٰهُ بِردآءِ رَحْمَتِهٖ نے تلمیحاً اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا۔ کَقَوْلِهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ "محبوب! ہم نے تیرے لیے تیرے ذکر کو بلند کیا" اس آیت رفیعیہ کریمہ میں ذکر کی بلندی سے یہ مراد ہے کہ محبوب جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ذکر کے ساتھ تیرا بھی ذکر کیا جائے گا۔ مثلاً کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت، آذان، تکبیر، خطبہ جمعۃ المبارک، خطبہ وعظ، منبروں پر خطیب، مصلّوں پر امام، مسندِ افتا پر مفتی، مسندِ ارشاد پر سجادہ نشین اور مسندِ نبوت پر انبیا اور عرش پر ملائکہ باادب باوضو میرے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے رہیں گے۔ آپ (ﷺ) کے فضائل وکمالات، انوار وتجلیات، فیوض وبرکات اور معجزات کا ذکر ہوتا رہے گا اور خاص الخاص میری عبادت نماز میں جہاں میرے لیے سجدہ ہے وہاں محبوب (ﷺ) تیرے لیے صلوٰۃ وسلام رکھ دیا گیا ہے۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (سورۃ الضحیٰ:۴) "محبوب بیشک پچھلی گھڑی تمہارے لیے پہلی گھڑی سے بہتر ہے"۔ گویا حق جل سلطانہ' کا وعدہ ہے کہ آگے آنے والے لمحات اور ساعات آپ ﷺ کے گزشتہ احوال سے بہتر اور برتر ہوں گے اور روز بروز آپ (ﷺ) کے درجات بلند کرتا رہوں گا، عزت پر عزت، رفعت پر رفعت، عظمت پر عظمت کا منصب عنایت کرتا رہوں گا اور ساعت بساعت آپ (ﷺ) کے مقامات اور مراتب ترقیوں پر رہیں گے۔ ثانیاً: مفہوم یہ کہ آپ (ﷺ) کی آخرت دنیا سے بہتر ہوگی۔ وہاں آخرت میں آپ (ﷺ) کے لیے مقامِ محمود، تاجِ شفاعتِ کبریٰ، حوضِ کوثر، خیرِ کثیر اور جنت النعیم وغیرہ ذٰلِكَ کی بے انتہا عزتیں، شانیں اور عظمتیں ہیں۔

يُصَلِّيْ عَلَيْهِ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ بِهٰذَا بَدَا الْعٰلَمِيْنَ كَمَالُهٗ

بروایت صحیحہ روزِ قیامت عرشِ عظیم کے نیچے جب آپ ﷺ سجدہ کریں گے تو ربّ قدوس اس روز بھی اِرْفَعْ رَاْسَكَ يَا مُحَمَّدُ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ) کے کلمہ رفعت سے پکارے گا۔ مومن آپ ﷺ کی یہ عظمتیں، رفعتیں اور شانیں روزِ قیامت اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ۔

پست کر دی نسبت ہر یک مقام انبیاء — رفع شد ہمچو نام مفرد از حرف ندا
کردیے پست آپ نے سب کے مدارج اور مقام — جب ہوئے مدعو بلندی پر یگانہ باحشم

مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَ بَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۱۳)

کَیْمَا تَفُوْزَ بِوَصْلٍ اَیِّ مُسْتَتِرٍ
عَنِ الْعُیُوْنِ وَسِرٍّ اَیِّ مُکْتَتِمِ

تا مقام وصل پنہاں یافتی چشم خلق — سر پنہائی بدانستی زاد صاف قدم
تاکہ تو اس وصل پر فائز ہو جو ہے مُستَتر — تاکہ تو اس راز سے واقف ہو جو ہے مکتتم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

کَیْمَا تَفُوْزَ	''کَیْمَا'' حرف تعلیل ''ما'' زائدہ ''تَفُوْزَ'' فائز المرام ہونا۔
بِوَصْلٍ اَیِّ مُسْتَتِرٍ	''وَصْلٍ'' قرب ''اَیِّ'' حرف تفسیر یہ، کامل پوشیدگی۔
عَنِ الْعُیُوْنِ	''عُیُوْنِ'' جمع عین، معنی، آنکھ۔ آنکھ کی پتلی۔
وَسِرٍّ	راز، اسرار الٰہیہ۔
اَیِّ مُکْتَتِمِ	یعنی نہایت ہی پوشیدہ راز لَایَطَّلِعُ عَلَیْهِ اَحَدٌ۔

○ ترجمہ: یہ ندا اس لیے تھی کہ آپ ﷺ اس نعمت وصل سے فائز المرام ہوں جو آج تک کسی آنکھ کو دیکھنی نصیب نہیں ہوئی اور اس سربستہ راز سے مطلع ہوں جس سے کبھی کوئی آگاہ نہیں ہوا۔

○ تمہیدی کلمہ: برائے سرانجام کارِصواب — یکے از ہزاراں شود انتخاب

○ تشریح: حضور مظہر نورِ کبریا، تاجدار مقام لولاک لَمَا عَلَیهِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّناء جب مقام دَنَا فَتَدَلّٰی پر جلوہ افروز ہوئے تو ندا آئی: اُدْنُ مِنِّیْ یَامُحَمَّدُ اِتَّخَذْتُ حَبِیْبًا ''اے محمد! (ﷺ) میرے قریب آؤ میں نے تمہیں اپنا حبیب چن لیا ہے''۔ تاکہ اس وصل سے نوازا جائے جو آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا اور نہ اس راز سربستہ تک کسی کی نظر پہنچی وَصْلٍ سے مراد قرب الٰہی اور مُسْتَتِرٍ سے مراد کامل استتار ''دیدار الٰہی'' بِظُهُوْرِ عَظْمِ مَنْزِلَتِهٖ وَقَصْرِ النَّظْرِ اِلٰی جَمَالِهٖ وَجَلَالِهٖ یہ اظہارِ عظمت ومنزلت کہ آپ ﷺ کی نظر انور کا اس کے جمال وکمال کو ایسا دیکھا کہ دیکھنے کا حق ادا کر دیا۔ یعنی آپ ﷺ وصل الٰہی سے واصل اور دیدارِ الٰہی سے فائز المرام ہوئے اور آنکھ نے جو دیکھا دل نے اس کی تصدیق کی۔ اس رؤیت میں تردد وشک نے راہ نہ پائی جو دیکھا۔ اور فرمایا آپ ﷺ نے: اِنَّ اللّٰهَ اَعْطٰی مُوْسٰی الْکَلَامَ وَاَعْطَانِی الرُّؤْیَۃَ۔ ''بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے اور مجھے رؤیت سے نوازا''۔ رویت دیدارِ الٰہی فقط محبوب کا حصہ ہے۔

دید خدا را نہ بچشم دگر — بلکہ ہمیں چشم ہمیں چشم

یہ خاصہ محبوب ہے کہ سربستہ راز راز رہیں۔ انہیں مخفی راز کی طرف اشارہ ہے۔ راز اخیار کا حصہ ہیں نہ کہ اغیار کا۔

لَا یَکْتُمُ السِّرَّ اِلَّا کُلَّ ذِیْ فَطَرٍ وَالسِّرُّ عِنْدَ کِرَامِ النَّاسِ مَکْتُوْمٌ
وَالسِّرُّ عِنْدَ فِیْ بَیْتٍ لَہٗ غُلِقَ قَدْ ضَاعَ مِفْتَاحُہٗ الْبَابُ مَخْتُوْمٌ

"سرّ پوشیدہ نہیں رہتا مگر ارباب ہمت سے کہ راز عزت والے مخفی رکھا کرتے ہیں۔ راز اس گھر میں رہنے والا ایسا خزانہ ہے جو مقفل کر کے اس کی کنجی ضائع کر دی گئی ہو اور دروازہ پر مہر لگا دی گئی ہو"۔ وَلِلّٰہِ دُرٌّ لِلْقَائِلِ۔

نہ ہر سینہ را راز دانی دہند نہ ہر دیدہ را دیدہ بانی دہند
نہ ہر گوہرے دُرّۃ التَّاج دہند نہ ہر مُرسلے اہلِ معراج شد

اہلِ حال وصاحبانِ مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ اگر اسرار ظاہر ہو جائیں جو قلب محبوب ربّ ذُوالجلال والاکرام ﷺ پر شب اسراء منکشف فرمائے گئے تو جمیع الاولین والآخرین ان انوار کے متحمل نہ ہوسکیں اور اگر ذرہ بھر بھی پردہ اٹھ جائے تو احکامِ شریعت معطل اور ارواح اور اجسام بکھر جائیں اور عقول اور علوم مضمحل ہو جائیں۔

وہ قرب جو محبوب کو ہر وقت ہے حاصل ہو شرح اس اجمال کی بے کلک متن آج
ہو نسخہ امکاں سے عیاں معنیٰ توحید ہو جائے متن شرح، شرح متن آج

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ شب معراج کو متعدد شانوں سے وحی فرمائی گئی۔ پہلی قسم شریعت اسلامیہ جو آپ ﷺ کو تبلیغ سے عوام تک پہنچانے کا حکم تھا مثلاً آیاتِ محکمات۔ دوسری قسم وحی جو خواص تک پہنچانے کا حکم تھا مثلاً آیاتِ متشابہات۔ تیسری قسم وحی جو اخصُّ الخاص تک ظاہر کرنے کی اجازت تھی جو حقائق اور نتائج علوم ذوقیہ تھے، مثلاً آیات حروف مقطّعات۔ چوتھی قسم وحی وہ تھی جو محبوب اور محبّ کے درمیان راز تھی جس کا افشا کسی ایک پر بھی نہ ہوا۔

بَیْنَ الْمُحِبَّیْنَ سِرٌّ لَیْسَ یُفْشَہٗ قَوْلٌ وَّلَا قَلَمٌ لِلْخَلْقِ یَحْکِیْہٖ

جو شبِ معراج دنا فتدلی کے مقام پر وحی ہوئی جس کا اشارہ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کے الفاظ سے فرمایا گیا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بَسِرِّ حَقِیْقَۃٍ وَرَسُوْلُہُ الْاَعْظَمُ۔

تا شوی فائز بہ راز وصل کاں باشد نہاں از تماشائے نگاہ و نیز ز ادراک جناں
تا کہ ہوں اسرار پوشیدہ سے واقف بعد وصل حق نے ظاہر کر دیئے سب راز از فضل وکرم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

○

(۱۱۴)

فَحُزْتَ كُلَّ فَخَارٍ غَيْرَ مُشْتَرَكٍ
وَجُزْتَ كُلَّ مَقَامٍ غَيْرَ مُزْدَحَمِ

جمع کردی ہر بزرگی کان نبود ہ مشترک — برشدی از مقامے کان نبودی مزدحم
کر لیا ہر مرتبہ حاصل غیر کی شرکت بغیر — کرلیا ہر درجہ طے بے ہمسر و بے ہمقدم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

فَحُزْتَ	''حاز'' مصدر معنی: اکٹھا کرلیا آپ نے
كُلَّ فَخَارٍ	''فَخَارٍ'' جمع فخر فضائل، شمائل وفضائل، ہر منزل اور مقام میں خصائل۔
غَيْرَ مُشْتَرَكٍ	صیغہ اسم مفعول اشتراک، جس میں دوسرا ساجھی نہ ہو۔
وَجُزْتَ كُلَّ مَقَامٍ	عبور کرلیا آپ نے ہر مقام۔
غَيْرَ مُزْدَحَمِ	بغیر کسی کی مزاحمت کے۔

○ **ترجمہ:** آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے تمام فضیلتیں بلاشرکت غیرے حاصل کرلیں اور تمام مقامات علیا بغیر کسی مزاحمت کے عبور کر گئے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** سمجھا نہیں ہنوز مرا عشق بے ثبات — تو کائنات حسن ہے یا حُسنِ کائنات

○ **تشریح:** شہنشاہ نبوت، تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ہر فضیلت لائق فخر وباعث عزت بلاشرکت غیرے حاصل کرلی كُلَّ فَخَارٍ سے مراد: شانِ ختم نبوت، مقام وسیلہ، مسندِ شفاعت کبریٰ اور حوض مورود الکوثر ہے اور كُلَّ مَقَامٍ سے محبت اور رسالت عامہ اور غَيْرَ ذَالِكَ اِلٰى مَالَانِهَايَتَهٗ ذات ذوالجلال والاکرام سے پائی ہے جس میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا کوئی بھی سہیم اور شریک نہیں۔ قَالَ مَارُوِیَ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِیْ حَدِيْثِ الْاِسْرَاء پھر ہر مقام تک پہنچے اور ہر مقام علیا کو طے کیا جو پانچ سو سال کی راہ ہے اور ایک لمحہ طرفۃ العین میں طے کرلیا۔ علیٰ ہذا القیاس اسی طرح حجاب درحجاب اٹھتے گئے اور ستر ۷۰ ہزار پردوں کو عبور کیا۔ عرش عظیم پر پہنچے تو نوری حجاب بھی دور ہوگئے۔ عرش عظیم پر سجدہ کیا اور سجدہ میں وہ تسبیح پڑھی جو اللہ جل شانہ نے القا فرمائی۔

○ **سجدہ** حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے روز ازل جب اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے نور کو تخلیق فرمایا دو سجدے کیے: پہلا سجدہ عبودیت دوسرا شکرِ قبولیت کا۔ دنیا میں ولادت کے بعد سب سے پہلے سجدہ کیا۔ شب معراج عالم بالا حریم قدس میں پہنچے تو رب قدوس کی بارگاہ کریمی میں سجدہ ریز ہوگئے اور روز قیامت ''حدیث شفاعت'' کے مطابق سجدہ کریں گے تو رب کریم آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو شفاعت کبریٰ کا منصب عنایت فرمائے گا۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی سجدہ کی تسبیح امت

مرحومہ کو عطا فرمادی۔ ربِّ العزّت اپنی بارگاہ رحمت میں سجدہ ریز ہونے کی سعادت ازلی اور توفیق ابدی نصیب فرمائے۔ آمین یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ۔

حدیث اسرا میں فرمایا کہ جب میں عرش عظیم پر پہنچا تو ایک قطرہ میرے منہ میں آٹپکا مَا ذَاقَ الذَّآئِقُوْنَ شَیْئًا قَطُّ اَحْلٰی مِنْھَا۔ دنیا اور آخرت میں کسی چکھنے والے نے اس سے زیادہ شیریں اور لطیف چیز نہ چکھی جس سے مجھ پر تمام علوم اولین وآخرین منکشف ہوگئے۔ علوم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ تو ان علوم کی ایک جزی ہیں۔

بروایت صحیحہ معتمدہ فرمایا: جب حریم قدس مقام دَنَا فَتَدَلّٰی پر پہنچا تو حق جل شانہٗ نے فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَہٗ فِیْ ثُدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ ''اپنا دست اقدس میرے سینہ پر رکھا اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے کندھے میں پائی، پس میں نے زمین وآسمان کے تمام علوم جان لیے جس سے اہل علم وارباب معرفت، علم ومعرفت کا حصول کرتے رہیں گے''۔

خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے
کمانِ امکان کے جھوٹے نقطو! تم اوّل، آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

بروایت صحیحہ حق جل شانہ نے خلافت عظمٰی کا خلعت زیب تن فرما کر، محبوبیت خاصہ کا تاج سر اقدس پر سجا کر، شفاعت کا چمکتا دمکتا نوری سہرا سر پر باندھ کر، کونین میں عظمت شان کے نعلین پاؤں میں پہنا کر حمایت اور امت کا عصا دست مبارک میں دے کر، اپنی سلطنت فرش تا عرش، مکاں تا لامکاں کا شب اسرا میں دولھا بنایا اور تقرب الی اللہ کے ان مقامات علیا تک پہنچایا جہاں سے رؤیت الٰہی کے انوار سے اپنی ذات وصفات کا مظہر بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔

ہر رتبہ کہ بود در امکان بر اوست ختم ہر عظمتے کہ داد خدا شد بر او تمام
تو آنجا کہ جائے نیست آنجا رسیدہ

جمع کردی فخر ہائے اشتراک از بر مقام وز نوشتی ہر وفائے را بغیر بے مزدحم
غیر شرکت سب فضائل آپ میں موجود ہیں طے کیا سب مرتبوں کو آپ نے بے مزدحم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

(۱۱۵)

وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّيتَ مِنْ رُتَبٍ
وَعَزَّ إِدْرَاكُ مَا أُولِيتَ مِنْ نِعَمِ

پس بزرگ است آنچہ ادنت ز فضل مرتبت — بس عزیز است آنچہ بخشیدت خداوند نعم

وہ مراتب ہیں جلیل القدر جو تجھ کو ملے — ممتنع ہے ان کا ملنا جو ملیں تجھ کو نعم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

وَجَلَّ مِقْدَارُ	''واوٗ'' استینافیہ ''جَلَّ'' جلالت، عظمت ''مِقْدَارُ'' اندازہ۔
مَاوُلِّيتَ مِنْ رُتَبٍ	''مَا'' موصولہ ''وُلِّيتَ'' متولی بنانا ''رُتَبٌ'' مرتبہ۔
وَعَزَّ إِدْرَاكُ	''عَزَّ'' صیغہ ماضی عزیز نادر الوجود ''ادراک'' پالینا۔
مَا أُولِيتَ	''مَا'' موصولہ ''أُولِيتَ'' ایلاء مصدر عطا کرنا۔
مِنْ نِعَمِ	''مِنْ'' بیانیہ ''نِعَمِ'' جمع نعمت، انعامات عالیہ۔

○ ترجمہ: آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم جن مراتب عالیہ پر فائز المرام ہوئے ان کی عظمت بہت بڑی ہے اور جو نعمتیں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کو ملیں ان کا پانا کسی دوسرے کے لیے ناممکن ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** مرتبے بے شمار اور عظیم القدر — الطاف حد ادراک سے برتر

○ **تشریح:** لیلۃ المعراج میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور ہمارے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کے درمیان وہ اسرار، حقائق اور دقائق کھلے جن تک ابرار واخیار کی رسائی نہیں۔ اس لیلۂ عظیمہ کے امور جلیلہ عظیمہ کو بیان کرنے سے عقلیں عاجز اور قلم لکھنے سے قاصر ہیں۔ مصرعہ اُولیٰ میں وُلِّيتَ فرما کر اشارۃً کنایۃً بتایا گیا کہ روز محشر امور شفاعت کے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم والی ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ''محبوب روز محشر آپ کی ان عطا کردہ صفات عالیہ اور مقامات کے ظہور کا دن ہوگا جس میں یگانے تو اپنے ہیں، بیگانے بھی آپ کی شانیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور لفظ جَلَّ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی ایسی شانِ جلالی کی عطا کی خبر دیتا ہے جس سے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کے اعداء دم بخود ہو جائیں گے۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے — نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

مصرعہ ثانیہ میں أُولِيتَ میں اشارہ کیا گیا کہ وہ مراتب اور نعمتیں جو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کو عنایت کی گئیں ہیں وہ رسمی و رواجی نہیں، جن کو کوئی سمجھ سکے بلکہ یہ وہ خاص انعامات الٰہیہ ہیں جن کی کیفیت، کمیت کسی کے فہم وادراک کی حد سے بہت برتر ہے کہ کوئی اپنی زبان سے بیان کر سکے یا اپنی قلم سے تحریر کر سکے یا احوال قلبی سے یہ جان سکے۔

○

(۱۱۶)

بُشْرٰی لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا
مِنَ الْعِنَایَۃِ رُکْنًا غَیْرَ مُنْھَدِمٖ

مژدگانی باد مارا اے مسلماناں کہ ماں — از عنایت ہست رکنی کاں بود در از ہدم

ہو مبارک یہ بشارت اے مسلمانانِ قوم — ہے شریعت اس کی اپنے حق میں ایک مضبوط تھم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

بُشْرٰی لَنَا	بشارت مبتدا محذوف "ھذا" لام برائے تخصیص ہمارے لیے۔
مَعْشَرَ الْاِسْلَام	گروہ اسلامیاں، مسلمانان عالم، امتِ مُسلمہ۔
اِنَّ لَنَامِنَ الْعِنَایَۃِ	بے شک ہمارے لیے "عِنَایَۃِ" مہربانی۔
رُکْنًا	مضبوط ستون مراد ذات مصطفے ﷺ یا شریعت اسلامیہ۔
غَیْرُ مُنْھَدِمٖ	صیغہ اسم فاعل مصدر "انہدام" کبھی نہ گرنے والا، نہ ٹوٹنے والا۔

○ **ترجمہ:** اے اہلِ اسلام تمہیں بشارت ہو کہ ہمارے لیے دین اسلام حقہ ایک ایسا مستحکم رکن "ستون" عنایت فرمایا گیا ہے جو کبھی گرنے والا نہیں ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** طُوْبٰی لَھُمْ وَبُشْرٰی مبارک اور بشارت ہو۔

○ **تشریح:** ناظم فاھم ادام اللّٰہ بِالْعِزَّۃ وَالرِّفْعَۃِ نے اس بیت مبارک میں تلمیحاً اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ فرمایا: وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا۔ "مبارک ہو تمھیں اے مومنو! بے شک تم پر اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے"۔ رُکْنًا سے مراد: دین وایمان کا مرکز ومحور اور منبع حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ ختم نبوت اور حیات النبی ﷺ کا عقیدہ دین وایمان کا بنیادی عقیدہ ہے جو احادیث متواترۃ کثیرہ سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت ورسالت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ آپ ﷺ کی حیات سے اُمتِ مسلمہ کی حیات وابستہ ہے یا رُکْنًا سے مراد: دین اسلام حقہ ہے۔ دین اسلام کا قیام بانی اسلام حضور ﷺ کی وجہ سے ہے جو تغیر، تبدل، نسخ، منسوخ سے پاک ہے اور سابقہ ستر (۷۰) ادیان کا ناسخ ہے یا آپ ﷺ کی سنّت مطّہرہ اور سیرت طیّبہ بھی اور باقی دین بھی اور قرآن بھی رہے گا، کبھی منہدم نہیں ہوگا کہ اس دین اسلام کے بعد نہ کوئی دین ہے اور نہ نبی اور نہ کتاب۔

شب معراج کے انعامات، اعظم نعماء الٰہیہ ہیں جو شب اسریٰ کے دولہا شہنشاہ دَنَا فتدلّٰی علیہ افضلُ التّحیۃ وَ اَکْبَرُ الثّناءِ کو ربّ العزت نے عنایت فرمائے اور امت مرحومہ کو کثیر التعداد تحائف سے نواز کر انہیں بشارت دی۔

هٰذِهِ الشَّرِيْعَةُ بَاقِيَةٌ إِلٰى يَوْمِ التَّنَادِ بِعِنَايَةِ رَبِّ الْعِبَادِ وَاللّٰهُ مُعْطٍ وَهَادٍ۔

كَقَوْلِهٖ جَلَّ شَانُهٗ: إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ (سورۃ آل عمران:۱۹) ”بیشک اللہ جل شانہٗ کے نزدیک پسندیدہ اور برگزیدہ دین، دینِ اسلام ہے“۔ جس دین میں اللہ جل شانہٗ کی رضا ہے اس کے علاوہ کوئی اور دین قابلِ قبول نہیں۔

كَقَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ: اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا (سورۃ المائدہ:۳)۔ ”آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کردیا اور اپنی نعمتوں کا اتمام کردیا اور میں راضی ہوں اس دین اسلام پر“۔ دین کی تکمیل وتعمیم کا یہ مفہوم ہے کہ اب اس دین کے بعد کوئی دین نہیں اور اس دین میں اب نسخ، منسوخ، تغیر، تبدل اور ردوبدل نہیں ہوگا۔ اس دین نے سابقہ سارے دینوں کو منسوخ کردیا۔ اس آیت عظیمہ کا نزول جمعۃ المبارک یوم عرفہ الوداع کے موقعہ پر ۱۰ ہجری المقدسہ عین خطبہ حج میں ہوا تو حضور ﷺ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کی جماعت سے مخاطب ہوکر فرمایا: ”بتاؤ جو کچھ مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف نازل ہوا وہ میں نے تمہیں پہنچا دیا؟ سب نے یک زبان ہوکر اس کی بلند آواز سے تصدیق کی تو حضور ﷺ نے جبل رحمت پر اونٹنی پر سوار آسمان کی طرف اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا اور کہا: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔ ”اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا“۔

حضور پر دین کی تکمیل ہوئی، کارِ نبوت کو پورا فرما کر حضور ﷺ خاتم النبیین کے لقب سے ملقب ہوئے۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد لَانَبِيَّ بَعْدِيْ کا فرمان ذی شان قیامت تک جاری وساری ہے اور حضور ﷺ کی نبوت تا قیام قیامت قائم ودائم رہے گی۔ بروایت فَمَنِ ادَّعٰى بَعْدَ النُّبُوَّةِ فَهُوَ دَجَّالٌ ”اب جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ دجال اور کذاب ہے“۔

بروایت صحیحہ فرمایا: لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عُمر ہوتا۔ بروایت ثانیہ فرمایا: لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ نَبِيًّا اور اگر میرا صلبی بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا ”رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا۔

لہٰذا میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور نہ قرآن پاک کے بعد کوئی الہامی کتاب اور نہ دین اسلام کے بعد کوئی نیا دین ہوگا۔

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِالْقُرْاٰنِ إِمَامًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مژدہ باد اے معشر اسلام و ملت مژدہ باد — شد عطا ما را ز الطاف خدا محکم عماد

اے مسلمانو! یہ خوشخبری ہے اپنے واسطے — اک ستون ایسا ملا مضبوط از فضل وکرم

مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۱۷)

لَمَّا دَعَی اللّٰہُ دَاعِیْنَا لِطَاعَتِہٖ
بِاَکْرَمِ الرُّسُلِ کُنَّا اَکْرَمَ الْاُمَمِ

چوں خدا مارا بطاعت خواند بفرستاد او — بہتر پیغمبراں گستیم ما خیر الامم
جب پیغمبر کو ہمارا حق کہے خیر الرسل — امتوں میں کس لیے پھر ہم نہ ہوں خیر الامم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو ت

لَمَّا دَعَی اللّٰہُ	''لما دعا'' ''دَعَی'' بمعنیٰ: سمیٰ، اللہ تعالیٰ نے نام رکھا۔
دَاعِیْنَا لِطَاعَتِہٖ	''دَاعِیْنَا'' ہمارے داعی: ''لِطَاعَتِہٖ'' فرمانبرداری کا۔
بِاَکْرَمِ الرُّسُلِ	''اکرم الرسل'' تمام رسولوں سے افضل واعلیٰ۔
کُنَّا	ہوئے ہم۔
اَکْرَمَ الْاُمَمِ	''اُمَمَ'' جمع امت، افضل الامت۔

○ **ترجمہ:** جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے حضور ﷺ کو جو اطاعت الٰہی کی دعوت دیتے ہیں، اکرم الرسل کہہ کر پکارا تو ہم اس نسبت سے اکرم الامت ہوئے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** حضور خیر الرسل ﷺ اور امت، خیر الامم۔

○ **تشریح:** امام ناظم افاض علینا انوارھم نے اس بیت مبارکہ میں تلمیحاً اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ فرمایا: یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا○ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا○ (سورۃ الاحزاب: ۴۵-۴۶) ''اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی! بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈرسنانے والا اور اللہ کی طرف دعوت دینے والا اس کے اذن سے چمکتا دمکتا سورج بنا کر''۔ ان صفات عالیہ کو بِاِذْنِہٖ سے ممتاز فرمایا اور اُمتِ مُسلمہ کو بشارت دی کہ تم پر یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے۔

ہیں رسول اللہ جیسے تمام رسولوں کے امام — ان کی امت کو کہا اللہ نے خیرالامم

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ کا خطاب کتنا دلکش، پیارا اور محبت بھرا ہے اور رب العزت نے اپنے نبی ﷺ کو یہ صفات خمسہ بلا محنت، بلا طلب محض اپنے فضل سے بطور عطیہ وتحفہ عنایت فرمائیں اور اُمّت مسلمہ کو بشارت اور مبارک دی کہ میں نے تم میں اپنے فضلِ جمیل اور کرمِ کریم سے ایسا ہمہ صفت موصوف نبی مبعوث فرمایا اور کنتم خیر امۃ کے مبارک لقب '' خیر الامم، اکرم الامم'' سے یاد کیا کہ ہمارا رسول تمام رسولوں سے افضل ہے تو یہ امت بھی تمام امتوں سے افضل و اکرم ہے کہ خیر الامت کا لقب ربّ قدوس نے عنایت فرمایا ہے کہ یہ اُمت، اُمتِ مُسلمہ

اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تبلیغ اور دین اسلام کی خدمت میں ایک امتیازی مقام کی حامل ہے۔
اَلشَّیْخُ الشَّھِیْرُ الوَلِیُّ الکَامِلُ اِمَام مُحَمَّد المَہْدِی الفَاسِی قُدِّسَ سِرُّہُ القُدُسِی "مَطَالِعُ الْمُسَرَّاتِ بِدَلَائِلِ الْخَیْرَاتِ میں ارقام فرماتے ہیں:
قَالَ الشَّیْخُ اَبُو عُثْمَانَ الْفرغَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَالِی لَمْ یَکُنْ دَاعٍ حَقِیْقِیٌّ مِّنَ الْاِبْتِدَاءِ وَاِلَّا ھٰذِہِ الْحَقِیْقَۃُ الْمُحَمَّدِیَّۃُ الَّتِی ھِیَ الْاَصْلُ لِجَمِیْعِ الْاَ نْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ ھُمْ کَالْاَجْزَاءِ وَالتَّفَا صِیْلِ الْحَقِیْقَۃِ۔ "فرمایا کہ روز ازل تا روز ابد داعی حقیقی کوئی نہیں سوائے حقیقت اَحمدیّہ علی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحیّۃِ کے جو تمام انبیا کرام کی اصل ہے اور وہ سب اس کے اجزا ہیں اور اس کی حقیقت کی تفصیلات۔ پس انبیا کرام علیہم السلام کی دعوت بحیثیت جزئیت کے بایں معنیٰ تھی کہ وہ کل کے خلیفہ ہیں۔
حضور ﷺ کی دعوت ایسی ہے جیسے کل کی دعوت۔ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ "ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا"۔ تمام انبیا کرام و رُسل عظام علیہم السلام اور ان کی امتیں سب اس میں شامل ہیں۔ وَکَانَ ھُوَ دَاعِیًا بِالْاَ صَالَۃِ بِالْحَقِیْقَۃِ وَجَمِیْعُ الْاَ نْبِیَآءِ وَالرُّسُلُ عَنْ تَبْعِیَّتِہٖ وَکَانُوْ خُلَفَآءَ وَنُوَّابَہٗ فِی الدَّعْوَۃِ۔ انتہیٰ کلامہٗ۔ "حضور پُر نور سراپا نور، نور علیٰ نور سیّد یوم النشور ﷺ داعی الی اللہ بالا صالۃ اور باقی سب ہمارے نبی ﷺ کے بالتبع داعی اور آپ کے خلیفہ اور نوائب ہیں"۔
خَیْرُ الْاُمَمِ جب آپ ﷺ افضل الرسل ہیں تو ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی امت خیرُ الاُمَم اور افضل الامم ہوئی۔ تورات شریف میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اس امت کی تعریف پڑھی تو بارگاہِ خداوند قدوس میں عرض کیا: اے رب العالمین! یہ امت مجھے دے دے۔ حکم فرمایا: یہ تو میرے پیارے محبوب سید لولاک علیک الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے"۔ عرض کی: "تو اے رب کریم! تو مجھے اس نبی امی ﷺ کا امتی بنا دے۔ فرمایا: یَجْمَعُ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ فِی دَارِ الْجَلَالِ۔ "روز قیامت میں تجھے نبی ہونے کے باوجود امتِ محمّدی علی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامِ میں تَعْظِیْمًا لِنَبِیِّہٖ وَتَنْوِیْمًا لِشَانِہٖ اُٹھاؤں گا۔

پس بشانش نگاہ موسیٰ کرد شد امّتش خود تمنا کرد

○ **خصائص امت اور انعامات الٰہیہ**: تحفہ معراج پنجگانہ نماز، رکوع و سجود والی عبادت نماز، آذانِ نماز و اقامتِ نماز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جیسی بے بہا قیمتی دولت، تمام روئے زمین کو نماز کے لیے پاک فرمانا، صفوف ملائکہ کی طرح صفوف، نماز کی تعلیم، نسیان و سہو پر مواخذہ معاف، وضو جیسی نعمت غیر مترقبہ، دین اسلام اکمل، شرائع جو بعنایت رب العِبَادِ اِلٰی یَوم التَّنَادِ قائم دائم رہے گا۔ روز جزاء شفاعت مصطفےٰ ﷺ، نسخ اور مسخ کا عذاب اٹھا لیا جانا، قرآن کریم

فرقان حمید کی سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کریمہ اور سورۃ الفاتحہ کا دوبار نزول "سَبعِ مَثَانِیْ وَغیرُ ذٰلِکَ"

تخلیق انسانی کا مقصدِ وحید معرفت الٰہی ہے اور معرفت الٰہی کا مَبنیٰ تجلیات حُسن لامتناہی ہے۔ انسان مجسم نسیان اور ضعیفُ البنیان، اندر نفس باہر شیطان اور وہ عالم حیرت میں پریشان کہ ذات حق تک کیسے پہنچوں؟ ضعف کو قوت سے کیا نسبت، امکان کا وجود سے کیا رابطہ، محدود کو لامحدود سے کیا واسطہ، کہاں حادث کہاں قدیم، کہاں انسان، کہاں ذاتِ حق، کہاں شانِ رحمان کہ اس کے حسن وجمال کی تجلیوں تک ہماری نگاہیں پہنچ سکتیں۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ۔

صلوٰۃ وسلام ہو اس ذات برزخ کبریٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر کہ جنہوں دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ کی مقناطیسی طاقت سے انسانی ضعف کو قوت سے بدل دیا۔ حدوث کو قدم کا آئینہ بنادیا۔ امکان کو بارگاہ وجوب میں حاضر کر دیا۔ مکان کا رشتہ لامکان سے جوڑ دیا۔ محدود کو لامحدود کے در پر پہنچا دیا۔ یعنی بندہ کو خدا سے ملا دیا۔ حق ہے کہ رُخسار محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم آئینہ جمالِ حق اور خدُّ وخال مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم مظہر حُسنِ کبریاءِ جلَّ شانہٗ ہیں۔ عاشقانِ جمالِ اُلوہیّت اور فدایانِ شمعِ رسالت کے لیے اسمِ ذاتِ پاک سیّدِ لولاک محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم معرفتِ ذات الٰہی کا وسیلہ جلیلہ ہیں۔

اِدھر مخلوق میں شامل اُدھر اللہ سے واصل	خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدّد کا

حضور ختمیِ مرتبت ورسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا تمام انبیا کرام علیہم السلام میں افضل ہونا مسلمہ حقیقت ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر نبوت کا ختم ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے نبوت کا حق ادا کر دیا ہے یعنی جو کام انبیا کرام علیہم السلام نے شروع کیا تھا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی تکمیل کر دی۔ جو دین اسلام کی جان اور روح ہے۔

جانِ اسمٰعیل بر روئش فدا	از دُعا گویاں خلیل مجتبےٰ
گشت موسیٰ از طویٰ جویاں او	ہست عیسیٰ از ہوا خواہاں او
لَیْسَ کَلَامِیْ یَفِیْ بِنَعْتِ کَمَا لِہٖ	صَلِّ اِلٰھِیْ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ

حضور شب اسرا کے دولہا مُتَمَکِّنْ مَسْنِدَ دَنَا فَتَدَلّٰی عَلَیْہِ اَفْضَلُ التَّحِیَّۃ وَالثَّنَآء نے بارگاہ ذات حق جل شانہ سے واپسی پر معراج شریف کے مشاہدات کی خبر دی۔ یہ بیان صحابہ کرام من الملک المنعام رضی اللہ عنہم کے لیے بمنزلہ معراج تھا۔ ہر سننے والے نے اپنے مرتبہ واحوال کے مطابق جتنا سنا اور بیان کیا، وہ سب حق ہے۔ کوئی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دیکھنے تک رہا اور کوئی رویت فواٴد اور بصیرت تک پہنچا اور روایات کثیرہ سے ثابت کیا اور کسی کو رویت عینی کے بیان کا حصہ نصیب ہوا۔ انہوں نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق بیان کیا۔ جس نے رویت قلبی کا ذکر کیا وہ بھی صحیح ہے، اور جس نے رویت عینی کی روایت کی وہ بھی غلط نہیں اور جن کا نظریہ یہ ہے کہ حضور مظہر جمال کبریا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے سر اقدس کی مبارک آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھا اور کثیر التعداد احادیث مبارکہ سے ثابت کیا، وہ بھی حق ہے۔ مقصد یہ کہ ہر ایک نے اپنے اپنے مرتبہ اور مقام کے مطابق بات کی اور سچ کہا۔ منکرین معراج،

معاندین اسلام کا انکار محض اس وجہ سے تھا کہ ان میں استعداد کا فقدان تھا اور ان کا سینہ کفر کی تاریکی اور علم کی جہالت سے ظلمت کدہ تھا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ حَالِہٖ وَرَسُوْلُہُ الْاَعْظَمُ۔

اللہ رب العزت نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے کلام معجز نما سورۃ المائدہ میں نُوْرٌ فرمایا اور سورۃ النور میں "نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ" کی مثال سے بیان فرمایا۔ کائنات عالم فرش تا عرش، مکان تا لامکان، جن و بشر اور ملائکہ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام، اولیاء تا انبیاء کرام کے وجود کا ظہور نور محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے ہے تا آنکہ ذات حق تعالیٰ کا فرمان ذی شان بصورت حدیث قدسی: لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوبِیَّۃُ۔ "محبوب! اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو اپنی ربوبیّت کو ظاہر نہ کرتا"۔ یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو اپنی ذات وصفات کا مظہر اتم بنا کر خیر الرُّسُل کے خطاب سے نوازا اور امت خیر الامُم بن گئی اور حضور پُر نور، نورٌ علیٰ نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تخلیق نور اور فضائل و کمالات اور معجزات میں سب سے افضل، اَولیٰ، اعلیٰ ہیں۔

رُخ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا کوئی آئینہ ۔۔۔ نہ ہماری چشم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

بُلبل چمنستان مدینہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی سہروردی علیہ الرحمۃ اپنے مشاہدہ حقیقت میں انکشاف فرمایا:

عرش است کمین پایہ ز ایوانِ محمد ۔۔۔ جبریل امین خادم دربان محمد
آن ذاتِ خداوند کہ مخفی است ز عالم ۔۔۔ پیدا و عیاں گشت بہ چشمان محمد
از بہر شفاعت چہ اوالعزم چہ رُسل ۔۔۔ در حشر زنند دست بہ دامان محمد
تورات کہ بر موسیٰ و انجیل بہ عیسیٰ ۔۔۔ شد محو زیک نکتہ بہ فرقان محمد
یوسف کہ خریدار است زلیخا بہ تمنا ۔۔۔ بود است غلام از غلامانِ محمد
بخشندہ بہ مہر و سخا بہ ملکِ سلیمان ۔۔۔ شاہانِ جہاں اند گدایانِ محمد
یک جان چہ سعدیؔ مسکین کہ دو صد جان ۔۔۔ سازیم فدائے سگِ دربانِ محمد

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم (بحوالہ: انشراح الصدور بتذکرۃ النور)

ہادی مارا خود خیرالرّسل گفت ازکرم ۔۔۔ شد خطابِ ما طفیل او خیر الامم
جب کہ ان کو حق نے خیر الرسل فرما دیا ۔۔۔ طالبِ حق کے سبب ہم ہوگئے خیر الامم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

روضۃ الثامنۃ "فِیْ جِهَادِ النَّبِیِّ ﷺ" وظیفہ بروز جمعرات

جنت دار السلام

(۱۱۸)

رَاعَتْ قُلُوْبَ الْعِدٰی اَنْبَآءُ بِعْثَتِهٖ
كَنَبْأَةٍ اَجْفَلَتْ غُفْلًا مِّنَ الْغَنَمِ

دشمناں را دل بترسانید اخبار رسول ہمچو آوازے کرد ناگاہ بر جبانیدے غنم
سن کے بعثت کی خبر تھرّا گئے اعداءِ دلی شیر کی آواز جیسے ڈر سے غافل غنم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو

رَاعَتْ "رَوْع" مصدر، معنی: ڈر گئے، خوف زدہ ہونا۔

قُلُوْبَ الْعِدٰی "قُلُوْبَ" جمع قلب، دل، "الْعِدٰی" عداوت، مصدر، دشمن دین وایمان۔

اَنْبَآءُ بِعْثَتِهٖ "انباء" خبر دینا، "بِعْثَتِهٖ" تشریف آوری سیّدنا محمّد ﷺ۔

كَنَبْأَةٍ اَجْفَلَتْ "كَ" مانند، "نبأةٍ" شیر کی دھاڑ، "اَجْفَلَتْ" گھبرا کر بھاگ گئے۔

غُفْلًا مِّنَ الْغَنَمِ غافل "الغنم" بکریوں کے ریوڑ جن کو شیر کا خوف ہو۔

○ ترجمہ: آپ ﷺ کی بعثت کی خبروں نے دشمنوں کو ایسا خوف زدہ کر دیا جس طرح شیر کی دھاڑ سے بکریوں کے ریوڑ بھاگ جاتے ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** "وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (سورۃ النساء: ۹۵) وعدۂ جنت کا فرمان، صحابہ کرام کی شان"

○ **تشریح:** حضور شہنشاہِ اقلیم نبوت، تاجدار مملکت رسالت ﷺ کے رعب کا یہ عالم تھا کہ ایک ماہ کی بُعد مسافت پر آپ ﷺ کا رعب طاری ہو جاتا فرمایا: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرًا۔ "میری مدد کی گئی رعب کے ساتھ ایک ماہ کی بُعد مسافت تک"۔ دلوں پر رعب اور ہیبت اور دبدبہ از عند اللہ طاری ہو جاتا۔ بعثت نبوی کی اخبار نے کفار و مشرکین اور اہل کتاب کو ایسا خوف زدہ کر دیا تھا جس طرح شیر کے دھاڑنے کی آواز سے غافل غنائم کے ریوڑ پر خوف طاری ہو جاتا ہے اور بے ہنگم ادھر ادھر بھاگنے لگتا ہے اور ہراساں ہو کر خوف سے کانپتا ہے۔

محبّ النبی حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مَنْ رَاٰهُ بِدْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ "جو شخص بادی النظر میں پہلی بار آپ ﷺ کو دیکھتا تو رعب سے وہ ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو شخص آپ ﷺ سے گھل مل جاتا تو وہ بے اختیار محبت کرنے لگتا"۔ حضور رؤف رحیم ﷺ کے جلال میں جلالِ الٰہی اور جمال میں

جمالِ الٰہی جلوہ افروز تھا اور دونوں درجہ کمال پر تھے۔ جمال کا پرتو امت اجابت پر برسا کہ مومنوں کے لیے روٴف رحیم اور سراپا رحمت اور صفت بشیر کا ظہور تھا اور آپ ﷺ کا جلال امتِ دعوت، منکرینِ اسلام اور معاندینِ دین پر شمشیر براں بن کر چمکا اور صفت نذیر کا ظہور فرمایا۔ قصیدہ بانت سُعاد کے دو شعر ملاحظہ ہوں:

أُنْبِئْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْعَدَنِیْ   وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَأْمُوْلٌ
إِنَّ الرَّسُوْلَ اللّٰهِ سَیْفٌ یُّسْتَضَاءُ بِهٖ   مُهَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلٌ

"مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قتل کرنے کا حکم صادر فرما دیا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ سے ہمیشہ عفو کی اُمید کی جاتی ہے۔ بیشک سرکار رسالت مآب ﷺ ایک آبدار چمکتی تلوار ہیں جس سے ہمیشہ کسب ضیا کیا جاتا ہے اور اہل باطل کے لیے ایک بے نیام ہندی تلوار ہیں"۔ حضرت کعب ابن زہیر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے جلال و جمال کا تذکرہ کمال اندازِ محبت سے کیا ہے جس سے شانِ بشیر و شانِ نذیر نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ یہ نعت رسول مقبول ﷺ سے قبولیت کا مرتبہ رکھتی ہے۔ بلاشبہ جو اپنی آنکھوں میں ندامت کے آنسو لیے درِ رسول علیٰ سا کنہا الصّلوٰۃُ والسّلامُ پر حاضر ہو جائے اس کا دامن داغِ عصیاں سے دھل جاتا ہے اور مراد دل سے دامن بھر جاتا ہے۔ حضور نبی رحمت ﷺ نے ازراہ شان جمالی ان کو چادر عنایت فرما دی اور ان کا سینہ نور ایمان سے لبریز ہو گیا۔

○ مجاہدین دین اسلام کی شان میں ربّ کریم نے اپنے معجز نما کلام پاک میں ارشاد فرمایا:

☆ مجاہدین طبقہ اولیٰ مہاجرین صحابہ کرام کے لیے نصِ قطعی میں أُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ کا طغریٰ عنایت فرمایا۔

☆ مجاہدین طبقہ ثانیہ انصار صحابہ کرام کے لیے نص قطعی میں أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کا تمغہ عنایت فرمایا۔

☆ مجاہدین طبقہ ثالثہ کے مابعد اہل ایمان کا امتیازی عظمت نشان ایمان قرار دیا گیا۔

○ حاصل کلام یہ کہ حضور سید الانبیا ﷺ کی بعثت کی خبروں نے دشمنوں کے دلوں کو اس طرح خوف زدہ کر دیا جس طرح جنگل میں شیر کے دھاڑنے کی آواز سے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ بے ہنگم بھاگنے لگتے ہیں کہ صحابہ کرام مجاہدین اسلام حضور ﷺ کی شانِ جلالی اور شانِ جمالی کے مظہر اتم ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ مَلَأْتَ قَلْبَهٗ مِنْ جَلَالِكَ وَعَیْنَهٗ مِنْ جَمَالِكَ فَأَصْبَحَ فَرِحًا مُّؤَیَّدًا مَنْصُوْرًا وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

در دل اعداء افگندہ خوف اخبار نبی   چوں گریز اندر پتراں را شیراز بانگ خفی
غیر شرکت سب فضائل آپ میں موجود ہیں   شیر کی آواز سے جیسے ڈرے غافل غنم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۱۹)

مَا زَالَ يَلْقَاهُمْ فِيْ كُلِّ مُعْتَرَكٍ
حَتّٰى حَكَوْا بِالْقَنَالَحْمًا عَلٰى وَضَمِ

چوں بجنگ دشمناں رفتے بدے در جنگ گہ — آں بد نہادے نیزہ چو لحم اندر وضم
تکہ بوٹی جب تک ہو نہ جاتا تھا بدن — معرکے میں وہ جمائے رکھتا تھا اپنا قدم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو سے

مَا زَالَ يَلْقَاهُمْ — ''مَا زَالَ'' ہمیشہ، ''يَلْقَا'' صیغہ مضارع معلوم، ملاقات کرنا، جنگ کرنا۔
فِيْ كُلِّ مُعْتَرَكٍ — ہر ایک ''مُعْتَرَكٌ'' میدان جہاد، میدانِ جنگ۔
حَتّٰى حَكَوْا — ''حَتّٰى'' غائت کے لیے، ''حَكَوْا'' حکایت کی۔
بِالْقَنَالَحْمًا — ''بِالْقَنَا'' نیزہ، ''لَحْماً'' گوشت پوست۔
عَلٰى وَضَمِ — ''وَضَمِ'' لکڑی کا وہ تختہ جس پر قصاب گوشت کاٹتے ہیں۔

○ ترجمہ: حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم تمام غزوات میں کفار سے جہاد کرتے رہے یہاں تک مجاہدین کے نیزوں اور تلوارں نے کفار کی اس طرح تکہ بوٹی کردی جیسے قصاب کے تختہ پر گوشت کے لوتھڑے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' (سورۃ الانفال:۷۲)

○ **تشریح:** حضور صاحبُ السیف والجہاد نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم بعض اوقات دشمن کی حالت معلوم کرنے کے لیے چند صحابہ پر مشتمل افراد بھیجا کرتے جن کو سرایا کہتے ہیں اور جس میں بنفس نفیس شرکت فرمائی ان کو غزوہ کہتے ہیں جن کی کل تعداد بمطابق روایت صحیح البخاری ۱۹ ہے ان میں سے مشہور غزوات کے نام یہ ہیں:

۱۔غزوۂ بدر ۲۔غزوۂ احد ۳۔غزوۂ بنو مصطلق ومریسیع ۴۔غزوۂ احزاب یا خندق ۵۔غزوۂ بنو قریظہ
۶۔غزوۂ خیبر ۷۔غزوۂ فتح مکہ ۸۔غزوۂ حنین ۹۔غزوۂ طائف ۱۰۔غزوۂ تبوک وغیر ذلک

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا — عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

حضور صاحبُ الجہاد والسیف صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم نے تیرہ سالہ دور نبوت مکی زندگی میں تبلیغ اسلام فرمائی۔ ہر قسم کی شدید تکالیف اور مصائب جھیلے اور کفار ومشرکین مکہ معظمہ نے صحابہ کرام علیہمُ الرضوان من الملکِ الجبار پر مصائب کے پہاڑ توڑ دیے۔ مستہزئین نے ہر وہ کام روا رکھا جو ان کے ذہن میں آیا اور بعد الہجر ت المدینۃ المنورہ منافقین سے واسطہ پڑا اور رب کریم نے جہاد کرنے کا حکم نازل فرمایا۔ پہلا غزوہ بدر تھا۔ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کے صحابہ

مجاہدین اسلام ثابت قدمی سے کفار سے جنگ کرتے رہے اور ان کی تلواروں اور نیزوں نے کفار کا یہ حال کر دیا کہ وہ بھاگنا چاہتے تو بھاگ نہ سکتے ''نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن'' وہ تمنا کرتے کہ کاش ہم اس گوشت کے ٹکڑوں کی طرح ہوتے جو قصاب کی دکان پر کنڈوں پر لٹکے ہوئے یا تختوں پر بے حس وحرکت پڑے ہوتے ہیں۔

بروائت صحیحہ فرمایا: ''میری امت اس وقت تک دین ودنیا میں کامیاب اور کامران رہے گی جب تک جہاد کرتی رہے گی''۔ جہاد کا حکم امت مسلمہ میں قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ''جنت تلواروں کے سایہ میں ہے''۔

اے از جہاں و ہر چہ در و بر تر آمدہ   بہرِ تو قدسیاں لشکر از عرش آمدہ

بروایت ثانیہ فرمایا: رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ۔ ''ہم جہاد اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹتے ہیں''۔ نفس سے جہاد ہر آن، ہر لحہ قتل ہوتا ہے اور جہاد اصغر میں صرف ایک بار، یہ مقام ولایت ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را   ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

مُرشدی اکمل، سیّدی اجمل السید نُور الحسن شاہ بخاری نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ اس مقام کو اس طرح بیان فرمایا کرتے کہ سننے والوں پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی اور وہ منزل مشاہدہ کو پا لیتا:

ایں جہاں جہانِ دگر است   ایں زماں زمانِ دگر است
ایں مکاں مکانِ دگر است   ایں عیاں عیانِ دگر است
ایں بیاں بیانِ دگر است   ایں نہاں نہانِ دگر است

جہادِ اصغر میدان جنگ میں شمشر زن ہونا۔ زندہ رہا تو غازی ورنہ شہید جو اپنی جان فی سبیل اللہ قربان کر گیا۔ اللہ رب العزت اس کو جان کے بدلے پاکیزہ جان اور زندگی کے بدلے پاکیزہ زندگی عنایت فرما دیتا ہے۔ پاکیزہ جان اور پاکیزہ زندگی کا شعور انسانی عقل سے ماوراء ہے۔

چوں بجاں رفت جاں دیگر شود   جاں چوں دیگر شود جہاں دیگر شود

○ فوائد جمیلہ اس شعر کو فتنہ فساد یا عموم بلویٰ یا مقدمہ میں پیش ہوتے وقت پڑھنا نہایت مفید ہے۔

جنگ کر دی دائماً وز جسم شان بر کند پوست   جسم شان از نیزہ جوی بر تختہ قصاب گوشت
جنگ کے میدان میں کفار کی حالت نہ پوچھ   جسم تھے نیزوں پہ ان کے جیسے کنڈوں پر لحم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۳۰)

وَدُّوالْفِرَارَ فَكَادُوْا يَغْبِطُوْنَ بِهٖ
اَشْلَاءَ شَالَتْ مَعَ الْعِقْبَانِ وَالرُّخَمِ

آرزو شان بہ گریزد غبطہ بروندے ہر آن عضو ہائے شان پریدے باعقاب و بارخم
بھاگنا جب بن نہ آیا تو لگے کرنے عدو رشک ان تکوں پہ لے اڑے جو عقبان ورخم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

وَدُّوالْفِرَارَ	''وَدُّوْا'' صیغہ جمع غائب، مصدر، مودّت، دوست رکھنا، ''الفرار'' بھاگنا۔
فَكَادُوْا يَغْبِطُوْنَ بِهٖ	''فَا'' تفسیریہ، ''كَادُوْ'' قریب ہے، ''يَغْبِطُوْنَ'' غبطہ کرنا، رشک کرنا۔
اَشْلَاءَ شَالَتْ	''اَشْلَاءَ'' جمع شلو، عضو، ''شَالَتْ'' اونٹ کا بھاگتے وقت دم اٹھانا۔
مَعَ الْعِقْبَانِ	''عِقْبَانِ'' جمع عقاب، فارسی میں کرگس۔
والرُّخَمِ	''الرُّخَمِ'' جمع رخمہ، مردار خور جانور، چیل، گِدھ۔

○ **ترجمہ:** کفار بھاگتے جاتے اور غبطہ کرتے کہ کاش وہ ان گوشت کے ٹکڑوں کی مانند ہوتے جن کو عقاب اور کرگس لے اڑے ہوں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا''۔ (سورۃ ۱۱ الاسراء: ۸۱)

○ **تشریح:** مجاہدین اسلام، صحابہ کرام، مہاجرین اور انصار علیہم الرضوان من الملک الجبار کا میدان کارزار میں جم کر اور استقامت سے لڑنا اور حرب وضرب سے غلبہ اور کفار کی ہزیمت کا نقشہ عجیب انداز سے کھینچا ہے۔ گویا وہ آنکھوں دیکھا حال نشر کر رہے ہیں کہ کفار اور مشرکین میدان جنگ سے بھاگ جانے کے متمنی تھے لیکن مجاہدین اسلام کے نیزوں اور تلواروں کے پے در پے حملوں کی زد میں محصور ہو گئے تھے۔ گھمسان کی لڑائی میں راہ فرار بند ہو گئی تو کہنے لگے: کاش! ہم وہ گوشت کے ٹکڑے ہوتے جن کو عقاب اور مردار خور جانور کرگس اُچک لیتے ہیں تا کہ وہ مجاہدین کی ضرب اور طعن وتشنیع سے بچ جائیں۔

آرزو داند در راہ فرار از بیم جاں عضو ہائے جسم شان بودے بچنگ کرگساں
جنگ کی دہشت سے ان کو بھاگنا مقصود تھا آرزو رکھتے تھے کھالیں چیل گدھ ان کا لحم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۲۱)

تَمْضِی اللَّیَالِیْ وَلَا یَدْرُوْنَ عِدَّتَھَا
مَالَمْ تَکُنْ مِّنْ لَّیَالِی الْاَشْھُرِ الْحُرُمِ

بس بسے گذشت وآں راکس ندانستے عدد — در غزاہا چوں نبودی ازشب ماہ حرم
تھی نہ ان کو کچھ خبر جاتے ہیں رات اوردن کدھر — آتے جب ماہ حرام آجاتا ان کے دم میں دم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

تَمْضِی اللَّیَالِیْ — گزرتی رہی ہیں ''اللَّیَالِیْ'' لیل کی جمع، راتیں۔
وَلَا یَدْرُوْنَ — صیغہ واحد مضارع، وہ نہیں جانتے پہنچانتے۔
عِدَّتَھَا — ''عِدَّت'' گنتی، میعاد۔
مَالَمْ تَکُنْ مِّنْ لَّیَالِیْ — جب نہ ہوتیں وہ راتیں۔
الْاَشْھُرُالْحُرُمِ — ''الْاَشْھُر'' جمع شہر، معنیٰ: ماہ حرام ''حرمت والے مہینے''۔

○ ترجمہ: راتیں گزر رہی تھیں کفار بوجہ خوف، ہیبت اور رعبِ مجاہدین مہینوں کی گنتی بھول گئے ایسے کہ ماہ حرام کے مہینوں کا شمار کرنا بھی انہیں یاد نہ رہا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ (سورۃ التوبہ:۳۶) حرمت والے چارہ ماہ ''(۱) محرّم الحرام (۲) رجب المرجب (۳) ذی قعدہ (۴) ذوالحجہ

○ **تشریح:** کفار اور مشرکین جنگوں میں اس حال کو پہنچ گئے کہ مجاہدین اسلام کے رعب وجلال، ہیبت اور ضرب کاری سے اور شدت غم والم اور جسم کے زخم سے ان کے ہوش وحواس گم ہو گئے۔ ایسے حواس باختہ ہوئے کہ عدم شعور سے دنوں کی گنتی بھول گئے اور مہینوں کا شمار کرنا بھلا بیٹھے اور خیال ہی خیال میں کہتے کہ کاش! حرمت والے چار مہینے جلد آئیں کہ مومن ان چار مہینوں میں جنگ نہیں کرتے۔ لِکَوْنِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعِبَادَۃِ رَبِّہِ الْکَبِیْرِ الْمُتَعَالِ وَتَبْلِیْغِ اَحْکَامِ رَبِّ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ '' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مہینوں میں رب کبیر متعال کی عبادت کرتے اور رب ذوالجلال والاکرام کے احکام کی تبلیغ میں گزارتے'' اور کفار بدحواسی سے چین لیتے۔

ڈر کے مارے یوں گزر جاتی تھیں راتیں بے شمار — ہاں سوا راتوں کے جن کے ہیں مہینے چار

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۱۲۲)

كَأَنَّمَا الدِّيْنُ ضَيْفٌ حَلَّ سَاحَتَهُمْ
بِكُلِّ قَرْمٍ إِلَى لَحْمِ الْعِدٰى قَرِمِ

گویا دین بود مہمانے کہ او آمد فرود — بر سرائے آنکہ بود مشتاق لحم و شمنم

دین معہ اپنے شجاعوں کے تھا ان کا مہمان — گوشت سے اُن کے جنہوں نے بھر لیا اپنا بھرم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

كَأَنَّمَا الدِّيْنُ ضَيْفٌ	''كَأَنَّمَا'' حرف تشبیہ، گویا کہ ''ضَيْفٌ'' دین مہمان ہو۔
حَلَّ سَاحَتَهُمْ	''حَلَّ'' اُترا، ''سَاحَتَهُمْ'' صحن خانہ، ضمیر راجع کفار۔
بِكُلِّ قَرْمٍ	''بِكُلِّ'' تمام، ''قَرْمٍ'' نمازی، صحابہ کرام، مجاہدین دین۔
إِلَى لَحْمِ الْعِدٰى	دشمن کے گوشت کی طرف۔
قَرِمِ	شدید الاشتہاء، گوشت کھانے کے آرزومند۔

○ **ترجمہ:** گویا کہ دین اسلام بطور مہمان کے ان کے ساتھ کفار کے صحن میں اُترا جن میں ہر غازی ان کے گوشت کا خواہش مند ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ کہ جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں''۔

○ **تشریح:** کفار ومشرکین نے بلحاظ اکرام ضیف بے تکلف اپنے گوشت کو ان کے لیے مباح کر دیا۔ مجاہدین اسلام کو ان کے ذبح اور قتل میں زیادہ سعی کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ سَاحَتَهُمْ کی ضمیر مجاہدین کی طرف راجع ہو تو معنی یہ ہوں گے: مجاہدینِ اسلام نے بپاس خاطر مہمان اعدا کو بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا بایں معنیٰ مجاہدین نے بپاس خاطر مہمانان جو گوشت اعدا کے مشتاق تھے، اعدا کو بے دریغ ذبح کر کے مہمانانِ گرامی قدر کی دعوت کا سامان کیا۔ صاحبُ الدین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الانبیاء العظام مانند سلطان ہیں اور مجاہدین اسلام صحابہ کرام، مہاجرین اور انصار رضوان اللہ الملک المتعال مانند لشکر جرار ہیں اوران کا جہاد اعلائے کلمات اللہ کے لیے تھا۔

مَنْ كَانَ فِي الدُّنْيَا حَبِيْبًا أَعْطَاهُ اللّٰهُ أَجْرًا عَظِيْمًا وَجَنَّةً نَصِيْبًا وَمَنْ كَانَ خَصْمُ هٰذَا الدِّيْنِ الْمَتِيْنِ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُنْشِي الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ — ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِي الْقِدَمِ

مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا — عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(١٢٣)

يَجُرُّ بَحْرَ خَمِيسٍ فَوْقَ سَابِحَةٍ
تَرْمِي بِمَوْجٍ مِّنَ الْأَبْطَالِ مُلْتَطِمِ

مے کشیدی بحرِ لشکر جملہ بر اسپاں سوار ۔۔۔ موج مے زد از دلیرانے کہ رفتندے بہم

لائے تھے دریا کا دریا ایک لشکر اپنے ساتھ ۔۔۔ تھا طلاطم اور تموج میں وہ ہم آوردیم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو سے

يَجُرُّ بَحْرَ خَمِيسٍ ۔۔۔ "يَجُرُّ" کھینچتا ہے، "بَحْرَ" دریا، "خَمِيسٍ" لشکر، موج در موج۔

فَوْقَ سَابِحَةٍ ۔۔۔ تیز رفتار گھوڑوں کے اوپر تیرنے والا لشکر خمسہ، مقدمہ، قلب، میمنہ، میسرہ، ساقہ۔

تَرْمِي بِمَوْجٍ ۔۔۔ "تَرْمِي" تیر پھینکنا، "بِمَوْجٍ" محاورہ موج پر موج کا اٹھنا۔

مِنَ الْأَبْطَالِ ۔۔۔ "الْأَبْطَالِ" جمع بطل، بہادر، دلاور۔

مُلْتَطِمِ ۔۔۔ "مُلْتَطِمِ" اسم فاعل از مصدر، "التطام" موجوں کا آپس میں ٹکرانا۔

○ **ترجمہ:** اسلام کے جنگجو ایک ایسے بحرِ مواج کی طرح گھوڑوں پر سواران پر حملہ آور ہوئے اور باطل کے ساتھ ایسے ٹکرائے جیسے تلاطم خیز دریا کی موجیں باہم ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** "اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ" کی شان اور بیانِ قرآن"۔

○ **تشریح:** دین اسلام کو لشکر سے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ من الملک المنان کے پے در پے حملوں کو سمندر کے اندر اٹھتی موجوں سے تشبیہ دی یعنی فدایانِ اسلام کا کثیر التعداد لشکر جو پانچ حصوں میں منقسم تھا مقدمہ، میمنہ میسرہ، وسط قلب اور ساقہ میدان جنگ میں باہم آپس میں مل کر ایسے چلتا جیسے سمندر کی موجیں۔ حضور ﷺ نے یہ ایک ایسا لشکر تیار کیا تھا جو تیز رفتار گھوڑوں پر سوار اژدحام کفار سے ٹکراتا تھا۔ گھوڑوں کے سموں کی گردنے کفار کو اندھا اور اوندھا کر دیا۔

مقصد آنکہ بلاشبہ مجاہدین اسلام موت کو شہد سے زیادہ شیریں جانتے اور حضور ﷺ کی نگاہ پاک کے سامنے نقد حیات لٹا دینا قابل فخر سمجھتے۔ ربّ قدیر نے ان کو اس جان کے بدلے پاکیزہ جان اور حیات مستعار کے بدلے ابدی حیات سے نوازا۔

کشتگانِ خنجر تسلیم را ۔۔۔ ہر زماں از غیب جانے دیگر است

امام ناظم علیہ الرحمۃ والکرم نے اس بیت مقدس میں ان آیات مقدسہ کی طرف تلمیحاً اشارہ فرمایا ہے:

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ○ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ○ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ○ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ○ (سورۃ العدیٰت: ١تا٤)

قرآن مجید فرقان حمید میں رب قدیر مجاہدین کرام اور غازیان اسلام کے گھوڑوں کی عظمت بیان فرمارہا ہے۔
''جب وہ میدان جنگ میں دوڑتے ہیں تو ان کے سینہ سے سانسوں کی آواز نکلتی ہے اس آواز کی قسم! اور جب انتھک سبک رفتاری سے دوڑتے ہیں تو ان کے پاؤں جب پتھروں پر پڑتے ہیں تو وہاں سے آگ کی چنگاریاں شعلہ زن ہوتی ہیں مجھے ان چنگاریوں کی قسم! اور جب وہ دشمنان اسلام پر حملہ کرتے ہیں تو تیز رفتار گھوڑوں کے سموں کی زمین پر سخت گرفت سے جو گرد و غبار اڑتا ہے محبوب! مجھے تیرے صحابہ کرام کے گھوڑوں کے قدموں کی اس خاک پا کی قسم''۔
(تفسیر نور العرفان فی ترجمۃ القرآن)

علامہ محدث کبیر الحافظ ابوبکر ابن العربی علیہ الرحمہ اپنی مشہور مستند تفسیر ''احکام القرآن'' میں ارقام فرماتے ہیں:
اَقْسَمَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَقَالَ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ وَاَقْسَمَ بِحَیَاتِہٖ وَقَالَ لَعَمْرُکَ وَاَقْسَمَ بِخَیْلٍ وَصَہِیْلِہَا وَغُبَارِہَا وَقَدْحِ جَوَافِرِہَا النَّارَ وَالْحَجَرِ۔

پس اللہ رب العزت جل شانہ نے قسم اٹھائی اسم پاک مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی اور فرمایا: پس اے میری کائنات عالم کے سردار! آپ کی حیات کی قسم! اور آپ کی عمر شریف کی قسم اور آپ کے صحابہ کرام کے گھوڑوں کی خاک پاک اور گرد کی قسم اور ان چنگاریوں کی قسم جو گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے برق کی مانند چمکتی ہیں۔
بروایت صحیحہ فرمایا گیا: ''جہاد کے لیے ہر وقت گھوڑے تیار رکھو''۔
کقولہ العلیّ العظیم: فَقَبَضْتُ قَبْضَۃً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ (سورۃ طٰہٰ: ٩٦) حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام وادی مقدس طور سینا سے تورات مقدس لے کر واپس قوم کی طرف میدان تیہ میں آئے تو ایک عجیب منظر دیکھا کہ قوم بچھڑے کی پوجا کر رہی ہے۔ آپ نے غضبناک ہو کر سامری سے پوچھا تو وہ کہنے لگا: دریائے نیل میں بوقت غرق فرعون حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حیات کے گھوڑے پر سوار دیکھا آپ کے فیضِ محبت سے میری نگاہ نے وہ کچھ دیکھا جو دوسرے نہ دیکھ سکے کہ جہاں جبرائیل روح القدس علیہ السلام کے گھوڑے کا قدم زمین پر پڑتا وہاں سبزہ اُگ آتا کہ ان کے گھوڑے کے قدموں کی خاک میں حیات بخش اثرات ہیں تو میں نے ایک مٹھی مٹی لے لی اور میدانِ تیہ میں سونے کا بچھڑا بنایا اور اس کے منہ میں وہ خاک ڈال دی۔ اس خاک کی تاثیر سے وہ بولنے لگا۔
○ وجہ تسمیہ سیدنا ابو العباس خضر علیہ السلام جہاں قدم رکھتے وہاں سبزہ اُگ آتا اور مردہ زمین زندہ ہو جاتی اور حضرت خضر علیہ السلام کے ذکرِ الٰہی کی خوشبو سانسوں سے ہوا میں رچ بس جاتی، ہوا فضا میں اس کے حیات بخش اثرات بکھر جاتے۔ جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور یوشع بن نون علیہما السلام حضرت خضر علیہ السلام کو ملنے گئے اور مجمع البحرین میں پہنچے تو آپ کے توشہ دان میں تلی ہوئی مچھلی حیات بخش ہوا لگنے سے زندہ ہو گئی اور کئی کرامات دکھاتی پانی میں چلی گئی اور وہ مچھلی دوسری مچھلیوں کے لیے باعث قابلِ تکریم و تعظیم بن گئی اور وہ اس کی زیارت کرتیں تھیں۔

مجاہدینِ دینِ اسلام صحابہ کرام علیہم الرضوانُ مِنَ الملکِ المنّان کے جہاد کے گھوڑوں کے قدموں کے نیچے خاک کی تاثیر میں دین الٰہی کے احیاء کا راز مضمر ہے۔ مومن کی عزت وعظمت کا راز اسی خاک میں خاک ہو جانا ہے۔

حسن اہلِ نظر عزت سے آنکھوں میں جگہ دیتے ۔۔۔ اگر یہ مُشتِ خاک ان کی گلی کی خاک ہو جاتا

حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام کے صاحب سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ سرزمین مقدّس المدینۃ المنورہ میں استراحت فرما ہیں۔ اس خاک پاک کے اثرات اور انوار کا کیا عالم ہوگا جو صحابہ کرام کی نگاہِ بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ اس کی ہوا اور فضا میں حیاتِ ابدی کا راز مضمر ہے اور شہر مدینہ طیبہ کی ہوا اور فضا میں ایک خاص قسم کی بھینی بھینی خوشبو کی مہک ہے جو اہلِ ایمان اور صاحبانِ وجدان کے مشامِ جان اور ایمان کو راحت اور سرور بخشتی ہے۔ جس سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں۔ جو مقصود اصلی ہے۔

وہ خاک پاک جو کبھی لگی تھی پائے رسول سے ۔۔۔ سُرمہ بنالوں پاؤں جو اس خاکِ پا کو میں
آکر مجھے سونگھا گئی کوئے نبی کی بُو ۔۔۔ لاکھوں دُعائیں دیتا ہوں بادِ صبا کو میں

بروایت صحیحہ: اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ "جنت تلواروں کے سایہ میں ہے"۔

اقولُ باللہ التوفیق وَھوَ الرّفیق بالتحقیق: مقام توجہ ہے کہ اس مٹی کو نقشِ قدم سے نسبت ہے، اُس کو گھوڑے سے، گھوڑے کو سوار سے اور سوار کو شہ سوار نبی مختار صاحبُ السیف والجہاد ﷺ سے نسبت ہے۔ جس وجہ سے رب قدوس نے مٹی کے گرد وغبار کی قسم اُٹھائی جو جہاد کے گھوڑے کے قدموں سے اُڑ رہی ہے۔ اس خاکِ پاک پر گھوڑے کے نقشِ قدم کی عظمت شان کے کیا کہنے، سُبحانَ اللہ۔

حَبِيْبُ اللّٰهِ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ ۔۔۔ عَلَيْهِ رَبَّنَا صَلِّ وَ سَلِّمْ

☆ صفا ومروہ حرم محترم کی دو پہاڑیاں جن پر زوجہ مطہرہ نبی، والدہ ماجدہ نبی سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کے نقشِ قدم لگے وہ شعائر اللہ بن گئیں۔ قرآنِ عظیم فرقانِ کریم نے جن کی تعظیم کو مومن کے تقویٰ کی علامت قرار دیا تو حضور افضل الانبیاء والرسل ﷺ کے پائے اقدس کے نقوش اور معکوس نعلین پا کا کیا مقام ہوگا۔ اس کا ادراک تو صرف اہلِ عرفانِ خدا اور عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ جانیں۔ "اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام"

گردِ نعلین پا تو عزّ و جاہِ من ۔۔۔ سنگ بابِ تو است سجدہ گاہِ من

"آپ کے خاک پا کی مٹی میرے لیے عزووقار کا تاج ہے اور آپ کا سنگِ در سجدہ گاہ عاشقاں ہے"۔

امام سیدی علامہ احمد بن محمد بخاری حنفی علیہ الرحمۃ نے ایک لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے کہ میرا دل اور روح مشتاق ہے کہ میرا سجدہ اس جگہ ہو جائے اور اپنا چہرہ وہاں مس کروں جہاں غارِ حرا میں رسول تہامی ﷺ کے قدموں نے مس کیا تھا اور جہاں جہاں آپ ﷺ تشریف فرما رہے کہ آپ ﷺ کا نقشِ قدم سجدہ گاہ قدسیاں ہے اور بوسہ گاہ عاشقاں ہے۔

فِیْ غَارِ الرَّسُوْلِ لَطِیْفُ مَعْنًی نَحْنُ اِلٰی جَوَانِبِہٖ عِظَامِیْ
لَعَلِّیْ اَنْ اَمَسَّ وَجْہِیْ مَقَامًا مَسَّہٗ قَدَمُ التِّھَامِیْ

عظیم المرتبت اولیاء متقدمین جناب ذُوالنون مصری قدس سرہ الاسرار جلی وخفی مبارک سفرِ حجاز میں حج بیت اللہ کو جاتے ہوئے میدانِ قادسیہ سے گزرے جہاں مجاہدین اسلام اور عیسائیوں کے درمیان گھمسان کی شدید جنگ ہوئی تھی اور رب کریم نے اہلِ ایمان کو فتح مبین عنایت فرمائی تھی۔ آپ اونٹ پر سوار تھے۔ اچانک آپ اونٹ سے گر کر ریت پر لوٹنے لگے۔ کسی محرم راز نے پوچھا تو فرمایا: کچھ عرصہ پہلے یہاں اس میدان میں سیفُ اللہ المسلول جناب مجاہد اول حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کے گھوڑے اس مقام پر دوڑے تھے۔ ان کے قدموں اور ٹاپوں کے نشان سے جو انوار پھوٹے تھے وہ آج تک چمک رہے ہیں اور مَیں حصول برکت کے لیے ان ریت کے ذرّوں پر لوٹ رہا ہوں۔ جو مجھے نظر آ رہے ہیں۔ یہ سب عظمتیں، فضیلتیں اور شانیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں قدم رنجہ فرمانے کا صدقہ ہیں۔

حرم میں ہوں سرِ سجدہ ہے بے قرار شاید میرے نبی کا یہیں نقشِ پا بھی ہے

عاشقین صادقین نے خاک پاک پر اپنے اپنے ذوق میں خوب طبع آزمائی فرما کر اپنی محبت کا ثبوت دیا:

غبار راہ کا ڈال لوں سرمہ اپنی آنکھوں میں پتہ دے مجھے کوئی محبوب خدا کی راہگذر کا

کسی نے محبت وعشق میں آنکھوں کا سرمہ بنانے کی تمنا کی:

اگر مل جائے مجھے خاک نقش کف پا کی سر پہ رکھوں کبھی آنکھوں میں لگاؤں

کسی نے خاک راہ گذر کو اپنے سر کا تاج بنانے کی خواہش کی:

یک کف خاک پاک از درِ پر نور او ہست مارا بہتر از تاج و نگین

کوئی مرنے کے بعد اپنی مشتِ خاک کو غبار مدینہ منورہ بننے کا اظہار کرتا ہے:

مری خاک یا رب نہ برباد جائے پسِ مرگ کر دے غبار مدینہ

از سواراں بے عدد لشکر مانند دریائے رواں کو زند موج گراں از کثرتِ جنگ آوراں

تیز رو گھوڑوں پہ تھا وہ لشکر دریائے مثل جنگ کے میدان میں موجیں لگاتا رہا دم بہ دم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

○

(۱۲۴)

مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰهِ مُحْتَسِبٍ
يَسْطُوْا بِمُسْتَأْصِلٍ لِلْكُفْرِ مُصْطَلِمِ

جملہ از بہر خدا درکار بودند وغزا بیخ کفر از بن بکند نیست کردند آں شیم
حامیانِ ملت و امید داران ثواب پل پڑے ہاتھوں میں لے کر تیغ جانسوز، درم

لفظی ولغوی معنی علم صرف و نحو سے

مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ "مِنْ" بیانیہ، "مُنْتَدِبٍ" دعوت قبول کرنے والے، تابع فرماں۔
لِلّٰهِ مُحْتَسِبٍ اللہ کے لیے "مُحْتَسِبٍ" امیدوار ثواب۔
يَسْطُوْا بِمُسْتَأْصِلٍ "يَسْطُوْا" حملہ کرتا ہے، "بِمُسْتَأْصِلٍ" جڑ سے اکھاڑنے والا۔
لِلْكُفْرِ کفر کو۔
مُصْطَلِمِ قَلْعُ الشَّیْءِ عَنْ اَصْلِهٖ، جڑ سے اکھاڑنا، قلع قمع کرنا۔

○ **ترجمہ:** لشکر عظیم کا ہر مجاہد تابع فرمانِ الٰہی اور اپنے عمل میں ثواب آخرت کا طالب ہے۔ اس کی تلوار کفر کی جڑ کو کاٹنے والی ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** "صحابہ کبار رضوانُ اللہ من الملک الجبار والقہار کی میدان جہاد میں شانِ جلالی"

○ **تشریح:** حضور ﷺ کا تیار کردہ یہ لشکر جرار دشمنوں پر حملہ آور ہوتا اور غازی کا رتبہ پانے یا شہادت کے مرتبہ پر فائز المرام ہونے کے لیے۔ مقصود جہاد خون ریزی نہیں بلکہ اہل نار اور اہل عناد سے روئے زمین کو پاک کرنا، کفار و مشرکین کا قلع قمع اور ان کو نیست و نابود کر کے اعلائے کلمہ حق کرنا تھا۔

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

حدیث پاک: مَنْ خَرَجَ وَ قَصَدَ اِلَى الْجِهَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ طَالِبًا لِّمَرْضَاةِ اللّٰهِ تَعَالٰى كَانَ اللّٰهُ ضَامِنًا وَكَفِیْلًا لِّمَغْفِرَةٍ ذٰلِكَ الْعَبْدِ اَوْجَبَ اللّٰهُ اُنْ یُّنْجِزَ مَا وَعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْحُوْرِ وَالْغِلْمَانِ اَوْ كَمَا قَالَ۔ جو شخص جہاد کے لیے نکلے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تو اس کا اللہ تعالیٰ ضامن اور کفیل ہو جاتا ہے اور اس سے جنت، حور و مقصور کا وعدہ ہے"۔

اجر کی امید والے دعوت حق کے مرید کفر کی بنیاد کو کرتے تھے بالکل کالعدم
مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

۱۲۵

حَتّٰى غَدَتْ مِلَّةُ الْاِسْلَامِ وَهِيَ بِهِمْ
مِنْ بَعْدِ غُرْبَتِهَا مَوْصُولَةَ الرَّحِمِ

تا قوی شد ملت اسلام از سعی ہمہ — دین در اول شد غریب و شد در آخر محترم
ملت اسلام آخر رہ کے اک مدت غریب — ہو گیا مثل ایک دلہن کے مزین محتشم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

حَتّٰى غَدَتْ — ''حَتّٰى'' غایت کے لیے، ''غَدَتْ'' صیغہ ماضی، ہوگئی۔
مِلَّةُ الْاِسْلَامِ — آئین اسلام، ملت اسلامیہ، امت مسلمہ۔
وَهِيَ بِهِمْ — ''واؤ'' حالیہ وہ شریعت ان کے ساتھ مختص تھی۔
مِنْ بَعْدِ غُرْبَتِهَا — غریب الوطن ہونے کے بعد۔
مَوْصُولَةَ الرَّحِمِ — صلہ رحمی کرنا۔

○ ترجمہ: وہ ہمیشہ جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ ملت اسلامیہ غربت سے تقویت پا کر اپنے قریبی رشتہ دار سے جاملی۔

○ تمہیدی کلمہ: ''صَلُوْا اَرْحَامَكُمْ وَلَوْ بِالسَّلَامِ صلہ رحمی کرو اگرچہ سلام کی حد تک ہو''۔

○ تشریح: دین حقہ عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ جب وہ مجاہدین اسلام کی فطرت میں داخل ہوا تو انہوں نے اپنی فطرت کو جو کہ کمزور ہوگئی تھی اپنے جہاد بالسیف سے تقویت دی۔ گویا جو دو بھائی غربت میں آپس میں جدا ہو گئے تھے وہ جہاد سے آپس میں صلہ رحمی سے مل گئے۔ اس شعر میں تلمیحاً دو احادیث مبارکہ کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا: بَدَاَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُهٗ غَرِيْبًا۔ بیشک دین اسلام ابتدا سے غریب کی گود میں پلا اور آخر میں غریب کی گود میں ہوگا''۔ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ ''مبارک ہو تمہیں اے غریبو! صلوا الرحم ''صلہ رحمی کرو''۔ اگرچہ اَلْاَقَارِبُ كَالْعَقَارِبِ ''قریبی رشتہ دار مانند بچھو ہیں''۔

لشکر عظیم اور ان کی جلالت اور ان کے اہلِ نار پر پے در پے حملوں سے ملت اسلامیہ غربت سے نکل آئی اور صحابہ سید الابرار ﷺ کی نصرت سے وہ اپنے احباب اور اصحاب سے مل کر مضبوط ہوگئی۔ دین اسلام کا جو پودا بانی اسلام ﷺ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا، غازیانِ اسلام کے خون سے ہرا بھرا ہوگیا اور گلستانِ اسلام کے سرسبز باغ کا مالی یعجب الزراع کی ہری بھری کھیتی سے خوش ہوگیا۔ صحابہ کرام کو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کا تمغہ امتیاز ملا۔

○

(۱۳۶)

مَكْفُولَةً اَبَدًا مِّنهُمْ بِخَيْرِ اَبٍ
وَخَيْرِ بَعْلٍ فَلَمْ تَيْتَمْ وَلَمْ تَئِمِ

دین از ایشاں یافت بہتر شوہر بہتر پدر — زاں نہ شد در بیوگی وہم نماند اندر یتم
باپ جس کا بہترین، خاوند جس کا بہترین — بے پدر ہونے کا کھٹکا بیوہ ہونے کا نہ غم

لغوی و معنوی صرف ونحو

مَكْفُولَةً اَبَدًا	''مَكْفُولَةً'' محفوظ، ''اَبَدًا'' ہمیشہ در ہمیشہ۔
مِنهُمْ بِخَيْرِ اَبٍ	ان دشمنوں سے ''بِخَيْرِ اَبٍ'' بہترین باپ۔
وَخَيْرِ بَعْلٍ	اور بہترین شوہر، متکفل، کفیل، حسین وجمیل۔
فَلَمْ تَيْتَمْ	فعل ماضی جحد، پس اب ہرگز یتیم نہ ہوگی۔
وَلَمْ تَئِمِ	مصدر ''اَيْمَةٌ''، عورت کا رانڈ ہونا، ہرگز بیوہ نہ ہوگی۔

○ **ترجمہ:** ملت اسلامیہ ہمیشہ کے لیے ہر دشمن سے محفوظ ہوگئی۔ آپ کی ابویّت اور بعلیت کے سبب اب ملت اسلامیہ نہ کبھی یتیم ہوگی اور نہ بیوہ ہوگی۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ'' (سورۃ الاحزاب:۶)

○ **تشریح:** مجاہدین اسلام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم من الملک المنان برابر جہاد پر جہاد کرتے رہے۔ جس سے دین اسلام کو بہترین مربی و بہترین رفیق کی کفالت کا سایہ مل گیا یعنی اب بوجہ ابویت نہ یتیم ہوگی اور نہ بوجہ خاوند بیوہ بعل سے مراد تمثیلاً حضور ﷺ کی ذات والاستودہ صفات مراد ہے جو اپنی امت کے مربی بھی ہیں اور متکفل بھی۔ مربی اولاد کا باپ ہوتا ہے اور متکفل زوجہ کا خاوند اور وہ ان کے جملہ اُمور کی حفاظت اور کفالت کا ذمہ ہوتا ہے۔

اَبداً وقت مستقبلہ لامتناہیہ گذشتہ ماضی اور آئندہ مستقبل دونوں میں مستعمل ہوتا ہے۔

امام فخر الانام علیہ الرحمۃ والکرام نے اس بیت میں تلمیحاً متذکرہ بالا آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا۔ ایک قرأت شاذ میں اَبٌ لَّهُمْ بھی آیا ہے یعنی وہ نبی ان کے باپ ہیں۔ اس امت مسلمہ کے ابو، اکرم الانبیاء ﷺ ہیں اور ابن صحابہ کرام، وارثان دین اسلام و علماء ملت ہیں جو ہمیشہ وہمہ تن قال اللہ وقال الرسول میں مصروف اور تبلیغ و ترسیل دین میں مشغول ہیں۔ ''فَلَهٗ مِلَّةٌ اِسْلَامِيَّةٌ بِاَحْيَائِهِمْ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامِ'' محفوظ اور مامون ہوگئی۔

خَيْرِ بَعْلٍ ''بدلیل نصِ قطعی بعُوْلَتُهُنَّ'' اس کا لغوی معنیٰ سید، مالک ہے اور خاوند پر بھی بولا جاتا ہے کہ وہ اپنی زوجہ کا متکفل ہوتا ہے۔ یہاں اس بیت میں حضور ﷺ مراد ہیں۔

اَوْلٰی بہ معنٰی اَقْرَبُ صیغہ اسم تفضیل ''بہت ہی قریب''۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو اپنی امت سے وہ قرب خاص ہے جو ان سے خود ان کی جانوں کو بھی حاصل نہیں۔ یا اَوْلٰی بمعنٰی اَحْبَیْتُ محبوب ہونا ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم بہت زیادہ محبوب ہیں اُن کو اپنی جانوں سے بھی بڑھ کر۔ یہ ایمانِ کامل کا مقام ہے۔ اس پر یہ حدیث پاک شاہد ہے:

بروایت صحیحہ: قَالَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ مِنْ مَّالِہٖ وَوَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں — ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو
ایسا گمادے اُن کی وِلا میں خدا ہمیں — ڈھونڈا کریں پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو
اُن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں — گزرا کرے پسر پہ تو پدر کو خبر نہ ہو

اَوْلٰی معنٰی اَوْلویت، پہلا معنٰی اقربیت .... یہ اِن دونوں معنوں اَحَبِّیَتْ اور اَوْلُوِیّت کو شامل ہے۔ اولیٰ بمعنٰی مالک۔ حضور تاجدار کون ومکان، شہنشاہ انس وجان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو یہ رفعتِ شان رب العزت کی بارگاہ کریمی سے عنایت ہوئی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اپنے امتی کے اس کی اپنی جان سے بھی بڑھ کر مالک ومختار ہیں۔ جبکہ ہمارے (مومنوں) کے اختیار بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے حضور میں ختم ہوجاتے ہیں۔ بحوالہ قرآن پاک آیت کریمہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تمام عالم کے پدر معنوی ہیں کہ کائنات عالم کا ذرہ ذرہ سب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے نور سے پیدا ہوا۔

نعت مبارک

ابر نیساں مومنوں کو تیغ عریاں کفر پر — جمع ہیں شانِ جمالی و جلالی ہاتھ میں
مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں — دوجہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں
سایہ افگن سر پہ ہو پرچم الٰہی جھوم کر — جب لواء الحمد لے اُمت کا والی ہاتھ میں
دستگیر ہر دوعالم کر دیا سبطین کو — اے میں قربان جانِ جاں انگشت کیا لی ہاتھ میں
آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود — وقف سنگِ در جبین روضہ کی جالی ہاتھ میں
جبیں نے بیعت کی بہار حق پر قربان رہا — ہیں لکیریں نقشِ تسخیر جمالی ہاتھ میں
حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضا — لوٹ جاؤں پا کے وہ دامان عالی ہاتھ میں

(حدائق بخشش)

دائمًا ملت شدہ محفوظ با شوہر و پدر — بعد ازاں بیوہ نبا شد نے یتیم نوحہ گر
جیسے مل جائے کسی کو نیک شوہر اور پدر — بیوگی کا اور یتیمی کا اسے پھر کیا ہو غم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۱۲۷)

هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنهُمْ مَّصَادِ مُهُمْ
مَاذَا رَاٰى مِنهُمْ فِیْ كُلِّ مُصْطَدَمِ

کوہ ہا بودند ازاں کوہ در نبرد آمد سرش — تا بگوید آنچہ دیدستند ازایشاں در صدم

تھے وہ کوہ استوار اعداء کے دل سے پوچھئے — آگیا تھا لڑتے لڑتے ناک میں ان کا دم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

هُمُ الْجِبَالُ	''هُمْ''، ضمیر جمع، مجاہدین اسلام، ''اَلْجِبَالُ'' پہاڑ۔
فَسَلْ عَنهُمْ	پس پوچھ لو، ''عَنهُمْ'' ان سے۔
مَصَادِ مُهُمْ	جمع مصادم کی، معنیٰ: ٹکرانا، جنگ کرنا یا مصدر میمی، بمعنیٰ: جنگ کا میدان۔
مَا ذَا رَاٰى مِنهُمْ	''مَا ذَا'' استفہامیہ، ''رَاٰى'' دیکھا۔
فِیْ كُلِّ مُصْطَدَمِ	ہر میدان جنگ میں یا وقت جنگ۔

○ **ترجمہ:** وہ مجاہدین اسلام میدان جنگ میں مانند پہاڑ ثابت قدمی سے برسر پیکار رہے، ان کی یہ بات میدان جنگ سے پوچھ لو۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''وَیُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ثابت قدمی میدان جہاد میں''

○ **تشریح:** وہ مجاہدینِ اسلام، صحابہ کرام رضوانُ مِنَ الْمَلِكِ المنّان صبر واستقلال، قوت و استقلال کے کوہِ گراں تھے جنہوں نے میدان جہاد میں اور ہر ہر رزمگاہ میں مظاہرہ ہائے شجاعت دکھائے اگر تمھیں میری بات پر یقین نہیں آتا تو اس رزمگاہ میدان جنگ سے ان کے کارناموں کی تفصیل پوچھ لو اور انہوں نے تیغ زنی و تیر افگنی کے ایسے ایسے جوہر دکھائے کہ ان کے تیور اور شجاعت کے کتبے آج تک ان مقامات کے سینوں پر کندہ ہیں۔ ان کے قدموں کے آثار اور نقش آج بھی گواہ ہیں۔ اس شعر کا مفہوم آسان اور قریبُ الفہم ہے اور اشارہ کر رہا ہے کہ کفار اور مشرکین تو فنا فی النار ہو گئے اور ان کا نام ونمود نیست ونابود ہو گیا۔ اب تمھیں ان مجاہدین کے کارنامے کون بتائے گا کہ کفار پر کیا بیتی اور غازیانِ اسلام کی شجاعت کی شہادت وہ محل حرب خود دے رہا ہے۔ ان دشت وجبل سے پوچھ لو وہ جانثار غازیانِ اسلام دشمن پر ایسے ڈٹ کر سینہ سپر ہو کر حملہ آور ہوتے کہ میدان جنگ ان کی شجاعت کی بار بار قسمیں اٹھا کر ان کے نام کا خطبہ پڑھتا رہا ہے اور رزمگاہ کا ذرہ ذرہ ان کی بہادری پر تحسین وآفرین کے نعرے بلند کر رہا ہے۔

ربّ العزّت جلّ شانہ مجاہدین اسلام کو انعامات دنیا وآخرت سے نوازتا ہے۔

كَقَولِهِ العَلِيِّ العَظِيمِ: وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَموَاتٌ بَل اَحيَاءٌ وَّلٰكِن لَّا تَشعُرُونَ "جواللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، ہاں تمھیں شعور نہیں" (سورۃ البقرہ:۱۵۴)

جو شہیدانِ خدا ہیں ان کو مردہ مت کہو زندگی ان کی خدا فرماتا ہے لَا تَشعُرُونَ

كَقَولِهٖ عَزَّوَجَلَّ شَانُهٗ: وَلَاتَحسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَموَاتًا ط بَل اَحيَآءٌ عِندَ رَبِّهِم يُرزَقُونَ ○ "اور تم گمان بھی نہ کرو کہ جو اللہ جل شانہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اللہ کے ہاں سے رزق پاتے ہیں"۔

چوں بجاں رفت جاں دیگر شود جاں چوں دیگر شود جہاں دیگر شود

یہ آیت کریمہ شہداء اُحد کے حق میں نازل ہوئی۔ شہداء کرام کی زندگی نصِ قرآنی سے ثابت ہے۔ ان کے اجسام کو مٹی نہیں کھاتی، وہ صحیح وسلامت رہتے ہیں۔

بروایت صحیحہ: غزوۂ اُحد میں حضرت عمرو بن جموح اور حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہما کو ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ چالیس سال بعد سیلاب کی وجہ سے قبر کھل گئی۔ سعادت مند لوگوں نے علیٰ رأسِ الشہادۃ اسلام کا یہ معجزہ اور قرآن پاک کی صداقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ان کے جسم مبارک تروتازہ، شگفتہ اور شاداب تھے اور ان کی قبر کی خوشبو نے فضا کو معطر کر دیا۔

نیز بیسویں صدی عیسوی میں دریائے دجلہ شُہداء کرام کے مقابر کے قریب پہنچ گیا اور حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ کا تابوت مبارک حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار پُر انوار کے جوار میں منتقل کرنا چاہا، تو تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی ان کا جسم اقدس صحیح وسلامت دیکھا گیا۔

علامہ سید علوی مالکی علیہ الرحمۃ تصریح فرماتے ہیں: "جب شہداء کو یہ مرتبہ ملا۔ صدیقین اور انبیاء کرام کی حیات برزخی جسمانی اور روحانی ثابت کرنے کی حاجت نہیں۔ غلاموں کی یہ شان ہے تو آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام کیا ہوگا"۔ ہمارے علم ناتمام اور فہم نارسا کی رسائی اس تک ناممکن ہے۔ فافہم۔

ہمچو کوہ بودند ثابت پرس از شہر و دیار آنچہ دیدند از دم شمشیر شاں درکار زار
تھے وہ مثل کوہ پوچھو دشمنوں سے ان کا حال کچھ اگر دیکھا ہے ان کو شامل جنگ و صدم

مَولَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيبِكَ خَيرِ الخَلقِ كُلِّهِمِ

○

(۴۸)

فَسَلْ حُنَيْنًا وَّسَلْ بَدْرًا وَّسَلْ اُحُدًا
فُصُوْلُ حَتْفٍ لَّهُمْ اَدْهٰى مِنَ الْوَخَمِ

از حُنین و بدر دیگر از اُحدے کن سوال تا بخواند فصل ہائے مرگ ادھٰی از وَخَم

ہیں حنین و بدر موجود اور اُحد سے بھی پوچھ لو کشت وخون کی کیفیت دیں گے بتا بے کاست وکم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

فَسَلْ حُنَيْنًا وَّسَلْ بَدْرًا اور پوچھ لو حنین ''بین المکۃ والطائف'' سے اور پوچھ لو بدر سے۔
وَسَلْ اُحُدًا اور پوچھ لو اُحد سے، مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلہ پر پہاڑی میدان۔
فُصُوْلُ حَتْفٍ لَّهُمْ ''فُصُول'' جمع فصل، موسم، ''حَتْفٍ'' موت۔
اَدْهٰى ''اَدْهٰى'' اسم تفضیل، ''دَاهِيَةٌ'' موت۔
مِنَ الْوَخَمِ ''الْوَخَمِ''، وباء عام، لاحق ہونے والا مرض، عام ہیضہ۔

○ **ترجمہ:** پوچھ حُنین سے، غزوہ بدر اور غزوہ اُحد سے پوچھ لو کہ کافروں پر بلا اور وباء عام سے بھی زیادہ مجاہدین کی شمشیر بے نیام کی ضرب کاری سخت تھی۔

○ **تمہیدی کلمہ:** فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

○ **تشریح:** اے مخاطب! مجاہدینِ اسلام صحابہ کرام رضوانُ اللہ علیہم اجمعین کی جرأت اور شجاعت کے واقعات ہم نے قلمبند کئے ہیں۔ لیکن اگر تو کفار ومشرکین کی ہزیمت اور قتل کا آنکھوں دیکھا حال معلوم کرنا چاہتا ہے کہ ان کے جسم کے گوشت کے لوتھڑے اور خون کہاں کہاں گرا تو جہاں جہاں یہ غزوات واقع ہوئے وہ میدان اپنی زبان حال سے صحیح صحیح واقعات کی نشاندہی کریں گے، ان سے ذرا جا کر پوچھ لو۔ مقام حُنین سے پوچھ لو۔ میدان بدر سے پوچھ لو اور جبل اُحد سے جا کر پوچھ لو۔ اور غازیان اسلام کے حرب وضرب سے قتال مشرکین کے کارنامے اور افسانے جو انہوں نے سنہری حروف سے ان میدانوں میں سیف کی زبان سے ثبت کئے، وہ صحیح صحیح اور پورا پورا جنگ کا نقشہ تجھے بتائیں گے جو کفار کے لیے بلاء الیم سے بھی زیادہ سخت تھا۔

حنین، بین المکۃ المعظمہ والطائف جبل احد المدینہ طیبہ سے تین میل دور واقع ہے۔ بدر کنوئیں کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے اسی میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ جہاں آج بھی مقام بدر سے صحابہ کرام کے جنگی طبل کی آواز گونجتی سنائی دیتی ہے۔

مندرجہ بالا غزوات کے لیے ''ضیاء النبی از پیر کرم شاہ ازھری'' از سلیمان منصور پوری کا مطالعہ کریں۔

○

(۱۲۹)

اَلْمُصْدِرِی الْبِیْضِ حُمْرًا بَعْدَ مَا وَرَدَتْ
مِنَ الْعِدٰی کُلَّ مُسْوَدٍّ مِّنَ اللِّمَمِ

سرخ کر دندے بخون دشمناں شمشیر را — چوں فرو شد در سیاہی ہر سرِ مو از لمم
دشمنوں کے سر پر پڑ کر ان کی تیغ حضرمی — سرخرو ہو کر سیاہی سے نکلتی دم بدم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

اَلْمُصْدِرِی الْبِیْضِ — ''اَلْمُصْدِرِی'' گھاٹ سے پانی پینا، ''اَلْبِیْضِ'' سفید چمکتی تلوار۔
حُمْرًا بَعْدَ مَا وَرَدَتْ — ''حُمْرًا'' سرخ یعنی خون آلودہ بعد داخل ہونے۔
مِنَ الْعِدٰی — ''اَلْعِدٰی'' عدو، دشمن، مقابل مشرک، کافر۔
کُلَّ مُسْوَدٍّ — ''مُسْوَدٍّ'' ہر سیاہ بالوں والا۔
مِنَ اللِّمَمِ — ''مِنَ اللِّمَمِ'' جمع لِمّۃ، بالکسر، نوجوانان کفار کے لمبے لمبے کندھوں تک بال۔

○ **ترجمہ:** مجاہدین اسلام اپنی چمکتی صیقل شدہ تلواریں کفار کے لمبے لمبے بالوں والے سروں پر مارتے تو وہ ان کے سروں کے خون سے سیراب ہوتیں اور سرخ ہو کر نکلتی تھیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''مجاہدین اسلام کی شمشیر براں دشمنان دین کی ہلاکت کا سامان''۔

○ **تشریح:** مجاہدین دین میدانِ جہاد میں مانند کوہ ثبات تھے اور ان کی صیقل شدہ چمکتی دمکتی سفید تلواریں کفار کے سروں کے کالے سیاہ بال جوشانوں تک گھرے ہوتے ان پر بجلی کی کوند کی طرح گرتیں تو دشمن کے خون سے اپنی پیاس بجھا کر سفید تلواریں ان کے سُرخ لہو سے رنگین ہو کر نکلتیں۔ مقصد یہ کہ مجاہدین دین ان کے سروں پر سوار ہو کر حملہ آور ہوتے اور ان کے معرکے میدانوں کے سینوں پر قدم بقدم کالجر رقم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین دین کو اپنی عنایت سے عزت عطا فرمائی اور کفار کو بت پرستی اصنامِ شیطان کے باعث ہلاک اور ذلیل کر دیا۔

وَاللّٰہ اَکْرَمَنَا وَاَظْھَرَ دِیْنَنَا وَاَعَزَّنَا بِعِبَادَۃِ الرَّحْمٰنِ
وَاللّٰہ اَھْلَکَھُمْ وَفَرَّقَ جَمْعَھُمْ وَاَذَلَّھُمْ بِعِبَادَۃِ الشَّیْطٰنِ

اللہ جل شانہ نے مومن کے لیے وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ کا اعلان واجب الاذعان کر دیا۔ اسلام ہمیشہ غالب رہے گا۔ نِعْمَ السُّیُوْفُ سُیُوْفُھُمْ وَنِعْمَ النُّفُوْسُ نُفُوْسُھُمْ۔

○

۱۳۰

وَالْكَاتِبِيْنَ بِسُمْرِ الْخَطِّ مَا تَرَكَتْ
أَقْلَامُهُمْ حَرْفَ جِسْمٍ غَيْرَ مُنْعَجِمِ

حرف جسمے بے نقطہ ننوشتہ بودے ازقلم
مے نوشتندے بہ نیزہ خط سرخی بربدن

جسم کو کب چھوڑتا تھا بے نقطہ اُن کا قلم
جچتے تھے اہل قلم ہاتھوں میں وہ نیزے لیے

لفظی ولغوی معنی، علم صرف ونحو سے

وَالْكَاتِبِيْنَ "الْكَاتِبِيْنَ" جمع کاتب، خوش نویس، مراد مجاہدین دین۔

بِسُمْرِ الْخَطِّ "سُمْر" نیزے، "الخط" یمامہ کے ایک موضع کا نام۔

مَا تَرَكَتْ أَقْلَامُهُمْ نہیں چھوڑا انہوں نے "اَقْلام" جمع قلم، "هُمْ" ضمیر جمع۔

حَرْفَ جِسْمٍ "حرْفَ" طرف، مراد اعضاء جسم، بدن۔

غَيْرَ مُنْعَجِمِ "مُنْعَجِمِ" صیغہ اسم فاعل، نقطہ لگانے والا، مراد بے زخم۔

○ **ترجمہ:** مجاہدین اسلام اپنے قلمی نیزوں سے کافروں کے جسم پر لکھتے ہیں اور ان کی قلموں (نیزوں) نے کفار کا کوئی عضو بغیر نقطہ (بے زخم) نہیں چھوڑا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** "نیزوں کو قلموں سے اور زخموں کو تحریر سے تشبیہ"

○ **تشریح:** امام ناظم فخر الانام علیہ الرحمۃ نے اس شعر میں تلمیحاً تشبیہات، استعارات اور ابہام سے غازیان دین کی شجاعت، ہیبت اور جلال کا نقشہ کھینچا۔ یہ شعر باعتبار استعارہ اور تشبیہ میں صنائع بدائع کا مرقع ہے اور تناسب شعری میں اپنی مثال آپ ہے۔ کاتب، خوشنویس، کتابت، قلم، خط، حروف، منقوطہ وغیرہ کی تشبیہ نیزہ قائم مقام قلم، جسمِ کفار مانند ورق اور صفحہ مانند زخم سطروں کو زُمرہ تشبیہ میں بیان کیا۔ مفہوم یہ کہ جسمِ کفار کے اوراق پر اسلام کے متوالوں نے کھلے میدانوں میں ایسی تحریریں لکھیں کہ کھلے میدان کی یہ تحریریں ان کے لیے قیامت کی تعزیریں بن گئیں۔ کاتبین (مجاہدین) خوشنویس خط نسخ، خط نستعلیق سے جسم عُدو کے ہر ورق (اعضا) پر حروف، نقطوں (زخموں) سے کوئی جگہ نیزہ، بھالا اور تلوار نے خالی نہ چھوڑی یعنی کوئی کافر صفحۂ ہستی کے اس میدان جنگ میں بغیر زخم کھائے واپس نہ گیا یا جہنم رسید ہوا یا سرٹیفکیٹ جہنم لے گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے نیزوں کے قلم سے ان کے جسم شقاوت پر نشان یا جہنمی ہونے کے شناختی کارڈ بنا دیے تھے جیسے اہل قلم اپنی تحریر کو سجانے سنوارنے کے لیے امتیازی نقطے لگاتے ہیں اور بین السطور اور حاشیہ سے اپنی تحریر کو زینت دیتے ہیں اور حاشیہ آرائی بین السطور سے کرتے ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان من الملک المنان نے ان کے ورق جسم پر کوئی ایسی جگہ نہ چھوڑی جہاں اپنے قلم کو ان

کے خون کی سیاہی سے ڈبو کر کچھ نہ کچھ آٹوگراف نہ دے دیا ہو اور جہاد کی دستاویز پر دستخط کر کے اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْا وَلَایُعْلٰی عَلَیْہِ کی مُہر ثبت نہ کر دی ہو۔

حَیَاۃُ الشُّھَدَآءِ مُتَحَقِّقَۃٌ حیات شہداء ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے۔

بروایت صحیحہ: شہداء کرام کی روحیں طلائی قندیلوں میں جو زیر عرش عظیم معلق ہیں، میں بسیرا کرتیں ہیں اور سبز پرندوں کے قالب میں جنت اور عرش کی سیر کرتی ہیں اور وہ جنت کے پھل اور میووں کا رزق کھاتی ہیں۔

○ **مسئلہ** شہید روز قیامت زخموں کی حالت میں خون آلود جسم سے حاضر بحضور خداوند قدوس ہوگا اور اس کے خونِ سرخ سے کستوری کی خوشبو آ رہی ہوگی۔

حضور نبی رحمت شفیع امت ﷺ جبل اُحد میں گنج شہیداں ''شہداءِ اُحد'' کی قبور اور مزاراتِ مقدسہ پر تشریف لے جاتے خصوصاً عمِ کریم سیدنا سید الشہداء امیر حمزہ بن سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر انور کو اپنے قدوم میمنت سے نوازتے اور سلام فرماتے اور زیارت باطہارت سے مستفیض فرماتے۔ اُمتِ مُسلمہ سرکار فیض بار، نور آثار سید الشہداء کے مزارت اقدس پر بصد آداب ومحبت اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ النَّبِیِّ الْکَرِیْم سلام عرض کرتے ہیں اور اپنے دامن مرادوں سے بھرتے ہیں۔

حضور ولی نعمت آقاءِ رحمت ﷺ المدینۃ المنورہ کے قبرستان جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور سلام اور دُعا سے نوازتے۔ دورانِ سفر ایک بار وضو فرماتے ہوئے آسمان کی طرف منہ کر کے وَعَلَیْکُمُ السَّلَام کہا۔ صحابہ کبار نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کس خوش بخت کی پذیرائی ہو رہی ہے؟ فرمایا: میرے جعفر طیار (رضی اللہ عنہ شہید غزوہ موتہ) آسمان کی سیر کرتے ہوئے گزرے اور سلام عرض کیا ان کے سلام کا جواب مرحمت فرمایا ہے۔

نیز حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ آگے آگے جنت میں اپنے نوری پروں سے اڑ کر جا رہے ہیں اور پیچھے پیچھے حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما پرواز کر رہے ہیں۔ ارشاد ہوا: محبوب (ﷺ) جعفر طیار (رضی اللہ عنہ) تیرا خون ہے اور وہ ادباً پیچھے پیچھے ہیں۔ حق ہے کہ خاندان نبوت کا ادب اور محبت ایمان کا جزو ہے۔

کاتب اندر نیزہ خطی نوشتہ خوش خط — کلک شان اگر داشتہ حرفے کہ باشد بے نقطِ

وہ لکھا کرتے تھے نیزوں کے قلم سے حرف غیض — اور نہ چھوڑتے دشمنوں کے جسم کو غیر منعجم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۱۳۱)

شَاكِي السِّلَاحِ لَهُمْ سِيمَا تُمَيِّزُ هُمْ
وَالْوَرْدُ يَمْتَازُ بِالسِّيمَا مِنَ السَّلَمِ

آن گمان سنجان کہ سیما شان بریں ممتاز بود گل برنگ وبوے خود ممتاز کرد از سلم

کیل کانٹے سے سجے ممتاز پیشانی سے تھے وہ اور اعداء تھے بعینہٖ جیسے گلبن وسلم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

شَاكِي السِّلَاحِ لَهُمْ	''شَاكِيُ السِّلَاحِ''مکمل ہتھیاروں والا''لَهُمْ'' واسطے ان کے۔
سِيمَا تُمَيِّزُ هُمْ	''سِيمَا'' پیشانیاں،''يُمَيِّزُ هُمْ'' ممتاز کرتا ہے صیغہ مضارع۔
وَالْوَرْدُ يَمْتَازُ	''واؤ'' استینافیہ،''الْوَرْدُ'' گلاب کا پھول،''يَمْتَازُ''امتیاز کرتا ہے۔
بِالسِّيمَا	''بِالسِّيمَا'' پیشانیوں کے نشان۔
مِنَ السَّلَمِ	درخت ببول کانٹوں والا، کیکر کا درخت۔

○ ترجمہ: مجاہدین اسلام کا پوری طرح مسلح ہونے کا ایک خاص نشان تھا جوان کو دوسروں سے ممتاز رکھتا جس طرح گلاب کا پودا ببول کے درخت سے ممتاز ہوتا ہے۔

○ تمہیدی کلمہ: عَلَامَتُهٗ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ وَاِشْرَاقُهَا بِنُوْرِ الْاِيْمَانِ

○ تشریح: غازیان اسلام صحابہ کرام مہاجرین اور انصار علیہم رضوانُ اللہِ الملکِ المختار جب سامان جنگ سے لیس ہو کر خود اور زرعہ پہن کر گھوڑوں پر سج دھج سے سوار ہو کر نکلتے اور ایک نرالی شان وشوکت سے حملہ آور ہوتے تو ان کے چہروں پر طمانیت اور سکون کے آثار نمایاں ہوتے اور تازہ گلاب کے پھولوں کی مانند خوشنما اور خوبصورت کھلے ہوئے ان کے چہرے نظر آتے جبکہ ان کے مقابلہ میں کفار اور مشرکین بھی ہتھیار سجائے هَلْ مِنْ مُّبَارِز کا نعرہ لگاتے نکلتے لیکن کہ وہ اپنی ہیئت کذائی میں ببول کے خاردار درخت کی طرح نظر آتے۔ قبیح شکل، کالی سیاہ ڈراؤنی صورت جس پر نحوست اور وحشت طاری ہوتی۔ گلاب کا پودا اور ببول کا درخت خاردار ہونے اور آپس میں ہم شکل اور مشابہ ہونے کے باوجود ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ گلاب کا پھول رنگ وبو اور اپنی شکل وصورت میں شگفتگی، شادابی، لطافت، نظافت کے باعث ببول کے درخت اور اس کے پھولوں سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ اسی طرح اعداءِ دین اور ظاہری ہیئت اور صورت میں ہم شکل انسانی ہیں لیکن صحابہ کرام کے اوصاف حمیدہ اور فضائل مجیدہ ان میں کہاں

''چہ نسبت کاہ را بجناب عالی جاہ''

شجاعت وصداقت، جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت میں مثل گلِ گلاب ہیں اور امتیازی شان کے حامل ہیں حالانکہ

گلاب اور سلم دونوں خاردار ہونے کے لحاظ سے برابر ہیں مگر اس میں گلاب کی رنگینی اور خوشبو کہاں؟

کانٹوں میں ہے گھرا ہوا چاروں طرف سے پھول پھر بھی کھلا ہوا ہے کتنا خوش مزاج ہے

اَمام ناظم فَخرُ الاَنَامِ اَدَامَ اللّٰہُ بِالعِزَّۃِ وَالکَرَامِ نے اس بیت مبارکہ میں تلمیحاً اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی: اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم وکریم" سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ(سورۃ الفتح:۲۹) "ان کے چہروں کی پیشانیاں سجدوں کے آثار سے منور اور چمکتی دمکتی ہیں"۔ یہ علامت وہ نُور ہے جو اُن کے چہروں پر تاباں ہوتا جس سے صحابہ کرام پہچانے جاتے کہ یہ غلامانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ وہ شب ہائے دراز میں اپنے اللہ جل شانہٗ کے حضور سجدہ ریز رہتے۔ اُن کے چہروں کا یہ نُور سجدہ کے مقام (پیشانیوں) پر چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا دمکتا۔ اُن کی پیشانیوں پر اور گٹوں کا نشان سجدوں کی علامت تھا اور صبح زندہ دار میدانِ جہاد کے گرد وغبار میں غازی اور شہید کا مرتبہ پاتے اور اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ کا عملی مظاہرہ کر کے اللہ ربُّ العزت کو راضی کرتے۔

اگر ہو رزم تو شیرانِ غاب سے بڑھ کر اگر ہو بزم تو رعنا غزال تاتاری

ترجمانِ حقیقت، شاعر مشرق نے کیا عُمدہ کہا ہے۔

ہو حلقۂ یاراں تو ابریشم کی طرح نرم رزمِ حق وباطل ہوتو فولاد ہے مومن

○ حاصل کلام صاحب عصیدۃ الشھدہ شرح قصیدہ بُردہ نے کتنے بلیغانہ انداز محبت میں ان قدسی صفات صحابہ کرام کی مبارک زندگیوں کا اپنے لفظوں میں نقشہ کھینچا ہے۔ ھُمْ ثِمَارُ الاَشْجَارِ حَدَآئِقُ الْوُجُوْدِ وَاَزَاھِیْرُ الرِّیَاضِ وَلَشْکَرُ الْاِسْلَامِ وہ گلستان وجود کے پھل دار شجر اور گلستانِ نبوی کے خوشنما خوبصورت پھول اور دینِ اسلام کا لشکر جرار ہیں۔ جن کے سروں پر رضی اللہ عنہ ورضوا عنہم کا تاج چمکتا ہے۔

آں زرہ پوشاں کہ ممتازند از سیمائے خویش از مغیلاں چوں گلاب از بو بود در قدر پیش

گو مسلح تھے مگر رکھتے پیشانی پر سجدوں کے نشاں تھے صحابہ مثل گل کفار مانند سلم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۱۳۲)

تُهْدِی اِلَیْكَ رِیَاحُ النَّصْرِ نَشْرُهُمْ
فَتَحْسَبُ الزَّهْرَ فِی الْاَكْمَامِ كُلَّ كَمِ

مے رساند بادِ نصرت بر تو بوئے سعی شان | چوں بہار اندر سرِ غنچہ بود ثابت قدم
جا بجا ان کی مہک پھیلاتی تھی باد ظفر | تھے غلافوں میں شگوفے یا زرہ میں گستہم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

تُهْدِی اِلَیْكَ	''تُهْدِی'' تحفہ پیش کرتا ہے غایت کے لیے ''ک'' ضمیر غائب۔
رِیَاحُ النَّصْرِ	''رِیَاحُ'' جمع ریح ہوا۔ ''النصر'' مدد۔
نَشْرُهُمْ	نشر، خوشبو کا پھیلانا۔
فَتَحْسَبُ الزَّهْرَ	پس گمان کرتا ہے ''الزَّهْر'' شگوفہ، کلی، پھول۔
فِی الْاَكْمَامِ	جمع ''کم'' غِلاف، لفافے۔
كُلَّ كَمِی	کَمِیُّ بالتّشدید شجاع بہادر ''زرّہ پہننے والا''۔

○ ترجمہ: نصرت کی بادِ صبا اُن کی خوشبو کو تجھ تک پہنچا رہی ہے، پس ہر ایک بہادر ایسا ہے کہ وہ اپنے لباس غلافوں میں بند ایک خوشنما شگوفہ معلوم ہوتا ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اللہ جل شانہ کی مدد اور نصرت''

○ **تشریح:** اس شعر میں تلمیحاً فرمانِ ذی شان نبی الرحمٰن ﷺ کی طرف اشارہ ہے۔ نُصِرْتُ بِالصَّبَا ''ہماری مدد بادِ صبا سے کی گئی'' ان غازیانِ اسلام کی خوبی، خوش نمائی اور خوش بو کا معائنہ اور مشاہدہ سے پتہ چلے گا کہ ہر مسلح مجاہد اپنے خودوں اور زرہوں کے اندر اس سج دھج کے ساتھ نظر آتا ہے گویا کہ وہ غلافوں میں مانند شگوفہ ہے جو اپنی تر و تازگی میں ممتاز ہے یا یہ معنی کہ جنگ میں اپنی جان کا خوف اور ڈر ان کے چہروں پر ذرہ بھر نہیں۔ وہ اسلام پر اپنی جان نثاری اور شہادت کو زندگی کا مقصود سمجھتے ہیں۔

بادِ نصرت آیدت ایشاں بوئے مشک ناف | ہر مبارز را بدانی چوں شگوفہ در غِلاف
اُن کی نصرت کی خبر بھیجے تو یہ سمجھے گا تو | مثل غنچوں کے غلافوں میں تھے وہ عالی ھمم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۳۳)

كَأَنَّهُمْ فِي ظُهُورِ الْخَيْلِ نَبْتُ رُبًا
مِّنْ شِدَّةِ الْحَزْمِ لَا مِنْ شِدَّةِ الْحُزُمِ

گویا بر پُشت اسپاں چوں درخت پشہ کوہ زاستواری بود در دین نہ زکثرت درنسیم
دیکھتے ہی کہتے تھے ٹیلوں پہ پھوٹ آئی گھاس پشت پر گھوڑوں کے آسن ان کے یوں جاتے تھے جم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

كَأَنَّهُمْ فِي ظُهُورِ الْخَيْلِ	''كَأَنَّ'' تشبیہ کے لیے ''ظھور'' جمع ظہر، پشت ''خیل'' گھوڑے۔
نَبْتُ رُبًا	''نَبْتُ'' گیاہ، ''رُبًا'' جمع رَبوہ، اُونچا ٹیلہ۔
مِنْ شِدَّةِ الْحُزُمِ	''مِنْ'' حرف جار ''شِدَّةٍ'' سخت، کسی چیز کو سخت باندھنا۔
لَا مِنْ شِدَّةِ	''لَا'' نفی ''مِنْ شِدَّةٍ'' سخت باندھنا کسی چیز کو۔
الْحُزُمِ	گھوڑے کا تنگ جس پر زین کسی جاتی ہے۔

○ **ترجمہ:** مجاہدین اسلام گھوڑوں کی پشتوں پر ٹیلہ پر اُگی ہوئی گھاس کی طرح جم کر بیٹھتے تھے کہ یہ مضبوطی پالان کی سختی کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی شہ سواری کے سبب سے ہوتی۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''شہ سوار بھی بے مثل اور سواری بھی بے مثال''

○ **تشریح:** غازیانِ اسلام مہاجرین اور انصار علیہم الرضوان من الملک المختار کی گھڑ سواری کی تشبیہ پہاڑوں کی چٹانوں اور ٹیلوں پر اُگی ہوئی اور بچھی ہوئی گھاس سے دی۔ یہ کتنی عمدہ تشبیہ ہے کہ جو شدید طوفانوں اور سیلابوں میں بھی اکھڑتی نہیں بلکہ جمی رہتی ہے۔ اسے آندھی کے زوردار جھونکے بھی اکھاڑ نہیں سکتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہسواری میں مہارت رکھتے اور کافر اناڑی سوار پشتِ توسن پر ایسا نظر آتا جیسے گھوڑے کی پشت پر گھاس کا سوکھا گٹھا باندھا ہو۔ کبھی اِدھر سرک گیا کبھی اُدھر جھک گیا۔ صحابہ کرام کا ٹیلوں کی مضبوط جڑ والی گھاس کی طرح آسن جما کر بیٹھنا، زینوں کے سخت کسنے کی وجہ سے نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ شہ سواری میں کامل اور حاذق تھے اور ثابت قدمی سے حملہ آور ہونا بھی خوب جانتے تھے اور راہِ حق میں موت کا پیالہ پینا اُن کے لیے شہد سے زیادہ شیریں تھا اور وہ اپنی متاع جان کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی امانت خیال کرتے اور پھر اسی کی راہ میں جان نچھاور کر دینا زندگی کی بہت بڑی سعادت جانتے۔ وہ نقد جان لٹا کر بھی یہ سمجھتے کہ شاید ابھی حق ادا نہیں ہوا۔

بچہ ناز رفتہ بُودے زجہاں نیاز مندے کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

بروایت صحیحہ: شہید جنت میں جا کر یہ تمنا کرے گا "اے رب کریم! مجھے دنیا میں دوبارہ بھیج تا کہ تیری راہ میں پھر جان قربان کروں"۔ اسدُ اللہ الغالب نے کیا عمدہ کہا ہے:

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

امام خیرُ الانام علیہ الرحمۃُ والکرام نے اس شعر میں صنعت اَجناس کو کس خوبی سے بیان کیا اور کتنی خوبصورت تشبیہ ہے کہ اعراب کے بدلنے سے الفاظ میں شانِ اعجاز درجہ کمال پر ہے۔ شدۃ اور حزم دو دو بار آیا ہے جو مختلف معانی میں مستعمل ہے۔ شِدَّۃ ش کی زیر سے بہ معنی: طاقت اور ش کی زبر سے بہ معنی: باندھنا۔ اسی طرح لفظ حزم حاء پر زبر سے کے معنی ہیں: سواری میں طاق ہونا اور پشت اسپ پر جم کر بیٹھنا اور حُزم پیش کے ساتھ بہ معنی: پٹی گھوڑے کا تنگ جس سے زین کسی جاتی ہے۔ یہ خوبصورت تشبیہ نَبتُ رُبی سے مراد ہے۔ یعنی شدۃ الحَزمِ فرما کر لَامِنْ شِدَّۃِ الْحُزُمِ سے شعر میں جان پیدا کر دی۔ اثبات اور نفی "استقامت اور بے ثباتی" غازیان دین کی شان اور نفی کفار کی بے ثباتی کے تقابل سے مجاہدین کی شان اُجاگر کی اور اپنے شعر کو کمال عُروج پر لے گئے۔

○ مسئلہ: شہید کو غسل نہ دیا جائے۔ اسے خون آلود لباس میں نماز جنازہ پڑھ کر جہاں وہ شہید ہوا اسی جگہ دفن کیا جائے۔ روزِ قیامت اسی حالت میں حاضرِ بارگاہ خداوند کریم ہوگا۔ شہداء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے انعام دنیوی زندگی میں تیز دھار آلہ تلوار، تیر اور بھالا کے گہرے زخم کی شدید تکلیف کو کانٹا چبھنے کے مساوی کر دیا۔ اُخروی انعامات حیات بعد الممات، زیر عرش طلائی قندیلوں میں بسیرا اور جنت اور آسمانوں کی جدھر چاہیں سیر کرنا، دنیا میں آنا جانا، مجاہدین اسلام کی مدد کرنا، جب ان کے دل میں آیا کہ کاش کوئی اِن انعاماتِ الٰہیہ کی خبر دنیا میں ہمارے مومن بھائیوں کو دے کہ ہم جنت میں پاکیزہ زندگی سے رزق کریم پاتے ہیں تا کہ وہ جہاد سے بے خبر نہ ہوں اور شہادت کی تمنا کریں تو ربّ قدوس نے شہداء سے فرمایا کہ تمہارے بھائیوں کو مَیں خبر دیتا ہوں سورۃ آل عمران (۶۸ تا ۷۰) میں فرمایا: وہ خوش ہیں اللہ تعالیٰ کے انعامات پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَاِنْعَامِہٖ۔

مستقر بر پشت اسپاں چوں گیاہ کوہ بجنگ از کمالاتِ سواری نے بوجہ سخت تنگ

تھے وہ گھوڑوں پر سوار ایسے کہ ٹیلوں کے درخت زین کی پرواہ نہ تھی ان شہسواروں کو بہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۱۳۴)

طَارَتْ قُلُوْبُ الْعِدیٰ مِنْ بِأْسِہِمْ فَرَقًا
فَمَا تُفَرِّقُ بَیْنَ الْبَہْمِ وَالْبُہَمِ

لرزہ بر دِل کفار او افتادہ از ترس شاں | چار پائے آدمی نشناختند از ترس وغم
ہوش کفار کے اڑے جاتے تھے ان کے رعب سے | امتیاز اصلاً نہ ہوتا تھا کہ بل میں با غنم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

طَارَتْ قُلُوْبُ الْعِدیٰ "طَارَتْ" صیغہ واحد ماضی، مصدر طیران، دل کا اڑنا "الْعِدَا" دشمن۔
مِنْ بَأْسِہِمْ فَرَقًا "مِنْ" سببیہ "بَأْسِ" سختی جنگ، "فَرَقًا" خوف۔
فَمَا تُفَرِّقُ "فا" سببیہ "ما" نافیہ، "تُفَرِّقُ" صیغہ مضارع، تفریق کرنا۔
بَیْنَ الْبَہَمِ "بَیْنَ" درمیان، "الْبَہْمِ" جمع بھیم۔
وَالْبُہَمِ "الْبُہَمِ" جمع بہمہ۔

○ **ترجمہ:** مجاہدین دین کے حملوں کے خوف سے دشمن کے دل اڑنے لگے اور ایسا خوف طاری ہوا کہ بکری کے بچہ اور شہسوار میں تمیز نہ کر پاتے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** "مار گزیدہ از ریسماں (رسّی) مے ترسد"

○ **تشریح:** غازیانِ اسلام صحابہ کرام علیہم الرضوان مِنَ اللہ الملک المنان کے حرب وضرب کے خوف سے کفار اور مشرکین کے دل اڑنے لگے۔ وہ اس قدر خوف زدہ ہوئے کہ بھیڑ کے بچے اور مجاہد میں تمیز نہ کر پاتے اور اتنے حواس باختہ ہوئے کہ کچھ سمجھ نہ پاتے۔ صحابہ کبار کی غایتِ شجاعت اور نہایتِ متانت اور مہارت سے ہتھیاروں کے استعمال اور آلات حرب وضرب سے اعداء پر ایسا اضطراب اور رعب چھا گیا کہ ان کو چین اور قرار نہ آتا اور ان کی عقلیں زائل اور نیندیں اڑ گئیں یہاں تک کہ وہ شجاع اور نحلہ میں فرق نہ پاتے۔ اگر بکری کے بچے کے بولنے یا کودنے کی آہٹ ہوتی تو اسے بھی محسوس کرتے اور ڈر جاتے تھے۔

بَہْمِ وبُہَمِ میں کتنا بلیغ اشارہ ہے اور صنعت لفظی کا کتنا حسین وجمیل امتزاج اور استعمال ہے۔ شُعراءِ عرب نے اس شعر کو فصاحت اور بلاغت کے کمال کا مرقع قرار دیا۔ بھم زبر بہ معنی: میمنہ بزدل۔ بُہَم ضمہ بہ معنی: بہادر۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا | عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

○

(۳۵)

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ
اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِيْ اٰجَامِهَا تَجِمِ

ہر کہ او از رسولِ اللہ نُصرت آمدہ — شیر اگر بروے رسد از ترس او آید بہم
آگے اس کے جس کو نصرت ہو رسول اللہ کی — اپنے من میں دم بخود رہ جائیں شیرانِ جَم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو سے

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ	وہ شخص، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم۔
نُصْرَتُهٗ	''نُصْرَتُهٗ'' استعانت اُن کی، مدد۔
اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ	''تَلْقَهُ'' صیغہ واحد مضارع، ملنا، ''اُسْدُ''، جمع اسد، بہ معنیٰ: ببر شیر۔
فِيْ اٰجَامِهَا	''اٰجَامِهَا'' جمع اَجمہ، بفارسی، شبیہ، جنگلی شیر۔
تَجِمِ	''تَجِمِ'' مصدر ''وُجُوم'' دم بخود ہو جانا۔

○ **ترجمہ:** جن کو رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اعانت اور نصرت حاصل ہو ان کے سامنے درندے، جنگلی شیر بھی آجائیں تو وہ دم بخود رہ جاتے ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''ہر کہ عشق مصطفےٰ سامان اوست — بحر و بر در گوشۂ دامان اوست''

○ **تشریح:** علمِ نحو کے لحاظ سے پہلا مصرعہ شرط اور دوسرا مصرعہ جزاء ہے۔ مجاہدین اسلام تمام غزوات میں نصرت یافتہ ہیں۔ اَهْلُ النَّارِ وَ الْكُفْر کے مقابلہ میں مظفر اور منصور تھے۔ اس شعر میں غازیان دین کی کامیابی کا سبب بیان ہوا کہ جن کو آقائے دو عالم، محبوب محترم، مالک ارقاب اُمم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اعانت اور تائید نصیب ہو وہ ہزیمت اور شکست کے خوف سے محفوظ اور مأمون ہو جاتا ہے۔ وہ شیر ببر کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ بلکہ شیر بھی اس کے رعب و دبدبہ سے اپنا سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

اُن کے پاس تھے دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں — بدلنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں
نہ تیغ و تیر پر تکیہ نہ خنجر پر نہ بھالے پر — بھروسہ تھا تو اک سادی سی کالی کملی والے پر

اَقُولُ بِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَهُوَ الرَّفِيْقُ: صاحب قصیدہ مبارکہ امام سند الانام اکرمہٗ اللہ بکرامتہ الانعام نے کس حسن و خوبی سے اپنے قصیدہ مبارکہ کو قرآنی جوہر پاروں سے مزین کیا اور تلمیحات، اشارات و کنایات سے کتاب اللہ و سنت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو بطور سند پیش کیا۔

بر کف جامِ شریعت در کفِ سندان عشق — ہر ہوسنا کے نداند جام و سنداں باختن

خوب سے خوب تر کی تلاش میں عشق کی نازک منزلوں کو طے کیا اور ادبی شہ پاروں کو مجاز نہیں بلکہ حقیقت کے رنگ میں پیش کیا جس کی مقام مدح میں مثال نہیں ملتی۔ صحیفہ مطہرہ سے موتی چن چن کر بارگاہِ رسالت کی حضوری میں حاضر ہو کر پیش کیے اور قبولیت کی سند اور محبوبیت کی دستاویز سے نوازے گئے۔ دنیا میں شفا اور آخرت میں شفاعت ملی۔

بروایت صحیحہ معتمدہ: حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ المعروف السفینہ مولی النبی ﷺ کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یمن میں ایک مکتوب شریف دے کر بھیجا۔ آپ جنگل میں راستہ بھول گئے۔ اچانک ایک شیر نمودار ہوا اور حملہ کرنے ہی والا تھا کہ قَالَ السَّفِيْنَةُ اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَهٗ كِتَابٌ آپ نے فرمایا: ''میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اور میرے پاس آپ کا خط مبارک ہے'' شیر سمجھ گیا اور راستہ چھوڑ دیا۔ بر وایت دیگر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: ''جا جنگل کے جزیرہ میں واپس چلا جا'' اس نے سن کر گردن جھکا دی اور آپ کے پاؤں مبارک چاٹنے لگا اور جنگل میں آگے آگے چلنے لگا اور منزل تک پہنچا دیا۔ پھر ایک خاص آواز میں اجازت چاہی اور جنگل میں غائب ہو گیا۔

شیر کہیا سفینے تائیں سن راہی راہ جاندے — اسی غلاموں انہاں دے جیہڑے غلام رسول اللہ دے

بروایت صحیحہ: سیدنا ابن سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر الفاروق اعظم رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دوران سفر میں نے لوگوں کا ایک جمگھٹا دیکھا اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک شیر نے راستہ بند کر رکھا ہے اور وہ کئی لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے جس سے دہشت اور خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے۔ آپ سواری سے نیچے اترے اور غضبناک شیر کے پاس چلے گئے۔ شیر کو کان سے پکڑ کر مروڑا اور فرمایا: ''خبردار! لوگوں کو آئندہ خوف زدہ اور ہلاک نہ کرنا''۔ شیر خاموشی سے سر جھکا کر جنگل کی طرف چلا گیا اور لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔

سرکار مصلح الدین الشیخ سعدی شیرازی قُدس سرّہ العالی کا مشہور واقعہ ہے کہ جنگل میں شیر پر سوار سانپ کا کوڑا بنائے چلے آرہے تھے۔ لوگوں نے دیکھا تو دم بخود رہ گئے تب آپ نے اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا:

تو از حکم داور گردن مپیچ — کہ گردن نہ پیچد زحکم تو ہیچ

ہو مدد جس کو رسول سید لولاک کی — شیر بھی ان کو ملے جنگل میں مگر مارے نہ دم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۳۶)

وَلَنْ تَرٰی مِنْ وَّلِیٍّ غَیْرَ مُنْتَصِرٍ
بِہٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَیْرَ مُنْقَصِمٖ

دو ستائش را نہ بینی غیر منصور و عزیز ہم نہ بینی دشمنش جز خار بکستہ بہم

کون ہے دوست ان کا جونہیں نصرت نصیب کون ہے دشمن ان کا جو نہیں پا مال بہم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

وَلَنْ تَرٰی مِنْ وَّلِیٍّ	''لَنْ تَرٰی'' صیغہ مضارع، ہرگز نہ دیکھوگے، ''وَلِیٍّ'' دوست
غَیْرَ مُنْتَصِرٍ	''مُنْتَصِرٍ'' اسم فاعل، نہ مدد پانے والا، یا اسم مفعول، مدد یافتہ۔
بِہٖ وَلَا	''بِہٖ'' ضمیر راجع نبی پاک ﷺ، ''وَلَا'' اور نہ۔
مِنْ عَدُوٍّ	''عَدُوٍّ'' دشمن سے۔
غَیْرَ مُنْقَصِمٖ	مصدر ''انقصام'' شکست خوردہ، ناکام۔

○ **ترجمہ:** اے مخاطب! تو ہرگز یہ نہ دیکھے گا کہ آپ ﷺ کا غلام مدد یافتہ نہ ہو اور دشمن شکست خوردہ نہ ہو۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''غلامان رسول مظفر ومنصور دشمنان نبی مغلوب ومقہور''

○ **تشریح:** تَرٰی میں رویت دو قسم کی ہے: ا۔عینیہ، قرب نسبی ونسبتی اور ۲۔علمیہ، امت مسلمہ، علما وصلحاء امت مراد ہیں۔

چہ غم دیوار امت را کہ باشد چوں تو پشتیبان چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد نوح کشتیبان

اِعْلَمْ اَنَّ جَمِیْعَ الْاَوْلِیَاءُ مُنْتَصِرُوْنَ بِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلِذَا قَالَ الْوَلِیُّ الشَّیْخُ اَحْمَدُ الْمُلْثِمُ لَمْ یَکُنِ الْاَقْطَابُ اَقْطَابًا وَلَا الْاَوْتَادُ اَوْتَادًا وَلَا الْعِمَادُ عِمَادًا اِلَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وبِتَعْظِیْمِ لَہٗ وَاِجْلَالِہِمْ شَرِیْعَتِہٖ وَکُلُّ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّشَرِیْعَتِہٖ کَانَ عَدُوًّا لَّہٗ

''جان تو کہ تمام اولیاء حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے نصرت یافتہ ہیں اسی لیے الولی الشیخ محمد الملثم علیہ الکرم نے فرمایا کہ کوئی قطب قطب نہیں ہوتا اور نہ کوئی اوتاد اوتاد اور نہ کوئی عماد عماد بن سکتا ہے جب تک حضور ﷺ کی عظمت شان اور اجلالِ شریعت کی نگاہ مددگار نہ ہو اور جو شخص بھی شریعت کا دشمن ہو یا ایسی بات کہتا ہو جو حضور معدنِ کرم مخزنِ رحمت ﷺ کی توہین اور ایذا رسانی والی ہو وہ یقیناً دشمن خدا اور رسول ﷺ ہے''۔

منقول ہے کہ عارفین کی مجلس میں ایک شقی نے کہا کہ خواہش نفس سے کوئی چھٹکارا نہیں پا سکتا اگرچہ ''وہ'' اشارہ حضور مزکی رسول ﷺ کی طرف کیا اور کہنے لگا کہ حضور ﷺ کا فرمانِ ذی شان ہے:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَا کُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ فرمایا: ''مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں: خوشبو، عورت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے''۔ اس پر میں نے اسے کہا: بے حیا خدا کا خوف کر کمبخت حضور معدن جود و مخزن کرم ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے کہ تمہاری دنیا سے تین چیزیں ہمارے لیے محبوب بنادی گئیں ہیں نہ کہ یوں فرمایا کہ میں محبوب رکھتا ہوں پھر تو کس طرح آپ ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کر رہا ہے جبکہ رب العزّت جلّ شانہٗ نے اپنے محبوب پاک علیک الصّلوٰۃ والسلام کو لولاک کے تاج سے نوازا ہے تیری ایسی بُری بات سن کر مجھے بہت غم و ھم ہوا ہے اور دل میں پچھتایا کہ میں نے اس خبیث کی بات ہی کیوں سنی۔ اسی عالم پریشانی میں رات کو سویا تو خواب میں مجھے حضور ﷺ نے اپنے جمال جہاں آرا کے شرف سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا: تو غم نہ کر اس کا معاملہ پورا کر دیا گیا ہے''۔ صبح سویرے جب بیدار ہوا تو سنا کہ رات سوتے میں اسے کسی نے قتل کر دیا ہے۔ اَعَاذَ نَا اللّٰہُ عَنْ تِلْکَ الْخُرَافَاتِ وَاللَّغْوِیَاتِ۔

آگے چل کر عصیدۃ الشہدہ شرح قصیدۃ البردۃ للبوصیری میں علامہ عمر بن احمد الخر پوتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
وَکَذَا کُلُّ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّصَاحِبِ الشَّرْعِ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَکُلُّ مَنْ یَّتَکَلَّمُ بِمَا یَتَاذّٰی بِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَھُوَ عَدُوُّہٗ۔ ''اسی طرح جو اصحاب شرع کا دشمن ہو یا ایسی بات کہتا ہو جو حضور ﷺ کے لیے باعث توہین اور سبب ایذا ہو تو وہ یقیناً دشمن مصطفےٰ ﷺ ہے'' اور اس کی سزا قتل ہے۔

سرکار ابو محامد حجۃ الاسلام امام الانام سیّدنا امام محمد بن محمد الغزالی رحمہ اللہ مولی الموالی مَا دامَ الاَیَّامُ وَاللَّیَالِی کا مقام امت مسلمہ میں بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ حضور پاک ﷺ نے شب معراج موسیٰ کلیم اللہ و سیدنا عیسیٰ علیہم السّلام کے سامنے امام غزالی پر فخر فرمایا۔ مکالمہ کلیمی سے سرفراز فرمائے گئے۔ بعض ابنائے زمانہ میں سے ایک نے آپ کی عظمت کا انکار بصورت توہین کیا تو حضور ﷺ نے خواب میں اُسے کوڑے مارنے کا حکم صادر فرمایا۔ جب وہ بد بخت بیدار ہوا تو کوڑوں کا اثر اس کے جسم پر تھا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ التَّطَاوُلِ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَوَرَثَتِھِمْ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ

دوستش بینی ہمیشہ کامیاب و کامران ۔۔۔ دشمنش پیوستہ باشد دل شکستہ ناتواں
دوست ان کا ہو نہیں سکتا ہے محروم مدد ۔۔۔ اور ذلیل و خوار ہو گا دشمن شاہ امم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۱۳۷)

اَحَلَّ اُمَّتَہٗ فِیْ حِرْزِ مِلَّتِہٖ
کَاللَّیْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِیْ اَجَمٖ

امت خود را نشاندہ در حصار مِلتش ہمچو شیرے کو بود با بچگاں اندر اجم

اس کی امت کے لیے ہے اس کی ملت ہی پناہ شیر کے بچوں کو کیا شیروں کے بن میں خوف وغم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

اَحَلَّ اُمَّتَہٗ "اَحَلَّ" صیغہ واحد مذکر غائب، پناہ میں لیا، "اُمَّتَہٗ" اپنی امت کو۔

فِیْ حِرْزِ مِلَّتِہٖ "فِیْ" ظرفیہ، "حِرْزِ" پناہ، "مِلَّتِہٖ" اپنی ملت شریعت کو۔

کَاللَّیْثِ "کَ" تشبیہ، مانند شیر کے۔

حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ "حَلَّ" مصدر "حَلُول" اترنا "الْاَشْبَال" جمع شبل شیر کا بچہ "شبلی"۔

فِیْ اَجَمٖ "اَجَمٖ" جمع "اَجْمہ" بہ معنیٰ: جنگل، لق ودق صحرا۔

○ **ترجمہ:** حضور ﷺ نے اپنی امت کو دین حقہ کے قلعہ میں اتار دیا جس طرح جنگل کا شیر بچوں کو کچھار میں اپنی کفالت میں لے لیتا ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** اُمتش در حرزِ دیوار حرم نعرہ زن مانند شیران در اجم

○ **تشریح:** حضور ﷺ نے اپنی امت کو اپنی ملت کی مضبوط اور محفوظ ترین پناہ گاہ میں رکھ لیا جس طرح شیر اپنے بچوں کو کچھار غار میں رکھ کر ان کی حفاظت کرتا ہے تاکہ کوئی موذی جنگلی جانوران کو گزند نہ پہنچائے اور اپنی ذاتی قوت، نگرانی اور حفاظت سے وہ اپنے بچوں کی نگرانی کرتا ہے۔ نر اور مادہ شیر دونوں پہرہ دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے امت کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ اُمتِ مُسلمہ حرزِ حصین، عیاذِ منیع مضبوط قلعوں میں محفوظ و مامون ہوگئی۔ اس کو اب کوئی دشمن گزند نہیں پہنچاسکتا۔ اِنَّہٗ یَغْلِبُ فِیْ کُلِّ حَالٍ وَلَا یُغْلٰی وَلَایَکُوْنُ مَغْلُوْبًا وَّلَوْکَانَ عَدُوًّا کَثِیْرًا۔

امام ناظم فاہم علیہ الرحمۃ نے والی امت حضور ﷺ کو شیر اور امت مسلمہ کو شیر کے بچوں اور دین کو نیستان سے تشبیہ دے کر حق بلاغت ادا کردیا۔ بروایت صحیحہ فرمایا: اَنَا اَمَنَۃٌ لِاَصْحَابِیْ "مَیں اپنے صحابہ کی پناہ گاہ ہوں"۔

دفع دخل مقدر یہ کس طرح صحیح ہے حالانکہ فی زمانہ امت مسلمہ ہر مقام پر مغلوب ہے اور بے انتہا بلیات اور مصائب میں گرفتار ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بمطابق نص قطعی: وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ○ "ہمیشہ غالب رہو گے جب تک تم مومن ہو"۔ آج کا مسلمان نام کا ہے اور نہ اسلام کا اور نہ کسی کام کا۔ العیاذ باللہ العظیم۔

صَلٰوۃُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الْاَطْھَارِ

نجم العلماءِ ہند، شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی نقشبندی مجدّدی اپنے مشہور و مقبول قصیدہ اَطیب النغم میں بطور تسلیِ خاطر، بذکرِ عاطر ارقام فرماتے ہوئے بطور استغانہ عرض گزار ہیں:

فَاِنِّیْ مِنْکُمْ فِیْ قَلَاعٍ حَصِیْنَۃٍ وَحَدِ حَدِیْدٍ مِّنْ سُیُوْفِ الْمُحَارِبِ
اَنْتَ مُجِیْرِیْ مِنْ ھُجُوْمِ مُلِمَّۃٍ اِذَا انْشَبَتْ فِی الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ
فَمَا اَنَا اَخْشٰی اَزْمَۃً مُدْلَھِمَّۃً وَلَا اَنَا مِنْ رَیْبِ الزَّمَانِ بِرَاھِبِ

یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کی نگاہِ کرم کے مضبوط قلعوں میں محفوظ اور مامون ہوگیا ہوں۔ دشمن کی تلوار کے درمیان اور میرے درمیان ایک آہنی دیوار حائل ہے۔

یارسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ میری پناہ گاہ ہیں۔ جب مصیبتیں ہجوم کر کے آجائیں اور اپنے اذّیت ناک اور مہیب پنجے میرے جسم و جان میں گاڑ دیں۔

یا رسُولَ اللہ صلّی اللہ علیکَ وسلم! پس میں آپ کی نگاہ کرم کے ہوتے ہوئے تاریک زمانہ کے شکنجوں کی سختیوں سے نہیں ڈرتا اور نہ زمانہ کی گردشوں سے خوف زدہ ہوں۔

○ حاصلِ کلامِ امام حدیث قدسی میں وارد ہے فرمایا: لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حِصْنِیْ وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اٰمَنَ فرمایا: ''کلمہ توحید وکلمہ رسالت میرا قلعہ ہے جو اس قلعہ میں آگیا میرے عذاب وعتاب اور آفات اور بلیات سے محفوظ و مامون ہوگیا''۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُغْرَقٌ خُذْ یَدِیْ سَھِّلْ لَنَا اَثْقَالَنَا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْکَ فِیْ عِیَاذٍ مَنِیْعٍ وَحِرْزٍ حَصِیْنٍ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِکَ حَتّٰی تُبَلِّغَنِیْ اَجَلِیْ مُعَافًی اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِحُرْمَۃِ رَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ اَجْمَعِیْنَ۔

اُمّتُ خود را آوردہ بحفظ دین خود ہمچو آں شیرے کہ بچہ ہا بہ بیشہ مے برد
اپنی ملت سے کیا محفوظ امّت کو تمام جس طرح جنگل میں رکھے شیر بچوں کو بہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۳۸)

كَمْ جَدَّلَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ مِنْ جَدَلٍ
فِيْهِ وَكَمْ خَصَّمَ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصِمِ

ہر کہ با قرآں بجنگ آمد بیفگندش بخاک ۔ گفتگوئے منکر از بُرہان اوگشت ست گم

اس کی بابت خصم کو قائل کیا بُرہان نے ۔ کر دیا قرآن نے اہلِ جدل کا بند دم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

كَمْ جَدَّلَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ ۔ ''كَمْ'' خبریہ، ''جَدَّلَتْ'' زمین پر گرانا، ''كَلِمَاتُ اللّٰهِ'' قرآن پاک۔

مِنْ جَدَلٍ ۔ ''مِنْ'' زائدہ ''جَدَلٍ'' صفت مشبہ، بہت جھگڑا کرنے والا۔

فِيْهِ وَكَمْ ۔ ''فِيْهِ'' ضمیر راجع حضور ﷺ، ''كَمْ'' خبریہ۔

خَصَّمَ الْبُرْهَانُ ۔ ''خَصَّمَ'' باب تفعیل خصومت میں غالب آنا، ''الْبُرْهَانُ'' معجزہ۔

مِنْ خَصِمِ ۔ ''خَصِمِ'' صفت مشبہ، بہت جھگڑالو۔

○ **ترجمہ:** کئی بار قرآن مجید فرقان حمید کے دلائل جلائل سے عاجز آ کر وہ لوگ قائل ہو گئے جو آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت کے منکر تھے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''قرآن عظیم فرقان حکیم علم وحکمت کا بحرِ زخّار ہے اور ہدایت اور رحمت کا خزانہ ہے''۔

○ **تشریح:** حضور ﷺ کے زمانہ بعثت میں فصحاءِ عرب کا طوطی بولتا تھا اور وہ اپنے کلام پر بڑے نازاں تھے۔ دعوت مبازرت دیتے اور اپنے قصائد عربیہ لکھ کر کعبۃ اللہ کی دیوار پر لٹکاتے لیکن قرآن مجید فرقان حمید نے اپنے دعویٰ بے مثل میں ان کو ایسا نیچا دکھایا کہ وہ کلام اللہ کی فصاحت اور بلاغت کے سامنے سرنگوں ہو گئے اور سرِ تسلیم خم کر کے دل وجان سے مطیع اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ قرآن پاک شان مصطفےٰ ﷺ کا محافظ ہے۔

در دو عالم روز و شب گفتگوئش ۔ ہمہ قرآں در شانِ محمد

حارث جو اہل عرب میں سب سے بڑا فصیح و بلیغ تھا اور عقبہ بن ربیعہ جو خطابت میں جادو بیان تھا اور نظم میں ید طولیٰ رکھتا تھا وہ کلام پاک کی آیات بینات کے سامنے دم بخود ہو گئے اور کہنے لگے: یہ عجیب کلام ہے جس کی حلاوت اور شیرینی بے اندازہ ہے اور حضور ﷺ جب رات کی تاریکی میں نماز پڑھتے تو یہ آپ ﷺ کی قراءت چھپ چھپ کر سنتے اور سکتے میں آ جاتے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۱۳۹)

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْأُمِّيِّ مُعْجِزَةً
فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّادِيْبِ فِي الْيُتُمِ

ایں قدر از معجزہ کافی کہ بیش از وحی او — اُمّی پُر علم بود و پرہیز اندر یتم

جاہلیت کے زمانے میں اک امی یتیم — ہو ہمہ دان معجزہ ہے نہیں کچھ ان کا کم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ	''كَفَاكَ'' صیغہ ماضی، کافی، ''ک'' ضمیر مخاطب، ''بِالْعِلْمِ'' علم۔
فِي الْأُمِّيِّ	''فِي'' جار ''اُمِّيِّ'' مجرور ''اُمّی'' حضور علیہ الصلوۃ والسلام۔
مُعْجِزَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ	معجزہ زمانہ قبل از ظہور اسلام۔
وَالتَّادِيْبِ	ادب دینا، ادیب ہونا۔
فِي الْيُتُمِ	''یُتُم'' جمع یتیم، بے پدر رہ جانا، یکتا۔

○ **ترجمہ:** اے مخاطب! حضور ﷺ کا زمانہ جاہلیت میں علم حقیقی کا عالم ہونا اور دور یتیمی میں کمال مؤدّب ہونا تیرے لیے آپ ﷺ کی نبوت کو تسلیم کرنے کے لیے یہ ایک معجزہ ہی کافی ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** بفرمانِ اِلٰہی: اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ (سورۃ الاعراف: ۱۵۷)

○ **تشریح:** اے مخاطب! حضور نبی کریم ﷺ کے معجزات کو تو اگر نگاہ بصیرت سے دیکھے جو کہ کثیر اور شہیر ہیں اور وہ علمی خزانے جو لا تعد و لا تحصیٰ ہیں جو بغیر تعلیم استاد اور بغیر کتابت اُدباء ظاہر ہوئے جبکہ زمانہ جہالت انام وضلالت لا انفصام میں تھا۔ باوجودیکہ دور یتیمی میں آپ ﷺ کامل بالمکارم الاخلاق والخصال اور مودبا علیٰ وجہ الکمال تھے جملہ علوم ظاہری اور باطنی، علمی خزانوں کے اسرار و معارف آپ ﷺ نے منکشف فرمائے۔ آپ ﷺ کے کلام حقیقت کو سمجھنے کے لیے بڑے بڑے عقلا واذکیا دم بخود ہو گئے چنانچہ خود آپ ﷺ نے اس راز سے پردہ اٹھایا اور فرمایا: مجھے یہ علوم میرے رب نے سکھائے اور اعلیٰ حسن ادب سے مزین فرمایا۔

نگار مابمکتب نرفت وخط ننوشت — بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

اُمی نبی ﷺ نے اللہ علیم وحکیم کے سوا کسی سے پڑھا نہ لکھا۔ بدلیل جلیل قولہ تعالیٰ: وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ سے مراد علم لدنی وعلم وحی ہے۔

یتیمے کہ نا کردہ قرآں درست — کتب خانہ چند ملّت بشست

اُمّی کا شرعی معنیٰ تلمیذُ الرحمٰن۔ بدلیل جلیل قولہ تعالیٰ: اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ "رحمٰن نے قرآن سکھایا۔ پیدا کیا انسان کامل کو۔ اسے قرآن کا بیان سکھایا"۔ معلم خالقِ کائنات اللہ جل شانہ، اور متعلم سید الکائنات محمّد مصطفیٰ ﷺ جن کو رب العالمین نے رحمۃ اللعالمین کے لقب سے نوازا۔ اُستاذ عالم الغیب والشہادۃ شاگرد مکہ معظّمہ کا اُمّی نبی۔ قرآن ہدایت کا مرکز، رحمت کا سرچشمہ، جملہ علوم کا مخزن نُور علیٰ نُور ہے۔ اَلْاِنْسَان سے مراد: ذاتِ پاک محمّد مصطفیٰ ﷺ اَلْبَيَان سے مراد: علم مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ مِنَ الْاَزَلِ اِلَى الْاَبَدِ اجمالًا وَتفصيلًا ہے۔ واللهُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُه بِحَقِيْقَةِ عِلْمِهٖ

اُمّی کا لغوی معنیٰ: اصل اور جڑ ہے۔ لفظ اُمّی کی نسبت اُم کی طرف ہے بہ معنیٰ: ماں ہے۔ حضور سید العرب والعجم ﷺ کے والد ماجد سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال آپ ﷺ کی ولادت پاک سے پہلے ہو چکا تھا اور آپ ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ مخدومہ کائنات سیدہ آمنہ سلامُ اللہ علیہا کی گود میں پرورش پائی، بہ نسبت ماں اُمّی کہلائے۔ یا اُمّی کی نسبت امُّ القریٰ مکہ معظّمہ کی طرف ہے۔ اس نسبت سے معنی اصل اور جڑ ہے کہ سب سے پہلے مالکُ الملک، خالق کائنات نے پانی کو پیدا فرمایا اور اس پر اپنا امر نافذ کیا تو جھاگ پیدا ہوئی اور جب جھاگ خشک ہوئی تو سر زمین مکہ معرض وجود میں آئی۔ پھر اسے پھیلا دیا گیا تو یہ جگہ امُّ القریٰ کہلائی جو روئے زمین کا مرکزی نقطۂ پرکار ہے جو حضور ﷺ کی جائے ولادت اور مقام بعثت ہے۔ اس اوّلُ الارض پر اول بیت کعبۃ اللہ کو بنایا گیا اور مکہ معظّمہ میں حرم محترم کا وجود باسعود بنا۔ یا اُمّی بہ معنیٰ: کی نسبت اُمُّ الکتٰب قرآن پاک کی طرف ہے کہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید تمام الہامی کتابوں کی اصل ہے۔ یا اُمّی بے پڑھا جس نے دنیا میں کسی استاد کے سامنے زانوئے ادب تہہ نہ کیا ہو اور نہ لکھنا پڑھنا سیکھا ہو یعنی غایت علم حضوری کی بنا پر اس کی ضرورت و حاجت پیش نہ آئی۔

"و برتر از ماست کہ آید بخیال"

مقام نبوّت سے جاہل علمائے زمانہ نے اُمّی کا معنیٰ: اَن پڑھ کیا ہے جو بالکل مہمل، غلط اور مجہول ہے جو شانِ نبوت کے لائق نہیں۔ یہ معنیٰ نہ کسی عربی لغت سے ثابت ہے اور نہ ہی اصطلاحی معنیٰ ہے اور نہ ہی شرعی۔ فافہم۔

در زبانِ جاہلیت ہست اعجاز عظیم — اُمّتے گشتہ علیم وہم مودّب شد یتیم

ہو کے امی تھے وہ عالم، ہے یہ کافی معجزہ — جاہلیت اور یتیمی میں ادیبِ ذی حکم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الفصل التاسع "توسّل رسول اللّٰہ ﷺ" وظیفہ بروز جمعرات

(۱۴۰)

خَدَمْتُهٗ بِمَدِيحٍ اَسْتَقِيلُ بِهٖ
ذُنُوبَ عُمْرٍ مَّضٰى فِى الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ

خدمتش کردم بمدحی تا بہ بخشندم گناہ زانکہ عمرم صرف شد در گفتن شعر خدم

مدح سے کی ان کی خدمت تاکہ ہومیری معاف عمر بھر کی مدح گوئی اور سلاطین کی خدم

لغوی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

خَدَمْتُهٗ "خَدَمْتُهٗ" میں نے خدمت کی ضمیر "ہٗ" راجع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

بِمَدِيحٍ "مَدِيحٌ" مَا يُمْدَحُ بِهٖ، مراد: قصیدہ مبارکہ، ممدوح، نعت۔

اَسْتَقِيلُ بِهٖ ذُنُوبَ عُمْرٍ میں معافی کا خواستگار ہوں تمام عمر کے گناہوں سے۔

مَضٰى فِى الشِّعْرِ "مَضٰى" گزرا، "الشِّعْرُ" شعروشاعری میں۔

وَالْخِدَمِ "وَالْخِدَمِ" خدمت گزاری، ملازمت سرکاری۔

○ **ترجمہ:** میں نے حضور ﷺ کی شان میں یہ قصیدہ مبارکہ اس خیال سے لکھا کہ میں اپنے گناہوں کی معافی پاؤں جو مجھ سے امراء وسلاطین کی خدمت اور مدح سرائی میں سرزد ہوئے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** "اختر میرے لیے نعت وسیلہ نجات مری عُروس فکر کے عنواں ہیں مصطفیٰ"

○ **تشریح:** صاحب قصیدہ بردہ "کوکبُ الدّریّہ فی مدحِ خیرِ البریّہ" امام قدوۃُ الانام جناب محمد بن سعید بوصیری طوبیٰ لناظمہا یوم الجزاء نے فرمایا: میں نے اپنے ممدوح، ممدوح کبریاء جل شانہ ﷺ کی شان میں قصیدہ لکھا۔ اس خدمتِ مدحت سے اپنے لیے مغفرت کا خواست گار ہوا۔ اس بابرکت قصیدہ مبارکہ سے میری ہر دو امیدیں پوری ہو گئیں: جسمانی لاعلاج موذی مرض فالج سے شفا اور روز جزا شفاعتِ مصطفیٰ کریم ﷺ سے مغفرت کی بشارت پائی اور دنیا وآخرت میں کامران وشادکام ہوگیا۔

حضور نبی مختار، مدنی تاجدار، سرکار ابد قرار صَلَاةُ اللهِ وَسَلَامُهٗ مِنَ الْمَلِكِ الْغَفَّارِ کے مدحیہ کلمات پر مشتمل یہ قصیدہ مبارکہ طلب عفو منَ الملکِ العلام کی غرض سے لکھا کہ اللہ تعالیٰ اوصافِ عظیمہ جلیلہ، نعُوتِ کثیرہ جمیلہ کے وسیلہ سے اپنی مدت حیات کے گناہ جو مجھ سے ارباب اختیار کی فضول منقبت سرائی اور مبالغہ آرائی سے سرزد ہوئے اور عمر

عزیز کی قیمتی متاع اور وقت کو ضائع کردیا عرض گزار ہوں کہ میں اس نعت پاک کو بحضور نبی رحمت شفیع امت ﷺ بطور عریضہ سپردِ قلم کرتا ہوں کہ مدح خوانی سبب شفاعت ہو اور نعت وسیلہ شفاء۔ اوّل البشر سیّدنا آدم علیہ السلام تا ایں دم خصوصًا خیر القرون سے تا ہنوز امت مسلمہ قصائد، نعتیں اور اپنے اپنے احوال کے مطابق مخصوص انداز محبت سے بطرز ادب لکھتے آرہے ہیں اور یہ سلسلہ الی یوم القیام قیامت جاری وساری رہے گا۔اِنْ شَاءَ اللہ الرَّحْمٰن۔

بعمر خویش مدح کس نہ گفتم دُرّے از بہر دنیا نہ سفتم

یہ حقیقت ہے کہ نعت گوئی ونعت خوانی وثیقہ نجات اور قصیدہ خوانی اور مدح سرائی وسیلہ شفاعت ہے اور یہی مومن کے لیے سرمایۂ حیات ہے کہ قصیدۃ الفریدہ بحضور شہنشاہ کونین، سلطان دارین، مغیث الملہوین ﷺ کی صفات عالیہ، معجزات قاہرہ اوصاف باہرہ اور نعوت عالیہ پر مشتمل ہے۔ الغرض مِنْ هٰذِهِ الْقَصِيْدَةِ الْبُرْدَةُ يَشْرَعُ فِي اِسْتِرْحَامِ مِنْ جَنَابِ رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَاسْتِشْفَاعِ مِّنْ نَبِيِّ الرَّؤُفِ الرَّحِيْمِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمُ۔

قصیدہ کا لغوی معنیٰ: چربی والا مغز اور اصطلاحی معنیٰ: عمدہ موزوں، مسجع مقفع کلامِ منظوم جس میں ممدوحِ کبریاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی مدح وثناء کا دلنواز بیان ہو۔ قصیدہ ہذا رؤیا صادقہ ''خواب'' میں پڑھا گیا۔

''قصیدہ بانت سُعادُ'' مشہور ومقبول زمانہ اشعر الشعراء قادرُ الکلام شاعر حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کا ہے جو انہوں نے ۸ ہجری المقدسہ المدینۃ المنورہ مسجد النبوی شریف میں بعد از نماز فجر رؤف رّحیم نبی ﷺ کی مجلس صحابہ مہاجرین وانصار میں ولولہ انگیز انداز میں پڑھا۔ مجلس صحابہ کی رونق اور مسجد نبوی کے نُور نے ایک عجیب سرور پیدا کردیا تھا۔ حضور ﷺ نے بہت پسند فرمایا اور اعزازًا واکرامًا اپنی چادر مبارک عنایت فرمائی اور نگاہِ رحمت سے ان کے سابقہ خطیات کو معاف فرما کر دولت ایمانی سے مالا مال کردیا۔ یہ قصیدہ مبارکہ قصیدہ خوانی کی تاریخ میں اولیت کا درجہ رکھتا ہے۔ آپ کے تتبع میں امت نے بہت سے قصائد لکھے ہیں۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاء۔

''قصیدۃ النعمان'' امام الامۃ، کاشف الغمۃ، سراج الامہ امام ہمام ابوحنیفہ امام اعظم نعمان بن ثابت علیہ الرضوان والرحمۃ کا ہے۔ جو نعت گوئی میں اپنا ایک خاص منفرد مقام رکھتا ہے۔ درد وسوز، محبت وادب اور عشق میں ڈوبا ہوا عربی ادب کا شہ پارہ ہے جو عقیدہ حقہ اہل سنت وجماعت پر مشتمل تابندہ اور مہر وماہ سے درخشندہ تر ہے۔

اَنَا الَّذِي لَوْلَاكَ مَاخُلِقَ مَرْءٌ كَلَّا وَلَاخُلِقَ الْوَرَآء لَوْلَاكَ
اَنَا طَامِعٌ مِنْكَ جُودًا وَلَمْ يَكُنْ لِاَبِي حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

☆ ابناءِ زمانہ جنھوں نے لَوْلَاكَ لَمَا والی حدیث پاک کا انکار کیا ان کے لیے یہ شعر دلیل قیم ہے۔ فافہم متذکرہ بالا شعر ''لَوْلَاكَ لَمَا میں اتنی حلاوت وشیرینی ہے جس سے اہل ایمان کے ایمان رنگین ہیں۔

قُدوۃُ السالکین، زبدۃُ العارفین، سندُ الکاملین، حجۃُ الواصلین، سیّد العاشقین، السید ابوالحسن علی الہجویری المعروف داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور و معروف و مقبول و مستند کتاب مستطاب تصنیف لطیف ''کشفُ المحجوب'' شریف میں ارقام فرمایا:

میں سرزمین انبیاء کرام ملک شام میں جامع مسجد دمشق قافلہ سالار عشق حضرت سیّدنا بلال بن رباح حبشی رضی اللہ تعالیٰ ورسولہ عنہٗ کی قبر پر مراقب ہوا کہ میں کشف یا خواب میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت باطہارت سے سعادت مند ہوا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اپنی گود میں ایک مسن ''سن رسیدہ ضعیفُ العمر'' کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ یہ کون ہیں؟ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم میرے دل کے خیال سے مطلع ہوئے اور ارشاد فرمایا: اے ابوالحسن! یہ میری امت کا امام، امام اعظم ہے۔ جن کی شان میں کثیر التعداد احادیث مبارکہ وارد ہیں۔

اس خواب پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اپنی تمام امیدیں آپ سے وابستہ کرلیں کہ یہ فنافی الرسول کی منزل پر فائز المرام ہیں جو عشق کی انتہائی منزل ہے۔

(۱) وہ اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں بلکہ وہ قدم مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر قائم ہیں۔ جس میں غلطی اور خطا کا امکان نہیں۔ (۲) بدیں وجہ آپ کی فقہ حنفی کے کسی ایک بھی مسئلہ پر امکان خطا نہیں۔ صواب ہی صواب ہے۔ (۳) یہ فقہ حنفی انوار نبوت کے فیضان سے ماخذ ہے۔ (۴) اگر وہ اپنے قدموں پر کھڑے نظر آتے تو خطاء اجتہادی کا امکان تھا۔

آمدم برسر مطلب قصیدہ نعمانیہ اپنی شان میں ایک منفرد قصیدہ نعتیہ ہے جس میں تعریف و توصیف مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور نعت و قصیدہ کا ایک نیا انوکھا اسلوب ہے جس میں اہلسنّت و جماعت مسلک حقہ کے عقائد کا برملا اظہار فرمایا گیا ہے مثلاً حاضر و ناظر، حیاتُ النبی، ختم نبوت، استمداد، استغاثہ وغیر ذٰلک۔

جن کی شان میں خواجہ خواجگان شہنشاہ ولایت ہندوستان و پاکستان السیّد محمد معین الدین اجمیری چشتی علیہ الرحمۃ نے آپ کے مزار اقدس پر چلہ کشی کر کے خراج عقیدت پیش کیا۔ جو کلامُ الملوک، ملوک الکلام کا مظہر ہے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

ایں مدح بخشش و غفران بخواہم زاں گناہ کانچہ شد زمن در خدمت و توصیف شاہ
مدحت گوئی کی میں نے کہ میرا خاتمہ بالخیر ہو ہر گناہ ہوں عفو سارے ازراہ فضل وکرم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

○

(۴۱)

إِذْ قَلَّدَانِیْ مَا تُخْشٰی عَوَاقِبُہٗ
كَأَنَّنِیْ بِہِمَا ہَدْیٌ مِّنَ النَّعَمِ

کردہ غِلّ در گردنم عصیان و لے ترسم ازاں — گویا با شعر و خدمت مثل ہدیم و نعم

پڑ گئیں دونوں گلے اور ہیں بھی دونوں پُر خطر — ہو گیا ان دو نشانوں سے میں ہُدی کا نعم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

إِذْ قَلَّدَانِیْ	''إِذْ'' تعلیلیہ، ''قَلَّدَانِیْ'' گردن میں پٹہ ڈالنا۔
مَا تُخْشٰی عَوَاقِبُہٗ	''مَا'' موصولہ، ''تُخْشٰی'' ڈرایا گیا، ''عَوَاقِبُہٗ'' انجام کار۔
كَأَنَّنِیْ بِہِمَا	''كَأَنَّ'' تشبیہ ''بِہِمَا'' باسببیہ، ''ہُمَا'' دونوں خدمت امراء وشعر وشاعری۔
ہَدْیٌ مِّنَ	''ہَدْیٌ'' قربانی وہ جانور جو بتقرب الٰہی حج پر بھیجا جاتا ہے، بُدنہ۔
النَّعَمِ	''النَّعَمِ'' جمع انعام چوپائے، اونٹ، دنبہ۔

○ ترجمہ: میرے گلے میں شعر اور خدمت کا قلادہ ڈال دیا گیا جس کے خوفناک انجام سے ڈرایا گیا کہ مجھے ان دونوں نے قربانی کا جانور بنا ڈالا۔

○ تمہیدی کلمہ: وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ

○ تشریح: امام قدوۃ الانام سترہ اللہ سُبحانہ تَحْتَ قبابِہٖ بذات خود اقرار کر رہے ہیں کہ میں اس قربانی کے جانور کی مانند ہو گیا ہوں جو یہ نہیں جانتا کہ اس کا انجام کار کیا ہے۔ یہ دونوں (شعر اور ملازمت) میرے لیے وبال جان بن گئے ہیں۔ جاہ ومنصب اور حبِّ زر نے مجھے تباہی کے کنارے پہنچا دیا ہے گویا ان دونوں کو میری گردن میں بطور نشان ڈال دیا گیا ہے اور مجھے اسیر گناہ بنا دیا گیا ہے جو موجب ہلاکت ہے۔ ''العیا ذُ بِا اللّٰہِ العَظِیْمِ''۔ لیکن میں بُدنہ کی طرح غافل ہوں یہ میرے گلے کا قلادہ میری تباہیِ دین ودنیا کا سبب ہے۔

ہَدْیٌ: مَا يُهْدٰى إِلَى الْحَرَمِ وَالتَّقْلِيْدُ الْبُدْنَةُ يُرْبَطُ عَلٰى عُنُقِهَا كَسْرَةُ نَعْلٍ وَنَحْوِهَا لِيُعْلَمَ أَنَّهٗ بُدْنَةٌ فَلَا يَتَعَرَّضُ لَهَا أَحَدٌ۔ ''وہ اونٹ جس کے گلے میں قلادہ ڈال کر اسے حرم محترم کی طرف چھوڑ دیا گیا ہو کہ لوگ اسے پہچان کر راہ میں تعرض نہ کریں''۔ فرمایا کہ میری بھی یہی حالت ہے۔

حضور پرنور شافع یوم النشور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ رحمۃ للعالمین سے شفاعت کا طلب گار ہوں اور اگر حضور نبیِ رحمت، شفیع امت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے میری دستگیری فرمائی تو پھر بحمدہٖ تعالیٰ انجام کار بخیر ہوگا، ورنہ ہلاکت کا شدید خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کریمی میں سب سے افضل، اکرم اور اعلیٰ وسیلہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ذات اقدس ہے۔ انبیاءِ کرام اور اولیاء امت

نے آپ ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کے وسیلہ سے ابتلاؤں میں کامیابی اور نجات پائی۔ حضور ﷺ کی مدحت، نعت، قصیدہ خوانی اور درود شریف یہ سب ایک ہیں۔ اعمال صالحہ کا وسیلہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد اور نعت ذکر میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کے کلماتِ طیبات اور نبی کریم ﷺ کی نعتیں اور قصائد خیر القرون میں شعروں میں لکھے گئے۔ یہ امر مستحسن اور محبوب ہے۔ سلاطین اسلامیہ کی سچی مدح اور ان کے اعداء کی مذمت ممنوع نہیں۔ یہ صاحب قصیدۃ الفریدہ کا غایت درجہ تورُّع اور تقویٰ ہے کہ عَادَ مَنْ عَادَاہُ وَ وَالَا مَنْ وَالَہٗ عین ایمان ہے۔ اہل ایمان سے محبت اور دشمن دین سے عداوت ایمان کا جزو ہے۔

مشہور عالم وفقیہ قاضی شُریح قدس سرہٗ نے سرکاری ملازمت کی اور عدل قائم کیا۔ امام ابو یوسف شاگرد رشید امام اعظم علیہ الرحمہ نے قاضی القضاۃ کے عہدہ جلیلہ پر فائز المرام ہو کر فقہ حنفی کی اشاعت اور تبلیغ کے لیے بہت کام کیا۔

○ **شعر** کلام منظوم مسجع مقفع کو کہتے ہیں خواہ ممدوح کوئی ہو۔ کَلَامُ الْحَسَنِ حَسَنٌ وَکَلَامُ الْقَبِیْحِ قَبِیْحٌ متذکرہ بالا آیت کریمہ میں جو فرمایا کہ شعراء گمراہی کی تابعداری کرتے ہیں اس سے مبالغہ آرائی، کذب بیانی اور تفاخر مراد ہے۔ شعر کی کئی اقسام ہیں: فرد، بیت، رباعی، نظم اور غزل۔ زمانہ حال کے شعراء کا اندازِ بیاں اور مخاطبہ گل، بلبل، رُخسار، قد، چہرہ اور زن ہے جو مجاز ہے۔ اگر مخاطبہ اللہ سبحانہ کی ذات حق سے ہو تو حمد اور اگر ممدوح نبی اکرم ﷺ ہوں تو قصیدہ اور نعت اور اگر موضوع اولیاء کرام ہوں تو منقبت اور مرثیہ کہلاتا ہے۔ شعر فی نفسہٖ جائز ہے۔ اگر دُعا کی شکل میں ہو تو اسے التجا کہتے ہیں۔ شارحین کرام نے اس شعر کو صاحبِ قصیدہ مبارکہ کی کسرِ نفسی پر محمول کیا ہے کہ آپ مقبول بارگاہ رسالت مآب ﷺ ہیں۔

کقولہ عزّوجلّ شانہٗ: وما علّمنٰہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ (سورۃ یٰسین: ۶۹) ہم نے آپ کو شعر کہنا نہیں سکھایا کہ شعر آپ کی شانِ نبوت کے لائق نہیں۔

بروایت صحیحہ: اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ شعر کا استعمال فرماتے تھے تو آپ نے جواب دیا: آپ ﷺ کی زبانِ فیضان سے مَیں نے کبھی شعر نہیں سنا۔ آپ ﷺ علمِ شعر کے حسن وقبح کو جانتے تھے۔ اُمیہ بن ابی الصلت کے شعر سن کر فرمایا: اٰمَنَ شِعْرُہٗ وَکَفَرَ قَلْبُہٗ اس کا شعر مومن ہے اور دل کافر۔ شعراءِ عرب کا موضوع سخن شہوت پرستی، عشق بازی، شراب نوشی، تفاخر نسلی، مبالغہ آرائی، ہجو گوئی اور مشرکانہ خرافات تھا۔

بروایت صحیحہ: لِاَنْ یَّمْتَلِیَ جَوْفُ اَحَدِ کُم قَبِیْحًا خَیْرٌ لّہ مَنْ اَنْ یَمْتَلِیَ شِعْرًا۔ فرمایا: ”تم میں کسی کے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا بہتر ہے اس سے اس سے کہ وہ شعر سے پُر ہو“۔ شِعْرُ الْحَسَنِ حَسَنٌ وَشِعْرُ الْقَبِیْحِ قَبِیْحٌ ”اچھا شعر اچھا ہے، قبیح شعر قبیح ہے“۔

بروایت صحیحہ: اشعرُ الشعرآء عرب حضرت لبید بن اعصم رضی اللہ عنہ سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی شعر سناؤ۔ عرض کیا: جب سے مجھے قرآن عظیم، فرقان حکیم کی حلاوت، لذت، شیرینی اور فصاحت و بلاغت نے متاثر کیا

ہے، شعر کہنا چھوڑ دیا ہے۔ دورِ جاہلیت کے شعراء حضور سیّد الرسل مولائے کُل ﷺ کی ہجو گوئی میں آپ پر شاعر، کہان، ساحر اور مجنون ہونے کا الزام لگاتے تو آپ ﷺ شعراء اسلام صحابہ کرام سے فرماتے: اس کا جواب دو اور حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت زید بن حارث، حضرت حسان بن ثابت رضوان اللہ من الملکِ المنان کی ہمت بڑھاتے تو وہ کفار کو نہایت فصیح بلیغ انداز میں جواب دیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اُهْجُهُمْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبْلِ۔ ''ان کی ہجو کہو کہ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تمہارے شعر تلوار اور تیر سے ان پر زیادہ تیز ہیں''۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اُهْجُهُمْ وَجِبْرِیْلُ مَعَكَ اور دُعا فرماتے: اَللّٰهُمَّ اَیِّدْهُ حَسَّانًا بِرُوْحِ الْقُدُسِ ''اے اللہ! حسان کی تائید فرما جبرائیل روح القدس علیہ السلام سے''۔

امام نعت گویاں امت، مجاہد السیف واللسان والقلم، دربار رسالت مآب ﷺ کے حضوری اور پروردہ نعت خواں، حضرت حسان بن ثابت انصاری المدنی رضی اللہ تعالیٰ ورسولہ عنہ، کو حضور ﷺ مسجد نبوی شریف میں اپنے سامنے منبر شریف پر بٹھا کر یا بعض اوقات اپنی چادر فرش پر بچھا کر اس پر کھڑے ہو کر نعت شریف پڑھنے کا حکم دیتے اور نعت سن کر خوش ہوتے۔ جس کی تائید عرش سے ربّ جلیل جلّ شانہٗ بذریعہ جبرائیل علیہ السلام فرمایا کرتے۔ کیا شان ہے مصطفیٰ کریم ﷺ کے نعت خوان کی۔ اہلِ ایمان وارباب جمال وجلال عاشق کے لیے ان اشعار میں کتنی حلاوت، لذّت اور محبت ہے۔ سُبحان اللہ۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنٌ   وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَیْبٍ   كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ
اِنَّ اَبِیْ وَ وَالِدَتِیْ وَ عِرْضِیْ   لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ فِدَاءُ

ایک مقام پر فرمایا: اَلْمُؤْمِنُ یُجَاهِدُ بِسَیْفِهٖ وَلِسَانِهٖ۔ ''مومن تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور زبان سے بھی''۔ اگلی آیاتِ کریمہ میں فرمایا: شعراء وادیٔ گمراہی میں بھٹکتے ہیں۔ شعراء کی عام مذمت کے بعد ان شعراء کو مستثنیٰ کر دیا جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کیے۔ اُمت مسلمہ میں صحابہ، تابعین عظام، تبع تابعین اور علماء کرام نے حضور ﷺ کی صفات عالیہ اور نعت مبارک میں قلم اُٹھایا اور نعت مبارک کو درجہ کمال پر پہنچایا اور خود بھی مقبول بارگاہ خداوند قدوس ہو گئے۔ حمد، نعت اور قصیدہ احسن العمل اور مقبول الفضل ہیں۔

شعرو خدمت رشتہ در گردنم انداختہ   ہمچو قربانی ہدیم تیغ و خنجر آختہ
ہے یہ ڈر دونوں نے ڈالا طوق گردن میں میرے   ہوں میں گویا اونٹ قربانی از قسم غنم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۴۲)

اَطَعْتُ غَیَّ الصِّبَا فِی الْحَالَتَیْنِ وَمَا
حَصَّلْتُ اِلَّا عَلَی الْاٰثَامِ وَالنَّدَمِ

بردہ ام فرمانِ غیِّ کودکی در ہر دو حال ہیچ ازاں حاصل ندارم جز گناہاں و ندم

دونوں باتوں میں رہا میرا لڑکپن سا رنگ کچھ ہوا حاصل نہ جس سے جز گناہاں و ندم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

اَطَعْتُ غَیَّ الصِّبَا	"اَطَعْتُ" اطاعت کی میں نے، "غَیَّ" گمراہی، "الصِّبَا" بکسر صاد لڑکپن۔
فِی الْحَالَتَیْنِ	ہر دو حالت میں شعر گوئی اور خدمت گاری سرکار۔
وَمَاحَصَّلْتُ اِلَّا	"ما" نافیہ، نہیں حاصل کیا میں نے "اِلَّا" حرف استثنیٰ، مگر۔
عَلَی الْاٰثَامِ	"اٰثَامِ" جمع اثم، گناہ صغیرہ یا کبیرہ۔
وَالنَّدَمِ	ندامت، شرمندگی۔

○ ترجمہ: میں نے ہر دو حالتوں میں شعر وعذر شاعری اور خدمتِ سرکار میں خیالات فاسدہ کی اطاعت کی اوراس نے سوائے گناہ اور ندامت کے مجھے کچھ نہ دیا۔

○ تمہیدی کلمہ: وَقَالُوْ هَلْ يُبَلِّغُكَ الثُّرَيَّا فَقُلْتُ نَعَمْ اِذَا شِئْتَ اَسْفَالًا مُتنبّی

○ تشریح: صاحب قصیدۃ المبارکہ اب اپنی ماسبق زندگی سے ازراہ عجز وانکساری اظہار افسوس کررہے ہیں کہ میں نے زندگی بھر اپنی تمام ہمتیں اور صلاحیتیں دربار شاہاں اور خدمت اہل دنیا میں ضائع کردیں اوران کی مدح سرائی اور ان کے دشمنوں کی ہجو گوئی اور خدمت گزاری میں صرف کردیں یعنی سرکاری درباری مدح خوانی سراسر گناہ اور خدمت گذاریِ سرکار سراسر خواری ہے۔ اب میرے پاس معصیت پر ندامت، حسرت اور حُزن کے سوا اور کچھ نہیں جس کا مجھے سخت افسوس ہے۔ میں مبتلا ہوں حزن دائم اور قلب ہائم غم میں بلکہ میں بہائم میں شامل ہوگیا ہوں۔ اَلنَّدَمُ فِی نَفْسِہٖ تَوْبَۃٌ مُوْجِبَۃُ النِّجَاۃِ۔ "ندامت فی نفسہ توبہ ہے جو درحقیقت راہ نجات ہے"۔ اَلْاٰثَامُ اِلَی الشِّعْرِ، اَلنَّدَمُ اِلَی الْخَدَمِ افسوس کہ میری عمر لہو ولعب شعری میں کٹ گئی جس کا مجھے افسوس ہے۔

یہ دونوں الفاظ نشر مرتب کی بہترین مثال ہیں۔ توبۃ النصوح اور رجوع الی اللہ کی دلیل جلیل اولیاء کاملین نے ہمیشہ عجز وانکساری اور راہ ہدایت میں خاکساری کو پسند کیا ہے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

(۴۲)

﴿۴۳﴾

فَيَا خَسَارَةَ نَفْسِيْ فِيْ تِجَارَتِهَا
لَمْ تَشْتَرِ الدِّيْنَ بِالدُّنْيَا وَلَمْ تَسُمِ

پس زیاں ہائے کہ نفس اندر تجارت یافتہ — کاں بدنیا دین نہ بخرید ونگفتہ مے جرم
کی بھلی تو نے تجارت اے مرے نفس حریص — کھو دیا دنیا کے پیچھے دین کا سودا ہے ستم

لفظی ولغوی معنی وعلم صرف ونحو

فَيَاخَسَارَةَ نَفْسِيْ "فا" تفریعیہ کا حرف ندا" خَسَارَةَ نَفْس "جانی نقصان۔

فِيْ تِجَارَتِهَا "فِيْ تِجَارَتِهَا" نفس کی تجارت میں۔

لَمْ تَشْتَرِ الدِّيْنَ "لَمْ تَشْتَرِ "صیغہ جحد، نہیں خریدا دین کو۔

بِالدُّنْيَا "الدُّنْيَا" مونث اَدنیٰ، مصدر، بہ معنی: قریب "قریبُ الزوال"، کمینی۔

وَلَمْ تَسُمِ "لَمْ تَسُمِ" سَامَ يَسُوْمُ سَوْماً اور سودا کرنے کے لیے آمادہ بھی نہ ہوا۔

○ **ترجمہ**: اے مخاطب! میرے نفس کی تجارت کے خسارہ کو دیکھ کہ اس نے دنیا کے عوض دین نہ خریدا بلکہ دین کے خریدنے کا خیال تک بھی نہ کیا۔

○ **تمہیدی کلمہ**: اَلدِّيْنُ عِبَارَةٌ مِنْ جَمِيْعِ مَاجَآءَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

○ **تشریح**: امام قدوۃ الانام غَفَرَاللّٰهُ بِرِدَاءِ رَحْمَتِهٖ نے فرمایا: يَا قَوْمُ انْظُرُوْا وَاعْتَبِرُوْا اِلٰى خَسَارَةِ نَفْسٍ "اے لوگو! میرے خسارہ نفس کو دیکھو، میرا سرکش نفس نقصان میں اس حد تک آگے بڑھ گیا کہ خرید وفروخت کے بازار میں اُس نے دین کے بدلے دنیا لے لی"۔ آخر نقصان کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ مَیں نے اپنا اصل راس المال بھی تباہ وبرباد کردیا اور دو جہان کا خسارہ پالیا اور ہاتھ ملتا رہ گیا۔

مطلب یہ کہ دنیا کو دین پر فوقیت دی اور اسے مقدم رکھا۔ دین کو خریدنے پر آمادہ ہونا تو در کنار، دین کو خریدنے کا خیال تک بھی نہ آیا۔ اس سے بڑھ کر زیاں کاری اور کیا ہوسکتی ہے؟ الٹا دین کو چند سکوں کے عوض بیچ کر دنیا خرید لی یعنی باقی کے بدلے فانی کو پسند کیا۔ اَلدُّنْيَا كُلُّ مَا يَشْغَلُكَ عَنْ مَوْلَاكَ "جو چیز تجھے یادِ خدا سے غافل کردے وہ تیری دنیا ہے خواہ وہ مال ہو یا اولاد یا کچھ اور"۔

چیست دنیا از خدا غافل بُدن — نے قُماش و نُقرہ وفرزند و زن
اہل دنیا چہ کہین و چہ مہین — لعنۃ اللہ علیہم اجمعین
اہلِ دنیا کافراں مطلق اند — روز وشب دربق بق، زق زق کنند

''بیوی بچے، سونا چاندی دنیا نہیں بلکہ ہمہ تن ان میں مصروف رہ کر اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہونے کا نام دنیا ہے''۔ جن بدبختوں کی تمام تر ظاہری باطنی ہمت حصول دنیا میں صرف ہوگئی اور اس کمینی دنیا سے دل لگا کر اپنا قیمتی وقت ضائع کر دیا اس کے متعلق فرمایا کہ

یَاخَسَارَۃَ کا اشارہ اس آیت کریمہ کی طرف کیا گیا ہے۔ کقولہ العَلِی العظیم :اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ (سورۃ البقرہ:۱۶) ''یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو خریدا پس نہ نفع دیا ان کی تجارت نے ان کو''۔

روایت صحیحہ معتمدہ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ عَلٰی اُمَّتِیْ زَمَانٌ یُحِبُّوْنَ الْخَمْسَ وَیَنْسَوْنَ الْخَمْسَ یُحِبُّوْنَ الدُّنْیَا وَیَنْسَوْنَ الْاٰخِرَةَ، وَیُحِبُّوْنَ الْحَیٰوةَ وَیَنْسَوْنَ الْمَوْتَ، یُحِبُّوْنَ الْقُصُوْرَ وَیَنْسَوْنَ الْقُبُوْرَ، یُحِبُّوْنَ الْمَالَ وَیَنْسَوْنَ الْحِسَابَ، وَیُحِبُّوْنَ الْخَلْقَ وَیَنْسَوْنَ الْخَالِقَ۔

''فرمایا نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری اُمت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب یہ پانچ چیزوں سے محبت کریں گے اور پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے۔ محبت کریں گے دُنیا سے اور بھول جائیں گے آخرت کو۔ محبت کریں گے حیات سے اور بھول جائیں گے موت کو۔ محبت کریں گے قصور (محلات) سے اور بھول جائیں گے قبور کو۔ محبت کریں گے مال سے اور بھول جائیں گے حساب کو، اور محبت کریں گے خلق (مخلوقات) سے اور بھول جائیں گے خالق کو''۔

زاہد کمال ترک سے ملتی ہے یاں مراد دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عُقبیٰ بھی چھوڑ دے

روایت صحیحہ: امام ائمہِ سادات کرام سیدنا امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ کی خدمت میں علماء کرام کا جم غفیر حاضر تھا۔ قرآن عظیم فرقان کریم کی آیت کریمہ: وَلَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ کے متعلق بحث ہوگئی سب علماء کرام نے اپنی اپنی رائے سے جواب دیا۔ آخر کار آپ نے فرمایا: ''دنیا میں ہزار ہا نعمتیں رب کریم نے پیدا فرمائیں ہیں لیکن سب نعمتوں سے بڑھ کر نعمت دین اسلام ہے''۔ فرمایا: ''روزِ قیامت رب کریم کی بارگاہ میں دین اسلام کے متعلق پوچھا جائے گا کہ تم نے اس کی کیا خدمت کی''۔

دین بدنیا دُنی نخرید ایں نفس لئیم از حماقت در تجارت نقصان عظیم

حیف میرے نفس نے سودا کیا نقصان کا یعنی عقبیٰ کے عوض دنیا خریدی اے کج فہم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۱۴۴)

وَمَنْ یَّبِعْ اٰجِلًا مِّنْهُ بِعَاجِلِهٖ
یَبِنْ لَّهُ الْغَبْنُ فِیْ بَیْعٍ وَّفِیْ سَلَمٖ

ہر کہ عقبیٰ را بدنیا مے فروشد خاسراست | غبن او روشن شود البتہ در بیع وسلم

شئے عاجل کو جو بیچے شئے عاجل کے عوض | موجب خسران ہے اس کے حق میں یہ بیع وسلم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

وَمَنْ یَّبِعْ اٰجِلًا — ''وَمَنْ یَّبِعْ'' جو شخص بیچے، ''اٰجِلًا'' آخرت۔

مِّنْهُ بِعَاجِلِهٖ مِنْهُ — ''مِّنْهُ'' اس سے ''بِعَاجِلِهٖ'' جلدی نقد ملنے والی چیز دینا۔

یَبِنْ لَّهُ الْغَبْنُ — ''یَبِنْ'' دراصل یبین تھا بہ معنی: بیان، ''الْغَبْنُ'' نقصان خسارا۔

فِیْ بَیْعٍ — ''بَیْعٍ'' وجود مبیعہ پر یعنی نقد سودا۔

فِیْ سَلَمٖ — بیع موعودہ اُدھار تعجیل الثمن مع تاجیل المثمن۔

○ ترجمہ: جو شخص اپنی آخرت کو دنیا کے عوض بیچ ڈالے تو اس کا نقصان ظاہر ہے اگر چہ وہ بیع نقد ہو یا بیع ادھار کی ہو۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ''

○ **تشریح:** جو شخص اپنی آخرت کو دنیا کے عوض بیچتا ہے تو اس کی بیع نقد میں اور بیع سلم دونوں میں خسارہ ہے۔ بیع ثمن اور مبیعہ دونوں نقد ہوں اور بیع سلم جہاں ثمن موجود اور مبیعہ موعود ہو۔ اس نے فائدہ عقبی کو دنیا کے بدل میں بیچ دیا اور اس کی قیمت پیشگی دنیا میں وصول کر لی اور دین کو کھو دیا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا خسارہ کیا ہے۔ یعنی آجل پر عاجل کو ترجیح دے دی۔ دنیا کے بدلے دین کو کھو دیا۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ ''یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے'' اس میں جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔ جیسا کام ویسا دام۔ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء۔

از مکافات عمل غافل مشو | گندم از گندم جو از جو

کقوله العَلِیّ العَظِیم: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ۔ ''بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے مال اور جان خرید لیے اس بدلے پر کہ ان کے لیے جنت ہے''۔ اس خرید وفروخت میں پروردگار عالم کا جنت عنایت فرمانا، ہماری جان ومال کا عوض قرار دینا اور اپنے آپ کو خریدار فرمانا کتنا فضل عظیم اور کتنی عزت افزائی ہے کہ وہ ذات حق ہم سے خریدے اس چیز کو جو نہ ہماری بنائی ہوئی ہے اور نہ ہم اس کے مالک ہیں جبکہ ہر چیز اسی کی ہے یہ سودا اصل الکل خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ مومن سے ہے۔ سبحان اللہ!

قدسی ندانم چوں شود سودائے در بازار جزاء　　اونقد امر زش بکف ومن جنس عصیاں در بغل

کَقولِہٖ العَلِیِّ العَظِیم: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاۃِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔ "بعض لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنا سب کچھ اللہ کی رضا میں بیچ دیا"۔

بروایت صحیحہ: جلیل القدر عظیم المرتبت محدّث صحابی سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ اصحابہ صفہ میں سے تھے۔ جب آپ نے ہجرت کے لیے رختِ سفر مدینہ منورہ باندھا تو مشرکین نے روک لیا اور کہنے لگے: جب تم آئے تھے تو فقیر محتاج تھے اب تم مالدار اور غنی ہو گئے ہو۔ اب تم چاہتے ہو کہ یہ سب کچھ لے کر المدینۃ المنورہ چلے جاؤ۔ ہم ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "اگر سارا مال واسباب تمھارے لیے چھوڑ جاؤں تو کیا پھر مجھے جانے دو گے؟ کہنے لگے: ہاں! تو آپ نے اپنی تمام کمائی اور سامان کو چھوڑا اور عازم مدینہ منورہ ہو گئے۔ سیّد الوراء حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قربانی کی خبر پہنچی تو فرمایا: رَبِحَ صُھَیْبٌ۔ رَبِحَ صُھَیْبٌ میرے صہیب رضی اللہ عنہ نے نفع کمایا اور بہت نفع کمایا۔ جس پر اس آیت کریمہ کا نزول ہوا۔

سر برہنہ نیستم دارم کُلاہ چار ترک　　ترکِ دنیا ترکِ عقبٰی ترکِ مولی ترکِ ترک

بروایت صحیحہ ثانیہ ایک اور جلیل القدر صحابی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نفل نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک پرندہ اڑا اور باغ سے نکلنے کی جگہ تلاش کرنے لگا۔ باغ گھنا اور پھلوں سے لدا ہوا تھا۔ باہر نکلنے کی جگہ نظر نہ آئی تو پھڑ پھڑانے لگا۔ آپ کی نماز میں جمعیت قلبی اور یکسوئی نہ رہی۔ سلام پھیرنے کے بعد اپنے نبی حضور سراپا نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز کا سارا ماجرا عرض کیا اور کہنے لگے: "اس باغ کی وجہ سے میری نماز میں خلل واقعہ ہوا، لہٰذا میں اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وقف کرتا ہوں آپ جہاں چاہیں اس کو صرف فرمادیں"۔ رب قدوس کو اُن کا یہ انفاق فی سبیل اللہ اتنا پسند آیا کہ اُن کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کش　　اس مردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے
دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ　　صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

☆ مرشدی اکمل سیّدی اجمل علیہ الرحمۃ نے "اَلْاِنْسَانُ فِی الْقُرْآن" میں دنیا کا کیا عمدہ نقشہ کھینچا گیا ہے:

چیست دنیا خاکدان کہنہ ویرانہ　　غصہ جائے محنت آبادے ملامت خانہ
حال دنیا سر بسر پرسیدم از فرزانہ　　گفت یا دلیست یا خوابیست یا افسانہ
یا مثال تودہ برف در فصلِ بہار　　ہیچ عاقل بر چنیں جائے نسازد خانہ
باز گفتم حال آنکس گو کہ دل دروے بند　　گفت غولیست یا دیویست یا دیوانہ
ہر حریصے نا سزائے ترک دنیا کے کند　　شیر نر ولے باید دریا دلے مردانہ

بروایت اوّل: اَلدُّنْیَا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ دنیا غرور وتکبر کا سامان ہے۔ بروایت ثانیہ: اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَطَالِبُھَا

مَلْعُوْنٌ۔ "دنیا لعنتی ہے اوراس کے طالب لعنتی"۔ بروایت ثالثہ: اَلدُّنْیَا زُوْرٌ لَایَحْصُلُهَا اِلَّابِالزُّوْرِ "دنیا مکرو فریب ہے اور مکروفریب سے ہی حاصل ہوتی ہے"۔ بروایت رابعہ: اَلدُّنْیَا جِیْفَةٌ وطَالِبُهَا کِلَابٌ۔ "دنیا مردار ہے اوراس کے طالب کتے" بروایت خامسہ: اَلدُّنْیَا مِزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ "دنیا آخرت کی کھیتی ہے"۔ بروایت سادسہ: "دنیا جنت اور دوزخ کے خریدنے کی تجارت گاہ (بازار) ہے"۔ بروایت سابعہ: "دنیا کا فائدہ بھی نقصان اور نقصان فائدہ ہے"۔ بروایت ثامنہ: "دنیا آرام گاہ نہیں آزمائش گاہ ہے"۔ بروایت تاسعہ: "دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنّت ہے"۔ بروایت عاشرہ: اِنَّ الدُّنْیَا دَارٌ لَادَارَلَهٗ وَمَالٌ لَامَالَ لَهٗ وَیَجْمَعُهَا مَنْ لَّا عَقْلَ لَهٗ۔

دنیا ہمہ ہیچ است کارِ دنیا ہمہ ہیچ اے ہیچ برائے ہیچ در ہیچ مپیچ

سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی امت میں ایک شخص بلعم باعور مستجاب الدعوات ولی تھا۔ دنیا کمینی کے لالچ میں آکر اور ایک خسیس عورت کے چنگل میں پھنس کر دین سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ دنیا جو اس نے خریدی تھی وہ بھی ہاتھ سے گئی اور مرتد ہوکر مرگیا اور وہ روزِ قیامت اصحاب کہف کے کُتے کی شکل میں جہنم واصل ہوگا۔ العیاذُ بِاللّٰہ العَظِیْمِ۔

بروایت: اصحاب کہف کا کتا اولیاء اللہ کی صحبت سے انسانی شکل میں جنّت میں جائے گا۔

انجیل مقدس میں ہے کہ حامل کتاب پاک سیّدنا عیسیٰ روحُ اللہ علیہ السلام! ایک روز جنگل سے گزر رہے تھے کہ پتھر سے ٹھوکر لگی اور گر گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر میں مصروف ہوگئے۔ اتنے میں ایک دنیا دار آیا۔ اس کو بھی اسی پتھر سے ٹھوکر لگی وہ بھی گر گیا اور پتھر الٹ گیا تو اس کی نظر پتھر کے نیچے پڑی تو سونے کی اشرفیاں تھیں۔ وہ ادھر سونے میں مشغول ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے رب کریم! مجھے بھی ٹھوکر لگی اور اس کو ٹھوکر لگی اس کو اشرفیاں مل گئیں۔

حکم ہوا: اے میرے پیارے نبی (علیہ السلام) اوپر دیکھ آپ نے دیکھا تو جنت کے حور وقصور نظر آئے۔ فرمایا: تیرے لیے یہ ہیں کہ دنیا فانی اور آخرت باقی اور خیر ہی خیر ہے اور یہ دنیا دار کمینہ تھا۔ اس کو دنیا کے چند سکّے دے کر بہلا دیا ورنہ یہ گالیاں دیتا۔ العیاذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ بَلَاءِ الدُّنْیَا وَ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ۔

آخرت را گر فروشی بر دنیائے دون بیع باشد یا سلم سرمایہ را ضائع مکن
آخرت کو جس نے بیچا صرف دنیا کے لیے ہے بڑا نقصان اس کے حق میں یہ بیع وسلم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۴۵)

اِنْ اٰتِ ذَنْبًا فَمَا عَهْدِیْ بِمُنْتَقِضٍ
مِّنَ النَّبِیِّ وَلَا حَبْلِیْ بِمُنْصَرِمٖ

گر گناہ کردم بسے من عہد را نہ شکستہ ام — با پیغمبر حبل دین مصطفٰے نبریدہ ام
عہد پیغمبر کا مجھ سے ٹوٹنے والا نہیں — کیا ہوا جو ہوں گنہ آلود از سر تا قدم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

اِنْ اٰتِ ذَنْبًا	''اِنْ'' حرف شرط، ''اٰتِ'' لایا ہوں، ''ذَنْبًا'' گناہ۔
فَمَا عَهْدِیْ بِمُنْتَقِضٍ	''فا'' تفریحیہ، ''ما'' نافیہ، ''عَهْدِیْ'' وعدہ شفاعت، ''بِمُنْتَقِضٍ'' اسم فاعل۔
مِنَ النَّبِیِّ	''مِنَ'' جار ''النَّبِیِّ'' مجرور مراد نبی اکرم شفیع محترم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم۔
وَلَا حَبْلِیْ	''واو'' عاطفہ، ''لا'' نافیہ، ''حَبْلِیْ'' میری رسی، مراد تعلق، نسبت، رابطہ۔
بِمُنْصَرِمٖ	''با'' زائدہ ''مُنْصَرِمٖ'' قطع ہونے والا، ٹوٹنے والا۔

○ ترجمہ: میں اگرچہ گناہ گار ہوں لیکن میرا عہد جو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے ہے وہ ٹوٹنے والا نہیں اور نہ میری امید شفاعت کی رسی قطع ہونے والی ہے۔

○ تمہیدی کلمہ: فرمان ذی شان نبی الرحمٰن: شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔

○ تشریح: پہلے شعر میں شامت اعمال سے عتاب وعذاب کا خوف تھا اور اس شعر میں اپنے دل کو تسکین دے رہے ہیں کہ اگرچہ گنہگار ہوں لیکن بحمدہٖ تعالیٰ مومن ہوں۔ شفاعتِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے محروم نہ ہوں گا۔ حضور شفیع امت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا وعدۂ شفاعت ہے کہ مرتکبِ گناہِ کبیرہ وصغیرہ کافر نہیں ہوتا۔ شفاعت کے لیے ایمان شرط ہے جو مجھ میں بحمد اللہ موجود ہے۔ شفاعت پانچ قسم کی ہے۔ ہر امتی کا اپنے مقام کے لحاظ شفاعت کا حصہ ہے۔

بر در آمد بندۂ بگریختہ — آبروئے خود ز عصیاں ریختہ
مغفرت دارم از اُمید لطفِ تو — زانکہ خود فرمودہ لا تَقْنَطُوْا

☆ ایک روایت حدیث میں آیا ہے فرمایا: ''میرے ہر صحابی کو روز قیامت شفاعت کرنے کا حق دیا گیا ہے''۔

ہوں تو عاصی پر نہیں ٹوٹتا ہے پیان آپ سے — دین کی رسی نہ ہو گی منقطع شاہ امم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

○

(۱۳۶)

فَاِنَّ لِیْ ذِمَّةً مِّنْهُ بِتَسْمِیَتِیْ
مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَّهُوَ اَوْفَی الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ

عہد او دارم کہ نام محمد کردہ اند — کس وفا چوں او نکردہ در ہمہ عہد ذمم

نام میرا محمد جو آپ کا نام پاک ہے — کیوں نہ لیں میرا ذمہ وہ عالی ہمم

لفظی و لغوی معنیٰ علم صرف و نحو سے

فَاِنَّ لِیْ ذِمَّةً — ''فَا'' تعلیلیہ یا تفسیریہ، ''لِیْ'' میرے لیے ''ذِمَّةً'' عہد، عہد نامہ۔

مِّنْهُ بِتَسْمِیَتِیْ — ''مِنْهُ'' ضمیر راجع حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''تَسْمِیَتِیْ'' میرا نام۔

مُحَمَّدًا وَّهُوَ — محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستودہ صفات ''هُوَ'' ضمیر راجع نبی پاک کا اسم مبارک۔

اَوْفَی الْخَلْقِ — ''اَوْفَی'' صیغہ اسم تفضیل، بہت زیادہ وفا کرنے والا۔

بِالذِّمَمِ — ''بِالذِّمَمِ'' جمع ذمہ، عہد و پیمان، وعدہ، نسبت، تعلق۔

○ **ترجمہ:** میرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک عہد و پیمان ہے وہ یہ کہ میرا نام بھی مُحمدؔ ہے اس لیے شفاعت میرے لیے لازم ہوگئی ہے کہ آپ تمام خلقت سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والے ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** وَهُوَالْوَعْدُ الَّذِیْ فِیْ تَسْمِیَةِ مُحَمَّدٍ وَاَحْمَدَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

○ **تشریح:** صاحب کوکبُ الدّریّہ فی مدحِ خیرالبریّہ المعروف قصیدہ بُردہ شریف فرماتے ہیں کہ میرا نام بھی محمد ہے۔ ہمنامی ہونے کی وجہ سے میرا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک عہد و پیمان بن جاتا ہے کہ فرمایا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: جس کا میرے نام پر نام ہوگا، روزِ قیامت میں اُس کی شفاعت کروں گا اور وہ جنت میں جائے گا'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اپنے وعدہ کا پاس کرنے والا اور وعدہ وفا کرنے والا اور کوئی نہیں لہٰذا میں بفضلہٖ تعالیٰ دوزخ میں نہیں جاؤں گا۔ یُحْتَمَلُ اَنْ یَّکُوْنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَاطَبَهُ النَّاظِمَ فِی الرُّؤْیَا بِهٰذَا الْاِسْمِ مُحَمَّدٌ اَوْفَی الْیُقْظَةِ۔ حضور نبی اکرم محبوب محترم تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں ان کو اس نام ''محمد'' سے مخاطب فرمایا جبکہ وہ خواب میں بالمُشافہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں قصیدہ سنا رہے تھے۔

○ **توضیح اسم سیدنا محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے تمام اسماءِ حُسنیٰ میں افضل، اشرف اور اشہر ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید فرمانِ حمید میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی نام مبارک سے تعارف فرمایا: محمد رَّسُولُ اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اسی نام پاک کو کلمہ طیبہ میں مختص فرمایا۔ عرشِ عظیم کو اسی نام سے زینت بخشی، کائنات عالم میں روزِ ازل تا روزِ ابد اسی نام پاک کا تذکرہ جمیلہ رہے گا۔ خالق مطلق نے تخلیقات عالم سے ہزار ہا ہزار سال پہلے دُرُّ اللّٰهِ الْمَکْنُوْنِ، سِرُّ اللّٰهِ

المَخْزُوْن نُوْرُ الْاَفْئِدَۃِ وَالْعُیُوْن، سُرُوْرُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ، مَطْلَعِ کُنْ فَیَکُوْنُ، مَقْطَع مُرْسَلُوْنَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٍ ﷺ، لوح محفوظ پرنوری قلم سے لکھا اور یہ نام مبارک ایمان کا چشمہ، عرفان کا منبع اور شفاعت اور مغفرت کا مخزن اور جنت کی کنجی ہے۔ اسم اعظم "اللہ" کے لیے یہ اسم مبارک "محمد"، دلیل جلیل ہے: "عزّ وجلّ وﷺ"

بروایت صحیحہ: قَالَ اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ علیہ السلام وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ یَقْرَءُ عَلَیْکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا اُعَذِّبُ مَنْ یُسَمّٰی بِاِسْمِکَ بِا لنَّاسِ۔ فرمایا: "میرے پاس جبرائیل علیہ السلام رب جلیل کا سلام لائے اور کہا: رب کریم فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! میں اسے آگ کا عذاب نہیں دوں گا جس کا نام آپ کے نام پر ہوگا:۔

بروایت معتمدہ: قَالَ اِنَّہٗ اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَنَادیٰ مُنَادٍ اَلَا لِیَقُمْ مَنْ اِسْمُہٗ مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلْیَدْخُلَ الْجَنَّۃَ کَرَامَۃَ اِسْمِ مُحَمَّدٍ ﷺ فرمایا: روز قیامت فرشتہ ندا کرے گا: جس کا نام محمد یا احمد (ﷺ) ہے وہ کھڑا ہو جائے اور جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ عظمت و شوکت اسم محمد ﷺ کی ہے۔

جس طرح یہ اسم حق تعالیٰ کا پیارا ہے اسی طرح مُسمّٰی ﷺ بھی رب کریم کو بہت پیارا ہے تا آنکہ روز قیامت اعزازًا و کرامۃً کسی امتی کو انسانی شکل سے جہنم میں داخل نہیں کرے گا۔ مگر اس کے تن کو مسخ کر کے۔

اندریں اُمّت نباشد مسخ تن لیک مسخ دل بود اے ذُوالمِنَن

حضور ﷺ کا اسم پاک فرش پر محمد (ﷺ) عرش پر احمد (ﷺ) روز قیامت محمود ﷺ ہے۔ آپ ﷺ کی امت حمادون اور جھنڈا لواء الحمد اور مقام مقام محمود ہے۔

امامُ الانام حجۃُ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: فَاَنَّہٗ قَالَ سُمِّیَتْ اَوْلَادٌ مِنْ زَمَانٍ اِلٰی زَمَانٍ وَبَطْنًا اِلٰی بَطْنٍ ھٰذَا رَحِمَہُ اللّٰہُ السَّلَفُ اِلَی الْخَلَفِ۔ علماء عظام، اولیاء عظام، سلف صالحین تا خلف متقین نے اسم پاک محمد ﷺ پر اولاد در اولاد نام رکھے اور برکات حاصل کیں۔

اَقُوْلُ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَھُوَ الرَّفِیْقُ بِالتَّحْقِیْقِ: اللہ تعالیٰ کے کمال فضل و کرم سے میرا نام میرے والدین نے محمد عنایت اللہ رکھا۔ اسم محمد النَّبِیُّ الْاُمِّیّ الرَّؤُفُ الرَّحِیْم (ﷺ) اور اللہ اسم پاک الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم عَزَّ اِسْمُہٗ ان اسماء حسنیٰ کی برکات اور انوار کا صدقہ ہر مشکل منزل دنیا، نزع، قبر، حشر، پل صراط اور میدان محشر میں ممد و معاون ہوگا۔ بفضلہٖ تعالیٰ میرے پاس یہ ہمنامی ہی سرمایۂ حیات، وثیقۂ شفاعت اور وسیلۂ نجات ہے۔ میرے لیے یہ نام ہی کافی، وافی اور شافی ہے جو میرے لیے طرۂ امتیاز ہے اور رب کریم میرے والدین کو اعلیٰ علیّین میں بلند مراتب عنایت فرمائے جنہوں نے میرا نام رکھنے کا حق ادا کر دیا جَزَاھُمَا اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ خَیْرًا۔

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

اللہ ربُّ العزت کی بارگاہ کریمی میں دعا ہے کہ نور الوردہ فی شرح القصیدہ البردہ کو شرف قبولیت سے نوازے کہ

میرا نام بھی مدحت، نعت اور قصیدہ لکھنے، پڑھنے اور سننے والوں کی فہرست میں شامل فرمائے

نہ فخر ہے کسی کام پر نہ رکوع پر نہ سجود پر
مگر اے محمد مصطفٰے! مجھے فخر ہے آپ کے نامِ پر

صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

نعت اسم سیّدنا محمّد صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

محبوبِ خدا ہے کیا صَلِّ علی نامِ مُحَمَّد
آنکھوں کی جلا دل کی ضیاءِ نامِ مُحَمَّد

اللہ رے رفعت کہ سرِ عرش خدا نے
ہے نام کے ساتھ اپنے لکھا نامِ مُحَمَّد

تکبیر میں کلمہ میں نمازوں میں اذان میں
ہے نام الٰہی سے ملا نامِ مُحَمَّد

ہر قُبہ ہر خیمہ وہر قصرِ جناں میں
ہے لوح محفوظ پر لکھا ہوا نامِ مُحَمَّد

فرماتے ہیں آدم کہ مجھے خُلد بریں میں
لکھا ہُوا طوبیٰ پہ ملا نامِ مُحَمَّد

محمد کے چار حرفوں کے اشارات تو دیکھو
کیا سِرّ نہاں ہے، بھرا نامِ مُحَمَّد

ہے میم میں شانِ محبوبِ حق کا اشارہ
پھر کیوں نہ ہو محبوب خدا نامِ مُحَمَّد

ح میں ہے حیات ابدی جان بہ لب کی
مسیحا کا ہے وظیفہ بس نامِ مُحَمَّد

معجون مفُرّح ہے میم مشدّد
اور دال ہے دلیل محبت نامِ مُحَمَّد

اس نام کی لذّت دلِ عُشّاق سے پوچھو
جان آگئی تن میں جو چوما نامِ مُحَمَّد

لیا چوم منہ میرا روحُ الامین نے
لیا میں نے جس دم نامِ مُحَمَّد

ورد اپنا ہمیشہ یہی دو نام ہیں بیدلؔ
یا نامِ خدا لب پہ ہے یا نام مُحَمَّد

اللہ ربّ العزّت نے اپنے محبوب پاک شاہ لولاکَ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا نام پاک اپنے اسمِ پاک جل سلطانہ سے مشتق فرمایا جبکہ مالک عرش وفرش محمود جَلَّ شانُہٗ اور محبوب رسول ''محمد'' صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہے۔

وَشَقَّ لَہٗ مِنْ اِسْمِہٖ لِیُجَلِّہٗ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَھٰذَا مُحَمَّدٌ

صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

بروایت صحیحہ: قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ اِسْمُہٗ مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

''بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بخشش کی دُعا کرتے ہیں اس کے لیے جس کا نام اسم محمد واسم احمد صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے نام پر ہوگا''۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ بِاِسْمِ ''سَیِّدِنَا'' مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

(الشفا بتعریف حقوقِ المصطفیٰ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم'' قاضی عیاض مفتی اندلس رحمۃ اللہ علیہ)

قرآن کے الفاظ مبارکہ میں ذات سیدنا محمد ﷺ کی سیرت پاک کا بیان اور الفاظ مبارکہ صفات سیدنا احمد ﷺ کی صورت پاک کا بیان ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید رسول ﷺ کی سیرت اور صورت کا مرقعہ ہے۔ مصحف شریف کی ہر سورت اسم سیدنا محمد واسم احمد ﷺ کی صورت کی آئینہ دار ہے۔ فَلْيَتَدَبَّرْ۔

مصحفے را ورق ورق دیدم ہمہ سورت مثلِ صورت اوست

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

خلاصۂ کائناتِ عالم سیدنا محمد ﷺ کا معنیٰ یہ ہے کہ جس کی حمد اور نعت کل جہان نے سب سے بڑھ کر کی ہو یا وہ ذات جس کی کثرت کے ساتھ اور بار بار تعریف اور ہر بار توصیف کی گئی ہو اور اسم اُحمد ﷺ کا یہ معنیٰ کہ جس نے کائنات کے مجموعہ سے بھی فزوں تر اپنے ربّ اکبر کی حمد وثنا کی ہو۔ یہ نام نامی اسم گرامی خزانہ الٰہیہ کا درِ مکنون اور مسمّٰی ﷺ سرِ مکتوم ہے۔ محمّد حمد سے مشتق ہے۔ اس میں حمد کی کثرت اور کمیّت پائی جاتی ہے اور احمد بھی حمد سے مشتق ہے۔ اس میں صفت اور کیفیت کا ظہور ہے۔ آپ کے ننانوے اسما مبارکہ قرآن پاک واحادیث مبارکہ سے ثابت ہیں اور یہ دو نام مبارک مشہور اور معروف ہیں۔ (ناصر اللّبیب فی أسماالحبیب ﷺ)

○ فائدہ جمیلہ اسم پاک کے فوائد وفضائل، برکات وکمالات، فیوض وبرکات، انوار وتجلیات جلیہ وخفیہ اور معجزات وکرامات انسانی علم وفہم کے حدوشمار سے ورا الوراء ہیں۔ اسم سیّدنا محمد ﷺ جمیع کمالات کا منبع ہے۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِيْ لٰكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِيْ بِمُحَمَّدٍ

میں کون ہوں ناقص العلم ردی الفہم جو آپ ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کی مدح میں فوائد وفضائل تحریر کر سکوں جبکہ نہ قلم میں علم اور نہ زبان میں بیان کی طاقت اور نہ عقل میں نقل کی استطاعت۔ جناب والا! میں تو اپنے کلام نظم ونثر میں آپ کا نام پاک سیّدنا محمد ﷺ لکھ کر اور نگینہ کی طرح جڑ کر سرمایہ عقیدت وشفاعت جمع کر رہا ہوں۔

ہیں صبح ازل انوار رخسار محمد ہے شام ابد گیسوئے تابدار محمد

ہو اتنا کرم اے شہنشاہ تاجدار مدینہ دنیا پکار اٹھے ہے یہ بیمار محمّد

فرش تا عرش بکھری ہیں خوشبو کی بہاریں ہر پھول مدینہ ہے خوشنما گلزار محمّد

ہیں باعث قربِ خدا مصطفیٰ کے قصیدے قصیدے سے پا گیا بوصیری دیدار محمّد

سرمایہ نعت ہے جھولی میں حافظ جیسے اس گداگر کی جنت کا خریدار نہیں خریدار محمّد

بلبل باغ مدینہ چہچہاتی ہے اس گل پر کہ گلزار مدینہ کی یہ بلبل ہے نامدار محمّد

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَآءِ الرَّحْمَةِ مِيْمِ الْمُلْكِ دَالِ الدَّوَامِ سَيِّدِ الْكَامِلِ الْفَاتِحِ عَدَدَمَافِيْ عِلْمِكَ كَائِنٌ وَ قَدْكَانَ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِكَ وَبَاقِيَةً بِبَقَائِكَ لَامُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ

عِلْمِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

نعت اسم سیدنا محمد عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام

وَالْفَجْرِ صبح نورِازل ہے روئے محمد
والیل شب عنبرین، تا بدارِ گیسوئے محمد

وَالشَّمْسِ ہے آئینہ دار رخسارِ محمد
والیل شب زلف دوتاءِ مشکبوئے محمد

والضحیٰ چہرہ صورۃ نور مشکبار دو عالم
ولیال عشر اشارہ ہے خمدارِ مُوئے محمد

کعبہ بنا قبلہ ہمارا از نگا ہے محمد
کہ کعبہ کا کعبہ ہے رُوئے محمد

بلبل سدرہ تک ہے شیدا رخ گلگوں کا
ہیں سدرہ سے بڑھ کر ذرات گوئے محمد

ہیں قدسی بھی اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے
کہ ہے خاک شفا، خاک پائے محمد

طوبیٰ وزلفیٰ بھی ہیں ذرات اسی پاک در کے
مفتاحِ درِ خلد ہے، اشارہ ابروئے محمد

بندہ جب خواب اجل سے ہوں حسنؔ کی آنکھیں
اس کی نظروں میں تیرا جلوہ زیبائی ہو

روز ازل تا شام ابد محمّد ہی محمّد
عرش صبحِ محمد، فرش شامِ محمد

کیا کہیے گرمی بازار رونقِ مدینہ
عزیزِ مصر کو بھی ہے پایا خریدارِ محمد

یہ حقیقت بھی عنایت پہ منکشف کی خدا نے
کہ دیدارِ خدا ہے دیدارِ محمد

طُوبیٰ و جنت الفردوس سے بڑھ کر ہے مجھ کو
مل جائے اگر جگہ پس سایۂ دیوارِ محمد

گلچین گلستان نعت پھول نچھاور کرنے لگے
نظر آئی ہے جن میں بُو، خوئے محمد

گلستان قرآن کا ہے ہر ہر حرف خوشنما پھول
نہاں اسی گل میں ہے خوشبوئے محمد

مسجد نبوی کے در و دیوار جھوم اُٹھے بوصیری!
اور تُحفہ نعت میں ملی تجھ کو ردائے محمد

حافظ رضوان کے لیے لے چلو کچھ تو سوغات مدینہ
گر ہاتھ لگ جائے خس و خاک کوئے محمد
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّم

چوں مُحَمّد نام دارم تکیہ ام برنامِ اُو
از خلائق برتر آمد در وفائے عہد او

ہے شفاعت کی مجھے امید تیرے نام پاک سے
ہے میرے نام میں محمد اور ہیں آپ مشفق محترم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

﴿۴۷﴾

اِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ مَعَادِیْ اٰخِذًا بِیَدِیْ
فَضْلًا وَّاِلَّا فَقُلْ یَاذَلَّۃَ الْقَدَمِ

گر ز فضلم در قیامت دستگیر و خرم ورنگیرد وائے برمن چوں بلغ رانم قدم
آپ نے فردا قیامت کو خدا نخواستہ ہاتھ گر پکڑا نہ میرا وائے بر جان وتنم

لفظی ولغوی تحقیق موضوع علم صرف ونحو

اِنْ لَّمْ یَکُنْ "اِنْ" حرف شرط، "لَمْ یَکُنْ" فعل جحد نہیں ہے۔
فِیْ مَعَادِیْ "فِیْ" جار، "مَعَادِیْ" مجرور، زمانہ بعد الموت، روز قیامت۔
اٰخِذًا بِیَدِیْ فَضْلًا "اٰخِذً" پکڑنے والا، "بِیَدِیْ" میرا ہاتھ، "فَضْلًا" از روئے فضل وکرم۔
وَّاِلَّا فَقُلْ "اِلَّا" حرف استثنٰی یا تمیز، اخذاً۔
یَاذَلَّۃَ الْقَدَمِ "یَا" حرف ندا حسرت، "ذَلَّۃَ الْقَدَمِ" پاؤں کا پھسلنا۔

○ **ترجمہ:** اور اگر آپ ﷺ نے روز قیامت میری دستگیری از روئے فضل نہ کی تو مجھے کہنا ہوگا: ہائے شومئی قسمت!

○ **تمہیدی کلمہ:** "غایت احتیاج بشفاعت صاحب الآیات ﷺ"

○ **تشریح:** ناظم امام طیّبَ اللہُ ثَناہٗ، عرض گزار ہیں۔ اگر میری شومیِ قسمت سے بالفرض والتقدیر آپ ﷺ نے میری شفاعت نہ فرمائی تو اس سے بڑھ کر میری حرماں نصیبی کیا ہوگی۔ شامتِ اعمال ارتکاب معاصی کی وجہ سے کہوں گا: یا سئی الحال و یاشدیدَ الحالَ وَالمال ہائے افسوس! میرے حال اور مال پر۔ اے لوگو! میری لغزشِ قدم اور شومئی قسمت کو دیکھو کہ مجھ سے زیادہ بدقسمت بدنصیب اور کوئی نہیں لیکن اِنْ شَآءَ اللہ ایسا ہرگز ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ لیکن میں تو از روئے فضل شفاعت کا اُمیدوار ہوں نہ کہ اعمال کی جزاء سے، اس مقام فضل وکرم پر سب اُمیدیں پوری ہوں گی کہ آپ ﷺ ماذون بشفاعت ہیں کہ میرا آپ ﷺ سے ہمنام ہونے کی وجہ سے عہد و پیان ہے یعنی آپ میری شفاعت فرمائیں گے۔ صاحبِ قصیدۂ المبارکہ عالم اور عارف کامل ہیں ان کا یَا ذَلَّۃَ الْقَدَمِ کہنا ازراہ عجز وانکسار ہے۔

وائے برمن گر نگیرد دست من روزِ جزاء از سر لطف وعطا عنایت ازسر فضل وکرم
حشر میں گر دستگیری کی نہ میری آپ نے پھر تو میری شومئی قسمت سے پھسلا قدم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۱۴۸)

حَاشَاہُ اَنْ یُّحْرَمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَہٗ
اَوْیَرْجِعَ الْجَارُ مِنْہُ غَیْرَ مُحْتَرَمِ

دُور باد اگر کند نومید ہر اُمّیدوار یا کہ از وے باز گردد جار غیر محترم

حاشاللہ ہے نصیب اس کے رہیں اُمیدوار کیا غلام آپ کے رہیں بے آبرو نا محترم

لغوی ومعنوی تحقیق علم صرف ونحو

حَاشَاہُ اَنْ یُّحْرَمَ	"حَاشَا" تنزیہا "اَنْ یُحْرَمَ" فعل مضارع معروف، اگر محروم کیا۔
الرَّاجِیْ مَکَارِمَہٗ	"الرَّاجِیْ" اُمیدوار "مَکَارِمَہٗ" جمع بخشش، مفعول مالم یُسَمّٰی فاعلہ۔
اَوْیَرْجِعَ الْجَارُ	"یَرْجِعَ" مضارع واپس لوٹنا "الْجَارُ" ہمسایہ، دوست، غلام۔
مِنْہُ	ضمیر راجع حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ۔
غَیْرَ مُحْتَرَمِ	بلا احترام، ذلیل وخوار، محروم۔

○ **ترجمہ**: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اس بات سے پاک ہیں کہ اُمیدوارِ کرم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی کرم نوازیوں سے محروم کردیا جائے یا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی پناہ میں آنے والا ناکام واپس جائے۔

○ **تمہیدی کلمہ**: مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَہُّدِہٖ لَوْلَا التَّشَہُّدُ کَانَتْ لَائُہٗ نَعَمِ

○ **تشریح**: حاشَاہُ بمعنٰی اُنَزِّھُہٗ ضمیر "ہٗ" اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے معنیٰ ہوا: نَزَّہُ اللّٰہُ تَعَالٰی رَسُوْلَہٗ مِنْ اَنْ یُّحْرَمَ الرَّاجِیْ وَیَرْجِعُ الْجَارُ۔ "اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کو اس عیب سے پاک فرمادیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ رحمت میں حاضری دینے والا ارادت مند خواہ کتنا گناہ گار کیوں نہ ہو محروم نہیں لوٹتا"۔ جَارٌ مَنْ یَسْتَجِیْرُبِہٖ "آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی پناہ میں آنے والا"۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ رحمت ایسی ہے کہ کوئی بھی ارادت مند بلا عطاء خلعت شفاعت واپس نہیں آتا نہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں آنے والا ذلیل وخوار ہوتا ہے بلکہ مورِدِ الطاف رحمت بن کر سندِ شفاعت اور دستاویزِ مغفرت پاتا ہے اور عزت وعظمت سے واپس اپنے گھر لوٹتا ہے۔ تو اے مخاطب! یاد رکھ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات والا صفات سرچشمۂ فیض، جود وعطا اور معدن کرم اور مخزنِ فضل ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے دربار گوہر بار سے کوئی بھی خالی نہیں لوٹتا، پھر تیرا یہ خیال کرنا کہ میں محروم رہ جاؤں گا یہ خیال محض باطل ہے۔ "ایں خیال است ومحال است وجنوں"۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ رحمۃ للعٰلمین، شفیع المذنبین ہیں۔ ارادت اور عقیدت سے آنے والا غلام مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ سے شفاعت کا مژدہ اور بشارت دنیا میں ہی پالیتا ہے۔

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو سیئًا لِلّٰہِ از جمالِ روئے تو
دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما آفریں بردستِ تو بر بازوئے تو

مروی ہے کہ ایک مرتبہ بحرین سے کثیر التعداد مال آیا اور مسجد نبوی کے ایک کونہ میں ڈھیر لگا دیا گیا، نماز فجر کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مصلّٰی پر رونق افروز تھے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بانٹنا شروع کیا۔ نماز ظہر تک سب تقسیم فرما دیا تو اتفاقاً ایک سائل آ گیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اب مال ختم ہو گیا ہے کسی دکاندار کے پاس جا کر جس چیز کی ضرورت ہو خرید لو اس کی قیمت میں ادا کر دوں گا۔ کسی نے عرض کیا: فداہ ابی واُمّی یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ اتنی زحمت کیوں گوارا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس کا مکلّف نہیں فرمایا۔ آپ کو یہ بات پسند نہ آئی اور رخ انور پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہو گئے۔

نہ رفت لَا بزبان مبارکش ہر گز مگر بِاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

ایک انصاری بھی اس وقت حاضر خدمت تھا انہوں نے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَنْفِقْ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا۔ ''اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ بے دریغ خرچ کیجئے عرش والے پروردگار سے قلت کا خوف نہ کیجئے''۔ یہ سن کر حضور فائز النور معطی النہاء والسِرّ ور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکرا دیے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چہرہ مبارک پھول کی طرح شگفتہ ہو گیا اور فرمایا: میرے رب نے مجھے یہی حکم ارشاد فرمایا۔ (تفسیر عزیزی)

نعت مبارک

معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائرو کرسی سے اونچی کُرسی اِسی پاک در کی ہے
نور اللہ کیا ہے محبت حبیب مالک کی جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک وخر کی ہے
بے اُن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے حاشا و کلّا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے
جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا مُنہ تکوں کیا پرسش اور جا بھی سگِ بے ہنر کی ہے
دنیا مزار، حشر، جہاں میں غفور ہیں ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر کی ہے
یہ پیاری پیاری کیاری تیرے خانہ باغ کی سرد اس کی آب و تاب سے آتش سقر کی ہے
جنت میں آ کر نار میں جاتا نہیں کوئی شکرِ خدا نوید نجات و ظفر کی ہے
مومن ہوں مومنوں پہ رؤف رحیم ہیں سائل ہوں سائلوں کو خوشی لَا تَنْھَر کی ہے
فضلِ خدا سے غیب و شہادت ہوا انہیں اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے
دندان کا نعت خواں ہوں نہ پایاب ہوئی آب ندی گلے گلے میرے آب و گہر کی ہے

(حدائق بخشش)

حضور، رسول کریم رؤف رحیم ﷺ کی شانِ کریمی اس سے بلند تر ہے کہ آپ ﷺ کے در پر سائل حاضر ہو اور اپنا مقصود بغیر حاصل کئے ناکام واپس آجائے۔ المدینۃ المنورہ کی حاضری کی دعوت اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمان والوں کو جَاءُوْكَ سے خود دی۔ بارگاہِ نبوت درگاہ رسالت کا یہ سفر سعادت، ہدایت اور نور کا سفر موج ظفر ہے نیز ربّ قدّوس جل شانہٗ نے فرمایا: محبوب! تیرے دربار میں حاضر ہونے والا زائر کیسا بھی گناہگار کیوں نہ ہو اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ "محبوب سائل کو جھڑکنا مت"۔ اس در کے علاوہ کون سا در ہے جہاں وہ جائے گا۔

بروایت صحیحہ: قَالَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِىْ "اللہ تعالیٰ دینے والا اور مَیں تقسیم کرنے والا ہوں"۔ ائمہ محدّثین کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ دنیا وآخرت میں، ظاہر و باطن میں اور جسم و روح میں جو نعمت و برکت اور جو خوبی روز ازل تا روز ابد جسے ملی ہے یا ملے گی، وہ سب عطیہ ہے دست محمّد رسول اللہ ﷺ کا۔ اللہ تعالیٰ کی ہر عطا اور نعمت آپ ﷺ ہی کے دست اقدس سے ملتی ہے۔

بروایت صحیحہ: قَالَ مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِىْ فَقَدْ جَفَانِىْ۔ فرمایا: "جس نے حج بیت اللہ کیا، پھر وہ میری زیارت کو نہیں آیا اس نے مجھ پر ظلم کیا کہ وہ میری عطا، نگاہ اور شفاعت کا منکر ہوگیا"۔

بحکم رب کریم حاضری بارگاہ رسالت مآب ﷺ المدینۃ المنورہ زَادشرفہ العظیمہ۔

هم جائیں اور قدم سے لپٹ کر حرم کعبہ کہے — سونپا خدا کو یہ عظمت کس سفر کی ہے
ہم گردِ کعبہ پھرتے تھے کل تک اور آج وہ — ہم پر نثار ہے یہ ارادت کدھر کی ہے
کالک جبین کی سجدۂ در سے چھڑائیں گے — ہم کو بھی لے چلو یہ تمنا حجر کی ہے
ڈوبا ہوا ہے شوق میں زمزم اور آنکھ سے — جھالے برس رہے ہیں یہ حسرت کدھر کی ہے
برسا کہ جانے والوں پہ گوہر کروں نثار — ابرِ کرم سے عرض یہ میزاب زر کی ہے
آغوش شوق کھولے ہے جن کے لیے حطیم — وہ پھر کے دیکھتے نہیں یہ دھن کدھر کی ہے
ہاں ہاں راہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ — او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

(حدائق بخشش)

پس بعید از سائلے محروم کرد از درش — یا پناہ جوینده خستہ حال آید از درش
ہے بعید از شان گر محروم مجھ کو کر دیا — اور لوٹوں آپ کی شفاعت سے غیر محترم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۱۲۹)

وَمُنْذُ اَلْزَمْتُ اَفْكَارِیْ مَدَائِحَهٗ
وَجَدْتُّهٗ لِخَلَاصٍ خَيْرَ مُلْتَزِمٖ

زانکہ من مشغول کردم ذکر خود در مدح او بر خلاص خود وُرا خوش یافتم من ملتزِم
جب سے آپ کی مدح میں کرنے لگا فکرِ سخن رُستگاری کا رہا باقی نہ چھوڑا مجھ کو فکروغم

لغوی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

مُنْذُ اَلْزَمْتُ "مُنْذُ" ابتداز مانہ کے لیے، "اَلْزَمْتُ" صیغہ ماضی متکلم، لازم کرلیا میں نے۔
اَفْكَارِیْ مَدَائِحَهٗ "اَفْكَارِیْ" جمع فکر، "مَدَائِحَهٗ" جمع مدیح، نعت، مدحت، قصیدہ، تعریف وتوصیف۔
وَجَدْتُّهٗ "وَجَدْتُّهٗ" ماضی، حاصل کرلیا میں نے، صیغہ واحد متکلم۔
لِخَلَاصٍ نجات، مغفرت، خلاصی پانا کے لیے۔
خَيْرَ مُلْتَزِمٖ "خَيْرَ" اچھا، بہتر، "مُلْتَزِمٖ" اسم فاعل، لازم پکڑنے والا۔

○ **ترجمہ:** میں نے جب سے اپنی علمی وعقلی سوچ کو آپ ﷺ کی نعت میں لازم کرلیا ہے میں نے اُسے اپنی نجات کے لیے بہترین ممد ومعاون پایا ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام ہے اپنے کام سے تیرے ذکر سے تیری فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے
ما را چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم اِلّا حدیث یار کہ تکرار مے کنم

○ **تشریح:** پس میں نے اپنی قوت علمیہ وعقلیہ کو مجتمع کر کے فیصلہ کرلیا ہے کہ آپ ﷺ کی مدح، نعت، توصیف و تعریف میں بقایا عمر صرف کردوں اور آپ ﷺ کے مکارمِ حسنہ اور اخلاق مستحسنہ اور نعت میں اپنی زندگی کو اس قیمتی دولت وثروت کے لیے وقف کردوں جس سے دنیا میں مصائب وبلیات مانند سُقم فِی الجِسْم سے نجات پاؤں۔

در قطار نعت خواناں عبد الخالق ایستادہ روز محشرے شود حاصل شفاعت مصطفےٰ
ہر کہ منکرے شود از اسم احمد کافر است گر تمامی عمر خواند لَآ اِلٰهَ برملا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

قَالَ الْاِمَامُ نَظَمْتُ هٰذِهِ الْقَصِيْدَةَ الْبُرْدَةَ فِیْ مَدْحِهٖ وَنَعْتِهٖ فَرَاَيْتُ النَّبِیَّ فِی الْمَنَامِ فَمَسَحَ عَلٰی يَدِهِ الْمُبَارَكَةِ فَعُوْفِيْتُ اس قصیدہ مبارکہ کے نظم کرنے کا سبب یہ ہوا کہ مجھ پر فالج کا شدید حملہ ہوا اور نصف نچلا دھڑ بے حس ہوگیا تو میں نے اس قصیدہ مدحیہ کی برکت سے شفا چاہی۔ رات کو سویا تو خواب میں زیارت باطہارت سے نوازا گیا فَمَسَحَ عَلٰی يَدِهِ الْمُبَارَكَةِ تو آپ ﷺ نے اپنا دست شفا میرے جسم سے مس کیا تو اسی وقت

شفا ہوگئی تو مَیں نے اپنے اوپر بہ نیت خالص نعت شریف کو لازم کرلیا۔ تو نعت خوانی کو اپنی اس عمر نا توانی میں ممد و معاون پایا اور روز شمار بعنایت مصطفےٰ ﷺ شفاعت کا کفیل ہوگیا اور دنیا و آخرت کے فکروں سے نجات پا گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ کَذٰلِکَ وَآلِکَ وَ اَصْحَابِکَ۔

بہ ادب جھکا لو سر ولا کہ میں نام لوں گل و گلزار کا — گلِ تر مُحمّد مصطفےٰ چمن ان کا پاک دیار ہے
وہی آنکھ جوان کا منہ تکے وہی لب جو محو ہوں نعتوں میں — وہی سر جوان کے لیے جھکے، وہی دل جوان پہ نثار ہے
گناہ رضا کا حساب کیا وہ اگرچہ لاکھوں سے ہیں سوا — مگر اے عفو! تیرے عفو کا نہ حساب ہے نہ شمار ہے
جسے تیری صف نعال سے ملے دو نوالے نوال سے — وہ بنا کہ اس کے اُگال سے بھری سلطنت کا اُدھار ہے

رُسل ملائکہ پہ درود ہو وہی جانے اُن کے شمار کو
مگر ایک اُن میں دکھا تو دو جو شفیع روز شمار ہے
صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

○ حاصل کلام مدائحہ جمع مدیحہ تعریف و توصیف، مراد مکارمُ الحسنہ، اخلاق مُستحسنہ من رَضَایہٖ ومُحَبّتِہٖ خلاصی جمع خلوص نیت خلوص کا معنیٰ نجاۃ عن المصائب دنیا کا سقم فی الجسم ونجات بلیات الآخرت۔ معنیٰ یہ ہوا کہ جب سے میں نے نعت کو اپنی عروس فکر کا موضوع بنایا ہے، سوائے مدحت، نعت، منقبت اور قصیدہ کے اور کوئی کام نہیں کرتا لہٰذا اپنے دنیوی و دینی مقصد کو پالیا ہے۔ اَلْمَقْصُوْدُ الْفَوْزُ بِالْجَنَّۃِ وَالنِّجَاۃُ عَنِ النَّارِ۔

یَا نَبِیَّ اللّٰہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ — اِنَّمَا الْفَوْزُ وَالْفَلَاحُ لَدَیْکَ
بندگانش حور و غلمان و مَلک — چاکرانش سبز پوشاک فلک

اخترؔ میرے لیے ہے نعت وسیلہ نجات — مری عُروسِ فکر کے عنواں ہیں مصطفیٰ

○ فائدہ جمیلہ اس شعر کا وظیفہ ہر مصیبت سے رہائی کا سبب ہے۔

من آں روزے کہ مشغولم بمدح مصطفےٰ — یافتم او را معین و ناصر اندر ہر بلا
وقف جب سے ہو گیا ہوں مدح میں سرکار کی — پا لیا اپنی رہائی کا مدد گار اتم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۱۵۰)

وَلَنْ يَّفُوْتَ الْغِنٰى مِنْهُ يَدًا تَرِبَتْ
إِنَّ الْحَيَا يُنْبِتُ الْأَزْهَارَ فِي الْأَكَمِ

زاں از ما باراں بروید گل بہ بالائے اکم ۔ دست درویش از تمنا ہا نعمتش خالی نشد

مجھ کو کیوں رکھنے لگا محروم وہ ابر کرم ۔ مینہ برستا ہے تو روڑی کو بھی لگ جاتے ہیں بھاگ

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو

وَلَنْ يَّفُوْتَ الْغِنٰى ہرگز نہ فوت ہوگا ''اَلْغِنٰى'' تونگری، مراد شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ۔

مِنْهُ يَدًا تَرِبَتْ ''يَدًا'' آپ کے ہاتھ سے ''تَرِبَتْ'' خاک آلودہ ہو گئے محتاج وفقیر ہو گیا۔

إِنَّ الْحَيَا ''إِنَّ'' حرف تحقیق ''اَلْحَيَا'' بلامد، بالقصر، بارش۔

يُنْبِتُ الْأَزْهَارَ ''يُنْبِتُ''، نَبَات مصدر، بہ معنی: اُگنا ''اَلْأَزْهَارَ'' پھول۔

الْأَكَمِ ''اَلْأَكَمِ'' جمع اَكَمَہ، ٹیلہ پہاڑ، کی چوٹیاں۔

○ **ترجمہ:** آپ ﷺ کی شان فیاضی کسی کو خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹاتی بیشک جب بارش برستی ہے تو پہاڑ کی چوٹیوں پر بھی پھول کھلا دیتی ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** باراں کہ از لطافت طبعش خلاف نیست ۔ در باغ لالہ روید و در شور بُوم وخس

○ **تشریح:** حضور شہنشاہ کونین سلطان دارین ﷺ کی شان جود وسخا اور عطا کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کی داد دہش سے کوئی مفلس اور خاک آلودہ ہاتھ بھی خالی نہ رہتا۔ جس طرح باراں رحمت کا اثر باغوں ٹیلوں اور میدانوں پر یکساں ہوتا اسی طرح حضور مُعطی النعمۃ ومولی الرحمۃ ﷺ کے جود وسخا کا فیض اَدنیٰ سے اَدنیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ علی التساوی سب پر ہوتا ہے قطع نظر اس کے کہ آپ ﷺ کی عطا کا یہ اہل یا محل ہے یا کہ نہیں۔ بلا شبہ جب رحمت کے بادل گھٹا باندھ کر برستے ہیں تو زمین کی سیرابی اور تر و تازگی کے ساتھ ٹیلے بھی گل وگلزار بن جاتے ہیں، اور مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ یہ تشبیہ الجود بالجود فی عمومِ النّفع کی بنا پر ہے۔ وگرنہ۔

تَضَاءَتْ عِنْدَهٗ جُوْدُ يَمِيْنِهِ الْغَمَامُ وَالْبِحَارُ۔ ''آپ ﷺ کے جود وسخا کے سامنے بادل اور سمندر بھی ناچیز ہو گئے''۔ اَلْغِنٰى بالكسر مع القصرِ الْمُراد مِنْهُ شَفَاعَتُهٗ ''یہاں اس شعر میں غنیٰ سے مراد دنیاوی خیرات والطاف اور اخروی شفاعت مراد ہے''۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةِ۔ شفاعت کے لیے ایمان شرط ہے۔ بوقت نزع ایمان کی سلامتی اور ایمان پر ثابت قدمی بھی عنایت ہوگی۔

حضور نبیِ رحمت ﷺ کی سخاوت کی بارش رمضانُ المبارک کے مبارک مہینہ میں پُر جوش اور موسلا دھار

بارش کی مانند ہوتی۔ آپ ﷺ کے فیض جود وسخا سے کوئی قریبی، بعیدی، زمانی، مکانی محروم نہ رہتا سب پر یکساں برستی بعینہٖ روز قیامت حضور شفیع اُمت ﷺ کی شفاعت ہر مومن پر موسلا دھار بارش سے بڑھ کر ہر عاصی گناہگار پر پڑے گی۔ کوئی امتی خواہ کیسا ہی گنہگار کیوں نہ ہو محروم نہیں رہے گا۔ وہ بفضلہٖ تعالیٰ آپ ﷺ کی شفاعت سے ہر منزل، میزان اور پل صراط سے کامران وکامیاب ہو کر داخل جنت ہوگا۔

اَلْغِنٰی: بالکسر الف مقصورہ بہ معنیٰ: بہار۔ وَالْحَیَآ بالمد بہ معنی: شرم وحیا کہ اَلْحَیَاءُ جُزْءٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ۔ وہ حیا جو خجالت اور قامت کے درمیانی حالت کا نام ہے یہاں الحِیَاءِ بالقصر معنیٰ المطر رحمت کی بارش ہے اور یہاں یہ معنی مراد ہے۔

بعض اکابر سادات مکہ معظمہ سے سنا گیا کہ انہوں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور پوچھا اَنْتَ قُلْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ اَلْحَیَاءُ بِالْقَصْرِ مِنَ الْاِیْمَانِ فرمایا نہیں جب بیدار ہوئے تو تعجب کیا اس شعر کے معنی کے بارے میں یہ بات قاضی الامام برہانُ الدین محدّث شامی علیہ الرحمۃ نے سُنی تو آپ نے فرمایا: میں اس شخص کو دیکھنا چاہتا ہوں تا کہ اُس کی زبان سے سُنوں۔ (عصیدۃ الشہدۃ ص ۱۱۸)

جو منکر ہیں ان کی عطا کے وہ یہ بات بتائیں تو — کون ہے جس کے دامن میں اس در کی خیرات نہیں ہے
مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر — بدل دیتے ہیں تقدیریں مُحمّد کے غلام اکثر
جو کرنی ہو جہانگیری مُحمّد کی غلامی کر — عرب کا تاج سر پر رکھ خداوند عجم ہو جا

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

حضور سیّد الانبیاء ﷺ کا فیض جود وعطا سب کو پہنچتا ہے اس دولت بے بہا اور ثروت گراں مایہ کے ہوتے ہوئے آپ ﷺ کے در کا گدا شکوہ سکندری کو بھی پر کاہ سے زیادہ نہیں سمجھتا۔ فِیْہِ اِشَارَۃٌ لِاَنَّہٗ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

طغرل و سنجر و سکندر سے کہیں بڑھ کر — خوش تر، خوش خصال، خوش حال ہے منگتا تیرا

اَللّٰھُمَّ زَیِّنْ قُلُوْبَنَا بِحُبِّ ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ۔

○ فائدہ جمیلہ اس شعر کا تعویذ بنا کر باغ کے درخت پر بلند جگہ باندھا جائے تو باغ سر سبز وشاداب، بارآور ثمرات ہوگا۔

دستِ خاک آلود را از در تراند زینہار — بشگفتاند ابر بر پشتہ شگوفہ در بہار
آپ کے دست کرم سے پائیں گے محتاج فیض — جس طرح گلزار ٹیلوں کو کرے ابر کرم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

○

(۱۵۱)

وَلَمْ اُرِدْ زَهْرَةَ الدُّنْيَا الَّتِي اقْتَطَفَتْ
يَدَا زُهَيْرٍ بِمَا اَثْنٰى عَلٰى هَرِمِ

من نمے خواہم متاعِ مال ودنیا چوں زُہیر | کونچیدہ دست او چوں گفت او مدحِ ہرَم
جب مجھے خوشحالیٔ دنیا کی کچھ پرواہ نہیں | کیوں کروں مدحِ ہرم مثل زُہیر

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

وَلَمْ اُرِدْ — ''واؤ''عاطفہ''لَم اُرِدْ'' فعل حجد متکلم، میں نے خواہش نہیں کی۔
زَهْرَةَ الدُّنْيَا الَّتِي — ''زَهْرَةَ الدُّنْيَا'' دنیا کی تازگی، متاعِ دنیا،''الَّتِي ''اسم موصولہ۔
اقْتَطَفَتْ يَدَا — ''اقتطاف''پھل پھولوں کا چننا،''يَدَا''تثنیہ دونوں ہاتھ، اشارہ کمال حریص علی الدُّنیا۔
زُهَيْرٍ بِمَا اَثْنٰى — ''زُهَير''عرب کا مشہور شاعر،''بِمَا اَثْنٰى ''بسبب ثناومدح۔
عَلٰى هَرِمِ — ''هَرِمِ''ہرم بن سنان المری بادشاہ کا نام جو سخاوت میں مشہور تھا۔

○ **ترجمہ:** میں آپ ﷺ کی اس مدحت سے دنیا کی متاع نہیں چاہتا جو زہیر نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بادشاہ ہرم کی تعریف سے دنیا سمیٹی تھی۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''اَلدُّنْيَا زُوْرٌ لَا يَحْصُلُهَا اِلَّا بِالزُّوْرِ''

○ **تشریح:** نَاظِم اِمَام سَنَدُ الْاَنَامِ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ بِشَرْفِ الْاِنْعَام نے اپنے قصیدہ مبارکہ اور نعت ومدحت کی غرض وغایت بیان فرمائی کہ اس تعریف وتوصیف سے ہرگز ہرگز یہ مقصود نہیں کہ مجھے دولت دنیا اور عزتِ دنیا ملے۔ نہ یہ میرا مطمع نظر اور نہ مقصود ہے بلکہ دولت عقبیٰ کی امید پر میری یہ مدحت ونعت ہے۔ اس شعر میں غیوبت سے مشاہدہ کی طرف رجوع کر کے عرض گزار ہیں کہ یا رسولَ اللہ! محض آپ ﷺ کی ایک نگاہ اور شفاعت روز جزاء کی اُمید ہے، سوائے رضاءِ خدا اور رضاءِ مصطفے ﷺ کے اور کچھ مقصود ومطلوب نہیں۔

اک نظر کی آرزو میں ہے جہان آرزُو | اک نظر بہر کرم اُمّی اَبی رُوحی فداء
آنکھ ہو رخ پہ تیری اور آنکھوں کو تری جستجو | آ میرے دل میں آ دل کی بستی کو بسا
آنکھ ہو رخ پہ تیرے رخ تیرا ہو آنکھ میں | کھینچ لے دل یوں تیری تصویر اے بدرُ الدُّجیٰ
ہے فقط نذرِ عقیدت اپنے آقا کے حضور | ترمذی ورنہ کجا نعت پیغمبر ہے کجا
وقت آخر اپنے عنایت پہ بھی عنایت ہو | صورت ہو دل میں تیری ورد ہو لب پہ تیرا

○ زُہیر ابن ابی سلمٰی المزنی واَحدُ القصائد السبعۃ المعلقہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ ورسولہ عنہ نے

اشعرُ العرب فرمایا کہ اس کے شعروں میں توحید کی بُو آتی تھی۔ عرب میں اس کو یہ امتیاز بھی حاصل تھا۔ اِس کا باپ ابی سلمیٰ، بیٹی سلمیٰ اور خنساء دونوں شاعرہ تھیں، ان کا خالو بھی شاعر تھا۔ اس کے دو بیٹے بجیر اور کعب بھی شاعر تھے۔ دورِ جاہلیت کا یہ سب سے بڑا شاعر تھا۔ قبل از بعثت نبوی فوت ہوگیا تھا اور دورِ اسلام کا سب سے بڑا شاعر اس کا بیٹا حضرت کعب رضی اللہ عنہ تھا جنہوں نے قصیدہ لامیہ "بانت سُعادُ" بارگاہ رسالت علیہ السلام میں پڑھا اور دولتِ ایمان جیسی نعمتِ عظمٰی سے سرفراز ہوا اور جلیل القدر نعت خواں صحابی بن گیا۔

زُہیر شاعر، ہرم بن سنان المری سخی بادشاہ عرب کے تعریفی وتوصیفی قصیدے لکھتا اور وہ اسے دولتِ دنیا سے مالا مال کر دیتا تھا۔ عطیاتِ کثیرہ اور خلعتِ فاخرہ اور نوادر عجیبہ سے نوازتا۔ زُہیر بن ابی سلمٰی نے اپنے ممدوح ہَرم بن سنان المری کی تعریف وتوصیف کر کے دنیا جہاں کی دولت سمیٹی فَلْنِعْمَ مَنْ قَالَ۔

کروں مدحِ اہلِ دُوَل رضا پڑے اِس بلا میں میری بلا
مَیں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں
کروں تیرے نام پہ جان فدا پس ایک جاں نہیں دوجہاں فدا
دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

گر شمس وقمر کو کوئی ہاتھوں پہ اٹھالے — اور دولتِ دارین کو اپنے دامن میں چھپالے
تو پھر مجھ سے آکر پوچھے کہ تو کیا لے — نقشِ کفِ پائے محمّد کو آنکھوں سے لگالے
ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے دنیا کا تاج — جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں
دو قمر، دو پنجہ خور، دو ستارے دس ہلال — ان کے تلوے، پنجے، ناخن، پائے اطہر ایڑیاں
تاج روحُ القدس کے موتی جسے سجدہ کریں — رکھتی ہیں کتنا وقار پاکیزہ گوہر ایڑیاں
ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیئے — جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں
ایک ہی ٹھوکر سے اُحد کا زلزلہ جاتا رہا — رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں
اے رضا طوفان محشر کے تلاطم سے نہ گھبرا — شاد ہو ہیں کشتیِ امت کو لنگر ایڑیاں

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

من ازیں مدحت نخواہم گنج دینار و درہم — نیستم من چوں زُہیر مداح شاہِ ہرم
مجھ کو دولت کی نہیں خواہش کبھی مثل زہیر — جس نے حاصل کی تھی دولت بن کے مدّاح ہرم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الروضۃُ العاشرہ "فِیۡ ذِکۡرِ الۡمُنَاجَاتِ وَعَرۡضِ الۡحَاجَات" وظیفہ بروز جمعۃُ المبارک

جنت الفردوس

(۱۵۲)

يَا اَكۡرَمَ الۡخَلۡقِ مَالِيۡ مَنۡ اَلُوۡذُبِهٖ
سِوَاكَ عِنۡدَ حُلُوۡلِ الۡحَادِثِ الۡعَمَمِ

اے گرامی تر خلقاں من ندارم ملجا — جز تو چوں آید قیامت یا بود مرگ تتم

اے پناہ جملہ عالم کون ہے تیرے سوا — التجا جس سے کروں ہنگامِ غم وقتِ الم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو

يَا اَكۡرَمَ الۡخَلۡقِ — "یَا" حرف ندا قریب وبعید کے لیے "اَکۡرَمَ" اسم تفضیل، کریم تر از جمیع مخلوقات۔

مَالِيۡ مَنۡ اَلُوۡذُ — "مَا" نافیہ "لِيۡ" لام انتفاع کا، "اَلُوۡذُ" صیغہ مضارع، مَیں پناہ مانگتا ہوں۔

بِهٖ سِوَاكَ — "بِهٖ" ضمیر کا مرجع "مَنۡ" وہ ذات پاک "سِوَاكَ" تیرے سوا۔

عِنۡدَ حُلُوۡلِ الۡحَادِثِ — "عِنۡدَ" ظرف زماں، وقت، "حُلُوۡلِ" نازل ہونا، "الۡحَادِثِ" حادثۂ عظیمہ۔

الۡعَمَمِ — "الۡعَمَمِ" عُموم، تامّہ، حوادثات عامہ۔

○ ترجمہ: اے تمام مخلوقات عالم سے کریم! میرے لیے آپ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں جس وقت مجھ پر حادثات عامہ اچانک نازل ہو جائیں۔

○ تمہیدی کلمہ: اے پناہ من حریمِ کوئے تو — من بامیدے رسیدم سُوئے تو

○ تشریح: حضور تاج دار عرب وعجم، مالکِ رقاب امم، فخر آدم وبنی آدم ﷺ کو یَا اَکۡرَمَ الۡخَلۡقِ سے پکارتے ہیں کہ کائنات عالم میں جس کے لیے کوئی پناہ گاہ نہ ہو اس کے لیے آپ ﷺ ہی ملجأ وماوٰی اور مرجع ومآب ہیں۔ آپ ﷺ ہی افضل الکائنات، اشرف الموجودات ہیں۔ وہ آپ ﷺ کے سوا اور کس سے پناہ لیں کہ وہ مجھے پناہ دے اور میری دستگیری کرے۔ یہ توجیہ نہایت نفیس اور لطیف ہے اور کتنا موثر انداز بیان ہے۔ حَادِثِ الۡعَمَمِ حادثات عامہ جو تمام مخلوق کو شامل ہے۔ قیامت صغریٰ ہو یا الساعت، قیامت کُبریٰ حادثۂ عظیمہ ہر دو مقامات دنیا و آخرت میں اور ہر دو جہاں میں آپ ﷺ ہی میری پناہ گاہ ہیں۔ اوّل البشر سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام تا سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام ہر ایک نبی نے اپنی ابتلاؤں میں بارگاہ بے کس پناہ محبوبِ الٰہ سے استغاثہ کیا، وسیلہ بنایا اور پناہ چاہی اور پائی۔ روزِ ازل تا روزِ ابد خیر القرون تا ہنوز یہی بارگاہ بے کس، پناہ گاہ بنی۔

اَقُوۡلُ بِاللّٰہِ التَّوۡفِيۡقُ وَالرَّفِيۡقُ الۡاَعۡلٰى بِالتَّحۡقِيۡقِ: حضور تاج دار عرب وعجم ﷺ بتملیکِ

ملکُ الملک جَلَّ شانُہٗ مالک ومختار ہیں۔آپ ﷺ کی طرف رجوع کرنا بارگاہ رسالت پناہی میں حاضری دینا اور عرض معروض کرنا آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ صحیحہ سے ثابت ہے۔اُس کا منکر گمراہ بے دین ہے۔

اے خُسرو حسیناں اے شاہِ ناز نیناں　　روشن کن از تجلّی کاشانہِ گدا را
اے تاج کجکلاہاں سلطانِ دین پناہاں　　بہرِ حالِ زاراں چشمِ کرم خُدا را

راس المنافقین المدینۃ المنورہ عبداللہ بن ابی علیہ ماعلیہ سے جب کہا گیا: حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کہ معافی طلب کرلے تاکہ تیرے لیے حضور نبی رحمت ﷺ بارگاہ ذوالجلال والاکرام میں دُعا کریں تو کہنے لگا: تم نے مجھے کہا کہ ایمان لا۔ میں ایمان لایا۔ پھر تم نے کہا: زکوٰۃ دے تو مَیں نے زکوٰۃ دی اب ایک ہی بات رہ گئی ہے فَمَابَقِیَ اَنْ اَسْجُدَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ''کہ میں سیدنا محمد ﷺ کو سجدہ کروں''۔ کتنا گستاخانہ لہجہ ہے اور بے اعتنائی کا مظاہرہ ہے۔''الامان الحفیظ''۔

جَاۗءُوْكَ کے حکمِ محکم سے ربُّ العزّت اپنے بندوں کو اسی در کی طرف بلاتا ہے۔آپ ﷺ کا دامن رحمت ہی کائنات عالم کے لیے سائبان ہے۔ جانوروں، چڑیوں نے یہیں پناہ لی۔حیوانات شتران ناشاد یہیں عرض گزار ہوئے۔ ہرنی نے اسی سایہ میں فریاد کرکے پناہ پائی۔شہد کی مکھیاں یہیں سے شادکام گئیں۔الغرض سب انس وجن اور فرشتوں نے اسی رحمت کدہ میں راحت پائی۔اس خطا کار ناکارہ امت کے لیے گناہوں کی بخشش کے لیے اس درگاہ کہف امن وامان کے سوا اور کونسی جائے پناہ ہے۔دردوالم کے درمان اور اپنی مشکلات سے نجات کے لیے اور کونسا در ہے۔اَللہ اَللہ غلام اپنے پیارے آقا ومولیٰ ومالک ومختار ﷺ کا دروازہ چھوڑ کر کہاں جائے۔ جہاں بھی جائے ہیر پھیر کے وہیں کا وہیں رہا چاہے واللہ باللہ ثُمَّ تاللہ اپنے پیارے کریم رؤف رحیم مالک کے در اطہر سے ہٹا ہی نہیں۔ انبیاءکرام علیہم السلام کے دروازے پر جائے تو بھی آپ ﷺ کا ہی در ہے۔اولیا کرام علیہم الرحمۃ کے یہاں آئے تو یہ بھی آپ ﷺ کا ہی در ہے۔ ملائکہ جن منزلوں سے گزرے تو وہ بھی آپ ﷺ کا نگر ہے۔

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پَر تو آں　　ہر کجا در نگری انجمنے ساختہ اند

حضور سید العرب والعجم ﷺ کا در اللہ جَلَّ شانُہٗ کا در ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت میں گم ہے۔حضور کی مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے۔اسی پر پناہ کو قیاس کرلو۔درحقیقت پناہ گاہ مستقلاً بالذات اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہی ہے اور حضور ﷺ کی پناہ عطائیہ تابعِ لمشیۃِ اللہ تعالیٰ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

مجرم بلائے جاتے ہیں جَاۗءُوْكَ ہے گواہ　　پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے
مومن ہوں مومنوں پہ رؤف رحیم ہیں　　سائل ہوں سائلوں کو خوشی لَا تَنْهَرْ کی ہے
بد ہیں مگر انہی کے ہیں باغی نہیں ہیں ہم　　نجدی نہ آئے اس کو یہ منزل خطر کی ہے

جَآءُوْكَ سے رب کریم نے اپنے بندوں کو اسی پناہ گاہ کی دعوت دی اور فرمایا کہ "جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو محبوب! آپ ﷺ کی بارگاہ رحمت میں آجائیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور آپ بھی ان کے لیے استغفار چاہیں تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول فرمانے والا اور رحمت کرنے والا پائیں گے"۔ اس آیت کریمہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ کی حضوری مغفرت کا سبب اور جنت کی بشارت کا باعث ہے۔ یہی منشاء الٰہی ہے۔ متصرف بالامور الذاتیہ اللہ ربّ العزت کی ذاتِ حق ہے۔ حضور ﷺ وسیلہ ہیں بارگاہ مجیبُ الدعوات میں قبولیت کا کہ اللہ تعالیٰ کے عتاب اور عذاب سے بچنے کی پناہ گاہ ہے۔

نجم العلماء ہند شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی نقشبندی مجدّدی اپنے قصیدہ اطیبُ النغم میں استغاثہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِذَا مَا أَتَتْنِیْ أَزْمَةٌ مُدْلَهِمَّةٌ تُحِيْطُ بِنَفْسِیْ مِنْ جَمِيْعِ جَوَانِبِ

"جب مجھ پر مصیبت کی کالی کالی گھٹائیں چھا جاتی ہیں اور مجھے ہر طرف سے گھیر لیتی ہیں"۔

تَطَلَّبْتُ هَلْ مِنْ نَاصِرٍ أَوْ مُسَاعِدٍ أَلُوْذُبِهٖ مِنْ خَوْفِ سُوْءِ الْعَوَاقِبِ

"اس وقت میں طلب کرتا ہوں کہ کوئی میری مدد کرنے والا ہو اور جس کی میں پناہ چاہوں کہ نجات پاؤں"۔

فَلَسْتُ أَرٰى إِلَّا الْحَبِيْبَ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ الْإِلٰهِ الْخَلْقِ جَمَّ الْمَنَاقِبِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

"تو مجھے مصیبت کی ان ہولناک گھڑیوں میں سوائے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے اور کوئی نظر نہیں آتا۔ وہ میرے حبیب، اللہ کے رسول ہیں جو عظیم الشان فضائل و کمالات کے مالک ہیں"۔

وَأَنْتَ مُجِيْرِیْ مِنْ هُجُوْمِ مُلِمَّةٍ إِذَا أَنْشَبَتْ فِی الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ

"یارسول اللہ ﷺ! آپ ہی مجھے پناہ دینے والے ہیں جب مجھ پر مصیبتیں ٹوٹ پڑیں اور اپنے ظالم پنجے گاڑ دیں"۔

معاندین استغاثہ و منکرین نداء لفظ یا کے لیے ان کے اپنے اکابر علماء کی مناجات بطور سند پیش کرتا ہوں۔

يَاشَفِيْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِیْ وَأَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمِدِیْ

دستگیری کیجیو میرے نبی کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی

غمگسار اللہ رب العزّت نے عالم ازل تا عالم ابد، عالم دنیا اور عالم آخرت جملہ کائنات عالم کی حضور ﷺ کو پناہ گاہ بنایا ہے اور انہوں نے اپنی اپنی ابتلاؤں اور امتحانوں میں حضور ﷺ کے دامنِ رحمت میں پناہ لی اور طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ کا مرتبہ پایا۔ رب کریم کی شانِ غفور رحیم کا ظہور آپ ﷺ کی بارگاہ سے منسلک فرمادیا۔

دنیا، مزار، حشر جہاں ہیں غفور ہیں یہ منزل اپنے چاند کی منزل غفر کی ہے
مومن ہوں مومنوں پہ رؤف رحیم ہیں سائل ہوں سائلوں کو خوشی لَاتَنْهَر کی ہے
توفیق دے کہ آگے نہ ہو پیدا خوئے بد تبدیل کر جو خصلت بد بیشتر کی ہے

○ شفاعت روز قیامت صفت قہار، جبار اور صفتِ منتقم کا ظہور ہوگا۔ تمام اہل محشر نجات کے لیے اول البشر سیّدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام تا شاہکار قدرت سیّدنا عیسٰی روح اللہ علیہ السلام حاضر بارگاہ ہوں گے اور سب اِذۡهَبُوۡا اِلٰی غَیۡرِیۡ فرمائیں گے۔ آخر کار سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ رحمت میں حاضر ہوں گے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے اَنَالَهَا ہاں میں ہی اس منصب کے لائق ہوں کہ تمہیں اپنے دامن رحمت میں پناہ دوں۔ روز قیامت اہل ایمان لواء الحمد کے سایہ کے نیچے پناہ گزیں ہو جائیں گے۔

کہیں گے اور نبی اِذۡهَبُوۡا اِلٰی غَیۡرِیۡ میرے حضور کے لب پر انالھا ہو گا
خلیل و نجی، مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں نہ بنی یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے
اَصالت کل، امت کل، سیادت کل، امارت کل حکومت کل، ولایت کل، خدا کے یہاں تمہارے لیے
عطاءِ رب، جلاءِ کرب، فیوض عجب، بغیر طلب یہ رحمتِ ربّ ہے کس کے سبب بربِّ جہاں تمہارے لیے
فرشتے خدم، رسول حشم، تمامِ امم، غلام کرم وجود و عدم، حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لیے
مبادہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے لواء کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زبان تمہارے لیے

بعض نسخوں میں یَا اَکۡرَمَ الرُّسُلِ، ہے رسولوں میں افضل و اکرم۔ عَلٰی رَسُوۡلِنَا وَ عَلَیۡهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

منکرین شانِ رسالت، معاندین کمالات نبوت اس شعر عظیم پر چیں بجبیں ہوتے اور ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ مگر یہ بے خبر بیچارے کیا جانیں کہ فیضانِ باطنی سے معدوم نسبت قلبی سے محروم دل کے نور سے اندھے ہیں۔

امام الثالث از ائمہ مجتہدین امام مالک بن انس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آدمی مواجہ شریف میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخین کریمین کی جناب والا میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے بعد آیا کہ دُعا کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے مانگے؟ فرمایا: تم کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منہ پھیرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر کرے۔ جو جَآءُوۡكَ کے الفاظ میں اشارۃُ النص سے ثابت ہے۔

میرا تو کائنات میں تیرے سوا کوئی نہیں ارض تیری، سما تیرے، ہم تیرے، خدا تیرا

○ فائدہ جمیلہ اگر کوئی اُفتاد ابتلا یا مصیبت آجائے تو صحت قراءت کے ساتھ بطرزِ شعر پڑھے محل اجابت ہے۔

نیست جز تو ناحرم اے بہترین کائنات تا پناہ جویم بدو در انقلاب و حادثات
اے مکرم تر کون و مکان جز ترے میرا ہے کہاں حادثات عام میں جب گھیر لیں رنج و الم

مَوۡلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمۡ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیۡبِكَ خَیۡرِ الۡخَلۡقِ کُلِّهِمِ

○

(۱۵۳)

وَلَنْ يَّضِيقَ رَسُولَ اللّٰهِ جَاهُكَ بِي
إِذَا الْكَرِيمُ تَجَلّٰى بِاسْمٍ مُنْتَقِمِ

یا رسول اللہ جاہت تنگ نماند بمن — چوں کریم انتقام آرد بار یاب نقم
مجھ سے کیوں کرنے لگی تیری و جاہت کوتہی — بر سر پاداش ہو گا جبکہ وہ صاحبِ کرم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

وَلَنْ يَّضِيقَ رَسُولَ اللّٰهِ — "لَنْ يَّضِيقَ" صیغہ نفی مؤکد، ہرگز تنگ نہ ہوگا "رَسُوْلَ اللّٰهِ" اللہ کے رسول۔
جَاهُكَ بِي — "جَاهُكَ" وجاہت، مرتبہ شفاعت "ك" ضمیر خطاب، "بِي" باسببیہ میرا۔
إِذَا الْكَرِيمُ — "إِذَا" شرطیہ ظرفیہ، "الْكَرِيمُ" سخی، صاحب کرم۔
تَجَلّٰى بِاسْمٍ — "تَجَلّٰى" باب تفعل، پرتو ڈالنا، ظاہر کرنا۔
مُنْتَقِمِ — "مُنْتَقِمِ" صیغہ اسم فاعل، انتقام لینے والا۔

○ **ترجمہ:** ہرگز تنگ نہ ہوگا آپ کا عرصہ قدر ومنزلت میری شفاعت سے جب روز قیامت کریم "اللہ جل شانہ" اپنی صفت منتقم میں جلوہ گری فرمائے گا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** مہر تو بر عصیاں فزوں تر است — در خطا بخشی چو مہر مادر است

○ **تشریح:** صاحب قصیدہ الفرید ہ عرض کناں ہیں: اگر روز قیامت آپ ﷺ مجھ جیسے کو اپنی شفاعت سے نواز دیں تو اس سے آپ ﷺ کے عرصہ شفاعت کے مرتبہ اور شان میں کمی نہیں ہوگی بلکہ شفاعت میں وسعت ہوگی جب کہ روز شمار اللہ ربّ کریم صفتِ مُنتقم سے جلوہ گری فرمائے گا۔ مصرعہ ثانیہ میں پہلے الکریم کا ذکر فرمایا جو کہ شان جمالی کا مظہر ہے۔ مصرعہ ثانی کے آخر میں شانِ مُنتقم جو شان جلالی کا مظہر ہے جو ذاتِ حق کی شانِ جلال و جمال باکمال کے مظہر ہیں۔ روز جزاء کو میری شفاعت فرمانے سے آپ ﷺ کے مرتبہ شفاعت میں کمی نہیں ہوگی۔

بروایت صحیحہ: روز قیامت پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ پہلے نصف دن پچیس ہزار سال میں شان جلالی اور پچھلے نصف یوم میں شان جمالی کا ظہور ہوگا۔ جب کہ آپ ﷺ اپنا سر مبارک سجدہ میں رکھ کر اس کی تسبیح بیان فرمائیں گے تو رب کریم آپ ﷺ کے سر مبارک پر شفاعت کبریٰ کا تاج پہنائے گا۔ ثُمَّ كَرَّرَ الرَّجَاءَ بِطَرِيقِ النِّدَاءِ إِلَى الرَّسُولِ اللّٰهِ الْكَرِيمِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيمُ حِرْصًا وَطَمْعًا فِي النَّوَالِ اپنی اُمیدوں کو بطریق نداء رسول اللہ ﷺ سے وابستہ کرتے ہوئے شفاعت کی چاہت کا بار بار تذکرہ جمیلہ فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

○ حاصل کلام یہ کہ مُنتقم حقیقی اللہ جل شانہٗ کی طرف سے جب آپ ﷺ سجدہ ریز ہوں گے تو آپ ﷺ کو آواز آئے گی: یَا محمّد ﷺ اِرْفَعْ رَأسَکَ، سَلْ تُعْطَہ اِشْفَعْ ''محبوب سرسجدہ سے اٹھایئے مانگئے عطا ہوگا۔ شفاعت کیجئے قبول ہوگی''۔ تو پھر مجھے کیا فکر ہے اور مجھ جیسے بے کس ناکس تہی دست کے لیے آپ ﷺ کا عرصہ شفاعت کیسے تنگ ہوسکتا ہے۔

چہ کم گردد اے صدر فرخندہ پے زقدر رفیعت بدرگاہ ئے
کہ باشد شُستے گدایان خیل بہی ہمان دارُ السلامت طفیل
آمدہ ام باہمہ آرائشے منتظر بخشش و بخشائشے

''اے منزل شفاعت کے صدر نشین! اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالیہ میں آپ کی رفیع المنزلت قدر ہے آپ کے در کے گداگروں کا ایک گروہ آپ کی شفاعت کے طفیل بہشت بریں میں ہوگا۔ ہم گناہگار تمام آلودگیوں سے بھرے ہوئے بخشش اور شفاعت کی امید پر آئے ہیں''۔

بے ابر کرم کے میرے دھبے لَایَغْسِلُهَا الْبِحَارُ آقا (جسے سمندر نہ دھوسکیں)
اتنی رحمت خطا کار پر یہ کردو لَایَقْرِبُهَا الْبَوَارُ آقا (ہلاکت پاس نہ آسکے)

نعت شفاعت

پیشِ حق مژدہ شفاعت کا سُناتے جائیں گے آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
خاک اُفتادو اُٹھو بس اُن کے آنے کی دیر ہے خود وہ گر کر سجدے میں تم کو اُٹھاتے جائیں گے
وسعتیں دی ہیں خدا نے دامنِ محبوب کو جُرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے
پائے کوباں پُل سے گزریں گے تیری آواز پر رَبِّ سَلِّم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے
سرورِ دیں لیجئے اپنے ناتوانوں کی خبر نفس وشیطان سیّدا کب تک جاتے جائیں گے
خاک ہوجائیں عدوّ جل کر مگر ہم تو رضا دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائیں گے

○ فائدہ جمیلہ قیامت کی ہولناکیوں میں یہ شعر کتنا تسلی آمیز ہے۔ بار بار پڑھیئے۔

رتبہ تو کم نگردد یا شفیعَ المُذْنِبین چوں خدائے منتقم جلوہ دہد در یوم دیں
کم نہ ہوگا آپ کا رتبہ شفاعت سے مری جلوہ گر جب ہو باسم منتقم وہ ذی کرم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

○

۱۵۴

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

شمہ از جودِ تو دنیا بود باآخرت
وز علومت در دو عالم علم لوح ست و قلم

سب تیری بخشی ہوئی ہے نعمت دنیا و دیں
کُل تیرا دیکھا ہوا ہے دفتر لوح و قلم

لفظی ولغوی تحقیق معہ علم صرف و نحو

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ — "فَاِنَّ" پس بیشک "جُوْدِكَ" آپ کی جود وسخا، بخشش وعطا سے۔

الدُّنْيَا — "الدُّنْيَا" دنیا۔ "دُنو" سے مشتق بہ معنیٰ: قریب، عالم اسباب۔

وَضَرَّتَهَا — "ضَرَّتَهَا" لغوی معنی: سوکن، مرادی معنی: آخرت، روز قیامت۔

وَمِنْ عُلُوْمِكَ — "مِنْ" تبعیضیہ "عُلُوْمِكَ" آپ کے علوم سے۔

عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ — علم لوح، علم قلم، اجمالی، تفصیلی۔

○ **ترجمہ:** دنیا وآخرت دونوں آپ ﷺ کے جود وسخا کا ایک چھینٹا ہیں اور لوح وقلم کا علم عظیم آپ کے علوم جمیل کا ایک جزو ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حُباب

○ **تشریح:** حضور سرور کونین مولیٰ الملوین ﷺ کے جود وسخا کی کونین ایک جھلک ہے اور دنیا و مافیہا کے علوم کثیرہ اور آخرت کے انعامات وافرہ آپ ﷺ کے دستر خوان کا ایک ریزہ ہیں اور آپ ﷺ کی نگاہِ کرم کا ایک ذرّہ اور عطیہ ہیں اور جملہ علوم، علم لوح، علم قلم آپ ﷺ کے علمِ کریم کا ایک جزو ہیں۔

تو اصل وجود آمدی از نخست
دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

قال مفتی خرپوت فَكَانَ الْكَوْنَيْنُ مِنْ جُوْدِهٖ لِاَنَّهٗ وَاسِطَةٌ فِیْ فِيْضَانِ الْجُوْدِ عَلَى الْمَاهِيَّاتِ کونین آپ ﷺ کے وجود سے ہے اور وجود کونین آپ ﷺ کے جود وعطا کے فیضان کا قطرہ ہے جیسے دریا وسمندر میں ایک بُلبُلہ ہے۔ اَلجُوْدُ اَمَاضَةُ مَا يَنْبَغِیْ لَا بِعِوَضٍ وَلَا بِغَرَضٍ۔ "جود وعطا جس میں نہ کوئی غرض ہو اور نہ عوض"۔ "سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے"

اِمَامِ فَخرُ الْاَنَامِ نَظمَهٗ فِیْ سِلْكِ مَرْوَارِيدِ الْقَلَم نے مِنْ عُلُوْمِكَ فرما کر اپنے عقیدہ اہل سنّت والجماعت کا اظہار فرمایا کہ معلوماتِ قلم اور مکتوباتِ لوح کے جملہ علوم معہ علم ما کان وما یکون محبوب علاّمُ الغیوب ﷺ کے علم شریف کا ایک جز ہیں یعنی جملہ مخلوقات عالم ابتداء آفرینش تا انتہا کے تمامی علوم، علوم شرعیہ وعلوم تکوینیہ علمِ

محمّدی علیٰ حامِلِہَا الصَّلوٰۃُ والسلامُ کی ایک سطر ہیں، جملہ علوم مُحمّد رسُولُ اللہ ﷺ کے عظیم علمی سمندروں میں سے ایک نہر ہیں یا آپ ﷺ کی بے پایاں علمی موجوں کے بحر کی ایک لہر ہیں اور علوم ما کان وما یکُونُ مِنَ الْیَوْمِ الْاَوَّلِ اِلیٰ یَوْمِ الْاٰخِرِ جملہ علوم لوح وقلم آپ ﷺ کے ملفوظات عالیہ کے تناظر میں مانند ایک لفظ اور حرف ہیں اور آپ کے یہ جملہ عُلُومِ جلیلہ علیٰ حامِلِہا الصَّلوٰۃ والسلام وَالتَّحِیَّۃ استاذِ ازل جَلَّ شانُہٗ کا عطیہ عظیمہ ہیں۔ لیکن بایں ہمہ وسعت علمی کے علوم عالیہ محمد یہ ﷺ علم عطا فرمانے والے اور ان علوم پر خبر دینے والے خالق و مالک جَلَّ سلطانُہٗ کے لامتناہی علمی سمندروں میں مانند ایک حباب ہیں لیکن یہ ایک قطرہ علم سیّد لولاک علیہ الصَّلوٰۃ والسّلام جملہ انبیا کرامؑ اور ملائکہ کرام اور معتزلہ، خوارج فی زمانہ کے ممدوح عزازیل شیطان رجیم لعین کے جملہ علمی مجموعہ سے کہیں بڑھ کر ہے اور آپ ﷺ کے علمی خزائن اسرار و حکمت بحر ناپیدا کنار ہیں جو انسانی فکر و فہم سے وراءُ الوراہیں۔ جو عطیہ الٰہی ہیں۔ آپ ﷺ تلمیذ الرحمٰن ہیں۔ دلائل جلیلہ و نصوص جمیلہ قطعیہ و احادیث نبویّہ معتمدہ معتبرہ سے یہ روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے فَتَدَبَّرْ وَانْصِفْ۔

در مُصحف رُوئے تو عیاں نون و قلم را	استاد ازل از قلم خود نوشتہ
خطِ تو ز سنبل بر نُور قلم را	آبروئے قلم کمان بر لوح کشیدہ

(خواجہ مستان شاہ کابلی نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ)

اَقُولُ بِعَونِ اللّٰہِ الْمَلِکِ الْمُنْعَام حضور پرنور ﷺ بعنایت الٰہی عزّ وجلّ واعانت رسالت پناہی ﷺ جن کی لوح، لوح محفوظ قلم، قلمِ نُور اور کتاب، کتاب مبین ہو ان کے علم عظیم کو کون بیان کر سکتا ہے، ہنوز علوم محمّدی علیٰ فائز الصَّلوٰۃ والسَّلام کے ہزار در ہزار بے حساب و بے شمار سمندر علمی ٹھاٹھیں مار رہے ہیں جن کو آپ ﷺ بنفس نفیس جانیں، یا آپ کا عنایت فرمانے والا پروردگار۔ یہ علوم خیر الانام ﷺ بعطاءِ رب الانام جَلَّ شانہ ہیں۔ اَلحمدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

کیا تاب پھر قلم کو جو کچھ کر سکے رقم	قرآن میں جب کہ خود ہو ثنا خواں تیرا خدا
کیوں کر نہ چاک اپنا گریبان کرے قلم	محروم تیرے دست مبارک سے رہ گیا

براویت صحیحہ: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ سب سے پہلے ربّ کریم نے قلم کو پیدا فرما کر اسے علم عظیم سے نوازا اور اسے لوح پر لکھنے کا حکم دیا تو قلم نے لوح محفوظ پر جملہ علوم ما کانَ ومَا یکُوْنُ روز ازل تا روز اَبَدْ بالتفصیل رقم کر دیے۔ جن کا ظہور اپنے اپنے وقت پر ہوتا رہے گا۔

عارف باللہ الشیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ الجلی والخفی قَالَ لَمَّا تَجَلّیٰ لِلقَلَمِ اِشْتَقَّ مِنْہُ مَوْجُوْدٌ آخَرَ سَمَّاہُ اللَّوْحَ وَاَمَرَ الْقَلَمَ یَتَدَلّٰی اِلَیْہِ وَ یُوْدِعُ فِیْہِ جَمِیْعَ عُلُوْمِ مَا یَکُوْنُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ انتہٰی کلامہ الشریف۔ قَالَ الشَّعْرَانِیُّ فِیْ کِتَابِ الیَوَاقِیْتِ وَالجَوَاہِرِ فَاِنْ قُلْتَ فَھَلْ اِطَّلَعَ اَحَدٌ مِنَ الْاَوْلِیَآءِ

عَلَى الْاُمَّهَاتِ الَّتِيْ كَتَبَهَا الْقَلَمُ عَلَى اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ. فَالْجَوَابُ نَعَمْ، وَاَنَا مِمَّنْ اِطَّلَعَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ وَقَالَ الشَّيْخُ اِطَّلَعَنِيَ اللّٰهُ عَلٰى عَدَدِ اُمَّهَاتِ عُلُوْمِ اُمِّ الْكِتٰبِ (عصیدۃ الشہدہ ص ۲۱۹)

لوح محفوظ است پیش اولیاء اوکہ از محفوظ محفوظ است خطا

الشیخ الاکبر قدس سرّہ الاطہر سے پوچھا گیا: ''کیا ان علوم پر کسی ولی کو مطلع کیا گیا ہے؟'' تو جواباً فرمایا: ''میں وہ ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے ان علوم امہاتُ الکتٰب سے وافر حصے عنایت فرمائے ہیں''۔ اولیاء کاملین قسامِ ازل کے اس عطیہ علمی سے سعادت منداور بہرہ مند ہیں۔

شیخ زادہ فرماتے ہیں: جنہوں نے نورِ بصیرت کا سرمہ اپنی آنکھوں سے لگایا ہے وہ اس نور بصیرت، نور فراست سے اِن علوم کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے علم عظیم کا علم لوح، علم قلم جزو ہیں۔ حضور محبوب علاّمُ الغیوب دانائے خفایا وَغیوب ﷺ کا علمِ مبارک، علم شہادۃ ہو یا علم غیب خداوند قدوس کے علم کی طرح قدیم نہیں حادث ہے۔ ذاتی نہیں عطائی ہے۔ غیر متناہی اور غیر محدود نہیں متناہی اور محدود ہے۔ بطور تفہیم مثالی اللہ تعالیٰ کے علوم لامتناہی کے ساتھ حضور ﷺ کے علم کی نسبت بطور تفہیم عقلی اتنی ہے جتنی ایک قطرہ کو دنیا بھر کے سمندروں سے یا اس سے کم۔ افہم۔

مصطفٰی نور جناب امر کن آفتاب بُرج علمِ مِنْ لَدُن
معدن اسرار علاّمُ الغیُوب برزخ بحرین امکان و وجوب
مہرتاباں علوم لَم یزل محرم مکنونات اسرارِ ازل

○ **حاصل کلام** امام عرض کناں ہیں: جب میرا وجود ہی آپ ﷺ کے وجود و کرم کا تصدق ہے تو پھر مجھ جیسا ہیچمدان قصیدہ خوان اور آپ ﷺ کے دستر خواں کرم کا ریزہ خوار کیسے محروم رہ سکتا ہے اور یہ تہی دست اور آپ ﷺ کی نگاہ کرم کا محتاج روز جزاء شفاعت سے بالیقین نوازا جائیگا اور آپ ﷺ کی عنایت بے عنایت سے میرے لیے شفاعت تنگ نہ ہوگی۔

○ دفع دخل مقدر اَقُوْلُ بِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَبِهٖ اَزِمَّةُ التَّحْقِيْقِ وَهُوَ الرَّفِيْقُ: علم خالق ذاتی، علم خَلق عطائی ہے۔ وہ واجب الوجود اور یہ ممکن الوقوع، وہ قدیم اور یہ حادث۔ وہ علم حضوری اور یہ علم حصولی۔ وہ مقدور اور یہ نامقدور۔ وہ ضروری البقاء اور یہ جائز الفناء۔ وہ ممتنع التغیر اور یہ ممکن التبدیل۔ اس بیّن فرق کے بعد شرک اور شائبہ شرک نہ رہا حضور ﷺ کے جملہ علمی فضل و کمالات ربّ جلیل کا عطیہ ہیں۔

سید المفسّرین علاّمہ علاءُ الدین علیہ الرحمۃ اپنی ''تفسیر خازن'' سورۃُ الرحمٰن کی آیات کریمہ کے تحت ارقام فرماتے ہیں: اَلرَّحْمٰنُ نے قرآن سکھایا۔ اَلْاِنْسَانَ سے مراد ذات پاک محمد مصطفیٰ ﷺ ہے اور اَلْبَیَان سے مراد جمیع علوم، علم قلم، علم لوح اور علمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ ہے۔

شیخ المفسرین صاحب تفسیر معالم التنزیل اور صاحب تفسیر عرائس البیان میں فرمان ذی شان: وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا: ''محبوب ہم نے آپ کو ہر وہ علم عنایت فرمایا جو آپ نہیں جانتے تھے اور یہ اللہ جل شانہٗ کا آپ پر بہت بڑا فضل ہے''۔

حدیث پاک: قَالَ اِنَّ اللّٰهَ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلٰى مَاهُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذَا۔ ''فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کو بلند فرمایا تو میں نے دنیا کو ایسے دیکھا جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ، اَوْ كَمَا قَالَ''۔

حدیث پاک: قَالَ فَمَا بَالُ قَوْمٍ طَعَنُوْافِيْ عِلْمِيْ لَاتَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْئٍ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ اِلَّا نَبَّأْتُكُمْ۔ ''فرمایا: کیا حال ہے اس قوم کا جو میرے علم کریم میں طعنہ زنی کرتی ہے۔ تم مجھ سے پوچھ لو جو پوچھنا ہے میں تمہیں بتاؤں گا''۔

بروایت صحیحہ: بابُ مدینۃ العلم سرکار فیض بار علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: میں حضور ﷺ کے وصال بہ پروقت غسل شامل تھا۔ آپ ﷺ کی چشم مبارک پر ایک پانی کا قطرہ رہ گیا وہ میں نے اپنی زبان سے چوس لیا تو میرا سینہ علوم الٰہیہ سے بھر گیا۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ سَرْمَداً وَصَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا عَلٰى مَاعَلَّمْتَهُ الْغَيْبَ وَنَزَّهْتَهُ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ لَارَيْبَ۔

○ فائدہ جمیلہ مصنّفین عظام اور مولّفین علماء کرام بوقت تصنیف و تالیف کُتب اس شعر کا ورد کریں۔ علمی اشکال اور نکات کھلیں گے اور علمِ عظیم نبی کریم ﷺ سے وافر حصے عنایت ہوں گے۔

ایں جہاں آں جہاں از بحر جودت شہ علم — از علوم تست علم لوح وہم علم قلم

کیونکہ دنیا اور عقبیٰ آپ کی بخشش سے ہیں — اور علوم باطنی سے آپ کے لوح وقلم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

۱۵۵

يَانَفْسُ لَا تَقْنَطِيْ مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ
اِنَّ الْكَبَائِرَ فِي الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمِ

اے دل از رحمت مشو نومید با جرمِ بزرگ — چوں کبائر نزدِ غفران خدا شد چوں لمم

اپنی لغزش کے سبب اے نفس مت ہونا امید — مغفرت کی جب میں ہے ذنب تیرا کالعدم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

يَانَفْسُ لَا تَقْنَطِيْ	"يَا" حرف ندا، "نَفْسُ" منادیٰ، "لَا تَقْنَطِيْ" نہ مایوس ہو۔
مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ	"زَلَّةٍ" لغزش خطا، "عَظُمَتْ" ای كَبُرَتْ، کبیرہ خطا۔
اِنَّ الْكَبَائِرَ	"اِنَّ" حرف تحقیق، "الْكَبَائِرَ" جمع کبیرہ، بڑے بڑے گناہ۔
فِي الْغُفْرَانِ	"الْغُفْرَانِ" بخشش اور مغفرت کے میدان میں۔
كَاللَّمَمِ	"كَ" مانند، "اَللَّمَمِ" صغیرہ گناہ یا ارادہ گناہ۔

○ **ترجمہ:** اے نفس اپنے بڑے بڑے گناہوں کے سبب رحمت خداوندی سے ناامید نہ ہو بیشک مغفرت کے سامنے کبیرہ گناہ بھی مانند صغیرہ گناہ ہوکر بخشش دیے جاتے ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** اَنْ تَغْفِرْ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ جَمًّا وَاَيُّ عَبْدٍ لَكَ مَا كَمَهَا۔

○ **تشریح:** حضور نبی رحمت شفیع امت ﷺ کی نگاہ شفاعت سے پرامید ہوں لہٰذا اسے نفس "هَدَاهُ اللّٰهُ" تو اپنے بڑے بڑے گناہوں کی وجہ سے رحمت خداوند قدوس سے ناامید نہ ہو۔ بفرمان ذی شان: رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ "میری رحمت ہر شئے سے وسیع ہے"۔

دوزخ گر وسیع ہے تو رحمت وسیع تر — لَاتَقْنَطُوْا جواب ہے هَلْ مِنْ مَّزِيْد کا

ربّ العزت جلّ شانہ نے ارشاد فرمایا: "محبوب! فرمادو: اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنے نفس پر گناہوں سے ظلم کیا لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جانا بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے سارے گناہ معاف فرمادے گا وہ غفور رحیم ہے"۔ ابلیس کا لغوی معنیٰ ہے! رحمت سے مایوس۔ ربّ کریم کی رحمت سے ناامیدی زوال فطرت ہے اور شیطانی تصرف کا پیش خیمہ ہے۔ گناہ کبیرہ مغفرت کے میدان میں دریا کے پانی کے قطروں کے برابر بھی ہوں تو اس کی رحمتِ کاملہ کے سامنے بخشش میں مانند گناہِ صغیرہ ہیں۔

مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

﴿۱۵۶﴾

لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّيْ حِيْنَ يَقْسِمُهَا
تَأْتِيْ عَلٰى حَسَبِ الْعِصْيَانِ فِي الْقِسَمِ

رحمت رب ہو گی جب تقسیم مجھ کو ہے امید — میرے عصیاں سے سوا ہوگا میرے رب کا کرم
رحمت رب منقسم ہو گی مجھے امید ہے — عاصیوں پران کے عصیاں کے بموجب بیش وکم

لفظی ولغوی معنی علم صرف ونحو سے

لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّيْ	"لَعَلَّ" ترجی امید کے لیے، میرے رب کی رحمت۔
حِيْنَ يَقْسِمُهَا	"حِيْنَ" وقت، "يَقْسِمُهَا" صیغہ مضارع، تقسیم ہوگی۔
تَأْتِيْ عَلٰى حَسَبِ	"تَأْتِيْ" صیغہ مضارع، مونث، آئے گی حسب اندازہ۔
الْعِصْيَانِ	"الْعِصْيَان" گناہ صغیرہ یا کبیرہ۔
فِي الْقِسَمِ	"الْقِسَم" جمع قسمت، بمعنی تقسیم۔

○ ترجمہ: یقیناً روز قیامت جب رحمت تقسیم ہوگی تو میرے گناہوں کے حساب سے رحمت میرے حصہ میں آئے گی۔

○ **تمہیدی کلمہ**: "لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ" (سورۃ الزمر:۵۳)

○ **تشریح**: کتنا امید افزا یہ شعر ہے کہ فرمان ذی شان: يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنٰتٍ کا ظہور دنیا وآخرت میں ہے۔ مروی ہے کہ ایک امتی کا موقف میں کھڑا کر کے حساب لیا جائے گا۔ بحکم باری تعالیٰ کے سامنے اس کے صغیرہ گناہ پڑھے جائیں گے تو وہ اقرار کرتا جائے گا انکار کا وہاں چارہ کار نہ ہوگا۔ اچانک رحمت سبقت کرے گی حکم ہوگا اس کے سیئات کو حسنات سے بدل دیا جائے اور اسے جنت میں داخل کیا جائے۔ تو وہ فرط مسرت سے عرض کرے گا: اے باری تعالیٰ! میرے ابھی کبیرہ گناہ باقی ہیں۔ جو ابھی ظاہر نہیں کیے گئے تو راوی کہتا ہے کہ قد رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا اس جملہ پر آپ نے تبسم فرمایا۔ هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى وُسْعَةِ الرَّجَاءِ وَالرَّحْمَةِ۔

نصیب بہشت است اے خدا شناس رو — کہ رحمت مستحق کرامت گناہگاراں
مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

۱۵۷

يَا رَبِّ فَاجْعَلْ رَجَائِيْ غَيْرَ مُنْعَكِسٍ
لَدَيْكَ وَاجْعَلْ حِسَابِيْ غَيْرَ مُنْخَرِمِ

یا رب اُمیّدم برآور و دگرداں بازگوں
در قیامت نزد تو آنکہ حساب آسان کنم

میری اس اُمیّد کے یا رب نہ کرنا بر خلاف
اور رکھنا اس عقیدے پر مجھے ثابت قدم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

يَا رَبِّ فَاجْعَلْ رَجَائِيْ	"يَا رَبِّ" اے میرے ربّ، "فَاجْعَلْ" صیغہ امر، کرتو، "رَجَائِيْ" اُمید میری۔
غَيْرَ مُنْعَكِسٍ	"غَيْرَ" نہ، "مُنْعَكِسٍ" الٹا، منعکس۔
لَدَيْكَ وَاجْعَلْ	"لَدَيْكَ" اپنے نزدیک "وَاجْعَلْ" صیغہ امر، کرتو۔
حِسَابِيْ	میرا حساب، شمار، گمان من۔
غَيْرِ مُنْخَرِمِ	"غَيْرِ" نہ، "مُنْخَرِمِ" منقطع۔

○ **ترجمہ:** اے میرے رب! میری امیدوں کو الٹا نہ کرنا اور میرے یقین کو جو میں نے تیری رحمت سے وابستہ کر رکھا ہے اس کو منقطع نہ فرمانا۔

○ **تمہیدی کلمہ:** "اِنعِکَاسُ الرَّجَاءِ الخَيْبَةُ اُمید کا عکس نا امیدی ہے"۔

○ **تشریح:** اے میرے رب! دنیا میں راہ ہدایت کے بعد "رجعت قلبی" دل کا الٹا ہونا ہے اس سے مجھے مامون و محفوظ فرمانا اور میں نے تیرے ساتھ جو امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں ان کو الٹا نہ کرنا اور روزِ قیامت مقامِ موقف پر (وقتِ حساب) مجھے اپنی رحمت اور مغفرت سے مایوس نہ کرنا۔ مُنْخَرِمِ کا مفہوم شاہی اصطلاح میں وہ فرد حساب جو غلط ہو اور بعد تصحیح اس کو دوسرے کاغذ پر نقل کر کے غلط کو پھاڑ دیا جاتا ہے امام ناظم سَتَرَ اللّٰہ بِرِدَاءِ غُفْرَانِہٖ عرض کناں ہیں: اے میرے رب! میری فردِ عصیاں کو رحمت کے پانی سے دھو کر مغفرت کا پروانہ عنایت فرما کہ لَایُشَاكِلُ بِالْعَبْدِ اِلَّا العِصْيَان وَلَا يُشَاكِلُ بِالرَّبِّ اِلَّا الغُفْرَان۔ "بندہ کی طبعی سرشت عصیان ہے تیری رحمت کا تقاضا غفران ہے"۔ بفرمان ربّ کریم: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ حُسن ظن مومن کی اپنی قلبی حالت کا ثمرہ ہے۔

میرے ربّ اُمید کو میری نہ رد فرمایئے
تیری رحمت پر بھروسہ ہے نہ کرنا اس کو ختم

مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۵۸)

وَالّلُطف بِعَبْدِكَ فِی الدَّارَیْنِ اِنَّ لَهٗ
صَبْرًا مَّتٰی تَدْعُهُ الْاَهْوَالُ یَنْهَزِمِ

لطف کن با بندہ خود ہم بدنیا و بدیں زانکہ صبرش نزد سختی ہا گریزد از سَام
لطف فرما دینا اے آقا میرے دارین میں سختیوں کے جھیلنے کا میں نہیں رکھتا ہوں دَم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

وَالّلُطف بِعَبْدِكَ	''وَالّلطف'' احسان فرما، ''بِعَبْدِكَ'' اپنے بندے پر۔
فِی الدَّارَیْنِ	دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں۔
اِنَّ لَهٗ صَبْرًا	''اِنَّ'' تاکید، ''لَهٗ'' واسطے اپنے عبد کے، ''صَبْرًا'' صبر۔
مَتٰی تَدْعُهُ الاَھْوَال	''مَتٰی'' کلمہ شرط، ''تَدْعُ'' صیغہ مضارع، بلانا، ''الْاَھْوَالُ'' خوف غم مصیبت۔
یَنْهَزِمِ	''یَنْهَزِمِ'' صیغہ واحد مذکر مضارع، بھاگ جاتا ہے، شکست کھا جاتا ہے۔

○ ترجمہ: اے میرے رب! اپنے بندہ پر دونوں جہانوں میں احسان فرما کہ جب مجھے مصائب گھیر لیتے ہیں تو میرا صبر یکدم بھاگ جاتا ہے۔

○ **تمہیدی کلمہ:** ''یَا لَطِیْفُ اُلْطُفْ بِلُطْفِكَ الْخَفِیِّ''

○ **تشریح:** اے رب کریم! اس اَضْعَفُ الْعَبِیْد پر دونوں جہانوں میں احسان فرما۔ اُلْطُفْ عربی لغت میں احسان خفی کو کہتے ہیں جس کا بظاہر کوئی جلی سبب نہ ہو۔ جب مجھے ابتلاء یا مصائب گھیر لیتے ہیں تو تیرا حکم عالی ہے فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا ''پس صبر کر صبر جمیل''۔ تو میرا صبر ایسا بھاگ جاتا جیسے تیز ہوا یا آندھی سے مچھر۔

سیّدنا یعقوب نبی اللہ علیہ السلام نے اپنے دور ابتلا میں فرمایا فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ اور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تو وہ اس طویل ترین ابتلا میں اپنی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور حضرت یوسف علیہ السلام پا کر سرخرو ہو گئے۔ یاد رہے کہ تمام احوال جو آسمان سے نازل ہوتے ہیں اُن کا فاعلِ حقیقی اور محرک ذاتی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ حق ہے۔ وہ اپنی مشیت کے مطابق بندہ پر احوال نازل فرماتا ہے چاہے، وہ اچھا جانے یا بُرا، خوش ہو یا ناخوش۔ تمہیں چاہیئے کہ جب ایسے احوال وارد ہوں تو ہر حال میں خوش رہو۔ یہ صبر جمیل ہے جس میں رجوع الی اللہ شرط اولین ہے کہ اس کے ارادے، مشیت اور رضا پر راضی رہنا اور صبر کرنا کامرانی کی کلید ہے۔ فافہم۔

○ حاصل کلام یَا لَطِیْفُ اُلْطُفْ وَاَحْسِنْ بِعَبْدِكَ الضَّعِیْف اے لطیف جلَّ سلطانہٗ! مجھے اپنے لطف و احسان سے نواز، یہ بندۂ ضعیف اپنے گناہوں کا اقرار اور اصرار کرتے ہوئے تیری بارگاہ کریمی میں آیا ہے۔ ذکر، شکر

اور صبر تیرے خاص انعامات ہیں، اِن سے مجھے نواز۔ بفرمان رب رحمٰن ذکر سے ذکر ملتا ہے فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ "تم میرا ذکر کرو اور مَیں تمہارا ذکر کروں گا، شکر سے نعمت میں زیادتی ہوتی ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اور صبر سے معیت خدواند قدوس ملتی ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ سبحان اللہ! کتنے بڑے بڑے انعامات بندہ کے لیے عنایت ہوئے ہیں۔ صبر تین قسم پر ہے۔ (۱) صبر باللہ: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل سے جو تکالیف یا ابتلا آئے اس پر صبر کرنا (۲) صبر علی اللہ: غمی یا خوشی، عزت ہو یا ذلّت ہر حال میں خوش رہنا۔ بفرمانِ الٰہی! لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ "جو جائے جانے دو افسوس نہ کرو، اور جو آئے آنے دو خوشی نہ کرو"۔ تمہارا غم اور خوشی اللہ جلّ شانہٗ کے لیے ہو جو مقصودِ اصلی اور مطلوب حقیقی ہے۔ (۳) صبر مع اللہ: یار کی مرضی پر چھری بیٹے کے حلق پر ہو یہ مقام خصوصی انبیاء کرام کا ہے۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ "پس صبر کر جس طرح صبر کیا اولوالعزم رسولوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) نے"۔

بروایت صحیحہ: فرمایا حضور ﷺ نے کہ اس آیت کریمہ نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔

بروایت صحیحہ: ایک صحابی نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے صبر عنایت فرمائے، تو حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے مصیبت مانگتے ہو کیونکہ صبر تو مصیبت پر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے رحمت مانگو۔

بروایت صحیحہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو جُز (حصے) کیے ہیں۔ ننانوے حصے اپنے پاس رکھے اور ایک حصہ دنیا میں نازل فرمایا۔ اس ایک جز کا یہ عالم ہے کہ خلقت میں انس و محبت کا رشتہ قائم ہے یہاں تک کہ جانور آسمان کی فضا میں اڑتے اور حیوانات بچوں کو کس اندازِ محبت سے دودھ پلاتے ہیں۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ ننانوے رحمت کے حصے نازل فرمائے گا اور یہ بہت بڑی بشارت ہے۔

بروایت صحیحہ: رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ عَلٰى غَضَبِيْ۔ "میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی"۔ نیز فرمایا: رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ "میری رحمت ہر شئے پر وسیع ہے"۔ اَللّٰهُمَّ يَا لَطِيْفُ اُلْطُفْ عَلَى الْعَبْدِ الضَّعِيْفِ رحمت، رافت اور لطافت میں قدرے فرق ہے لیکن رحمت میں سب مشترک ہیں۔

در دو عالم لطف کن بر بندہ خود اے خدا — لے گریزد صبر زو چوں آیدش رنج و بلا

لطف فرما دو جہاں میں اپنے بندے پر کریم — سختیوں میں ہے بہت بے صبر با رنج و بلا

مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

(۱۵۹)

وَائْذَنْ لِّسُحْبِ صَلٰوةٍ مِّنْكَ دَائِمَةٍ
عَلَى النَّبِيِّ بِمُنْهَلٍّ وَّمُنْسَجِمِ

پس درد و بیکراں باران بر رحمت — تا شود ریزاں و پاشاں از نعیم و از نعم

تیری رحمت کی رسول اللہ پر ہو بارش مدام — صبح سے ہو شام تک اور شام سے تا صبح دم

لفظی و لغوی معنی علم صرف و نحو سے

وَائْذَنْ لِسُحْبِ	''واو'' عاطفہ، ''ائْذَنْ'' صیغہ امر، اذن دے، ''لِسُحْب'' بادلوں کو۔
صَلٰوةٍ مِّنْكَ	''صَلٰوةٍ'' رحمت خالص، درود شریف، ''مِنْكَ'' اپنی طرف سے۔
دائمته	''دَائِمَةٍ'' ہمیشہ در ہمیشہ، ابدالاباد۔
عَلَى النَّبِيِّ بِمُنْهَلٍ	''عَلَى النَّبِيِّ'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، ''بِمُنْهَلٍّ'' انہلال، موسلا دھار بارش۔
وَّمُنْسَجِمِ	''مُنْسَجِمِ'' مصدر انسجام بروزن باب انفعال، بہ معنی: قطرہ در قطرہ، مانند آنسو۔

○ ترجمہ: اے ربّ! اپنی رحمت کے بادلوں کو حکم دے کہ وہ میرے نبی پر صلوۃ وسلام کی موسلا دھار بارش برساتے رہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** يُصَلِّيْ عَلَيْهِ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ — وَبِهٰذَا بَدَاءَ لِلْعَالَمِيْنَ كَمَالُهٗ

○ **تشریح:** صاحب قصیدہ فریدہ نے تلمیحاً صنعت تشبیہ کو بیان کیا اور اس بیت مبارکہ کو پر معنی، پر مغز اور ایمان افروز بنا دیا اور جس کی تعبیر اور تفسیر نے گلشن ایمان کو بہار سے ہمکنار کر دیا۔ رحمت کو سحاب سے، عمومی رحمت کو موسلا دھار بارش اور خصوصی رحمت کو عالمگیر بارش سے تشبیہ دی۔ گن مَن کو دو حصوں میں منقسم کیا اور دونوں الفاظ مُنْہِل و منسجِم روح پرور اور عجیب کیفیت کے حامل ہیں۔ مشبّہ بارش باران رحمت اور اسی طرح مشبّہ بہٖ درود شریف بھی رحمت ہے۔ مصنّف نے اپنی محبت طبعی کے ثبوت کے لیے درود شریف کی طرف رجوع کیا۔ درود شریف کا وظیفہ لطیفہ اہل محبت کا شیوہ ہے۔ اس سے وہ قرب نبوی ملتا ہے۔ جو تُقَرَّبُ اِلَى اللّٰهِ الْكَبِيْرِ الْمُتَعَالِ کا ضامن ہے۔

لِلّٰهِ دُرُّ النَّاظِمِ الْمَاهِرِ قُدِّسَ سِرُّ الطَّاهِرِ، حَيْثُ اَتٰى بِالصَّلٰوةِ عَلٰى سَيِّدِنَا الْكَرِيْمِ بِاَبْلَغِ الْوُجُوْهِ وَاَحْسَنِ الْكَرَمِ، وَاِيْذَانُ سُحُبِ الصَّلٰوةِ حَاضِرَةٌ وَ مَوْقُوْفَةٌ عَلٰى اِذْنِهٖ تَعَالٰى وَالْاِذْنُ مُتَحَقِّقٌ اَيْ تَحْصِيْلًا لِّلْقُرْبِ وَاِرْشَادًا لِاُمَّتِهٖ وَ تَكْمِيْلًا لِمِلَّتِهٖ۔

خاکِ درِ او باش رضا تا بکرامت — از خودبشنوی زہر در و دیوار درودے

درود شریف کی بارش کا نزول دوامی ہو اس مبداء نزول، منتہائے نزول سے اشارہ کثرت کی طرف ہے اور بادلوں کا درود شریف کی بارش برسانا اللہ تعالی کے اذن اور حکم سے ہے جو ہمہ وقت متحقق اور ثابت ہے۔

كَقَوْلِهِ العَلِيِّ الْكَرِيمِ: اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (سورۃ الاحزاب:۵۶) ”بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اپنے نبی پر۔اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجو اور سلام“۔

اَلصَّلٰوةُ مِنَ اللّٰهِ الرَّحْمَةُ وَمِنَ الْمَلٰئِكَةِ الْاِسْتِغْفَارُ، وَمِنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اَلدُّعَآءُ وَاِرَادَةُ الْخَيْرِ وَالصَّلٰوةُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ اَیْ طَلَبُ الرَّحْمَةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْكِرَامَةِ۔ صلوۃ موصوف اور اس کی صفت دائمۃ یعنی ہمیشہ در ہمیشہ۔ بمصداق کلام ربانی صیغہ مضارع دوام اور استمرار پر دلالت کرتا ہے۔

خالقِ کائنات نے ملائکہ نوری کو اوّل البشر سیدنا ابو محمّد آدم صفی اللہ علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ امر بالمشافہ تھا علماء حقانی اور ارباب معانی نے اس حکم سجدہ کی کثیر التعداد توجیہات بیان کی ہیں۔

سجدہ در حقیقت اللہ رب العزت کو تھا اور آپ علیہ السلام قائم مقام قبلہ و کعبہ تھے۔

یہ سجدہ تعظیمی تھا۔ پہلی شریعتوں میں جائز تھا۔ یہ سجدہ بدیں وجہ تھا کہ ان کی پیشانی اقدس میں مقصود کائنات، مطلوب تخلیقات سیّدنا مُحمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تھا۔ یہ تعظیم نور محمّدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تھا۔

حاکم مطلق خالق کائنات نے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا۔ لیکن ”خاکم بدہن“ وہ فرشتوں کے ساتھ شامل نہ تھا۔ مَعاذَ اللہ اور جب مومنوں کو درود شریف کا حکم دیا تو وہ ذات حق جل سُلطانہ، خود بھی فرشتوں کے ساتھ رحمت بھیجنے میں شامل تھا اور یہ بہت بڑا اعزاز اور فضل عظیم ہے۔ رب قدّوس نے يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ فرما کر یہ بتادیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت بھی ابدی ہے اور درود شریف کا وظیفہ بھی ابدی ہے، سجدہ کی طرح وقتی نہیں۔

نوری ملائکہ کا سجدہ ایک آن اور ایک لمحہ اور یک بار کا تھا۔ اگرچہ بروایت صحیحہ وہ سجدہ پانچ سو سال پر محیط تھا۔

اللہ رب العزت نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر اور ضمیر میں بِاِذْنِہٖ کا اذن ودیعت فرما دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے امتِ مُسلمہ کو درود شریف کا اذن کرامۃً عنایت فرمایا۔ جس میں قبولیت ہی قبولیت ہے کہ درود شریف کسی صورت رد نہیں ہوتا۔

بمصداق کلامِ ربانی: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ ”ہر شئے فانی ہے اور بقا صرف ذُوالجلال والاکرام کو ہے۔“ فانی کا عمل بھی فانی اور باقی کا فعل بھی باقی۔ جب تمام کائنات فنا ہو جائے گی تو رب ذوالجلال والاکرام اس وقت محبوب پاک صاحب لولاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر درود شریف بھیجتا رہے گا۔ درود شریف کو بقا ہے۔ خالق کائنات کا یہ امر درود شریف کفائی نہیں وجوبی ودائمی ہے یعنی پے در پے، یکے بعد دیگرے۔ مرۃً بَعْدَ مرۃٍ اور علی التواتر اس امر وجوبی میں دوام بھی ہے اور تجدّد بھی۔ فَافْهَم و تَدَبَّر۔

اَقُوْلُ بِاللّٰہِ التَوْفِیْقُ وَہُوَالرَّفِیْقُ بِالتَّحْقِیْقِ: اے رب قدوس! اپنی رحمت کے بادلوں کو حکم دے کہ وہ ابدالآباد تک میرے نبی کریم رؤف رحیم ﷺ اور تیرے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوۃ والسلام، ماہ منیر، اجتبیٰ، احمد مجتبیٰ، مہر سپہر اصطفیٰ محمد مصطفیٰ علیہ الف صلوۃٍ والف سلام پر رحمت کے بھر پور درودوں کی موسلا دھار بارش برساتے رہیں۔ ''ایں دعا از من و جملہ احباب آمین باد''

لَیْسَ کَلَامِیْ یَفِیْ بِنَعْتِ کَمَالِہٖ وَصَلِّ اِلٰھِیْ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ

○ حکمت جمیلہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً نَامِیَۃً دَائِمَۃً وَھَمَّتْ بِوَبْلِھَا الدِّیْمَۃُ مِدْرَارٌ اَوْضَاعَفَ اللّٰہُ عَلَیْہِ دَائِمَ صَلَوٰتِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

اَلسَّلَام اے قیمتی تر گوہر دریائے وجود اَلسَّلَام اے تازہ تر گلبرگ صحرائے وجود
صد سلامت مے فرستم ہر دم اے فخر کرم بوے کہ آید یک علیکم در صد سلام

نوٹ: فوائد الصّلوٰۃ وفضائلُ السلام پر بہترین کتاب ''تحفۃُ الصَّلوٰۃ الی النّبی المختار'' کا مطالعہ کریں۔

اَلَا یَا مُحِبَّ الْمُصْطَفٰی ھِمْ صَبَابَۃً وَعَطِّرْ لِسَانَ الْمَدْحِ مِنْکَ طَیْبَۃً
وَلَا تَعْبَانَ بِالْمُلْحِدِیْنَ فَاِنَّمَا عَلَامَۃُ حُبِّ اللّٰہِ حُبَّ حَبِیْبِہٖ

''خبردار ہوشیار اے عاشقِ مصطفیٰ ﷺ! پکا سچا عاشق بن اور بسالے اپنی زبان کو تعریف وتوصیف اور نعت کی خوشبو خوشنما سے اور اتباع کر کامل مکمل کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی اس کے حبیب پاک سیّد لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہے اور کسی بے دین کی پروانہ کر''۔

حکم فرما ابر فضل خویش را بر مصطفیٰ دائما پیہم ببار در روز و شب زآب صفا
ابر رحمت کو دے حکم تا کہ برسائے وہ تا ابد میرے نبی پر رحمت و فضل وکرم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۱۶۰)

مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِيحُ صَبًا
وَأَطْرَبَ الْعِيسَ حَادِي الْعِيسِ بِالنَّغَمِ

تا بجن باید صبا اندر چمن شاخ درخت — وبرانند اُشتراں رابندگانش در نغم

لہلہائیں سرو کی شاخیں چمن میں جب تلک — اور ان پر قمریاں کرتیں رہیں صوت ونغم

لفظی ولغوی معنی مع علم صرف ونحو

مَا رَنَّحَتْ — ''مَا تَحَرَّكَتْ'' جب تک ہلاتی رہیں، یاجھومتی رہیں۔

عَذَبَاتِ الْبَانِ رِيحُ صَبًا — ''البَانِ'' ٹہنیوں کو''رِيحُ صَبًا'' صبح کی ہوا۔

وَأَطْرَبَ الْعِيسِ — ''أَطْرَبَ'' خوشی میں لانا''العِيسِ'' سفیداونٹ، مائل بسرخی خوبصورت۔

حَادِي الْعِيسِ — ''حَادِي'' حُدی خوان، وہ راگ ونغمہ جواونٹ کوچلاتے وقت گایا جائے۔

بِالنَّغَمِ — ''بِالنَّغَمِ'' جمع نغمہ، گیت، اَلنَّغَمِ : هِيَ صَوت الموزون۔

○ ترجمہ: جب تک باد صبا درخت بان کی ٹہنیوں کو ہلاتی رہے اور حُدی خواں اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے نغموں سے وجد میں لاتے رہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** محمل رحلت ببندا اے ساربان کز ذوق یار — مے چکد ہر دم زچشم قطرہ ہائے خُون بار

○ **تشریح:** طُوبٰى لِنَا ظِهِمَا يَوْمَ الْجَزَاءِ کتنا ایمان افروز اور جذباتِ عشق ومحبت سے بھر پور شعر ہے۔ یہ شعر حسن معنوی کا آئینہ دار ہے جس سے محبوب سے وابستگی وشیفتگی کا ظہور ہوتا ہے۔ رب کریم کی بارگاہ عالیہ میں التجا اور دعا کرتے ہیں کہ اے خالق کائنات! صلوٰۃ وسلام کی بارش میرے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پاک اور اصحاب اخیار پراس وقت تک برستی رہے جب تک باد صبا بان کے درخت کی نازک شاخوں کو جھلاتی رہے اور حدی خواں اپنے اونٹوں کو اپنے دل آویز نغموں سے مست کرتے رہیں۔

ناقہ رامے راند لیلیٰ سُوئے منزل گاہ خویش — ساربان درراہ حُدی میگفت ومجنون مے گریست

باد چار قسم میں منقسم ہے: ۱۔ بادِصبا۔ ۲۔ بادِنسیم۔ ۳۔ بادِ دبور۔ ۴۔ بادِسموم۔ بادِ صبا ہر غمگین ومحزون کو خوشخبریاں پہنچاتی ہے۔ المدینۃُ المنورّہ سے سحری کے وقت چلتی ہے۔ ذکرِ حبیب درود شریف پڑھنے والوں کو خوشخبریاں دیتی ہے جس سے عاشقین صادقین کے دل چین پاتے ہیں۔

آکر مجھے سونگھا گئی زلف نبی کی بُو — لاکھوں دعائیں دیتا ہوں بادِ صبا کو میں

وہ خاک پاک جو کبھی لگی تھی پائے رسول سے — سرمہ بنا پاؤں جو اس خاکِ پا کو میں

بروایت صحیحہ: بادِصبا نے بارگاہ خداوند قدوس سے اجازت طلب کی کہ قبل اس کے کہ حضرت یعقوب نبی اللہ علیہ السلام کنعانی تک بشیر قمیض لے کر پہنچے میں حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو پہنچاؤں۔اس کو اذن مل گیا تو بادِصبا نے وہ خوشبو سرحد مصر سے کنعان میں ایک آن واحد میں پہنچائی جس سے آپ کا غم واندوہ دور ہو گیا۔تو آپ نے اسے یا مُذْهِبَ الحُزنِ وَالْغَم ''اے غم اور حزن کو دور کرنے والی'' کے لقب سے یاد فرمایا۔بادِصبا مغموم ومحزون دلوں کو راحت پہنچاتی ہے اور احباب عشق کو راہ منزل میں شوق دلاتی ہے۔

امام ناظم تَغَمَّدَهُ اللّٰهُ بِسِلْكِ مَرْوَ ابْرِيْدِ الْقَلَم نے حدی خوانی کا تذکرہ جمیلہ تلمیحاً واشارۃً مسلم شریف کی اس حدیث پاک کی طرف فرمایا:حضور سیّد العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے۔صحابہ کبار ہمرکاب اقدس تھے۔ہم نے مشہور حدی خوان صحابی حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہوئے سنا اور اس کا امر فرمایا کہ ہمارے لیے حُدی خوانی کریں اور وہ فی الفور اپنی سواری سے اترے اور نغمہ خوانی کی۔

گل مست شداز بُوئے تو بُلبل فدائے روئے تو	سُنبل نثارے رُوئے تو طوطی بیادت نغمہ خوان
خضراست گویاں العطش موسیٰ بایمن گشتہ غش	یعقوب شدہ بنالد در یادت اے جان جان
یعقوب گریانت شدہ ایوب حیرانت شدہ	صالح حُدی خوانت شدہ اے یکّہ تاز لامکان

جب حدی خوانی سے اونٹوں میں جوش پیدا ہوا تو آپ نے فرمایا:''یہ کون اونٹوں کو رواں دواں کر رہا ہے؟'' صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:''عامر''تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''تیرا رب تیری مغفرت کرے۔''یہ کلمہ مبارکہ حضور سیّد الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں کسی سے ارشاد فرمایا کرتے تو وہ شخص شہید ہو جاتا۔حاضرین میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!آپ کی دعا سے عامر پر شہادت واجب ہو گئی حضور نے ہمیں ان سے نفع کیوں نہ لینے دیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں رکھتے اور ہم ان سے بہرہ مند ہوتے۔ (الامن والعلیٰ ص ۸۵)

○ حاصل کلام قَالَ امام نَوَّرَ اللّٰهُ بِنُوْرِ ضِيَائِهٖ وَعَطَّرَ الْكَوْنَ بِلُطْفِ رِيْحَانِهٖ وَكَلَامِهٖ يَارَبِّ يَامُفِيْضَ الْخَيْرِ وَالْجُوْدِ وَائْذَنْ لِسُحُبِ صَلٰوةٍ بِذٰلِكَ مَادَامَ تَحْرِيْكُ اَغْصَانِ الشَّجَرِ الْبَانِ بِرِيْحِ الصَّبَاءِ مَادَامَ اِعْطَاءُ الطَّرَبِ وَالسُّرُوْرِ وَسَائِقُ الْاِبِلِ الْكِرَامِ الْبِيْضِ اِيَّاهَا بِالْاَصْوَاتِ الْحَسَنَةِ۔''اے رب کریم!اے جود وخیر سے مستفیض فرمانے والے!اذن دے صلوٰۃ وسلام کے بادلوں کو جب تک بادصبا بان کے درخت کی نازک شاخوں کو جھولاتی رہے اور جب تک سفید سرخ اونٹوں کو حدی خواں اپنے خوش الحان نغموں سے خوشی اور وجد سے مست کرتے رہیں تب تک میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کی بارشیں برساتے رہیں مراد۔اَدْوَمُهَا وَاَقْوَمُهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ عَلٰى نَبِيِّنَا وعليهم الصَّلواة و التسليمات۔

"درود وسلام"

یَانَبِیْ سَلَامُ عَلَیْکَ	یَارَسُوْل سَلَامُ عَلَیْکَ	یَاحَبِیْب سَلَامُ عَلَیْکَ	صَلوٰۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ
مصطفیٰ خیرالوراء ہو	سرور ہر دو سرا ہو	اپنے اچھوں کا تصدق،	ہم بدوں کو بھی عطا ہو
کنز مکتوم ازل میں	دُرِّ مکنوں خدا ہو	سب سے اول سب سے آخر	ابتدا ہو انتہا ہو
سب بشارت کی اذاں تھے	تم اذان کا مدّعا ہو	سب تمہاری ہی خبر تھے	تم مؤخرِ مبتدا ہو
سب مکان تم لامکاں میں	شاہا تم جان صفا ہو	سب تمہارے در کے رستے	اک تم راہِ ھُدیٰ ہو
وہ کلس روضے کا چمکا	سر جھکاؤ کجکلا ہو	وہ درِ دولت پہ آئے	جھولیاں پھیلاؤ شاہو
طُور موسیٰ چرخ عیسیٰ	کیا مساوی دنا ہو	سب جہت کے دائرے میں	تم شش جہت سے وراء ہو
یَا نَبِیْ سَلَامُ عَلَیْکَ	یَا رَسُوْلُ سَلَامُ عَلَیْکَ	یَا حَبِیْبُ سَلَامُ عَلَیْکَ	صَلوٰۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

السلام اے سبز گنبد کے مکین	السلام اے رحمۃ للعالمین
السلام اے واقف علم لدن	السلام اے راز دارِ امر کن
السلام اے پیشوائے جبرائیل	السلام اے جان موسیٰ و خلیل
السلام اے چاندنی راتوں کے نور	السلام اے شافع یومُ النشور
دست بستہ ہیں کھڑے حاضر غلام	پیش کرتے ہیں غلامانہ سلام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ بِقَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ وَخِصَالِہٖ و کَمَالِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

تا ورزد باد صبا بر شاخہا سرو بان   تاشتر را در طرب آرد حدی ساربان
جب تلک باد صبا چلتی رہے گلزار میں   لاتے رہیں اونٹوں کو طرب میں ساربانِ پُرنغم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

○

(۲۱)

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعَنْ عُمَرَ
وَعَنْ عَلِیٍّ وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِی الْکَرَمِ

یا خُدا راضی شو از ابوبکر و از عمر — از علی مرتضے و از عثمان ذی محتشم
اے خُدا راضی ہو ابوبکر و عمر اور علی سے — عثمان غنی سے جو تھے اصحابِ کرم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

ثُمَّ الرِّضَا	پھر راضی ہو۔
عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعَنْ عُمَرَ	اُبوبکر الصّدِیق الاکبر اور عُمر فاروقِ اعظم سے رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٖ عنہما۔
وَّعَنْ عَلِیٍّ	اور علی مرتضے سے رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٖ عنہ۔
وَّعَنْ عُثْمَانَ	اور عثمان ذوالنورین سے رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٖ عنہ۔
ذِی الْکَرَمِ	جو صاحب اکرام واعزاز ہیں۔

○ ترجمہ: اللہ تعالیٰ راضی ہو ابوبکر الصدیق اکبر، عمر الفاروق اعظم، علی مرتضےٰ اور عثمان ذوالنورین سے جو صاحب اکرام ہیں رضوانُ اللہ تعالیٰ علیہم من الملک المنّان۔

○ **تمہیدی کلمہ:** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ "یہ تمغہ عطیہ رَبُّ العُلیٰ ہے"۔

○ **تشریح:** اللہ رب العزت نے جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم مِنَ الملک المُنعَام کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے تمغہ امتیاز سے سرفراز فرمایا۔ قرآنِ عظیم فرقانِ کریم نے چار یاروں کا ذکر چار مقام پر تخصیص کے ساتھ نص مفسر سے اشارۃُ النص ارشاد فرمایا اور کثیر احادیث صحیحہ معتبرہ، معتمدہ، متواترہ سے خلفاء راشدین کے محامد ومناقب بالوضاحت و بالصراحت ثابت ہیں۔ درود وسلام کا امر اصالۃً حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس کے لیے ہے اور تبعًا آلِ اطہار، صحابہ کرام، ازواج مطہرات پر درود سلام پڑھنا مشروع فرمایا گیا۔ تقرب اور رضا کے حصول کے لیے درود شریف سب سے افضل وظیفہ ہے۔ ناظم امام فخر الانام قدّس سرّہ الاقدس نے چار یاروں کے نام نامی اسم گرامی اپنے قصیدہ مبارکہ میں ذکر فرما کر اپنے عقیدہ کا اظہار فرمایا۔ لِلّٰہِ دَرُّ لِقَائِلٍ وَاَجْزَلُ لِاَجْرِ الکَامِلِ۔

صدیق عکسِ حسنِ کمالِ محمد است — فاروق ظلِّ جاہ و جلالِ محمد است
عُثمان ضیاءِ شمعِ کمالِ محمد است — حیدر بہارِ باغِ خصالِ محمد است
ایمان ما اطاعتِ خلفاءِ راشدین — اسلام ما محبتِ آلِ محمد است
صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

○ خلیفۂ الرسول امام المشاہدین سیّدنا ابوبکر الصدیق الاکبر قریشی تیمی رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم گرامی عبداللہ، لقب عتیق، صدیق اکبر۔ اللہ ربُّ العزت نے اُولُوا الفضل کے خطاب سے عزت دی اور حدیث پاک سے افضل البشر بعد الانبیاء کا مرتبہ پایا۔ آپ کا سلسلۂ نسب ساتویں پشت سے حضور ﷺ سے جاملتا ہے اور مصطفیٰ کریم ﷺ سے اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کے معیت دائمی اور سفر وحضر، خلوت وجلوت، غار وقبر اور دنیا وآخرت میں رفاقت عنایت فرمادی۔ آپ دو سال تین ماہ نو دِن سریر آرائے مسند خلافت الرسول پر جلوہ افروز رہے۔ بعمر تریسٹھ (۶۳) سال بروز جمعۃ المبارک ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ ہجری المقدّسہ کو وصال فرمایا اور بصد عزّ وشرف، کرامت کا ظہور فرما کر روضہ اطہر قبہ خضراء پہلوئے رسول ﷺ میں استراحت فرما ہوئے۔ ''رضی اللہ تعالیٰ ورسولہ عنہٗ''

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

○ امیر المؤمنین امام المجاہدین سیّدنا ابی حفص عمر ابنِ الخطّاب الفاروق اعظم قریشی عدوی رضی اللہ ورسولہٗ عنہٗ

اللہ ربُّ العزّت نے الفاروق کا لقب عنایت فرمایا۔ آپ کے عہد معدلت فاروقی میں اسلام غربت سے نکل کر سریر آرائے سلطنت ہوا۔ آپ کا عہد مبارک عہد صدیقی کی تشریح وتعبیر تھا۔ نویں پشت میں آپ کا شجرۂ نسب رسول اللہ ﷺ سے جاملتا ہے۔ بروایت صحیحہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتے۔ آپ دس سال چھ ماہ پانچ دن خلافت راشدہ کے امور سرانجام دینے کے بعد بروز چہارشنبہ ۲۷ ذوالحجہ ۲۳ ہجری المقدّسہ کو مسجد نبوی شریف فجر کی نماز میں بعمر ۶۳ سال ابولُولُو مجوسی غلام کے خنجر کے پے درپے وار سے زخمی ہوئے اور یکم محرم الحرام ۲۴ ہجری المقدّسہ کو گنبد خضراء میں پہلوئے صدیق رضی اللہ عنہ میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٗ عنہما۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

○ مسئلہ رسول اللہ ﷺ کو مسجد النبوی شریف میں مواجہ شریف کے سامنے صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعد شیخین کریمین کو سلام کرنا لازمی الامر ہے۔

○ امیر المؤمنین امام المتصدّقین سیّدنا عثمان بن عفّان ''ذوالنّورین'' قریشی اُموی رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٗ عنہٗ

حضور پُرنور، نورعلی نور ﷺ کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں تو ذوالنورین کا خطاب پایا۔ آپ اتنے غنی اور دولتمند تھے کہ بئرِ رومہ یہودی سے خرید کر اہل ایمان کے لیے وقف کیا تو حضور ﷺ سے جنت الفردوس کی بشارت ملی۔ قرآنِ کریم فرقانِ عظیم کی اشاعت اس طور پر کی کہ جامع القرآن کا خطاب پایا۔ بارہ سال تقریباً خلافت راشدہ کے امور سرانجام دیئے۔ بعمر ۸۳ سال ۱۷ ذوالحجہ ۳۵ ہجری المقدسہ کو شامیوں اور عراقی باغیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ اس وقت آپ قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جنت البقیع جانب مشرق قبر میں آرام فرما ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ ورسولہ عنہٗ۔

○ امیر المؤمنین امام الواصلین سیّدنا علی ابن ابی طالب قریشی ہاشمی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتُراب، لقب اسدُ اللہ اور مرتضٰی ہے۔ آپ خاندان سادات کے سرتاج ہیں۔ اولادِ علی آلِ نبی کہلائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد سیّد، انہی کی نسل سے چلی۔ سیّد الانبیاء، سیّد الاولیاء، سیّدۃ النّساء، سیّد الشّہداء یہ پنجتن پاک حق ہیں۔ آپ کی ولادت پاک کعبہ معظّمہ میں ہوئی۔ تریسٹھ برس کی عمر شریف میں تین دن کم پانچ سال خلافت کی اور ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ ہجری المقدّسہ کو بمقام کوفہ جامع مسجد میں بوقت نماز فجر ابن ملجم اشقی الناس خارجی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ آپ کے فضائل وکمالات کثیر التعداد اور احادیث صحیحہ میں وارد ہیں۔ جن کا حصر ہمارے علم اور قلم سے ناممکن ہے۔ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ الکریم

(خلاصہ ازالۃُ الخِفَاء عَنْ خِلَافَۃِ الْخُلفاء، شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی علیہ الرّحمۃ)

چار رُسُل فرشتے چار چار کتب اور دین چار سلسلے دونوں چار چار لطف عجب ہے چار میں
آب خاک باد آگ ان ہی چار کی کائنات چار کا سارا ماجرا ختم ہے چار یار میں

ہدیۂ عقیدت صلوٰۃ وسلام

یا ربّ زمن شہِ ابرار دُرودے بر سیّد و مولائے من زار دُرودے
بر آبروئے آن قبلہ قوسین سلامے برچشم خطا پوش عطا بار دُرودے
برگوش نبی کانِ کرم بار سلامے برطرہ آں گیسوئے خمدار دُرودے
چو رفرفش از دائرہ اَین و متٰی برجستہ بیک شوخیِ ازتار دُرودے
خاک بردراد باش رضا ز کرامت
خود بشنوی از ہر در و دیوار دُرودے

○ فوائد جمیلہ صحابہ کبار، چار یار، پنجتن پاک پر درود شریف امرالٰہی کی تعمیل اور اُن سے محبت کی دلیل جلیل ہے اور لفظ آل میں امت مسلمہ کا ہر متقی شامل ہے۔

نیز از فضل و کرم خوشنود باش اے کردگار از ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر چہار یار
رضی اللہ کا تمغہ سجا اُن کے چہروں پر بُوبکر و عُمر و عثمان و حیدر ذِی وقار

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

○

(۱۴)

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ
اَهْلِ التُّقٰى وَالنُّقٰى وَالْحِلْمِ وَالْكَرَمِ

بعد ازاں برآل واصحاب کرام وتابعین — اہل تقوی وعلم ،اہل فضل وکرم

آل پر اصحاب پر اور تابعین پاک پر — صاحب تقوٰی وطہارت پر جو ہیں ذی کرم

لفظی ولغوی معنیٰ علم صرف ونحو سے

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ	اورآپ کی آل پاک ''وَالصَّحْبِ'' جمع صحابی۔
ثُمَّ التَّابِعِيْنَ	پھر تابعین عظام پر جمع تابعی۔
لَهُمْ	''هُمْ'' ضمیر راجع۔
اَهْلِ التُّقٰى وَالنُّقٰى	''تُقٰى'' تقوٰی، گناہ سے بچنا،''نُقٰى'' نظافت، گناہوں سے پاک۔
وَالْحِلْمِ وَالْكَرَمِ	حلم اور کرم میں۔

○ ترجمہ: اورآپ کے آل اوراصحاب پراور پھرتابعین پر جواہل تقوٰی وطہارت اورصاحبان حلم وکرم ہیں۔

○ **تمہیدی کلمہ:** صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (سورۃ الاحزاب:۵۶)

○ **تشریح:** اے ربّ کریم! اپنی رحمتِ دائمہ کے بادلوں کو حکم دے کہ وہ ابدُ الآباد تک ہمیشہ در ہمیشہ، پے در پے بلا توقف میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پراورآپ کی آل اطہاراور صحابہ کبار پر درود شریف کی رحمت بھری بارشیں برساتے رہیں اور تابعین کرام بھی اس رحمت کی بارش میں سدا نہاتے رہیں جو اہل تقوٰی وطہارت اور صاحبان حلم وکرم ہیں۔

بروایت صحیحہ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔ ''فرمایا: میرا زمانہ سب زمانوں سے بہتر ہے، پھر وہ زمانہ جواس کے ساتھ ملا ہوا ہے، پھر وہ جواس کے ساتھ ملا ہوا ہے''۔تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ یہ تین زمانے بہترین ہیں۔

بروایت صحیحہ: سَئَلَ رَجُلٌ اَيُّ النَّاسِ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَالَ قَرْنُ الَّذِيْ اَنَا فِيْهِ ''فرمایا! سب سے بہتر وہ زمانہ ہے جس میں مَیں ہوں''۔یہی صحابہ کا زمانہ ہے۔ایک مقام پر فرمایا: خِيَارُ اُمَّتِيْ عُلَمَآءُ ''میری امت کے بہترین لوگ علماء ہیں''۔میری علمی، دینی وراثت کے یہی وارث ہیں۔

صحابی جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بحالت ایمان زیارت کی ہوا اور **تابعی** كُلُّ مُسْلِمٍ زَارَ صَحَابِيًّا ہر وہ مسلمان جس کسی نے صحابی کو دیکھا ہو اور **تبع تابعی** جنہوں نے کسی تابعی کی صحبت پائی ہو۔یہ زمانہ صحابہ خیر القرون قرنی ہے۔

اَهْلُ التُّقٰى: اَلْاِجْتِنَابُ عَنِ الْمُحَرَّمَاتِ مِمَّا فِيْهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ **وَالنُّقٰى:** اَلنِّظَافَةُ

وَالطَّهَارَةُ مِنْ خُبْثِ الْمَعَاصِي اہل تقویٰ۔حرام اور مشتبہ چیزوں سے پرہیز۔اہلِ نُقی پاکیزگی، خباثت گناہ سے پاک اور قلبی، ذہنی خیالات فاسدہ اور وسواسات سے پاک ہیں۔

وَالْحِلْمُ وَالْكَرَمُ وَهُمْ اَهْلُبَيْتِ الْاَطْهَارِ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْيَارِ وَاتْبَاعِهِ الَّذِيْنَ كُلُّهُمْ جَامِعُوْنَ الصِّفَاتِ الْحَمِيْدَةِ الْعَظِيْمَةِ كَالتَّقْوٰى وَالنَّقْوىٰ وَهُمْ كَامِلُوْنَ مِنْ جَمِيْعِ الصِّفَاتِ اَشْرَفُ وَاَفْضَلُ جَمِيْعِ الْاُمَّةِ اِسْتَحَقُّوْ لِذٰلِكَ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ۔

مقصود معنی یہ کہ اے ربّ کریم! اے خیر وجود کے عطا فرمانے والے! اپنے نبی مصطفیٰ اور رسول مرتضےٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کی بارش ہمیشہ در ہمیشہ نازل فرما جو آپ ﷺ کے آل پاک اور صحابہ کرام نجوم سماء اسلام، سیّد الانام اور پھر تابعین کرام اور تبع تابعین عظام پر بھی وہ جو تمام درجہ بدرجہ صفات جمیلہ وخصال حمیدہ سے مُتصِف ہیں جو اہل تقوٰی وطہارت اور صاحبانِ علم وحکمت ہیں جو ہر جہت میں کامل اور مکمل ہیں، وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان پر صلوۃ وسلام کی موسلا دھار بارش نازل ہو۔يَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ اٰمِيْنًا۔

سرکار مدینہ، شہنشاہ باقرینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحب مُعطر پسینہ، باعث نزول سکینہ صَلِّ وَسَلِّم علیہ وَالِہ واَصحابہ کی آل پاک اور صحابہ کبار اولیت اور افضلیت میں بدرجہ اتم اس لائق ہیں کہ ان پر صلوۃ وسلام نچھاور کیا جائے۔گلستانِ نبوی کے شگفتہ پھول صحابہ کرام اور تر وتازہ خوشبودار شگوفے، غُنچے اور معطر ومعنبر اور نوری کلیاں اہل بیت اَطہار ہیں۔رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اقلیم نبوّت کے شہنشاہ، کشور رسالت کے تاجدار، سیّد البشر علیہ والہِ وصحبہِ الصّلوٰۃُ والسَّلامُ مَنِ اللہ الاکبر کی امت مسلمہ کے چار یار، پنجتن پاک، عشرہ مبشرہ، صحابہ بدر، صحابہ بیعت رضوان، جمیع مہاجر وانصار صحابہ اور حجۃ الوداع میں شریک ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام درس محمّد یہ علیٰ مالکہا الصّلوٰۃُ والسلام کے تعلیم یافتہ اور نگاہ محمّدی ﷺ کے پروردہ تھے۔خیر القرون ثلثہ اور اربعہ، تبع تابعین، ائمہ محدّثین، ائمہ مجتہدین، ائمہ طریقت، اولیاء کرام، علماء کرام، اہل تقویٰ سب کے سب لفظ آل میں داخل اور شامل ہیں۔

کلام الٰہی سورۃ الحجرات میں رب کریم نے محبوب سیّد لولاک علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے آداب محبت سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے محبوب تیری نگاہِ وَيُزَكِّيْهِمْ کے فیض سے مستفیض تزکیہ یافتہ جملہ صحابہ کرام کے تقویٰ کو میں نے پرکھ لیا۔امتحان لے لیا اور ان کو ایمان اور تقویٰ کی بلند ترین منزل میں فائز المرام پایا تو میں نے اپنے کمال فضل وکرم سے ان کے دلوں کو ایمان اور تقویٰ کو محبت کی زینت سے مزیّن کر دیا۔جن کے ضمیر اور خمیر سنتِ نبوی سے آراستہ اور باطن انوار نبوت سے پیراستہ ہیں اور وہ اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ کے نقشے ہیں۔

تقویٰ قرآن عظیم فرقان حکیم کی نصِ قطعی سے بالصّراحت آیت کریمہ: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

(سورۃ الحجرات:۱۳) سے ثابت ہے کہ تقویٰ ہی باعث تکریم و تعظیم ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ اہل بیت اطہار کا تقویٰ و طہارت آیت تطہیر سے ثابت ہے جو اللہ جلّ شانہ کا عطا کردہ ہے اس کا انکار کیوں۔ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا کا مصداق اصالۃً ازواج مطہرات امہاتُ المؤمنین ہیں اور تبعًا دعائے سیّد المطہرین ﷺ سے یہ اعزاز ا اہل بیت اطہار ہیں۔ اکرام طہارت میں عنداللہ سیّدہ موصوفہ اور حسنین کریمین اور سرتاج آل سرکار علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالفاظ دیگر پنجتن پاک مخصوص ہیں۔ اللہ ربّ العزّت نے اپنے محبوب پاک سیّد لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر والوں کو چادر تطہیر عنایت فرمائی۔ جن کا ضمیر اور خمیر خون نبوّت کی وجہ سے ہے۔ (الکلام الرسول فی طہارۃ نسب الرسول)

آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت
ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں

مدح گوئے مصطفےٰ، مدح خوان اہلبیت
کس زباں سے ہو بیاں عزّ وشان اہلبیت

○ **ازالۂ وہم نسب نامہ** سادات کرام اِلٰی یومِ القیام آلِ نبی، اولادِ علی علیہ واٰلہٖ الصّلوٰۃُ والسّلام نصوص قطعیّہ سے ثابت ہے۔ خوارج اور معتزلہ کا یہ کہنا کہ روز قیامت نسب کام نہیں آئے گا عمل کام آئے گا۔ یہ مقولہ غیر مقبولہ حاشا وکلّا غلط، غلط اور غلط ہے۔ احادیث مبارکہ سے تفضیل نسب عالی یقینی ثابت کہ یہ نسب کائنات عالم کے تمام انساب سے افضل و اعلیٰ اور ممتاز ہے کہ نسب پاک جس کا منتہاءِ نسب رسولُ اللہ ﷺ پر منتج ہوتا ہے بناء بریں وہ تقویٰ وطہارت کے لحاظ سے سب سے افضل اور اعمال کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر عامل تھے۔

شرعًا اس کا روز شمار نجات کا فائدہ اور نفع دینا ثابت بالحدیث ہے۔ بفحوائے فرمان نبوی کہ روز قیامت ہر نسب اور حسب ٹوٹ جائے گا مگر میرا نسب وحسب قائم بالنفع اور دائم بالفائدہ ہوگا۔ نسب عالی ذاتِ ستودہ صفات سیّد السادات علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو مطلقًا بے فائدہ، ضائع جاننا اور کہنا محض مردود باطل اور کفر ہے۔ خوارج روافض اور معتزلہ فی زمانہ کا یہ قول، قولِ شنیع غضب الٰہی کا موجب اور عداوت پر مبنی ہے۔ ان کا یہ فعل فضیح خلاف قرآن وحدیث ہے اور ان کا یہ عمل، عمل قبیح دارالبوار جہنم میں داخل ہونے کی دلیل ہے۔

فرمان ذی شان سرتاج اولیاء نقشبندیہ امام ربانی مجدّد الف ثانی الشیخ احمد نقشبندی سرہندی قدس سرہ النورانی نے فرمایا: محبتِ اہل بیت اطہار اور ادب صحابہ کرام سرمایہ اہلسنّت وجماعت ہے۔ مخالفاں ایں معنی غافل انداز محبت ایشاں جاہل نیز فرمایا کہ اس پُرفتن دور میں مدح اہلبیت کا نام اور ضمناً قدح صحابہ رسول اور ان پر تبرابازی یا مدح صحابہ کرام کی دعوت لیکن کام قدح اہلبیت اطہار ''اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ''۔

قرآن پاک کی رو سے سیّد الانبیاء ﷺ کی محبت، ادب، تعظیم وتوقیر اور اتباع فرض عین ہے اور حدیث پاک کی رو سے سادات کرام کی محبت اور صحابہ کرام کا ادب ایمان کا جزو اعظم ہے اور ان کی اہانت، عداوت اور ادنیٰ گستاخی بے ادبی، حرام، حرام اور قطعی حرام اور کفر ہے۔ اور اس کی سزا قتل اور اس کا خون مباح ہے۔ (مکتوبات قدسیہ)

تطہیر کی چادر

یَاَیُّھَا الْمُدَّثِر سے پکارا محبوب پاک کو قرآن پاک نے
جب اُوڑھی حضور نے شان سے سفید، تطہیر کی چادر

کتنا پیارا طیب و طاہر لقب پایا رب کریم سے
وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْهِیْرً سے دھلی ہوئی سفید، تطہیر کی چادر

یہ حسین وجمیل منظر دیکھ کر جبریل امین پکار اُٹھے
یَاَیُّھَا الْمُدَّثِر کی شان والے ہو مبارک، تطہیر کی چادر

ازواج مُطہرات کو عنایت ہوئی تحفہ نکاح میں
اوڑھائی ربّ کریم نے ان پہ جب، تطہیر کی چادر

اُمّ المومنین خدیجۃُ الکبریٰ سے فرمایا زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ
سلام عرش معلّٰی سے آیا اور تحفہ میں، تطہیر کی چادر

صحابہ بدر فتح یاب ہوئے اس کے سایہ میں
جھنڈا بنی جب عائشہ صدیقہ کی اوڑھنی، تطہیر کی چادر

سرکار علی مرتضیٰ، حَسنین کریمین سیّدہ فاطمۃُ الزُہرا
پنجتن پاک بنے اوڑھائی رسول پاک نے جب، تطہیر کی چادر

جنت الفردوس بھی رکھ دی ماں کے قدموں کے سایہ میں
لواء الحمد کا سایہ ہو خدایا سایہ پرچم، تطہیر کی چادر

گلیم بوذر، دلق اویس، ڈوپٹہ اَسماء سیدہ کا
چھما چھم برس رہے ہیں ان پہ انوار، تطہیر کی چادر

قبا ہو یا عبا ہو، جُبہ ہو یا خرقہ رسالت مآب ہو
ملی کعب کو امان نعت سے، انعام میں، تطہیر کی چادر

یمنی سرخ دھاری دار چادر ہو یا کسروانی ردا ہو
پا گیا بوصیری قصیدہ سے شفاء، عطا ہوئی، تطہیر کی چادر

شرح نور الوردہ رنگین ہے رنگ قصیدہ بردہ سے
وفور عشق رسول سے ملے اس کو بھی سایہ، تطہیر کی چادر

ملبوس نبی دِثار ہو یا شعار یا پاک دستار ہو
وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ سے ظاہر ہے شان، تطہیر کی چادر

کیا ملے القاب قدسی طٰہٰ، یٰسٓ مبارک ہو
انہی انوار کی تجلیات سے سج گئی یہ تطہیر کی چادر

پکارا یاایھا المزمل اے کالی کملی اوڑھنے والے محبوب
کالی کملی کتنی سجتی ہے تجھ پر اور تطہیر کی چادر

لباس انسانی میں حقیقت محمدی کو چھپانے والے رسول
خدا ہی جانتا ہے حقیقت تیری جس سے اوڑھائی تطہیر کی چادر

چوم لوں بار بار، آنکھوں سے لگاؤں عقیدت سے
آنکھوں کا نور ہے ایمان کا سرور ہے یہ تطہیر کی چادر

دکھا دے خواب کا وہ منظر خدایا نعت بوصیری کا
جھوم اُٹھے حضور بھی، عطا کی کس شان سے تطہیر کی چادر

عنایت کو عنایت ہو کفن بردہ کی خوشبو سے معطر
نور الوردہ کا نور ہو لحد میں، قبر پر سایہ تطہیر کی چادر

حافظ بیچارہ عظمت بُردہ کیا سمجھے کیا جانے کیا لکھے
خدائے پاک کی عطا سے ظاہر ہے شانِ تطہیر کی چادر

(حافظ محمد عنایت اللہ کان اللہ لہ)

نالہ در دِل، سرکار ابد قرار، چھٹے امام عالی مقام از دوازدہ امام اہل بیت اطہار، مجمع البحرین شریعت وطریقت، سرتاج اولیاء نقشبند فیض بار، امام سیّدنا علی الاوسط المعروف سیّدنا امام زینُ العابدین صلوٰۃُ اللہِ علَیہ وعلٰی الِہ الاطہار و صحبہ الابرار.

استغاثہ

اِنْ نِلْتِ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ	بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْھَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ
مَنْ وَجْھُہٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّہٗ بَدْرُ الدُّجٰی	مَنْ ذَاتُہٗ نُوْرُ الْھُدٰی مَنْ کَفُّہٗ بَحْرُ الْھِمَمْ
اَکْبَادُنَا مَجْرُوْحَۃٌ مِنْ سَیْفِ ھِجْرِ الْمُصْطَفٰی	طُوْبٰی لِاَھْلِ بَلْدَۃٍ فِیْھَا النَّبِیُّ الْمُحْتَشَمْ
یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ اَنْتَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ	اَکْرِمْ لَنَا یَوْمَ الْحَزِیْنِ فَضْلًا وَّجُوْدًا وَّ الْکَرَمْ

یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ اَدْرِکْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْن

مَحْبُوْسُ اَیْدِی الظَّالِمِیْنَ فِیْ مَرْکَبٍ وَّالْمُزْدَحَم

دعاءِ فقیر اِلٰی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ جَلَّ شَانَہٗ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ۔

از خدا خواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از فضل رب
خدا در انتظار حمد ما نیست	محمد چشم براہ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفٰے بس است	محمد حامد حمد خدا بس است
مناجات اگر باید بیاں کرد	بہ بیتے ہم قناعت میتواں کرد
محمد از تو مے خواہم خدا را	الٰہی از تو عشق مصطفٰے را

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

○ نورُالوردہ شرح قصیدہ بُردہ:

ایک عظیم الشان رفیع المرتبت نعتیہ گلدستہ ہے جس کے شعروں کی زمین ریاض الجنۃ کے انوار سے سینچی گئی ہے۔ جس میں گلستان نبوی کے مہکتے ہوئے مختلف قسم کے رنگ برنگے خوشنما پھولوں اور کلیوں کا تذکرہ جمیلہ ہے۔ محبت و ادب کے انوار سے معمور شعروں میں گلِ لالہ، چنبیلی، گلاب، موتیا کی سدابہار بھینی بھینی خوشبو رچی بسی ہے۔ جس سے چار دانگ عالم 'فرش زمیں تا عرش بریں' اہل ذوق وارباب عشق کے وجدان معطر اور معنبر ہیں۔ قصیدہ ہذا کے شعروں کے ہر ہر حرف اور ہر ہر سطر میں سیّد السادات علیہ الصلوٰۃُ والتسلیمات کی تعریف وتوصیف اور نعت کی ایمان افروز، روح پرور مہک ہے۔ نعت خوانی از قسم درود شریف ہے اور مانند درود شریف بارگاہ خداوند قدوس میں قبول ہی قبول ہے۔

''شاہاں راچہ عجب گر بنوازند گدا را''

نُورالوَردہ شرح قصیدہ بُردہ

اے خدائے نور، قرآن تیرا نور ہے — رسول تیرا نور ہے اس کا قصیدہ نور ہے
قصیدہ بردہ نور ہے یہ شرح اس کی نور ہے — اس معنیٰ میں نور الوردہ بھی نور علیٰ نور ہے
جو لکھے اور پڑھے، سنے اس قصیدہ نور کو — زبان اس کی نور، دل اس کا پُرنور ہے
نور کی سرکار سے آیا ارشاد نور کا — یہ پیام نور ہے جس کا اشارا نور ہے
تیری کیا بساط حافظ لکھے تو قصیدہ نور کا — مرشدی نور الحسن ہے، حسنین کا نانا نور کا
تیرے قلم نے کھینچا وہ نقش نور علیٰ نور ہے — نقشبندی کیا کہنے تیرا ہر نقش نور ہے
مطلع مقطع اس کا ایک عظیم نقشِ جمیل ہے — ابتداء جس کی نور ہے انتہا جس کی نور ہے
اس کی ہر سطر نور ہے ہر ورقہ صفحہ نور ہے — اس کی سیاہی نور ہے تیرا قلم نور ہے
بوصیری! تیرے قصیدہ پر عطا ہوئی وہ چادر نور ہے — شفا کا قبالہ نور ہے بخشش کا عجالہ نور ہے

اے حافظ دعا ہے تیری قبر بھی پُرنور ہو
تیرا قصیدہ نور ہے تیرا صحیفہ نور ہے

(حافظ محمد عنایت اللہ کان اللہ لہ)

صحیفہ نظیفہ

ایں صحیفہ حق نماء رسید از اختتام — مشتمل بر شرح قصیدہ بُردہ بصد احترام
ہست نور الوردہ از فیضان نقشبنداں — ماچہ نوشتیم، گفتیم، فافہم، والسَّلام

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى رَسُوْلِهٖ خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ وَزِيْنَةِ فَرْشِهٖ سَيِّدِنَا وَشَفِيْعِنَا وَحَبِيْبِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَاَسْبَاطِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَمُهَاجِرِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَمِلَّتِهٖ وَاُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ اٰمِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

بروے صلوٰۃ و برآل و اصحابش سلام — از حافظ فقیر باد اے ربّ ذوالمنعام
آل پر اصحاب پر اور تابعین پاک پر — صاحب طہارت وتقویٰ اور اہل حلم ذی کرم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۷۸۶/۹۲

شجرہ طریقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

از سید نا روحی فداہ حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تا

حضرت مولانا الحاج حافظ محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ (مع تاریخ وصال ومزار مبارک)

۱۔ الٰہی بحرمت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین سیدنا وشفیعنا ووسیلتنا فی الدارین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مدینہ منورہ۔

۲۔ الٰہی بحرمت صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ مدینہ طیبہ۔

۳۔ الٰہی بحرمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۰ رجب ۲۳ھ مدائن۔

۴۔ الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۴ جمادی الاول ۱۰۱ھ مدائن۔

۵۔ الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ۱۵ رجب ۱۴۸ھ مدینہ منورہ۔

۶۔ الٰہی بحرمت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ شعبان ۲۶۱ھ بسطام۔

۷۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ محرم الحرام ۴۲۵ھ خرقان۔

۸۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ ۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ طوس۔

۹۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷ رجب ۵۳۵ھ مرو۔

۱۰۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ غجدوان۔

۱۱۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ یکم شوال ۶۱۶ھ ریوگر قریب بخارا۔

۱۲۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ ۷۱۵ھ انجیر فغنہ۔

۱۳۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ ذی قعدہ ۷۲۱ھ خوارزم علاقہ بخارا۔

۱۴۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ جمادی الثانی ۷۵۵ھ سماس قریب بخارا۔

۱۵۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ سوخار قریب بخارا۔

۱۶۔ الٰہی بحرمت حضرت سید محمد بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ قصر عارفاں بخارا۔

۱۷۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ۲۰ رجب ۸۰۲ھ نوحفانیاں۔

۱۸۔ الٰہی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ ۵ صفر ۸۵۱ھ ہلغتو۔

۱۹۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ سمرقند۔

۲۰۔ الٰہی بحرمت حضرت مولانا زاہد ولی رحمۃ اللہ علیہ یکم ربیع الاول ۹۳۹ھ موضع وخش۔

۲۱۔ الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ محرم ۹۷۰ھ اسقرار مضافات ماوراءالنہر۔

۲۲۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ ۲۲ شعبان ۱۰۰۹ھ موضع امکنہ نزد بخارا۔

۲۳۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۔ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ دہلی۔

۲۴۔ الٰہی بحرمت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ سرہند شریف۔

۲۵۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ سرہند شریف۔

۲۶۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ سرہند شریف۔

۲۷۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ ۲۷ ذوالحجہ ۱۱۲۶ھ سرہند شریف۔

۲۸۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد حنیف پارسا رحمۃ اللہ علیہ یکم صفر المظفر ۱۰۲۳ھ بامیان از توابع کابل۔

۲۹۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ زکی رحمۃ اللہ علیہ ۴۲ ۱۱ھ تنگی لاتیفی۔

۳۰۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ ۹ ذوالحجہ مکہ مکرمہ۔

۳۱۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ ۴ ذی قعدہ ۱۱۸۸ھ سندھ لواری شریف۔ ضلع بدین

۳۲۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۲۳ھ موضع قاضی احمد علاقہ سندھ۔

۳۳۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ رتڑ چھتڑ مکان شریف پنجاب۔

۳۴۔ الٰہی بحرمت حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۳ شوال ۱۲۸۲ھ رتڑ چھتڑ مکان شریف پنجاب۔

۳۵۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مکان شریف پنجاب۔

۳۶۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ ۹ ذی قعدہ ۱۳۳۱ھ کوٹلہ پنجو بیگ پنجاب ضلع شیخوپورہ۔

۳۷۔ الٰہی بحرمت حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ۔

۳۸۔ الٰہی بحرمت حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ ضلع گوجرانوالہ۔

۳۹۔ الٰہی بحرمت حضرت مولانا حافظ محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ ضلع لاہور۔

(طریقت میں حضرت مولانا موصوف کی بیعت سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔
جبکہ آپ سید افتخار احمد شاہ سجادہ نشین امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و
سید عظمت علی شاہ زیب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے خلیفہ مجاز تھے)

۷۸۶
۹۲

مدّاحِ رسول الحاج مولانا حافظ محمد عنایت اللہ نقشبندی مجددی سقی اللہ ذو الجلال بزلال الافضال
سند و اجازت یافتہ دلائل الخیرات شریف محرم الحرام ۱۳۷۷ھ ہجری المقدسہ
المدینۃ المنورۃ
از
زبدۃ الاصفیاء الشیخ الدلائل حضرت محمد یوسف الباشلی الحریری المدنی قدس سرہ القدس
من سلسلۃ مؤلف دلائل الخیرات ابو عبد اللہ سید محمد بن سلیمان الجزولی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی یکم ربیع الاول ۸۷۰ھ
مراکش۔ چار صفحات پر مشتمل اس سند کی کچھ سطور بطور تبرک شاملِ اشاعت کی جا رہی ہیں۔

سند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علی سیدنا و مولینا محمد و علی آلہ
وصحبہ وسلم، حمدا لمن اکرم بمتصلات
نعمائہ حامدہ واجازہ، وشکرا لمن جعل
مسلسلات الائمہ لشاکرہ اجازۃ وصلاۃ و
سلاما علی الذی جعلت الصلاۃ علیہ من
اوضح دلائل الخیرات وآلہ واصحابہ الائمۃ
الھداۃ وبعد فان الصالح الاسمی والبرکۃ العظمی

اخانا وحبیبنا فی اللہ الذاکر الاجل ابن غلام محمد محمد عنایت اللہ
سالنی ان اجیزہ بدلائل الخیرات اذکر له سندی

شیخ الدلائل یوسف بن محمد بن علی ملک باشلی الحریری المدنی
محرم الحرام سنہ ۱۳۷۷ ہجری المقدسہ

نماز کا تحفہ شہنشاہِ مختار کی بارگاہ میں | "بطرز" | درود شریف کا تحفہ نبی مختار کی بارگاہ میں

بنام بنام مولانا موصوف کی تصنیف بعینہٖ وہی محبت بھرا انداز، تحریر عالمانہ اور استدلال فقیہانہ ہے۔ نماز عارفانہ، عاشقانہ کی حکمتیں اَلصَّلٰوۃُ مِعۡرَاجُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ط " ثنا، تسمیہ، تعوذ، فاتحۃ الکتاب، تشہد، درود شریف، دعا، سلام اور ان پر سیر حاصل بحث۔ شریعتِ مطہرہ میں نماز کا مقام۔ دلائل قرآنیہ، احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ سے مزین۔ مسائل اور فضائل نماز پر ایک بے مثل مدلل تحقیقی، جامع کتاب ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ وَاٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ۔

۵

مشتمل بر صفحات ۶۰۰

دلائل الخیرات شریف
۳

صحیفہ درود پاک
بر
سیدِ لولاک
علیک الصلوٰۃ والسلام

نور الوردۃ
شرح
قصیدۃ البردۃ
۴

شوارق الانوار فی ذکر الصلوٰۃ علی النبی المختار | الکوکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ

نہایت ہی نفیس خوشخط، خوبصورت، رنگین آرٹ پیپر، ترجمہ حواشی سے مزین، حشو و زوائد اور اغلاط سے پاک قدیم نسخہ صحیحہ مصریہ کے مطابق عنقریب شائع ہو رہی ہے وظیفہ پڑھنے والوں کے لئے "تحفہ" ط زبدۃ الاصفیاء الشیخ الدلائل حضرت محمد یوسف الباشلی الحریری قدس سرہٗ القدس ط

محرم الحرام ۱۳۷۷ھ سنہ ہجری المقدسہ سے اجازت و سند یافتہ

المدینۃ المنورۃ

مداحِ رسول الحاج مولانا حافظ محمد عنایت اللہ نقشبندی مجددی سقی اللہ ذوالجلال بزلال الافضال

آستانہ نقشبندیہ مجددیہ، رضویہ سٹریٹ گلشن کالونی لاہور پاکستان۔ فون نمبر ۰۴۲-۳۷۸۱۰۹۰۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمد — حامد — محمود — قاسم — عاقب — فاتح

خاتم — حاشر — ماح — سراج — داع — مدعو

منیر — بشیر — نذیر — هاد

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مهد — رسول — نبی — طٰه

یٰس — مزمل — مدثر — شفیع

نعمة اللہ — ذکر اللہ — حبیب اللہ — مصطفیٰ

مرتضیٰ — مجتبیٰ — ناصر — منصور

نور — شهید — شاهد — مشهود — مطاع — مطیع

مجیب — علیم — حکیم — مذکر — امین — صادق

لا الٰہ الا اللہ محمد ﷺ رسول اللہ